تمت

۴۸۵ باب سترہ کے پیچھے نماز پڑہنے مین

پارۂ دوم

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کہ باستنباط کنندۂ احادیث

۱۳۰۸ھ

تیسیر القاری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

یعنی قسطلانی

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

۱۸۹۰ع

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور در سنہ ۱۳۰۸ھ بزیور طبع مزین گردید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْغُسْلِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ترجمہ کتاب غسل کے بیان مین

ف غسل بضم غین نہانا اور بہ فتح غین دھونا اور بکسر غین جس سے دھووین پانی کے ساتھ ملا کر جیسے صابون اشنان وغیرہ اور کافی ہے غسل مین پانی بہانا اور مالک اور مزنی کے نزدیک بدن کا ملنا بھی واجب ہے (فتح) ت اور فرمایا اللہ تعالی نے ف یہان مؤلف نے دو آیتین ذکر کین پہلی سورہ مائدہ کی پھر سورہ نساء کی اور غرض اونکے لانیسے یہ ہے کہ غسل کی فرضیت جنب کے لیے قرآن سے ثابت ہے اور مائدہ کی آیت کو مقدم کیا کیونکہ اُس مین فَاطَّهَّرُوْا ہے اور یہ مجمل ہے اور دوسری آیت مین اُسکی تفسیر ہے حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا (فتح) ت اگر تم جنب ہو (احتلام سے یا جماع سے تمکو انزال ہوا ہو یا مقدمات جماع سے انزال ہوا ہو یا دخول کیا ہو گو انزال نہ ہوا ہو) تو پاکی کرو (غسل کرو) اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی ضرر کرے) یا مسافر ہو (اور پانی نہ ملے) یا تم مین سے کوئی پاخانہ سے آوے (یعنے بول یا براز کے بعد) یا چھوؤ تم عورتون کو (بشہوت کیونکہ شافعیہ کے نزدیک عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک چھونے سے مراد جماع ہے اور اسکا مفصل بیان پارۂ اول میں

گذرا) پھر تم پانی نہ پاؤ (یعنے پانی استعمال نہ کر سکو جیسے ابن ابی حاتم نے کہا کہ یہ آیت ایک بیمار کے حق میں اتری
انصار میں سے جسکے پاس خادم نہ تہا اور وہ خود اوٹھکر پانی نہ لے سکا نہ وضو کر سکا) تو تیمم کرو پاک مٹی پر تو مسح
کر لو اپنے موہون اور ہاتہون پر اوس سے اللہ نہین چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمکو پاک کرے اور
اپنی نعمت تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو (اور جسکی نعمت زیادہ ہو تم پر یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے) اور فرمایا اللہ تعالی
نے (سورۂ نساء مین) اے ایمان والو مت نزدیک ہو تم نماز کے جب تم نشہ مین ہو یہانتک کہ سمجہنے لگو جو کہتے
ہو ف یہ آیت ان صحابہ کے باب مین اتری جنہون نے شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیا ابن عوف کے پاس
پھر اونہون نے امامت کی اور پڑہا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے
اور ضحاک نے کہا نشہ سے نیند کی غفلت مراد ہے نہ شراب کا نشہ ت یا جنب ہو مگر راہ چلتے (یعنے مسافر ہو تو غسل
کرنا ضرور نہین جب پانی نہ ملے بلکہ تیمم کافی ہے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ نماز کے مقامون پر نہ جاؤ یعنے
مسجدون مین نشہ اور جنابت کی حالت مین مگر جب راہ چلتے اونپر سے گذرو یعنے مسجد پر سے کہین جانے کی راہ ہو
اور وہان جانا چاہو تو جنابت کی حالت مین بہی مسجد پر سے گذر جانا درست ہے) یہانتک کہ غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا
مسافر یا تم مین سے کوئی پاخانہ سے آوے یا چہوؤ تم عورتون کو پہر پانی نہ پاؤ (یعنے پانی تمکو نہ ملے یا ملے پر اوس کا
استعمال نہ کر سکتے ہو بیماری یا مفلسی کی وجہ سے) تو تیمم کرو پاک مٹی پر پہر مسح کر لو اپنے موہون اور ہاتہون پر بیشک اللہ
تعالی معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے (تو جب پانی نہ ہو اوس نے غسل کو معاف کر دیا اور تیمم جائز کر دیا) **باب الوضوء**
قبل الغسل غسل سے پہلے وضو کرنیکا بیان ف امام شافعی نے ام مین کہا کہ اللہ تعالی نے غسل کو فرض کیا
پس جسطرح غسل کرے یعنی سارے بدنکو تر کرلے کافی ہے اور بہتر یعنے مستحب اسطرح ہے کہ پہلے وضو کرے جیسے حدیث
مین آتا ہے حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ زوج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اغتسل من الجنابۃ بدأ فغسل یدیہ ثم یتوضأ کما یتوضأ للصلوۃ ثم یدخل
اصابعہ فی الماء فیخلل بہا اصول الشعر ثم یصب علی راسہ ثلث غرف بیدیہ ثم یفیض الماء علی
جلدہ کلہ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل کرتے جنابت کا
شروع مین دونو ہاتہ دہوتے (برتن مین ہاتہ ڈالنے سے پہلے ترمذی پہر اپنی شرمگاہ دہوتے مسلم) پہر وضو کرتے
جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تہے ف حافظ نے کہا ہاتہ دہونا پاک کرنیکے لیے تہا یا ہاتہ دہونا وہی تہا جو نیند سے
اوٹہکر چاہیے اور دلالت کرتی ہے اسپر ترمذی کی روایت اور احتمال ہے کہ غسل سے پہلے وضو ایک مستقل سنت ہو اور

اور احتمال ہے کہ وضو میں جو اعضا دہل جاتے ہیں اونکو پہر غسل میں دہویا ہو اس صورت میں اس وضو کے شروع میں جنابت کے غسل کی نیت کرنا چاہیے اور ابن بطال نے کہا اجماع ہے اسپر کہ وضو واجب نہیں غسل کے ساتہ اور یہ غلط ہے کیونکہ ابو ثور اور داؤد اور ایک جماعت کے نزدیک غسل وضو سے کافی نہیں ہوتا یعنے جو بے وضو ہو وہ اگر غسل کر لے تو کافی نہ ہوگا بلکہ رفع حدث کے لیے پہر وضو کرنا چاہیے قسطلانی نے کہا شافعی اور مالک کا یہ مذہب ہے کہ غسل سے پہلے پورا وضو کرے جیسے ظاہر حدیث سے نکلتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر غسل کے مقام میں مستعمل پانی جمع ہوتا ہو تو صرف پانون نہ دہووے بلکہ غسل کے بعد دہووے اسیطرح ظاہر ہے کہ یہ وضو بہی تین تین بار کرے اور عیاض نے کہا کہ جنابت کے وضو میں تکرار ثابت نہیں ہوئی انتہے مختصرا ت پہر اپنی اونگلیاں پانی میں ڈالتے اور خلال کرتے اونسے بالون کی جڑون کا ف مسلم کی روایت میں ہے پہر پانی لیتے اور اپنی اونگلیون کو بالون کی جڑون میں ڈالتے اور ترمذی اور نسائی میں یہ ہے پہر اپنے بالون کو پانی ملاتے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ پہلے خلال کرتے اونسے سر کے داہنی جانب کا تو لیجاتے انکو بالون کی جڑون میں پہر بائیں جانب بہی ایسا کرتے اور یہ خلال بالاتفاق واجب نہیں ہے مگر جب بال جمے ہوئے ہوں اسطرح سے کہ پانی اونکی جڑون میں نہ پہونچے تو واجب ہے (فتح) ت پہر اپنے سر پر تین چلو دونو ہاتہون سے لیکر ڈالتے پہر پانی بہاتے اپنے ساری بدن پر ف حافظ نے کہا عیاض نے جو کہا کہ جنابت کے وضو میں تکرار ثابت نہیں یہ غلط ہے امام نسائی اور بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا غسل جنابت میں کہ پہر آپ کلی کرتے تین بار اور ناک میں پانی ڈالتے تین بار اور منہ کو دہوتے تین بار پہر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے اور ساری بدن پر پانی ڈالنے سے یہ نکلتا ہے کہ جو وضو غسل سے پہلے کیا وہ ایک سنت ہے اس صورت میں اگر غسل کرنیوالا بے وضو ہو تو اس وضو میں رفع حدث کی نیت کرے ورنہ غسل کی سنت کی اور پانون دہونے میں دیر نہ کرے بلکہ پورا وضو کرے اور یہی محفوظ ہے اسطریقہ میں البتہ مسلم نے ابو معاویہ کے طریق سے نکالا اس میں یہ ہے پہر پانی ڈالا اپنے ساری بدن پر پہر دونوں پانون دہوئے بیہقی نے کہا یہ روایت غریب ہے اور صحیح ہے میں کہتا ہوں اسمیں گفتگو ہے اور اسکا ایک شاہد ہے ابو سلمہ کی روایت سے حضرت عائشہؓ سے اسکو نکالا ابو داؤد طیالسی نے اور اسکے اخیر میں یہ ہے جب غسل سے فارغ ہوئے تو دونو پانون کو دہویا انتہے ملخصا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو امام مسلم اور نسائی اور ابو داؤد نے بہی نکالا مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے ام المومنین عائشہؓ کی حدیث میں پانون کا دہونا غسل کے بعد مراد رکہا ورنہ ام المومنین میمونہ کی حدیث میں جسکو مولف آگے بیان کرینگے یہ آتا ہے کہ آپ نے پانی ڈالا اپنے بدن پر پہر اس جگہ سے سرک گئے اور دونو پانون دہوئے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي

۱۲ اور دونو پانون تین تین بار

الجعد عن كريب عن ابن عباس عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وضوءه للصلوة غير رجليه وغسل فرجه وما اصابه من الاذى ثم افاض عليه الماء ثم نحى رجليه فغسلهما هذه غسله من الجنابة ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں صرف پانوں نہیں دہوئے ف حافظ نے کہا اس میں تصریح ہے کہ پانوں کو غسل کے بعد دہویا اور یہ بظاہر مخالف ہے حضرت عائشہ رض کی روایت کے اور تطبیق یوں ہوگی کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں وضو سے اکثر افعال وضو کو مراد ہوں یا کبھی ایسا کیا ہو کبھی ویسا اور جمہور کا یہ قول ہے کہ پانوں دہونا غسل کے بعد مستحب ہے اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ اگر غسل کا مقام صاف پاک نہ ہو تو پانوں دہونے میں تاخیر کرنا مستحب ہے ورنہ تقدیم مستحب ہے اور شافعیہ کے دو قول ہیں افضل میں نووی نے کہا صحیح اور مشہور یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو پورا کرے کیونکہ اکثر روایتیں حضرت عائشہ اور میمونہ سے اسیطرح ہیں انتہے حالانکہ کسی روایت میں غسل سے پہلے وضو پورا کرنیکی تصریح نہیں بلکہ محتمل ہیں تمام وضو کو اور بعض روایتوں میں تصریح ہے کہ غسل کے بعد پاؤں دہوئے جیسے ابو معاویہ کی روایت میں جو گذری اور میمونہ رض سے اکثر روایتیں اوسکے موافق ہیں اور امام احمد کی روایت میں ابو معاویہ سے انہوں نے اعمش سے یہ ہے کہ آپ جب غسل کرتے جنابت کا تو پہلے دونوں ہاتھ دہوتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر اپنی شرمگاہ دہوتے اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک آخر میں یہ کہا پھر سرک جاتے اور دونو پانوں اپنے دہوتے اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ہمیشہ پانوں دہونے میں تاخیر کرتے قرطبی نے کہا اسمیں حکمت یہ ہے کہ شروع اور ختم غسل کا وضو کے افعال سے ہووے انتہے ملخصا ت

اور اپنی شرمگاہ کو دہویا اور جو کثافت آپکے لگی تھی (یعنے منی اور رطوبت وغیرہ) پھر اپنے بدن پر پانی ڈالا پھر اپنے پانوں کو سرکایا (غسل کے مقام سے) انکو دہویا یہ آپکا غسل تھا جنابت سے ف حافظ نے کہا اس روایت میں تقدیم اور تاخیر ہو گئی ہے کیونکہ شرمگاہ کا دہونا وضو سے پہلے تھا اور یہ ابن المبارک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جو آگے آویگی اوسمیں پہلے ہاتھوں کا دہونا مذکور ہے پھر شرمگاہ کا دہونا پھر دیوار پر ہاتھ رگڑنا پھر وضو کرنا مگر پانوں نہ دہونا اور اس حدیث سے امام بخاری نے بہت سے مسائل نکالے ہیں اور ہر ایک باب میں ایک ایک مسئلہ کو بیان کیا ہے اور سب میں یہی حدیث بتغیر اسناد ذکر کی ہے اور اس سے کئی فائدے اور نکلتے ہیں ایک تو مدد لینا جائز ہونا وضو اور غسل میں پانی لانے میں چنانچہ حفص کی روایت میں اسی حدیث میں ہے کہ میں نے آپکے لیے غسل کا پانی رکھا دوسرے بی بی کو خاوند کی خدمت کرنا تیسرے شرمگاہ دہونے کے لیے داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا چوتھے جو شخص چلو سے

پانی لینا چاہیے اوسکو شرمگاہ سے پہلے ہاتھون کا دہونا لیکن اگر پانی لوٹے مین ہو تو پہلے شرمگاہ کا دہونا اولی ہے
اور اسحدیث کے کسی طریقہ مین سر کے مسح کا ذکر نہین اور مالکیہ نے اسی وجہ سے کہا کہ غسل کے وضو مین سر کا مسح نہین ہے
بلکہ غسل مین جو سر دہوتے ہین وہ مسح کے بدل کافی ہو اور ابوحمزہ کی روایت مین یہ ہے کہ پہر مینے آپ کو ایک
کپڑا دیا آپنے نہین لیا اس سے بعضون نے دلیل لی ہے بدن پونچہنے کی کراہت پر حالانکہ یہ دلیل لینا صحیح نہین کیونکہ
یہ ایک واقعہ ہے اور شاید پہیر دینے کی وجہ اور کچہہ ہو جیسے کپڑے کا اچہا نہ ہونا یا آپ کو جلدی ہونا مہلب نے
کہا شاید کپڑا پہیر دینے کا سبب یہ ہو کہ پانی کی برکت باقی رہے یا تواضع کی راہ سے ہو یا اوس کپڑے مین ریشم ہو گا یا
میل ہو گا اور احمد اور اسمعیلی کی روایت مین ابوعوانہ سے انہون نے اعمش سے یہ ہے کہ مین نے اسکا ذکر ابراہیم نخعی سے
کیا اونہون نے کہا سندیل سے پونچہنے مین کچہہ قباحت نہین اور آپ نے اسکو پہیر دیا اس ڈر سے کہ عادت نہ ہو جائے
اور تیمی نے کہا اسحدیث مین دلیل ہو کہ آپ بدن کو پونچہتے تہے ورنہ سندیل کیون لائی جاتی ابن دقیق العید نے کہا
آپنے پانی ہاتہہ سے جہٹکا اس سے یہ نکلتا ہے کہ پونچہنے مین کراہت نہین نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے اسمین پانچ
قول ہین صحیح یہ ہو کہ نہ پونچہنا مستحب ہے اور اسمین یہی دلیل ہے کہ جو پانی طہارت کرنیوالے کے اعضا سے ٹپکے وہ پاک ہے
اور بعض غلو کرنے والے حنفیون نے اسکو نجس جانا ہے انتہی مختصرًا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسحدیث کو کئی مقامون مین نکالا اور مسلم
اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت مین نقل کیا ہو کہ امام احمد نے روایت کیا جبیر بن مطعم سے کہ ہم
نے ذکر کیا جنابت کے غسل کا حضرت صلعم کے پاس آپ نے فرمایا مین تو چلو بہر کر پانی لیتا ہون اور اپنے سر پر ڈالتا ہون
پہر بعد اسکے سارے بدن پر پانی بہاتا ہون اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہین اور ایک روایت مین امام احمد کے
یون ہو کہ مین اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہون پہر پانی بہاتا ہون تو مین پاک ہو جاتا ہون اور نکالا پانچون عالمون
نے حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم غسل کے بعد وضو نہین کرتے تہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا
اوسکو بیہقی نے عمدہ سندون سے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کیا موقوفًا اور مرفوعًا جب وہ پوچہے گئے
غسل کے بعد وضو کرنے سے تو اونہون نے کہا غسل سے زیادہ کونسا وضو ہے اور ایک شخص نے اونسے کہا مین وضو کرتا ہون
غسل کے بعد تو اونہون نے کہا تو نے بڑا مبالغہ محنت کی اور حذیفہ سے اونہون نے کہا کیا تم مین سے ایک کو یہ کافی
نہین کہ سر سے لیکر پاؤن تک دہو دے تا کہ وضو کرے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے ایسا ہی آیا ابن عربی
نے کہا علما کا اختلاف نہین اس باب مین کہ وضو داخل ہے غسل مین ابن سید الناس نے کہا کہ امام داؤد نے
وضو واجب کہا ہے غسل کے اندر نہ غسل کے بعد اور ابن حزم نے کہا کہ داؤد کے نزدیک بہی وضو غسل مین

فرض نہیں ہے انتہی مختصراً اور امام نسائی کی روایت کیا ابن عمر سے کہ حضرت عمر رضہ نے پوچھا حضرت سے جنابت کے غسل کو آپنے فرمایا شروع کرے تو اپنے داہنے ہاتھ پر دو بار یا تین بار پانی ڈالے پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالے پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈھالے اور بائیں ہاتھ کو شرمگاہ پر رکھے اور جو وہاں لگا ہو دھو ڈالے یہاں تک کہ صاف کرے پھر بایاں ہاتھ اپنا چاہے تو مٹی پر رکھے پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالے یہاں تک کہ اسکو صاف کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے تین بار اور ناک میں پانی ڈالے اور کلی کرے اور اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھوئے جب سر تک پہونچے تو اوس پر مسح نہ کرے اور پانی اوس پر ڈالے **باب غسل الرجل مع امرأتہ** مرد کا اپنی بی بی کے ساتھ غسل کرنا ایک برتن سے **حدثنا** آدم بن ابی ایاس قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کنت اغتسل انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد من قدح یقال لہ الفرق ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے ایک برتن سے ایک پیالے سے جسکو فرق کہتے تھے **ف** مالک کی روایت میں ہے کہ جنابت کا غسل کرتے تھے صحیح مسلم میں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے نووی نے کہا یہی جمہور کا قول ہے اور ابو عبید نے کہا اسپر اتفاق ہے تو فرق سولہ رطل کا ہوئی اور بعضوں نے کہا فرق دو صاع کا ہوتا ہے اور ابن حبان نے حضرت عائشہ رضہ سے نکالا کہ وہ برتن چھ اقساط کا تھا اور قسط بالاتفاق اہل لغت نصف صاع کا ہوتا ہے حافظ نے کہا جب فرق تین صاع کا ہوا اور سولہ رطل کا تو صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوا جیسے شافعیہ کا قول ہے نہ آٹھ رطل کا جیسے حنفیہ کہتے ہیں اور بعض شافعیہ نے کہا کہ غسل کے لیے آٹھ رطل کا صاع معتبر ہے اور صدقہ فطر کے لیے ۵ ۱/۳ رطل کا اور یہ قول ضعیف ہے اور داؤدی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ مرد کو اپنی عورت کی شرمگاہ اور عورت کو اپنے مرد کی دیکھنا درست ہے اور ابن حبان نے نکالا سلیمان بن موسی سے کہ اون سے پوچھا گیا کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اونہوں نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا اونہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا تو اونہوں نے یہی حدیث بیان کی انتہی مختصراً حافظ نے کہا ابن اثیر نے نقل کیا کہ فرق بفتح قاف اور را سولہ رطل کا ہوتا ہے اور بسکون را ایک سو بیس رطل کا اور یہ قول غریب ہے قسطلانی نے کہا جوہری نے کہا فرق ایک پیمانہ ہے مشہور مدینہ میں سولہ رطل کا اور یہ پیمانہ کانسی کا تھا جیسے حاکم کی روایت میں ہے ایک کٹورے میں کانسی کا اور روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے انتہی **باب الغسل بالصاع ونحوہ** صاع اور اسکی مانند برتنوں سے غسل کرنا **ف** اوپر گذرا کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور رطل سے مراد بغدادی رطل ہے جو ایک سو اٹھائیس درہم اور ۴/۷ درم کا ہوتا ہے اور نووی نے اسکو ترجیح

دی اور رافعی وغیرہ نے کہا کہ رطل اکتیس درم کا ہے (فتح) اور اہل عراق (کوفہ وغیرہ) نے کہا کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور حجت لی مجاہد کی روایت سے کہ ہم حضرت عائشہ پاس گئے پھر ایک بڑا پیالہ لایا گیا حضرت عائشہؓ نے کہا آپ ایسے برتن سے غسل کرتے تھے مجاہد نے کہا میں نے اوسکا اندازہ کیا تو آٹھ رطل سے نو یا دس رطل تک ہوگا حالانکہ یہ روایت اوسکا مقابلہ نہیں کر سکتی جو مدینہ میں مشہور اور متواتر ہوا اور جاری رہا انکی معاشوں اور معاملات میں اور امام مالک نے ابو یوسف کے سامنے جب وہ مدینہ میں آئے صاع کو نکالا اور کہا یہ صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو یوسف نے اوسکو ۵⅓ رطل کا پایا تو اونہوں نے رجوع کیا امام مالک کے قول کیطرف پھر یہ سب لوگوں کی روایتیں ایک مجاہد کی خبر سے رد نہیں ہو سکتیں حافظ نے کہا اگر مجاہد کی خبر کو تسلیم کریں تب بھی اہل عراق کا استدلال تمام نہیں ہوتا کیونکہ مجاہد نے اندازہ کیا اور اندازہ ماپنے اور تولنے کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسکے علاوہ مجاہد نے یہ کہاں کہا کہ وہ برتن صاع تھا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوًا مِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلَى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرِ صَاعٍ

ترجمہ ابو سلمہ سے روایت ہے میں اور حضرت عائشہ کے بھائی رضاعی جیسے مسلم اور نسائی کی روایت میں ہے ف نووی نے کہا کہ اونکا نام عبداللہ بن یزید تھا (عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف) کیونکہ صحیح مسلم میں کتاب الجنائز میں ہے عبداللہ بن یزید سے جو رضیع تھے حضرت عائشہ کے حافظ نے کہا میرے نزدیک وہ معین نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت عائشہ کے رضاعی بھائی کثیر بن عبید بھی تھے اور کثیر نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے نکالا اوسکو بخاری نے ادب مفرد میں اور ابو داؤد نے اور غلطی کی داؤدی نے جو کہا کہ مراد عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں اور اوسنے جو کہا کہ مراد طفیل بن عبداللہ ہیں کیونکہ امام مسلم اور نسائی اور ابو عوانہ کی روایتوں میں شعبہ سے رضاعی بھائی کی تصریح ہے ت حضرت عائشہ پاس گئے اونکے بھائی نے اونسے پوچھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر غسل کرتے تھے اونہوں نے ایک برتن منگوایا جو ایک صاع کے مانند ہوگا پھر غسل کیا اونہوں نے اور اپنے سر پر پانی ڈالا اور ہمارے اور انکے بیچ میں پردہ تھا ف قاضی عیاض نے کہا ظاہر ہے کہ ان دونوں شخصوں نے حضرت عائشہؓ کے سر اور بدن کے اوپر کیجانب کو دیکھا جو محرم کو دیکھنا درست ہے اور ابو سلمہ بھی حضرت عائشہ کے بھانجے تھے رضاعی اونکو دودھ پلایا تھا ام کلثوم حضرت عائشہؓ کی بہن نے ورنہ وہ اونکے سامنے کیونکر غسل کرتیں اور اس سے یہ نکلا کہ کام کرکے دکھانا عمدہ طریقہ ہے تعلیم کا (فتح)

(ترجمہ) کہا ابوعبداللہ (امام بخاری رح) نے کہا یزید بن ہارون اور بہز (بن اسد) اور جدی (عبدالملک بن ابراہیم) نے اس حدیث کو روایت کیا شعبہ سے اور کہا کہ وہ برتن ایک صاع کے اندازہ کا ہوگا ف حافظ نے کہا کہ یزید بن ہارون کے طریقہ کو ابوعوانہ اور ابونعیم نے مستخرج میں نکالا اور بہز کے طریق کو اسمعیلی نے اور انکی روایت میں یہ ہے کہ اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا اور ایسا ہی ہے مسلم اور نسائی کی روایت میں انتہی حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا یحیی ابن آدم قال حدثنا زهیر عن ابی اسحق قال حدثنا ابو جعفر انه کان عند جابر بن عبد الله هو وابوه وعنده قوم فسألوه عن الغسل فقال یکفیک صاع فقال رجل ما یکفینی فقال جابر کان یکفی من هو اوفی منك شعرا وخیر منك ثم امنا فی ثوب ترجمہ امام محمد باقر (ابوجعفر) بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام سے روایت ہے کہ وہ اور اونکے باپ (امام زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام) جابر بن عبد اللہ انصاری رض کے پاس تھے اور اونکے پاس اور کچھ لوگ تھے اونہوں نے جابر رض سے پوچھا (اسحق بن راہویہ کی مسند میں ہے کہ پوچھنے والے امام ابوجعفر ہی تھے اور نسائی کی روایت میں ہے ابوجعفر سے ہمنے جھگڑا کیا غسل میں جابر رض کے پاس) غسل کو جابر نے کہا کافی ہے تمکو ایک صاع پانی ایک شخص بولا (قوم میں سے (اسمعیلی) اور بعضوں نے کہا کہ وہ شخص حسن بن محمد بن علی بن ابیطالب تھے) مجھے تو (اتنا پانی) کافی نہیں ہے جابر رض نے کہا وہ تو کافی ہوتا تھا اون شخص کو جنکے بال تم سے زیادہ تھے اور تم سے بہتر تھے (یعنے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم) پھر امامت کی جابر رض نے ہماری ایک کپڑے میں ف امامت کا ذکر کتاب الصلوۃ میں مفصل اویگا حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگلے لوگ حدیث کے کیسے تابع تھے اور حضرت صلعم کے افعال کے کیسے پیرو تھے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو کوئی حدیث کے خلاف جھگڑا کرے بے علمی سے اوسکو سختی سے سمجھانا درست ہے جیسے جابر رض نے حسن بن محمد کو سمجھایا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ پانی میں اسراف منع ہے اور اس حدیث کو امام مسلم نے نہیں نکالا اور صاحب عمدہ نے اوسکو ذکر کیا حالانکہ وہ متفق علیہ روایتیں نکالتے ہیں قسطلانی نے کہا امام نسائی نے اسکو نکالا حدثنا ابو نعیم قال حدثنا ابن عیینة عن عمرو عن جابر بن زید عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم و میمونة کانا یغتسلان من اناء واحد قال ابو عبد الله کان ابن عیینة یقول اخیرا عن ابن عباس عن میمونة والصحیح ما رواه ابو نعیم ترجمہ عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین میمونہ دونو غسل کرتے تھے ایک برتن سے ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا ابن عیینہ جو اس حدیث کے راوی ہیں) واخیر عمر میں یوں روایت کرتے تھے اسکو ابن عباس سے اونہوں نے میمونہ سے اور صحیح وہ ہے جو ابونعیم (فضل

یعنی کہین) نے روایت کیا ف ابن عباس سے تو حدیث ابن عباس کی مسند ہی میمونہ کی اور ایسا ہی صحیح کہا دارقطنی نے اور ابو نعیم نے ابن عیینہ سے پہلے سنا ہی اور محدثین کی عادت ہے کہ وہ قدم سماع سے ترجیح دیتے ہین کیونکہ اول زمانے مین حافظہ قوی ہوتا ہی بہ نسبت اخیر عمر کے حافظ نے کہا لیکن دوسرون کی روایت کو ترجیح ہی اسوجہ سے کہ وہ راوی بہت ہین اور انکو سفیان کی صحبت زیادہ تہی اور اسمعیلی نے اسکو ترجیح دی اسطرح سے کہ ابن عباس حضرت صلعم کے غسل پر مطلع نہین ہو سکتے تہے تو ضرور میمونہ سے سنا ہوگا اور میمونہ کی روایت کو نکالا شافعی اور حمیدی اور ابن ابی عمر اور ابن ابی شیبہ وغیرہم نے اپنی مسندون مین سفیان سے اور مسلم اور نسائی نے اب بعض شارحین نے یہ کہا ہی کہ میمونہ کی اس حدیث کو باب سے کچھہ مناسبت نہین ہی کیونکہ اسمین برتن کا مقدار مذکور نہین ہے اور اسکا جواب یہ ہی کہ مقدار برتن کا اس سے نکلتا ہے کہ اس زمانے مین برتن چہوٹے تہے جیسے امام شافعی نے کہا تو داخل ہو جاویگی یہ حدیث مؤلف کی اس باب مین صاع اور اوسکے مانند سے غسل کرنا یا یہ مطلق محمول ہوگا اوس مقید پر جو حضرت عائشہ کی حدیث مین ہی کہ مین اور حضرت صلعم ایک برتن سے نہاتے جو فرق کے برابر تہا کیونکہ دونو آپکی بی بیان تہین انتہی مختصرًا قسطلانی نے کہا باب کی مناسبت کے لیے تین توجیہین کی ہین ایک یہ کہ برتن سے مراد وہی فرق ہی جو اوپر گذرا دوسرے یہ کہ برتن عربون مین مشہور اور معلوم تہا جسمین ایک صاع یا کچھہ زیادہ پانی آوے تو اوسکی بیان کرنیکی احتیاج نہوئی تیسرے یہ کہ یہ حدیث مختصر ہے اور اسمین پوری روایت مین یہ مذکور ہوگا کہ وہ برتن بقدر تین صاع یا اوسکے قریب تہا جیسے حضرت عائشہ کی حدیث مین مذکور ہے اور تینوں توجیہین سست ہین اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور احمد اور ابن ماجہ اور مسلم اور ترمذی نے نکالا سفینہ سے کہ حضرت صلعم ایک صاع سے غسل کرتے تہے اور ایک مد سے وضو کرتے تہے اور ایک روایت مین ہے کہ صاع پانی آپکو نہلا دیتا تہا جنابت سے اور مد پانی آپکو وضو کرا دیتا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم نے انس رض سے کہ حضرت صلعم صاع سے لیکر پانچ مد تک سے غسل کرتے اور مد سے وضو کرتے اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے انس رض سے کہ حضرت صلعم وضو کرتے ایک برتن سے جسمین دو رطل پانی آتا اور غسل کرتے صاع سے اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے انس رض سے آپ غسل کرتے پانچ مکوک سے اور وضو کرتے ایک مکوک سے اور مکوک مد کو کہتے ہین اور ترمذی نے انس رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے وضو مین دو رطل پانی اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی نے ام عمارہ اور عبد اللہ بن زید سے کہ حضرت صلعم نے وضو کیا تو ایک برتن لایا گیا جسمین دو تہائی مد پانی تہا ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت مین ہے عبد اللہ بن زید سے کہ وضو کیا آپنے دو ثلث مد کی مانند سے اور نسائی نے موسی جہنی سے کہ مجاہد پاس ایک پیالہ لایا گیا مین نے اسکا انداز کیا وہ آٹھہ رطل ہوگا اونہون نے کہا مجھہ سے حدیث

بیان کی حضرت عائشہ نے کہ حضرت ص غسل کرتے تھے ایسے ہی برتن سے شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور احمد اور ابو داود اور اثرم اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے جابر رض سے کہ حضرت نے فرمایا کافی ہے غسل سے ایک صاع اور وضو سے ایک مد ابن قطان نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شوکانی نے کہا مد ایک رطل اور تہائی رطل بغدادی ہوتا ہے اور صاع چار مد کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ صاع آٹھ رطل کا اور مد دو رطل کا ہوتا ہے اور امام شافعی نے کہا کہ جمع ان روایتوں میں اسطرح سے ہو کہ یہ مختلف اوقات کا ذکر ہے اور مختلف غسلوں کا اور کافی ہے غسل کے لیے اتنا پانی جس سے سارا بدن تر ہو جاوے خواہ صاع ہو یا کم یا زیادہ بشرطیکہ اتنا کم نہ ہو کہ اسکو غسل نہ کہیں اور نہ اتنا زیادہ ہو کہ اسراف کے درجہ کو پہونچے اور اوپر یہ حدیث گذری کہ حضرت ص نے سعد سے فرمایا وضو میں اسراف ہے اگرچہ تو جاری نہر پر ہووے نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت ص پناہ مانگتے تھے وضو کے وسوسہ سے ابن حجر نے کہا اسکا اسناد واہی ہے اور امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ وہ اور حضرت ص دونو غسل کر لیتے ایک برتن سے جسمیں تین مد یا اسکے قریب پانی آتا تو ایک صاع سے بھی کم میں دو غسل ہوئے اسیطرح روایت کیا طبرانی اور بیہقی نے ابو امامہ سے کہ حضرت ص نے وضو کیا آدہے مد سے اور اسکی اسناد میں صلت بن دینار متروک ہے اور یہ حدیث کہ حضرت ص نے وضو کیا تہائی مد سے تو حافظ نے کہا مجھکو نہیں ملی اور امام نسائی نے نکالا عبید بن عمیر سے حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے تئیں دیکھا میں اور حضرت ص غسل کرتے اس برتن سے وہ ایک کٹرہ تھا جو صاع کے برابر ہوگا یا اس سے کم ہوگا پھر ہم دونو ایک ساتھ شروع کرتے اسمیں میں اپنے سر پر تین بار اپنے ہاتھ سے پانی بہاتی اور اپنے بال نہ کھولتی شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ غسل کے لیے ایک صاع پانی واجب نہیں ہے

باب مَنْ اَفَاضَ عَلٰی رَأْسِهٖ ثَلٰثًا غسل میں تین بار پانی سر پر ڈالنا

(اس باب میں میمونہ اور عائشہ کی حدیثیں اوپر گذریں) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَا فَاُفِيْضُ عَلٰی رَأْسِیْ ثَلٰثًا وَاَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لیکن میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں اور اشارہ کیا آپ نے اپنے دونو ہاتھوں سے ف اسکے اول ابو نعیم کی مستخرج میں یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت ص کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر کیا پھر آپ نے یہی فرمایا اور صحیح مسلم میں ہے کہ لوگوں نے جھگڑا کیا غسل میں حضرت ص کے پاس بعضوں نے کہا میں تو اسطرح سے دھوتا ہوں اپنے سر کو فلاں فلاں چیز سے قسطلانی نے کہا اسکو نکالا مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے

حدثنی محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن مخول بن راشد عن محمد بن علی عن جابر بن عبد الله قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یفرغ علی راسه ثلثا ترجمہ جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے تھے ف اسمعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہوں جنابت کے غسل میں اور اسمیں یہ بھی ہے کہ بنی ہاشم سے ایک شخص نے کہا میرے بال تو بہت ہیں جابر نے کہا حضرت صلعم کے بال تیرے بال سے زیادہ اور عمدہ تھے (فتح) اس حدیث کو امام نسائی نے طہارت میں نکالا (قسط) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا معمر بن یحیی بن سام قال حدثنی ابو جعفر قال قال لی جابر اتانی ابن عمک یعرض بالحسن بن محمد بن الحنفیة قال کیف الغسل من الجنابة فقلت کان النبی صلی الله علیه وسلم یاخذ ثلاثة اکف ویفیضها علی راسه ثم یفیض علی سائر جسده فقال لی الحسن انی رجل کثیر الشعر فقلت کان النبی صلی الله علیه وسلم اکثر منک شعرا ترجمہ ابو جعفر (امام محمد باقر رض) سے روایت ہے جابر نے مجھ سے کہا تمہارے چچازاد بھائی (یہ مجازاً کہا و تو انکے باپ کے چچازاد بھائی تھے) وہ اشارہ کرتے تھے حسن بن محمد بن حنفیہ کیطرف ف حنفیہ محمد کی ماں حضرت علی رض کی بی بی تھیں بعد انتقال حضرت فاطمہ زہرا کے حضرت علی نے اونسے نکاح کیا اور انکے پیٹ سے محمد پیدا ہوئے جنکو محمد بن حنفیہ کہتے ہیں تو محمد امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بھائی تھے اور انکے بیٹے حسن بن محمد امام زین العابدین یعنے علی بن الحسین علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور امام محمد باقر کے چچا تھے نہ چچازاد بھائی تو مجازاً انکو چچا کا بیٹا کہا ہے تب میرے پاس آئے اور کہنے لگے جنابت کا غسل کیونکر ہے میں نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تین چلو لیتے تھے اونکو اپنے سر پر ڈالتے تھے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے تھے پھر حسن نے مجھ سے کہا میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں میں نے کہا حضرت صلعم کے بال تجھ سے زیادہ تھے ف اور آپ تمام پرہیزگاروں کے سردار تھے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے باوجود اسکے آپ نے کفایت کی ایک صاع پانی پر تو جابر نے اشارہ کیا کہ اس سے زیادہ پانی بہانا بے فائدہ مبالغہ ہے اور کبھی یہ امر وسوسہ کی وجہ سے ہوتا ہے تو ادھر خیال کرنا چاہیے اور تین چلوؤں سے مراد یہ ہے کہ تین بار دونوں ہتھیلیوں میں پانی لیکر سر پر ڈالے اور دلالت کرتی ہے اسپر اسحق بن راہویہ کی روایت بھی اسمیں یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلایا (فتح)

باب الغسل مرة واحدة ایک بار غسل کرنا

ف مؤلف نے جو حدیث باب میں ذکر کی اوسمیں ایک بار کا ذکر نہیں ہے ابن بطال نے کہا جب عدد کی قید نہیں تو محمول ہوگا ایک بار پر اور اس سے مناسبت باب بھی معلوم ہوگئی (فتح) حدثنا موسی قال حدثنا عبد الواحد عن الاعمش

عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْاَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ام المومنین میمونہ رضنے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا آپ نے اپنا ہاتھ دھویا دو بار یا تین بار پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا مونھہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا

باب مَنْ بَدَأَ بِالْحِلَابِ اَوِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْغُسْلِ حلاب یا خوشبو غسل کے شروع میں **ف** حافظ نے کہا اس باب کی مناسبت حدیث سے مشکل ہے اور اس میں علماء کے تین گروہ ہیں بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کو سہو ہوا وہ حلاب کے معنے خوشبو سمجھے حالانکہ غسل سے پہلے خوشبو لگانی کا کیا موقع ہے اور حلاب نام ہے ایک برتن کا جسمیں دودھ دوہتے ہیں خطابی نے کہا حلاب ایک برتن ہے جسمیں اونٹنی کا ایک بار کا دودھ سما جاتا ہے اور امام بخاری کو وہم ہوا جو وہ حلاب کو خوشبو سمجھے اور ایسا ہی کہا اسمعیلی اور ابن قرقول اور ابن جوزی نے اور بعضوں نے کہا کہ لفظ حلاب نہیں ہے بلکہ جُلّاب ہے بضم جیم اور بہ تشدید لام یعنے گلاب ایسا ہی کہا ازہری نے اور رد کیا اسکا ابن اثیر اور قرطبی نے اور کہا کہ صحیح روایت حلاب ہے حاے مہملہ سے جسکے معنے برتن کے ہیں اور جُلّاب غلط ہے اسیطرح حلاب کے معنے خوشبو لینا کیونکہ خوشبو کا لگانا غسل کے بعد مناسب ہے نہ غسل سے پہلے اور امام مسلم نے حلاب کو برتن کے معنے سمجھے اور باب کی حدیث کو ذکر کیا فرق اور صاع سے غسل کرنیکی حدیثوں کے ساتھہ اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کی مراد ترجمہ باب میں طیب سے خوشبو نہیں ہے بلکہ بدن کا پاک کرنا میل کچیل سے اور حلاب سے وہ برتن مراد ہے جس میں غسل کرتے ہیں انمیں پانی رکھا جاتا ہے اور او کے معنے واو کے ہیں اور بعض روایتوں میں او کے بدلہ واو ہی ہے اور مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ غسل میں پہلے غسل کا پانی طیار کریں پھر بدن کے ملنے سے شروع کریں اور حدیث میں یہ ہے کہ پہلے شروع کیا سر سے کیونکہ سر بالوں کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتا ہے اور بدن سے اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا اس طرف جو ابن مسعود سے منقول ہے کہ وہ اپنا سر خطمی سے دھوتے تھے اور اکتفا کرتے تھے اسی پر غسل جنابت میں نکالا اسکو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے مرفوعا روایت کیا ایسا ہی مگر اسکی سند ضعیف ہے تو غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ باب کی

صحیح حدیث سے صرف پانی سے غسل کرنا ثابت ہوتا ہے اور پانی کے ساتھ اور کوئی چیز جیسے بیری یا خطمی کا استعمال
ثابت نہیں ہوتا اور قوی کرتی ہے اس احتمال کو اونکی روایت جو مشہور ہے کیونکہ اوس سے یہ نکلتا ہے کہ طیب لایا کے
سنگائے ہے اور جنہوں نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا وہ یہ سمجھے کہ حلاب طیب کی جنس میں کرتا ہے اسوجہ سے اونکا
ہوا اور نیز اس صورت میں حلاب سے مراد وہ پانی ہوگا جو حلاب کی اندر ہوتا ہے کرمانی نے کہا کہ حلاب سے احتمال ہے خوشبو
کا برتن مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ غسل شروع کرتے اس برتن سے منگوا لینے سے اور کبھی خوشبو منگوا لیتے اور باب کی
حدیث اول مطلب پر دلالت کرتی ہے نہ دوسرے پر اور کرمانی نے شاید یہ مطلب ابن بطال کی کلام سے پیدا کیا ابن بطال
نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ امام بخاری حلاب کو خوشبو کی ایک قسم سمجھے ہیں اگر وہ یہ سمجھے تو اونہوں نے غلطی کی حلاب
تو وہ برتن تھا جسمیں ایکی خوشبو رہتی جسکو آپ استعمال کرتے غسل کے وقت ابن بطال نے یہ بھی کہا کہ اس حدیث سے
یہ نکلتا ہو کہ غسل کے وقت خوشبو کا استعمال مستحب ہے کیونکہ اسمیں پیروی ہو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اس صورت میں حدیث میں جو یہ ہو کہ اپنی ہتھیلی سے لیا اور شروع کیا سر کی داہنی جانب سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے داہنی
جانب میں سر کے خوشبو لگائے پھر بائیں جانب میں اخیر تک اور یہ توجیہ ظاہر میں اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن لفظ کے
لحاظ سے جو امام بخاری نے نکالا اگرچہ کوئی اس حدیث کے طریقوں میں غور کرے اسکو معلوم ہوگا کہ یہ غسل کی صفت ہے خوشبو لگانے کی
چنانچہ اسمٰعیلی کی روایت میں ہے کہ آپ غسل کرتے تھے ایک پیالے سے تو حلاب کے بدلے پیالہ مذکور ہے اور اسمیں یہ بھی ہو کہ آپ
اپنے دونوں ہاتھ دہوتے پھر منہ دہوتے پھر اپنے ہاتھ سے تین چلو لیتے اخیر تک اور جوزقی کی روایت میں ہو کہ آپ نے غسل
کیا تو حلاب لایا گیا آپ نے پہلے سر کا داہنا جانب دہویا ان روایتوں سے صاف نکلتا ہو کہ حلاب پانی کا برتن تھا نہ خوشبو کا اور
ایسا ہی نکلتا ہے ابوعوانہ اور ابن حبان اور بیہقی کی روایتوں سے پس ایسی حالت میں کرمانی کی تاویل بعید ہو جاتی ہے
اور میں نے بعض عالموں کا یہ قول دیکھا کہ طیب سے امام بخاری نے اشارہ کیا حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کی طرف جسمیں احرام کے
وقت حضرت صلعم کو خوشبو لگانیکا ذکر ہے اور احرام میں غسل بھی سنت ہو تو گویا یہ نکلا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا اور امام بخاری
نے یہ حدیث باب کی لاکر یہ بتلایا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا آپکی ہمیشہ عادت نہ تھی اور قوی کرتا ہے اس احتمال کو یہ کہ امام
بخاری نے سات بابوں کے بعد یہ باب رکہا ہے کہ جسنے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر بدن میں رہا اور بیان
کیا حضرت عائشہ کی حدیث کو کہ میں نے آپکو خوشبو لگائی پھر آپ اپنی عورتوں پر پہرے یعنی اونسے صحبت کی اور صحبت
مستلزم ہے غسل کو تو معلوم ہوا کہ خوشبو لگانے کے بعد آپ نے غسل کیا اس صورت میں ترجمہ کا یہ مطلب ہو کہ جسنے حلاب منگوایا
یعنے پانی کا برتن غسل کے لیے یا جسنے پہلے خوشبو لگائی غسل کا ارادہ کرتے وقت تو ترجمہ میں دو امر تردد کے ساتھ

مذکور ہین اور باب کی حدیث سے پہلا امر ثابت ہوا اور دوسرے امر کے لیے اشارہ کیا اُس حدیث کیطرف جو سات بابون کے بعد ذکر کی اور یہ جواب میرے نزدیک سب سے اچھا ہے اور لائق ہے امام بخاری کی تصرفات کو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابن اثیر اور اسمٰعیلی کا یہ کہنا کہ غسل سے پہلے خوشبو لگانے کا کیا موقع ہے صحیح نہیں ہے لفتہے مختصر اقسطلانی نے کہا حلاب سے برتن مراد ہونا صحیح ہے اور امام بخاری پر کوئی اعتراض نہین ہوتا کیونکہ باب کے ترجمہ مین اونہون نے دو باتون کا ذکر کیا ایک حلاب کی مانند برتن منگوانیکا دوسرے خوشبو منگوانے کا پہر ایک مطلب حدیث سے ثابت کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور یہ انکی عادت کے موافق ہے اور احتمال ہے کہ حلاب سے خوشبو کا برتن مراد ہو واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَاَ بِشِقِّ رَاْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهِ ترجمہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جناب سید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تو کچھ منگواتے حلاب کی مانند ف حلاب کی تحقیق اوپر گذری شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ حلاب سے مراد بعضے بیجون کا شیرہ ہے جو عرب کے لوگ بدن مین لگاتے تہے غسل سے پہلے تب پہر دونون ہتھیلیون سے لیتے پانی کو اور شروع کرتے اپنے سر کی داہنی جانب سے پہر بائین جانب سے پہر دونو ہتھیلیون سے پانی ڈالتے اپنے سر پر ف اور بعض روایتون مین ہے اپنے بیچ سر پر ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین ابو عاصم سے نکالا کہ حلاب وہ برتن ہے جو کم ہوتا ہے بالشت در بالشت سے اور ابن حبان نے نکالا ابو عاصم سے کہ اونہون نے اشارہ کیا اپنے دونون ہاتھون سے یعنے اوسکے اوپر کا دور اتنا ہوتا ہے اور بیہقی کی روایت مین ہے کہ وہ کوزے کے برابر ہوتا ہے جسمین آٹھ رطل پانی سماتا ہے مسلم کی روایت مین اشارہ ہے اور ابوعوانہ کی روایت مین یہ صاف ہے کہ دونو ہاتھون سے تین چلو لیکر اپنے سر پر ڈالتے حدیث سے یہ بہی نکلا کہ داہنی طرف سے نہانا شروع کرنا مستحب ہے اور ابن خزیمہ اور بیہقی اس حدیث کو اسی باب مین لائے ہین اور یہ بہی نکلا کہ تین چلو سر پر ڈالنا غسل مین کافی ہے اور ابن حبان نے یہی باب بنایا اس حدیث کے لیے (فتح) اور روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے (قسط) بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ غسل جنابت مین کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا ف واجب ہے یا نہین ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری نے اونکا واجب ہونا باب کی حدیث سے نکالا کیونکہ اس باب کے بعد جو باب ہے اسمین اسی حدیث مین یہ بیان ہے کہ پہر آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تہے اس سے یہ نکلا کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا وضو کے لیے تہا اور اسپر اجماع ہے کہ غسل جنابت مین وضو واجب نہین ہے اور جب وضو واجب ہوا تو کلی اور ناک مین پانی ڈالنا بہی واجب ہوگا کیونکہ وہ تابع ہین وضو کے اور حضرت سے جو صفت غسل کی منقول ہے وہ محمول ہوگی کمال اور فضیلت

(فتح) قسطلانی نے کہا حنفیہ کہتے ہیں کہ غسل میں یہ دونو چیزیں واجب ہیں اور وضو میں واجب نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالے
نے فرمایا فاطّہّروا اور یہ لفظ دلالت کرتا ہی طہارت کے مبالغہ پر تو سارے بدن کا پاک کرنا غسل میں واجب ہو اگر جہاں پانی نہ
پہونچ سکے وہ خارج ہی اس حکم سے اور وضو میں ایسا حکم نہیں البتہ منہہ دہونیکا حکم ہی اور منہ کے اندر اور ناک کے اندر وجہہ میں
ہے دوسرے یہ کہ مواظبت آپکی دلیل ہے وجوب کی اسلیے کہ آپ سے ان دونو کا ترک غسل میں منقول نہیں ہی اور ہماری دلیل قول
ہے حضرت صلعم کا کہ دس چیزیں اصل سنت ہیں پہر ذکر کیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اون دسوں میں انتہے تیسیر القاری میں
ہے کہ اس حدیث میں فطرت کا لفظ ہے اور فطرت کے لفظ سے عدم وجوب ضرور نہیں ہوتا مترجم کہتا ہی حنفیہ کا استدلال
ضعیف ہی فاطّہّروا سے مضمضہ اور استنشاق کا وجوب نہیں نکلتا اور مواظبت اگر وجوب کی دلیل ہی تو وضو میں بہی ان دونوں
چیزونکو واجب کہنا چاہیے بوجہ مواظبت کے جیسے ہم نے کتاب الوضو میں بیان کیا پہر ایک جگہہ مواظبت کو وجوب کی دلیل ٹہیرانا
اور دوسری جگہہ اوسکو چہوڑ دینا بڑا لطف دکہلاتا ہے اور فطرت سے باتفاق علما سنت مراد ہی اسکا بہی بیان اوپر گذرا
امام زیلعی نے کہا کہ جو لوگ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا غسل میں سنت جانتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اسی حدیث سے کہ دس
باتیں فطرت میں سے ہیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور نسائی کے شیخ نے
امام میں کہا کہ اس حدیث کو اگرچہ امام مسلم نے نکالا پر اوسمیں دو علتیں ہیں ایک تو مصعب بن شیبہ کا ضعف دوسرے سلیمان
تیمی کا اسکو مرسلا روایت کرنا ابن زبیر سے اور متابعت کی سلیمان کی ابو بشر نے نسائی کے کہا انکی روایت اولی ہے اور
مصعب منکر الحدیث ہی ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور امام بخاری نے انہیں علتوں کی وجہ سے اس حدیث کو نہیں نکالا
دوسری حدیث عمار کی ہی کہ فطرت میں سے ہیں مضمضہ اور استنشاق اخیر تک اسکو نکالا ابو داؤد اور ابن ماجہ اور امام احمد اور
طبرانی اور بیہقی نے اور اوسکی اسناد میں علی بن زید ہے امام بیہقی نے اس باب میں اس سے سکوت کیا اور طہارت سے وضو کرنیکے
باب میں اسکو ضعیف کیا ابن قطان نے کہا اسکو بعضوں نے ضعیف کیا بعضوں نے ثقہ کہا علاوہ اسکے سلمہ کا سماع
عمار سے ثابت نہیں اور ایک روایت میں ابو داؤد کے یہ حدیث مرسلا مروی ہے تیسری حدیث ام سلمہ کی ہی حضرت صلعم نے
اون سے فرمایا کافی ہی تجہکو اپنے سر پر تین چلو ڈالنا پہر اپنے بدن پر پانی بہانا پہر تو پاک ہوگئی اور نہیں ذکر کیا مضمضہ اور
استنشاق کا اور یہ عمدہ دلیل ہے چوتہی دلیل ابن عباس کی حدیث ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا
سنت ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور کہا اسکی اسناد میں قاسم اور اسمعیل بن مسلم دو ضعیف ہیں اور جو لوگ وضو اور غسل
دونو میں واجب جانتے ہیں امام احمد کا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور حق بہی یہی ہی اونکی دلیل کئی حدیثیں ہیں ایک
حضرت عائشہ کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اوس وضو میں سے ہی جسکے بغیر چارہ نہیں نکالا اسکو

دارقطنی نے اور کہا کہ صحیح اوسکا مرسلاً مروی ہونا ہے اور عصام بن یوسف نے وہم کیا اوسمین اور مسنداً روایت کیا دوسری
ابوہریرہ کی کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کا نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا نہین مسند کیا اسکو
حماد سے مگر ہدبہ بن خالد نے اور اورون نے اسکو مرسلاً روایت کیا تیسری ابن عباس کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مضمضہ اور
استنشاق اوس وضو مین سے ہین جو تمام نہین ہوتا بغیر اونکے نکالا اوسکو دارقطنی نے اوسکی اسناد مین جابر جعفی ہے اور
وہ کذاب ہے اور تعجب ہے کہ ابن جوزی نے تحقیق اس مقام مین اس سے سکوت کیا مترجم کہتا ہے یہ سب روایتین جو ضعیف ہین اگر
ثابت بھی ہون تو ان سے وضو مین وجوب نکلتا ہے نہ غسل مین مگر یہ کہ جب وضو مین اونکا وجوب ثابت ہوا تو
غسل مین جہان تکمیل طہارت منظور ہے بطریق اولی وجوب نکلے گا اور امام احمد اور اصحاب حدیث کی قوی دلیل اس
باب مین یہ ہے کہ مواظبت کی حضرت ﷺ نے مضمضہ اور استنشاق پر وضو اور غسل دونو مین کسی روایت مین یہ منقول نہین
کہ آپ نے وضو یا غسل مین اونکو ترک کیا ہو پس یہ مواظبت دلیل ہے وجوب کی پھر امام زیلعی نے کہا جو لوگ وضو مین
سنت کہتے ہین اور غسل مین واجب جانتے ہین وہ دلیل لیتے ہین اس حدیث سے جو صاحب ہدایہ نے نقل کی کہ مضمضہ اور
استنشاق دونو جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین اور اس حدیث کا کہین پتہ نہین ملتا البتہ دارقطنی اور
بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مضمضہ اور استنشاق تین بار فرض ہین جنب کے لیے اور اسکی
اسناد مین برکہ بن محمد حلبی ہے حاکم نے کہا اوسکی حدیثین یوسف بن اسباط سے موضوع ہین اور دارقطنی نے کہا یہ
حدیث باطل ہے کسی نے نہین روایت کی سوا برکہ کے اور وہ حدیث کو بناتا تھا بیہقی نے معرفہ مین کہا یہ حدیث وہم ہے
البتہ ابن سیرین سے مروی ہے اونہون نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جنابت مین تین بار ناک مین پانی ڈالنا سنت کیا پھر
روایت کیا اسکو بسند صحیح ابن سیرین سے اور ابن عدی نے کامل مین برکہ بن محمد کی حدیث کو نکالا اور کہا اوسکی سب
حدیثین باطل ہین اور عبدان اہوازی نے کہا مین نے برکہ کو حلب مین دیکھا لیکن اسکی حدیث نہین لکھی کیونکہ وہ جھوٹ
بناتا تھا اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین لکھا اور کہا شاید برکہ نے اوسکو بنایا شیخ نے امام مین کہا یہ حدیث
سوا برکہ کے دوسرے طریق سے موصولاً مروی ہے نکالا اوسکو خطیب نے دارقطنی کے طریق سے ابوہریرہ سے کہ فرمایا
حضرت ﷺ نے مضمضہ اور استنشاق تین بار فرض ہین جنب کے لیے دارقطنی نے کہا یہ غریب ہے منفرد ہوا ساتھ اسکے سلیمان
بن ربیع ہمام سے زیلعی نے کہا اسی سند سے اسکو ذکر کیا ابن جوزی نے موضوعات مین اور نسبت دی اسکی وضع کی ہمام کی طرف
اور تعنت نقل کیا اوسکے بارے مین دارقطنی اور ابن حبان سے اور روایت کی اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین ہمام کے ترجمہ مین
اور علت نکالی اس مین ہمام سے اور کہا وہ چراتا تھا حدیث کو اور یہ امر ثابت ہوا اسکی روایت مین اسوجہ سے باطل ہے اس سے حجت لینا

امام سیوطی نے لآلی مین کہا دارقطنی نے کہا اسحدیث کو برکہ نے بنایا یا اوسکے لیے بنائی گئی اور یوسف بن اسباط کی متابعت
نہین کی کسی نے اور اُس نے حدیثین بیان کین اپنی یاد سے اپنی کتابین گاڑ دینے کے بعد اور ہشام حدیث کو چراتا تھا
اور ثقات سے وہ روایتین کرتا تھا جو اونہون نے نہین کین اور شاید یہ حدیث ہشام نے یوسف سے چرائی ہو اور سلیمان بن
الربیع جو راوی ہے ہشام سے وہ بھی ضعیف ہے اور میزان مین ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اور مرسلاً بھی منقول ہے انتہی شیخ نے
امام مین کہا کبھی دلیل لیجاتی ہے اس مطلب پر ابوہریرہ کی حدیث سے کہ تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا
اسکو ترمذی نے اور حضرت علی کی حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جسنے ایک بال اپنے بدن کا چھوڑ دیا اور اسکو نہ دہویا تو
اسکو ایسا ایسا عذاب ہوگا دوزخ کا حضرت علی نے کہا اسی وجہ سے مین دشمن ہو گیا اپنے بالون کا اور وہ بالون کو کترتے
تھے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابوذر رض کی حدیث سے کہ جب تو پانی پاوے تو اپنی کہال پر لگا یا بدن پر روایت کیا اسکو صحاح
سنن نے سوا ابن ماجہ کے انتہی امام بیہقی نے کتاب المعرفة مین کہا امام شافعی نے کہا بعض لوگون نے اس باب مین دلیل لی
ایک اثر سے ابن عباس سے پھر بیہقی نے نکالا دارقطنی کی سند سے امام ابوحنیفہ سے اونہون نے عثمان بن راشد سے
اونہون نے عائشہ بنت عجرد سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا جو کوئی کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا بھول جاوے
وہ اعادہ نکرے مگر جب جنب ہو یہ لوگ کہتے ہین کہ یہ اثر ثابت ہے اور قیاس ترک کیا جاوے گا اس اثر سے اور ہمپر عیب کرتے
ہین بسرہ کی حدیث سے دلیل لینے سے مس ذکر مین حالانکہ عثمان بن راشد اور عائشہ بنت عجرد دونو اپنے شہر مین مشہور نہین
ہین پھر کیونکر جائز ہوگا ایک ضعیف مجہول کی روایت ثابت کرنا اور ایک قوی مشہور کی روایت ترک کرنا تمام ہوا کلام بیہقی
کا مترجم کہتا ہے امام ابوحنیفہ کا حال یہان سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کسقدر پیرو تھے حدیث کی اونہون نے قیاس کو ترک
کیا ایک صحابی کی موقوف اثر سے حالانکہ اوسکے راوی چندان معروف اور مشہور نہ تھے پھر اگر انکو صحیح اور مرفوع حدیث
ملجاتی تو وہ قیاس کو کیونکر ترک کرتے اور ہمارا یہی اعتقاد ہے امام ابوحنیفہ رح کی نسبت کہ وہ حدیث اور قرآن کی تابع
تھے اور حدیث کی خلاف کسی حالت مین قیاس کو جائز نہ رکھتے تھے مگر خدا اون حنفیون سے سمجھے جو امام ابو حنیفہ کے طریقہ کے
خلاف چلکر اپنے امام کو بدنام کرتے ہین اور احادیث صحیحہ کے خلاف قیاس اور رائے پر جمے رہتے ہین اور اسکا بیان کئی
بار اوپر گذر چکا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي
سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُونَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا
فَأَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا
ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَأَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ

فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا ترجمہ ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہی مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی ڈالا آپ نے داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر پانی ڈالا پھر دونو کو دہویا پھر اپنی شرمگاہ کو دہویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر پہیرا اور مٹی سے رگڑا پھر ہاتھ کو دہویا پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پھر مُنہ دہویا اور اپنے سر پر پانی ڈالا پھر اُس جگہ سے سرک گئے پھر اپنے دونو پاؤن دہوئے پھر ایک تولیا آپکے پاس لائی گئی (بدن پونچھنے کو) آپ نے بدن نہین پونچھا اس سے ف قسطلانی نے کہا منديل (تولیا) سے بدن پونچھنے مین کئی اقوال ہین بعضے مستحب کہتے ہین بعضے نہ پونچھنا مستحب کہتے ہین بعضے پونچھنا مکروہ کہتے ہین وضو اور غسل دونو مین ابن عمر رض کا یہی قول ہے ابن عباس رض نے کہا وضو مین مکروہ ہے غسل مین نہین بعضون نے کہا پونچھنا اور نہ پونچھنا دونو برابر ہین امام نووی نے کہا ہمارے نزدیک یہی مختار ہے بعضون نے کہا گرمی مین مکروہ ہے جاڑے مین مکروہ نہین اور یہ اختلاف اسحالت مین ہے جب پونچھنے کی ضرورت نہ ہو ورنہ سب کے نزدیک جائز ہے بلا کراہت انتہی مختصر

باب مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِيَكُونَ أَنْقَى غسل مین ہاتھ زمین پر رگڑنا کہ خوب صاف ہوجاوے حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہے حضرت ص نے جنابت کا غسل کیا تو اپنی شرمگاہ دہوئی اپنے ہاتھ سے پھر دیوار پر ہاتھ کو رگڑا پھر اُسکو دہویا پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے جب غسل سے فارغ ہوگئے تو دونو پاؤن اپنے دہوئے ف یہ مضمون یعنے ہاتھ کا زمین پر رگڑنا پہلی روایت سے بہی نکلتا تھا مگر مؤلف کی عادت ہے کہ ایک ہی حدیث کو مختلف بابون مین لاتے ہین مگر مختلف اسنادون اور لفظون سے تاکہ تکرار بیفائدہ نہ ہو ایسا ہی یہان بہی کیا کیونکہ پہلی روایت عمر بن حفص بن غیاث کے طریق سے ہے اور دوسری حمیدی کے طریق سے حافظ نے کہا دوسری روایت مین ثُمَّ کا لفظ ہے جو دلالت کرتا ہے ترتیب پر اور پہلی روایت مین نہین ہے

باب هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ جنب اپنا ہاتھ برتن مین ڈالدیوے اسکو دہونے سے پہلے جب اسکے ہاتھ پر اور کوئی پلیدی نہ ہو سوا جنابت کے تو اسکا کیا حکم ہے ف مہلب نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اگر جنب کا ہاتھ پاک ہو تو دہونے سے پہلے برتن مین ڈالنا درست ہے کیونکہ جنابت حکمی نجاست ہے نہ حقیقی وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُورِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ اور عبداللہ بن عمر اور براء بن عازب نے اپنا ہاتھ غسل کے پانی مین ڈالا اور اُسکو دہویا نہین پھر وضو کیا (اُس پانی سے) ف ابن عمر کے اثر کو

سعید بن منصور نے روایت کیا اور عبد الرزاق نے اُن سے روایت کیا کہ وہ اپنا ہاتھ طہارت سے پہلے دہوتے اور شاید یہ دو حالتوں کا ذکر ہو تو جب پلیدی کا گمان ہوتا تو ہاتھ دہو ڈالتے اور جب یقین ہوتا کہ ہاتھ پاک ہے تو نہ دہوتے یا دہونا مستحب ہے تو ترک کیا اسکو بیان جواز کے لیے اور براء کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ اونہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا طہارت کے برتن میں دہونے سے پہلے اور شعبی سے نکالا کہ حضرت کے اصحاب اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے دہونے سے پہلے اور وہ جنبی ہوتے تھے وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ اور ابن عمر اور ابن عباس نے کوئی قباحت نہیں دیکھی اُس پانی میں جو جنابت کے غسل سے اوڑے (اور پانی کے برتن میں پڑے) ف حافظ نے کہا ابن عمر کے اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اور ابن عباس کے اثر کو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے اور اس اثر سے مؤلف نے استدلال کیا کہ جنب کا بدن اگر اوس پر نجاست نہو تو نجس نہیں ہے کیونکہ اگر نجس ہوتا تو جو پانی اوسکے بدن پر سے اوڑ کر برتن میں پڑتا وہ بھی نجس ہوتا اور برتن کا پانی بھی نجس ہوجاتا اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری کا روایت کیا اونہوں نے کہا پانی کے اوڑنے کو کون روک سکتا ہے اور ہم اللہ کی رحمت سے امید کرتے ہیں اُسکی جو اس سے زیادہ وسیع ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے میں اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے ایک برتن سے ہم دونوں کے ہاتھ اوسمیں پڑتے ایک کے بعد دوسرے کے ف اور یہ جنابت کا غسل ہوتا جیسے مسلم کی روایت میں ہے اور ابو عوانہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ ہم دونوں کے ہاتھ کبھی ملجاتے یعنی ایک ہی ساتھ پڑتے اس حدیث سے یہی نکلا کہ جنب قبل اپنی (؟) پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے اور اُس پانی سے طہارت درست ہے اسیطرح جو بچ رہے جنب کی طہارت سے اُس پانی سے اور وہ جو تمہی پانی میں جنب کو ڈوبنے کی ممانعت آئی ہے وہ تنزیہاً ہے نہ اس وجہ سے کہ پانی نجس ہو جاتا ہے کیونکہ اگر نجس ہو جاتا تو یہاں بھی ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس ہو جاتا اسلیے کہ ہاتھ کا حکم وہی ہوگا جو کل بدن کا ہے باب اس حدیث سے ترجمۂ باب یوں نکلتا ہے کہ جنب کو جنابت کے رفع ہونے سے پہلے برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ دہونے کا حکم برتن میں ڈالنے سے پہلے اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ جنب ہے بلکہ اس خیال سے کہ کہیں اوسکے ہاتھ پر نجاست نہو اور اس سے یہ نکلا کہ اگر اوسکے ہاتھ پر نجاست نہو تو وہ برتن میں ہاتھ ڈال سکتا ہے گو اوسکو نہ دہووے اور یہی ترجمہ باب ہے (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا امام مسلم نے بھی اس حدیث کو نکالا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ ترجمہ حضرت عائشہ رضی سے
روایت ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تو اپنا ہاتھ دہوتے ف اہلے نے
کہا امام بخاری کی غرض اس حدیث کو لانیسے یہہ ہی کہ جب ہاتہہ پر کچہہ نجاست کا گمان ہو تو اس حدیث کی موافق پہلے ہاتہہ
دہولے پہر برتن میں ڈالے اور جب نجاست کا گمان نہ ہو تو بغیر دہوے بہی ڈال سکتا ہے مگر ہر حالت میں پہلے ہاتہہ دہونا
مستحب ہے حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبة عن ابی بکر بن حفص عن عروة عن عائشة
كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ ترجمہ حضرت عائشہ رض
سے روایت ہی میں اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک برتن سی غسل کرتے جنابت کا وعن عبد الرحمن بن
القاسم عن ابیه عن عائشة مثله ترجمہ اور شعبہ نے عبد الرحمن بن قاسم سے روایت کی اونہوں نے اپنے باپ سے
اونہوں نے حضرت عائشہ سے ایسے ہی جیسے اوپر گذری ف تو شعبہ نے اس حدیث کو دو اسنادوں سے روایت
کیا ایک ابو بکر بن حفص سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے دوسرے عبد الرحمان سے اونہوں نے اپنے
باپ قاسم سے اونہوں نے عائشہ سے حدثنا ابو الولید حدثنا شعبة عن عبد الله بن عبد الله بن
جبر قال سمعت انس بن مالك يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم والمرأة من نسائه يغتسلان
من اناء واحد زاد مسلم ووهب عن شعبة من الجنابة ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ایک عورت انکی بی بیوں میں سی دونوں غسل کرتے ایک برتن سے مسلم (ابن
ابراہیم) کی روایت میں اور وہب بن جریر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غسل کرتے جنابت کا ف حافظ نے
کہا اسمعیلی نے وہب کی روایت کو نکالا اوس میں یہ زیادتی نہیں ہے قسطلانی نے کہا مسلم کی روایت بعضوں نے کہا
کہ نہیں ملی اور یہ تعلیق نہیں ہی کیونکہ مسلم تو امام بخاری کی شیخ ہیں اور وہب نے جب وفات پائی تو مولف کا سن بارہ
برس کا تہا تو شاید اونسے سنا ہو واللہ اعلم باب تفريق الغسل والوضوء غسل اور وضو میں جدائی کرنا ف
مطلب امام بخاری یہ ہے کہ موالاۃ یعنے لگاتار اور پے درپے اعضا کا دہونا وضو اور غسل میں واجب نہیں ہی اور
ابو حنیفہ کا یہی قول ہی اور امام شافعی کا بہی جدید قول یہی ہے اور حجت انکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اعضا کا دہونا فرض
کیا ہے جو کوئی اون کو دہولیوے اوسنے فرض ادا کیا خواہ پے درپے دہوئے یا الگ الگ اور دلیل لی امام بخاری
نے ابن عمر کے فعل سے اور ایسا ہی کہا ابن المسیب اور عطا اور ایک جماعت نے اور ربیعہ اور مالک نے کہا جو کوئی عمداً موالاۃ
کو ترک کرے وہ اعادہ کرے اور جو بہول جاوے اوس پر اعادہ نہیں ہے اور قتادہ اور اوزاعی نے کہا اعادہ نہ کرے مگر

جس صورت مین کہ اعضا خشک ہو گئے ہون اور نخعی نے کہا کہ غسل مین موالاۃ کا ترک کرنا جائز ہے اور وضو مین نہین (فتح مختصراً) وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوءُهُ اور نقل کیا جاتا ہے عبداللہ بن عمر رض سے کہ انہون نے دہوئے پانون اپنے وضو خشک ہو جانے کے بعد **ف** حافظ نے کہا یہ اثر امام شافعی نے ام مین نکالا مالک سے اونہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ اونہون نے وضو کیا بازار مین اور منہہ دہویا اور ہاتہ دہوئے اور مسح کیا اپنے سر پر پہر ایک جنازے کے لیے بلائے گئے تو مسجد مین گئے اور پہر نماز پڑہنے کو پہر اونہون نے مسح کیا اپنے موزون پر پہر نماز پڑہی انتہی اور اسکا اسناد صحیح ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ترجمہ ام المومنین میمونہ رض نے کہا مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکہا غسل کرنیکو آپنے اپنے دونو ہاتہون پر پانی ڈالا پہر اونکو دہویا دو بار یا تین بار پہر داہنے ہاتہ سے بائین پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دہویا پہر اپنا ہاتہ زمین مین رگڑا پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پہر اپنا منہہ دہویا اور دونو ہاتہ دہوئے اور اپنا سر دہویا تین بار پہر اپنے بدن پر ڈالا پہر اپنی جگہہ سے سرک گئے پہر دونو پانون دہوئے **باب** مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الْغُسْلِ داہنے ہاتہ سے بائین پر پانی ڈالنا غسل مین **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ فَصَبَّ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا ترجمہ ام المومنین میمونہ بنت حارث سے روایت ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکہا اور ڈہانپ لیا آپکو (ایک کپڑے سے) آپ نے اپنے ہاتہ پر پانی ڈالا پہر اسکو دہویا ایک بار یا دو بار سلیمان بن مہران اعمش نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) مین نہین جانتا سالم بن ابی الجعد نے

تیسری بار دہونے کا ذکر کیا یا نہیں مگر ابو عوانہ کی روایت میں اعمش سے تین بار دونو ہاتہہ دہونے کا ذکر ہے
تو شاید پہلے انکو شک ہوگی پہر یاد آگیا پہر اپنے داہنے ہاتہہ سے بائیں پر پانی ڈالا پہر اپنی شرمگاہ دہوئی پہر اپنا ہاتہہ زمین سے
رگڑا یا دیوار سے پہر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہہ دہویا اور دونو ہاتہہ دہوئے اور اپنا سر دہویا پہر اپنے
بدن پر پانی بہایا پہر اسجگہہ سے سرک گئے پہر اپنے دونو پانون دہوئے بعد اوسکے میں نے ایک کپڑے کا ٹکڑا آپکو
دیا آپنے اپنے ہاتہہ سے اس طرح کیا (یعنے اشارہ کیا کہ میں کپڑا نہیں چاہتا) اور نہیں ارادہ کیا اسکا ف امام
احمد کی روایت میں ہے کہ میں نہیں چاہتا اسکو اور ابو حمزہ کی روایت میں آگے آویگا کہ میں نے آپکو ایک کپڑا دیا آپ نے نہیں لیا
(رفتہ) **باب اِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنْ دَارَ عَلٰی نِسَائِهٖ فِیْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ** جماع کے بعد دوبارہ جماع کرے اور
جو کوئی اپنی سب عورتون سے صحبت کرے ایک ہی غسل میں **ف** تو اسکا کیا حکم ہے حافظ نے کہا علما نے
اجماع کیا اسپر کہ دونون جماعون کے درمیان غسل واجب نہیں ہے البتہ اوسکے استحباب پر وہ حدیث دلالت کرتی
جو ابو داؤد اور نسائی نے نکالی ابو رافع سے کہ حضرتؐ ایکدن اپنی بی بیون پر پہرے ہر ایکی پاس غسل کرتے تہے پہر اوسکے
پاس غسل کرتے تہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک ہی غسل اسکے بعد کیون نہیں کر لیتے آپ نے فرمایا یہ
عمدہ ہے اور نفیس ہے اور اس میں زیادہ طہارت ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے دو جماعونکے درمیان وضو کرنے
میں ابو یوسف نے کہا مستحب نہیں ہے اور جمہور نے کہا مستحب ہے اور ابن حبیب مالکی اور اہل ظاہر نے کہا کہ واجب ہے اور دلیل
اونکی ابو سعید کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پہر دوبارہ کرنا چاہے
تو دونو کے بیچ میں وضو کر لیوے نکالا اسکو مسلم نے اور ابن خزیمہ نے کہا بعضون نے کہا اس وضو سے لغوی وضو مراد
ہے یعنے شرمگاہ کا دہونا پہر اسکو رد کیا اسی حدیث کی دوسرے طریق میں یہ ہے کہ نماز کا سا وضو کرے اور شاید مراد
انکی بعضون سے اسحاق بن راہویہ ہیں ابن منذر نے اونسے نقل کیا جب دوبارہ صحبت کرنا چاہے تو شرمگاہ دہونا ضرور
ہے پہر ابن خزیمہ نے دلیل لی اسپر کہ وضو کا حکم استحبابًا ہے نہ وجوبًا اسی حدیث کی دوسرے طریق سے جسمین یہ ہے کہ ایسا
کرنیسے دوبارہ صحبت میں زیادہ خوشی ہوتی ہے اور ایک دلیل وہ بہی ہے جو امام طحاوی نے نکالا اسود سے
اونہون نے عائشہؓ سے کہ حضرتؐ جماع کرتے تہے پہر دوبارہ کرتے تہے اور وضو نہیں کرتے تہے کذا فی الفتح **حَدَّثَنَا**
مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ وَّیَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ
ذَکَرْتُهٗ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَطُوْفُ عَلٰی ٢٦٧ ١٤٢
نِسَائِهٖ ثُمَّ یُصْبِحُ مُحْرِمًا یَّنْضَخُ طِیْبًا **ترجمہ** محمد بن منتشر سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عمر کا قول ذکر کیا (حدیث

میں آگے مذکور ہوگا کہ میں نہیں چاہتا کہ صبح کروں احرام باندھے ہوئے خوشبو جھاڑتا ہوں مسلم کی روایت میں
ہے کہ ابن عمر نے یہ بھی کہا کہ اگر میں اونٹوں کو لگانیکا روغن جسم میں سے لگالوں تو بہتر ہے ایسا کرنے سے یعنی احرام سے
پہلے خوشبو لگانے سے حضرت عائشہ سے بیان کیا اونہوں نے کہا اللہ رحم کرے ابو عبد الرحمان پر یعنی ابن عمرؓ کی نسبت
میں خوشبو لگاتی تھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر آپ دورہ کرتے تھے اپنی عورتوں کا پھر صبح کو احرام
باندھتے اور خوشبو آپ کے بدن سے جھڑتی رہتی ف حافظ نے کہا باب کا ترجمہ اس سے نکلتا ہے کہ آپ دورہ
کرتے تھے اپنی عورتوں کا قسطلانی نے کہا مراد یہ ہے کہ ایک غسل سے سب کا دورہ کرتے اور دورہ کرنے سے مراد صحبت
کرنا ہے اور یہی نکلتا ہے دوسری حدیث سے کہ آپ میں تیس مردوں کی قوت تھی اور ہم خوشبو لگانیکے مسئلے کو
کتاب الحج میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے اور اس حدیث کو امام مسلم نے نکاح میں اور نسائی نے طہارت میں حدثنا
محمد بن بشار قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة قال حدثنا انس بن مالك قال
كان النبي صلى الله عليه وسلم يدور على نسائه في الساعة الواحدة من الليل والنهار وهن احدى
عشرة قال قلت لانس اوكان يطيقه قال كنا نتحدث انه اعطي قوة ثلاثين وقال سعيد عن قتادة
ان انسا حدثهم تسع نسوة ترجمہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں میں
دورہ کر لیتے یعنی سب کے پاس ہو آتے) ایک گھڑی میں رات اور دن میں اور آپکی عورتیں گیارہ تھیں ف گھڑی سے
مراد ایک معین وقت ہے نہ وہ گھڑی جو نجومیوں اور ساعت والوں کی اصطلاح میں ہے ابن خزیمہ نے کہا گیارہ عورتیں
صرف معاذ نے نقل کیں اور سعید وغیرہ نے قتادہ سے اسکو روایت کیا اور نو بی بیاں کہیں اور ابن حبان نے دونوں
روایتوں کو نقل کیا اور کہا کہ آپ جب مدینہ میں تشریف لائے تو نو بی بیاں تھیں اور بعد کو گیارہ ہو گئیں اور یہ غلط ہے
کیونکہ آپ جب مدینہ میں تشریف لائے اسوقت ایک ہی بی بی سودہ تھیں پھر مدینہ میں آنکر حضرت عائشہ سے
صحبت کی پھر ام سلمہ اور حفصہ اور زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا تیسرے یا چوتھے سال میں پھر پانچویں میں زینب بنت
جحش سے نکاح کیا اور چھٹے سال میں جویریہ سے پھر ساتویں سال میں صفیہ اور ام حبیبہ اور میمونہ سے اور ان سب
عورتوں سے ہجرت کے بعد دخول ہوا ہے اور ریحانہ میں اختلاف ہے وہ بنی قریظہ کے قیدیوں میں تھیں ابن
اسحاق نے کہا آپ نے ریحانہ سے کہا کہ میں تجھ سے نکاح کرلوں تم پردے میں ہو انہوں نے آپ کی ملک میں
رہنا اختیار کیا اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کی وفات سے پہلے مر گئیں سنہ دس ہجری میں اسیطرح زینب بنت خزیمہ
بھی دو مہینے یا تین مہینے آپ پاس رہ کر مر گئیں تو نو بی بیوں سے زیادہ کبھی آپ پاس عورتیں اکٹھا نہیں ہوئیں اس صورت میں معاذ

کی روایت پر محمول ہوگی کہ انہون نے ماریہ اور ریحانہ کو آپ کی بی بیون مین شریک کیا اور دمیاطی نے سیرۃ مین آپکی کل عورتون کا شمار کیا ہے جن سے آپنے نکاح کیا یا دخول کیا تو تیس عورتون تک پہونچا اور مختارہ مین انس سے دوسرے طریق سے مروی ہے کہ آپنے پندرہ عورتون سے نکاح کیا انمین گیارہ سے دخول کیا اور جب آپنے وفات پائی تو نو بیبیان چھوڑین کذا فی الفتح مختصرات قتادہ نے کہا مین نے انس سے کہا کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی طاقت رکھتے تھے کہ گیارہ بی بیون سے ایک ساعت مین صحبت کرتے انس نے کہا ہم صحابہ یون کہتے تھے کہ حضرت صلعم کو تیس مردون کی طاقت ملی ف اسمٰعیلی کی روایت مین چالیس مردون کی ہے اور یہ شاذ ہے مگر طاوس سے مرسلاً ایسا ہی مروی ہے اور ابو نعیم نے صفۃ الجنۃ مین مجاہد کے طریق سے ایسا ہی نکالا اور زیادہ کیا کہ جنت کے مردون کی اور عبداللہ بن عمر سے روایت کیا مرفوعاً کہ مجھے چالیس مردونکی قوت ملی پکڑنے اور جماع کرنے مین اور امام احمد اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے زید بن ارقم سے کہ جنت کے ایک آدمی کو سو آدمیونکی طاقت ملیگی کہانے اور پینے اور جماع کرنے مین اور شہوت مین اس صورت مین ہمارے پیغمبر کی قوت چار ہزار مردون کی ہوگی (فتح) مترجم کہتا ہے نصاریٰ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ جب آپ مین اتنی قوت تھی تو عورتین آپ کا تحمل کیسا کرتی تہین اور یہ اونکی بیوقوفی ہے کیونکہ قوت کیسی ہو یہ لازم نہین آتا کہ عورت مرد کا تحمل نہ کرسکے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ مرد اپنی پوری قوت ایسی عورت پر صرف نہ کریگا اور یہ کہان سے ثابت ہوا کہ حضرت صلعم اپنی پوری طاقت اُن ضعیف عورتون پر صرف کرتے بلکہ یہ حدیث دلیل ہے اسکی کہ جب آپکو کئی بار جماع منظور ہوتا تو سب عورتون کا دورہ کرتے کیونکہ ایک عورت اتنی بار کا تحمل کیونکر کرسکتی اور ایک اعتراض اور کرتے ہین کہ معاذ اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو شہوت کا بہت خیال تہا جب تو اتنی بی بیان کین ورنہ انسان کو دنیا مین ایک بی بی کافی ہے اور یہ اعتراض بہی حماقت کا ہے اسلیے کہ حضرت صلعم نے چار ہزار مردون کی طاقت رکھکر نو بی بیون پر قناعت کی اس سے زیادہ کون اپنی شہوت کو روک سکتا ہے اور اگر ہمارے حضرت صلعم کو یہ منظور ہوتا تو برسون تک صرف حضرت خدیجہ پر جو معمر عورت تہین کیون قناعت کرتے حالانکہ آپنے جب حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تہا اُسوقت آپکی عمر ۲۵ سال کی تہی اور یہ عین شباب کا زمانہ ہے پس معلوم ہوا کہ آپنے جو متعدد عورتون سے نکاح کیا اوسمین بہت دینی اور دنیاوی فوائد تہے جنکو اگر ہم اسجگہہ بیان کرین تو کتاب مین طول ہوجاویگا اور مختصر یہ ہے کہ اُس زمانے مین متعدد بی بیان کرنا عزت اور عظمت کا تمغہ تہا علاوہ اسکے بہت سی عورتون کو آپ کی زوجیت کا شرف اللہ تعالی کو دینا منظور ہوا

سوا اسکے بہت شخصوں کا دل ملانا اور قابو مین کہنا اوس نکاح کی وجہ سے مطلوب تہا اور بہت بی بیون سے یہ بھی غرض تہی کہ عورتون کے متعلق مسئلے ایک بی بی تمام عورتون سے نہین بیان کرسکتی تہی اور اگر ہم ان سب وجوہ سے قطع نظر کرین تب بھی جواب الزامی یون دیسکتے ہین کہ داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے تو اس سے زیادہ بی بیان کین تہین حالانکہ نصارے انکو سچا پیغمبر جانتے ہین پہر جو جواب انکی طرف سے دینگے وہی ہم حضرتؐ کی طرف سے دینگے **ت** اور سعید نے قتادہ سے روایت کیا کہ انس رضہ اونسے نو بی بیان کہین **ف** سعید کی روایت کو مولف نے آگے خود وصل کیا ہے اور بعض نسخون مین سعید کے بدل شعبہ ہے اور شعبہ کی روایت کو امام احمد نے نکالا ابن منیر نے یہ اعتراض کیا کہ تمام عورتون کا دورہ کرنیسے باب کا مطلب ثابت نہین ہوتا احتمال ہے کہ آپنے ہر عورت سے صحبت کرنیکے بعد غسل کیا ہو اور یہ احتمال زیادہ تر اُس روایت مین ہوتا ہے جسمین ساعت کے بدل رات ہے مین کہتا ہون ان کا ذکر حضرت عائشہؓ کی حدیث مین صراحتاً نہین ہے اور انس کی جس روایت مین رات کا ذکر ہے وہان اسکی تصریح ہے کہ آپنے ایک ہی غسل سے دورہ کیا ایسا ہی نکالا نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور بعض روایتون مین ایک غسل کا ذکر ہے لیکن ایک رات کا ذکر نہین نکالا اونکو ان لوگون نے اور امام مسلم نے اور جہان انس کی روایت مین ایک ساعت کا ذکر ہے وہان ایک غسل کی قید لگانے کی ضرورت نہین کیونکہ ایک ساعت مین نو بار غسل اور جماع دشوار اور خلاف قیاس ہے اور اس سے معلوم ہو گئی باب کی مناسبت اس حدیث سے کیونکہ مولف نے اشارہ کیا اس حدیث کے اُس طریقے کیطرف جسمین ایک غسل کا ذکر ہے گو اُس طریقہ مین جسکو مولف لایا ایک غسل کا ذکر نہین اور یہ عادت ہے مولف کی اور کتاب النکاح مین مولف نے اس حدیث سے دلیل لی بہت بی بیان کرنیکے استحباب پر اور یہ بھی اشارہ کیا کہ آپ پر قسم (باری باری عورتون کے پاس رہنا) واجب تھا اور یہ قول ہے ایک طائفہ علماء کا اور اکثر کے نزدیک آپ پر واجب نہ تہا وہ یہ کہتے ہین کہ آپ نے یہ انکی رضامندی سے کیا ہوگا جسکی باری تھی جیسے عورتون کی رضا سے آپنے بیماری کے دن حضرت عائشہؓ کے گھر مین کاٹے اور احتمال ہے کہ یہ امر باری پوری ہوجانیکے بعد کیا ہو پہر اوسکے بعد نئی باری شروع کی ہو اور احتمال ہے کہ سفر سے لوٹ کر ایسا کیا ہو اور احتمال ہے کہ یہ قصہ قسم کے وجوب سے پہلے کا ہو اور ابن عربی نے ایک دربات لکھی انہون نے کہا اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو خاص کیا کئی باتون سے اون مین سے ایک بات یہ بہی تہی کہ ہر روز ایک ساعت مین آپکو اختیار دیا تہا کہ اپنی تمام عورتون کے پاس جاوین اور خواہش پوری کرین پہر جسکی باری ہو اوسکے پاس رہ جاوین اور یہ ساعت بعد عصر کے تہی یا اگر کام ہو جاوے تو بعد مغرب کے اور یہ جو ابن عربی نے لکہا اسکا ثبوت دینا چاہیے (اسکا ثبوت کچھ نہین) قسطلانی نے کہا کہ مسلم نے ابن عباس سے نکالا کہ یہ ساعت عصر کے بعد تہی اور اس حدیث سے اور بہی فائدے نکلے ایک یہ کہ

ایسی قوت نہین ہوتی مگر اوس شخص مین جس کی صحت عمدہ ہو اور جو بڑا مرد ہو اور آپ کی جو بہت بی بیان ہوئین اومین یہ حکمت تھی کہ جو احکام میان بی بی مین پوشیدہ ہوتے ہین اونکو نقل کرین اور ایسے بہت احکام حضرت عائشہؓ سے منقول ہین اسیواسطے بعضون نے اونکو فضیلت دی ہے اور عورتون پر اور ابن تین نے اس سے یہ دلیل لی کہ لونڈیون سے ظہار ہو جاتا ہے اور ابن منیر نے یہ دلیل لی کہ آزاد عورت سے جماع کرنا درست ہے لونڈی سے جماع کرنیکے بعد گو غسل نہ کرے اور ان دونو استدلالون مین گفتگو ہے (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا امام نسائی نے اس حدیث کو عشرۃ النساء مین نکالا شوکانی نے کہا جماعت نے نکالا اسکو بخاری کی انس سے کہ حضرت م اپنی عورتون کا دورہ کرتے تھے ایک غسل سے احمد اور نسائی کی روایت مین ہے کہ ایک رات مین ایک غسل سے اور ابورافع کی حدیث اس باب مین اوپر گذری حافظ نے کہا ابورافع کی حدیث مین ابوداؤد نے طعن کیا اور کہا انس کی حدیث اوس سے زیادہ صحیح ہے اور یہ در حقیقت طعن نہین ہے کیونکہ ابوداؤد نے یہ نہین کہا ابورافع کی حدیث صحیح نہین ہے امام نسائی نے کہا انس اور ابورافع کی حدیث مین اختلاف نہین ہے بلکہ کبھی آپ ایسا کرتے کبھی ویسا اور نووی نے کہا کہ ہر جماع کے بعد غسل کرنا مستحب ہے اجماعًا انتہے مختصراً ابن ماجہ نے انس رض سے نکالا کہ مین نے حضرت م کے لیے غسل کا پانی رکھا آپنے اپنی سب عورتون سے فراغت پاکر ایک رات مین ایک غسل کیا

باب غسل المذی والوضوء منه

مذی کا دھونا اور مذی کے نکلنے سے وضو کرنا ف مذیکا بیان کتاب الوضو مین تفصیل سے گذر چکا حافظ نے کہا مذی ایک سفید رقیق لزج پانی ہے جو عورت سے مساس کرتے وقت نکلتا ہے یا جماع کا خیال کرتے وقت یا جماع کے ارادے کے وقت اور کبھی اوسکا نکلنا معلوم نہین ہوتا حدثنا ابو الولید قال حدثنا زائدة عن ابی حصین عن ابی عبد الرحمٰن عن علی قال کنت رجلا مذاء فامرت رجلا یسأل النبی صلی اللہ علیه وسلم لمکان ابنته فسأل فقال توضأ واغسل ذکرك ترجمہ حضرت علی رض سے روایت ہے مین ایک شخص تھا بہت مذی والا تو مین نے حکم کیا ایک شخص کو (مقداد بن الاسود کو) حضرت م سے پوچھ اس مسئلہ کو کہ مذی نکلنے سے کیا لازم آتا ہے وضو یا غسل (کیونکہ میرے پاس آپ کی صاحبزادی تھین اس وجہ سے مین خود آپ سے نہ پوچھ سکا) پھر اس شخص نے پوچھا (آپ سے) آپ نے فرمایا وضو کرے اور دھو ڈالے اپنے ذکر کو ف اس حدیث کو مؤلف نے علم اور طہارت مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے طہارت مین اور نسائی نے علم مین بھی (قسط) حافظ نے کہا نسائی کی روایت مین یہ ہے کہ حضرت علی رضؓ نے کہا مین نے ایک شخص سے کہا جو میرے پاس بیٹھا تھا کہ تو پوچھ حضرت م سے اوس نے پوچھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علی سوال کے وقت حاضر تھے اور اسی لحاظ سے

محدثین نے اس حدیث کو حضرت علی رض کے مسند میں ذکر کیا ہے اور جو وہ حاضر نہ ہوتے تو مقداد کے مسند میں ذکر کرتے اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کر لیوے اور ایک روایت میں مسلم اور موطا کے یہ ہو کہ پوچھا اوسنے مذی ہی جو آدمی سے نکلتی ہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے حضرت علی سے میں بہت مذی والا آدمی تھا تو میں نہانے لگا مذی نکلنے سے جاڑوں میں یہانتک کہ میری پیٹھ پھٹ گئی تب حضرت ص نے فرمایا ایسا مت کر اور ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے سہل بن حنیف سے نکالا کہ اونہوں نے بھی حضرت ص سے ایسا ہی سوال کیا اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رض نے کہا میں نے عمار کو حکم کیا پوچھنے کا اور ابن حبان اور اسمعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ علی رض نے کہا میں نے خود پوچھا اور ابن حبان نے اس اختلاف کی مطابقت یوں کی کہ پہلے حضرت علی رض نے عمار کو حکم دیا پوچھنے کا پھر مقداد کو حکم دیا پھر خود پوچھا مگر خود پوچھنے کی توجیہ بعید ہے کیونکہ اس روایت میں صاف ہے کہ اونہوں نے شرم کی پوچھنے میں بوجہ آپ کی صاحبزادی کے تو شاید بعض راویوں نے مجازاً پوچھنے کی نسبت دی حضرت علی رض کی طرف کیونکہ اونکے حکم سے دوسرے نے پوچھا تو گویا اونہوں نے خود پوچھا طحاوی کی روایت میں رافع بن خدیج سے ہے کہ حضرت علی رض نے عمار کو حکم کیا پوچھنے کا اور ایک روایت میں طحاوی کے یہ ہے حضرت علی سے کہ میں بہت مذی والا تھا اور جب میری مذی نکلتی تو میں غسل کرتا پھر میں نے حضرت ص سے پوچھا اور ترمذی کی روایت میں ہے اونسے کہ میں نے حضرت ص سے پوچھا مذی کو اور عبدالرزاق نے عائش بن انس سے نکالا کہ حضرت علی رض اور مقداد اور عمار نے مذی کا ذکر کیا حضرت علی رض نے کہا میں بہت مذی والا آدمی ہوں تو تم دو حضرت صلعم کو پوچھو پھر آپ سے پوچھا دو میں سے ایک نے اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علی رض نے عمار اور مقداد دونو کو پوچھنے کا حکم کیا تھا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا اور سپر اجماع ہے اور اسکا حکم مثل پیشاب کے ہے اور امام طحاوی نے ایک جماعت سے یہ نقل کیا ہے کہ مذی کے نکلتے ہی اوسوقت وضو واجب ہے پھر رد کیا اونپر اس روایت سے کہ حضرت علی نے کہا حضرت ص پوچھے گئے مذی سے آپ نے فرمایا اوسمیں وضو ہے اور منی میں غسل ہے اس سے یہ نکلا کہ مذی کا حکم وہی ہے جو اور نواقض وضو کا ہے اور یہ لازم نہیں کہ مذی نکلتے ہی اوسوقت وضو کرے اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الطہارت اور کتاب العلم میں گذری اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ خبر واحد مقبول ہے اور مظنون خبر پر اعتماد کرسکتے ہیں گو مقطوع پر قدرت ہو اور ان دونو مسئلوں پر یہ اعتراض ہے کہ سوال حضرت علی کے سامنے تھا تو نہ خبر واحد ہوئی نہ مظنون البتہ مختصر [illegible]

بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ اَثَرُ الطِّيْبِ

جس شخص نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر باقی رہا

حَدَّثَنَا ابُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا ۔ ترجمہ محمد بن منتشر سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو اون سے بیان کیا ابن عمر کا یہ قول میں نہیں چاہتا کہ صبح کروں احرام باندھے ہوئے اور خوشبو جھاڑ رہا ہوں حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی پھر آپنے دورہ کیا اپنی عورتوں میں پھر صبح کو احرام باندھا ف یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور مؤلف نے باب کا مطلب اس حدیث سے اسطرح نکالا کہ جب آپ نے دورہ کیا اپنی عورتوں کا یعنے اون سے جماع کیا خوشبو لگانے کے بعد تو لامحالہ جماع کے بعد غسل بھی کیا ہوگا تو خوشبو لگانے کے بعد غسل ہوا اور اس خوشبو کا اثر آپ کے جسم میں باقی رہتا تھا احرام کے بعد بھی ورنہ ابن عمر کے قول کا رد کیونکر ہوتا پس یہی ثابت ہوا کہ غسل کے بعد خوشبو کا اثر رہا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ مرد اور عورت دونوں کو جماع سے پہلے اور احرام سے پہلے خوشبو لگانا مستحب ہے قسطلانی نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ جماع سے پہلے خوشبو لگاتے تاکہ سرور زیادہ ہو اِنتہیٰ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ۔ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ نے کہا میں خوشبو کی چمک حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانگ میں دیکھتی تھی اور آپ احرام باندھے ہوتے ف حافظ صاحب نے کہا باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے اوسی حدیث کا جو اوپر گذری تو قصہ ایک ہے یا اسطرح کہ حضرتؐ نے احرام کا غسل ضرور کیا ہوگا تو ثابت ہوا خوشبو کے بعد غسل کرنا مگر یہ کہنا ہے دوسری توجیہ پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ شاید حضرتؐ نے غسل کے بعد خوشبو لگائی ہو احرام سے پہلے اس صورت میں باب کا مطلب کیسے ثابت ہوگا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو لباس میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے حج میں

بَابُ تَخْلِيلِ الشَّعَرِ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ ۔ غسل میں بالوں کا خلال کرنا یہاں تک کہ جب معلوم ہو کہ بدن بالوں کے اندر بھیگ گیا تو پھر پانی بہانا حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعَرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَقَالَتْ كُنْتُ

اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ نَغْتَرِفُ مِنْہُ جَمِیْعًا ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے دونو ہاتہہ دہوتے اور وضو کرتے اسطرح جسطرح نماز کے لیے کرتے تھے پہر غسل شروع کرتے پہر خلال کرتے اپنے ہاتہہ سے بالون کا جب جانتے کہ آپ نے تر کر لیا اپنے جسم کو (جو بالون کے نیچے ہے) تو پانی بہاتے اپنے بالون پر تین بار پہر دہوتے اپنے باقی بدن کو اور حضرت عائشہ رضہ نے کہا مین اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو غسل کرتے ایک برتن سے دونو اوسمین چلو لیتے جاتے **ف** حافظ صاحب نے کہا اسحدیث کی بحث اوپر گذر چکی باب تخلیل الجنب بیدہ فی الطہور مین قسطلانی کہا غسل مین بالون کا خلال کرنا واجب ہے مالکیہ کے نزدیک اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے داڑہی کے بالون کو قیاس کیا ہے سر کے بالون پر اور داڑہی کا خلال بہی غسل مین ضرور کہا ہے قسطلانی نے کہا مالکیہ نے دلیل لی اسحدیث سے کہ خلال کرو بالون کا کیونکہ ہر بال کے تلے جنابت ہے شوکانی نے نیل مین کہا کہ احمد اور ابوداود نے حضرت علی رضہ سے روایت کی مین نے سنا حضرت ص سے آپ فرماتے تھے جو شخص جنابت مین ایک بال کے برابر جگہہ چہوڑ دیوے وہان پانی نہ پہونچے تو اللہ تعالی اوسکے ساتہہ ایسا ایسا کریگا آگ سے حضرت علی رضہ نے کہا اسی وجہ سے مین دشمن ہو گیا اپنے بالون کا ابوداود نے زیادہ کیا کہ حضرت علی رضہ اپنے بال کترتے تھے حافظ نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے کیونکہ عطاء بن السائب سے حماد بن سلمہ نے اختلاط سے پہلے سنا ہے لیکن بعضون نے کہا کہ اسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور عبدالحق نے کہا اکثر علما اوسکو موقوف کہتے ہین اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے عطا اختلاط سے پہلے بہی ضعیف کیا گیا ہے اور حماد کے کئی وہم ہین اور اسکی اسناد مین زاذان بہی ہے اسمین اختلاف ہے اور ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا مرفوعًا کہ تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدن کو اوسکی اسناد مین حارث بن وجیہ بہت ضعیف ہے ابوداود نے کہا یہ حدیث اسکی منکر ہے اور وہ ضعیف ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہین پہچانتے مگر حارث کے طریق سے اور وہ کچہہ قوی نہین اور دارقطنی نے علل مین کہا کہ یہ حدیث مالک بن دینار سے جنہون نے حسن سے مرسلاً مروی ہے اور سعید بن منصور نے اسکو مرسلاً روایت کیا حسن سے اور ابان عطار نے اسکو روایت کیا حسن سے اونہون نے ابوہریرہ سے موقوفًا اور شافعی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین ہے اور بیہقی نے کہا کہ علما حدیث جیسے بخاری اور ابوداود نے اسکو منکر کہا اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غسل مین بالون کا خلال کرنا پانی سے مشروع ہے اور مین اسمین کسیکا خلاف نہین جانتا انتہی مترجم کہتا ہے ابوہریرہ کی پوری حدیث یون ہے کہ حضرت ص نے فرمایا ہر بال کے تلے جنابت ہے تو بالون کو دہوؤ اور بدن کو صاف کرو

روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور جو لفظ قسطلانی نے نقل کیا وہ مجھکو نہین ملا **باب** مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهُ مَرَّةً أُخْرَى جسنے جنابت کے غسل مین وضو کیا پھر باقی بدن دہولیا اور وضو مین جسقدر اعضا دہل گئے تہے اونکو دوبارہ غسل مین نہ دہویا تو کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَ الْجَنَابَةِ فَكَفَأَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ بِيَدِهِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا پانی رکہا (حموی اور مستملی کی روایت مین یون ہے کہ آپکے لیے جنابت کا پانی رکہا گیا) آپ نے اپنے داہنے ہاتہ سے بائین ہاتہ پر دوبار یا تین بار پانی ڈالا پہر اپنی شرمگاہ دہوئی پہر اپنا ہاتہ رگڑا زمین پر یا دیوار پر دوبار یا تین بار پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دونون باہین دہوئین پہر اپنے سر پر پانی ڈالا پہر اپنا بدن دہویا پہر وہان سے سرک گئے تو دہویا اپنے دونوں پاؤن کو حضرت میمونہ نے کہا پہر مین ایک ٹکڑا کپڑے کا آپکے پاس لائی (بدن پونچہنے کو) آپ نے اوسکو نہین چاہا اور پانی چہٹکنے لگے اپنے ہاتہ سے

اور منہ دہویا ۱۲

ف اس حدیث سے باب کا مطلب نکلنا بہت مشکل ہے ابن بطال نے کہا اگر مؤلف اس باب مین حضرت عائشہ کی حدیث جو اگلے باب مین گذری لاتے تو زیادہ مناسب ہوتا کیونکہ اوسمین یہ ہے پہر باقی بدن دہویا اور اوسکا مطلب صاف یہ ہے کہ جو بدن وضو مین دہل گیا تہا اوسکو نہین دہویا اور باب کا بہی مطلب ہے اور اس حدیث مین جو اس باب مین مذکور ہے اتنا ہی مذکور ہے کہ پہر اپنا بدن دہویا اور ممکن ہے کہ وضو مین جو اعضا دہل گئے تہے وہ بہی اوسمین داخل ہون اور اونکو بہی پہر دہویا ہو ابن منیر نے یہ جواب دیا کہ حدیث مین پہلے وضو کے اعضاء دہونیکا ذکر ہے اسکے بعد بدن کے دہونیکا اور اسکا ظاہری مطلب یہ ہے کہ سوا اعضاء وضو کے جو بدن باقی رہا تہا اوسکو دہویا حافظ صاحب نے کہا اس جواب مین تکلف ہے اور ابن تین نے یہ جواب دیا کہ مقصد امام بخاری کا اس حدیث کو اس باب مین لانے سے یہ ہے کہ اوسمین بدن کے دہونے سے باقی بدن کا دہونا مراد ہے بدلیل دوسری روایت کی اور پہر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری روایت اس واقعہ سے متعلق نہین بلکہ اوسکا واقعہ جداگانہ ہے جیسے اوپر ہم بیان کر چکے اور کرمانی نے کہا کہ یہان بدن کا لفظ شامل ہے بدن کی تمام اعضا کو تو سابق کی حدیث بہی اسپر محمول ہوگی یا اوسمین باقی بدن سے سوا سر کے باقی بدن مراد ہوگا نہ سواے اعضاے وضو کے

مین کہتا ہون اس تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہین اور صحیح جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث مین بدن کے دہونے سے مجازی معنے لیئے باقی بدن دہونا مراد رکھا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آگے پانون کا دہونا مذکور ہے پس اگر بدن سے سارا بدن مراد ہوتا تو دوبارہ پانون دہونے کی کیا ضرورت تہی اور امام بخاری کی عادت سے یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مطلب کبہی مطلب سے زیادہ مراد رکہتے ہین اور ابن بطال نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ جمعہ کا غسل جنابت کے غسل سے کافی ہے اسیطرح جسنے تازہ وضو کی نیت کی اور وضو کیا اور نماز پڑہی پہر معلوم ہوا کہ تازہ وضو کرنیکے وقت وہ بیوضو تہا اور نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ وضو غسل جنابت کے اندر سنت ہے حالانکہ یہہ سنت کافی ہوگئی فرض سے یعنے وضو مین جو اعضا دہلتے ہین انکا پہر دہونا غسل مین ضرور نہوا اور یہ استنباط ابن بطال کا مردود ہے کیونکہ وضو اسوقت کافی ہوگا جب اعضا کو بہ نیت غسل دہویا ہوا اور اعضای وضو کو مقدم کیا ہو صرف فضیلت کے لیے اس صورت مین ان اعضا کا دہونا غسل کا ایک جز ہوا نہ وضو جیسے ابن بطال نے سمجہا مترجم کہتا ہے باب کی تطبیق حدیث سے ایک اور طرح بہی ہوسکتی ہے اور اسمین ایسی تکلف کی حاجت نہین پڑتی جو ابن منیر نے کیا وہ یہ کہ امام بخاری کا شاید یہ مذہب ہے کہ وضو مین جو اعضا دہلے ہین انکو غسل مین پہر دہونا چاہیے اور ظاہر حدیث کا یہی مفہوم ہے کیونکہ بدن سے متبادر سارا بدن ہے اور حافظ صاحب نے جو کہا کہ اس صورت مین پانون دہونیکا ذکر آگے کیون ہوا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید وہان مستعمل پانی جمع ہوتا ہوگا یا وہ جاے نجس یا میلی کچیلی ہوگی تو پانون کو دوسری جگہ ہٹ کر دہویا صفائی کے لیے نہ اسوجہ سے کہ ساری بدن کے ساتھہ پانون نہین دہلے تہے واللہ اعلم بمراد عبادہ

باب اِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ اَنَّهٗ جُنُبٌ يَخْرُجُ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ جب مسجد مین یاد آوے کہ مین جنب ہون تو اُسی طرح نکل جاوے اور تیمم نہ کرے **ف** بعضون نے کہا تیمم واجب ہے ثوری اور اسحق سے ایسا ہی منقول ہے اور ایسا ہی کہا بعض مالکیہ نے کہ جو شخص مسجد مین سووے پہر اسکو احتلام ہووے تو باہر نکلنے سے پیشتر تیمم کرلیوے (فتح) قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اگر جنب مسافر ہو یا مسجد کے اندر پانی کا چشمہ پاوے تو تیمم کرکے اندر جاوے اور پانی پیے اور غسل کے لیے پانی مسجد کے باہر لاوے **حدثنا**

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهٗ تَابَعَهٗ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ

الاوزاعی عن الزہری ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے نماز کھڑی ہوئی اور صفیں برابر کی گئیں لوگ کھڑے تھے پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے ہماری جب نماز پڑھنے کی جگہ میں کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد آیا کہ میں جنب ہوں پس ہم سے فرمایا تم اپنی جگہہ رہو پھر آپ لوٹے اور غسل کیا پھر نکلے ہماری طرف اور آپکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ نے تکبیر کہی ہم نے نماز پڑھی آپ کے ساتھ **ف** اور یہ امر کہ آپ کو خیال آیا کہ میں جنب ہوں ابوہریرہ نے قرائن سے معلوم کیا نہ یہ کہ حضرت م نے زبان سے فرمایا اور آپ جو پہلے اسکو بھول گئے اوس میں یہ حکمت تھی کہ امت کو یہ مسئلہ معلوم ہو جیسے دوسری حدیث میں ہے میں اسلیے بھلایا جاتا ہوں کہ سنت جاری کروں **ت** متابعت کی اسحدیث کے روایت کرنے میں عثمان بن عمر کی عبد الاعلی بن عبد الاعلی نے اونہوں نے روایت کی معمر سے انہوں نے زہری سے نکالا اسکو امام احمد نے) اور روایت کیا اسحدیث کو اوزاعی نے زہری سے **ف** تو یہ دوسری متابعت ہوئی اور اسکو مؤلف نے نکالا باب الاذان میں حافظ نے کہا اسحدیث سے یہ نکلا کہ تکبیر میں اور نماز شروع کرنے میں فاصلہ کثیر جائز ہے اور اسکی بحث خارج ہے تو کتاب الصلوۃ میں آویگی قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مسلم نے صلوۃ میں اور ابوداؤد نے طہارت اور صلوۃ میں اور نسائی نے طہارت میں نکالا

باب نفض الیدین من الغسل عن الجنابۃ جنابت کا غسل کرکے دونوں ہاتھوں سے پانی کو جھٹکنا **حدثنا** عبدان قال اخبرنا ابو حمزۃ قال سمعت الاعمش عن سالم عن کریب عن ابن عباس قال قالت میمونۃ وضعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غسلا فسترتہ بثوب وصب علی یدیہ فغسلہما ثم صب بیمینہ علی شمالہ فغسل فرجہ فضرب بیدہ الارض فمسحہا ثم غسلہا فمضمض واستنشق وغسل وجہہ وذراعیہ ثم صب علی راسہ وافاض علی جسدہ ثم تنحی فغسل قدمیہ فناولتہ ثوبا فلم یاخذہ فانطلق وہو ینفض یدیہ **ترجمہ** ام المومنین میمونہؓ نے کہا میں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانی رکھا غسل کا پھر میں نے اسکو ڈھانپا ایک کپڑے سے آپ نے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتھوں پر اونکو دھویا پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اوسکو رگڑا پھر دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ کو دھویا اور دونوں بانہوں کو پھر اپنے سر پر پانی بہایا اور اپنے بدن پر بہایا پھر سرک گئے اور دونوں پاؤں اپنے دھوئے پھر میں نے انکو ایک کپڑا دیا آپ نے اسکو نہیں لیا اور چلے دونوں ہاتھوں سے پانی جھٹکتے ہوئے **ف** اسحدیث سے یہ نکلا کہ وضو اور غسل کا پانی ہاتھوں سے جھٹکنا درست ہے اور یہ مسئلہ تفصیل سے کتاب الوضو میں گذر چکا قسطلانی نے کہا پانی کا جھٹکنا اولیٰ کے خلاف ہے اور اسی کو ترجیح دیا تحقیق میں اور منہاج میں اور بعضوں نے

کہا مکروہ ہے اور صحیح کہا اسکو رافعی نے مترجم کہتا ہے کہ جب حضرت سے غسل کا پانی چھڑکنا ثابت ہی تو نزدہ اوسکے
کے خلاف ہوسکتا ہے نہ مکروہ اور یہ دو قول غلط ہین گو شافعیہ کی فقہ کی کتابون مین اسکو مکروہ یا اوسکے خلاف
لکھا ہو اور فقہ کی کتابین خواہ شافعیہ کی ہون یا حنفیہ کی یا مالکیہ کی اون مین جو بات قرآن یا صحیح حدیث کے خلاف
ہو وہ محض لغو اور پوچ ہے اور مومن کے نزدیک اوسکی کوئی وقعت نہین ہے مومن کو حدیث اور قرآن کی پیروی
لازم ہے اور جو اوسکے خلاف ہو وہ کالائے بد ہے اسکو ریش خاوند بہنانا چاہیے **باب** مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ
رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ جسنے غسل مین پہلے سر کے داہنی طرف سے شروع کیا **حدثنا** خلاد بن يحيى
قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا إِذَا
أَصَابَتْ إِحْدَانَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَاثًا فَوْقَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلَى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ وَبِيَدِهَا
الْأُخْرَى عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم مین سے کسی کو جب جنابت ہوتی تو
اپنے دونو ہاتھون کے پانی لیتی تین بار اپنے سر پر پانی ڈالتی پہر اپنے ہاتھ پانی لیتی اور داہنی جانب پر (اپنے سر کے) ڈالتی اور دوسرے
ہاتھ سے پانی لیتی اور بائین جانب پر اپنے سر کے ڈالتی **ف** تو داہنے اور بائین جانب سے سر کا داہنا اور بایان
جانب مراد ہے بدن کا اس صورت مین حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے قسطلانی نے کہا حدیث کو ابوداؤد
نے بہی نکالا مترجم کہتا ہی اگر بدن کا داہنا اور بایان جانب مراد ہو تب بہی مطابقت ہوسکتی ہے کیونکہ داہنے
جانب مین سر سے لیکر قدم تک داخل ہے اسیطرح سے بائین جانب مین کرمانی نے کہا اور حافظ صاحب نے کہا کہ
امام بخاری نے سر پر تین بار پانی کا یہی مطلب رکہا کہ ایک ہاتھ سے سر کے داہنے جانب پر ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے
بائین جانب پر اسیطرح تین بار کیا واللہ اعلم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ ابوذر کے نسخہ مین ہے اور اور نسخون
مین بسم اللہ نہین ہی **باب** مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي خَلْوَةٍ وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ تنہائی
کی جاہ مین ننگے نہانا اور جو ستر ڈہانپ کر نہاوے تو افضل ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ تنہائی مین ننگے ہی نہانا
درست ہے گو افضل نہ ہو اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور ابن ابی لیلے کے نزدیک جائز نہین اونہون نے شاید دلیل
لی یعلی بن امیہ کی حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم مین سے نہاوے تو عورت کو چہپاوے
یہ آپنے اوس شخص سے فرمایا جو تنہائی مین ننگا نہا تا تہا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور بزار نے ایسا ہی روایت
کیا ابن عباس سے طول کے ساتھ (فتح) اور ابوداؤد نے مراسیل مین نکالا کہ مت غسل کرو جنگل مین جب تم چہپنے
کی جگہ نہ پاؤ پہر اگر چہپنے کی جگہ نہ پاؤ تو لکیر کرلے ایک زمین سے دائرہ کیطرح اور اللہ کا نام لیوے اور غسل

کرے اوسکے احمد اور شافعیہ نے بھی پانی مین ننگا اوترنا منع رکہا ہے کیونکہ حدیث مین ہے مت گہسو پانی مین مگر
تہبند باندہکر کیونکہ پانی مین آبادی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور جمہور علمار کا یہ قول ہے کہ احتیاج کے وقت
عورت کہولنا درست ہو اور غسل بہی بلا احتیاج ہے البتہ بغیر احتیاج کے حرام ہے اور شافعیہ کا زیادہ صحیح قول
یہی ہے (قسطلانی) وَقَالَ بَهْزٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ أَحَقُّ أَنْ
يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ اور بہز بن حکیم نے روایت کی اپنے باپ (حکیم) سے اونہون نے بہز کے دادا (معاویہ
بن حیدہ بن معاویہ قشیری سے جو صحابی تھے خراسان مین مرے اس کتاب مین انسے تعلیقاً مروی ہے اونہون نے
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ تعالی زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم کیجاوے بنسبت لوگونکی
ف اور سرخسی کے نسخہ مین یون ہو کہ اوس سے پردہ کیا جاوے اسحدیث کو اصحاب سنن وغیرہم (جیسے امام احمد) نے
نکالا بہز سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا حدیث بیان کی ہم
سے یزید بن ہارون نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے بہز بن حکیم نے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے انکے دادا سے
کہ مین نے کہا اے نبی اللہ کے ہم کن شرمگاہون پر تصرف کرین اور کن کو چہوڑ دین آپ نے فرمایا بچا اپنی شرمگاہ
کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے مین نے کہا یا رسول اللہ جب ہم مین سے کوئی اکیلا ہو آپنے فرمایا اللہ زیادہ حق
رکہتا ہے کہ اوس سے شرم کیجاوے بنسبت لوگون کے حافظ صاحب نے کہا اسحدیث کا اسناد بہز تک صحیح ہے اور
اسی واسطے امام بخاری نے بہز کا قول بصیغہ جزم بیان کیا البتہ بہز اور اسکا باپ دونو امام بخاری کی شرط کے موافق
نہین ہین اور اسی لیے مولف نے کتاب النکاح مین معاویہ بن حیدہ کی حدیث کو جو بہز کا دادا تہا صیغہ جزم بیان
نہین کیا اور اس سے یہ بہی نکلا کہ تعلیق پر جزم کرنے سے اسناد کا صحیح ہونا لازم نہین مگر جہانتک تعلیق وہانتک اسناد
صحیح ہوگا اور اسحدیث سے یہ نکلا کہ بی بی کو اپنے مرد کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے اور اسپر قیاس کیا کہ مرد کو بی بی
کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے اور اسکے سوا مرد کو مرد کی یا عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنا درست نہین ہے اس
اسباب مین ایک حدیث ہے صحیح مسلم مین بہر بہز کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خلوت مین بہی ننگا ہونا درست نہین لیکن
مولف نے اوسکے جواز پر دلیل لی حضرت موسے اور حضرت ایوب علیہما السلام کے قصے سے اور اگلے پیغمبرونکی
پیروی کا ہمکو حکم ہوا دوسرے یہ کہ حضرت ص نے اونکے قصون کو نقل کیا اور اوسپر اعتراض نہین کیا اس صورت
مین بہز کی حدیث محمول ہوگی اسپر کہ افضل یہی ہے کہ خلوت مین بہی ننگا نہ ہو (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا عورت
کو اپنے مرد کی عورت دیکھنا درست ہے اسیطرح مرد کو اپنی بی بی کی عورت دیکھنا سوا دبر کے حلقہ کے جیسے دارمی نے کہا ہے

اصحاب میں سے تھے ترجمہ کہتا ہے کہ تخصیص داری کی بے دلیل ہے اور حدیث کی مفہوم سے صاف نکلتا ہے کہ مرد کی
شرمگاہ کی عورت کو دیکھنا درست ہے ذکر ہو یا دبر کیونکہ عورت کا لفظ دونوں کو شامل ہے اسیطرح عورت کی شرمگاہ خواہ فرج
ہو یا دبر اور یہ قیاس سے نکلتا ہے **حدثنا** اسحٰق بن نصر قال حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن
همام بن منبه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كانت بنو اسرائيل يغتسلون
عراة ينظر بعضهم الى بعض وكان موسى يغتسل وحده فقالوا والله ما يمنع موسى ان يغتسل
معنا الا انه ادر فذهب مرة يغتسل فوضع ثوبه على حجر ففر الحجر بثوبه فجمح موسى
في اثره يقول ثوبي يا حجر ثوبي يا حجر حتى نظرت بنو اسرائيل الى موسى فقالوا والله
ما بموسى من باس واخذ ثوبه فطفق بالحجر ضربا فقال ابو هريرة والله انه لندب بالحجر ستة
او سبعة ضربا بالحجر **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ
ننگے نہاتے تھے ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا (شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہوگا ورنہ حضرت موسیٰ ع اس سے منع کرتے
اور حضرت موسیٰ ع اکیلے غسل کرتے تھے کیونکہ یہ افضل ہوگا انکی شریعت کے رو سے) تو بنی اسرائیل نے کہا قسم خدا کی
موسیٰ ع جو ہمارے ساتھ نہانے سے باز رہتے ہیں وہ اسوجہ سے ہے کہ اونکو فتق کی بیماری ہے پھر ایکبار حضرت موسیٰ
نہانے کو تشریف لے گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر (بحکم الٰہی) اونکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ
اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر یہانتک کہ بنی اسرائیل نے حضرت
موسیٰ ع کو دیکھ لیا اور کہا قسم خدا کی موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں ہے **ف** اس سے یہ نکلتا ہے کہ دوا یا علاج یا
اور کوئی ضرورت سے ستر کا دیکھنا درست ہے اور ابن جوزی نے ایک احتمال نکالا کہ اسوقت حضرت موسیٰ پر ایک
بند تھا جو تر ہوا کیوجہ سے ستر ڈھانپ سکا اور اس احتمال کو اونہوں نے اچھا کہا اور نقل کیا اپنے مشائخ سے
حالانکہ یہ احتمال غلط ہے کیونکہ حدیث میں صاف موجود ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہاتے تھے اور حضرت موسیٰ خلوت
میں نہاتے تھے پس اگر تہبند باندھ کر نہاتے تو خلوت کی کیا ضرورت تھی دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ
پتھر کپڑے لیکے ہی بھاگا اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ غسل سے پہلے بھاگا اور حضرت موسیٰ ع اوسکے پیچھے دوڑے اس صورت
میں تہبند تر کیونکر ہوگا قسطلانی نے کہا اس سے رد ہوتا ہے اسکا جو کہتا ہے کہ ستر عورت واجب تھا بنی اسرائیل
پر کیونکہ اگر واجب ہوتا تو حضرت موسیٰ ع بنی اسرائیل کو اپنا ستر نہ دیکھنے دیتے نہ مقام پر جاتے جہاں بنی اسرائیل
جمع تھے آپ اونکا خلوت میں غسل کرنا تو وہ فضیلت کے طور پر تھا اور دلیل اسکی کہ اگلے زمانے میں کشف

عورت جائز نہانا ہے کہ جب کعبہ کے لیے پتھر ڈھوتے تھے تو حضرت عباس نے کہا اپنے حضرت سے کہ تہبند مونڈھے
پر ڈال دیا تھا تاکہ آپ کو پتھر لانے میں آسانی ہو پھر آپ بیہوش ہوکر گر پڑے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ کی شان کے لائق
یہ امر نہ تھا گو مباح ہو لیکن مختصرا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے کے لیے (کیونکہ وہ پتھر بنی اسرائیل میں
جاکر تھم گیا) اور پتھر کو مارنا شروع کیا (جب پتھر کپڑے لیکر بھاگا تو وہ مثل ایک عاقل جاندار کے ہوا اسی لیے
حضرت موسیٰ نے اسکو پکارا اور مارا اور بعضوں نے کہا یہ بھی ایک معجزہ دکھانا منظور تھا) ابوہریرہ نے کہا
(یہ ہمام نے نقل کیا تو یہ قول معلق نہیں ہے) قسم خدا کی پتھر میں چھ نشان پڑ گئے یا سات حضرت موسیٰ کی مارون کے

ف حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی باقی بحث احادیث الانبیاء میں آویگی قسطلانی نے کہا مسلم نے اسکو احادیث
الانبیاء میں نکالا اور ایک اور مقام میں **وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ
يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْتَثِىْ فِىْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ
اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِىْ عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ
عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ
يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا** ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار حضرت
ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے اونپر ٹیڑی گری سونے کی (جاندار یا بے جان) حضرت ایوب اسکو پکڑنے
اور رکھنے لگے اپنے کپڑے میں تب پکارا اونکو اونکے مالک یعنی پروردگار عالم جل شانہ نے اے ایوب کیا میں نے تجھکو
بے پرواہ نہیں کیا اوس سے جو تو دیکھتا ہے (یعنی سونیکی ٹیڑی سے) اونہوں نے عرض کیا بیشک تو نے مجھکو
بے پرواہ کیا (مالدار کر کے) قسم تیری عزت کی لیکن میں بے پروا نہیں ہوں تیری برکت سے **ف** یعنی تیرے
احسان اور عطا اور بخشش سے اس حدیث سے مالدار کی فضیلت نکلی کیونکہ اسکو برکت کہا اور محال ہے کہ حضرت
ایوب ع نے دنیا کی محبت سے اوسکو لیا ہو بلکہ اس وجہ سے لیا کہ وہ مالک کے پاس سے ابھی اتری تھی حافظ صاحب نے
کہا ابن بطال نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی ننگے نہانیکی جواز پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونپر عتاب کیا
ٹیڑیاں اکٹھا کرنے پر اور نہیں عتاب کیا ننگے نہانے پر تو معلوم ہوا کہ وہ جائز ہے یہ حدیث مولف نے اسی اسناد
سے روایت کی جس اسناد سے حضرت موسیٰ کی حدیث کو روایت کیا اور کرمانی نے غلطی کی جو کہا کہ یہ تعلیق ہے کیونکہ
دونوں حدیثیں ہمام کے نسخہ میں اسی اسناد سے موجود ہیں اور امام بخاری نے اسی دوسری حدیث کو احادیث الانبیا
میں عبدالرزاق کے طریق سے نکالا اسی سند سے اس صورت میں کرمانی نے جو کہا کہ یہ صیغہ تمریض کا ہے تو دوسری

غلطی ہے اگر اونکا خیال ساری صحیح بخاری پر حافظ ابن حجر کیطرح ہوتا تو اس قسم کی غلطیاں کرتے اور باقی بحث اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب الانبیا میں آویگی **ت** اور روایت کیا اس حدیث کو ابراہیم (بن طہمان) نے موسیٰ بن عقبہ سے اونہوں نے صفوان سے انہوں نے عطار بن یسار سے اُنہوں نے ابوہریرہ سے اُنہوں نے حضرت صلعم سے (اس اسناد کو نسائی اور اسمعیلی نے وصل کیا) **ف** نیل میں ہے کہ ابوداود اور نسائی نے یعلی بن امیہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے ایک شخص کو دیکھا کھلے میدان میں نہاتے ہوئے تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی تعریف اور صفت بیان کی پھر فرمایا کہ اللہ جل جلالہ شرم والا ہے پردے والا دوست رکھتا ہے حیا اور پردے کو پھر جب کوئی تم میں غسل کرے تو پردہ کرے اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور نسائی نے ابوالسمح سے نکالا کہ میں خدمت کرتا تھا حضرت صلعم کی پھر جب آپ غسل کا ارادہ کرتے تو مجھ سے فرماتے پیٹھ موڑ لے میں پیٹھ موڑ لیتا اور آپ کی آڑ کر لیتا اپنی پیٹھ سے اور مسلم نے نکالا ام ہانی سے میں حضرت صلعم پاس گئی جس سال کہ فتح ہوا مکہ آپکو غسل کرتے پایا حضرت فاطمہ آپکی آڑ کیے تھیں ایک کپڑے سے انتہیٰ ملخصاً مترجم کہتا ہے ام ہانی کی حدیث امام بخاری نے بھی نکالی اور وہ آگے آتی ہے

باب التستر فی الغسل عند الناس لوگوں کے سامنے غسل میں آڑ کرنا

حدثنا عبد اللہ ابن مسلمۃ عن مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ ان ابا مرۃ مولی ام ہانی اخبرہ انہ سمع ام ہانی بنت ابی طالب تقول ذہبت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح فوجدتہ یغتسل وفاطمۃ تسترہ فقال من ہذہ فقلت انا ام ہانی **ترجمہ** ام ہانی بنت ابی طالب سے (جو حضرت صلعم کی چچازاد بہن تھیں اونکا نام فاختہ یا فاطمہ یا ہند تھا کہتا ہیں اُن سے دو حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتی تھیں میں حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئی جس سال کہ فتح ہوا مکہ آپکو پایا غسل کرتے ہوئے اور حضرت فاطمہ آپکو چھپائے تھیں (ایک کپڑے سے) آپ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا ام ہانی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ پردہ غلیظ تھا جب تو آپ ام ہانی کو پہچان نہ سکے لیکن آپکو معلوم ہوگیا کہ کوئی عورت ہے کیونکہ مرد ایسے مقام پر نہیں جا سکتا قسطلانی نے کہا مکہ رمضان ۸ھ ہجری میں فتح ہوا اور اس حدیث کو مؤلف نے ادب اور صلاۃ اور جزیہ میں اور مسلم نے طہارت اور طلاق میں اور ترمذی نے استیذان اور سیر میں اور نسائی نے طہارت اور سیر میں اور ابن ماجہ نے طہارت میں نکالا حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الجہاد میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ یہاں مؤلف نے اس حدیث کو پورا نقل کیا ہے **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا سفیان عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونۃ قالت سترت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یغتسل من الجنابۃ فغسل یدیہ ثم صب

بِيَمِينِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلَى الْحَائِطِ اَوِ الْاَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ الْمَاءَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهٗ اَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِی السَّتْرِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے اونہوں نے کہا مین نے آڑ کی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ غسل کر رہے تھے جنابت سے تو آپنے اپنے دونو ہاتھ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے بائین پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دہویا اور جو اسمین لگ گیا تہا (فرج کی رطوبت یا پیشاب وغیرہ) پہر اپنا ہاتھ دیوار یا زمین پر پہیرا پہر وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے مگر پانون نہین دہوئے پہر اپنے بدن پر پانی بہایا پہر اسجگہ سے سرک گئے اور پانون دہوئے متابعت کی سفیان کی ابوعوانہ (وضاح یشکری) نے (یہ متابعت مولف کی روایت سے اوپر گذر چکی) اور محمد ابن فضیل نے (اسکو ابوعوانہ اسفرائنی نے نکالا اپنے صحیح مین) پردہ کو نقل کرنے مین حافظ صاحب نے کہا کہ پردہ کو ابوحمزہ نے نقل کیا مولف کی روایت سے اور زائدہ نے اسمعیلی کی روایت سے اور یہ حدیث کی بحث غسل کے شروع مین گذر چکی

باب اِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْاَةُ عورت کو احتلام ہونیکا بیان **ف** احتلام مرد اور عورت دونو کو ہوتا ہے مگر مولف نے یہان عورت کی تخصیص کی کیونکہ بعضون نے اسکا انکار کیا ہے جیسے ابن منذر نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا اور نووی نے شرح مہذب مین اسکی صحت کو بعید سمجہا حالانکہ ابن ابی شیبہ نے باسناد جید ابراہیم سے ایسا ہی نقل کیا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ امْرَاَةُ اَبِیْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِیْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِیَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے ام سلیم (سہلہ یا رمیلہ یا رمیثہ بنت ملحان حضرت انس کی مان ہین کتابین اونسے دو حدیثین مروی ہین) ابوطلحہ کی بی بی (ابوطلحہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام انصاری ہے وہ بدری تھے) جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ جل جلالہ نہین شرم کرتا سچی بات سے کیا عورت پر غسل لازم ہے جب اسکو احتلام ہو آپنے فرمایا ہان لازم ہے جب پانی دیکھے **ف** یعنے جاگنے کے بعد منی کا اثر دیکہے مطلب یہ ہے کہ اگر انزال نہ ہو تو صرف خواب دیکھنے سے غسل واجب نہ ہوگا اور مرد کا بہی یہی حکم ہے حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث باب الحیاء فی العلم مین گذر چکی اور مسلم کی ایک روایت مین حضرت عائشہ سے یہ حدیث منقول ہے اور اس مین بہی یہ ہے کہ انکار حضرت عائشہ اور ام سلمہ مین ہوئی اور قاضی عیاض نے اہل حدیث سے نقل کیا کہ صحیح ام سلمہ سے یہ قصہ ہے نہ عائشہ سے

نووی نے کہا شاید حضرت عائشہ اور ام سلمہ دونوں نے ام سلیم پر اعتراض کیا ہو اور انس اور عائشہ اور ام سلمہ سب اس قصے کے وقت حاضر تھے لیکن یہ بعید ہے ظاہر ہوا کہ انس اس وقت حاضر نہ تھے بلکہ اونہوں نے اپنی ماں ام سلیم سے سنا اور ام سلمہ نے یہ قصہ انس سے اور امام احمد نے ابن عمر سے بھی روایت کیا ہے اور ابن عمر نے شاید ام سلیم یا اور کسی سے سنا ہو اور یہ سوال خولہ بنت حکیم نے بھی حضرت سے کیا اوسکو امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا اوسکے اخیر میں یہ ہے جیسے مرد پر غسل نہیں ہے جب خواب میں ایسا دیکھے اور انزال نہ ہو اور سہلہ بنت سہیل نے بھی اسکو طبرانی نے نکالا اور بسرہ بنت صفوان نے اسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور شرم سے اس حدیث میں لغوی شرم مراد ہے کیونکہ شرعی شرم تو سراسر بہتر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی حکم نہیں کرتا شرم کرنیکا سچی بات کہنے سے یا منع نہیں کرتا حق بات کہنے سے (یہ تاویل فاسد ہے جیسے کتاب العلم میں گذرا حیا ایک صفت الہی ہے مثل دوسرے صفات کے اوس کی کیفیت معلوم نہیں ہے) اور حمیدی کی روایت میں ہے جب تم سے کوئی پانی دیکھے تو غسل کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں میں مٹی لگے پھر بچہ کیوں عورت کی صورت پر ہوتا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہاں مرد کا پانی غلیظ ہے سفید اور عورت کا پانی پتلا ہے زرد پھر جو پہلے ہو جاتا ہے یا اوپر بچہ اوسکی مشابہ ہوتا ہے اور مسلم کی روایت میں ہے جب عورت کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مرد مشابہ ہوتا ہے اپنے ننہیال کے اور جب مرد کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مشابہ ہوتا ہے اپنے ددہیال کے (چچاؤں کے) اور ایک روایت میں ہے کہ اونہوں نے اپنا منہہ ڈھانپ لیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہنسیں اور ایک میں ہے کہ اے ام سلیم تو نے فضیحت کیا عورتوں کو نکالا اسکو مسلم نے ابن بطال نے کہا حدیث سے نکلا کہ سب عورتوں کو احتلام ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث سے نکلا کہ بعض عورتوں کو احتلام نہیں ہوتا امام احمد کی روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کا بھی پانی نکلتا ہے آپ نے فرمایا عورتیں تو مردوں کا جوڑ ہیں اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی پانی دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے اور امام احمد نے خولہ سے نکالا اوس میں یہ ہے کہ اسپر غسل نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو جیسے مرد کو ہوتا ہے اور اس سے رد ہوا اوس شخص کا جو کہتا ہے عورت کا پانی باہر نہیں نکلتا (فتح ملخصًا) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو چھیوں عالموں نے نکالا انتہے

باب عَرَقِ الْجُنُبِ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ جنب کے پسینے کا بیان اور مسلمان کے نجس نہ ہونیکا

شاید مولف نے اشارہ کیا اس طرف کہ کافر کے پسینے میں اختلاف ہے بعض لوگوں نے اسکو نجس کہا ہے کیونکہ کافر خود نجس ہے تو مطلب یہ ہے کہ جنب کے پسینے کا بیان اور یہ بات کا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا اور جب مسلمان نجس نہ ہوا

تو اس کا پسینہ بھی نجس ہوگا اوسکا مفہوم یہ ہے کہ کافر نجس ہے تو اوسکا پسینہ بھی نجس ہے (فتح) **حدثنا**
علی بن عبد اللہ قال حدثنا یحیی قال حدثنا حمید قال حدثنا بکر عن ابی رافع عن ابی ہریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ فی بعض طریق المدینۃ وھو جنب فانخنست منہ فذھب فاغتسل
ثم جاء فقال این کنت یا ابا ھریرۃ قال کنت جنبا فکرھت ان اجالسک وانا علی غیر طھارۃ فقال
سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونسے
ملے مدینہ کے ایک راستے مین اور وہ (یعنے ابو ہریرہ) جنب تھے (اونہون نے کہا) مین پیچھے سرکا آپ سے (یعنے چھپ کر
نکل گیا اور بعض نسخون مین فانجست ہی یعنے مین نے اپنے تئین نجس جانا) پھر وہ (یعنے ابو ہریرہ) گئے اور غسل کیا پھر
آئے آپنے فرمایا تو کہان تھا اے ابو ہریرہ اونہون نے عرض کیا مین جنب تھا تو مینے برا جانا کہ آپ پاس بیٹھون
بغیر طہارت کے آپنے فرمایا سبحان اللہ (تعجب سے) مومن نجس نہین ہوتا **ف** اگرچہ جنب ہو زندگی مین نہ مرنیکے
بعد البتہ اگر کوئی نجاست اوسکے بدن سے لگ جاوے تو وہ نجس ہوگا پھر جب وہ نجاست دور ہو جاوے تو پاک ہے
حافظ صاحب نے کہا بعض اہل ظاہر نے اس حدیث کے مفہوم سے دلیل لی اور کہا کہ کافر نجس العین ہے اور قوی کیا اس
قول کو اس آیت سے کہ مشرک نجس ہین اور جمہور علماء نے حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مومن کے اعضاء
پاک ہین کیونکہ وہ نجاست سے بچتا ہے اور مشرکین مین یہ بات نہین وہ نجاست سے نہین بچتا اور آیت کا یہ مطلب کہا ہے
کہ مراد اعتقاد کی نجاست ہے اور دلیل اونکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اہل کتاب کی عورتون سے نکاح کرنا درست کہا ہے
اور جب اونسے نکاح ہوگا تو اونکے پسینے سے محفوظ رہنا غیر ممکن ہے جو اونکے ساتھ لیٹے اوسکو ضرور انکا پسینہ لگے گا
تو معلوم ہوا کہ زندہ آدمی نجس العین نہین ہے کیونکہ عورت اور مرد مین فرق نہین ہے اور قرطبی نے شرح مسلم مین
ایک نادر بات لکھی اور کہا کہ شافعی کے نزدیک کافر نجس ہے (اور حنفیہ نے بھی اپنی کتابون مین یہ غلطی کی ہے)
اور اس مسئلہ کی گفتگو خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگی اور حدیث سے نکلا کہ بڑے کامون کے لیے باطہارت ہونا بہتر ہے
جیسے صحبت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بھی نکلا کہ بزرگون کی عظمت اور توقیر کرنا چاہیے اور انکی صحبت
مین عمدہ شکل سے جانا چاہیے (اور بزرگون کا احترام حالت موت اور حیات دونو مین برابر ہے جب حضرت کی
قبر شریف یا اور کسی ولی یا پیغمبر کی مزار کی زیارت کیجاوے تو طہارت کے ساتھ عمدہ لباس اور ادب سے جانا بہتر ہے)
اور ابو ہریرہ کی حیلہ سازی کا باعث یہ ہوا کہ حضرت کی عادت تھی جب اپنے اصحاب سے ملتے تو اونپر ہاتھ پھیرتے اونکے
لیے دعا کرتے ایسا ہی روایت کیا نسائی اور ابن حبان نے حذیفہ سے تو ابو ہریرہ یہ سمجھے کہ جنب نجس ہے اور ڈرے

آنحضرت صلعم اونکو چھوڑ کر لین اسلیے چلدیے گئے اور غسل کیا اور حضرت نے تعجب سے اونکے عقیدے پر انکار فرمایا اس سے یہ نکلا کہ خادم کو مخدوم سے اجازت لیکر جانا بہتر ہے اور مخدوم کو شایان ہے کہ خادم سے کہدیا چاہیے اور غسل میں تاخیر کرنا درست ہے اور ابن حبان نے اس حدیث سے رد کیا ہے اسکا جو کہتا ہے کہ جنب اگر کنوے میں گرے اور غسل کی نیت کر لے تو کنوے کا پانی نجس ہو جاویگا کیونکہ جنب خود نجس نہیں ہے پھر کنوے کا پانی کیوں نجس ہوگا (علاوہ اسکے پانی کبھی نجس نہیں ہوتا جب تک اوسکا وصف بدل نجیسے دوسری حدیثوں میں ہے) اور امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی کہ جنب کا پسینہ پاک ہے کیونکہ جب اوسکا بدن جنابت سے نجس نہ ہوا تو جو بدن سے نکلے وہ بھی نجس نہ ہوگا اور یہ بھی نکلا کہ جنب کو غسل سے پہلے اپنے ضروری کام کرنا درست ہے (فتح) اور اس حدیث کو امام مسلم نے طہارت میں اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ میں نکالا (قسط) مترجم کہتا ہے کافر کی نجاست کی بحث اوپر کتاب الوضوء میں گذر چکی ہے **بَابُ الْجُنُبِ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهٖ** جنب گھر سے نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ میں چل سکتا ہے **ف** جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی اور عائشہ اور ابن عمر اور عمر اور شداد بن اوس اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور ابن سیرین اور زہری اور محمد بن علی اور نخعی سے اور بیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر اور ابن عباس اور عطار اور حسن سے نقل کیا ہے کہ وہ جنب ہوتے تھے تو نکلتے تھے اور نہ نہاتے تھے جب تک وضو نہ کر لیتے (قسط) اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری وغیرہ سے روایت کیا اونہوں نے کہا وضو مستحب ہے جنب کے لیے (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ اَظْفَارَهٗ وَيَحْلِقُ رَاْسَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَتَوَضَّاْ اور عطار نے کہا پچھنے لگا وے جنب اور ناخون تراشے اور سر منڈا وے اگرچہ وضو نہ کرے (اس اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ابن جریج سے اونہوں نے عطاء سے اور زیادہ کیا کہ نورہ لگاوے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کا دورہ کر لیتے ایک رات میں اور آپ کی اُن دنوں نو بی بیاں تھیں **ف** یہ حدیث اوپر گذری اور ترجمہ باب اس سے یوں نکلتا ہے کہ آپکی بی بیوں کے حجرے قریب قریب تھے تو ضرور آپ ایک حجرے سے دوسرے حجرے کو جاتے ہونگے غسل سے پہلے پس ثابت ہوا کہ جنب کو غسل سے پہلے نکلنا درست ہے اور یہی ترجمہ باب ہے اور جب نکلنا جائز ہوا تو بازار میں بھی چلنا درست ہوگا اور ابوہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری وہ بھی اس مطلب

دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرتؐ نے ابوہریرہ کے نکلنے پر جنابت کی حالت میں اعتراض کیا اسیواسطے مولف اسکو
دوبارہ اس باب میں لائے حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي
رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ
فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ
لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو ملے اور میں جنب تہا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا میں آپکے ساتھ چلا یہانتک کہ آپ بیٹھے تب میں
چپکے نکل گیا اور اپنے ٹھکانے پر آیا اور غسل کیا پہر آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا تو کہاں تہا اے ابو
ہریرہ میں نے بیان کیا (کہ میں جنب تہا اور نہانے کو گیا تہا) آپ نے فرمایا سبحان اللہ اے ابوہریرہ مومن نجس نہیں ہوتا
ف اس حدیث میں صاف مذکور ہے کہ میں آپکے ساتھ چلا اور یہ چلنا بازار یا راہ میں ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے
اس سے یہ بہی نکلا کہ عالم اپنے شاگرد کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے اور ٹھہر سکتا و پکڑ اور اسکے ساتھ چل سکتا ہے (قسط) باب
كَيْنُونَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ جنب کا مکان میں رہنا جب وضو کرلیوے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابو سلمہ (بن عبد الرحمن بن عوف) سے روایت ہے
میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے تہے جنب رہ کر انہوں
نے کہا ہاں اور آپ وضو کر لیتے تہے ف غسل سے پہلے یہ ابو الوقت اور کریمہ کی روایت میں زیادہ ہے بعضوں نے
کہا مولف اس روایت کو اسلیے لائے کہ وہ حدیث ضعیف ہے جو حضرت علی رضہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ فرشتے اس
گہر میں نہیں جاتے جسمیں کتا ہو یا مورت یا جنب نکالا اسکو ابو داؤد نے اسکی اسناد میں نجی حضرمی مجہول ہے
لیکن ثقہ کہا اسکو عجلی نے اور صحیح کہا اسکی حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے تو احتمال ہے کہ جنب سے مراد اس حدیث
میں وہ شخص ہو جو غسل میں سستی کرے یا غسل نہ کرنیکی عادت کرلیوے نہ وہ جو غسل کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس
میں دیر کرے اور قرینہ اسکا یہ ہے کہ کتا اگر شکاری ہو یا جسکی اجازت ہے تو وہ اسمیں داخل نہیں ہے اسیطرح
وہ صورت جو بے جان کی ہو یا جنب سے مراد وہ شخص ہو جو وضو بہی نہ کرے اس صورت میں یہ حدیث باب کی حدیث
کے خلاف نہ ہوگی اور باب کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وضو کر لیتے تہے پہر سوتے تہے اور مسلم کی روایت میں صاف
ہے کہ آپ جب سونیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو وضو کر لیتے نماز کے وضو کیطرح اور اس سے رد ہوتا ہے اسکا جس نے

وضوسے مطلق پاک کرنا یعنی ذکر اور ہاتھ دہونا مراد لیا ہے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ ترجمہ حضرت عمر رض نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم میں سے کوئی سو جاوے جنب رہ کر آپ نے فرمایا ہاں جب کوئی تم میں سے وضو کر لیوے تو سو رہے جنب رہ کر ف اور جب ناجنابت کی حالت میں جائز ہوا تو گھر میں رہنا بھی جائز ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ جنب وضو کر کے سووے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کا قصد کرتے اور آپ جنب ہوتے تو اپنی شرمگاہ کو دہو لیتے اور وضو کر لیتے نماز کا سا وضو حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے اونہوں نے کہا حضرت عمر رض نے سوال کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہم میں سے کوئی سو رہے اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا ہاں جب وضو کر لیوے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض نے کہا حضرت عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھکو (یعنی عبد اللہ کو) رات کو جنابت ہوتی ہے آپ نے فرمایا وضو کرلے اور اپنے ذکر کو دہو ڈال پھر سو رہ ف نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ ابن عمر کو جنابت ہوئی وہ حضرت عمر کے پاس آئے اونسے بیان کیا وہ حضرت کے پاس آئے آپ سے اسکا حکم پوچھا آپ نے فرمایا وضو کر لے اور سو رہے اس صورت میں تُصِيبُهُ میں مفعول کی ضمیر ابن عمر کیطرف پھرتی ہے نہ عمر کیطرف اور وضو کر لے یہ خطاب بھی ابن عمر کیطرف ہے شاید وہ اوسوقت حاضر ہونگے اور ابو نوح کی روایت میں مالک سے یوں ہے کہ اپنی ذکر دہو ڈال پھر وضو کرلے اور اس سے روشن ہوتا ہے اوس شخص کا جسنے باب کی حدیث سے وضو کے بعد ذکر کا دہونا جائز کہا ہے اس خیال سے کہ یہ وضو رفع حدث کے لیے نہیں اور احتمال ہے کہ جائز ہو جس صورت

ہین ذکر کا مس کرے جس شخص کے مذہب پر جو ذکر کے چہونے سے وضو ٹوٹ جانیکا قائل ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ اس حدیث مین وضو کرنیکا حکم ہے اور یہ دلیل ہے اوسکی جو اسکے وجوب کا قائل ہے اور ابن عبد البر نے کہا جمہور علما کا یہ قول ہے کہ یہ حکم استحبابا ہے اور اہل ظاہر اسکو واجب کہتے ہین اور یہ مذہب شاذ ہے اور ابن عربی نے کہا مالک اور شافعی نے کہا کہ جنب کو جائز نہین سونا وضو کرنیسے پہلے اور بعض متاخرین نے اس نقل کا انکار کیا اور کہا کہ امام شافعی وضو کے وجوب کے قائل نہین ہین اور شافعیہ اسکو نہین پہچانتے اور یہ صحیح ہے مگر شاید ابن عربی کا یہ مطلب ہو کہ وضو سے پہلے سو جانا مباح نہین ہے اور جب وضو کرنا مسنون بہی ہو تو نہ کرنا مباح نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اونہون نے اسکے مقابل ابن حبیب مالکی کا قول بیان کیا ہے کہ اونکے نزدیک وضو واجب ہے اور ابن عربی نے ابن حبیب کے قول کو قوی کیا ہے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے کہ وضو کا واجب ہونا جب جنب وہ سونیکا ارادہ کرے پہر اونہون نے اور ابن خزیمہ نے دونون نے دلیل لی اوسکے واجب نہونے پر ابن عباس کی مرفوع حدیث سے کہ مجہے حکم ہوا وضو کرنیکا جب نماز کے لیے اوٹہون اور طحاوی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ یہ وضو مستحب بہی نہین ہے اور دلیل اون کی وہ ہے جو ابو اسحق نے روایت کیا اسود سے اونہون نے عائشہ سے کہ حضرت جنب ہوتے پہر سو رہتے اور پانی کو نہ چہوتے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ حدیث کے حافظون نے کہا کہ غلطی کی اوسمین ابو اسحق نے اور اگر یہ حدیث صحیح بہی ہو تو محمول ہے بیان جواز پر تاکہ کوئی اسکو واجب نسمجہہ لیوے یا پانی کے نہ چہونے سے یہ مراد ہے کہ غسل نہ کرتے اور امام طحاوی نے ابو اسحق سے وہ نکالا جو اسپر دلالت کرتا ہے پہر وہ مائل ہوے اس طرف کہ وضو کرنے سے مراد یہان پاکی کرنا ہے (یعنی نجاست اور ذکر اور ہاتہون کا دہونا) اور دلیل لی اونہون نے اس مطلب پر اس سے کہ ابن عمر جو وضو کی حدیث کے راوی ہین وہ وضو کرتے تہے جنابت مین اور پانون نہ دہوتے تہے جیسے روایت کیا مالک نے موطا مین نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اور اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث مین ابن عمر اور حضرت عائشہ کی روایت سے یہ قید ثابت ہے کہ نماز کا سا وضو کرتے تہے اور ابن عمر نے جو کبہی پانون نہ دہوئے تو یہ کسی عذر کی وجہ سے ہوگا اور جمہور علما یہی کہتے ہین کہ وضو سے یہان وضو شرعی مراد ہے اور حکمت اوسکی یہ ہے کہ حدث مین تخفیف ہوتی ہے خاص کر جو لوگ غسل مین جدائی جائز سمجہتے ہین اونکے مذہب پر تو ان اعضا سے بالکل حدث اوٹہہ جاویگا بشرطیکہ غسل کی نیت سے یہ وضو کرے اور تائید کرتا ہے اسکی وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اور اوسکے راوی ثقہ ہین شداد بن اوس صحابی سے اونہون نے کہا جب کوئی تم مین سے رات کو جنب ہو پہر سونیکا قصد کرے تو وضو کر لیوے کیونکہ وہ آدہا غسل ہے اور بعضون نے کہا کہ حکمت وضو

کرے زمین یہ ہے کہ وہ ایک ہی دو طہارتوں میں سے اس صورت میں تیمم بھی اسکا قائم مقام ہوگا اور امام بیہقی نے
باسناد حسن حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ حضرت ؐ کو جب جنابت ہوتی پھر آپ سونا چاہتے تو وضو کر لیتے یا تیمم کر لیتے
اور احتمال ہے کہ تیمم اسوقت ہو جب پانی ملنا دشوار ہو اور بعضوں نے کہا حکمت اسمیں یہ ہے کہ وضو کر لینے سے
دوبارہ جماع میں یا غسل میں لذت زیادہ ہوتی ہے ابن دقیق العید نے کہا امام شافعی نے کہا کہ یہ وضو حائضہ پر
نہیں ہے کیونکہ وہ اگر غسل کرے جب بھی اسکا حدث نہ جاویگا برخلاف جنب کے البتہ اگر حائضہ کا خون بند
ہو جاوے تو غسل سے پہلے یہ وضو کر لینا مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فوراً واجب
نہیں ہے بلکہ اسمیں تاخیر کر سکتا ہے نماز کے لیے اٹھنے تک اور یہ بھی نکلا کہ سوتے وقت طہارت اور پاکیزگی مستحب
ہے ابن جوزی نے کہا اسمیں حکمت یہ ہے کہ فرشتے دور رہتے ہیں میل کچیل اور بدبو سے اور شیاطین نزدیک ہوتے
ہیں اوسکے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت ؐ جب جنب ہوتے پھر
چاہتے کہ کہانا کہاویں یا سوویں تو وضو کر لیتے اور بخاری اور مسلم کی روایتوں میں وضو کا حکم بصیغہ امر منقول
ہے اور ظاہریہ اور ابن حبیب مالکی اور امام داؤد قائل ہیں وجوب کے اور جمہور نے جواز سکے عدم وجوب پر دلیل لی
حضرت عائشہ کی حدیث سے جو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالی کہ آپ سوتے جنب ہو کر اور پانی نہ چھوتے تو یہ حدیث
صحیح نہیں ہے ایسا ہی کہا امام احمد نے اور ابوداود نے کہا یہ وہم ہے اور یزید بن ہارون نے کہا یہ خطا ہے اور احمد بن
صالح نے کہا اس حدیث کا روایت کرنا حلال نہیں ہے اور اثرم نے علل میں کہا کہ اگر اس حدیث میں صرف ابراہیم
ابو اسحاق کا خلاف کرتے تو کافی تھا ابن مفوز نے کہا اجماع کیا اہل حدیث نے کہ یہ حدیث غلطی ہے ابو اسحاق کی
حافظ نے کہا اس اجماع کے نقل پر اعتراض ہوتا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور کہا کہ ابو اسحاق نے اپنا سماع
اسود سے ظاہر کیا ہے زہیر کی روایت میں ابن عربی نے شرح ترمذی میں کہا ابی اسحاق نے اس حدیث کو مختصر کیا
ایک لمبی حدیث سے اور غلطی کی اوسکے اختصار میں اور وہ لمبی حدیث ابو غسان کی روایت کی زہیر سے انہوں
نے ابو اسحاق سے اونہوں نے کہا میں اسود بن یزید پاس آیا وہ میرے بھائی اور دوست تھے میں نے کہا اے ابو عمرو
مجھسے وہ حدیث بیان کرو جو حضرت ام المومنین عائشہ نے تم سے حضرت ؐ کی نماز کے باب میں بیان کی ہو اونہوں نے
کہا حضرت عائشہ ؓ نے کہا آپ سو رہتے تھے شروع رات میں اور جاگتے تھے اخیر رات میں پھر اگر آپ کو حاجت ہوتی (یعنی
جماع کی) تو آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے پھر سو رہتے پانی چھونے سے پہلے جب پہلی اذان کا وقت ہوتا تو آپ
اوٹھتے اور کبھی یوں کہا کہ اپنے اوپر پانی بہاتے اور یہ نہیں کہا کہ غسل کرتے اور میں انکا مطلب جانتا ہوں

اور اگر جنابت کی حالت میں سو جاتے تو نماز کا سا وضو کر لیتے پس اس لمبی حدیث میں صاف بیان ہے کہ جب
جنب ہو کر سوتے تو نماز کا سا وضو کرتے اور یہ جو کہا کہ آپ حاجت سے فارغ ہو کر سو رہتے اور پانی نہ چھوتے اسکے دو
مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حاجت سے پاخانہ یا پیشاب مراد ہو اور آپ ڈھیلے ہی سے استنجا کر کے سو جاتے ہوں دوسرے
یہ کہ جماع مراد ہو اس صورت میں پانی نہ چھونے سے غسل مراد ہوگا اور جو یہ مطلب رکہو تو شروع حدیث آخر حدیث کے
مخالف ہو جاتی ہے ابو اسحق کو وہم ہو گیا وہ حاجت سے جماع سمجھے اور حدیث کو پورا نہ بیان کیا امام شوکانی
نے کہا اگر ابو اسحق کی حدیث ثابت بھی ہو تو وہ عام ہوگی اور وضو کرنیکی حدیث خاص ہے اور عام محمول ہوتا ہے
خاص پر ابو اسحاق کی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ سوا وضو کے اور کسی پانی کو نہ چھوتے اور ابن سریج اور بیہقی نے تصریح
کی کہ پانی سے مراد غسل کا پانی ہے اور امام احمد نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آپکو جنابت ہوتی رات میں پھر آپ وضو
کرتے نماز کا سا وضو اور پانی کو نہ چھوتے اور یہاں تو ضرور یہی کہ پانی نہ چھونے سے غسل نہ کرنا مراد ہو اور
یہ بھی احتمال ہے کہ پانی نہ چھونا آپ کا خاصہ ہو اور ایک دلیل جمہور علماء کی وہ بھی ہے جو ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے نکالی اپنے صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے کیا ہم میں سے کوئی سو رہے اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا ہاں
اور وضو کر لے اگر چاہے منتقے میں ہے کہ وضو کرنا آپ کا اظہار فضیلت کے لیے تہا اور نہ کرنا بیان جواز کے لیے
اس صورت میں دونوں حدیثوں میں تناقض نہیں ہے اور امام احمد اور ترمذی نے عمار بن یاسر سے روایت کیا
کہ حضرت صلعم نے رخصت دی جنب کو جب وہ کہانے پینے یا سونیکا ارادہ کرے تو وضو کر لیوے نماز کا سا وضو ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام نسائی کی ایک روایت میں بھی پینے کا ذکر ہے اور کہانیکا ذکر جابر کی حدیث
میں بھی نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اور ام سلمہ اور ابو ہریرہ کی حدیث میں نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط میں
اور علماء کا اختلاف اسمیں ہے جب جنب سونیکا ارادہ کرے لیکن کہانے اور پینے میں تو علماء کا اتفاق ہے کہ وضو
واجب نہیں ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں ابن عمر سے اسکا وجوب نقل کیا ہے اور جماعت نے روایت
کیا سوائے بخاری کے ابو سعید سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا
چاہے تو وضو کر لیوے اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور زیادہ کیا کہ یہ زیادہ خوشی کرنے
والا ہے دوبارہ جماع کرنے میں اور بیہقی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ نماز کا سا وضو کرے اور شافعی نے کہا کہ
یہ حدیث ثابت نہیں ہے بیہقی نے کہا شاید امام شافعی کو ابو سعید کی اسناد کی خبر نہیں ہوئی اور عمر اور ابن عمر سے
حدیث باسناد ضعیف منقول ہے اور امام احمد اور نسائی نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ آپ جب ارادہ کرتے کہانے یا پینے

کا اور جنب ہوتے تو اپنے دونو ہاتہہ دہوتے پہر کہاتے اور پیتے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا اسکے شروع میں
یہ ہے کہ جب سونیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو نماز کا سا وضو کرتے اور سکوت کیا اس حدیث سے حافظ نے
تلخیص میں اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں اور اوسکے راوی ثقہ ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت
عائشہ سے نکالا کہ حضرت ص جب کہانیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو اپنا ہاتہہ دہوتے پہر کہانا کہاتے اور سعید بن
المسیب سے منقول ہے کہ جنب کہانا کہانا چاہے تو اپنے دونو ہاتہہ دہووے اور منہہ میں کلی کرے اور مجاہد سے کہ جنب
جب کہانیکا ارادہ کرے تو دونو ہاتہہ دہووے اور کہاوے اور زہری سے ایسا ہی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے
لیکن وہ کہتے ہیں وضو کا حکم اوسی وقت ہے جب سونیکا ارادہ کرے اور کہانے اور پینے کیلیے صرف ہاتہہ دہونا کافی
ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ دونو مقاموں میں نماز کا وضو کرنا چاہیے اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے کہ
آپ جب کہانے یا سونیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو نماز کا سا وضو کرتے اور جمع ان روایتوں میں اسطور سے ہے کہ کہانے
یا پینے کیلیے آپ کبھی پورا وضو کرتے اور کبھی صرف ہاتہہ دہونے پر اکتفا کرتے لیکن سونے اور دوبارہ جماع کرنیکے
لیے تو نماز کا سا وضو کرتے اوسمیں صرف ہاتہہ دہونا منقول نہیں ہے واللہ اعلم تمام ہوا کلام شوکانی کا مختصرا

امام طحاوی نے اپنی سند سے نکالا ابو اسحق سے اونہوں نے اسود سے اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت ص
سوتے تہے جنب ہوکر اور پانی نہ چہوتے تہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ص جب مسجد سے لوٹتے نماز پڑہ کے جتنی
اللہ چاہتا پہر اپنے بچہونے پر جاتے اور اپنی بی بی کے پاس پہر اگر آپ کو حاجت ہوتی تو پورا کرتے پہر سو رہتے اسی
حالت سے اور پانی کو نہ چہوتے تیسری روایت میں ہے کہ حضرت ص جنب ہوتے پہر سو رہتے اور پانی نہ چہوتے یہاں
تک کہ اوٹہتے بعد اسکے پہر غسل کرتے پہر کہا کہ بعض لوگ اسطرف گئے ہیں اون میں سے ابو یوسف ہیں اونہوں نے
کہا کچہہ قباحت نہیں کہ جنب بغیر وضو کے سو رہے کیونکہ وضو سے جنابت رفع نہیں ہوتی اور طہارت نہیں ہوتی اور
بعضوں نے اسکا خلاف کیا اونہوں نے کہا سونے سے پہلے وضو کرنا چاہیے وہ کہتے ہیں یہ حدیث غلط ہے
ابو اسحاق نے اوسکے اختصار میں غلطی کی پہر نکالا اپنی سند سے ابو اسحق سے ایک لمبی حدیث کو ابو غسان
کی روایت سے جیسے اوپر گذری اور کہا کہ ابو اسحق کے سوا اور لوگوں نے بہی یہ بات بیان کی کہ پانی نہ چہونے سے
غسل نہ کرنا مراد ہے اور نکالا اپنی سند سے ابراہیم سے اونہوں نے اسود سے اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت ص جب سونیکا ارادہ کرتے یا
کہانیکا اور جنب ہوتے تو وضو کرتے پہر اسود سے روایت کیا اونکا قول اسیطرح کہ جب آدمی جنب ہو اور سونیکا ارادہ کرے تو وضو کرے
اور کہا کہ محال ہے کہ حضرت عائشہ حضرت ص سے یہ روایت کیا ہو کہ آپ سو رہتے اور پانی کو ہاتہہ نہ لگاتے اور باوجود اسکے لوگوں کو حکم کرتیں

وضو کرنیکا تو صحیح وہی ہے جو ابراہیم نے روایت کیا پھر نکالا اپنی سند سے ابن شہاب سے اونہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن
سے اونہوں نے عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ حضرت صلعم جب سونیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو وضو
کرتے نماز کا سا وضو اور یحیی بن ابی کثیر سے اونہوں نے ابو سلمہ سے اور زہری سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے
عائشہ سے اور محمد بن عمرو سے انہوں نے ابو سلمہ سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اور ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے اونہوں نے
ابو عمرو سے اونہوں نے عائشہ سے مانند اسکے اور روایت کیا اپنی سند سے اور اسکے راوی ثقہ ہیں امام مالک کے طریق سے
اونہوں نے ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عائشہ سے وہ کہتی تھیں جب تم میں سے کوئی عورت
سے صحبت کرے پھر سونیکا ارادہ کرے تو نہ سووے جب تک وضو نہ کرلیوے نماز کے وضو کی طرح اور محمد بن سعید سے اونہوں
نے ہشام سے مانند اسکے اوسمیں زیادہ ہے کہ وہ نہیں جانتا شاید سوتے میں مر جاوے پھر کہا کہ محال ہے کہ حضرت
عائشہ حدیث کی خلاف فتوی دیتیں اور ثابت ہوا کہ ابو اسحق کی روایت اسود سے فاسد ہے اور ابراہیم کی روایت اسود
سے صحیح ہے اور متابعت کی ابراہیم کی بہتوں نے اور احتمال ہے کہ پانی نہ چہونے سے ابو اسحق کی مراد غسل نہ کرنا ہو
اور ایسا ہی روایت کیا ابو حنیفہ نے پھر نکالا اپنی سند سے ابو حنیفہ اور موسی بن عقبہ سے اونہوں نے ابو اسحق سے
اونہوں نے ابو الاسود سے اونہوں نے عائشہ سے اونہوں نے کہا حضرت صلعم جماع کرتے پھر دوبارہ کرتے اور وضو کرلیتے اور
سو رہتے اور غسل نہ کرتے اور روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا میں ابو حنیفہ سے اونہوں نے ابو اسحق سے اونہوں نے اسود
سے اونہوں نے عائشہ رض سے اور نکالا ابن عمر سے عمر کی حدیث کو جو اوپر گذری اور عمار بن یاسر کی حدیث کو وہ بھی گذری
اور نکالا ابو سعید سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے جماع کیا اپنی بی بی سے اور میں سونا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا
وضو کرلے اور سو رہ امام طحاوی نے کہا تو حدیثیں متواتر ہیں حضرت صلعم سے جنابت کے بعد وضو کرنے میں جب سونیکا
ارادہ کرے پھر نکالا زید بن ثابت سے اونہوں نے کہا جنب وضو کرے سونے سے پہلے تو وہ سویا پاک ہوکر تو
زید نے وضو کو غسل کی مثل قرار دیا تو اب ہمیں پھر روایت کیا حکم سے اونہوں نے ابراہیم سے اونہوں نے اسود سے
اونہوں نے عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم جب کہانیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو وضو کرلیتے اور کہا کہ ابو سعید سے بھی ایسا ہی مروی
ہوا اب بعضوں نے کہا کہ جنب کو کہانا نہ چاہیے جب تک وضو نہ کرے اور بعضوں نے کہا کہانے میں کچھ قباحت نہیں گو وضو نہ
کرے اور انکی دلیل اپنی سند سے نکالی عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم جب کہانیکا قصد کرتے جنب ہوکر تو لیتے پھر پہونچوں کو دہو لیتے
پھر کہا کہ حضرت عائشہ رض سے یہ بھی مروی ہے اور نماز کا سا وضو کرنا بھی منقول ہے تو ہمارے نزدیک کہانے کے سے وضو کی حدیث
منسوخ ہے اور ہاتھ دہونا کافی ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت صلعم پائخانے سے نکلے سب نے کہا آپ وضو نہیں کرتے

آپ نے فرمایا میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں جو وضو کرتا ہوں اس سے یہی جنب کے لیے وضو کرنا نکلتا ہے پھر نکالا ابن خزیمہ کو طریق سے ابن عمر سے اونہوں نے کہا جب آدمی کو جنابت ہو اور کھانا یا پینا یا سونا چاہے تو اپنے دونوں ہاتھ پہونچے تک دہووے اور کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور مُنہ اور ہاتھ دہووے اور شرمگاہ دہووے اور پانوں نہ دہووے تو یہ پورا وضو نہیں ہے اور حضرت سے پورا وضو منقول ہے تو ضرور ابن عمر کو اسکا نسخ پہونچا ہوگا تمام ہوا کلام طحاوی کا مترجم کہتا ہے شاید حافظ ابن حجر نے ابن عمر کی اس روایت پر غور نہیں کیا کیونکہ یہ اونکا قول ہی اور اونہوں نے تاویل کی اونکے فعل کی کہ وہ عذر سے ہوگا اور یہاں یہ تاویل چل نہیں سکتی اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ابن عمر رضہ نے ایسا کہا بھی ہو تو صرف اونکی رائے سے احادیث صحیحہ کا نسخ نہیں ہوسکتا جنکو متعدد صحابہ نے روایت کیا اور جنبی سوتے وقت نماز کا سا وضو ثابت ہو پس **حق** یہی ہے کہ اگر جنب غسل سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو شرمگاہ دہو ڈالے اور پورا وضو کر لیوے اور کھانے یا پینے کا ارادہ کرے تو پورا وضو کرنا افضل ہے اور صرف ہاتھ دہو ڈالنا بھی کافی ہے اسی طرح اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو بھی وضو کر لینا بہتر ہے جیسے ابو سعید نے روایت کیا اور ہر جماع کے بعد غسل کرنا افضل ہے جیسے ابو رافع نے روایت کیا اور کئی جماعوں کے بعد ایک غسل بھی کافی ہے جیسے انس نے روایت کیا مترجم کہتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے جنب کو بغیر غسل کے رہنے کی ممانعت میں ایک حضرت علی کی حدیث نقل کی اور اس باب میں اور حدیثیں بھی ہیں ابو داؤد نے عمار بن یاسر سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تین شخصوں سے فرشتے نزدیک نہیں ہوتے کافر کے مردے سے اور جو شخص خوشبو سے تہڑے اور جنب سے مگر جب وضو کر لیوے منذری نے کہا یہ مرسل ہے حسن بن ابی الحسن نے عمار سے نہیں سنا اور نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور اور دوسرے طریق عطا خراسانی سے اونہوں نے یحیی بن یعمر سے اونہوں نے عمار سے کہ میں اپنی بی بی پاس رات کو آیا اور میرے ہاتھ پہٹ گئے تھے اونہوں نے زعفران لتہیڑ دی صبح کو میں حضرت صلعم کے پاس گیا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا نہ مرحبا کہا اور فرمایا جا یہ خوشبو دہو کر آ میں گیا اور دہویا پھر آیا اور سلام کیا آپ نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا کہ فرشتے حاضر نہیں ہوتے کافر کے جنازے پر بہتری کے ساتھ اور نہ اُس شخص پر جو زعفران لتہیڑے ہو اور نہ جنب پر اور رخصت دی آپ نے جنب کو جب سووے یا کہاوے یا پیوے وضو کر لینے کی منذری نے کہا مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت اور برکت لیکر اُترتے ہیں نہ محافظین فرشتے وہ تو جدا نہیں ہوتے کسی حال میں پھر کہا گیا کہ یہ اُس شخص کے باب میں ہے جو بغیر عذر کے غسل میں تاخیر کرے یا عذر سے لیکن وضو پر قدرت ہو تو وضو نہ کرے اور بعضوں نے کہا مراد وہ ہے جو غسل میں سُستی سے دیر لگا دے اور اسکی عادت کر لیوے اور بزار نے باسناد صحیح ابن عباس سے روایت کیا اونہوں نے کہا تین شخصوں کے فرشتے نزدیک نہیں ہوتے

جب درست اور خوشبو ٹھہرنے والے **باب** اذا التقی الختانان جب عورت اور مرد کے ختنے مل جاویں
(یعنے دخول ہو جاوے) **حدثنا** معاذ بن فضالة قال حدثنا هشام ح وحدثنا ابو نعیم عن
هشام عن قتادة عن الحسن عن ابی رافع عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا
جلس بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل تابعه عمرو عن شعبة مثله وقال موسیٰ
حدثنا ابان قال حدثنا قتادة قال اخبرنا الحسن مثله ۔ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی سے روایت ہے حضرت رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے پھر زور لگاوے اوسپر (یعنے جماع کرے اوس
سے) تو غسل واجب ہو گیا **ف** گو انزال نہ ہو ابن منذر کی روایت میں ہے ابوہریرہ سے جب مرد اپنی عورت کو دبا لیوے
پھر اسکے چاروں کونوں میں بیٹھ جاوے اخیر تک چاروں کونوں سے مراد یہاں اسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پانوں ہیں اور بعضوں
نے کہا دونوں پانوں اور دونوں رانیں اور بعضوں نے کہا دونوں پنڈلیاں اور دونوں رانیں اور بعضوں نے کہا دونوں رانیں اور دونوں کنارے شرمگاہ کے اور بعضوں
نے کہا دونوں رانیں اور دونوں سرین اور بعضوں نے کہا شرمگاہ کے چاروں کونے اور قاضی عیاض نے اخیر معنے کو ترجیح دی
ہے اور ابن دقیق العید نے پہلا معنے اختیار کیا ہے اور یہ کنایہ ہے جماع اور دخول سے ابو داؤد کی روایت میں ہے اور ملاوے
ختنہ کو ختنہ سے اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے جب دونوں ختنے ملجاویں تو غسل واجب ہو گیا اور یہ مطابق ہے ترجمہ باب
کے تو گویا مصنف نے اشارہ کیا اس روایت کیطرف اور اسی لفظ سے روایت کیا اسکو امام شافعی نے سعید بن المسیب سے
اونہوں نے حضرت عائشہ سے اسکی اسناد میں علی بن زید ضعیف ہے اور ابن ماجہ نے قاسم بن محمد سے اونہوں نے عائشہ سے
اور اوسکے راوی ثقہ ہیں کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب دو ختنے ملجاویں تو غسل واجب ہو گیا اور میں نے اور حضرت صلعم نے ایسا
کیا پھر ہم نے غسل کیا اور نکالا اسکو نسائی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور ابن القطان نے اور علت نکالی اسمیں امام بخاری
نے کہ اوزاعی نے غلطی کی اسمیں اور دراوردی نے اسکو عبد الرحمان بن قاسم سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابن ماجہ اور ابن ابی
شیبہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا مرفوعاً کہ جب دونوں ختنے ملجاویں اور حشفہ چھپ جاوے تو غسل واجب
ہو گیا اور مسلم نے نکالا ابو موسیٰ اشعری سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے اوسمیں یہ ہے کہ ختنہ ختنہ سے چھو جاوے اور ترمذی
کی روایت میں ہے اذا جاوز یعنے گذر جاوے ختنہ ختنہ سے اور چھو جانے سے مراد دخول ہے نہ ظاہری معنے کیونکہ بغیر
دخول کے صرف چھو جانے سے بالاجماع غسل واجب نہیں ہے مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو اور ابن ابی خیثمہ نے
تاریخ میں قتادہ کے طریق سے نکالا اوسکے آخر میں یہ ہے انزال ہو یا نہ ہو اور ایسا ہی روایت کیا دارقطنی نے اور
صحیح کہا علی بن سہل سے اونہوں نے عفان سے اونہوں نے ہمام اور ابان سے اونہوں نے قتادہ سے اور ایسا ہی ذکر کیا ابو داؤد

طیالسی نے حماد بن سلمہ سے اونہوں نے قتادہ سے اور روایت کیا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی صحبت کرے اپنی بی بی سے پھر بغیر انزال کے نکال لیوے اوسوقت حضرت عائشہ بیٹھی ہوئی تہیں آپنے فرمایا میں اور یہ ایسا کرتے ہیں پھر ہم غسل کرتے ہیں اور روایت کیا امام احمد نے رافع بن خدیج سے کہا پکارا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور میں اپنی عورت کے پیٹ پر تہا تو میں اوٹھا مجھے انزال نہیں ہوا میں نے غسل کیا اور نکلا آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تجھ پر کچھ نہیں تہا پانی پانی سے ہے رافع نے کہا پھر حضرت نے ہمکو حکم دیا اسکے بعد غسل کرنے کا اس حدیث کو حازمی نے حسن کہا حالانکہ اسکی اسناد میں رشدین ضعیف ہے اور ایک مجہول بہی ہے تو یہ حدیث ضعیف ہوئی زیلعی نے کہا رشدین بن سعد کو اکثر لوگوں نے ضعیف کہا ہے اور مجہول رافع کی بعض اولاد ہے اور جب سند میں ایک ضعیف اور ایک مجہول ہو تو وہ حسن کیونکر ہو سکتی ہے شیخ تقی الدین نے کہا میں نے حافظ سلفی کے سماع میں رافع کی بعض اولاد کا نام معلوم کیا پھر شیخ نے اپنی سند بیان کی رشدین بن سعد تک اونہوں نے موسی بن ایوب سے اونہوں نے سہل بن رافع بن خدیج سے اونہوں نے رافع بن خدیج سے اور روایت کیا امام ابو محمد عبد اللہ بن وہب نے اپنی سند میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے آپ نے فرمایا جب دونوں ختنے مل جاویں اور حشفہ غائب ہو جاوے تو غسل واجب ہے انزال ہو یا نہ ہو اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے احکام میں اور کہا اسکا اسناد بہت ضعیف ہے زیلعی نے کہا شاید اونہوں نے اشارہ کیا حارث بن نبہان کیطرف اسکی اسناد میں وہ ضعیف ہے اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں ابو حنیفہ سے اونہوں نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے باپ سے انہوں نے دادا سے کہ ایک پیچھنے والے نے حضرت صلعم سے پوچھا کیا نہیں واجب کرتا پانی کو مگر پانی آپ نے فرمایا جب دونوں ختنے مل جاویں اور حشفہ غائب ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا انزال ہو یا نہ ہو اور روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یونس سے اونہوں نے زہری سے اونہوں نے سہل بن سعد سے اونہوں نے ابی بن کعب سے اونہوں نے کہا پانی پانی سے ہے یہ رخصت اسلام کے شروع میں تہی پھر اس سے ممانعت ہوئی دوسری روایت میں ابوداؤد اور امام احمد اور ابن حبان کی یہ ہے کہ ابی بن کعب نے کہا یہ فتوے جسکو لوگ کہتے تہے پانی پانی سے ہے ایک رخصت تہا جو حضرت صلعم نے دی تہی اسلام کے شروع میں پھر حکم ہوا ہمکو غسل کرنیکا اوسکے بعد اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور بیہقی نے شیخ تقی الدین نے امام میں کہا کہ اس حدیث میں یہ علت نکالی گئی ہے کہ وہ منقطع ہے زہری نے سہل سے نہیں سنا دلالت کرتی ہے اسپر ابن ماجہ کی روایت کہ زہری نے کہا سہل بن سعد ساعدی نے کہا اور یہ نہیں ہے کہ میں نے سہل سے سنا اور ابوداؤد کی سند میں یہ ہے کہ ابن شہاب نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے اوس نے جسکو میں پسند کرتا ہوں کہ سہل بن سعد نے اس سے کہا اور اس سے یہ نکلا

کہ زہری نے اسحدیث کو سہل سے نہین سنا اور یقین کیا اسکا موسی بن ہارون اور دارقطنی اور بیہقی نے بیہقی نے کہا احتمال ہے
کو زہری نے سہل سے نہین سنا بلکہ اوسکے بعض اصحاب سے سنا اونہون نے سہل سے ابن خزیمہ نے کہا یہ شخص جسکا نام عمرو
بن حارث ہے (جو راوی ہے ابن شہاب سے) نہین ہے گمان غالب ہے کہ ابو حازم ہو کیونکہ مبشر بن اسمعیل نے اسحدیث کو روایت
کیا محمد بن مطرف سے اوس نے ابو حازم سے اوسنے سہل بن سعد سے اوسنے ابی بن کعب سے شیخ نے کہا اور یہی ہے اوسکو نکالا ابو
داؤد اور ابن حبان نے اوسکی عبارت یہ ہے اِنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يُفْتُوْنَ اَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَمَرَ بِالْاِغْتِسَالِ بَعْدُ اور نکالا اوسکو بیہقی نے ابو داؤد کے طریق سے اور کہا کہ روایت
کیا ہمنے اوسکو دوسرے صحیح اور موصول اسناد سے پہر بیان کیا اسی اسناد کو ابن ابی حاتم نے کہا مینے اپنے باپ سے ان حدیثون
کو پوچھا کہ پانی پانی سے ہے اور انہون نے کہا یہ سب حدیثین منسوخ ہین سہل بن سعد کیحدیث ہے اونہون نے ابی بن کعب سے شیخ
نے کہا ایک روایت مین ابو موسی کے محمد بن جعفر سے اوسنے معمر سے اوس نے زہری سے یہ ہے کہ اونہون نے کہا خبر دی مجہکو
سہل بن سعد نے اور یہ مخالف ہے عمرو بن حارث کی روایت کے تو غور کرنا چاہیے شوکانی نے کہا ابن خزیمہ نے بہی زہری
سے روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ خبر دی مجہکو سہل نے حافظ نے کہا اس سے وہ قول رد ہوجاتا ہے کہ زہری نے یہ حدیث
سہل سے نہین سنی مگر ابن خزیمہ نے کہا مین ڈرتا ہون کہین یہ لفظ محمد بن جعفر کی غلطی نہ ہو حافظ نے کہا بصرہ والون
کیحدیثین معمر سے اون مین وہم ہوتا ہے لیکن ابن شاہین کی کتاب مین یہ حدیث معلی بن منصور سے مروی ہے اوسنے
ابن مبارک سے اوسنے یونس سے اوسنے زہری سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے سہل نے اور ایسا ہی نکالا
اسکو بقی بن مخلد نے اپنی مسند مین ابو کریب سے اوسنے ابن مبارک سے اور ابن حبان نے کہا احتمال ہے کہ زہری نے
پہلے اسحدیث کو ایک شخص کے واسطے سے سہل سے سنا ہو پہر سہل سے خود ملکر بلا واسطہ سنا ہو یا پہلے سہل سے سنا ہو
پہر مضبوطی کیلیے ابو حازم سے سنا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے شعبہ کے طریق سے اونہون نے سیف بن
وہب سے اونہون نے ابو حرب بن ابی الاسود سے اونہون نے عمیر بن یثربی سے اونہون نے ابی بن کعب سے مانند
اوسکے جو گذرا اور روایت کیا امام طحاوی نے اسحدیث کو ابن مبارک کے طریق سے اونہون نے یونس سے اونہون
نے زہری سے اونہون نے سہل بن سعد سے اونہون نے ابی بن کعب سے اسکی اسناد مین حمانی ہے پہر نکالا اسکو عمرو
بن حارث کے طریق سے کہ ابن شہاب نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے اوسنے جسکو مین پسند کرتا ہون اوس نے سنا
سہل بن سعد ساعدی سے اور پہر نکالا لیث کے طریق سے اوسنے عقیل سے اوسنے ابن شہاب سے اونہون نے کہا سہل نے کہا
اخیر تک آوے امام مسلم نے اپنی کتاب مین ابو ہریرہ کیحدیث بیان کرنیسے پہلے ابو العلا بن الشخیر سے نکالا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ایکدوسیریکو منسوخ کرتی ہیں جیسے قرآن کی ایک آیت دوسیریکو منسوخ کرتی ہی اور امام مسلم نے روایت
کیا ابو موسی سی کہ انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا انصار نے کہا غسل واجب نہین ہوتا مگر منی
کو دکر نکلنے سی یا منی نکلنے سی اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے محاوی ہو تو غسل واجب ہو گیا ابو موسی نے کہا مین تمہاری تشفی کرتا
ہون اس سی پہر مین کہڑا ہوا اور مین نے اجازت مانگی حضرت عائشہ سے اونہون نے اجازت دی مین نے کہا ای مان مین تمسے
ایک بات پوچہنا چاہتا ہون اور مجہی شرم آتی ہے تم سے اونہون نے کہا شرم مت کر اگر تو مجہسے وہ بات پوچہ جو اپنی سگی
مان سے جسنے تجہی جنا ہے پوچہہ سکتا ہے کیونکہ مین تیری مان ہون مین نے کہا غسل کاہے سے واجب ہوتا ہے اونہون نے کہا تو
اوس سے پوچہا جو اس بات کو خوب جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اوسکے چارون کونون مین بیٹہے
اور ختنہ ختنے سے چہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور ابن حبان نے اپنے صحیح مین نکالا حسین بن عمران سی اونہون نے زہری سے
اونہون نے کہا مین نے عروہ سے پوچہا اوس شخص کو جو جماع کرے لیکن انزال نہ ہوا اونہون نے کہا لوگون پر لازم ہے کہ
حضرت صلعم کے اخیر پہر اخیر قول کو لیوین مجہہ سے حدیث بیان کی حضرت عائشہ رض نے کہ حضرت صلعم ایسا کرتے تہی اور غسل
نہین کرتے تہی مکہ کی فتح سے پہلے پہر اوسکے بعد غسل کرنے لگی اور حکم کیا لوگون کو غسل کا اور نکالا اس حدیث کو حازمی نے
اپنی کتاب مین ابن حبان کے طریق سے اور کہا اسکو صحیح کہا ابن حبان نے لکن حسین بن عمران زہری سی منکر چیزین
بہت روایت کرتا ہے اور ضعیف کیا اوسکو بہت محدثین نے زیلعی نے کہا تو یہ حدیث ضعیف ہے اس لفظ سی مگر تائید
کے لیئے اچہی ہے اور شیخ نے کہا کہ مین نے اس حدیث کو عقیلی کی کتاب الضعفاء مین پایا اونہون نے اس حدیث کو نکالا ہی
اور اس مین علت کی حسین بن عمران سی اور کہا نہین متابعت کیجاتی اوسکی حدیث پر اور یہ حدیث اس لفظ سی حضرت عائشہ
سے معلوم نہین ہوتی مگر حسین کے طریق سے اور عقیلی نے آدم بن موسی سی نقل کیا اونہون نے کہا مین نے بخاری سے
سنا وہ کہتے تہے حسین بن عمران جہنی نہین متابعت کیا جاتا اپنی حدیث پر اور ایسا ہی ذکر کیا ابو العرب قروی نے
ابو البشر سے اور مین نے اس سے زیادہ حسین بن عمران کے بارے مین نہین سنا اور یہ ہلکا ہے حازمی کے قول سی کہ ضعیف کیا
اوسکو بہت محدثین نے بلکہ اگر کہا جاوے کہ حسین کے ضعف کا یقین نہین تو بعید نہ ہوگا اور روایت کیا مالک نے یحیی
بن سعید سے اونہون نے عبد اللہ بن کعب سے جو مولی تہے عثمان بن عفان کے کہ محمود بن لبید انصاری نے زید بن ثابت سے
پوچہا اوس شخص کو جو اپنی بی بی سے صحبت کرے پہر انزال سے پہلے نکال لیوے اور انزال نہ کرے زید نے کہا وہ غسل
کرے محمود نے اونسے کہا ابی بن کعب تو اسمین غسل نہین سمجہتے تہے زید نے کہا ابی بن کعب اس سے پہر گئے مرنے سی
پہلے شافعی نے کہا مین نہین سمجہتا کہ ابی نے اپنے مذہب کو چہوڑا ہو بغیر اسکے کہ انکو حضرت صلعم سے اسکا منسوخ ہونا ثابت ہوا

ہو اور بیہقی نے کہا ابی بن کعب رض کا یہ کہنا کہ پانی سے پانی ہے پہر اس قول سے پہر جانا دلالت کرتا ہے اوپر کہ اونکو
ثابت ہو گیا کہ حضرت صلعم نے اسکے بعد وہ فرمایا جس سے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کہا امام مالک اور طحاوی نے نکالا سعید بن
المسیب سے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان اور ام المومنین حضرت عائشہ رض کہتے تہے جب ختنہ ختنہ سے چہو جاوے تو غسل
واجب ہوا اور روایت کیا طحاوی نے حبیب بن شہاب سے اونہون نے اپنے باپ سے سنا ابو ہریرہ رض سے پوچہا غسل کس سے
واجب ہوتا ہی اونہون نے کہا جب حشفہ غائب ہو جاوے اور سعید بن المسیب سے کہ انصار کی آدمی فتوے دیتے تہے کہ مرد جب
جماع کرے عورت سے اور انزال نہ ہو تو اسپر غسل نہین ہے اور مہاجرین اونکی پیروی نہین کرتے تہے اس فتوی مین اور عبید
بن رفاعہ انصاری سے ہم ایک مجلس مین تہے جسمین زید بن ثابت بہی تہے تو ہم نے ذکر کیا انزال سے غسل کا زید نے کہا
تم مین سے ایک پر کچہہ قباحت نہین جب وہ جماع کرے پہر اسکو انزال نہ ہو تو اپنی شرمگاہ دہولیوے اور نماز کا سا وضو
کرلیوے پہر مجلس والون مین سے ایک شخص کہڑا ہوا اور حضرت عمر رض پاس آیا اونکو خبر کی حضرت عمر نے اوس سے کہا تو خود جا
اور زید کو میرے پاس لیکر آ تاکہ تو گواہ ہووے پہر وہ گیا اور زید کو لیکر آیا اوسوقت حضرت عمر کے پاس کئی صحابی تہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اون مین سے حضرت علی اور معاذ بن جبل بہی تہے حضرت عمر نے زید سے کہا تم دشمن ہوا اپنی جان کے
لوگونکو فتوے دیتے ہو سات کا زید نے کہا قسم خدا کی مین نے یہ فتوے خود نہین نکالا بلکہ مینے اسکو سنا اپنے چچاؤن
رفاعہ بن رافع اور ابو ایوب انصاری رض سے حضرت عمر نے اون صحابہ سے پوچہا جو اونکے پاس بیٹہے تہے تم کیا کہتے ہو اونہون
نے اختلاف کیا حضرت عمر نے کہا اے اللہ کے بندو اب مین تمہارے بعد کس سے پوچہون تم تو بدر والے بہتر ہو حضرت علی رض
نے اونسے فرمایا تم بہیجو کسیکو حضرت صلعم کی بی بیون کے پاس اگر یہ بات ہوئی ہوگی تو تمکو معلوم ہو جاوے گا اونہون نے
ام المومنین حفصہ رض پاس بہیجا اور انسے پوچہا اونہون نے کہا مین نہین پہچانتی اس مسئلہ کو پہر حضرت عائشہ رض پاس بہیجا اونہون
نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے (یعنے دخول ہو جاوے) تو غسل واجب ہو گیا حضرت عمر رض نے کہا اوسوقت مین اگر دیکہون
کا کوئی ایسا کرے (یعنے دخول) اور غسل نہ کرے تو مین اسکو سزا دونگا اور رفاعہ سے مین حضرت عمر رض کے پاس بیٹہا تہا
اتنے مین ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین یہ زید بن ثابت ہین جو لوگون کو غسل جنابت مین اپنی رائے سے
فتوے دیتے ہین حضرت عمر نے کہا اونکو جلدی میرے پاس لاؤ پہر زید آئے تب حضرت عمر نے کہا مجہے خبر پہنچی کہ تم غسل
جنابت مین اپنی رائے سے فتوے دیتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین زید نے کہا قسم خدا کی اے امیر المومنین
مینے اپنی رائے سے فتوی نہین دیا لیکن مینے اپنے چچاؤن سے سنا پہر اوسکو کہا اونہون نے کہا کون سے چچاؤن سے زید نے کہا ابی بن کعب اور ابو ایوب
اور رفاعہ بن رافع سے تب حضرت عمر نے میری طرف دیکہا اور کہا یہ جوان کیا کہتا ہے مینے کہا ہم ایسا کرتے تہے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پھر غسل نہین کرتے تھے حضرت عمر رضؓ نے کہا کیا تم نے حضرت ؐ سے پوچھا تھا اسکو مین نے کہا نہین حضرت عمرؓ نے لوگون کو بلوایا اور سب لوگون نے اتفاق کیا اسپر کہ پانی (غسل) نہین ہوتا مگر پانی (انزال) سے سو حضرت علی اور معاذ بن جبل رضؓ کے اُن دونون نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا پھر حضرت علی نے کہا اے امیر المومنین مین نہین جانتا کہ اس باب مین جو حضرت ؐ کرتے تھے اسکو کوئی زیادہ جانتا ہو حضرت ؐ کی بی بیون سے تب حضرت عمر رضؓ نے حفصہ رضؓ کے پاس بھیجا اونھون نے کہا مجھکو اسکا علم نہین پھر حضرت عائشہ پاس بھیجا اونھون نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا یہ سنکر حضرت عمر غصے ہوئے اور فرمایا اب اگر مجھکو خبر ہوگی کہ کسی نے ایسا کیا اور غسل نہین کرتا تو مین اسکو سخت عذاب دونگا اور عبید اللہ بن عدی بن الخیار سے اونھون نے کہا حضرت ؐ کے اصحاب نے حضرت عمر رضؓ کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر کیا تو بعضون نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور بعضون نے کہا پانی پانی سے ہے حضرت عمرؓ نے کہا تم نے اختلاف کیا مجھپر اور تم بدر والے بہتر ہو (سب سے) تو پھر تمہارے بعد لوگون کا کیا حال ہوگا حضرت علی مرتضی رضؓ نے فرمایا اے امیر المومنین اگر تم چاہتے ہو اسکو جاننا تو حضرت ؐ کی بی بیون پاس کسیکو بھیجو اُن سے پوچھو حضرت عمر رضؓ نے حضرت عائشہ پاس بھیجا اونھون نے کہا جب ختنہ تجاوز کر جاوے ختنے سے تو غسل واجب ہو گیا اُسوقت حضرت عمر رضؓ نے کہا اب مین کسیکو نہ سنونگا یہ کہتے ہوئے کہ پانی پانی سے ہے مگر اوسکو سزا دونگا اور امام محمد بن علی باقر سے اونھون نے کہا جمع ہوئے مہاجرین اسپر کہ جس امر سے زنا کی حد لازم ہو جاتی ہے کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا اوس سے غسل بھی واجب ہو جاتا ہے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے کہا اوس شخص مین جو جماع کرے پھر اُسکو انزال نہ ہو جب وہ ایسا کرے تو غسل کرے اور ابن عمر سے کہ جب ختنہ ختنہ سے ملجاوے تو غسل واجب ہو گیا اور عبد اللہ بن الاسود سے میرا باپ مجھکو حضرت عائشہ رضؓ کے پاس بھیجا کرتے احتلام سے پہلے جب مجھے احتلام ہونے لگا تو مین آیا اور مین نے آواز دی غسل کا کس سے واجب ہوتا ہے اونھون نے کہا جب ختنے ملجاوین اور ابو سلمہ سے مینے حضرت عائشہ سے پوچھا غسل کا ہے سے واجب ہوتا ہے اونھون نے کہا جب تجاوز کر جاوے ختنہ ختنے سے تو غسل واجب ہو گیا اور عائشہ رضؓ سے اونھون نے کہا جب دو ختنے ملجاوین تو غسل واجب ہو گیا اور عبد اللہ بن مسعود سے جب ایک ختنہ دوسرے ختنے کے پیچھے ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور حضرت علی سے ایسا ہی اور حضرت عمر سے وہ خطبہ پڑھتے تھے اونھون نے کہا انصار کی عورتین یہ فتوے دیتی ہین کہ آدمی جب جماع کرے اوسکو انزال نہ ہو تو عورت پر غسل ہے اور مرد پر نہین اور ایسا نہین ہے جیسا اونھون نے فتوے دیا اور جب ختنہ ختنے سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور روایت کیا امام مالک نے موطا مین ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے کہ اونھون نے حضرت عائشہ سے پوچھا کاہے سے غسل واجب ہوتا ہے اونھون نے کہا کیا تو جانتا ہے اے ابو سلمہ تیری مثال کیا ہے مرغ

کے جوزی کی مثال ہے وہ مرغ کو آواز کرتے سنتا ہے تو اوسکے ساتھ آواز کرنے لگتا ہے جب حشفہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے
تو غسل واجب ہو گیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے اور عبد الرزاق نے ابو بکر صدیق رض سے ایسا ہی اور
ابن عبد البر نے نعمان بن بشیر اور سہل بن سعد اور اکثر صحابہ اور تابعین سے ایسا ہی نقل کیا ہے **ت** متابعت کی ہشام
کی احادیث کی روایت کرنے مین عمرو بن مرزوق نے (وصل کیا اسکو عثمان بن احمد سماک نے اپنے فوائد مین) شعبہ
سے مثل اوسکے اور موسی ابن اسمعیل (امام بخاری کے شیخ) نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابان نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے قتادہ نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو حسن بصری نے مثل اوسکی **ف** اس سند کے لانے سے مولف
کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کی تدلیس کا شبہ نہ ہو کیونکہ اوسمین تصریح ہے حسن سے سننے کی

باب غسل مَا يُصِيبُ مِنْ رُطُوبَةِ فَرْجِ الْمَرْأَةِ عورت کی فرج کی رطوبت جو لگ جاوے اوسکو دہونا **ف** اس باب مین
مولف اگلے باب کے خلاف حدیثین بیان کین جنسے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی جماع کرے اور انزال نہ ہو تو صرف رطوبت
وغیرہ کو جو ذکر مین لگجاتی ہے دہو ڈالے اور وضو کر لیوے غسل کرنا ضرور نہین ہے **حدثنا** ابو معمر قال
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ
زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ
فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ
بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوهُ بِذَلِكَ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ
أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** زید
بن خالد جہنی رض سے روایت ہے اونہون نے پوچھا حضرت عثمان رض سے تو کہا تم کیا کہتے ہو جب جماع کرے مرد اپنی
عورت سے پہر منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وضو کر لیوے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور دہو ڈالے اپنے ذکر کو حضرت عثمان
نے کہا مین نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زید بن خالد نے کہا پہر مینے یہ مسئلہ حضرت علی بن ابیطالب اور زبیر بن
عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا اونہون نے ایسا ہی حکم دیا **ف** یعنے جیسے حضرت عثمان رض
نے کہا تہا لیکن حضرت عثمان نے فتوے بہی دیا اور حضرت ص سے حدیث بہی نقل کی اور انہون نے صرف فتوی دیا یہ کرمانی
نے کہا حافظ صاحب نے کہا یہ کہان سے معلوم ہوا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ انہون نے بہی حضرت ص سے حدیث نقل کی اور اسمعیلی نے ایک روایت
مین اسکی تصریح کی کہ پہر انہون نے ایسا ہی کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ نہین کہا یہ مگر یحیی حمانی نے اور وہ

امام بخاریکی شرط پر نہین ہے ت یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا اور خبر دی مجھکو ابو سلمہ نے کہ عروہ بن الزبیر نے خبر دی انکو کہ
ابو ایوب انصاری رضنے خبر دی انکو اونہون نے ایسا ہی سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ف دارقطنی
نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ ابو ایوب نے اسکو حضرت صلعم سے نہین سنا بلکہ ابی بن کعب سے جیسے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے
روایت کیا حافظ نے کہا ظاہر یہی ہے کہ ابو ایوب نے حضرت صلعم سے بلا واسطہ بھی سنا اور ابی بن کعب انکے واسطے سے بھی اور دلیل
اسکی یہ ہے کہ ابی بن کعب سے جو اونہون نے روایت کی اوسمین ایک قصہ ہے جو حضرت صلعم کی روایت مین نہین اور ابو سلمہ قدر
اور سن اور علم مین ہشام سے زیادہ ہین اور انکی روایت عروہ سے برابر والون سے روایت ہے کیونکہ دونو تابعی اور فقیہ
ایک طبقہ کے جیسے ابو ایوب کی ابی بن کعب سے کیونکہ وہ دونو صحابی ہین فقیہ ہین ایک طبقے کے اور یہ حدیث ابو ایوب کی نہ صرف
نے حضرت صلعم سے دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے نکالا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ نے اسمین یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے پانی پانی
سے ہے اور اثرم نے امام احمد سے نقل کیا کہ زید بن خالد کی حدیث جو اس باب مین بخاری لائے معلول ہے کیونکہ ان پانچون شخصون
سے (عثمان اور علی اور زبیر اور طلحہ اور ابی) اسکے خلاف فتوے دینا ثابت ہوا ہے اور یعقوب بن ابی شیبہ نے علی بن
المدینی سے نقل کیا کہ یہ حدیث شاذ ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث ثابت ہے اسکی سند متصل ہے اوسکے راوی ثقہ
حافظ ہین اور ابن عیینہ نے زید بن اسلم سے اونہون نے عطا بن یسار سے ایسا ہی روایت کیا ہے جیسے ابو سلمہ نے عروہ سے
روایت کیا نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے تو ابو سلمہ منفرد نہین ہے اس روایت مین اور ان صحابہ کا فتوے دینا خلاف مین اس حدیث
کی صحت مین خلل نہین ڈالتا کیونکہ احتمال ہے کہ ان کو اسکا ناسخ ملگیا ہو اور اونہون نے بعد مین اسپر فتوے دیا ہو اور کتنی حدیثین
منسوخ ہین لیکن صحیح ہین اور جمہور کا یہی قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ابو ہریرہ اور عائشہ کی حدیثون سے جو اوپر گذرین
اور نسخ کی دلیل ابی بن کعب کی حدیث ہے کہ یہ فتوے شروع اسلام کی رخصت تھی اخیر تک جیسے اوپر گذرا صحیح کہا اسکو
ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور اسمٰعیلی نے کہا وہ صحیح ہے امام بخاریکی شرط پر ہے گویا انکو اسکی علت کی خبر نہ ہوئی حالانکہ علت اسمین
یہ ہے کہ اختلاف کیا علما نے زہریکی سماع مین سہل سے البتہ ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے اوسکو نکالا ابو حازم سے اونہون نے سہل
سے اور اس اسناد مین دوسری ایک علت ہے جسکو بیان کیا ابن ابی حاتم نے غرض یہ اسناد صالح ہے اور حجت لینے کے لائق ہے اور اسمین
تصریح ہے نسخ کی اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے نکالا کہ اونہون نے الماء من الماء کی حدیث کو محمول کیا ایک خاص حالت پر
یعنے خواب مین احتلام کی حالت پر اور یہ تاویل ایسی ہے کہ دونو طرف کی حدیثون مین اس سے جمع ہو جاتا ہے اور تعارض
نہین رہتا اور امام شافعی نے کہا کہ جنابت عرب مین جماع کو کہتے ہین اگرچہ اسمین انزال نہ ہو اسیطرح زنا ثابت ہو جاتا ہے
جماع سے گو انزال نہ ہو اور ابن عربی نے کہا کہ غسل کا دخول سے واجب ہونا نظیر ہے وضو واجب ہونے کی مس فرج سے

رفع مع زیادۃ) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحییٰ عن ہشام بن عروۃ قال اخبرنی ابی قال اخبرنی ابو ایوب قال اخبرنی ابی بن کعب انہ قال یا رسول اللہ اذا جامع الرجل المراۃ فلم ینزل قال یغسل ما مس المراۃ منہ ثم یتوضأ و یصلی قال ابو عبد اللہ الغسل احوط وذاک الاخیر انما بینا لاختلافہم **ترجمہ** ابی بن کعب نے کہا یا رسول اللہ جب مرد عورت سے جماع کرے پھر انزال نہو آپ نے فرمایا مرد اس عضو کو دھو ڈالے جو عورت سے چھوا ہے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے ابو عبد اللہ یعنے امام بخاری نے کہا غسل کرنے مین زیادہ احتیاط ہے اور یہ اخیر ہمنے اسلیے بیان کیا کہ صحابہ کا اختلاف ہے اس باب مین **ف** تو ہم ان دونو حدیثون کو اسلیے لائے کہ اس دوسرے قول کا بھی ثبوت احادیث سے ہو یعنے غسل اس صورت مین لازم نہونیکا اور صرف وضو کافی ہونیکا اور ابن عربی نے امام بخاری کے کلام کو مشکل کہا ہے اور کہا کہ غسل کا واجب ہونا اسپر اتفاق کیا صحابہ اور ان کے بعد ہم نے اور نہین خلاف کیا اسمین مگر داؤد نے اور اونکے خلاف کا اعتبار نہین لیکن امام بخاری کا خلاف بہت سخت ہے اور اونکا مذہب ہے کہ اس صورت مین غسل کرنا مستحب ہے اور امام بخاری دین کے بڑے اماموں مین سے ہین اور مسلمانون کے بڑے عالمون مین سے ہین پھر ابن عربی نے اس باب کی حدیث کو ضعیف کہا اسوجہ سے جو قبول کے لائق نہین اور اوپر ہم نے اسکا جواب دیا پھر ابن عربی نے کہا احتمال ہے کہ امام بخاری کی یہ غرض ہو کہ غسل مین زیادہ احتیاط ہے دین مین اور یہ باب مشہور ہے اصول مین اور یہی مناسب ہے امام بخاری کی امامت اور علم کے مین کہتا ہون ظاہر یہی ہے امام بخاری کی تحریر سے کیونکہ اونہون نے باب کا ترجمہ یہ قائم نہین کیا کہ غسل کے ترک کا جواز اور ابن عربی نے جو کہا کہ صحابہ نے غسل کے واجب ہونے پر اتفاق کیا یہ غلط ہے ایک جماعت صحابہ سے غسل لازم نہ ہونا بھی ثابت ہے اور ابن القصار نے کہا کہ تابعین کے زمانے مین اتفاق ہوگیا یہ بھی غلط ہے کیونکہ خطابی نے کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور تابعین جیسے اعمش غسل لازم نہ ہونے کے قائل ہین اور متابعت کی اونکی قاضی عیاض نے اور کہا کہ بعد صحابہ کے سوا اعمش کے اسکا کوئی قائل نہین ہوا اور یہ بھی غلط ہے کیونکہ ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے باسناد صحیح سنن ابوداؤد مین ایسا ہی ثابت ہے اور ہشام بن عروہ سے عبد الرزاق نے باسناد صحیح روایت کیا اور عبد الرزاق نے نکالا ابن جریج سے اونہون نے عطا سے انہون نے کہا میرا نفس خوش نہین ہوتا جب مجھے انزال نہو (اور جماع کرون) یہانتک کہ غسل کرلون کیونکہ لوگون نے اسمین اختلاف کیا اور شافعی نے اختلاف الحدیث مین کہا کہ الماء من الماء کی حدیث ثابت ہے لیکن وہ منسوخ ہے پھر کہا کہ خلاف کیا ہمارا بعض حجاز والون نے اور کہا کہ غسل واجب نہین ہے جب تک انزال نہو پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف دونون مین مشہور تہا البتہ جمہور کا یہ قول ہے کہ غسل واجب ہے اس صورت مین اور یہی ٹھیک ہے

مین ذَاکَرَ الاٰخِرَ ہے اور بعضون مین ذَاکَ الآخرَ ہے بکسر خا یا بفتح خا جیسے ابن تین نے کہا اور بعض نسخون مین
انما بینا اختلافہم ہے اور صغانی کے نسخہ مین انما بینا الحدیث الآخر لاختلافہم والماء لنقیہ ہے یعنی ہم نے بیان کیا دوسری
حدیث کو جس سے غسل کا واجب ہونا نکلتا ہے کیونکہ صحابہ نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا اور پانی زیادہ صاف اور پاک
کرنیوالا ہے تمام ہوا کلام خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا مترجم کہتا ہے کہ ابن عربی کا کلام غلط ہے اور جس نے اس
مسئلہ مین اجماع سمجھا ہے غسل کے وجوب پر اوسنے غلطی کی ہے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین اور ائمہ کا یہ قول ہے
کہ اس صورت مین صرف وضو کافی ہے اور ہم اس مذہب کے دلائل اور زیادہ لکھتے ہین دو حدیثین تو امام بخاری نے اس باب
مین بیان کین تیسری حدیث ابو سعید خدری کی حدیث ہے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابو داؤد نے اور وہ کتاب
الوضو مین گذر چکی کہ حضرتؐ نے ایک انصاری کو بلا بھیجا وہ آیا اوسکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپنے فرمایا ہم نے شاید
تجھکو جلدی مین ڈالا وہ بولا ہان یارسول اللہ آپنے فرمایا جب تو جلدی مین پڑے یا تجھکو انزال نہ ہو تو تیرے اوپر غسل
نہین ہے اور تجھپر وضو ہے اور یہ حدیث نص ہے مطلوب مین اس صورت مین امام شوکانی کا یہ اعتراض وارد نہ ہوگا
کہ انما الماء من الماء کی حدیث عائشہ اور ابو ہریرہ کی حدیث کی معارض نہ ہو گی کیونکہ وہ مفہوم ہے اور یہ دونو حدیثین
منطوق اور تعجب ہے کہ امام شوکانی نے اس باب مین ابو سعید کی حدیث کا ذکر نہین کیا حالانکہ وہ سب سے عمدہ اور صاف
اور قوی دلیل ہے امام داؤد ظاہری علیہ الرحمۃ کی چوتھی حدیث امام مسلم کی ابو سعید سے کہ فرمایا حضرتؐ نے پانی پانی
سے ہے اور یہ صاف ہے کیونکہ کلمہ انما کا حصر ہے اہل عرب کے نزدیک پس مطلب ہوگا کہ غسل اوسی صورت مین ہے جب
انزال ہو اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ جب انزال نہ ہو تو غسل نہین ہے پانچوین حدیث ابن ماجہ اور نسائی نے ابو ایوب
سے نکالی مرفوعاً الماء من الماء چھٹی حدیث ابی بن کعب کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرتؐ نے فرمایا
صرف داخل کرنے مین نہین ہے مگر وضو ساتوین حدیث ابو ہریرہ کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرتؐ
نے ایک انصاری کو بلا بھیجا اوس نے دیر لگائی آپنے فرمایا تو کیون رک گیا تھا وہ بولا مین صحبت کر رہا تھا اپنی بی بی
سے پھر جب آپ کا بلانیوالا آیا تو مین نے غسل کیا اور کوئی کام نہین کیا آپنے فرمایا پانی پانی سے ہے اور غسل اوسپر
ہے جسکو انزال ہو اور روایت کیا امام مسلم نے ابو سعید سے کہ مین حضرتؐ کے ساتھ نکلا پیر کے روز قبا کی طرف جب
ہم بنی سالم مین پہونچے تو حضرتؐ عتبان کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اوسکو پکارا پھر وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا
آپنے فرمایا ہم نے جلدی مین ڈالا اس شخص کو عتبان نے کہا یارسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ مرد جلدی مین پڑ جاوے
اپنی عورت سے اور منی نہ نکلے تو اوسپر کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ پانی پانی سے ہے لنتھے پس یہ سب حدیثین

جو باسانید صحیحہ مروی ہیں حجت ہیں انکی جو کہتا ہے کہ دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو اور یہی قول ہے امام داؤد ظاہری اور ظاہریہ اصحاب حدیث کا اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا اور امام داؤد ظاہری اہلسنت کے بڑے اماموں میں سے ہیں اور ابن عربی نے جو انکے اختلاف کا اعتبار نہ کیا انکی ہٹ دھرمی اور نا انصافی ہے اور امام بخاری تو ظاہر ہے کہ تمام ائمہ اور محدثین کے پیشوا ہیں اور میرے نزدیک تو یہی مذہب قوی ہے گو جمہور کے خلاف ہو کیونکہ جمہور سے ہمیں کام نہیں البتہ اسمیں شک نہیں کہ غسل کر لینا بہتر ہے کیونکہ اسمیں زیادہ احتیاط ہے اور اس مذہب کے قوی ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی احادیث صحت اور جودت اسناد میں دوسرے مذہب کی حدیثوں سے زیادہ ہیں جیسے اوپر ہماری کلام سے معلوم ہوا کیونکہ ابی بن کعب کی حدیث ہیں جسکو نسخ کے لیے عمدہ ثبوت سمجھتے ہیں علماء نے بہت گفتگو کی ہے اور بعضوں نے جزم کیا ہے کہ وہ مرسل ہے اب رہیں ابو ہریرہ اور عائشہ کی حدیثیں تو وہ نسخ میں صریح نہیں ہیں علاوہ اسکے ابو ہریرہ کی حدیث کے معارض ہے امام طحاوی کی روایت ابو ہریرہ سے جو ابھی ہمنے بیان کی اور ممکن ہے کہ ثم جہدہا سے اس میں انزال مراد ہو اور حضرت عائشہ کی حدیث میں اضطراب ہے بعض لفظوں میں مس الختان الختان ہے یعنے ختنہ ختنہ سے چھو جاوے بعضوں میں التقا بعضوں میں الزق ہے اور اسپر دوسرے مذہب والے بھی عمل نہیں کرتے کیونکہ صرف چھو جانے یا مجاز سے انکے نزدیک بھی غسل واجب نہیں ہوتا اور ان دونو حدیثوں کے سوا اور جتنی حدیثیں مرفوع ہیں وہ سب ضعیف ہیں جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اب دوسرے مذہب والے جو اعتراضات اس مذہب پر کرتے ہیں اُن کے جوابات ہم دیتے ہیں پہلے یہ کہ حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کی مفہوم ہے اور ابو ہریرہ اور عائشہ کی حدیثیں منطوق اور منطوق مقدم ہے مفہوم پر اور جواب یہ ہے کہ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کے سوا دوسری حدیثیں جیسے ابو سعید اور ابو ہریرہ کی موجود ہیں اور وہ منطوق ہیں دوسرے یہ کہ ابن عباس نے اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ احتلام میں ہے روایت کیا اسکو ترمذی اور طحاوی اور طبرانی نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل ایک ہے ایک صحابی کی اور صحابی کی لے حجت نہیں ہے علاوہ اسکے یہ تاویل غلط ہوتی ہے امام مسلم کی روایت سے جسمیں عتبان کا قصہ ہے کیونکہ وہ واقعہ بیداری کا تھا اور ابو ہریرہ اور ابو سعید کی حدیثوں سے جو اوپر گذریں سوا اسکے اس روایت کی اسناد ضعیف ہے حافظ نے کہا اسکی اسناد میں ضعف ہے کیونکہ روایت کیا اسکو شریک نے ابو الجحاف سے ترمذی نے نقل کیا اپنی سند سے وکیع سے کہ ہم نے یہ حدیث نہیں پائی مگر شریک کے پاس اور ترمذی نے کہا اسکی اسناد میں ابو الجحاف داؤد بن ابی عوف مرجئہ میں سے تھا اور شریک کثیر الغلط ہے تیسرے یہ کہ اجلائے صحابہ جیسے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عائشہ رضی اللہ عنہم اس مذہب کے خلاف ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ مذہب اونکے نزدیک مرجوح یا منسوخ تھا اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوے

غلط ہے امام بخاری نے اپنی سند سے حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب سے اور اوروں نے ابو سعید خدری اور زید بن خالد اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور رافع بن خدیج سے یہی مذہب نقل کیا ہو اور تابعین میں سے عمر بن عبد العزیز اور اعمش اور ابو سلمہ اور ہشام بن عروہ اور عطار سے ایسا ہی منقول ہے پہر کیا یہ لوگ اجلائے صحابہ اور تابعین میں سے نہیں ہیں اور امام طحاوی نے زید بن خالد سے نکالا اونہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان سے پوچہا اُس شخص کو جو جماع کرے اپنی بی بی سے پہر دخول کرے اور انزال سے پہلے نکال لیوے اونہوں نے کہا اوسپر غسل نہیں تا ہے پہر میں زبیر بن عوام اور ابی بن کعب پاس آیا اونہوں نے بہی ایسا ہی نقل کیا جناب رسولخدا صلعم سے اسکے راوی ثقہ ہیں سوا حمانی کے اور اوسپر بہی حمانی کیحدیث قبول کے لائق ہے اور اسمعیلی نے صحیح میں اس سے روایت کی ہو اور امام طحاوی نے ابو سعید خدری سے نکالا کہ میں نے اپنی بہائی انصاریوں سے کہا تم جو کہتے ہو ویسا ہی ہو کہ پانی پانی سے ہی لیکن اگر میں غسل کر لوں تو کیسا ہو اونہوں نے کہا نہیں قسم خدا کی یہانتک کہ تیرے دل میں اندیشہ نہ ہو اُس امر سے جسکا حکم دیا اللہ نے اور اوسکے رسول نے اور اس سے باطل ہو گیا اُس شخص کا قول جسنے کہا کہ عشرہ مبشرہ اس مذہب کے خلاف ہیں یا اجماع کیا صحابہ یا تابعین نے پہلے مذہب پر **پانچویں** یہ کہ حدیث انما الماء من الماء منسوخ ہے اور یہ امام شافعی اور طحاوی اور بغوی اور بہتوں نے کہا ہو اور جواب یہ ہو کہ نسخ کا دعوے بیدلیل ہے جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ غسل لازم نہ آنے کی حدیثیں پہلے کی ہیں اور لازم آنے کی بعد کی اور بڑی قوی دلیل نسخ کی ابی کیحدیث تہی اور اوپر گذرا کہ اُسمیں کلام ہے اسیطرح حضرت عائشہ کیحدیث جس سے نسخ کا ثبوت ہوتا ہے ضعیف ہے اُسکی اسناد میں حسین بن عمران ہی اسیطرح رافع بن خدیج کی حدیث اور یہ سب حدیثیں اوپر گذریں اور حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں چند آثار ذکر کیے ہیں جو دلالت کرتے ہیں نسخ پر واللہ اعلم **چھٹی** یہ کہ ائمہ اربعہ اس مذہب کے خلاف ہیں اور جواب یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا اتفاق اجماع نہیں ہے اور نہ وہ کوئی شرعی حجت ہو اور امام داؤد ظاہری کے خلاف کے ساتھہ قیامت تک اجماع ثابت نہیں ہو سکتا **ساتویں** طحاوی نے یہ قیاس لگائی کہ دخول سے تمام احکام ثابت ہو جاتی ہیں جیسے روزہ کا ٹوٹنا حج کا فاسد ہونا قضا اور کفارہ کا لازم ہونا زنا کی حد لازم آنا مہر واجب ہو جانا عدت کا واجب ہو جانا حلالہ ہو جانا پہلے خاوند کے لیے اور ان حکموں کے لیے کسی میں یہ قید نہیں ہے کہ انزال ہو جاوے پہر ایسا ہی غسل کے لیے بہی قید نہ ہوگی اور جواب یہ ہے کہ یہ کوئی دلیل عقلی نہیں ہے اور نہ اس قسم کے قیاسات شرع میں کوئی حجت ہیں بلکہ اس قسم کے قیاسات اگرچہ مردود ہیں تو اوسوقت مدد کر سکتے ہیں جب نص نہ ہو اور یہاں تو نصوص صریحہ موجود ہیں واللہ اعلم امام شوکانی نے کہا کہ خلفائے اربعہ اور عترت اور فقہا اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ اس صورت میں غسل لازم آتا ہے اور ابن عبد البر نے بعضوں سے نقل کیا

ہے کہ اوپر صحابہ کا اجماع ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے لیکن مخالف مذہب ضعیف ہے اور جمہور علماء
جو حجت ہیں سلف اور خلف میں سو ان کا اجماع ہو چکا ہے غسل کے وجوب پر انتہی اور جواب یہ ہے کہ خلفاء اربعہ میں سے
حضرت علی و عثمان رض سے عدم وجوب غسل بھی منقول ہے جیسے اوپر گذرا اور حضرت علی کے اختلاف کے ساتھ عترت
کا اتفاق نہیں ہو سکتا البتہ جمہور کے اتفاق کے تو ہم خود قائل ہیں پر وہ کوئی حجت نہیں ہے اور امام شوکانی نے دوسرے
مقام میں لکھا ہے کہ اجماع کا دعوے ان دعووں میں سے ہے جن سے حق کے طلب گار کو کچھ ڈر نہیں ہے اور نہ اجماع کسی
مطلب اور مراد سے روک سکتا ہے اور اس سب تقریر سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ اگر امام بخاری نے اس مسئلہ میں اختلاف قائم
رکھا یا دوسرے مذہب کو اختیار کیا تو ان پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا اور ہمارا یہی مدعا ہے و من اللہ التوفیق و ہو حسبی
خاتمہ کتاب الغسل میں امام بخاری نے ٦٣ حدیثیں مرفوع بیان کیں ان میں مکررات ٣٥ حدیثیں ہیں اور موصول ٢١
ہیں اور باقی تعالیق اور متابعات ہیں اور خالص ٢٨ حدیثیں ہیں ایک ان میں سے معلق ہے بہز کی حدیث عن ابیہ
عن جدہ اور مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا سوا بہز کی اور جابر کی حدیث کہ ایک صاع سے غسل کے باب میں اور انس
کی حدیث کہ سب بیبیوں پر دورہ کرتے ہیں اور عورت کے ساتھ ایک برتن سے غسل کرتے ہیں اور حضرت عائشہ کی حدیث صفت
غسل میں اور صحابہ اور تابعین کے موقوف آثار اس کتاب میں ١٠ ہیں ان میں سے سات معلق ہیں اور تین موصول ہیں
وہ زید بن خالد کی روایتیں حضرت علی اور طلحہ اور زبیر سے جو اخیر میں مذکور ہیں پھر اگر ان کی روایتیں بھی مرفوع
ہوں تو مرفوع حدیثوں میں تین اور بڑھ جاوینگی اور یہ بھی امام مسلم نے نہیں نکالیں تمام ہوا کلام حافظ رحمہ اللہ کا

وہ حدیثیں کتاب الغسل کی جو امام بخاری نے نہیں نکالیں اور ان میں
سے بہت حدیثیں اوپر کے ابواب میں اپنی اپنی جگہہ گذر چکیں اور باقی یہ ہیں (١) حضرت علی کی حدیث کتاب الوضوء
میں گذر چکی کہ مجھے مذی بہت آتی تھی میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا مذی سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے روایت
کیا اسکو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے لیکن اسکی اسناد میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے اور امام طحاوی کی روایت
میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہر نر کی مذی نکلتی ہے تو جب منی ہو تو اس میں غسل ہے اور جب مذی ہو تو اسمیں وضو
ہے اور امام احمد کی روایت میں ہے جب تو منی کو پھینکے تو جنابت سے غسل کر اور جب نہ پھینکے تو مت غسل کر منتقی میں
ہے اس سے یہ نکلا کہ غسل اوسی صورت میں ہے جب منی شہوت سے نکلے اور جو بیماری یا سردی وغیرہ کی وجہ سے نکلے تو
اس سے غسل واجب نہ ہوگا انتہی (٢) امام احمد نے خولہ بنت حکیم سے نکالا انہوں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ عورت خواب میں وہ دیکھے
جو مرد دیکھتا ہے آپ نے فرمایا اس پر غسل نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو جیسے مرد پر غسل نہیں ہے جب تک اسکو انزال نہ ہو اور

نسائی نے اوسنے تخریج روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ اونسے حضرت صلعم سے پوچھا عورت کو احتلام ہو خواب مین آپ نے فرمایا جب پانی دیکھے تو غسل کرے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے سیوطی نے جامع کبیر مین کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے اوس سے جو تری پاوے اور احتلام یاد نہ ہو آپ نے فرمایا غسل کرے اور اوس سے جسکو احتلام یاد ہو لیکن تری نہ پاوے آپ نے فرمایا اوسپر غسل نہین ام سلیم نے کہا عورت یہ دیکھے تو اوسپر غسل ہے آپ نے فرمایا ہان عورتین تو جوڑے ہین مردون کے اسکی اسناد مین عبداللہ ابن عمر عمری ضعیف ہے لیکن احمد اور ابن معین نے اسکو اچھا کہا اور وہ متفرد ہے شوکانی نے کہا تو حدیث حسن کے درجہ تک نہ پہونچیگی (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے قیس بن عاصم سے کہ وہ مسلمان ہوئے تو حضرت صلعم نے انکو حکم دیا پانی اور بیری سے غسل کرنیکا صحیح کہا اوسکو ابن سکن نے اور امام احمد اور عبدالرزاق بیہقی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے کہ ثمامہ بن اثال مسلمان ہوا تو حضرت صلعم نے فرمایا اوسکو فلان کے باغ مین لیجاؤ اور حکم دو اوسکو کہ غسل کرے شوکانی نے کہا امام احمد کہتے ہین کافر جب مسلمان ہو تو غسل کرنا واجب ہے اور شافعی کہتے ہین مستحب ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین اگر اسکو جنابت ہوئی تھی کفر مین اور اوسنے غسل نہ کیا تھا تو واجب ہے اور جو غسل کر چکا تھا تو مستحب ہے اور جو واجب کہتا ہے اوسنے دلیل لی ان دونو حدیثون سے اور اس سے کہ حضرت صلعم نے واثلہ اور قتادہ رہاوی کو حکم دیا غسل کا جب وے مسلمان ہوئے نکالا اوسکو طبرانی نے اور عقیل بن ابیطالب کو نکالا اوسکو حاکم نے تاریخ نیسا پور مین حافظ نے کہا ان تینون کی سندین ضعیف ہین اور ظاہر یہی ہے کہ یہ غسل واجب ہے مترجم کہتا ہے حق امام احمد کا مذہب ہے (۴) حضرت علی رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت ادا کرتے باہر نکلتے اور قرآن پڑہتے اور ہمارے ساتھ گوشت کہاتے اور آپ کو نہ روکتی قرآن پڑہنے سے کوئی چیز سوا جنابت کے نکالا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور بیہقی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور ابن السکن اور عبدالحق اور بغوی اور ابن خزیمہ اور شیخ نے اور شافعی نے کہا کہ اہل حدیث اوسے ثابت نہین کرتے بیہقی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی اسناد مین عبداللہ بن سلمہ ہے وہ بوڑھا ہو کر اوسکا حافظہ بگڑ گیا تھا اور یہ حدیث بوڑھے ہونیکے بعد روایت کی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری مسلم نے اوسے نہین نکالا کیونکہ اونہون نے حجت نہین لی عبداللہ بن سلمہ سے ترمذی نے اسکو مختصر طور سے نکالا کہ آپ ہمکو قرآن پڑہاتے ہر حال مین جب تک جنبی ہوتے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے امام احمد اس حدیث کو ضعیف کرتے تھے اور نووی نے کہا کہ ترمذی نے اکثر علماء کا خلاف کیا اونہون نے ضعیف کیا

کافر جب مسلمان ہو تو غسل کرے

جنب کو قرآن پڑھنا

اس حدیث کو ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث میری تہائی پونجی ہے اور شعبہ نے کہا میں اس سے اچھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور بخاری نے عمرو بن مرہ سے نقل کیا جو روایت کرتا ہے اسکو عبداللہ بن سلمہ سے کہ وہ ہمسے حدیث بیان کرتا تھا بعضی حدیث ہم پہچانتے اور بعضی نہ پہچانتے اور روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسمعیل بن عیاش سے اور انہوں نے موسی بن عقبہ سے اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرتؐ نے جنب اور حائض نہ پڑھیں کچھہ قرآن میں سے بیہقی نے کہا امام بخاری نے کہا اسکو روایت کیا اسمعیل بن عیاش نے اور وہ منکر الحدیث ہے اہل حجاز اور اہل عراق سے اور روایت کیا اسکو اور نے بہی موسے بن عقبہ سے وہ بہی صحیح نہیں ہے اور کتاب المعرفۃ میں کہا کہ منفرد ہے ساتھ اسکے اسمعیل بن عیاش اور اسکی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے حجت نہیں لیجاویگی اس سے یہ احمد بن حنبل و یحیے بن معین وغیرہ حافظوں نے کہا اور یہ حدیث اور سے بہی مروی ہے وہ بہی ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے سنا اونہوں نے اسمعیل بن عیاش کی اس حدیث کو بیان کیا اور کہا یہ خطا ہے یہ ابن عمرؓ کا قول ہے اور دارقطنی نے اسکو روایت کیا دوسرے طریقوں سے ایک مغیرہ بن عبدالرحمان سے اونہوں نے موسی بن عقبہ سے دوسرا محمد بن اسمعیل حسانی سے اونہوں نے ایک شخص سے اوس نے ابو معشر سے اونہوں نے موسی بن عقبہ سے لیکن پہلا طریقہ تو صحیح کہا اسکو ابن سید الناس نے حافظ نے کہا انہوں نے غلطی کی اس سند میں عبدالملک بن مسلمہ ضعیف ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اسناد صحیح ہوتا اور ابن جوزی نے اسکو ضعیف کیا مغیرہ بن عبدالرحمان کیوجہ سے اور غلطی کی کیونکہ مغیرہ ثقہ ہے اور دوسرا طریقہ اوس میں تو ایک شخص مجہول ہے سوا اوسکے ابو معشر ضعیف ہے زیلعی نے کہا مگر اسکی متابعت کی اسمعیل وغیرہ نے امام احمد نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور انکار کیا اسمعیل بن عیاش پر شوکانی نے کہا یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہیں اور روایت کیا دارقطنی نے محمد بن فضل سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے طاؤس سے اونہوں نے جابر سے کہ فرمایا حضرتؐ نے نہ پڑہے حائض اور نہ نفاس والی قرآن میں سے کچھہ اور نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور علت نکالی محمد بن فضیل سے اور سخت ضعیف کیا اوسکو بخاری اور نسائی اور احمد اور ابن معین سے شوکانی نے کہا محمد بن فضل متروک ہے اور منسوب ہے حدیث بنانیکیطرف اور یہ حدیث موقوفاً بہی مروی ہے اوسکی اسناد میں یحیے بن ابی انیسہ کذاب ہے بیہقی نے کہا یہ اثر قوی نہیں ہے اور صحیح ہوا حضرت عمرؓ سے کہ وہ مکروہ کہتے تہے قرآن پڑہنے کو جنابت کیحالت میں روایت کیا اسکو بیہقی نے خلافیات میں بسند صحیح اور روایت کیا امام احمد نے سند میں ابو الغریف ہمدانی سے کہ حضرت علیؓ پاس وضو کا پانی لایا گیا اونہوں نے کلی کی اور ناک میں ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونوں ہاتھوں کو دہویا تین بار اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک پہر مسح کیا اپنے سر کا پہر دہویا دونوں پاؤں کو پہر فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپنے اسیطرح وضو

کیا پھر کچھ قرآن پڑھا بعد اوسکے فرمایا یہ اوسکے لیے ہے جو جنب نہ ہو لیکن جنب کو ایک آیت بھی نہیں پڑھنا چاہیے اور
دارقطنی نے اسکو سنن میں موقوفا حضرت علی پر روایت کیا ابو الغریف ہمدانی سے کہ ہم حضرت علی رض کے ساتھ تھے
رحبہ میں وہ اسکے کونے میں گئے میں نہیں جانتا پیشاب کیا یا پاخانہ پھر ایک کوزہ پانی کا منگوایا اور دونو ہاتھ دھوئے
پھر انکو بند کر لیا پھر کچھ شروع قرآن میں سے پڑھا بعد اوسکے فرمایا پڑھو تم قرآن کو جب تک تم کو جنابت نہ ہو پھر اگر جنابت
ہو تو نہیں نہیں ایک حرف بھی دارقطنی نے کہا یہ صحیح ہے حضرت علی سے شوکانی نے جو کہا کہ یہ حدیث مرفوع نہیں
ہے موقوف ہے تو مراد وہی روایت ہے جسمیں ایک حرف کی بھی ممانعت ہے ورنہ ایک آیت کی روایت تو امام احمد کے
مسند میں مرفوعًا موجود ہے شوکانی نے کہا قاسم اور ہادی اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جنب کو قرآن پڑھنا مطلقًا حرام ہے
خواہ ایک ہی آیت ہو یا اوس سے کم ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت سے کم درست ہے اور مؤید باللہ اور بعض اصحاب
کا یہ قول ہے کہ بقصد تلاوت حرام ہے اول مذہب والوں نے حضرت علی اور ابن عمر کی حدیثوں سے دلیل لی اور جواب یہ ہے کہ حضرت
علی کی حدیثیں (جو سب سے پہلے گذری) حرمت کی دلیل نہیں اور نہ پڑھنے سے کراہت بھی لازم نہیں آتی تو حرمت
کجا اور ابن عمر کی حدیثیں گفتگو ہے اور حضرت علی کی موقوف حدیث حجت نہیں ہے البتہ ابو یعلی نے حضرت علی سے روایت
کیا میں نے حضرت کو دیکھا آپ نے وضو کیا پھر کچھ قرآن پڑھا پھر فرمایا یہ اوسکے لیے ہے جو جنب نہ ہو لیکن جنب کے لیے ایک آیت
بھی نہیں ہیثمی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں پس اگر یہ حدیث صحیح ہو تو حرمت کی دلیل ہو سکتی ہے اور بخاری نے ابن عباس سے
نکالا کہ اونھوں نے جنب کو قرآن پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں دیکھی یہ امام بخاری نے تعلیقًا نکالا اور رزین نے اوسے
اپنی سند سے روایت کیا اور حضرت عائشہ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت اللہ کو یاد کرتے ہر وقت یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنب
کو قرآن پڑھنا درست ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا مہاجر بن قنفذ سے کہ اونھوں نے سلام کیا حضرت
کو آپ وضو کرتے تھے آپ نے جواب نہ دیا جب وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا مجھے تمکو جواب دینے سے مگر اس بات نے روکا کہ میں نے
برا جانا اللہ کا نام لینے کو بغیر طہارت کے اور نکالا ابن عمر کی حدیث اور ابو الجہیم کی حدیث کو جو کتاب الوضو میں گذریں اور نکالا حضرت
علی کی حدیث کو عبد اللہ بن سلمہ سے کہ میں حضرت علی پاس گیا اور ایک شخص ہم میں سے ایک بنی اسد میں سے اور اونھوں
نے اون دونو کو کسی طرف بھیجا پھر کہا تم دونو قوی ہو تو اپنے دین کا کام قوت سے کرو پھر پاخانہ گئے پھر نکلے تو
ایک لپ پانی کا لیا اوس سے مسح کیا اور قرآن پڑھنے لگے ہمکو دیکھا گویا ہم نے انکار کیا اس بات کا اور اونھوں نے
کہا حضرت پاخانہ سے نکلتے پھر ہمکو قرآن پڑھاتے ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور کوئی چیز آپ کو نہ روکتی اس سے
سوا جنابت کے دوسرے طریق میں ہے کہ آپ حاجت ادا کرتے پھر قرآن پڑھتے تیسرے طریق میں ہے کہ آپ قرآن کو پڑھتے

ہر حال میں سوا جنابت کے جو تھی طریق میں ہے کہ آپ ہمکو قرآن سکھلاتے ہر حال میں سوا جنابت کے اور سب طریقوں میں عبداللہ بن سلمہ موجود ہے طحاوی نے کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی یاد بغیر وضو کے اسیطرح قرآن پڑھنا درست ہے البتہ جنب کو درست نہیں پھر روایت کیا عمرو بن عبسہ کی حدیث کو کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو مسلمان باوضو سووے اللہ کی یاد پر پھر رات کو چونکے اور اللہ سے کچھ مانگے دنیا یا آخرت کی کاموں میں سے تو اللہ اسکو عنایت فرماویگا اور معاذ سے ایسا ہی آیا اور حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم اللہ کی یاد کرتے تھے اپنے تمام وقتوں میں اور کہا کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جنابت کی حالت میں بھی اللہ کی یاد درست ہے لیکن قرآن پڑھنے کا ذکر نہیں اور روایت کیا ابن عمر سے مرفوعاً کہ جنب اور حائض قرآن نہ پڑھے اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے اور روایت کیا باسناد ضعیف مالک بن عبادہ غافقی سے کہ حضرت صلعم نے کہا ناکہا یا جنب رہکر میں نے یہ عمر بن خطاب سے ذکر کیا وہ مجھکو کھینچکر لائے حضرت صلعم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ یہ مجھسے کہتا ہے کہ آپنے جنابت کیحالت میں کھایا آپنے فرمایا ہاں جب میں وضو کر لیتا ہوں تو کھاتا اور پیتا ہوں البتہ نماز اور قرآن نہیں پڑھتا جب تک غسل نہ کروں اور روایت کیا علقمہ بن فغوار سے کہ حضرت صلعم جب پانی بہاتے (یعنے پیشاب کرتے) ہم آپ سے بات کرتے لیکن آپ نہ کرتے اور ہم سلام کرتے آپ جواب نہ دیتے یہانتک کہ یہ آیت اتری اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے اوٹھو اور روایت کیا سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس اور ابن عمر دونو قرآن کو بے وضو پڑھتے تھے اور ابن عباس سے کہ وہ اپنا حزب پڑھتے بے وضو رہکر اور ابان سے میں نے ابن عمر سے کہا جب پانی بہاؤں تو اللہ کی یاد کروں اونہوں نے کہا پانی بہانے سے کیا مراد ہے میں نے کہا پیشاب کروں اونہوں نے کہا ہاں اللہ کی یاد کر اور ابراہیم سے کہ عبداللہ بن مسعود ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے جب فرات کے کنارے پہونچے تو وہ شخص چپ ہو گیا عبداللہ نے کہا تجھے کیا ہوا وہ بولا مجھے حدث ہوا عبداللہ نے کہا پڑھ پھر وہ پڑھنے لگا اور عبداللہ اسکو بتانے لگے اور سلمان سے کہ اونکو حدث ہوا وہ قرآن پڑھنے لگے لوگوں نے کہا تم قرآن پڑھتے ہو اونہوں نے کہا ہاں میں جنب نہیں ہوں اور شعبہ سے میں نے قتادہ سے پوچھا ایک شخص قرآن پڑھے بے وضو ہو کر اونہوں نے کہا میں نے سعید بن المسیب سے سنا وہ کہتے تھے ابو ہریرہ کبھی ساری سورت پڑھ لیتے تھے بے وضو رہکر اور حضرت علی سے باسناد صحیح کہ وہ مکروہ رکھتے تھے قرآن کا پڑھنا حالت جنابت میں اور ابن عباس سے کہ حضرت پاخانہ سے نکلے پھر کھانا کھایا لوگوں نے کہا آپ وضو نہیں کرتے فرمایا میں نماز پڑھنا نہیں چاہتا کہ وضو کروں اور حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم جب پاخانہ تشریف لیگئے تو وہاں سے نکلکر وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے انتہے مختصراً (۵) امام مسلم اور امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو خمرہ یعنے سجدہ گاہ اوٹھا دے مسجد سے میں نے کہا میں حائض ہوں آپنے

فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ذکر کیا اوسکو مسلم نے اپنی صحیح میں اور دارقطنی نے کہا کہ اوسمین اختلاف ہے اعمش پر لیکن یہ اختلاف صحت کا مانع نہیں کیونکہ اونہون نے کہا صحیح روایت ہی ثابت کی قاسم سے اونہون نے عائشہ سے مگر منفرد ہوا اوسکے ساتھ ثابت بن عبید اور وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اس مرتبہ مین نہیں کہ اوسکی حدیث تفرد کے ساتھ حجت ہو اور اسکا ایک دوسرا طریق نکالا دارقطنی نے محمد بن فضیل سے اونہون نے اعمش سے اونہون نے ثابت سے اونہون نے محمد بن ابی یزید سے اونہون نے عائشہ سے اور ایک تیسرا طریق عبدالوارث بن سعید کے اور عبدالرحمان محاربی سے ان دونون نے لیث بن ابی سلیم سے اونہون نے قاسم سے اونہون نے عائشہ سے اور ایک چوتھا ابو عمر حوضی سے اونہون نے شعبہ سے اونہون نے سلیمان شیبانی سے اونہون نے قاسم سے اونہون نے عائشہ سے اور یہ سب طریق اگرچہ ضعیف ہین پر انسے قوت ہوتی ہے ثابت کے طریق کو اور سجدہ گاہ سے حدیث مین سجادہ مراد ہے وہ ہے جسپر آدمی اپنا منہ رکھتا ہے سجدہ مین بوریے یا خمری کی چہال کا گرمی سے بچنے کو اور خطابی نے کہا کہ سجادہ منہ رکھنے کے برابر ہوتا ہے یا اوس سے بڑا تیسیر الوصول مین ہے کہ خمرہ یعنے سجدہ گاہ جو ہتھیلی کے برابر ہوتا ہے پتے وغیرہ کا اور وہی ہے جسکو اس زمانے مین شیعہ رکھتے ہین سجدہ کے لیے اور جب حائض کو کام کے لیے مسجد سے گذرنا درست ہوا تو جنب کو بطریق اولی درست ہوگا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے البتہ جنب اور حائض کو مسجد مین رہنا اور ٹھیرنا درست نہین اور بعضون کے نزدیک گذرنا بھی درست نہین امام شوکانی نے کہا کہ حائض مسجد مین جاسکتی ہے مالک اور شافعی اور احمد اور اہل ظاہر کے نزدیک اور سفیان اور اصحاب الرای اسکو ناجائز کہا ہے اور یہی مشہور مذہب ہے مالک کا اور امام احمد اور نسائی نے نکالا ام المومنین میمونہ رض سے کہ حضرت ص ہم مین سے ایک کے پاس آتے وہ حائضہ ہوتی آپ اپنا سر اوسکی گود مین رکھتے اور قرآن پڑھتے اور وہ حائضہ ہوتی پہر ہم مین سے ایک آپ کی سجدہ گاہ لیکر اوٹھتی اور اسکو مسجد مین رکھہ آتی اور وہ حائضہ ہوتی اوسکی اسناد مین محمد بن منصور ہے وہ ثقہ ہے اور منبوذ ہے اسکو ثقہ کہا ابن معین نے اور ایسا ہی نکالا میمونہ رض سے عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ضیا نے مختارہ مین اور امام مالک نے نکالا موطا مین ابن عمر سے کہ اونکی لونڈیاں اونکے پانون دہوتین اور اونکو سجدہ گاہ دیتین اور وہ حائضہ ہوتین اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا جابر رض سے کہ ہم مین سے ایک مسجد مین سے گذرتا جنابت مین اوس پار جانے کو اور ابن منذر نے زید بن اسلم سے کہ حضرت ص کے اصحاب مسجد مین چلتے اور وہ جنب ہوتے شوکانی نے کہا ابن مسعود اور ابن عباس سے بہی منقول ہے کہ جنب کو مسجد سے عبور (گذر جانا) درست ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا الا عابری سبیل اور یہ عام ہے شامل ہے مسافر اور غیر مسافر کو اور ابن جریر نے نکالا یزید بن ابی حبیب سے کہ کچھہ لوگ انصار کے

اونکے دروازے مسجد کیطرف تہے پہر اونکو جنابت ہوتی اور پانی نہ پاتے نہ راستہ مگر مسجد مین سے ہوکر تب اللہ نے اوتارا ولا جنبا
الا عابری سبیل اور یہ عمدہ دلیل ہے اور جن لوگون نے عبور کو جائز نہ رکہا یعنے عترت اور مالک اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے
اونہون نے دلیل لی حدیث سے افلت کے اونہون نے جسرہ بنت دجاجہ سے اونہون نے ام المومنین عائشہ رضہ سے اونہون نے
کہا حضرتؐ تشریف لائے اور آپکے اصحابکے گہرونکے مُنہ مسجد کیطرف تہے آپنے فرمایا ان گہرونکے مُنہ مسجد کیطرف سے دو
پہر آپ اندر تشریف لیگئے اور لوگون نے کچھہ نہ کیا اس خیال سے کہ شاید اون کے باب مین اجازت اُترے پہر آپ برآمد ہوئے
اور فرمایا ان گہرونکے مُنہ مسجد کیطرف سے پہیر دو کیونکہ مین حلال نہین کرتا مسجد کو حائض اور جنب کیلیے نکالا اوسکو ابوداود
نے زیلعی نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا عبد الحق نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین اسکی اسناد
کیطرف سے اور نہین بیان کیا اسکا ضعف اور مین یہ نہین کہتا کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ مین کہتا ہون کہ وہ حسن ہے
کیونکہ روایت کیا اسکو عبد الواحد بن زیاد نے افلت بن خلیفہ سے اونہون نے جسرہ بنت دجاجہ سے اونہون نے عائشہ سے اور عبد الواحد
ثقہ ہے خود عبد الحق نے اوس سے حجت لی اپنی کتاب کے کئی مقامون مین اور افلت یا فلیت بن خلیفہ عامری امام احمد
نے کہا مین اوسمین کوئی قباحت نہین پاتا ابو حاتم نے کہا وہ ایک شیخ ہے اور جسرہ بنت دجاجہ تابعیہ ہے اور بخاری
نے جو تاریخ کبیر مین کہا کہ اوسکے پاس عجیب حدیثین ہین اوس سے وہ ساقط نہین ہوتی روایت کیا اوس سے افلت اور
قدامہ بن عبد اللہ بن عبدہ عامری نے اور ابن حبان نے جسرہ کو کتاب الثقات مین لکھا اور کہا روایت کیا اس سے
افلت ابو حسان اور قدامہ عامری نے اور خطابی نے کہا کہ علماء نے ضعیف کیا اسحدیث کو اور کہا کہ افلت اوسکا راوی
مجہول الحال ہے اوسکی حدیث سے حجت لینا صحیح نہین منذری نے کہا اسپر اعتراض ہے کہ افلت بن خلیفہ یا فلیت
عامری یا ذہلی اونکی کنیت ابو حسان ہے اوسکی حدیث کو منہ ڈالون مین ہے جس سے روایت کی سفیان ثوری اور
عبد الواحد بن زیاد نے اور احمد بن حنبل نے کہا مین اسمین کوئی قباحت نہین پاتا ابو حاتم نے کہا وہ شیخ ہے اور
بخاری نے کہا کہ جسرہ کے پاس عجائب ہین یہ شیخ نے امام مین کہا ابن القطان سے کتاب الوہم والایہام مین مینے دجاجہ
بجسرہ ال دیکھا ابن حزم نے اسحدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ افلت مجہول ہے شوکانی نے کہا یہ درست نہین کاشفہ
مین ہے کہ وہ سچا ہے اور بدر منیر مین ہے کہ وہ مشہور ہے ثقہ ابن القطان نے کہا امام بخاری کا یہ کہنا کہ جسرہ کے پاس
عجائب ہین اسکی حدیثین رد کرنیکے لیے کافی نہین اور عجلی نے کہا وہ تابعیہ ثقہ ہے اور ابن القطان نے جسرہ کی اس
حدیث کو حسن کہا اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا ابن سید الناس نے کہا کم سے کم وہ حسن ہے کیونکہ اوسکے راوی ثقہ ہین
اور اوسکے شاہد ہین اور ابن حزم نے جو اسکو رد کیا اوسکی کوئی معقول وجہ نہین اور یہ حدیث کافی ہے اونکی رد کرنے

کے لیے حافظ نے کہا ابن فہد نے جو کہا کہ انلت متروک ہے غلط ہے کسی حدیث کے امام نے ایسا نہین کہا اور دلیل لی
ام سلمہ کی حدیث سے کہ حضرت صلعم اس مسجد کے صحن مین داخل ہوے پہر پکارا بلند آواز سے کہ مسجد درست نہین جنب اور
حائض کے لیے نکالا اسکو ابن ماجہ نے ابو الخطاب ہجری سے اوس نے محدوج ذہلی سے اوس نے جسرہ سے اوسنے ام سلمہ سے
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اپنے معجم مین ابن ابی حاتم نے علل مین کہا مین نے ابو زرعہ سے سنا وہ کرتے تہے اس حدیث
کا اونہون نے کہا لوگ کہتے ہین جسرہ سے اونہون نے ام سلمہ سے اور صحیح جسرہ سے اونہون نے عائشہ سے ہے شوکانی نے کہا
ان دونو حدیثون سے جنب اور حائض کو مسجد مین ہنسنے اور بیٹہنے کی ممانعت نکلتی ہے نہ عبور اور مرور کی اور اکثر
کا یہی مذہب ہے اونہون نے دلیل لی اوسنے اور متفق علیہ حدیث سے کہ حضرت صلعم نے منع کیا ام المومنین عائشہ کو خانہ کعبہ کا
طواف کرنے سے جب وہ حائضہ تہین اور داؤد اور مزنی نے کہا کہ جنب اور حائض کو مسجد مین جانا اور بیٹہنا مطلقا درست
ہے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ جنب کے لیے درست ہے جب وضو کر لیوے اور حائضہ کو درست نہین اور دلیل انکی وہ
ہے جو سعید بن منصور نے اپنی سنن مین نکالا عطا ابن یسار سے کہ مینے کئی اصحاب کو دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد مین بیٹہتے اور وہ جنب ہوتے جب وضو کر لیتے نماز کا سا وضو اور حنبل بن اسحق نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم
اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن سعد نے اونہون نے زید بن اسلم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحاب
مسجد مین باتین کرتے اور وہ بے وضو ہوتے اور ایک آدمی جنب ہوتا پہر وضو کرتا پہر مسجد مین جاتا اور باتین کرتا اور
دونو اسنادون مین ہشام بن سعد ہے ابو حاتم نے کہا اوس کی حجت نہ لیجاویگی اور ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور احمد
اور نسائی نے اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ زید بن اسلم سے روایت کرنے مین سب سے زیادہ ثابت ہے علاوہ اسکے صحابہ کا
فعل حجت نہین ہے خاصکر جب مرفوع حدیث کے خلاف ہو مگر جب اجماع ہو صحابہ کا پس حق یہ ہے کہ جنب اور حائض کو مسجد
مین رہنا اور بیٹہنا درست نہین البتہ گذر جانا مسجد سے درست ہے یا کوئی چیز اوٹہا لینا جیسے حضرت عائشہ نے سجدہ گاہ
اوٹہائی واللہ اعلم (۶) مستحب ہے غسل جمعہ کے لیے اور عیدین کے لیے اور اہل ظاہر اور امام مالک سے ایک روایت مین اور
حسن بصری اور ابو ہریرہ اور عمار اور عمر اور ابن خزیمہ سے یہ منقول ہے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے جو لوگ واجب کہتے ہین وہ دلیل
لیتے ہین ابن عمر کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو کوئی تم مین سے جمعہ مین آوے وہ غسل کرے روایت کیا اسکو چہیون علمانے
اور امام احمد نے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے جب تم مین سے کوئی جمعہ مین آنیکا ارادہ کرے تو غسل کرے بیہقی کی روایت
مین اتنا زیادہ ہے کہ جو جمعہ مین نہ آوے اوسپر غسل نہین ہے طحاوی کی روایت مین ہے کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلعم نے جمعہ کے دن غسل
کا نووی نے خلاصہ مین کہا اسکی سند صحیح ہے شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث کی بہت طریقے ہین اور اسکو بہت لوگون نے روایت

غسل جمعہ کا بیان

کیا ہی اور ابن مندہ نی شمار کیا انکی لوگون کا جنہون نے اسکو روایت کیا نافع سی تو تین سو آدمیون سے زیادہ ہوئی اور سوا ابن عمر کے
اس حدیث کو چوبیس صحابہ نے روایت کیا ہی حافظ نے کہا مین نے اوسکے طریقے نافع سے جمع کیے تو ایک سو بیس آدمی ہوئی اور ابو سعید
خدری کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جمعہ کے دن کا غسل واجب ہے ہر احتلام والے پر (بالغ پر) اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا جو پاوے
روایت کیا اسکو چہون عالمون نے سوا ترمذی کے اور ابو ہریرہ کی حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حق ہی ہر مسلمان پر کہ غسل کرے سات
دن مین ایک دن اوس دن دہووے اپنا سر اور بدن نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے بزار اور طحاوی نے زیادہ کیا کہ وہ دن جمعہ کا دن
ہے اور امام مالک نے موطا مین موقوفا نکالا ابو ہریرہ سے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے ہر احتلام والے پر مانند غسل جنابت کے اور جابر کی
حدیث سے کہ ہر مسلمان پر سات دن مین ایک دن کا غسل ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے ایسا ہی تہی بیہقی
مین اور زیلعی نے کہا کہ نکالا اوسکو صرف نسائی نے اور نقل کیا نووی سے خلاصہ مین کہ اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے
اور ایسا ہی کہا امام شوکانی نے اور بزار کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے حق ہی ہر مسلمانون پر کہ غسل کرین جمعہ کے دن اور چاہیے
کہ چہوے ایک تم مین سے اپنے گہر والون کی خوشبو کو پہر اگر خوشبو نہ پاوے تو پانی اوسکے لیے خوشبو ہے نکالا اسکو ترمذی اور
ابن ابی شیبہ نے اور ابن السباق کی حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ایک جمعہ مین جمعون مین سے اے گروہ مسلمانون کے یہ وہ دن
ہے جسکو اللہ تعالی نے عید بنایا ہے تو غسل کرو اور جسکے پاس خوشبو ہے اسکو نقصان نہین کرتا خوشبو لگانا اور لازم
کر لو اپنے اوپر مسواک کو نکالا اسکو مالک نے اور ابن عمر کی حدیث سی کہ حضرت عمر خطبہ سنا رہی تہی لوگون کو جمعہ کے دن اتنے مین
حضرت عثمان آئے حضرت عمر نے اونکو آواز دی یہ کونسا وقت ہی (آنیکا) اونہون نے کہا مین ایک کام مین آج پہنس گیا
تہا تو گہر مین نہین گیا یہانتک کہ اذان سنی تو مین نے کوئی کام زیادہ نہین کیا وضو سے حضرت عمر نے کہا اور تم نے وضو ہی
کیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم کرتے تہی نکالا اوسکو چہون عالمون نے سوا نسائی کے اور
ابو ہریرہ سے بہی ایسا ہی نقل کیا اونکی روایت مین یہ ہی کہ حضرت عمر نے کہا کیا تم نے نہین سنا حضرت صلعم فرماتے تہی جب
کوئی تم مین سے جمعہ مین آوے تو غسل کرے اور عائشہ کی حدیث ہی کہ حضرت صلعم حکم کرتے تہی غسل کا جمعہ کے دن نکالا اوسکو
ابن خزیمہ نے صحیح مین اور طحاوی نے اور طاوس کی حدیث سے مین نے ابن عباس رض سے کہا لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے
فرمایا غسل کرو جمعہ کے دن اور دہوو اپنے سرون کو اگرچہ تم جنب نہو اور خوشبو لگاؤ اونہون نے کہا غسل تو مین نے سنا ہی
لیکن خوشبو مین نہین جانتا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور طحاوی نے اور حفصہ رض کی حدیث سی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر احتلام
والے پر ہے جمعہ کے لیے جانا اور جو مسجد کیطرف جاوے اوسپر غسل کرنا نکالا اسکو ابوداؤد اور طحاوی نے باسناد حسن اور ایک شخص
سے حضرت صلعم کے اصحاب مین سے انصار مین سے کہ آپ نے فرمایا حق ہی ہر مسلمان پر جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا اگر اسکے

پاس ہو نکالا اوسکو طحاوی نے شوکانی نے کہا اس باب مین اور روایتین ہین انسؓ سے اوسکو نکالا ابن عدی نے کامل
مین کہ حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا غسل کرو جمعہ کے دن اگرچہ ایک پیالہ پانی کا ایک اشرفی کو ملے اسکی سناد مین حفص
بن عمر ایلی ضعیف ہے اور شوکانی نے اسکو ذکر کیا موضوعات مین اور کہا کہ اسکی اسناد مین وہب بن وہب بختری وضاع ہے
اور بریدہؓ سے اسکو نکالا بزار نے اور ثوبانؓ سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اور سہلؓ بن حنیف سے اوسکو طبرانی نے نکالا اور
عبداللہ بن زبیرؓ سے اسکو بھی طبرانی نے نکالا اور ابن مسعودؓ سے اوسکو بزار نے نکالا اور ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے
یہ دن عید ہے اللہ تعالی نے اسکو مسلمانون کے لیے عید کیا ہے پہر جو کوئی جمعہ کو آوے وہ غسل کرے اگر اسکے پاس خوشبو ہو
تو لگا دے اور لازم ہے تم پر مسواک نکالا اوسکو ابن ماجہ نے منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور عبداللہ بن عمرؓ سے ایک دوسری حدیث نکالا اسکو طبرانی نے
اور یہ سب حدیثین جو اوپر گذرین اُن لوگون کی دلیلین ہین جو غسل کو واجب کہتے ہین کیونکہ بعضون مین حکم ہے غسل کا
اور بعضون مین حق کا لفظ ہے بعضون مین واجب کا اور امام طحاوی نے روایت کیا ابو ہریرہؓ سے اونہون نے کہا حق ہے اللہ کے
لیے واجب ہے ہر مسلمان پر ہر ہفتہ مین غسل کرنا اور اپنے ہر عضو کو دہونا اور خوشبو لگانا اگر اوسکے گہر والون کے پاس ہو اور
عبداللہ بن حارث سے ہے مین سعد پاس بیٹہا تہا اونہون نے جمعہ کے غسل کا ذکر کیا اونکے بیٹے نے کہا مین نے غسل نہین کیا
سعد نے کہا مین نہین سمجہتا کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو چہوڑیگا اور زاذان سے ہے مینے حضرت علی رضؓ سے غسل کو پوچہا
اونہون نے کہا جب تیرا جی چاہے غسل کر مین نے کہا مین اُس غسل کو پوچہتا ہون جو غسل ہے (یعنی ضرور ہے) اونہون
نے کہا جمعہ اور عرفہ اور یوم الفطر اور یوم الضحی کا غسل اور ابو قتادہؓ سے اونہون نے اپنے بیٹے ثابت سے کہا جمعہ کے لیے غسل
کر وہ بولا مین نے تو جنابت کا غسل کیا اسیطرح نکالا اوسکو طحاوی نے اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط مین اور اسکا ترجمہ
یہ ہے کہ ابو قتادہؓ کے بیٹے عبداللہ نے کہا میرے باپ میرے پاس آئے اور مین غسل کر رہا تہا جمعہ کے دن اونہون نے کہا تیرا غسل جنابت کا ہے یا جمعہ کا مینے کہا جنابت کا اونہون نے
کہا ایک غسل اور کر کیونکہ مینے حضرتؐ سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن وہ طہارت مین رہیگا دوسرے
جمعہ تک منذری نے کہا اسکا اسناد حسن کے قریب ہے اور نکالا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور کہا یہ حدیث غریب ہے
نہین روایت کیا اسکو کسی نے سوا ہارون بن مسلم صاحب الحنا کے اور نکالا اسکو حاکم نے طبرانی کے لفظ سے اور کہا
صحیح ہے بخاری و مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح مین اُس مین یہ ہے جو کوئی غسل کریگا جمعہ کے دن
وہ پاک رہیگا دوسرے جمعہ تک شوکانی نے کہا جو لوگ واجب نہین کہتے وہ دلیل لیتے ہین ابو ہریرہ کی حدیث سے کہ حضرتؐ
نے فرمایا جو کوئی وضو کرے پہر اچہی طرح وضو کرے پہر جمعہ کو آوے اور خطبہ سنے اور چپ رہے تو اُسکے گناہ بخشدیے جاوینگے
جمعہ سے لیکر جمعہ تک اور تین دن زیادہ کے نکالا اوسکو مسلم نے منذری نے کہا نکالا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ

ہے یہی اور سمرہ بن جندب کیحدیث سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص وضو کرے جمعہ کے لیے تو اوسنے عمل کیا سنت پر اور اچہی
سنت ہے اور جو غسل کرے تو وہ افضل ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزیمہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور روایت کی گئی ہے حسن سے اونہوں نے حضرت سے مرسلاً اور نکالا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور بیہقی نے سنن مین
اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین شیخ نے امام مین کہا کہ جو حسن کی روایت سمرہ سے متصل سمجھتا ہے وہ اسحدیث کو صحیح جانتا ہے
اور یہی مذہب ہے علی ابن المدینی کا جیسے نقل کیا اونسے بخاری اور ترمذی اور حاکم وغیرہم نے زیلعی نے کہا حسن کی سماع مین
سمرہ سے تین مذہب ہین ایک یہ کہ اونسے سنا ہے مطلقاً اور یہی قول ہے ابن المدینی کا نقل کیا اونسے بخاری نے تاریخ
اوسط کے شروع مین حدیث بیان کی ہمسے حمیدی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے اونہون نے اسرائیل
سے اونہون نے کہا مینے حسن سے سنا وہ کہتے تھے مین پیدا ہوا اوسوقت جب دو برس حضرت عمر کی خلافت کو باقی تھے علی نے کہا کہ
سماع حسن کا سمرہ سے صحیح ہے اور ترمذی نے اپنی کتاب مین باب الصلوۃ الوسطی مین کہا محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا علی بن
المدینی نے کہا حسن کا سماع سمرہ سے صحیح ہے اور ہمارے شیخ علاؤالدین نے اچھا نہین کیا جو دوسرے کی تقلید سے کہا کہ ترمذی نے کہا کہ
حسن کا سننا سمرہ سے میرے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ترمذی نے ایسا نہین کہا بلکہ نقل کیا بخاری سے اونہون نے ابن المدینی
سے البتہ ترمذی کی اسحدیث کو اور دوسری حدیثون کو جو حسن نے سمرہ سے روایت کین صحیح کہنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ اونہون
نے اس قول کو اختیار کیا اور حاکم نے مستدرک مین بہی یہی اختیار کیا اونہون نے دو سکتون کی حدیث حسن کی سمرہ سے روایت
کی پہر کہا یہ وہم نہ کیا جاوے کہ حسن نے سمرہ سے نہین سنا بلکہ سنا ہے اون سے اور اپنی کتاب مین کئی حدیثین نکالین حسن کی سمرہ سے
اور بعضون مین کہا یہ بخاری کی شرط پر ہین اور کتاب البیوع مین کہا کہ بخاری نے حجت لی حسن کی روایت سے سمرہ سے
دوسرے یہ کہ کچہ نہین سنا اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اسی کو اختیار کیا اور اسی دو سکتون کی حدیث کو نقل کیا اور کہا کہ
حسن نے سمرہ سے نہین سنا اور صاحب تنقیح نے کہا ابن معین نے کہا کہ حسن نے سمرہ سے ملاقات نہین کی اور شعبہ نے کہا
کہ حسن نے سمرہ سے نہین سنا اور بردیجی نے کہا حسن کی حدیثین سمرہ سے کتاب سے ہین اور کوئی حدیث ایسی ثابت نہین
جس مین حسن نے یہ کہا ہو کہ مینے سمرہ سے سنا تیسرے یہ کہ صرف عقیقہ کی حدیث سنی ہے نسائی نے کہا اور دارقطنی سنن
مین اسیطرف مائل ہوئے تو دو سکتون کی حدیث کے بعد کہا کہ حسن کے سماع مین سمرہ سے اختلاف ہے اور
نہین سُنی انہون نے سمرہ سے مگر عقیقہ کی حدیث جیسے قریش بن انس نے کہا اور عبدالحق نے
احکام مین اسی کو اختیار کیا تو اسحدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ حسن نے سمرہ سے نہین سنا مگر عقیقہ کی حدیث کو اور بزار
نے مسند مین اسکو اختیار کیا اور کہا کہ حسن نے سمرہ سے عقیقہ کی حدیث سنی پہر رغبت نہ کی اونسے سننے مین اور حبیب انکے لڑکے

کے پاس لوٹ کر گئے تو اونہون نے ایک کتاب نکالی جسکو سنا تہا اپنے باپ سے تو حسن اوسی کتاب سے روایت کرتے تہے اور اپنے سماع کی تصریح نہین کرتے تہے کیونکہ اونہون نے سمرہ سے نہین سنا تہا اور بخاری نے تاریخ مین روایت کیا ابن سیرین نے کہا حسن سے پوچہا گیا تم نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی اونہون نے کہا مینے سمرہ سے سنی اور نقل کیا یہ ترمذی نے بخاری سے اور نسائی نے کیا کہ نقل صرف قریش بن انس نے کی حبیب الشہید سے اور اور لوگون نے مسکوت کیا اور کہا کہ حسن کا سماع سمرہ سے صحیح نہین ہے اور بزار نے مسند مین کہا کہ حسن جو نے ایک جماعت صحابہ سے سنا ہے اور ایک جماعت سے روایت کی لیکن انکو نہین پایا اور حسن سچے تہے وہ یون کہتے تہے ہم سے حدیث بیان کی ہم کو خطبہ سنایا اور مراد یہ رکہتے تہے کہ ہماری قوم سے حدیث بیان کی اور انکو خطبہ سنایا اون روایتون مین جنکو نہین سنا تہا پہر جن صحابہ سے سنا ہے وہ یہ ہین انس بن مالک معقل بن یسار عبد اللہ بن مغفل عائذ بن عمر ابو برزہ عبد الرحمن بن سمرہ عمران بن حصین ابو بکرہ سوا ان کے عمرو بن تغلب سعد مولی ابی بکرہ کے عثمان بن ابی العاص اور محمد بن مسلمہ انسے بہی سنا بعید نہین اور یہ جو حسن نے کہا کہ ہم کو خطبہ سنایا ابن عباس نے بصرے مین تو لوگون نے اسکا انکار کیا کسلیے کہ ابن عباس ایام جمل مین بصرے مین تہے اور حسن صفین کی دنون مین بصرے مین آئے تو ابن عباس کو نہین پایا اور بعضون نے تاویل کی اس قول کی کہ مراد یہ ہے کہ خطبہ سنایا ہماری قوم کو اور ایسا ہی اونہون نے کہا حدیث بیان کی اسود بن سریع نے حالانکہ اسود یوم الجمل کو آئے تہے تو اونکو بہی نہین دیکہا اور یہان بہی یہی تاویل کرنا ہوگی ایسا ہی علی بن مدینی نے حسن سے نقل کیا کہ سراقہ بن مالک نے ان لوگون سے حدیث بیان کی اور یہ نہین کہا کہ حدیث بیان کی مجہہ سے اور روایت کیا حسن نے ابو موسے اشعری سے اور ابو موسے بصرے مین حضرت عمر کی خلافت مین تہے تو مین نہین سمجہتا کہ اونہون نے ابو موسے سے سنا ہو اور حسن نے دیکہا ہے ایک جلیل جماعت کو انمین سے ہین عثمان بن عفان اور اونہون نے حدیث بیان کی اسید بن المتشمس سے اونہون نے ابو موسے سے اور قیس بن عباد اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے اور مین نہین جانتا ہون کہ ان دونو سے سنا ہو اور حدیث بیان کی جندب بن عبد اللہ بجلی سے اونہون نے حضرت عمر سے اور جندب سے اونہون نے حذیفہ سے اور حدیث بیان کی نعمان بن بشیر سے اور مین نہین سمجہتا کہ اونسے سنا ہو کیونکہ نعمان کو ہم نہین جانتے کہ وہ بصرے مین گئے ہون کوفہ مین تہے اور کبہی حسن نے ایک کے واسطے سے اونسے روایت کی اور حدیث بیان کی عقبہ بن عامر سے شک کے ساتہہ تو کہا سمرہ سے یا عقبہ سے اور یونس نے کہا عن الحسن عن عقبۃ بغیر شک کے اور مین نہین سمجہتا کہ اون سے سنا ہو اور حدیث بیان کی عبادہ بن صامت سے اور نہین سنا اونسے اور ان کے درمیان خطاب بن عبد اللہ کا واسطہ ہے اور حدیث بیان کی سلمہ بن المحبق سے اور نہین سنا اونسے اور ان کے درمیان حول بن قتادہ اور قبیصہ کا واسطہ ہے اور حدیث بیان کی صعصعہ بن معاویہ سے اور حدیث بیان کی عتبہ بن غزوان سے اور نہین سنا اونسے کیونکہ عتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین بصرے کے امیر ہو گئے

تھے پھر مدینے لوٹ آئے اور مر گئے تو اُن سے نہیں سنا اور عتبہ سے حضرت صلعم ایک ہی حدیث روایت کی ہے اور روایت کیا حسن نے حضرت علی بن ابیطالب رض سے کئی حدیثوں کو لیکن نہیں سنا اونسے اور اونکے درمیان واسطہ ہے قیس بن عباد اور ابن الکراد کا ترمذی نے کہا ابوزرعہ نے کہا حسن نے حضرت علی سے کچھہ نہیں سنا مترجم کہتا ہے جب حسن نے حضرت علی سے نہ سنا ہو تو اب وہ سلسلے مشائخ کے جن میں حسن ہیں حضرت علی سے کیونکر متصل ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی کہا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اور تعجب ہے اون جہال سے جنہوں نے اسبات پر شاہ صاحب پر اعتراض کیا ہے حالانکہ بزار جو محدث جلیل الشان ہیں اونہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور ترمذی اور ابوزرعہ اور ایک جماعت محدثین نے اونکے ساتھہ اتفاق کیا ہے اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ نے اپنے اسانید سے سماع حسن کا حضرت علی سے ثابت کیا ہے مگر اہل حدیث کے طریق پر ثابت نہیں اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے حنفیہ امام ابو حنیفہ رح کا سماع ایک جماعت صحابہ سے نقل کرتے ہیں پر اہلحدیث کے نزدیک یہ صحیح نہیں پھر بزار نے کہا کہ حسن نے انس رض سے چند مراسیل نقل کیے ہیں جن میں سے کوئی ثابت نہیں مگر جن میں واسطہ ہی کسیکا جیسے ابو سفیان کا یا یزید رقاشی کا اور روایت کیں ابوہریرہ سے کئی حدیثیں اور نہیں سنا اُنسے اور ثوبان سے ایک حدیث روایت کی اور اُنسے نہیں سنا اور اسامہ بن زید سے دو حدیثیں روایت کیں اور اُنسے نہیں سنا اور جابر بن عبداللہ سے کئی حدیثیں روایت کیں اور اُنسے نہیں سنا اور عباس بن عبدالمطلب سے روایت کیا اور اُنسے نہیں سنا اونکے درمیان واسطہ ہی احنف بن قیس کا اور حسن کا سماع کسی بدری صحابی سے ثابت نہیں ہوا نہ اون سے ایک بھی حدیث سنی اور حسن نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے طلحہ اور زبیر کو مدینہ کے بعض باغوں میں دیکھا تمام ہوا کلام بزار کا اور ترمذی نے اپنی کتاب میں کہا کہ حسن نے عتبہ بن غزوان سے نہیں سنا وہ حضرت عمر کی خلافت میں بصرے میں آگئے تھے اور حسن جب پیدا ہوئے تو حضرت عمر کی خلافت کے دو سال باقی تھے اسیطرح نقل کیا ایوب سختیانی اور یونس بن عبید اور علی بن زید سے کہ حسن نے ابوہریرہ سے نہیں سنا تمام ہوا کلام زیلعی کا حافظ نے کہا یہ حدیث حسن سے اونہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی گئی ہے نکالا اوسکو بزار نے اور وہ وہم ہے اور قتادہ کے طریق سے مروی ہے حسن سے اونہوں نے جابر سے اور ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے اونہوں نے حسن سے اونہوں نے انس سے حافظ نے کہا یہ اختلاف ضرر نہیں کرتا کیونکہ اختلاف کرنیوالے ضعیف ہیں اور صحیح یہی ہے جو دارقطنی نے کہا قتادہ سے اونہوں نے حسن سے اونہوں نے سمرہ سے اور ایسا ہی کہا عقیلی نے جو لوگ واجب نہیں کہتے وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے بھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا جسنے وضو کیا جمعہ کے دن تو اُسنے سنت پر عمل کیا اور اچھی ہے یہ سنت اُس سے فرض ادا ہو جاویگا اور جسنے غسل کیا تو غسل افضل ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے سنن میں زیلعی نے کہا یہ سند ضعیف ہے اور اسکا ایک اور طریق ہی نکالا

اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور بزار نے مسند مین اور اسکی سند اور زیادہ ضعیف ہی ضحاک بن حمزہ ضعیف ہے اگرچہ
ابن عدی نے اُنکی حدیثون کو حسن اور غریب کہا اور اوسکو چلایا اور حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور ابراہیم بن مہاجر بھی ضعیف
ہے اور حسن نے انس سے نہین سنا جیسے بزار نے کہا اور ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین شوکانی
نے کہا اوسکا اسناد ابن ماجہ کی اسناد سے بہتر ہے اور نکالا اوسکو امام محمد نے موطا مین اور کتاب الحج مین ربیع بن صبیح سے
اونہون نے یزید رقاشی سے اونہون نے انس بن مالک اور حسن بصری سے اور اسکی اسناد مین ربیع بن صبیح اور یزید رقاشی دونو
ضعیف ہین اور دلیل لیتے ہین ابو سعید خدری کی حدیث سے نکالا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور بزار نے مسند مین اسکی اسناد
مین اسید بن زید ہے ابن معین نے کہا وہ کذاب ہے اور ساجی نے کہا اسکی منکر حدیثین ہین اور ابن حبان نے کہا ثقات
سے منکرات روایت کرتا ہے اور امام بخاری پر عیب کیا گیا اوس سے روایت کرنے مین بزار نے کہا نہین روایت کیا اوسکو عوف
سے مگر شریک نے اور شریک سے مگر اسید بن زید نے اور اسید کوفی ہے اور اُنکی حدیث لی گئی ہے گو اُسمین سخت تشیع تھا اور دلیل
لیتے ہین ابوہریرہ کی حدیث سے اوسکو بزار نے نکالا مسند مین اور ابن عدی نے کامل مین اور علت نکالی اوسمین ابوبکر ہذلی
سے جسکا نام سلمی بن عبد اللہ ہے اور دلیل لیتے ہین جابر کی حدیث سے نکالا اوسکو عبد بن حمید نے مسند مین اور عبد
الرزاق نے مصنف مین اور عبد بن حمید کے اسناد مین ابان ضعیف ہے اور عبد الرزاق کی اسناد مین ایک شخص مبہم ہے
اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شوکانی نے کہا اوسکی اسناد مین انقطاع ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اُنکی اسناد مین ضعفا
ہے اور ابن عبد البر نے تمہید مین اونکی اسناد مین ربیع بن بدر ضعیف ہی زیلعی نے کہا نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل
مین اونکی اسناد مین عبید بن اسحاق ضعیف ہے اور دلیل لیتے ہین عبد الرحمن بن سمرہ کی حدیث سے اسکو طبرانی نے نکالا
معجم اوسط مین اور عقیلی نے کتاب الضعفا مین اُسکی اسناد مین مسلم بن سلیمان ضعیف ہی عقیلی نے کہا کہ اس حدیث کو ولید بن
مسلم نے سعید بن بشیر سے اونسے قتادہ سے اونسے حسن سے اونسے جابر سے روایت کیا اور محمد بن حرب زبیدی نے
ضحاک بن حمزہ سے اونسے حجاج بن ارطاۃ سے اونسے ابراہیم بن مہاجر سے اونسے حسن سے اونسے انس سے اور اسباط
بن محمد قرشی نے ابوبکر ہذلی سے اونسے حسن اور محمد بن سیرین سے اونہون نے ابوہریرہ سے اور شعبہ اور ہمام اور ابو عوانہ
نے قتادہ سے اونسے حسن سے اُنسنے سمرہ سے روایت کیا اور اخیر روایت صواب ہے انتہی اور دلیل لیتے ہین ابن عباس کی
حدیث سے اوسکو بیہقی نے سنن مین نکالا اور کہا یہ غریب ہے اس طریق سے اور مشہور حسن عن سمرہ کے طریق سے ہے بیہقی نے
کہا جب ضعیف حدیثین ملالی جاتی ہین تو ایک قوت پیدا کرتی ہین اس حکم مین جو اون سب سے ثابت ہوتا ہے زیلعی نے
کہا یہ لوگ وجوب کی حدیثون کے دو جواب دیتے ہین ایک تو یہ کہ امر اون مین استحبابا ہے اسلیے کہ غسل کا حکم ایک وجہ سے

سبب سے ہوا تہا جب وہ سبب اوٹھ گئی تو حکم بہی جاتا رہیگا جیسے نکالا بخاری اور مسلم نے یحییٰ بن سعید سے اونہون نے عمرہ سے پوچھا جمعہ کے غسل کو اونہون نے کہا لوگ اپنے گہرون کے کام آپ کرتے تہے پہر جب جمعہ کے لیے جاتے تو اسی حالت مین چلے جاتے تو اونسے کہا گیا کاش تم نہا ڈالو اور بخاری ور مسلم نے عروہ سے نکالا اونہون نے حضرت عائشہ سے انہون نے کہا لوگ جمعہ کے لیے باری باری آتے اپنے گہرون سے اور عوالی سے (جو گاؤن ہین مدینہ کے گرد چار میل پر) تو کمل اوڑہ کر لیتے اونکو غبار لگتا اور پسینہ آتا تو ان مین سے بری بو نکلتی پہر ایک شخص ان مین سے حضرت کے پاس آیا آپ میرے پاس تہے آپ نے فرمایا کاش تم اسدن کے لیے غسل کیا کرو اور ابوداؤد نے نکالا عکرمہ سے کہ کچہ لوگ عراق کے آئے اور کہنے لگے اے ابن عباس کیا تم جمعہ کے غسل کو واجب جانتے ہو اونہون نے کہا وہ زیادہ پاک کرنیوالا ہے اور بہتر ہے اسکے لیے جو غسل کرے اور جو غسل نہ کرے تو اوس پر واجب نہین ہے اور مین تم سے بیان کرونگا کیونکر غسل شروع ہوا لوگ محتاج تہے بال پہنتے تہے اور اپنی پیٹہ پر بوجہہ اوٹہاتے تہے اور مسجد تنگ تہی اوسکا چہت نیچا تہا وہ تو کہجور کی شاخون سے بنی ہوئی تہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک گرم دن مین اور لوگون کو بالون مین پسینہ آیا تہا تاکہ اون مین سے بوئین پہوٹین اور ایک نے دوسرے کو اسوجہ سے ایذا دی جب حضرت نے یہ بو پائی تو فرمایا اے لوگو جب یہ دن ہو تو غسل کرو اور تم مین سے ایک عمدہ تیل اور خوشبو جو مل سکے لگا دے ابن عباس نے کہا پہر اللہ تعالے نے مال عنایت فرمایا اور لوگون نے بالون کے سوا کپڑے پہنے اور محنت کرنے سے بچ گئے (لونڈی غلام ہو گئے) اور مسجد اونکی کشادہ ہوگئی اور پسینہ وہ جاتا رہا جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو ایذا دیتا تہا یعنے پسینہ وہ بہی کم ہوگیا اور تائید کرتی ہے اسکی وہ روایت جو اوپر گذری کہ حضرت عمر نے حضرت عثمان پر انکار نہ کیا جب وہ بغیر غسل کے جمعہ کو آئے تہے صرف وضو کر کے اور یہ امر بہت سے صحابہ کے حضور مین ہوا البتہ انکار کیا اونکے دیر مین آنے پر اور یہ جو کہا کہ غسل واجب ہے تو خطابی نے کہا یعنے اسکا استحباب قوی ہے جیسے کہتے ہین تمہارا حق مجہپر واجب ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ غسل کے ساتہہ اور باتون کا بہی ذکر کیا جیسے مسلم کی روایت مین ابو سعید خدری سے مسواک اور خوشبو لگانا بہی مذکور ہے اس صورت مین امام مالک نے جو اخیر مین روایت کیا کہ جو کوئی جمعہ کو آوے وہ غسل کرے محمول ہوگا استحباب پر یا منسوخ ہوگا اور ایک دلیل نسخ کی وہ بہی ہے جو ابن عدی نے کامل مین نکالا فضل بن مختار سے اونے ابان بن ابی عیاش سے انہون نے انس رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی تم مین سے جمعہ کو آوے وہ غسل کرے جب جاڑے کے دن ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ہمکو جمعہ کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا اور جاڑا آگیا ہمکو سردی لگتی ہے آپنے فرمایا جو غسل کرے تو اوسنے سنت پر عمل کیا اور اچہی سنت ہے اور جو غسل نہ کرے تو کچہہ حرج نہین ہے مگر اسکی سند ضعیف ہے (ابان بن ابی عیاش واہی ہے) البتہ دوسری روایتون سے اسکی تائید

ہوتی ہی اور امام محمد نے موطا میں روایت کیا حماد سے میں نے ابراہیم نخعی سے پوچھا جمعہ کے غسل اور عیدین کے غسل اور حجامت
نہ کھینچی لگانے کے غسل کو اونہوں نے کہا اگر تو غسل کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو تجھپر واجب نہیں ہے میں نے اون سے
کہا کیا حضرت نے نہیں فرمایا جو جمعہ کو جاوے وہ غسل کرے تو اونہوں نے کہا ہان فرمایا ہے لیکن یہ غسل واجب نہیں ہی اور اسکی
نظیر اللہ تعالی کا قول ہے جب بیچو تو گواہ کرلو پہر اگر گواہ کرلے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو اوسپر واجب نہیں ہی اور جیسے اللہ تعالی
نے فرمایا جب نماز ہو جاوے تو زمین میں پہیل جاو پہر جو چلا جاوے نماز کے بعد تو قباحت نہیں اور جو بیٹھا رہے تو بہی قباحت
نہیں حماد نے کہا میں نے ابراہیم نخعی کو دیکھا وہ عیدین میں آتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے اور اسکی اسناد میں محمد بن ابان بن
صالح ہے بخاری اور ابوداؤد اور ابن معین اور نسائی سب نے اوسکو ضعیف کیا اور روایت کیا امام محمد نے عطا بن ابی رباح سے
کہ ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے تو جمعہ کی نماز کا وقت آیا اونہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اونکے بعض
اصحاب نے کہا تم غسل نہیں کرتے اونہوں نے کہا آج ٹھنڈا دن ہے پہر وضو کیا اسکی اسناد میں بہی محمد بن ابان ضعیف ہے اور روایت
کیا امام محمد نے ابراہیم سے کہ علقمہ بن قیس جب سفر کرتے تو چاشت کی نماز نہ پڑہتے نہ جمعہ کا غسل کرتے اسکا اسناد صحیح ہے
دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ وجوب کی حدیثیں منسوخ ہیں اس حدیث سے کہ جو کوئی وضو کرے تو اوسنے لیا سنت کو اور اچھی سنت ہے اور
جو غسل کرے تو وہ افضل ہے ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ نسخ کا دعوی بعید ہے کیونکہ تاریخ کسی کے پاس نہیں دوسرے
کہ وجوب کی حدیثیں زیادہ صحیح ہیں اور زیادہ قوی ہیں اور ضعیف قوی کو منسوخ نہیں کرتا شوکانی نے نیل میں ایک لمبی تقریر
کی اسباب میں اور مختصر اوس کا یہ ہے کہ وجوب کا مذہب قوی ہے اور مخالفین نے جو دلیل لی اس حدیث سے کہ جو کوئی وضو کرے
پہر اچھی طرح وضو کرے تو یہ سب میں قوی ہے ان کی دلیلون میں لیکن اسکی سند بہی وجوب کی حدیثوں کی سند کا مقابلہ نہیں
کرسکتی علاوہ اسکے اسمین غسل کی نفی نہیں ہے اور دوسرے طریق میں غسل کا ذکر موجود ہے تو احتمال ہے کہ وضو سے
مراد یہ ہو کہ غسل اوسنے پہلے کرلیا ہو لیکن حدث کی وجہ سے دوبارہ وضو کرے ایسا ہی کہا حافظ نے اور حضرت عمر کی حدیث
جسمین حضرت عثمان پر انکار مذکور ہے وجوب والون کی دلیل ہے نہ مخالفین کی کیونکہ ایسے بڑے صحابی پر جیسے حضرت عثمان
تہے صحابہ کے مجمع میں برسر منبر انکار کرنا وجوب کی بڑی دلیل ہے اور جو غسل سنت ہوتا تو اس انکار کی کیا ضرورت تہی
اب مخالفین جو کہتے ہیں کہ اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت عمر منبر پر سے اوترتے اور حضرت عثمان کو غسل کرنیکے لیے لیجاتے
صحیح نہیں ہے کسلیے کہ جو واجب مختلف فیہ ہو اوسمین اتنی تکلف کی ضرورت نہیں صرف انکار کافی ہے جیسے حضرت
عمر نے کیا علاوہ اسکے احتمال ہے کہ حضرت عثمان صبح کو غسل کرچکے ہوں جیسے صحیح مسلم میں حمران سے منقول ہی کہ حضرت عثمان
پر کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ وہ اوس روز اپنے اوپر پانی نہ بہاتے ہوں اور ابن منذر نے اسحق بن راہویہ سے نقل کیا کہ حضرت عمر

اور عثمان کا نہ غسل کے واجب نہونیکی دلیل ہے کیونکہ حضرت عمر نے خطبہ چھوڑا اور حضرت عثمان پر عتاب کیا لوگون کے سامنے اور اون کو اُٹھا اور جو غسل کرنا مباح ہوتا تو ان باتون کی کیا ضرورت تھی اور ابو سعید کی حدیث سے دلیل لینا ٹھیک نہین کیونکہ جو چیز واجب نہو اوسکو وجوب کے ساتھ بیان کر سکتے ہین اور اوس بن اوس ثقفی کی یہ حدیث کہ حضرت ؐ فرماتے تھے جو غسل کرے اور اپنا سارا بدن دھووے یا اپنی بی بی کو غسل کراوے اور اول وقت چلے اور خطبہ کا شروع پاوے اور پیدل چلے سوار نہو اور امام کے نزدیک ہو اور خطبہ سنے اور لغو نہ بکے تو اوسکو ہر قدم پر ایک برس کے عمل کا ثواب ملیگا اوسکے روزے اور قیام کا نکالا اوسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو داود اور منذری نے اسپر سکوت کیا شوکانی نے کہا اختلاف ہوا اوسمین ابو الاشعث اور عبد الرحمن بن یزید اور عبد اللہ بن مبارک پر اور طبرانی نے اسکو نکالا اوس سے عراقی نے کہا اوسکا اسناد حسن ہے اور امام احمد نے مسند مین عبد اللہ بن عمرو سے حجت نہین اسمین بھی وجوب کو غیر واجب کے ساتھ بیان کیا ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث سے جواب یہ ہے کہ جب علت دور ہو جاوے تو حکم کا دور ہو جانا ضرور نہین اور اسکی نظیرین بہت ہین مثلاً سعی اور رمل مشرکون کو غصہ دلانے کے لیے ہوئی تھی اور اب بھی جاری ہے اسیطرح رمی شیطان کے ظاہر ہونیکی وجہ سے مشروع ہوئی تھی اب بھی باقی ہے حافظ نے کہا اسکے سوا حضرت عائشہ کی حدیث مین وجوب کی نفی نہین ہے اور وہ وجوب کے حکم سے پہلے کی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علما نے جو دلیلین عدم وجوب کی لی ہین وہ کافی نہین اور ان ہین اور وجوب کی حدیثون مین جمع نہین ہو سکتا کیونکہ بعضی حدیثون مین واجب کا لفظ صراحۃً موجود ہے پس وجوب کی حدیثین ارجح ہین اور عدم وجوب مین صاف ایک سمرہ کی حدیث ہے اوسمین بھی کلام ہے اور باقی حدیثین یا ضعیف ہین یا اون سے عدم وجوب نہین نکلتا اب اختلاف ہے اسمین کہ غسل کسوقت کرنا چاہیے امام مالک کے نزدیک جب جمعہ کے لیے چلے اور جمہور کے نزدیک اوس سے پہلے بھی درست ہے اور امام محمد نے باسناد صحیح مجاہد سے نقل کیا کہ جو شخص جمعہ کے دن صبح صادق طلوع ہونیکے بعد غسل کر لیوے اُسکو کافی ہو جاوے گا جمعہ کے غسل سے اور نماز کے بعد کافی نہین اور مستحب ہے دیر کرنا غسل مین یہانتک کہ جمعہ کے لیے چلے اور تیسرا قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد بھی درست ہے بلکہ اگر غروب سے پہلے غسل کر لیگا تو کافی ہو جاویگا امام داود ظاہری کا یہی قول ہے اور ابن جریر نے اسکی مدد کی اور ابن دقیق العید نے اسکو بعید کہا اور کہا وہ قریب ہے باطل کے اور ابن عبد البر نے اجماع کا دعوے کیا اسپر کہ جو نماز کے بعد غسل کرے تو اُسکا اعتبار جمعہ کے لیے نہوگا اور ظاہر مذہب امام مالک کا یہ ہے انتہے مترجم کہتا ہے جمہور کے مذہب کی تائید کرتا ہے وہ جو امام طحاوی نے نکالا سعید بن عبد الرحمن بن ابزی سے کہ اونکے باپ کو حدث ہوتا جمعہ کے دن غسل کے بعد تو وضو کرتے اور دوبارہ غسل نہ کرتے مترجم کہتا ہے جمعہ کے غسل کی فضیلت مین اور حدیثین آئین ہین اُن مین سے بعض کو امام بخاری کتاب الجمعہ مین ذکر کرینگے اور

ہم ان حدیثون کو یہان لکھ دیتے ہین جنکو امام بخاری نے نہین نکالا ابوداؤد نے ابوسعید اور ابوہریرہ سے دونون نے کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی غسل کرے جمعہ کے دن اور اپنے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو
پھر جمعہ مین آوے تو لوگون کی گردنین نہ پھاندے پھر نماز پڑھے جتنی اللہ نے لکھی اوسکے واسطے پھر چپ رہے جب امام اوسکے نکلے یہان
تک کہ فارغ ہو اپنی نماز سے تو اوسکے لیے کفارہ ہو جاویگا اون گناہون کا جو اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے بیچ مین ہونگے امام احمد
اور طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابوایوب انصاری رضہ سے مین نے سنا حضرت ص سے آپ فرماتے تھے جو کوئی غسل کرے جمعہ کے
دن اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو اور اپنے اچھے کپڑے پہنے پھر نکلے یہانتک کہ مسجد مین آوے پھر جتنی اوسکو مناسب
معلوم ہون اتنی رکعتین پڑھے اور کسیکو ایذا نہ دیوے پھر چپ رہے نماز سے فارغ ہوتے تک تو اوسکے لیے کفارہ ہو جاویگا
اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہون کا منذری نے کہا امام احمد کے راوی ثقہ ہین امام احمد اور طبرانی نے ابوالدرداء
سے حضرت ص نے فرمایا جو غسل کرے جمعہ کے دن پھر اپنے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو پھر جمعہ کے لیے چلے
اور لازم ہے اوسپر اطمینان سے چلنا اور کسیکو نہ پھاندے نہ ایذا دیوے پھر جتنی اوسکی تقدیر مین ہین اتنی رکعتین پڑھے پھر
ٹھیرا رہے یہانتک کہ امام فارغ ہو جاوے تو اوسکے گناہ بخشدیے جاوینگے جو دونون جمعون کے بیچ مین ہونگے منذری نے
کہا یہ منقطع ہے حرب نے ابوالدرداء سے نہین سنا امام احمد نے نبیشہ ہذلی سے کہ حضرت ص نے فرمایا مسلمان جب غسل کرے
جمعہ کے دن پھر مسجد کیطرف آوے کسیکو ایذا نہ دے پھر اگر امام کو پاوے نہ نکلا ہوا تو نماز پڑھے جتنی اوسکے دل مین آوے اور
جو امام نکل چکا ہو تو بیٹھ جاوے پھر خطبہ سنے اور چپکا رہے یہانتک کہ امام جمعہ سے فارغ ہو اور اپنے کلام سے تو اگر
نہ بخشدیے جاوینگے اوسکے اس جمعہ کے سب گناہ تو کفارہ ہوگا اس جمعہ کے گناہون کا جو اوسکے بعد ہے امام نسائی نے
سلمان سے حضرت ص نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہین جو جمعہ کے دن طہارت کرے جیسے حکم ہے پھر نکلے اپنے گھر سے یہان
تک کہ جمعہ کو آوے اور چپ رہے نماز ہونے تک مگر کفارہ ہو جاویگا اوس سے پہلے ایک جمعہ کے گناہون کا طبرانی نے کبیر مین
یہ نکالا کہ کفارہ ہوگا اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کے گناہون کا جب تک خون سے بچے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا منذری نے
کہا اسکا اسناد حسن ہے طبرانی نے کبیر اور اوسط مین ابوبکر صدیق اور عمران بن حصین رض سے کہ حضرت ص نے فرمایا جو شخص
غسل کرے جمعے کے دن اوسکے گناہ اور خطائین معاف ہو جاوینگی پھر جب چلنے لگے تو ہر قدم پر بیس نیکیان لکھی جاوینگی
پھر جب نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو دو سو برس کا عمل اوسکو ملیگا ایک طبرانی کے اوسط مین یہ ہے کہ ہر قدم پر بیس برس کا عمل
ملیگا امام احمد نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے حضرت ص نے فرمایا جو شخص اپنا سر دھووے اور سارا بدن دھووے پانی سے نہا
اور نہلادے (اپنی عورت کو) اور نزدیک ہو (امام کے) اور سویرے جاوے (خطبہ کے شروع ہونے) اور قریب بیٹھے اور سنے

تو اسکو ہر قدم پر ایک برس کے روزہ اور رات کی عبادت کا ثواب ملیگا منذری نے کہا اوسکے راوی صحیح کے راوی ہین
طبرانی نے کبیر مین ابو امامہ سے حضرتؐ نے فرمایا غسل جمعہ کا بالون کی جڑون سے گناہونکو کھینچ لیتا ہے منذری
نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین ابن خزیمہ نے صحیح مین ابو ہریرہ سے حضرتؐ نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہو اور آدمی غسل کرے اور
اپنا سر دہووے پھر خوشبو لگاوے اپنی عمدہ خوشبو مین سے اور اپنے اچھے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اور دو مین جدائی نہ
کرے (یعنے دو آدمیون کو جو ملے بیٹھے ہون اونکے بیچ مین نہ گہسے اونکو تکلیف نہ دیوے) پھر امام کا خطبہ سنے تو اس جمعہ
سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ اوسکے معاف ہوجاوینگے بلکہ تین دن اور زیادہ کے مترجم کہتا ہے صحیح مسلم مین یہ حدیث
دوسرے لفظون سے مروی ہے جو اوپر گذری (ے) عبد اللہ بن احمد نے مسند مین اور ابن ماجہ اور بزار اور بغوی اور ابن قانع نے
فاکہ بن سعد سے جو صحابی ہین کہ آنحضرتؐ غسل کرتے تہے جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن اور عید الفطر کے دن اور یوم النحر کے دن اور فاکہ
بن سعد اپنے گہر والونکو ان دنون مین غسل کرنیکے لیے حکم کرتے زیلعی نے کہا اسکو روایت کیا طبرانی نے معجم مین اور ابن ماجہ
کی روایت مین جمعہ کا دن نہین ہے بزار نے کہا فاکہ بن سعد کی اور کوئی حدیث معلوم نہین ہوتی اور وہ مشہور صحابی ہے اور یہ
حدیث امام احمد کے مسند مین ہے بزار کے لفظ سے لیکن وہ امام احمد کی روایت سے نہین ہے بلکہ عبد اللہ بن احمد کی اونہون نے اسکو
نصر بن علی سے روایت کیا اس حدیث مین علت یہ ہے کہ اسکی اسناد مین یوسف بن خالد سمتی ہے امام ہین ہے کہ لوگون نے اس مین کلام کیا
بہت سخت حافظ نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے شوکانی نے کہا یوسف بن خالد سمتی متروک ہے ابن معین اور ابو حاتم نے اسکو
جہوٹا کہا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ آنحضرتؐ غسل کرتے تہے عید الفطر اور عید الضحی کے روز ابن القطان نے کہا یہ حدیث
معلول ہے جبارہ بن مغلس کی وجہ سے وہ ضعیف ہے گو ابن عدی نے اسکو چلایا اور کہا اس مین کوئی قباحت نہین اور
حجاج بہی ضعیف ہے ابن عدی نے کہا حجاج بن تمیم کی حدیثین سیدہی نہین ہین حافظ نے کہا اسکی بہی سند ضعیف ہے
بزار نے مسند مین ابو رافع سے کہ حضرتؐ نے غسل کیا عیدین کے لیے ذکر کیا اوسکو عبد الحق نے احکام مین بزار کی روایت
سے اور کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن القطان نے کہا اسکی علت یہ ہے کہ اسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ عطا ہے ابن معین نے کہا وہ کچہ
نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف الحدیث واہی ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور مندل بن علی اس سے اچہا ہے لیکن وہ
بہی ضعیف ہے شوکانی نے کہا عیدین کا غسل امام شافعی نے حضرت علی سے موقوفاً نقل کیا ہے مترجم کہتا ہے امام شافعی نے
ام مین روایت کیا امام مالک سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ غسل کرتے تہے عید الفطر کے دن عیدگاہ کو
جانے سے پہلے اور نکالا اسکو امام مالک نے موطا مین اور بیہقی نے اور امام شافعی نے روایت کیا اپنی سند سے سلمہ بن الاکوع سے کہ وہ غسل
کرتے تہے عید کے دن اور روایت کیا امام محمد باقر سے کہ حضرت علیؓ غسل کرتے تہے عیدین اور جمعہ اور عرفہ کو اور جب احرام باندہتے

فائدہ عیدین کا غسل

چاہتے تھے اگر یہ روایت منقطع ہے امام محمد باقر نے حضرت علی کو نہیں پایا اور روایت کیا بیہقی نے عروہ بن الزبیر رضہ سے کہ انہوں
نے غسل کیا عید کے دن پھر کہا کہ یہ سنت ہی اور بزار نے کہا کہ عید کے غسل میں کوئی صحیح حدیث مجھے یاد نہیں اور بدر منیر میں ہے
کہ عیدین کے غسل کی حدیثیں ضعیف ہیں اور اسمیں آثار ہیں صحابہ کے صحیح اور اُنسے یہ نکلتا ہے کہ عید کا غسل بہتر ہے لیکن
کوئی حدیث ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ غسل مسنون ہی شوکانی نے کہا یہ شرط کہ عید کے غسل سے عید کی نماز پڑھے
اسکی کوئی دلیل میں نہیں جانتا اور ہمارے اماموں کی کتابوں میں جیسے مجموعہ ہے زید بن علی رضہ کا اور اصول الاحکام اور شفا
اُن میں مروی ہی حضرت علی علیہ السلام سے کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلعم نے غسل کا جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن اور عید کے دن اور فرمایا
یہ واجب نہیں ہی اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس سے غسل کا سنت ہونا ثابت ہو سکتا ہے مترجم کہتا ہے امام شوکانی رح پہلے زیدیہ
مذہب رکھتے تھے بعد اسکے حدیث شریف کی کتابوں کے دیکھنے سے اللہ تعالی نے اُنکو اہلسنت اور جماعت کر دیا بلکہ اہلسنت اور
جماعت کے پیشوا ہوگئے رضی اللہ تعالی عنہ (۸) مسلم اور ابن ماجہ اور ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضہ سے اسماء بنت عمیس کو نفاس ہوا محمد بن ابی بکر
کا شجرہ میں حضرت صلعم نے ابو بکر رضہ کو حکم کیا کہ وہ اسماء کو حکم کریں غسل کرنے کا اور احرام باندھنے کا اور ترمذی اور امام احمد نے
روایت کیا زید بن ثابت سے انہوں نے حضرت صلعم کو دیکھا آپ نے کپڑے اوتارے احرام کے لیے اور غسل کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن غریب ہے زیلعی نے کہا اسکا بیان انشاء اللہ تعالی پورا کتاب الحج میں ہوگا شوکانی نے کہا کہ زید بن ثابت کی حدیث کو دارقطنی
اور بیہقی اور طبرانی نے نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور عقیلی نے اسکو ضعیف کہا کیونکہ اسکی سند میں عبد اللہ بن یعقوب مدنی
ہے اور حدیث سے اس غسل کا استحباب نکلتا ہے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور ناصر نے کہا وہ واجب ہے اور حاکم اور بیہقی نے
نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے غسل کیا پھر اپنے کپڑے پہنے جب ذو الحلیفہ میں آئے تو دو رکعتیں پڑھیں پھر اپنے اونٹ
پر بیٹھے جب بیدا میں پہونچے تو حج کا احرام باندھا اسکی اسناد میں یعقوب بن عطا ضعیف ہے امام احمد اور بزار اور طبرانی نے
اوسط میں حضرت عائشہ رضہ سے کہ حضرت جب ارادہ کرتے احرام باندھنے کا تو اپنا سر دھوتے خطمی اور اشنان سے اور تیل
ڈالتے زیتون کا لیکن بہت نہیں اسکا اسناد حسن ہے اور مسلم نے جابر کی طویل حدیث میں نکالا کہ ہم نکلے یہانتک کہ ذو الحلیفہ
میں آئے وہاں اسماء نے جنیں محمد بن ابی بکر کو انہوں نے حضرت صلعم پاس بھیجا میں کیونکر کروں آپ نے فرمایا غسل کرلے اور لنگوٹ
کس لے ایک کپڑے کا اور احرام باندھ اور مسلم اور بخاری نے نکالا ابن عمر سے کہ وہ مکہ میں نہ آتے مگر ذی طوی میں رات کو رہتے صبح کو
غسل کرتے پھر مکہ میں دن کو آتے اور کہتے کہ حضرت صلعم ایسا ہی کرتے تھے اور موطا میں نافع سے روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر غسل
کرتے تھے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور مکہ میں داخل ہونے کے لیے اور عرفہ کے دن تیسرے پہر کو وقوف کے لیے (۹)
امام احمد اور نسائی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی میت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور

غسل احرام

غسل از غسل میت

جو کوئی میت کو اوٹھا دے وہ وضو کرے ابن ماجہ کی روایت مین وضو کا ذکر نہین ہی ابوداؤد نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہی کہ جو کوئی جنازہ اوٹھانیکا اور اوسکے ساتھ جانے کا ارادہ کرے وہ وضو کر لیوے اوس پر نماز پڑہنے کے واسطے شوکانی نے کہا اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی نکالا اور اس کے اسناد مین صالح ہے مولی توأمہ کا وہ ضعیف ہی اور بزار نے اسکو تین طریقون سے ابوہریرہ سے روایت کیا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے بھی بیہقی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور بخاری نے کہا شبہ اسکا موقوف ہونا ہی اور علی بن المدینی اور احمد بن حنبل نے کہا اس باب مین کچھہ صحیح نہین اور حاکم نے تاریخ مین کہا غسل میت سے غسل کرنے مین کوئی حدیث صحیح نہین ہی اور ذہلی نے کہا مین اس باب مین کوئی حدیث نہین جانتا جو ثابت ہو اور اگر ثابت ہو تو ہمکو لازم ہوگا اوسپر عمل کرنا اور ابن منذر نے کہا اس باب مین کوئی حدیث ثابت نہین اور ابن ابی حاتم نے علل مین کہا کہ اونکے باپ نے کہا اس حدیث کو ثقہ مرفوع نہین کرتے یہ موقوف ہے اور رافعی نے کہا کہ علماء حدیث نے اس باب مین کسی مرفوع حدیث کو صحیح نہین کہا حافظ نے کہا ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا اور ابن حبان نے صحیح کہا اور دارقطنی نے اسکو نکالا اپنی سند سے اور اسکے راوی ثقہ ہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حزم رحمہ اللہ نے اور اس باب مین حضرت علی سے مروی ہے نکالا اوسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابویعلے اور بزار اور بیہقی نے ناجیہ بن کعب سے کہ جب ابوطالب مر گئے تو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا جا اور اپنے باپ کو چھپا کر آ پھر کسی سے کچھہ بات مت کر جب تک میرے پاس آ مین اونکو چھپا کر آیا (زمین مین) پھر آپ نے مجھکو حکم کیا مینے غسل کیا پھر آپنے دعا کی میرے لیے زیلعی نے کہا اس حدیث مین غسل اور کفن کا ذکر نہین ہے مگر یہ کہ وہ نکالا جاوے اس لفظ سے کہ مین نے غسل کیا کیونکہ غسل مشروع ہے میت کو غسل دینے سے نہ اوسکے دفن سے اور بیہقی وغیرہ شافعیہ نے اس سے دلیل لی ہے غسل پر غسل میت سے اور ابن سعد نے طبقات مین نکالا کہ جب مین نے حضرت صلعم کو ابوطالب کی موت کی خبر کی آپ روئے پھر مجھسے فرمایا جا اور اونکو غسل دے اور کفن دے اور گاڑ دے مینے ایسا ہی کیا پھر مین آپ پاس آیا آپ نے فرمایا جا اور غسل کر اور حضرت صلعم نے اونکے لیے استغفار کرنا شروع کیا کئی دن تک اور اپنے گھر سے نہ نکلے یہانتک حضرت جبرئیل یہ آیت لیکر آئے نبی کو لائق نہین کہ استغفار کرے مشرکون کے لیے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین نکالا اوس مین یہ ہے کہ آپ کا چچا بوڑھا کافر مر گیا اب آپ کیا فرماتے ہین اوسکے باب مین آپنے فرمایا مین یہ مناسب سمجھتا ہون کہ تو اسکو غسل دیوے اور چھپا دیوے اور حکم کیا آپنے حضرت علی رض کو غسل کا اور ابویعلی موصلی نے نکالا حضرت علی سے سند مین جب ابوطالب مر گئے تو مین حضرت صلعم پاس آیا اور عرض کیا آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپنے فرمایا جا اور اسکو چھپا کر

اور کسی سے بات مت کرنا جب تک میرے پاس نہ آنا اونہون نے کہا مین نے اونکو گاڑا پہر آپکے پاس آیا آپنے فرمایا جا غسل کر مین نے غسل کیا پہر آیا آپنے میرے لیے دعا کی اور ایسی دعائین کین کہ اونکے بدلے مجہکو لال اونٹ یا کالی اونٹ ملنا پسند نہین ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا حضرت علی رضہ جب کسی میت کو غسل دیتے تو غسل کرتے اور روایت کیا شافعی اور ابو داؤد طیالسی اور ابن راہویہ نے اپنے مسندون مین شعبہ سے اونہون نے ابو اسحق سے اصحاب سنن کی مانند اور شافعی کی روایت مین یہ زیادہ ہے مین نے کہا یا رسول اللہ وہ مشرک ہو کر مرا ہے آپنے فرمایا جا اور چہپا اوسکو اور امام شافعی کے طریق سے اسکو نکالا بیہقی نے سنن وسطی مین پہر کہا کہ ناجیہ بن کعب سے معلوم نہین ہوتا کسی نے روایت کی ہو سوا ابو اسحق کے ابن المدینی وغیرہ حافظون نے ایسا ہی کہا اور بیہقی نے سنن مین حضرت علی کی اس حدیث کو روایت کیا کئی طریقون سے اور کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی سندین ضعیف ہین اور بعض منکر ہین اور یہ حدیث ابو ہریرہ کی جو مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے اسکو جمہور نے ضعیف کیا اور ترمذی نے حسن کہا اور امام بیہقی نے اسکے طریقون مین طول کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے شوکانی نے کہا یہ حدیث سفیان سے اونہون نے سہیل سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اسحق مولی زائدہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے مروی ہے ابن حجر نے کہا اسحق مولی زائدہ کا وہ ہے امام مسلم نے نکالا تو حدیث صحیح ہونا چاہیے اور محمد بن عمرو کی روایت ابو سلمہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اسکا اسناد حسن ہے مگر کئی حفاظ نے محمد بن عمرو کے اصحاب مین سے اسکو موقوفاً روایت کیا ہے اونسے اور حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث جیسے حافظ نے کہا اوسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ حسن ہو گی بوجہ کثرت طرق کی اس صورت مین نووی نے جو ترمذی پر انکار کیا اس حدیث کی حسن کہنے مین وہ اعتراض کے قابل ہے ذہبی نے کہا حدیث زیادہ قوی ہے اُن کئی حدیثون سے جنسے فقہا نے حجت لی ہے اور اس باب مین مروی ہے حذیفہ سے ابن ابی حاتم اور دارقطنی نے کہا یہ ثابت نہین حافظ نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور امام احمد اور دارقطنی اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم غسل کرتے تہے چار سے جمعہ سے اور جنابت سے اور پچہنی لگانے سے اور مردے کو غسل دینے سے منتقے مین ہے کہ اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے لیکن دارقطنی نے کہا کہ مصعب بن شیبہ اسکی اسناد مین قوی اور حافظ نہین ہے اور زیلعی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے شوکانی نے کہا کہ اس حدیث کو امام بیہقی نے نکالا اور مصعب کو ضعیف کیا ابو زرعہ اور احمد اور بخاری نے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اور حجامت یعنی پچہنی لگانے کے بعد بہی غسل سنت ہے ہادویہ کے نزدیک اسی حدیث سے اور اُس سے جو مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے اونہون نے کہا غسل پچہنی لگانے سے سنت ہے اور اگر تو وضو کرے تب بہی کافی ہے تجہکو اور دارقطنی نے نکالا کہ حضرت صلعم نے پچہنی لگائی اور نہین زیادہ کیا پچہنی کے مقام کو دہونے پر اور اسکی اسناد مین صالح بن مقاتل ہے وہ قوی

نہیں ہے امام شوکانی نے کہا لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے تو حضرت علی اور ابو ہریرہ اور ناصر اور امامیہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص میت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور یہ غسل اوسپر واجب ہے اور اکثر عترت اور مالک اور اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ یہ غسل مستحب ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو بیہقی نے نکالا کہ تمہارا مردہ پاک مرتا ہے تو کافی ہے تمکو ہاتھ دہونا ابن حجر نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور یہ حدیث ہم غسل دیتے تھے مردے کو تو بعضے ہم میں غسل کرتے اور بعضے نہ کرتے نکالا اوسکو خطیب نے عمر رضہ سے ابن حجر نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور ایک حدیث اسماء بنت عمیس کی جو بی بی تھیں ابو بکر صدیق رضہ کی کہ اونہوں نے غسل دیا ابو بکر رضہ کو جب اونکی وفات ہوئی پھر نکلیں اور جو مہاجرین موجود تھے اونسے پوچھا کہ اس دن سردی بہت ہے اور میں روزہ سے ہوں تو کیا مجھپر غسل لازم ہے اونہوں نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو مالک نے موطا میں اور بیہقی نے اوسکو نکالا واقدی کی طریق سے حضرت عائشہ رضہ سے کہ ابو بکر رضہ نے وصیت کی کہ غسل دیویں انکو اسماء بنت عمیس وہ ناطاقت ہوگئیں تو مدد لی اونہوں نے عبد الرحمن بن ابی بکر رضہ سے بیہقی نے کہا اسکے کئی شاہد ہیں ابن ابی ملیکہ سے اونہوں نے عطاء سے اونہوں نے سعد بن ابراہیم سے اور سب کا یہی قول ہے اور لیث اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے کہا کہ یہ غسل نہ واجب ہے نہ مستحب کیونکہ حدیث میں ہے کہ تمپر غسل نہیں ہے مردے کو غسل دینے سے نکالا اسکو دارقطنی اور حاکم نے مرفوعاً ابن عباس سے اور بیہقی نے کہا کہ اسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور مرفوع ہونا صحیح نہیں اور ابن عطار نے کہا مت نجس بناؤ اپنے مردوں کو کیونکہ مومن نجس نہیں ہے زندگی میں اور نہ مرنیکے بعد اسکا اسناد صحیح ہے اور یہ مرفوعاً بھی مروی ہے نکالا اسکو دارقطنی اور حاکم نے اور ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ مت نجس بناؤ اپنے مردوں کو یعنے یوں نہ کہو کہ وہ نجس ہیں اور یہ حدیث اوپر گذری کہ مومن نجس نہیں ہوتا شوکانی کہا کہ حق یہ ہے کہ یہ غسل مستحب ہے اور واجب نہیں ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلوں میں انتہے مختصراً امام بخاری کی ترجمہ باب میں اور امام مالک نے موطا میں نکالا کہ ابن عمر نے سعید بن زید کے بیٹے کو حنوط لگائی (مردے کو خوشبو) اور اونکو اوٹھایا یعنے جنازہ کو پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا لیکن ابن عباس کا یہ قول کیا وضو کریں ہم سوکھی لکڑیوں کے اوٹھانے سے تو مجھکو نہیں ملا البتہ حنفیوں کی اصول کی کتابوں میں مذکور ہے (۲۸) امام مالک نے موطا میں نکالا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر غسل کرتے احرام کے لیے احرام سے پہلے اور مکہ میں داخل ہونیکے لیے اور وقوف کے لیے عرفہ کی شام کو بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ابن عمر جب حرم کے قریب پہنچتے تو لبیک موقوف کر دیتے پھر رات کو ذی طوی میں رہتے پھر صبح کی نماز پڑہتے اور غسل کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی نے شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مکہ میں داخل ہونیکے لیے غسل کرنا مستحب ہے ابن منذر نے کہا تمام علماء کے نزدیک اور جو کوئی اسکو ترک کرے اوسپر فدیہ

نہین ہے اور اکثر نے کہا کہ وضو بہی کافی ہے (۱۱) صحیحین مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بیمار ہوئے آپنے فرمایا کیا لوگون نے نماز پڑہ لی ہم نے کہا نہین آپ کا انتظار کرتے ہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا
میرے لیے پانی رکہو کٹرے مین حضرت عائشہ نے کہا ہمنے رکہا آپ نے غسل کیا پہر آپ چلے اوٹہنے کو تو بیہوش ہوگئے
پہر ہوش آیا تو پوچہا کیا لوگون نے نماز پڑہ لی ہمنے کہا نہین وہ آپ کا انتظار کر رہے ہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا میرے
لیے پانی رکہو کٹرے مین ہم نے پانی رکہا آپ نے غسل کیا پہر چاہا کہ اٹہین آپ بیہوش ہوگئے اخیر حدیث تک حدیث حصل کتاب
مین پوری طرح سے آگے مذکور ہوگی۔ ابن تیمیہ حنبلی نے منتقے مین اس سے دلیل لی کہ بیہوش کو جب ہوش آوے تو غسل کرنا
مستحب ہے اور آپنے تین بار ایسا کیا بیماری کی شدت مین تو معلوم ہوا کہ استحباب موکد ہے واللہ اعلم (۱۲) جماعت نے
روایت کیا سوا امام بخاری کے ام سلمہ رض سے مینے کہا یا رسول اللہ مین ایک عورت ہون جو اپنے سر کی چوٹی مضبوط
باندہتی ہون کیا مین اسکو توڑون جنابت کے غسل کے لیے آپنے فرمایا نہین کافی ہے تجہکو کہ اپنے سر پر تین چلو ڈالے
پہر اپنے بدن پر پانی بہالے تو پاک ہوجاویگی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام مسلم اور احمد نے عبید بن عمیر سے حضرت
عائشہ رض کو خبر پہونچی کہ عبد اللہ بن عمرو حکم کرتے ہین عورتون کو جب جنابت کا غسل کرین سر کہولنے کا تو انہون نے
کہا تعجب ہے ابن عمرو عورتون کو غسل کے وقت سر کہولنے کا حکم کرتے ہین یہ کیون نہین حکم کرتے کہ اپنے سر منڈوا ڈالین
مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے اور مین اس سے زیادہ نہ کرتی کہ اپنے سر پر تین لپ پانی کے ڈال
لیتی اور ابو داؤد نے ثوبان رض سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا اسکو آپنے فرمایا لیکن مرد تو
اپنا سر کہولے اور دہووے یہانتک کہ پانی بالون کی جڑون تک - - - - - - - پہونچ جاوے اور عورت کو
ضرور نہین (بالون) کا توڑنا بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈال لیوے اوسکو کافی ہوجاویگا اوسکی اسناد مین اسمعیل بن عیاش
ہے اور اسکا بیٹا اور دونون مین گفتگو ہے شوکانی نے کہا یہ روایت اسمعیل کی اہل شام سے ہے اور وہ قوی ہے اون مین
تو قبول کیجاویگی اور روایت کیا دار قطنی نے افراد مین اور بیہقی نے سنن کبرے مین انس رض سے کہ حضرت ص نے فرمایا
جب عورت غسل کرے حیض سے تو اپنے بال کہولے اور اونکو دہووے خطمی اور اشنان سے پہر جب غسل کرے جنابت سے تو
اپنے سر پر پانی ڈالے اور نچوڑ ڈالے (بالون کو) متفرد ہوا ساتہ اسکے سلم بن صبیح حماد سے اونہون نے ثابت سے اونہون نے
انس سے منتقے مین ہے کہ اسمین دلیل ہے اسکی جسنے ہاتہ سے ملنا ضرور نہین جانا اور ابو داؤد کی ایک روایت مین ہے
کہ ایک عورت آئی ام سلمہ رض کے پاس اسی حدیث مین وہ بولی اسکی بیے حضرت ص سے پوچہا اخیر تک اوسمین ہے کہ آپنے
فرمایا دبادے اپنی چوٹیون کو ہر لپ ڈالنے کے بعد اور یہ دلیل ہے اسکی کہ لٹکے ہوئے بالون کے اندر تری پہونچانا ضروری ہے

[illegible]

[illegible]

اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں نکالا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو حجۃ الوداع میں اوس میں یہ ہے کہ توڑ ڈال اپنا سر یعنے بال کھول ڈال) اور کنگھی کر لے اور عمرے سے باز رہ (یہ حیض کے غسل میں فرمایا) امام شوکانی نے کہا امام احمد بن حنبل رحمہ نے ان حدیثوں کے موافق یہ حکم دیا کہ عورت کو جنابت کے غسل میں چوٹی کا کھولنا ضرور نہیں لیکن حیض کے غسل میں ضرور ہے اور جمہور نے یہ کہا کہ دونوں میں ضرور نہیں مگر جب ایسے بال چپکے ہوں کہ پانی بغیر کھولے جڑوں میں نہ پہونچے تو دونوں میں کھولنا ضرور ہے ایسا ہی کہا ابن العربی نے اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور امام یحیی اور قاسم اور نخعی سے منقول ہے کہ دونوں میں کھولنا ضرور ہے اور حسن بصری اور طاؤس اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ مرد اور عورت کسی کو چوٹی کھولنا واجب نہیں ہے مترجم کہتا ہے کہ حق امام احمد کا مذہب ہے اور غسل جنابت اور غسل حیض میں فرق ظاہر ہے کیونکہ حیض کا غسل ہر ماہ میں ایک بار ہوتا ہے اور اس میں زیادہ پاکی منظور ہے تو چوٹی کھولنے میں حرج نہ ہوا برخلاف جنابت کے وہ کبھی روز ہوتی ہے اور میں ہر روز چوٹی کھولنا دشوار ہے مترجم کہتا ہے حضرت علی کی حدیث کہ جنے ایک بال کی برابر جنابت کے غسل میں چھوڑ دیا اوپر گذر چکی (۱۴۳) حیض اور نفاس اور استحاضہ کے غسل کی حدیثیں خدا چاہے تو کتاب الحیض میں مذکور ہونگی (۱۴۴) امام احمد نے علی بن زید سے اونہوں نے انس بن مالک سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حضرت موسی بن عمران علی نبینا وعلیہ السلام جب ارادہ کرتے پانی کے اندر گھسنے کا تو اپنا کپڑا نہ اوتارتے جب تک ستر کو پانی کے اندر نہ چھپا لیتے مجمع الزوائد میں ہے کہ اوسکے راوی ثقہ ہیں مگر علی بن زید اختلاف ہے اوس سے حجت لینے میں ابن تیمیہ نے کہا امام احمد نے کہا کہ پانی میں بغیر تہبند کے گھسنا مکروہ ہے اور اسحاق نے کہا کہ تہبند باندھ کر افضل ہے اور جو ننگا گھسے تو امید ہے کہ گنہگار نہ ہوگا اور حجت لی اونہوں نے اسی حدیث سے حضرت موسی کی اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پانی میں گھسے اونپر چادریں تھیں اونسے کہا گیا تو فرمایا کہ پانی میں ایک شیطان ہے (۱۴۵) ابو ہریرہ رضہ سے حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کے مردوں میں سے وہ حمام میں نہ جاوے مگر تہبند کے ساتھ اور جو عورت ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کی عورتوں میں سے تو وہ حمام میں نہ جاوے روایت کیا اسکو امام احمد نے اسکے اسناد میں ابو خیرہ ہے ذہبی نے کہا اوسکا حال معلوم نہیں اور حمام کی حدیثوں میں سے کسی حدیث کی صحت پر اتفاق نہیں ہوا منذری نے کہا حمام کی کل حدیثیں معلول ہیں البتہ صحابہ سے اسباب میں ثابت ہے اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے جابر رضہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ایمان لایا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ حمام میں نہ گھسے بغیر تہبند کے اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ اپنی جورو کو حمام میں نہ گھساوے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں لیث بن ابی سلیم ہے اور نکالا اوسکو امام احمد نے دوسرے

طریق سے ابن لہیعہ سے ابو الزبیر سے جابر سے اور ابن لہیعہ ضعیف ہے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت
حضرت ﷺ نے فرمایا فتح ہوگی تم پر عجم کی زمین وہاں تم کچھ گھر پاؤ گے جنکو حمام کہتے ہیں تو مرد اونکے اندر نہ جاویں بغیر
تہبند کے اور عورتوں کو روکو اونکے اندر جانے سے مگر جو بیمار ہو یا نفاس والی ہو تو وہ علاج کے لیے ضرورت سے نہا سکتی
ہے اسکی اسناد میں عبد الرحمان بن زیاد بن انعم افریقی ہے اوس پر کلام کیا کئی لوگوں نے اور عبد الرحمان بن رافع تنوخی
سے افریقہ کا قاضی طعن کیا اوس پر بخاری اور ابن ابی حاتم نے ابو داؤد نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے
منع کیا حماموں میں جانے سے پھر اجازت دی مردوں کو اون میں جانے کی تہبند باندھ کر منذری نے کہا ابو داؤد نے اس پر
سکوت کیا اور نکالا اسکو ترمذی نے اسمیں یہ ہے کہ منع کیا مردوں اور عورتوں کو ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ نہیں
رخصت دی عورتوں کو منذری نے کہا اسکو سب نے روایت کیا ابو عذرہ سے اونے عائشہ سے ابو زرعہ سے اوسکا نام پوچھا
گیا اونہوں نے کہا میں نہیں جانتا کسی نے اوسکا نام لیا ہو ابو بکر حازمی نے کہا یہ حدیث نہیں پہچانی جاتی مگر اسی طریق
سے اور ابو عذرہ مشہور نہیں ہے اور ترمذی نے کہا اسکا اسناد قائم نہیں ہے حاکم نے حضرت عائشہ سے میں نے سنا حضرت ﷺ
سے آپ فرماتے تھے حمام حرام ہے میری امت کی عورتوں پر حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ایوب
انصاری رضی اللہ عنہ سے حضرت ﷺ نے فرمایا جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ عزت کرے اپنی ہمسائے کی اور جو ایمان
رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ حمام میں داخل نہ ہو مگر تہبند باندھ کر اور جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نیک بات
کہے یا چپ رہے اور جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر تمہاری عورتوں میں سے وہ حمام میں نہ جاوے عمر بن عبد
العزیز کو راوی نے کہا جب یہ حدیث لکھ بھیجی اونکی خلافت میں اونہوں نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ محمد
بن ثابت سے پوچھو اونہوں نے پوچھا پھر محمد کو لکھا اونہوں نے منع کر دیا عورتوں کو حمام میں جانے سے منذری نے کہا اسکو
نکالا حاکم نے اور کہا صحیح ہے اسناد اس کا اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں عبد اللہ بن صالح کی
روایت سے جو کاتب تھے لیث کے اوسمیں عمر بن عبد العزیز کا ذکر نہیں ہے بزار نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت ﷺ
نے بچو اُس گھر سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو میل کو صاف کرتا ہے آپ نے فرمایا تو اپنی
عورت کو چھپاؤ بزار نے کہا اسکو لوگوں نے طاؤس سے مرسلاً روایت کیا ہے منذری نے کہا اوسکے راوی سب
ہیں جنسے صحیح میں حجت لی ہو اور نکالا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور حاکم کا لفظ یہ ہے بچو اُس گھر
سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس سے تو میل دور ہوتا ہے اور بیمار کو نفع ہوتا ہے آپ نے فرمایا
تو جو کوئی اسمیں جاوے وہ اپنا ستر چھپاوے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اسی لفظ کی مانند اسکو شرح

یہ ہے کہ بری سب گہرون مین حمام مین یا ون مین آوازین بلند ہوتی ہین اور عورتین کہلتی ہین امام احمد نے قاص الاحبار سے قسطنطنیہ مین اونسے کہا کہ حضرت عمرؓ نے کہا اے لوگو مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اوس دسترخوان پر نہ بیٹہے جس پر شراب کا دور ہوتا ہو اور جو شخص اللہ اور پچہلے دن پر ایمان رکہتا ہو وہ حمام مین نہ جاوے مگر تہبند سے اور جو شخص اللہ اور پچہلے دن پر ایمان رکہتا ہو وہ اپنی بی بی کو حمام مین نہ لیجاوے منذری نے کہا قاص الاحبار کو (لشکر کا واعظ) مین نہین پہچانتا اور اس حدیث کا آخر ابوہریرہ سے روایت کیا اوسمین ابو خیرہ ہے اوسکو بہی مین نہین پہچانتا ترمذی اور ابوداؤد نے ابو الملیح ہذلی سے کہ کچہہ عورتین حمص کی یا شام کی حضرت عائشہؓ پاس گئین اونہون نے کہا تم وہی ہو جو اپنی عورتون کو حمام مین لیجاتی ہو یا تم اوسی ملک کی ہو جہان کی عورتین حمام مین جاتی ہین مینے سنا حضرتؐ سے آپ فرماتے تہے جس عورت نے اپنے کپڑے اپنے خاوند کے گہر کے سوا دوسری جگہہ اوتارے اوسنے وہ پردہ چاک کر ڈالا جو اوسکے اور اوسکے پروردگار کے بیچ مین تہا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور نکالا اوسکو ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر شوکانی نے کہا اوسکے سب راوی صحیح کے راوی ہین امام احمد اور ابو یعلے اور طبرانی اور حاکم نے دراج ابو السمح سے اوسنے سائب سے کہ کچہہ عورتین ام سلمہؓ پاس گئین اونہون نے اون سے پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا حمص (ایک شہر ہے شام مین) والیان ام سلمہؓ نے کہا حمام والیان اونہون نے کہا حمام مین کچہہ قباحت ہے اونہون نے کہا مین نے سنا حضرتؐ سے فرماتے تہے جس عورت نے اپنے کپڑے اوتارے اپنے گہر کے سوا دوسری جگہہ اوسنے اپنا پردہ پہاڑ ڈالا طبرانی نے اوسط مین ابو سعید خدریؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ حمام مین نہ جاوے مگر تہبند سے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ اپنی جورو کو حمام مین نہ لیجاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ جمعہ کے لیے جاوے اور جو جمعہ چہوڑ دے کسی کہیل یا تجارت مین رہکر اللہ تعالے اوس سے بے پرواہی کریگا اور اللہ غنی ہے نیک ہے اوس کا اسکو بزار نے اوسمین جمعہ کا ذکر نہین ہے اوسکی اسناد مین علی بن یزید الہانی ہے اور طبرانی نے اوسط مین نکالا حضرت عائشہؓ سے اونہون نے حضرتؐ سے پوچہا حمام کو آپ نے فرمایا میرے بعد حمام ہونگے اور عورتون کے لیے حمام مین بہلائی نہین ہے اونہون نے کہا یا رسول اگر تہبند باندہ کر جاوے آپنے فرمایا نہین گو تہبند باندہ کر جاوے اور کرتہ اور اوڑہنی اوڑہے اور جو عورت اپنی اوڑہنی اوتارے اپنے خاوند کے سوا دوسرے کے گہر مین اوسنے اپنے اور خدا کے بیچ مین جو پردہ تہا اوسکو پہاڑ ڈالا اسکی اسناد مین عبد اللہ بن لہیعہ ضعیف ہے طبرانی نے کبیر مین ابن عباسؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ حمام مین نہ جاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ اپنی جورو کو حمام مین نہ لیجاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ شراب نہ پیے اور جو ایمان

رکہتا ہو اللہ اور پچھلے دن پر وہ اُس دسترخوان پر نہ بیٹھے جسپر شراب پیا جاتا ہو اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچھلے دن پر وہ اُس عورت
سے تنہائی نہ کرے جو اُسکی محرم نہیں ہی اسکی اسناد میں یحیی بن ابی سلیمان مدنی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے
اور ابو حاتم نے کہا مضطرب الحدیث اور اُسکی حدیث لکہی جاویگی وہ جھوٹا نہیں اور ابن حبان نے اُسکو ثقات میں
ذکر کیا طبرانی نے مقدام بن معدیکرب سے حضرت نے فرمایا تم ایک ملک فتح کروگے وہاں کچھہ گہر ہونگے
جنکو حمام کہتے ہونگے میری اُمت پر حرام ہے اُن میں جانا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حمام سے تو میل دور ہوتا
ہے اور میل صاف ہوتا ہی آپ نے فرمایا وہ حلال ہیں میری اُمت کے مردوں کے لیے تہبند باندہ کر اور حرام ہیں میری
اُمت کی عورتوں پر سکوت کیا اوس سے منذری نے شوکانی نے کہا جامع میں نسائی سے جابر کی حدیث میں یہ بڑہایا
اِلَّا مِنْ عُذْرٍ یعنے عذر سے اپنی بی بی کو حمام میں لیجانا درست ہے حالانکہ یہ لفظ ترمذی کی روایت میں نہیں اور نسائی
میں تو یہ حدیث ہی نہیں ہے شاید بعض نسخوں میں ہو علامہ محمد بن ابراہیم وزیر نے کہا یہ غلط ہے شریف ابو المحاسن
نے اس لفظ کو اپنی کتاب میں جو حمام کے بیان میں ہے نہیں نقل کیا اور جابر کی حدیث میں یہ استثنا نہیں لکہا نہ اسکی
نسبت دی نسائی کیطرف اور احادیث کی کسی طریق میں یہ لفظ نہیں ہے اور اِن حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ حمام میں
تہبند باندہ کر مرد کو جانا درست ہے اور عورت کو مطلقاً حرام ہے انتہے مختصراً میں کہتا ہوں جابر کی حدیث کی نسبت
دی منذری نے نسائی کیطرف البتہ اوسمیں یہ لفظ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ نہیں ہے اور یہ لفظ مجہے حمام کی کسی حدیث میں نہیں
ملا نہ صحیح طریق سے نہ ضعیف طریق سے واللہ اعلم (۱۵) امام مالک نے مؤطا میں نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ
وہ جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے داہنے ہاتہہ پر پانی ڈالتے اُسکو دہوتے پہر اپنی شرمگاہ دہوتے اور کلی کرتے
اور ناک میں پانی ڈالتے اور منہ دہوتے اور آنکھوں کے اندر پانی چہڑکتے پہر داہنا ہاتہہ دہوتے پہر بایاں پہر سر
دہوتے پہر نہاتے اور اپنے بدن پر پانی ڈالتے امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی پر ہے مگر آنکھوں کے اندر پانی چہڑکنا واجب
نہیں ہے جنابت میں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور مالک بن انس اور اکثر فقہا کا اور ایک مؤطا میں ہی کہ امام مالک
پوچہے گئے ابن عمر کی آنکہوں کے اندر پانی ڈالنے سے اونہوں نے کہا ہمارے نزدیک اسپر عمل نہیں ہے ابن عبد البر
نے استذکار میں کہا کہ ابن عمر رض کی مزاج میں تشدد تہا طہارت میں بسبب غایت ورع اور پرہیزگاری کی (۱۶)
اصحاب سنن نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت غسل کرتے تہے اور دو رکعتیں پڑہتے تہے اور صبح کی نماز پڑہتے
تہے اور میں نہ دیکہتی آپ کو کہ نیا وضو کرتے ہوں غسل کے بعد (۱۷) نسائی نے ابن عباس سے کہ حضرت نے
غسل کیا پہر ایک رومال لائی گئی آپ نے اوسکو نہیں چہوا اور پانی کو اسطرح سوتنے لگے (۱۸) ابو داؤد نے ابن عمر سے

آنکھوں میں پانی ڈالنا

کی نمازین پچاس تہین اور جنابت سے غسل سات بار تہا اور پیشاب سے کپڑا دہونا سات بار تہا پہر حضرت
ہمیشہ اللہ سے سوال کرتے رہے (تخفیف کا) یہانتک کہ نمازین پانچ ہوگئین اور جنابت کا غسل ایک بار ہوگیا اور کپڑے
کا دہونا پیشاب سے ایک بار ہوگیا (۱۹) ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ کبہی حضرت جنابت کا غسل کرکے
میرے پاس آتے اور مجہہ سے گرمی چاہتے تو مین آپ کو لپٹا لیتی لپٹنے سے اور مین نے غسل نہ کیا ہوتا (۲۰) ابوداؤد
نے انہی سے کہ حضرت اپنا سر دہوتے تہے خطمی سے پہر اسی پر اکتفا کرتے اور خالص پانی نہ بہاتے اوس پر (۲۱)
ابوداؤد نے انہی سے ہم غسل کرتے اور ہمارا اوپر ضماد ہوتا اور ہم حضرت کے ساتہہ ہوتے بغیر احرام کے اور احرام سے (۲۲) امام
مسلم نے عبداللہ بن ابی قیس سے مینے حضرت عائشہ سے حضرت کے وتر کو پوچہا اخیر تک انہین سے یہ کہ مین نے کہا آپ
جنابت مین کیونکر کرتے تہے کیا سونیسے پہلے غسل کرتے یا سو رہتے غسل سے پہلے اونہون نے کہا سب طرح کرتے تہے
کبہی غسل کرلیتے پہر سوتے کبہی وضو کرلیتے پہر سو رہتے مین نے کہا شکر خدا کا کہ اوسنے دین مین کشادگی رکہی اور ابوداؤد
کی روایت مین ہے غضیف بن الحارث سے مینے حضرت عائشہ سے کہا کیا تم نے دیکہا حضرت کو آپ غسل کرتے تہے
جنابت کا شروع رات مین یا اخیر رات مین اونہون نے کہا آپ غسل کرتے اول رات مین اور کبہی غسل کرتے اخیر رات
مین مینے کہا اللہ اکبر شکر اوس خدا کا جسنے دین مین کشادگی رکہی مینے کہا کیا آپ وتر پڑہتے اول رات مین یا اخیر رات
مین اونہون نے کہا کبہی وتر پڑہتے اول رات مین کبہی اخیر رات مین مینے کہا اللہ اکبر شکر خدا کا جسنے دین مین کشادگی
رکہی مینے کہا کیا آپ قرآن کو پکار کر پڑہتے یا آہستہ اونہون نے کہا کبہی پکار کر پڑہتے کبہی آہستہ مین نے کہا اللہ
اکبر شکر اوس خدا کا جسنے دین مین کشادگی رکہی (۲۳) امام مالک نے موطا مین نافع سے کہ ابن عمر جب ارادہ
کرتے سو رہنے کا یا کہانے کا اور وہ جنب ہوتے تو اپنا موہنہ دہوتے اور دونو ہاتہہ کہنیون تک اور مسح کرتے سر پر
پہر کہاتے یا سو رہتے (۲۴) امام مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حذیفہ سے کہ حضرت اونسے ملے وہ جنب تہے تو
سرک گئے آپ کے پاس سے پہر غسل کیا پہر آئے اور کہا مین جنب تہا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہین ہوتا اور نسائی کی ایک روایت
مین ہے کہ حضرت جب کسی مرد سے ملتے اپنے صحابہ مین سے تو ہاتہہ پہیرتے اوس پر اور اوسکے لیے دعا کرتے تو مینے
ایک دن صبح کو آپکو دیکہا مین آپ سے الگ ہوگیا پہر آیا جب دن چڑہ گیا تہا آپ نے فرمایا مین نے تجہے دیکہا تہا تو الگ ہوگیا
مینے عرض کیا مین جنب تہا تو ڈرا کہین آپ مجہے چہو نہ لین آپ نے فرمایا بیشک مومن نجس نہین ہوتا (۲۵) ابوداؤد
نے ابوبکرہ سے حضرت فجر کی نماز مین داخل ہوئے پہر اشارہ کیا ہاتہہ سے اپنی جگہہ رہو بعد اوسکے آئے اور آپ کے سر سے
پانی ٹپک رہا تہا پہر نماز پڑہائی اور ایک روایت مین ہے جب نماز پڑہ چکے تو فرمایا مین آدمی ہون اور مین جنب تہا۔

(۲۶) امام مالک نے سلیمان بن یسار سے حضرت عمر رض نے فجر کی نماز پڑہائی پہر اپنی زمین کو گئے جو جرف مین تہی وہان
اپنے کپڑے مین احتلام کا نشان پایا تو کہا ہمنے جب سے چربی کہائی تو رگین نرم ہو گئین پہر اونہون نے غسل کیا اور احتلام
کو دہویا اپنے کپڑے سے اور نماز کو لوٹایا اور ایک روایت مین یون ہے اونہون نے کہا جب سے مجہکو لوگون کی حکومت
ہوئی تو مین احتلام مین مبتلا ہو گیا پہر اونہون نے غسل کیا اور دہویا جو انکے کپڑے مین احتلام کا اثر تہا پہر نماز پڑہی
جب دن چڑہ گیا تہا اچھی طرح اطمینان سے اور ایک روایت مین یون ہے کہ قسم خدا کی مین دیکھتا ہون اپنے کو مگر مجھے
احتلام ہو گیا اور خبر نہین ہوئی اور مین نے غسل نہ کیا پہر غسل کیا پہر دہویا جو دیکھا اپنے کپڑے مین اور جو نہ دیکھا اوسپر
پانی چہڑک دیا اور اذان دی اور تکبیر کہی اخیر تک (۲۷) امام مالک نے یحیی ابن سعید رض سے اونکو پہونچا کہ حضرت ص
نے فرمایا کیا مشکل ہے تم مین سے ایک پر کہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنالی سوا اون کپڑون کے جنکو پہن کر کام کاج کرتا ہے
(۲۸) امام مالک نے ابن عمر سے وہ نہ جاتے جمعہ کو مگر تیل اور خوشبو لگا کر (۲۹) غسل جنازہ کا بیان کتاب الجنائز
مین ہوگا اور وہین اس غسل کی حدیثین بیان کیجاوین گی انشاء اللہ تعالی (۳۰) ابن ماجہ نے ابو ایوب انصاری
سے حضرت ص نے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ اور امانت کا ادا کرنا کفارہ ہین اُن گناہون کا جو انکے بیچ مین ہون
ہمنے کہا امانت کا ادا کرنا کیا ہے آپ نے فرمایا جنابت کا غسل کیونکہ ہر بال کے تلے جنابت ہے (۳۱) تہہرے پانی مین
غسل نہ کرنیکی حدیثین کتاب الوضوء مین گذر چکین (۳۲) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے حضرت ص نے فرمایا
کوئی تم مین سے کہلے میدان مین غسل نہ کرے اور نہ چہت کے اوپر اگر وہ کسی کو نہین دیکھتا تو اور لوگ اوسکو دیکھتے ہین
اوسکی اسناد مین حمانی اور حسن بن عمارہ دونو ضعیف ہین (۳۳) ابن ماجہ نے ابن عباس سے حضرت ص نے
جنابت کا غسل کیا پہر ایک ٹکڑا بدن کا دیکھا جسکو پانی نہ پہونچا تہا آپ نے اپنے بالون کو اوسپر نچوڑ دیا اور حضرت
علی سے کہ ایک شخص آیا حضرت ص کے پاس اور بولا مین نے جنابت کا غسل کیا اور فجر کی نماز پڑہ لی پہر صبح ہوئی
تو مین نے ناخون برابر ایک مقام دیکھا جہان پانی نہ پہونچا تہا آپ نے فرمایا اگر تو اپنا ہاتہہ اوسپر پہیر لیتا تو کافی
ہو جاتا (۳۴) ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ حضرت ص کی بعضی بی بیون نے ایک کٹہرے
سے غسل کیا پہر حضرت ص نے ارادہ کیا وضو کرنیکا اُسی سے (یعنے جو پانی اوسمین بچ رہا تہا اوس سے) وہ بولین یا رسول اللہ
مین جنب تہی آپ نے فرمایا پانی جنب نہین ہوتا (۳۵) امام احمد نے ام سلمہ رض سے آپ جنب ہوتے پہر سو رہتے پہر جاگتے پہر
سو رہتے (۳۶) ابو داؤد نے شعبہ سے جو دینار کے بیٹے ہین اور مولی تہے ابن عباس کے کہ ابن عباس جب جنابت
کا غسل کرتے تو اپنے داہنے ہاتہہ سے بائین ہاتہہ پر سات بار پانی ڈالتے پہر اپنی شرمگاہ دہوتے ایکبار بہول گئے کتنی

بار بار پانی ڈالا مجھ سے پوچھا بیٹے کہا میں نہیں جانتا تھا انہوں نے کہا تیری ماں نہیں تو نے کیوں نہ جانا پھر وضو کرتے تھے نماز کا سا پھر لیتے پھر پانی بہاتے اور کہتے حضرت ؐ ایسا ہی غسل کرتے تھے (۳۷) امام احمد نے حمید حمیری سے میں ایک صحابی سے ملا جو حضرت ؐ کی صحبت میں چار برس رہا تھا جیسے ابو ہریرہؓ رہے تھے اوس نے کہا منع کیا حضرت ؐ نے عورت کو غسل کرنے سے مرد کے بچے پانی سے یا مرد کو عورت کے بچے پانی سے اور منع کیا آپ نے ہر روز کنگھی کرنے سے یا نہانے کی جگہ میں پیشاب کرنے سے نکالا اوسکو ابوداؤد اور نسائی نے اوس میں کنگھی اور پیشاب کا ذکر نہیں ہے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن سرجس سے اور یہ حدیث کتاب الوضوء میں گذر چکی (۳۸) امام مالک نے حضرت عائشہ سے اون سے پوچھا گیا عورت جنابت کا غسل کیونکر کرے اونہوں نے کہا اپنے سر پر تین چلو ڈالے اور ملے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے (۳۹) امام مالک نے عبد اللہ بن عمر کو پسینہ آتا کپڑے میں اور وہ جنب ہوتے پھر اوسی کپڑے میں نماز پڑھتے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

کتاب الحیض

کتاب حیض کے بیان میں

حیض کے معنے بہنا اور عرف میں حیض کہتے ہیں عورت کی خون بہنے کو مقام مخصوص سے اوقات مخصوص میں (ز فتح) حیض کے نو نام ہیں عربی زبان میں طمث ضحک اکبار اعصار دراس عراک فراک طمس نفاس اور شرع میں حیض کہتے ہیں اُس خون کو جو رحم کی قعر سے نکلتا ہے عورت کے جوان ہونے کے بعد مخصوص اوقات میں اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت نکلے اور نفاس وہ خون ہے جو جننے کے بعد نکلتا ہے اردو زبان میں حیض کے کئی کنائے ہیں ایام آنا دنوں سے ہونا کپڑوں سے ہونا ٹوپی اُترنا پہلی بار حیض آنیکو دکن کی زبان میں کہتے ہیں ق

قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ فَاِذَا تَطَھَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

اور فرمایا اللہ تعالی نے (سورۂ بقر میں) اور پوچھتے ہیں تجھ سے حیض کو تو کہہ وہ پلید ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض میں اور مت نزدیک ہو اونکے یہانتک کہ پاک ہو جاویں پھر جب پاک ہو جاویں تو آؤ اونکے پاس (یعنے جماع کرو اُنسے) اوس مقام میں جہاں تمکو اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ تعالی دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو **ف** گناہوں سے اور پلیدی سے جیسے حیض میں جماع کرنے سے طیبی نے کہا حیض کو پلید کہا بوجہ اُسکی بدبو اور ناپاکی کے اور خطابی نے کہا اذی وہ چیز ہے جو ناگوار ہو لیکن سخت نہ ہو جیسے لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ اِلَّآ اَذًی اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے انس رضہ سے نکالا کہ یہود میں جب عورت حائضہ ہوتی تو اُسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ اُس کو جمع کرتے گھروں میں تو حضرت ؐ کے صحابہ نے حضرت ؐ سے پوچھا تب

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اوتاری وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ اخیر تک پھر آپ نے فرمایا کہ سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہونچی اونہون نے کہا یہ شخص نہین چاہتا کہ ہمارے کامون مین سے کوئی کام چھوڑے جس مین ہمارا خلاف نہ کرے پھر اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر دونو آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہین کیا ہم انکو اپنے گھرون مین اکٹھا نکرین یہ سنکر آپکے چہرے کا رنگ بدل گیا یہانتک کہ ہم سمجھے آپ کو غصہ آیا اون دونون پھر وہ دونو نکلے اوسکے بعد آپکے پاس دودہ کا حصہ آیا آپ نے اونکے پیچھے کسیکو بھیجا پھر ان دونو کو دودہ پلایا اسوقت انکو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ اونپر نتہا اور طبری نے روایت کیا سدی سے کہ اول جس نے حیض کو پوچھا آپ سے وہ ابو الدحداح تہا (فتح مع زیادۃ)

بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ حیض کیونکر شروع ہوا وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ

اور فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ وہ چیز ہے (یعنے حیض) جسکو لکھدیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے بیٹیونپر **ف** یعنے اونکی تقدیر مین لکھدیا تو اسکا علاج نہین ہو سکتا اور کوئی عورت حیض سے چھٹ نہین سکتی اسحدیث کو اس لفظ سے مؤلف نے خود وصل کیا چند بابون کے بعد جیسے آگے آویگی اور اس باب مین جو حدیث نکالی اوسمین شئی کے بدلے امر ہے ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور برماوی نے انپر اعتراض کیا کہ چند بابون کے بعد مؤلف نے اسحدیث کو بیان کیا ہے جو اس باب مین بیان کی پھر یہ کہنا کہ اسکو وصل کیا دوسرے مقام مین محل ہے البتہ یہ دوسرے مقام مین امر کا لفظ ہے شئی کے بدلے شئی کی روایت نکلنے یا یہ لفظ بھی کسی روایت مین ہوگا انتہے مین کہتا ہون کہ برماوی کا اعتراض حافظ صاحب پر مضحکہ اطفال ہے جو حافظ صاحب نے کہا وہی صحیح ہے اس باب مین جو حدیث مؤلف نے نکالی اوسمین اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ ہے اور مطلب حافظ صاحب کا یہ ہے کہ شئی کے لفظ سے اسکو مؤلف نے دوسری جگہہ وصل کیا اور یہ صحیح ہے چنانچہ بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ مین جو آگے آتا ہے مؤلف نے اوسکو اس لفظ سے نکالا فَاِنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ اور برماوی نے معلوم نہین کس حالت مین یہ اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ خود نہ دیکھا مؤلف نے شئی کا لفظ صاف آگے روایت کیا اور وہ کہتے ہین کہ شئی کی روایت بالمعنے ہے اور جسنے دیکھکر غور کرکے صحیح لکھا آونپر ہے اوسکے حافظے اور علم پر اوسپر بجائے تحسین کے اعتراض جمایا یہی حال ہوتا ہے ان لوگون کا جو اہل سنت پر بغیر سمجھے بوجھے اعتراض کر بیٹھتے ہین وہ خود ہنسے جاتے ہین وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ اور بعضون نے کہا (عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ نے) سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل کی عورتونپر بھیجا گیا **ف** مراد مؤلف کی اس سے وہ روایت ہے جو عبد الرزاق نے نکالی باسناد صحیح ابن مسعود سے کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتین ایک جگہہ نماز پڑہتے تہے پہر عورت مرد کو دیکھتی تب اللہ تعالیٰ نے عورتونپر حیض کو بھیجا اور اونکو

منع کر دیا مسجد سے اور عبد الرزاق نے حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی نکالا قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰہِ وَحَدِیْثُ النَّبِیِّ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرُ امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس سے زیادہ بڑی ہے کیونکہ وہ شامل ہے تمام عورتوں کو اور انمین صرف بنی اسرائیل کا ذکر ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ حدیث زیادہ ہے از روی قوت کے ان اقوال سے کرمانی اور عینی کے بعض نسخون مین اکبر ہے یعنے حضرت ؐ کی حدیث بڑی ہی یعنے اسکی پیروی مقدم ہے صحابہ کے اقوال پر اور جب حدیث صحابہ کے اقوال پر مقدم ہے تو اور مجتہدون کی اقوال حدیث کی خلاف کس شمار مین ہین اور داودی نے کہا دونو مین مخالفت نہین کیونکہ بنی اسرائیل کی عورتین بھی آدم کی بیٹیان تہین تو احتمال ہی کہ آدم کے بیٹون سے بنی اسرائیل کی عورتین مراد ہون قسطلانی نے کہا مخالفت ظاہر ہے کیونکہ اس قول سے لازم آتا ہے کہ بنی اسرائیل کے سوا اور عورتون کو حیض نہ آتا ہوگا اور حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ حیض تمام عورتون کے لیے ہے خواہ اسرائیلی ہون یا نہ ہون حافظ ابن حجر نے کہا ممکن ہے تطبیق اسطرح سے کہ عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ کے قول مین حیض سے اسکی کثرت مراد ہو اور یہ عذاب ہوا اونپر اور قرینہ اوسکا یہ ہے کہ ان اقوال مین یہ ہے کہ اونکو روک دیا مسجد سے پس معلوم ہوا کہ اونکو دائمی حیض ہوگیا تہا یعنے ہمیشہ آتا تہا بند نہ ہوتا تہا ورنہ حیض سے پاک ہونے پر مسجد مین آسکتی تہین پہر مسجد سے روکنا کیونکر صحیح ہوگا) اور عینی نے حافظ صاحب پہ یہہ اعتراض کیا کہ ان اقوال مین یہ ہی کہ سب سے پہلے حیض اونپر بہیجا گیا پہر اگر حیض پہلے سے تہا تو سب سے پہلے اونپر بہیجا جانا کیونکر درست ہوگا اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل مین حیض کا طول ہو گیا تہا اور کسنے اسکو نقل کیا پہر اپنی طرف سے یہ جواب دیا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی عورتون کا حیض بند کر دیا ہو عذاب کی راہ سے اور ایک مدت اسیطرح گذری ہو بعد اوسکے اللہ نے اونپر رحم کیا ہو اور حیض کو دوبارہ جاری کر دیا ہو نسل باقی رکہنے کے لیے پس جب دوبارہ حیض آیا تو وہ اول ہوا بہ نسبت اس مدت کی جب بند ہو گیا تہا اور اس لحاظ سے اول کہا اور یہ تقریر عینی کی ظاہر الفساد ہے اور تعجب ہے عینی سے کہ وہ اس قسم کے اعتراض حافظ صاحب پر کرتے ہین جنکا منشا نری نفسانیت ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ حافظ صاحب نے یون فرمایا ہے کہ ممکن ہے اسطور سے جمع کرنا اور امکان کے لیے وقوع کی سند لانا ضرور نہین اور جہان نصوص مین مخالفت ہو وہان ہمیشہ ایسے ہی احتمالات سے تطبیق کرتے ہین البتہ یہ ضرور ہے کہ اس احتمال کے خلاف ثبوت نہ ہو چکا ہو اور یہان یہ ثابت نہین ہوا کہ طول حیض کا عذاب اونپر نہین ہوا تہا بلکہ قرآن مین جمع آیا ہے کہ ہم نے اونپر خون بہیجا یہ زیادہ مناسب ہے اس احتمال کے کیونکہ حیض بہی ایک خون ہے اور کثرت اور طول حیض عذاب ہی اور اگر ہم عینی کی تقریر کو مان بہی

بیوین اور حافظ صاحب کی توجیہ کو صحیح نہ سمجھین تب بھی جو توجیہ عینی نے کی ہے وہ تو حافظ صاحب کی توجیہ سے زیادہ قابل ہٹیرتی ہے کس لیے کہ ان اقوال سے صاف نکلتا ہے کہ حیض کا بھیجنا اونپر عذاب تہا کیونکہ اونکی عورتین مردون کو گھورتی تھین اور عینی کی تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ حیض بند ہو گیا تہا اس صورت مین اُسکا دوبارہ بھیجنا رحمت ہوگا نہ عذاب اور لطف یہ ہے کہ خود عینی لکھتے ہین کہ اللہ نے اونپر رحم کیا اور حیض کو دوبارہ جاری کر دیا اور جو عذاب تہا اُسکو رحمت کیے دیتے ہین علاوہ اسکے جیسے اسکا ثبوت نہین ہے کہ اونکو طول حیض کا عذاب ہوا تہا ویسے ہی اسکا بھی ثبوت نہین ہے کہ پہلے اونکے حیض بالکل بند ہو گئے تہے اور ایک مدت تک ایسا ہی رہا بعد اوسکے پہر حیض بھیجی گئی بلکہ اس توجیہ مین دو خلاف عادت امر کا قائل ہونا ضرور ہے ایک تو عورتون سے بالکل حیض کا موقوف ہو جانا دوسرے پہر اونکا ایک ہی حیض کی بارش ہونا سب عورتونپر اور حافظ صاحب نے جو توجیہ کی اُسمین کوئی امر عادت کے خلاف نہین اکثر عورتونکو استحاضہ کی بیماری ہو جاتی ہے پس احتمال ہے کہ یہی بطور عذاب کے بنی اسرائیل کی سب عورتون کو ہو گیا ہو اس صورت مین عینی کا یہ کہنا کہ یہ کیونکر درست ہوگا کہ حیض سب سے اول اُنپر بھیجا گیا محض نافہمی ہے کسلیے کہ حیض سے مراد وہی حیض ہے جو عذاب کے طور پر بھیجا جاوے یعنے دائمی حیض اور شاید وہ سب سے اول بنی اسرائیل کی عورتونپر بھیجا گیا ہو اسمین کونسا فساد لازم آتا ہے پس معلوم ہوا کہ جو توجیہ حافظ صاحب نے کی وہی عمدہ ہے پہر حافظ صاحب نے فرمایا کہ طبری وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اس آیت مین وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ یعنی حضرت ابراہیم ع کی عورت کہڑی تہین وہ ہنسین ہنسنے سے یہان مراد حیض آنا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم بنی اسرائیل سے پہلے تہے اور حاکم اور ابن منذر نے باسناد صحیح ابن عباس سے نکالا کہ شروع حیض حضرت حوا علیہا السلام کو آیا تہا جب وہ جنت سے اوتاری گیئن تو آدم کی بیٹیون سے اونہی کی بیٹیان مراد ہونگی نہ بنی اسرائیل کی عورتین جیسے داؤدی نے کہا قسطلانی نے کہا بعضے نے یہ جواب دیا کہ حیض کے بھیجنے سے اُسکا حکم بھیجنا مراد ہے یعنی حیض مسجد مین آنیکا مانع ہونا اور نماز کا مانع ہونا یہ حکم سب سے پہلے بنی اسرائیل کی عورتون کو دیا گیا اور حدیث مین حیض سے مراد اُسکا ظاہری معنے ہے یعنے وجود حیض کا پس حدیث مین اور ان اقوال مین تخالف نہ ہوگا قسطلانی نے کہا کہ جانورون مین جنکو حیض آتا ہے وہ یہ ہین عورت اور بجو کی مادہ اور چمگادڑ اور خرگوش کی مادہ اور بعضون نے کہا کتیا کو بھی آتا ہے اور ابو داؤد نے سنن مین عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعاً روایت کیا کہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور بعضون نے کہا اونٹنی اور چھپکلی کو بھی حیض آتا ہے

باب الْأَمْرِ بِالنُّفَسَاءِ إِذَا نُفِسْنَ حیب حائضہ عورتون کو حیض آوے تو کیا حکم ہے **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ

خرجنا لا نرى الا الحج فلما كنا بسرف حضت فدخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا
ابكي فقال مالك انفست قلت نعم قال ان هذا امر كتبه الله على بنات آدم فاقضي ما يقضي
الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت قالت وضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نسائه بالبقر
ترجمہ حضرت عائشہ رض نے کہا ہم نکلے ہمارا قصد نہیں تھا مگر حج کا جب ہم سرف (ایک مقام ہے دس یا نو یا سات
یا چھ میل پر مکہ سے) میں پہونچے تو مجھے حیض آگیا پھر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے میں رو رہی
تھی آپ نے فرمایا کیا ہوا تجھکو کیا حیض آگیا میں نے کہا ہاں آپنے فرمایا یہ امر تو وہ ہے جو اللہ نے لکھ دیا آدم علیہ السلام
کی بیٹیوں پر تو کر وہ کام جو حاجی کرتا ہے (یعنے حج کے تمام ارکان ادا کر) فقط بیت اللہ کا طواف مت کر جب تک
پاک نہو حضرت عائشہ نے کہا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کی اپنی بی بیوں کیطرف سے گائے کی
ف یعنے سات بی بیوں کیطرف سے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ ایک گائے کی قربانی کئی عورتوں کیطرف سے درست ہے
حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی پوری بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسکو اضاحی
میں بھی نکالا اور مسلم اور ابن ماجہ نے حج میں اور نسائی نے حج اور طہارت میں

باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دہووے اور اوسمیں کنگھی کرے **حدثنا** عبد الله بن يوسف
قال حدثنا مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كنت ارجل رأس رسول الله صلى
الله عليه وسلم وانا حائض ترجمہ ام المومنین عائشہ رض نے کہا میں کنگھی کرتی تھی جناب سالتمآب سرور عالم حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں اور میں حائضہ ہوتی ف حدیث میں صرف کنگھی کا ذکر ہے
اور باب میں سر دہونا بھی مذکور ہے تو مؤلف نے دہونے کو قیاس کیا کنگھی پر یا اشارہ کیا دوسرے طریق کیطرف
جو آگے آویگا اوسمیں سر کا دہونا صراحۃً مذکور ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسکو لباس میں بھی اور نسائی نے
طہارت میں اور اعتکاف میں نکالا **حدثنا** ابراهيم بن موسى قال حدثنا هشام بن يوسف ان
ابن جريج اخبرهم قال اخبرني هشام بن عروة عن عروة انه سئل اتخدمني الحائض او تدنو
مني المرأة وهي جنب فقال عروة كل ذلك علي هين وكل ذلك تخدمني وليس على احد
في ذلك بأس اخبرتني عائشة انها كانت ترجل رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي حائض
ورسول الله صلى الله عليه وسلم حينئذ مجاور في المسجد يدني لها رأسه وهي في حجرتها فترجله وهي حائض ترجمہ عروہ سے پوچھا
گیا کیا خدمت کرے میری حائضہ یا نزدیک ہو مجھسے عورت اور وہ جنب ہو عروہ نے کہا یہ سب آسان ہے اور یہ سہل ہے یعنے جنبا

اور حائضہ دونو کا میری خدمت کرنا میرے پاس آنا) اور دونو میری خدمت کرتی ہین اور کسی پر اس بات مین کچھ حرج نہین ہر
سے خبر دی مجھکو عائشہ اُم المومنین رض نے کہ وہ کنگہی کرتی تہین جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور وہ حائضہ
ہوتین اور جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت اعتکاف مین ہوتے تہے مسجد مین آپ اپنا سر نزدیک کر دیتے اونکے اور وہ حجرے
مین ہوتین (حجرہ مسجد کے پاس تہا) وہ آپکی کنگہی کر دیتین اور وہ حائضہ ہوتین **ف** حافظ نے کہا حضرت
عائشہ کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تہا اور عروہ نے جنابت کو حیض پر قیاس کیا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے اور کنگہی
پر اور خدمت کا بہی قیاس کیا اور حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ کا بدن اور پسینہ پاک ہی اور اعتکاف مین جو مباشرت
ممنوع ہے وہ جماع ہے یا مقدمات جماع (جیسے بوس و کنار وغیرہ) اور حائضہ کو مسجد مین نہ جانا چاہیے ابن بطال نے
کہا حدیث حجت ہی شافعی پر جنہون نے کہا کہ مطلق عورت کا چہونا وضو کو توڑ دیتا ہی حالانکہ یہ حدیث بہی حجت نہین کیونکہ اعتکاف مین وضو شرط نہین
اور حدیث مین اسکا ذکر نہین کہ آپنے کنگہی کراکر پہر نماز پڑہی اسکے سوا بالون کے چہونے سے وضو نہین ٹوٹتا قسطلانی
نے کہا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ اعتکاف مین اپنے بدن کا ایک جزو مسجد سے باہر کرنا درست ہے اور اس سے اعتکاف باطل نہین
ہوتا اور حائضہ کی مباشرت درست ہے اور آیت مین جو ہی کہ اُن سے مباشرت مت کرو اعتکاف مین تو مراد اُس سے جماع یا دواعی جماع ہین اعتکاف مین درست
نہین ہے انتہی مختصرا

باب قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ مرد کا اپنی عورت کی گود مین قرآن پڑہنا اور وہ حیض سے ہو

وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ فَتَأْتِيهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهِ اور ابو وائل (شقیق بن سلمہ تابعی مشہور) اپنی لونڈی کو بہیجتے ابو رزین (مسعود بن مالک اسدی تابعی) کے
پاس وہ مصحف لیکر آتی تو اُسکو پکڑتی فیتہ سے **ف** یعنے وہ فیتہ پکڑ کر اوٹہا لاتی جو جزدان کے اوپر رہتا ہے حافظ
نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح ابو وائل سے نکالا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو وائل اور ابو رزین کا یہ قول
تہا کہ حائضہ مصحف کو اسکا فیتہ پکڑ کے اٹہا سکتی ہی لیکن مصحف کو ہاتہ لگانا درست نہین اور مناسبت اس اثر کی
باب کی حدیث مین حائضہ کا مومن کو اوٹہانا مذکور ہے جسکے دل مین قرآن ہے اور اس اثر مین حائضہ کا اُس تہیلے کو اٹہانا
مذکور ہے جسمین قرآن ہے اور ابو حنیفہ رح کا قول یہی ہے اور جمہور اسکے خلاف مین ہین اور قسطلانی نے کہا کہ مولف
کی غرض اس اثر کے لانیسے یہ ہے کہ جنب اور حائض کو مصحف کا اٹہانا درست ہے جب اوسکو ہاتہ نہ لگے کیونکہ حضرت نے فرمایا
مومن نجس نہین ہوتا اور آپنے ہرقل کو کتاب لکہی اوس مین قرآن کی آیت تہی اور آپ جانتے تہے کہ وہ اسکو چہوئینگے
حالانکہ وہ نجس تہے اور جمہور کی دلیل اللہ تعالی کا قول ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ البتہ اگر مصحف کے ساتہ اور اسباب بہی ہو
یا تفسیر بہی تو اسکا اوٹہانا درست ہے بشرطیکہ قرآن کا قصد نہ ہو اور جو قرآن کا قصد ہو یا قرآن تفسیر سے زیادہ ہو تو حرام

ہے سترجم کہتا ہے ہم اس مسئلے کو تفصیل سے کتاب الوضوء مین بیان کر چکے ہین حدثنا ابو نعیم الفضل ابن دکین سمع زھیرا عن منصور بن صفیۃ ان امہ حدثتہ ان عائشۃ حدثتھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتکئ فی حجری وانا حائض ثم یقرأ القرآن ترجمہ ام المومنین عائشہ نے بیان کیا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میری گود پر تکیہ لگاتے اور مین حیض سے ہوتی پھر آپ قرآن پڑھتے ف مصنف نے تو حید مین نکالا کہ آپ قرآن پڑھتے اور آپ کا سر میری گود مین ہوتا اور مین حائضہ ہوتی تو تکیہ لگانے سے مراد گود مین سر رکھنا ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کے قریب مین قرآن پڑھنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو بیمار ہو وہ حائضہ عورت پر ٹیکا دیکر نماز پڑھ سکتا ہے جب اوسکے کپڑے پاک ہوں قسطلانی کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا طہارت مین باب من سمی النفاس حیضا نفاس کو حیض کہنا ف اسمین اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے حیض کو نفاس کہنا نکلتا نہ نفاس کو حیض کہنا اور اسکا جواب یہ ہے کہ مطلب مولف کا یہ ہے کہ نفاس اور حیض کا حکم ایک ہے اور چونکہ نفاس مین کوئی حدیث مولف کی شرط پر نہ تھی اسلیے اس حدیث کو لائے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفاس کا اطلاق حیض پر ہوتا ہے تو دونو کا حکم بھی ایک ہوگا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اطلاق ہونے سے حکم کا اتحاد ہونا ضرور نہین ہے بعض کہتے ہین سمی اطلق کے معنون مین ہے تو مطلب صاف ہے یعنے جسنے نفاس کا اطلاق کیا حیض پر اور یہ حدیث کے موافق ہے بعض کہتے ہین عبارت مین قلب ہے اور اصل عبارت یون ہے سمی الحیض نفاسا واللہ اعلم حدثنا المکی بن ابراھیم قال حدثنا ھشام عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ ان زینب بنت ام سلمۃ حدثتہ ان ام سلمۃ حدثتھا قالت بینا انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعۃ فی خمیصۃ اذ حضت فانسللت فاخذت ثیاب حیضتی فقال انفست قلت نعم فدعانی فاضطجعت معہ فی الخمیلۃ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ایکبار مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر مین لیٹنے مین مجھکو حیض آیا مین چپکے سے کھسک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے لیے آپ نے فرمایا کیا تجھے نفاس ہوا (یعنی حیض آیا) مین نے کہا ہان پھر آپ نے مجھکو بلایا مین آپکے ساتھ لیٹی چادر مین ف اس حدیث سے ترجمہ باب نکلتا ہے آپ نے حیض کو نفاس فرمایا خمیلہ کہتے ہین چادر کو جسکا حاشیہ ہوتا ہے اور خمیصہ سیاہ کملی اون کی حافظ نے کہا مین نے کسی طریقہ مین سوا اس طریقہ کے خمیصہ نہین پایا سب نے خمیلہ کہا اور دونو مین تخالف نہین کیونکہ مراد وہ کملی ہے جسکو حاشیہ ہو یعنے سرا اوسکو خمیلہ بھی کہہ سکتے ہین اور ام سلمہ جو جلدی سے نکل رہا گئین اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ڈرین کہین آپ کی مبارک جسم مین خون نہ لگ جاوے یا اپنے تئین پلید سمجھین اور حضرت م کے ساتھ ایسی حالت مین

لیٹنا مناسب نہ جانا یا ڈرین کہین آپ اُنسے عزہ نہ لیوین (لپٹانے وغیرہ سے) تو وہ گئین اسکی طیاری کرنے (اور ایک اوپر کپڑا لپیٹ لین) اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کے ساتھ اوسکے کپڑون مین سو سکتے ہین اور ایک چادر مین لپٹ سکتے ہین انتہے مختصراً اور اسکو مؤلف نے صوم مین نکالا اور طہارت مین اور مسلم اور نسائی نے (قسطلانی)

باب مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ حائضہ عورت سے مباشرت کرنا **ف** یعنے بدن سے بدن لگانا بوس وکنار کرنا یہ سب درست ہے صرف جماع درست نہین ہے **حَدَّثَنَا** قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** اُم المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے مین اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونون جنب ہوتے اور ایک برتن کسی غسل کرتے اور آپ مجھکو حکم کرتے مین ازار باندھ لیتی پھر آپ مجھسے مباشرت کرتے اور مین حائضہ ہوتی اور آپ اپنا سر میری طرف نکالدیتے اعتکاف مین مین اسکو دھو دیتی اور مین حائضہ ہوتی **ف** اس حدیث کو مؤلف نے صوم مین بھی نکالا اور مسلم نے طہارت مین اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے (قسطلانی) **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحٰقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ تَابَعَهُ خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ **ترجمہ** اُم المومنین عائشہ رض نے کہا ہم مین سے کوئی جب حائضہ ہوتی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے مباشرت کا ارادہ کرتے تو اُسکو حکم کرتے تہبند باندھنے کا جب حیض کا جوش ہوتا (یعنے شروع زمانہ مین) پھر مباشرت کرتے اوس سے حضرت عائشہ نے کہا تم مین سے کون اپنی شہوت کو ایسا روک سکتا ہے جیسے آپ روک سکتے تھے **ف** تو آپ مباشرت فرماتے اور آپ سے یہ ڈر نہ تھا کہ جماع کرینگے برخلاف اور لوگون کے اون کو مباشرت مین احتیاط لازم ہے بلکہ اگر شہوت زیادہ ہو تو مباشرت سے بھی پرہیز کرنا لازم ہے ایسا نہو کہ جماع کر بیٹھین اور گنہگار ہون حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپکو اپنی شہوت پر اختیار تھا پھر بھی آپ ازار کے اوپر مباشرت کرتے یعنی ناف سے گھٹنے تک مباشرت بھی نہ کرتے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ حائضہ سے ناف سے لیکر گھٹنے تک سے مباشرت کرنا حرام ہے اور وطی تو حرام ہی ہے اور یہ مالکیہ کے قاعدہ کے موافق ہے کہ جو ذریعہ ہو برے

کام کا اُسکو روکنا چاہیے اور اکثر سلف اور ثوری اور احمد اور اسحق کا یہ قول ہے کہ حائضہ سے صرف وطی یعنی دخول کرنا شرمگاہ مین حرام ہے اور حنفیہ مین سے امام محمد کا یہی قول ہے اور طحاوی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور مالکیہ مین سے اصبغ نے اسیکو اختیار کیا ہے اور شافعیہ کا بہی ایک قول یہی ہے اور ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے اور نووی نے کہا دلیل کے رو سے بہی اسی کو ترجیح ہے کیونکہ مسلم کی روایت مین ہر سب کام کرو سوا جماع کے اور انہون نے باب کیحدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے یعنی مستحب یہ ہے کہ ناف کے نیچے مباشرت نہ کرے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلون مین ابن دقیق العید نے کہا باب کیحدیث سے یہ نہین نکلتا کہ ازار کے نیچے مباشرت منع ہے کیونکہ اسمین صرف ایک فعل مذکور ہے انتہے اور اسکے جواز پر یہ دلیل ہے جو ابو داؤد نے باسناد قوی نکالا عکرمہ سے اونہون نے حضرتؐ کی بعض بی بیون سے کہ آپ جب حائضہ عورت سے کچہہ ارادہ کرتے تو اوسکی شرمگاہ پر ایک کپڑا ڈال دیتے اور طحاوی نے اسکی جواز پر یہ دلیل لی ہی کہ ازار کے نیچے مباشرت کرنے سے شرمگاہ کو چھوڑ کر نہ حد لازم آتی ہے نہ غسل واجب ہوتا ہے پس مشابہ ہوئی یہ مباشرت ازار کے اوپر مباشرت سے اور بعض شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ اپنے تئین روک سکتا ہو جماع سے اور قادر ہو ضبط پر تو اسکو ازار کے نیچے مباشرت جائز ہے ورنہ جائز نہین اور نووی نے اس قول کو اچھا کہا ہی اور احتمال ہے کہ حیض کے شروع مین جب خون کا جوش ہوتا ہے ازار کے نیچے مباشرت جائز نہ ہو اور اسکے بعد جائز ہو اور حدیث مین جو قید ہے کہ جب حیض کا جوش ہوتا یہ تائید کرتی ہے اُس احتمال کی اور موید ہے اسکی وہ جو ابن ماجہ نے نکالا باسناد حسن اُم المومنین اُم سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خون کے جوش سے تین دن تک پرہیز کرتے ہتی پہر اوسکے بعد مباشرت کرتے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثون مین کذا فی الفتح قسطلانی نے کہا کہ جمہور نے دلیل لی ہے اُسحدیث سے جو ترمذی نے نکالی اور کہا کہ حسن ہے کہ آپ پوچھے گئے حائضہ سے کیا درست ہی آپ نے فرمایا ازار کے پرے اور اسحدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا طہارت مین ت متابعت کی علی بن مسہر کی اسحدیث کی روایت کرنے مین خالد بن عبداللہ واسطی اور جریر بن عبدالحمید نے شیبانی سے ف پہر شیبانی کی بعد یہی اسناد ہے جو اوپر بیان ہوا حافظ نے کہا شیبانی نے اسحدیث کو ایک اسناد سے روایت کیا اسکا ذکر آگے آتا ہے اور خالد کی متابعت کو وصل کیا ابو القاسم تنوخی نے اپنے فوائد مین اسباب بن بقیہ سے اونہون نے خالد سے اور جریر کی متابعت کو وصل کیا ابو داؤد اور اسمعیلی اور حاکم نے مستدرک مین اور حاکم نے وہم کیا اسحدیث کی نکالنے مین کیونکہ یہ حدیث صحیحین مین موجود ہے شیبانی کی طریق سے اور روایت کیا اسکو شیبانی نے اسی سند سے منصور بن ابی الاسود نے انکی روایت کو ابو عوانہ نے اپنے صحیح مین نکالا انتہے حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ

حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشیبانی قال حدثنا عبد اللہ بن شداد قال سمعت میمونۃ تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یباشر امرأۃ من نسائہ امرھا فاتزرت وھی حائض رواہ سفیان عن الشیبانی ترجمہ ام المومنین میمونہ رض کہتی ہیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے اپنی بی بیوں میں سے کسی سے مباشرت کرنیکا تو اسکو حکم کرتے وہ تہ بند باندھ لیتی اور وہ حائضہ ہوتی روایت کیا اس حدیث کو سفیان ثوری نے شیبانی سے (یعنے اس سند سے اسکو نکالا امام احمد نے مسند میں اور روایت کیا شیبانی سے خالد بن عبد اللہ نے اسی سند سے اسکو نکالا اسلم نے اور جریر بن عبد الحمید نے اسکو نکالا اسمعیلی نے حافظ نے کہا یہ اضطراب نہیں بلکہ شیبانی کبھی اس حدیث کو پہلی سند سے حضرت عائشہ رضی سے نقل کرتے اور کبھی دوسری سند سے حضرت میمونہ رض سے تو جریر اور خالد نے اونسے دونوں اسنادوں کو سنا اور ادا روایت ایک ایک اسناد کو اور نکالا اسکو ابو داؤد نے حفص بن غیاث سے اونہوں نے شیبانی سے میمونہ سے اور ابو معاویہ سے اونہوں نے شیبانی سے میمونہ سے اسمعیلی نے اور اسباط بن محمد سے اونہوں نے شیبانی سے میمونہ سے ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں) ف سبحان اللہ حافظ ابن حجر کا وفور علم ان اختلاف روایات کے بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی نظر حدیث کی کتابوں پر کیسی وسیع تھی اور اس امر میں جتنے بخاری کے شراح ہیں سب نے حافظ ابن حجر کے علم سے فائدہ اوٹھایا ہے قسطلانی نے کہا بعضوں نے کہا مراد اس سفیان سے سفیان بن عیینہ ہیں اور یہ ابہام مضر نہیں کیونکہ دونوں ثقہ ہیں اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے جزم کیا کہ مراد سفیان ثوری ہیں انتہے شوکانی نے کہا حیض کی حالت میں جماع کرنا یعنے فرج میں دخول کرنا تو باجماع اہل اسلام اور بنص قرآن حرام ہے اور اسکو حلال کہنے والا کافر ہے اور جو حلال نہ کہے لیکن بھول سے یا جہالت سے ایسا کر بیٹھے تو اوسپر گناہ نہ ہوگا نہ کفارہ اور جو عمداً ایسا کرے یہ جانکر کہ عورت حائضہ ہے اور حیض میں جماع حرام ہے تو اس نے کبیرہ گناہ کیا امام شافعی نے تصریح کی کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور اسکو توبہ کرنا واجب ہے اور کفارہ کے وجوب میں اختلاف ہے اوسکا بیان آگے آویگا اب فرج کے سوا اور مقاموں میں مباشرت کرنا اسکی دو قسمیں ہیں ایک تو ناف کے اوپر اور گھٹنے کے نیچے مباشرت کرنا ذکر سے خواہ بوسے سے خواہ معانقہ سے یا مساس یا لمس سے یہ تو بالاجماع حلال ہے اور ایک جماعت نے اسکے جواز پر اجماع نقل کیا ہے اور عبیدہ سلمانی سے یہ منقول ہے کہ بالکل مباشرت نہ کرے حائضہ سے اور نووی نے کہا کہ یہ قول مشہور اور مقبول نہیں ہے اور اگر عبیدہ سے یہ قول صحیح ہو تو مردود ہے احادیث صحیحہ اور اجماع سے دوسری قسم یہ ہے کہ ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر مباشرت کرے سوا قبل اور دبر کے اسمیں شافعیہ کے تین قول ہیں صحیح مشہور قول یہ ہے کہ حرام ہے دوسرا قول یہ ہے کہ حرام نہیں مکروہ ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر قادر ہو اپنے نفس پر فرج میں جماع کرنے سے روکنے پر بسبب شدت ورع یا ضعف کے تو جائز ہے

ورنہ جائز نہیں اور یہی قول کو اختیار کیا ہی مالک اور ابو حنیفہ نے اور یہی قول ہر اکثر علماء کا اون مین سے ہین سعید بن المسیب اور شریح اور طاؤس اور عطاء اور سلیمان بن یسار اور قتادہ اور جو لوگ جواز کی طرف گئے ہین اون مین سے ہین عکرمہ اور مجاہد اور شعبی اور نخعی اور حاکم اور ثوری اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور محمد بن حسن اور صبغ اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور اور ابن منذر اور داؤد ظاہری رضی اللہ عنہم **اس باب مین** جو احادیث آئی ہین وہ یہ ہین ایک تو عکرمہ کی حدیث حضرت کی بعض بی بیون سے جو اوپر گذری نکالا اوسکو ابو داؤد نے شوکانی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور صحیح مین اوسنے حجت لی ہی اور سکوت کیا اوس سے ابو داؤد اور منذری نے اور ابن الصلاح اور نووی نے کہا کہ ابو داؤد جس حدیث سے سکوت کرین اوس سے حجت لینا جائز ہے اور ابو داؤد نے خود تصریح کی کہ وہ اوسی حدیث سے سکوت کرتے ہین جو حجت لینے کے لائق ہوتی ہی دوسری مسروق بن اجدع کی حدیث اونہون نے کہا مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا مرد کو اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو کیا درست ہے اونہون نے کہا سب چیزین سوا شرمگاہ کے نکالا اسکو بخاری نے تاریخ مین اور ابن حزم نے تیسری حرام بن حکیم کی حدیث اپنے چچا سے اونہون نے حضرتؐ سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے میری عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپ نے فرمایا تیرے لیے ہے جو ازار کے اوپر ہے نکالا اسکو ابو داؤد نے اور حرام کے چچا کا نام عبد اللہ بن سعد ہے شوکانی نے کہا اس حدیث کو حافظ نے تلخیص مین ذکر کیا اور کلام نہین کیا اسمین اور اسکی اسناد مین دو شخص سچے ہین اور باقی ثقہ ہین چوتھی معاذ بن جبل کی حدیث مین انکی کہا یا رسول اللہ کیا حلال ہے مجھ کو اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپ نے فرمایا ازار کے اوپر اور اوس سے بچنا افضل ہے نکالا اسکو رزین نے امام محی السنۃ بغوی نے کہا اسکا اسناد قوی نہین ہین کہتا ہون نکالا اسکو ابو داؤد نے اور کہا وہ قوی نہین اور اوسکے اسناد مین بقیہ ہے جو روایت کرتا ہے سعید بن عبد اللہ اغطش سے اور نکالا اسکو طبرانی نے اسمٰعیل بن عیاش کی روایت سے اونہون نے سعید بن عبد اللہ خزاعی سے شوکانی نے کہا اگر یہ سعید وہی اغطش ہے تو بقیہ کی متابعت ہوئی لیکن سعید مجہول ہے حافظ نے کہا ہم نہین جانتے کسی نے اسکو ثقہ کہا ہو اور عبد الرحمان بن عائذ جو اسکو روایت کرتا ہے معاذ سے ابو حاتم نے کہا اسکی روایت حضرت علیؓ سے منقطع ہے تو معاذ سے بطریق اولی منقطع ہو گی **لشتے** پانچوین امام مالک اور دارمی کی حدیث زید بن اسلم سے مرسلاً کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپ نے فرمایا اپنی ازار مضبوط باندھ لے پھر تجھے اختیار ہے جو چاہے کرے اوسکے اوپر چھٹی نسائی کی روایت جمیع بن عمیر سے اونہون نے کہا مین حضرت عائشہؓ پاس گیا اپنی ماں اور خالہ کے ساتھ اُن دونون نے اونسے پوچھا حضرتؐ کیونکر کرتے تھے جب تم مین سے کسی کو حیض آتا اونہون کہا آپ ہم کو حکم کرتے جب ہم مین کسی کو حیض آتا ایک کشادہ ازار باندھنے کا پھر آپ

چمٹاتے اور اوسکے سینے اور چہاتیون کو ساتوین امام مالک کی روایت کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے امام محمد کی روایت
مین ہی کہ عبداللہ بن عمر رض نے حضرت عائشہ ؓ پاس کسیکو بہیجا اونسے پوچہنے کو کہ مرد مباشرت کرے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ
ہو اونہون نے کہا اپنے نیچے کے بدن پر ازار باندہ لیوے پہر اوس سے مباشرت کرے اگر چاہے اور ابوداؤد اور نسائی کی ایک
روایت مین ہی کہ حضرت ؐ مباشرت کرتے تہے اپنی عورتون سے جب وہ حائضہ ہوتین جب اونپر ازار ہوتی رانون اور
گہٹنون کی نصف تک جو دو کی رہتی اونکے حیض کے جوش کو آٹہوین عمارہ بن غراب کی روایت اونہون نے اپنی پہوپہی سے
سنا اونہون نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچہا اونہون نے کہا ہم مین سے ایک کو حیض آتا اور اوسکی اور اوسکی خاوند پاس بچہونا
نہین ہوتا سوا ایک بچہونے کے تو کیا کرے حضرت عائشہ ؓ نے کہا مین تجہسے بیان کرتی ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کیا ایک بار آپ رات کو آئے مین حائضہ تہی آپ مسجد مین گئے یعنے گہر کی مسجد مین پہر نہین لوٹے یہانتک کے میری آنکہون
مین نیند بہر گئی آپنے فرمایا میرے پاس آ مین نے کہا مین حائضہ ہون آپنے فرمایا اپنے دونو رانین کہولدے مین نے
اپنی رانین کہولدی آپنے اپنا رخسارہ و سینہ میری ران پر رکہا اور مین آپ پر جہک گئی یہانتک کہ آپ گرم ہوگئے پہر
سو رہے نکالا اوسکو ابوداؤد نے نوین ام حبیبہ کی حدیث معاذ نے کہا مین نے انسے پوچہا تم کیا کرتی تہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتہہ حیض مین اونہون نے کہا ہم مین سے جب کسی کو حیض شروع ہوتا تو جوش کے وقت مین اپنے
اوپر ازار باندہ لیتی نصف رانون تک پہر لیٹتی حضرت ؐ کے ساتہہ دسوین نکالا عبدالرزاق اور ابن جریر اور بیہقی
نے حضرت عائشہ ؓ سے اونسے پوچہا گیا مرد کو عورت سے کیا درست ہے جب وہ حائضہ ہو اونہون نے کہا سب چیزین
سوا اوسکی فرج کے اور ان سب روایتون مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد کا مذہب حق ہے یعنے حائضہ سے سوا
شرمگاہ کے اور سب جگہہ مباشرت کرنا درست ہے کیونکہ اسکی ممانعت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہین ہے اور حرام بن
حکیم کی حدیث صحیح مسلم کی حدیث کے معارض نہین ہو سکتی جس مین یہ ہے کہ سب کام کرو سوا جماع کے اور معاذ کی حدیث ضعیف
ہے اور زید بن اسلم کی روایت مرسل ہے اور باقی حدیثین حضرت عائشہ کی فعلی ہین اونسے ممانعت نہین نکلتی ازار کے
نیچے مباشرت کرنے کی اور خود حضرت عائشہ ؓ سے بسند صحیح ثابت ہی کہ اونہون نے سوا شرمگاہ کے اور سب جگہہ مباشرت
کی اجازت دی لیکن افضل یہی ہے کہ ازار کے نیچے مباشرت نہ کرے واللہ اعلم

باب ترک الحائض الصوم

حائضہ کا روزہ نہ رکہنا ف حائضہ کو نماز نہ پڑہنا تو ظاہر تہا کیونکہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے اسوجہ سے
امام بخاری نے اوسکو بیان نہ کیا اور روزہ نہ رکہنے کی ظاہر مین کوئی وجہ نہ تہی کیونکہ روزے کے لیے طہارت شرط نہین
ہے اسلیے اوسکو بیان کیا ایسا ہی کہا ابن رشید وغیرہ نے (فتح) حدثنا سعید بن ابی مریم قال اخبرنا

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَیْدٌ هُوَ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ

قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَاءِ

فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ

الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَیْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ

مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی قَالَ

فَذٰلِکِ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِهَا **ترجمہ** ابوسعید خدری رضی سے روایت ہو اونہون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم برآمد ہوئے (اپنے گہر سے یا مسجد سے) عید الضحیٰ کے دن یا عید الفطر کے دن (راوی کو شک ہے) عیدگاہ کو

(تو وعظ اور نصیحت کی لوگون کو) پہر گذرے عورتون پر اور فرمایا اے عورتو صدقہ دو مین دکہلایا گیا (معراج کی رات کو

یا کسوف کے دن جیسے ابن عباس کی حدیث سے اوپر گذرا) تم زیادہ تمہین دوزخ مین (بہ نسبت مردون کے) انہون

نے عرض کیا یا رسول اللہ کسوجہ سے (عورتین دوزخ مین زیادہ جاوینگی) آپنے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو **ف**

اور لعنت کرنا جائز نہین اُس شخص پر جسکے خاتمہ کا حال معلوم نہو البتہ جسکا کفر پر مرنا شرع سے ثابت ہو جیسے

ابوجہل اوسپر لعنت کرنا درست ہے اسیطرح درست ہے لعنت کرنا بلا تعین جیسے ظالمون اور کافرون پر (قسطلانی)

ت اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو مین نے عقل اور دین مین ناقص اور سنجیدہ شخص کے عقل کو کہونے والا تم سے

زیادہ نہین دیکہا **ف** یعنے تم اچہے دانا اور مستقل شخص کی عقل بگاڑ دیتی ہو تو ایسے ویسے تمہارے ہاتہ سے کب

بچ سکتے ہین **ت** اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے دین اور عقل مین کیا نقصان ہے آپنے فرمایا

کیا تم مین سے ایک عورت کی گواہی مرد کی آدہی گواہی کے برابر نہین ہے اونہون نے عرض کیا ہے آپنے فرمایا پس

یہی عقل کا نقصان ہے عورت کی کیا تم مین سے جب کوئی حائضہ ہوتی ہے تو نماز نہین پڑہتی ہے اور روزہ نہین رکہتی

ہے اونہون نے عرض کیا بیشک نماز نہین پڑہتی روزہ نہین رکہتی آپنے فرمایا یہ اوسکے دین کا نقصان ہے **ف**

حافظ نے کہا اس حدیث سے بہت فائدے نکلتے ہین عید کی نماز کے لیے عیدگاہ کو جانا امام کا حکم کرنا لوگون کو صدقہ

دینے کے لیے اور بعض صوفیہ نے اس سے یہ نکالا کہ مالدارون سے مال طلب کرنا درست ہے فقیرون کو دینے کے لیے

اور اسکی کئی شرطین ہین عورتون کا عیدگاہ مین آنا لیکن مردون سے علیحدہ رہنا فتنہ کے ڈر سے عورتون کو

الگ وعظ کہنے کا جواز ناشکری حرام ہونا قبیح باتین جیسے لعنت اور گالی بہت کرنا حرام ہونا نووی نے اس سے دلیل لی

دہ دونو کبیرہ گناہ ہین کیونکہ جہنم کا وعدہ ہوا اُن پر لعنت کی مذمت سختی کے ساتھ نصیحت کرنیکا جواز صدقہ کا
عذاب کو رفع کرنا اور صدقہ کا حقوق العباد کو سیٹنا عقل زیادہ کم ہونا ایسا ہی ایمان جیسے اوپر گذرا حائضہ کا حیض
کی حالت مین نماز اور روزہ نہ کرنے سے گنہگار نہ ہونا شاگرد کا اوستاد سے پوچھنا جو سمجھ مین نہ آوے آپ کے خلاق
اور حسن وعظ اور نصیحت کا حال قربان آپ کی مبارک صورت اور سیرت کے یا رب صلّ وسلّم دائماً ابداً علی
نبیک خیر الخلق کلہم (فتح)

بَابٌ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

حائضہ عورت حج کے سب ارکان ادا کرے صرف طواف نہ کرے بیت اللہ کا جب تک پاک نہ ہو) ف حافظ نے کہا
بعضون نے کہا امام بخاری اس باب مین جو حدیثین لائے ہین اُن سے غرض یہ ہے کہ حیض اور اسیطرح جو اوسکے مثل ہے جیسے
جنابت یہ تمام عبادات کے منافی نہین تو حیض اور جنابت کے ساتھ بعض عبادات بدنیہ درست ہین جیسے اذکار
وغیرہ اور حج کے ارکان بھی اسی قسم مین سے ہین سوا طواف کے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حج کے ارکان کا حالت حیض
مین درست ہونا نص سے ثابت ہوا ہے تو اوس پر دلیل لانیکی کیا حاجت ہے اور عمدہ وہ ہی جو ابن رشید نے کہا
ابن بطال کی متابعت سے کہ غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ جنب کے لیے قرآن پڑھنے کا جواز ثابت کرین حضرت عائشہؓ
کی حدیث سے اسلیے کہ جب حضرت نے سوا طواف کے اور سب ارکان اونکے لیے درست رکھے تو ارکان حج مشتمل ہین
لبیک اور ذکر اور دعا پر پس یہ سب حائضہ کے لیے درست ہونگے اور جب حائضہ کے لیے درست ہوئے تو جنب کے لیے بطریق
اولیٰ درست ہونگے کیونکہ حائضہ کا حدث جنب سے زیادہ سخت ہے اور جنب کو جو قرآن پڑھنا بعضون نے منع رکھا ہے تو اگر
وہ اس وجہ سے ہے کہ قرآن ذکر الٰہی ہے تو حج کے اذکار بھی ذکر الٰہی ہین اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو اوسکی دلیل بیان
کرنا ضرور ہے اور امام بخاری کے نزدیک وہ حدیثین صحیح نہین ہوئین جن سے لوگون نے اسکی ممانعت پر دلیل لی
ہے (اور ہم نے ان حدیثون کو کتاب الغسل مین بیان کیا) اگرچہ ان سب کو ملانیسے حجت قائم ہوجاتی ہے
پر اون مین سے اکثر حدیثین تاویل کے قابل ہین جیسے ہم اوسطرف اشارہ کرینگے اسیواسطے اونہون نے اور طبری اور ابن
منذر اور امام داؤد ظاہری نے جو لوگ قرآن کی تلاوت جنب کے لیے درست رکھتے ہین دلیل لی اس حدیث کی عموم سے
کہ حضرتؐ اللہ کی یاد کرتے تھے سب وقتون مین کیونکہ اللہ کی یاد عام ہے شامل ہے قرآن کو اور اوراد اذکار کو اور یہ حدیث
کو امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور مصنف نے ابراہیم نخعی کا اثر بیان کیا اسلیے کہ حائضہ کو قرآن
پڑھنا بالاجماع منع نہین ہے اور دارمی نے اسکو وصل کیا اس لفظ سے کہ چار آدمی قرآن نہین پڑھتے جنب اور
حائض اور پائخانہ مین اور حمام مین اور امام مالک سے بھی ابراہیم کے قول کیطرح مروی ہے اور ایک روایت مین اُن سے

یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے اور ایک روایت یہ ہی کہ حائض کو درست ہے اور جنب کو درست نہین اور بعضون نے کہا شافعی کا
قول قدیم بہی یہا ہی ابن عباس کے اثر کو لائے اوسکو ابن منذر نے وصل کیا اس لفظ سے کہ ابن عباس اپنا ورد پڑہتے
اور وہ جنب ہوتے اور ام عطیہ کی حدیث کو خود مؤلف نے وصل کیا عیدین مین یہ مصنف ابو سفیان کی حدیث کا ایک ٹکڑا
لائے (جو اوپر گذری بدء الوحی مین) اوس سے یہ نکالا کہ حضرت نے روم کے کافرون کو کتاب لکہی اور کفار جنب ہوتے
ہین اور اس خط مین دو آیتین تہین پس جب کفار کو اوس کتاب کا چہونا جائز ہوا اور وہ جنب تہے تو گویا جنب کو چہونا
جائز ہوا اور پڑہنا چہونے کی مثل ہے بلکہ چہونے سے کم ہے یہ ابن رشید نے توجیہ کی اور عمدہ توجیہ یون ہو سکتی ہے
کہ آپ نے اونکو اسی لیے کتاب لکہی تہی کہ وہ پڑہین پس حدیث سے صاف نکلتا ہی کہ جنب کو قرآن پڑہنا درست ہی جو لوگ
جائز نہین کہتے وہ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ اوس کتاب مین آیات قرآنی کے سوا اور مضمون بہی تہے تو وہ کتاب مشابہ
ہوئی تفسیر اور فقہ کی کتابون کے اور اونکا چہونا اور پڑہنا جنب کو درست ہے کیونکہ اوس سے قرآن کی تلاوت کا قصد
نہین ہوتا اور امام احمد نے کہا کہ کافرون کو ضرورت کیوجہ سے ایسی کتاب لکہنا درست ہے اور ایسا ہی اکثر شافعیہ نے کہا
اور بعضون نے کہا کہ ایک یا دو آیتین جنب کو پڑہنا درست ہین ثوری نے کہا اسمین کچہہ قباحت نہین کہ مسلمان
نصرانی کو قرآن کا حرف سکہلاوے شاید اللہ تعالی اوسکو ہدایت کرے اور ایک آیت سکہلانا مکروہ ہے کیونکہ وہ مثل
جنب کے ہے اور امام احمد رح سے منقول ہی کہ مکروہ ہے قرآن کا رکہنا بے موقع اور ایک روایت یہ ہی کہ اگر ہدایت کی
امید ہو تو سکہلانا درست ہے ورنہ درست نہین اور بعضون نے ابو سفیان کی حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ جنب کو قرآن
کا پڑہنا بقصد تلاوت ناجائز ہے یعنی قرأت کے قرآن سمجہہ کر لیکن اگر اوسنے کتاب کا ایک ورق پڑہا اور اوس مین قرآن کی آیت
تہی اور وہ نہین جانتا تہا کہ یہ قرآن ہے تو جائز ہے اور کافر کا یہی حال ہے وہ بقصد تلاوت کہان پڑہتا ہے اور اسکا
زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الجہاد مین آویگا (فتح) وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَاْسَ اَنْ تَقْرَاَ الْاٰيَةَ اور ابراہیم نخعی
نے کہا کچہہ قباحت نہین اگر حائضہ عورت ایک آیت پڑہے قرآن کی وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ
بَاْسًا اور عبد اللہ بن عباس نے جنب کو قرآن پڑہنے مین کچہہ حرج نہ دیکہا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد کرتے تہے اپنے سب وقتون مین ف
قسطلانی نے کہا ابن منذر نے ابن عباس سے باسناد روایت کیا کہ وہ اپنا ورد پڑہتے تہے قرآن کا جنب ہو کر کسی نے اونسے
کہا اس باب مین تو اونہون نے کہا میرے پیٹ مین اس سے زیادہ ہی (یعنے میرے پیٹ مین تو سارا قرآن رکہا ہوا ہے
یا میرے پیٹ مین جنابت سے زیادہ نجاست ہے) اور ہمارا مذہب حنفیہ اور حنابلہ کیطرح پر ہے کہ قرآن کی ایک آیت

ہیں جنب اور حائض کو پڑہنا نادرست ہی حرام ہے کیونکہ ترمذی نے روایت کیا کہ جنب اور حائض کچھہ قرآن نہ پڑہیں اور یہ حجت ہی مالکیہ پر جو کہتے ہیں کہ حائضہ کو قرآن پڑہنا درست ہی اور جنب کو درست نہیں اور مالکیہ اوسکی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ حیض کی مدت دراز ہوتی ہے تو قرآن نہ پڑہنے سے بہول جانیکا خیال ہے اور جنابت میں یہ خیال نہیں اور حجت ہے ابراہیم نخعی پر اور طحاوی پر جنہوں نے ایک آیت سے کم پڑہنا جائز کہا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اوسکے تمام طریقون سے البتہ سورۂ فاتحہ کی قرأت درست ہی اوسکے لیے جسکو پانی نہ ملے نہ مٹی نماز میں کیونکہ واجب ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا کیونکہ یہ نادر ہے اور رافعی نے اسکو حرام کہا کیونکہ وہ شرع کے رو سے عاجز ہے اسی طرح وہ اذکار درست ہیں جو بقصد تلاوت نہیں ہوتی جیسے سوار ہوتے وقت سُبحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ پڑہنا ہے وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ تَخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ اور ام عطیہ نے کہا ہم کو حکم ہوتا تہا (عیدین میں) حائضہ عورتون کو نکالنیکا (عیدگاہ میں) وہ تکبیر کہتی تہیں لوگون کی تکبیر کیساتہہ اور دعا کرتی تہیں ذکر الٰہی ہے پس معلوم ہوا کہ حائضہ کو قرآن پڑہنا بہی درست ہے) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ الْآيَةَ اور ابن عباس نے کہا مجہہ سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے حضرت کا خط منگوایا اوسکو پڑہا اوسمیں یہ تہا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم اور یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ اخیر آیت تک وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي اور عطاء (بن ابی رباح) نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے نقل کیا (اسکو مولف نے وصل کیا کتاب الاحکام میں) کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو حیض آیا اونہون نے حج کے سب ارکان ادا کیے صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نماز نہیں پڑہتی تہیں وَقَالَ الْحَكَمُ إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور حکم ابن عتیبہ کوفی نے کہا میں جانور کو ذبح کرتا ہون جنابت کی حالت میں (اسکو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مت کہاؤ اوس جانور میں سے جسپر اللہ کا نام نہ لیا جاوے (پس ضرور ہے کہ حکم اللہ کا نام لیکر کاٹتے ہونگے تو ثابت ہوا کہ جنابت میں ذکر الٰہی درست ہی اور جب ذکر درست ہوا تو قرآن پڑہنا بہی درست ہوگا حافظ نے کہا امام بخاری کی ان سب دلیلون میں نزاع ہو سکتا ہے اور اسکا بیان کرنا طول ہے اور جمہور نے حضرت علی کی حدیث سے حجت لی (جو اوپر گذری کتاب الغسل میں) صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور ضعیف کیا بعضون نے اوسکے بعض راویون کو اور حق یہ ہے کہ وہ حسن ہے

حجت لینے کے لائق ہیں لیکن اس سے دلیل لینے میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آپکا فعل ہے اس سے اوسکے خلاف کی حرمت کہاں نکلتی ہے اور طبری نے اسکا جواب یہ دیا کہ حضرت نے افضل پر عمل کیا اور افضل یہی ہے کہ جنابت کی حالت میں قرآن نہ پڑھے گو جائز ہے اور ابن عمر کی حدیث کہ جنبی اور حائض قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں اوسکی تمام طریقے ضعیف ہیں انتہے **مترجم** کہتا ہے امام بخاری کا مذہب اس باب میں ضعیف نہیں جیسا بعضوں نے خیال کیا ہے بلکہ اُنکے دلائل قوی ہیں اور موافق ہیں اونکے امام داؤد ظاہری اور طبری اور ابن منذر رحمہم اللہ تعالیٰ گو احتیاط جمہور کے مذہب میں ہے **حدثنا** ابو نُعَيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے نہیں ذکر کرتے تھے مگر حج کا جب سرف میں پہونچے تو مجھکو حیض آگیا پھر آپ میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی آپنے فرمایا تو کیوں روتی ہے میں نے کہا مجھے آرزو ہو گئی کاش میں اس سال حج نہ کرتی آپنے فرمایا شاید تجھے نفاس (حیض) آگیا میں نے کہا ہاں آپنے فرمایا پھر یہ تو وہ چیز ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے لکھدیا آدم عہ کی بیٹیوں پر تو کر جیسے حاجی کرتا ہے صرف بیت اللہ کا طواف مت کر یہانتک کہ پاک ہو جاوے **ف** یہ حدیث اوپر گذر چکی شروع کتاب الحیض میں قسطلانی نے کہا پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ حیض بند ہو جاوے اور غسل کرے کیونکہ حدیث میں ہے طواف کرنا بیت اللہ کا نماز ہے تو شرط ہے طواف کیلیے جو نماز کے لیے شرط ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک حیض جب بند ہو جاوے تو طواف صحیح ہوتا ہے لیکن بغیر غسل کے طواف کرنے سے اونکے نزدیک بدنہ واجب ہوتا ہے اور ایسا ہی حکم ہے نفاس والی اور جنب کا جیسے ابن عباس سے منقول ہے انتہے **بَابُ الْاِسْتِحَاضَةِ** استحاضے کا بیان **ف** استحاضہ وہ خون ہے جو عورتکی شرمگاہ سے بے وقت جاری ہووے یہ ایک رگ سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہیں (فتح) قسطلانی نے کہا استحاضہ یہ ہے کہ خون حیض کی اکثر مدت سے بڑھ جاوے اور ہمیشہ آتا رہے اور اسکی چار قسمیں ہیں ایک یہ کہ شروع اس حال سے ہو دوسرے یہ کہ پہلے حیض اور طہر آچکا ہو اول کو مبتداء کہتے ہیں اور دوسری کو معتادہ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ممیزہ اور غیر ممیزہ ممیزہ وہ جسکا خون دو طرح کا ہو ایک قوی خوب سرخ رنگ دوسرا ضعیف غیر ممیزہ وہ جسکا خون یکسان ہو پہر

اگر ممیزہ ہو تو وہی خون حیض ہوگا بشرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو جو حیض کی اقل مدت ہے شافعیہ کے نزدیک اور حنفیہ
کے نزدیک تین دن تین رات) اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو جو حیض کی اکثر مدت ہے شافعیہ کے نزدیک اور حنفیہ کے
نزدیک دس دن دس رات ہیں) اور غیر ممیزہ اگر مبتداءہ ہو اور ابتدائے خون کے وقت کو پہچانتی ہو تو کم مدت حیض ا
میں محسوب ہوگی اور باقی مشکوک اور جو معتادہ ہو تو اپنی عادت کے موافق سمجھ لیوے اور جو عادت یاد نہ رہے تو
وہ متحیرہ ہے اسیطرح مبتداءہ غیر ممیزہ الخ حیض ایک دن رات محسوب ہوگا اور باقی سارا مہینہ طہر میں انتہے مختصر [illegible]

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ
قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ
الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِيْ
الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے فاطمہ بنت ابی حبیش (بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی قرشیہ اسدیہ) نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی (یعنے خون بند نہیں ہوتا جیسے دوسری روایت میں ہے کہ مجھ
استحاضہ ہے تو وہ سمجھیں کہ پاکی جب ہی ہوتی ہے جب خون بند ہو وے) کیا میں نماز چھوڑ دوں جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نماز مت چھوڑ) یہ ایک رگ کا خون ہے (عاذل کا) اور حیض نہیں ہے پھر جب حیض
آوے تو نماز چھوڑ دے جب اوتنے دن گذر جاویں (جتنے دن اس بیماری سے پہلے حیض کی عادت تھی) تو خون
دھو ڈال اپنے بدن کا اور نماز پڑھ ف غسل کے بعد جیسے دوسری روایت میں اسکی تصریح ہے کہ غسل کر پھر
نماز پڑھ اس میں خون کے دھونیکا ذکر نہیں ہے اور یہ اختلاف ہشام کے اصحاب نے کیا بعضوں نے خون کا دھونا
بیان کیا اور غسل کا ذکر نہیں کیا اور بعضوں نے غسل کا ذکر کیا اور خون کا دھونا بیان نہیں کیا اور سب اصحاب ثقہ
ہیں اور انکی روایتیں صحیحین میں ہیں تو محمول ہوگا اسپر کہ ہر فریق نے جو بات ظاہر تھی اوسکو چھوڑ دیا اور بیان
ایک تیسرا اختلاف ہے وہ یہ کہ بعض راویوں نے یہ زیادہ کیا ہے پھر وضو کر ہر نماز کے لیے اور جسنے کہا کہ یہ جملہ
مدرج ہے اسکا قول غلط ہے کیونکہ ابو معاویہ منفرد نہیں ہوا ساتھ اوسکے بلکہ نسائی نے اسکو نکالا حماد بن زید
سے اونہوں نے ہشام سے اور کہا کہ حماد متفرد ہوا اوس سے اور امام مسلم نے بھی اسطرف اشارہ کیا حالانکہ ایسا نہیں
ہے بلکہ دارمی نے اسکو نکالا حماد بن سلمہ کے طریق سے اور سراج نے یحییٰ بن سلیم کے طریق سے دونوں نے ہشام
سے اور حدیث میں دلیل ہے اس بات کی عورت کو جب حیض کے خون کی تمیز ہو استحاضہ سے تو حیض کا خون آتا ہی

سمجھ لیوے حیض کا میعاد گذر جاوے تو غسل کرے بعد استحاضہ کا خون مثل حدث کے ہوگا تو وضو کرے ہر نماز کے لیے لیکن اس وضو سے ایک ہی فرض پڑھے ادا ہو یا قضا اور جمہور کا یہی قول ہے اور حنفیہ کے نزدیک مراد حدیث کی یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت پر وضو کر لیا کرے وضو سے جس نماز کا وقت ہو وہ نماز پڑھے اور قضائیں جتنی چاہے پڑھے جب تک اُس نماز کا وقت نہ گذرے اس صورت میں توضئی لکل صلوۃ میں وقت کا لفظ محذوف ہوگا ای لوقت کل صلوۃ یہ محتاج ہے دلیل کا اور مالکیہ کے نزدیک ہر نماز کے لیے وضو مستحب ہے اور جب تک دوسرا کوئی حدث نہ ہو خون نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ ہر فرض کے لیے اگر غسل کرے تو زیادہ احتیاط ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو خود مسئلہ پوچھنا درست ہے اور مرد سے روایت بیان کرنا جو عورتوں سے متعلق ہیں اور عورت کی آواز سننا درست ہے حاجت کے وقت اور اور باتیں بھی نکلتی ہیں اور رازی حنفی نے اس سے یہ نکالا کہ حیض کی کم مدت تین دن ہے اور زیادہ دس دن کیونکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ چھوڑ دے نماز کو اون ایام میں جنمیں تجھے حیض آتا تھا اور ایام کا اقل تین ہے اور اکثر دس کیونکہ تین سے کم کو یومان یا یوم بولتے ہیں اور دس سے زیادہ احد عشر یوما بولتے ہیں اور اس استدلال میں اعتراض ہے انتہی ما فی فتح الباری اور امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ ترمذی نے ایک روایت میں زیادہ کیا کہ وضو کر ہر نماز کے لیے یہاں تک کہ وہی وقت آوے (یعنی حیض کا وقت تو پھر نماز چھوڑ دے) اور امام بخاری نے ایک روایت میں نکالا لیکن چھوڑ دے نماز کو اون ایام تک جنمیں تجھکو حیض آتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ پر کسی نماز کے لیے غسل کرنا واجب نہیں ہے اور نہ کسی وقت میں اوقات میں سے بلکہ ایک بار غسل کافی ہے جس وقت حیض ختم ہووے نووی نے کہا سلف اور خلف میں سے اکثر کا یہی قول ہے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور ابو سلمہ بن عبد الرحمان اور مالک اور ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ کا اور دلیل جمہور کی یہ ہے کہ غسل کا واجب ہونا کسی دلیل سے چاہیے اور کوئی دلیل ایسی نہیں اور امام کا یہ مذہب ہے کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے غسل کرنا چاہیے اور ایسا ہی منقول ہے ابن عمر اور ابن الزبیر اور عطا بن ابی رباح اور حضرت علی اور ابن عباس رض سے اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ مستحاضہ ہر روز ایک غسل کرے اور ابن مسیب اور حسن سے منقول ہے کہ ہر ظہر کی نماز پر ایک غسل کرے دوسرے ظہر تک کے لیے اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں ہر ایک قول کی دلیلیں بیان کیں الگ الگ بابوں میں نووی نے کہا حضرت سے یہ صحیح نہیں ہوا کہ آپ نے مستحاضہ کو غسل کا حکم دیا ہو مگر ایک بار حیض موقوف ہونے پر چنانچہ فرمایا آپ نے جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کرے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بار بار غسل کرے اور جو حدیثیں سنن ابو داؤد اور سنن بیہقی میں تکرار غسل کی آئی ہیں ان میں

سے کوئی ثابت نہیں ہے اور امام بیہقی اور اُن سے آگے اماموں نے اونکا ضعف بیان کیا ہے اور صحیح ان میں ایک روایت ہے
وہ جو بخاری اور مسلم نے نکالی کہ اُم حبیبہ بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا پھر غسل کر
پھر نماز پڑھ تو وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے امام شافعی نے کہا کہ حضرت صلعم نے اونکو غسل کرنیکا اور نماز پڑھنے کا حکم دیا
تھا اور حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے اونکو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اونکا غسل بطور نفل کے
تھا اور ایسا ہی کہا سفیان بن عیینہ اور لیث بن سعد وغیرہم نے اور حق جمہور ہی کا مذہب ہے کہ غسل اوسی وقت واجب ہے
جب حیض ختم ہو کیونکہ کوئی دلیل صحیح ایسی قائم نہیں ہوئی جس سے ایسی سخت تکلیف کا ضعیف عورتوں کو جو ناقص الدین
ہیں حکم دیا جاوے یعنی ہر نماز کے لیے غسل کرنا ایسا مشکل ہے کہ خاص خاص عابد اور زاہد لوگ بھی اسکو نہیں کر سکتے تو عورتیں
بیچاری کیونکر اسکی متحمل ہونگی اور دوسری حدیثیں اسکے خلاف میں موجود ہیں کہ دین اسلام آسان ہے اور منع کیا آپ نے
نفرت دلانے والی اور مشکل میں ڈالنے والی باتوں سے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنیکی حدیثیں گو
ہر ایک اون میں سے ضعیف ہوں مگر سب ملکر اونسے حجت قائم ہو جاتی ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ حجت اسوقت قائم
ہوتی کہ اونکے معارض دوسری حدیثیں نہ ہوتیں اور یہاں تو اونکے معارض دوسری حدیثیں موجود ہیں جن سے ایک
ہی بار حیض ختم ہوتے وقت غسل کرنا نکلتا ہے اور ہم ان دونوں قسم کی حدیثوں کو مع تنقیح کے ترتیب سے بیان کرتے ہیں اور
بعضوں نے ان دونوں حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے واللہ اعلم جو لوگ ہر نماز کے
لیے یا ہر روز مستحاضہ کے لیے غسل کرنا واجب جانتے ہیں اونکی دلیل یہ حدیثیں ہیں پہلی حدیث ابوداؤد نے نکالی
ام المومنین عائشہ رض سے اونہوں نے کہا زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اونکو غسل کرو ہر نماز کے لیے امام شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں محمد بن اسحق ہے اور منذری نے اسکے بعض طریقوں کو
حسن کہا دوسری حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نکالی ام المومنین عائشہ رض سے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو کو
استحاضہ ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور آپ سے پوچھا اسکو آپ نے اونکو حکم دیا ہر نماز پر غسل کرنیکا جب اونپر
شاق ہوا تو آپ نے اونکو حکم دیا کہ جمع کریں ظہر اور عصر میں ایک غسل سے اور مغرب اور عشا میں ایک غسل سے اور فجر
کی نماز پڑھیں ایک غسل سے شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں محمد بن اسحاق ہے عبد الرحمن بن القاسم سے اونہوں نے اپنے
باپ سے اونہوں نے عائشہ رض سے اور محمد بن اسحاق حجت نہیں خاص کر جب عنعن سے روایت کرے اور عبد الرحمن کے اپنے باپ سے
نہ سننا ایسا ہی کہا گیا ہے حافظ نے کہا بعضوں نے کہا کہ محمد بن اسحق نے وہم کیا اس حدیث میں تیسری حدیث
ابوداؤد نے نکالی عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے اسماء بنت عمیس سے اونہوں نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ فاطمہ بنت ابی حبیش

کو استحاضہ ہوا اتنے اتنے دنون ہی اونسے نماز نہین پڑہی آپ نے فرمایا یہ شیطان کیطرف سے ہے اوسکو چاہیے ایک ناندے مین بیٹہے
پہر جب پانی کے اوپر زردی دیکہے تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشا کیلیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے
ایک غسل کرے اور انکے بیچ بین وضو کرتی رہے (دوسری حدیثون سے) شوکانی نے کہا اوسکی اسناد مین سہیل بن
ابی صالح ہے اور اس سے حجت لینے مین اختلاف ہے **چوتہی** حدیث ابوداؤد اور شافعی اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
اور دارقطنی اور حاکم نے نکالی حمنہ بنت جحش سے اونہون نے کہا مجہے استحاضہ ہوتا تہا میری بہن زینب بنت جحش رضہ کے
گہر مین مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجہکو بہت سخت استحاضہ ہوتا ہے تو آپ کیا سمجہتے ہین اوسکے باب مین اوسنے مجہکو روک
دیا ہے نماز اور روزے سے آپ نے فرمایا مین تیرے لیے پہاہا رکہنا مناسب جانتا ہون اوس سے خون جاتا رہتا ہے حمنہ نے کہا وہ
اس سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا تو ایک کپڑا بنا لے حمنہ نے کہا وہ اس سے زیادہ ہے پہر خون تو بہتا ہے بہتا ہی آپ نے فرمایا مین
تجہکو حکم کرتا ہون دو باتون کا اون مین سے جو تو کرے وہ کافی ہوگی تجہکو دوسری بات سے اور جو تو دونو کر سکے تو تو
خوب جانتی ہے آپنے فرمایا اسنے یہ ایک مار ہے شیطان کی مارون مین سے تو حیض کرے اپنا چہہ دن یا سات دن تک اللہ کے
علم مین پہر غسل کرے جب تو دیکہے کہ مین پاک اور صاف ہوگئی تو ۲۳ راتون تک یا ۲۴ راتون تک نماز پڑہ اور انکے
دنون مین روزہ رکہہ یہ تجہکو کافی ہوگا اور ایسا ہی کر ہر مہینے مین جسطرح کہ عورتون کو حیض آتا ہے اور جیسے وہ پاک ہوا کرتی
ہین اپنے حیض اور طہر کی میعاد مین اور جو تو یہ کر سکے کہ ظہر مین دیر کرے اور عصر مین جلدی کرے پہر غسل کرے اور دونو
نمازون ظہر اور عصر کو جمع کرے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے پہر غسل کرے اور دونو نمازون کو جمع کر
تو ایسا کر اور ایک غسل فجر کے وقت کر اور روزہ رکہہ اگر تو یہ کر سکے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر مجہے دونو
امرون مین زیادہ پسند ہے اور بعض راویون نے کہا کہ حمنہ نے کہا یہ امر مجہکو دونون امرون مین زیادہ پسند ہے اور حضرت
کا قول بیان نہین کیا اوسکو ترمذی کی روایت مین ہے لنگوٹ کس لے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین عبداللہ بن محمد
بن عقیل ہے اسمین اختلاف ہے لوگون کا کہ اوس سے حجت لی جاوےگی یا نہ لیجاویگی اور ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کسی
طریق سے صحیح نہین ہے **پانچوین** حدیث امام مسلم نے نکالی حضرت عائشہ سے کہ ام حبیبہ بنت جحش جو عبدالرحمن بن
عوف کی نکاح مین تہین اونہون نے شکایت کی حضرت سے خون کی آپنے فرمایا ٹہیری رہ اوتنے دنون جتنے دنون
تک تجہکو حیض روکتا تہا پہر غسل کرے تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے اور روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی
نے اور انکی روایت مین یون ہے کہ انتظار کرے اپنے حیضون کی موافق جو اسکو آتے تہے (اس بیماری سے پہلے) اوتنے دنون
تک نماز چہوڑ دے پہر اوسکے بعد دیکہے اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑہے تیسیر مین ہے کہ امام بخاری نے بہی

اسکو نکالا اس لفظ سے کہ ام حبیبہ بنت جحش رض کو استحاضہ رہا سات برس تک اونہون نے حضرتؐ سے پوچھا آپ نے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا اور فرمایا یہ ایک رگ ہے تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے اور امام مسلم کی ایک روایت مین یون ہے حضرت عائشہ رض نے کہا ام حبیبہ ایک ناند مین غسل کرتی تہین اپنی بہن زینب بنت جحش رض کے گہر مین یہانتک کے خون کی سرخی پانی پر آجاتی اور نسائی کی روایت مین یون ہے کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوا وہ پاک نہ ہوتی تہین تو اونکے حال کا ذکر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک ضرب ہے رحم کی وہ انتظار کرے اپنے اون حیضون کے برابر جیسے آتے تہے اوتنے دنون نماز چہوڑ دے پہر دیکہے اوسکے بعد تو غسل کرے ہر نماز کے لیے اور ایک روایت مین نسائی کی یہ ہے کہ آپ نے اونکو حکم کیا نماز کے چہوڑ دینے کا اپنے حیضون کے موافق اور غسل کرنیکا اور نماز پڑہنے کا تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے مترجم کہتا ہے پس روایت سے باطل ہوتا ہے شافعی اور سفیان اور لیث کا یہ کہنا کہ آپ نے انکو حکم دیا غسل کرنیکا اور نماز پڑہنے کا اور یہ حکم نہ دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے کیونکہ ایک طریقہ مین امام احمد اور نسائی کے صاف یون ہے تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَتُصَلِّي اور یہ امر ہے اور طحاوی نے نکالا اس حدیث کو کئی طریقون سے ایک طریقہ مین یہ ہے کہ حضرتؐ نے حکم دیا اونکو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ نے فرمایا یہ رگ ہے جسکو چیر دیا ابلیس نے چہٹی حدیث طحاوی اور امام نسائی نے نکالی قاسم سے اونہون نے زینب بنت جحش رض سے اونہون نے کہا حضرتؐ سے کہ مین مستحاضہ ہون آپ نے فرمایا اپنے حیض کے دنون تک بیٹہی رہ پہر غسل کر اور ظہر مین دیر کرے اور عصر مین جلدی کرے اور غسل کر اور نماز پڑہے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے اور غسل کر اور دونو نمازین پڑہ لیوے اور غسل کرے فجر کے لیے شوکانی نے کہا اوسکے راوی سب ثقہ ہین مترجم کہتا ہے ہمین ایک ذرا اشتباہ ہے کہ بعضون نے کہا عبد الرحمان بن قاسم نے اپنے باپ قاسم سے نہین سنا ورنہ یہ حدیث صحیح ہوتی اور باطل ہو جاتا قول نووی کا کہ غسل کی نہین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ساتوین روایت کی ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے ام سلمہ رض سے اونہون نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کے باب مین جو خون بہاتی تہی (یعنے استحاضے مین مبتلا تہی) آپ نے فرمایا اون دنون اور راتون کی شمار کو دیکہے جو مہینہ مین اوسے حیض آتا تہا اس بیماری سے پہلے پہر اوتنے دنون اور راتون مین نماز چہوڑ دے جب وہ دن گذر جاوین تو غسل کرے اور لنگوٹ کس لیوے ایک کپڑے سے پہر نماز پڑہے شوکانی نے کہا اسحدیث کو امام شافعی نے بہی روایت کیا نووی نے کہا اسکا اسناد بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور بیہقی نے کہا یہ حدیث مشہور ہے مگر سلیمان بن یسار نے ام سلمہ رض سے نہین سنا اور ابوداؤد کی روایت مین سلیمان سے یہ ہے کہ ایک شخص نے اونکو خبر دی ام سلمہ رض سے منذری نے کہا سلیمان نے اسکو ام سلمہ رض سے نہین سنا اور روایت کیا اسکو موسی بن عقبہ نے نافع سے اونہون نے

سلیمان سے اونہون نے مرجانہ سے ام سلمہؓ سے اور نکالا اسکو دارقطنی نے اور ابن الجارود نے صخر بن جویریہ سے اونہون
نے نافع سے اونہون نے سلیمان سے اونہون نے حدیث بیان کی ایک شخص نے ام سلمہؓ سے مترجم کہتا ہے یہ حدیث مرسل ہو نگی
سو اس سے یہ نہین نکلتا کہ آپ نے ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آپنے حکم دیا غسل کا ایک ہی بار جب
حیض کے دن گذر جاوین آٹھوین حدیث ابوداؤد نے نکالی سمی سے جو مولی تہے ابوبکر بن عبدالرحمان کے کہ قعقاع
اور زید بن اسلم نے اونکو بہیجا سعید بن المسیب کے پاس پوچہنے کو کہ مستحاضہ کیونکر غسل کرے اونہون نے کہا ایک ظہر سے لیکر
دوسری ظہر تک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے پہر اگر خون غالب ہو تو ایک کپڑے کا لنگوٹ کس لیوے نکالا اسکو
ابوداؤد نے اور کہا ایسا ہی مروی ہے ابن عمر اور انس سے اور یہی قول ہے سالم بن عبداللہ اور حسن اور عطار کا اور مالک نے
کہا کہ ابن مسیب کی حدیث مین ایک طہر سے لیکر دوسری طہر تک وہم ہے صحیح ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک ہے
(یعنے ہر روز غسل کرے ظہر کی نماز کے وقت) لیکن راوی کو وہم ہو گیا اور سمی نے روایت کیا اسکو مسور بن عبدالملک نے اور
کہا ایک طہر سے لیکر دوسری طہر تک پہر لوگون نے اسکو پلٹ دیا ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک اور قاضی عیاض
نے کہا کہ صحیح یہی ہے ایک طہر سے لیکر دوسری طہر تک نوین ابوداؤد نے نکالا حضرت علی رضؓ سے اونہون نے
کہا مستحاضہ کا جب حیض گذر جاوے تو وہ ہر روز غسل کرے اور ایک ٹکڑا اون کا رکھ لیوے (شرمگاہ مین) جسمین
گہی ہو یا تیل زیتون کا دسوین روایت کیا امام طحاوی نے باسناد صحیح سعید بن جبیر سے کہ ایک عورت آئی ابن
عباسؓ پاس ایک خط لیکر جب آنکی آنکہہ جاتی رہی تہی تو وہ خط اونکے بیٹے کو دیا وہ اوسکے پڑہنے مین عاجز
ہوئے تو مجہکو دیا مین نے اوسکو پڑہا ابن عباسؓ نے اپنے بیٹے سے کہا تو نے اسکو اسطرح فرفر کیون نہین پڑہا جیسے اس مصری
لڑکے نے پڑہا خیر اوسمین لکہا تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک عورت کیطرف سے جو مسلمانون مین سے ہے معلوم ہو کہ اسکو استحاضہ
ہوا اوسنے حضرت علی رضؓ سے فتوی لیا اونہون نے حکم دیا کہ غسل کرے اور نماز پڑہے ابن عباس نے یہ سنکر کہا یا اللہ مین
نہین جانتا اس باب مین کچہہ کہنا سوا اوسکے جو حضرت علی رضؓ نے کہا تین بار یہ کہا قتادہ نے کہا مجہکو خبر دی عزرہ
نے سعید سے اوسنے کہا گیا کہ کوفہ سردی کا ملک ہے اور ہر نماز کے لیے غسل کرنا شاق ہوتا ہے اوسپر اونہون نے کہا اگر اللہ
تعالی چاہتا تو اس سے سخت اسکو آزماتا گیارہوین امام طحاوی نے نکالا سعید بن جبیر سے کہ کوفہ والون مین سے
ایک عورت کو استحاضہ ہوا اوسنے لکہا عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو اور انکو قسم دی اللہ کی
اور لکہا کہ مین مسلمان عورت ہون اور بلا مین پڑگئی اور دو برس سے مجہے استحاضہ ہو گیا تو تمہاری کیا رائے ہے اس باب
مین تو سب سے پہلے یہ خط عبداللہ بن زبیرؓ کو پہونچا اونہون نے کہا مین نہین جانتا اوسکے لیے مگر یہ کہ چہوڑدو اپنے حیض کو

(یعنے جتنے دنون حیض آیا کرتا تہا اوتنے دنون نماز نہ پڑہے) اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑہے پہر سب نے اتفاق
کیا اسپر دوسری روایت مین ابن عباس سے ایسا ہی نکالا اوسمین یہ ہے کہ اپنے حیض کے دنون مین نماز چہوڑ دے اور تیسری
روایت مین باسناد حسن ابن عباس سے نکالا کہ اونکے پاس ایک استحاضہ والی عورت آئی مسئلہ پوچہنے کو اونہون نے
جواب نہ دیا اور کہا اور کسی سے پوچہہ وہ عبید اللہ بن عمر رضہ کے پاس گئی اونسے پوچہا اونہون نے کہا تو نماز مت پڑہ
جب تک خون دیکہے پہر وہ لوٹ کر آئی ابن عباس رضہ کے پاس اور اونسے بیان کیا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی رحم کرے
ابن عمر پر اونہون نے تو کافر ہونیکے قریب تجہکو کر دیا تہا (نماز چہڑا کر) اوس عورت نے کہا پہر مین نے حضرت علی بن
ابیطالب سے پوچہا اونہون نے کہا یہ شیطان کی لات ہے یا زخم ہے رحم مین تو غسل کیا کر ہر دو نمازون کے لیے ایکبار اور نماز
پڑہا کر پہر اوس عورت نے کہا مین ابن عباس سے ملی اونسے پوچہا اونہون نے کہا مین تیرے لیے نہین پاتا مگر جو علی رضہ نے
کہا اور چوتہی روایت مین باسناد حسن ابن عباس سے نکالا اونسے کہا گیا کہ ہمارا ملک سرد ہے اونہون نے کہا ظہر مین دیر
کرے اور عصر مین جلدی کرے اور دونو نمازون کے لیے ایک غسل کرلیوے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے
اور دونو کے لیے ایک غسل کرلیوے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے امام طحاوی نے کہا جو لوگ کہتے ہین کہ ہر نماز کے لیے غسل
کرے یا دو نمازون کو جمع کرکے دو کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک اونہون نے ان احادیث و آثار سے
حجت لی ہے اور دوسرے قول والے یہ کہتے ہین کہ ہر نماز کے لیے غسل کا حکم منسوخ ہے سہلہ بنت سہیل کی حدیث سے جو اوپر
گذری امام شوکانی نے کہا سب حدیثون مین قوی حمنہ بنت جحش کی حدیث ہے اور اسمین بہی نقص ہے کہ اوسکے اسناد مین عبد اللہ
بن عقیل ہے بیہقی نے کہا وہ متفرد ہوا اس حدیث کے ساتھہ اور اوس سے حجت لینے مین اختلاف ہے ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کسی
طریق سے صحیح نہین کیونکہ محدثین نے اجماع کیا ابن عقیل کی حدیث کے ترک پر اور پیچہا کیا اونکا ابن دقیق العید نے اور کہا
یہ دعوے غلط ہے محدثین نے اجماع نہین کیا اسکی حدیث کے ترک پر بلکہ امام احمد اور اسحق اور حمیدی حجت لیتے تہے اس سے
اور خاص اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا اور امام احمد نے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور شاید ابن مندہ
کی یہ مراد ہو کہ جن لوگون نے صحیح کو نکالا اونہون نے اجماع کیا اوسکے ترک پر اور یہ تو صحیح ہے ابن ابی حاتم نے کہا مین نے
اپنے باپ سے پوچہا اس حدیث کو حمنہ کی اونہون نے تضعیف کیا اور اسکی اسناد کو قوی نہین کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہا
اونہون نے امام بخاری سے اس حدیث کو پوچہا اونہون نے کہا یہ حدیث حسن ہے مگر مین نہین جانتا کہ ابن عقیل نے ابراہیم بن
محمد بن طلحہ سے سنا ہے یا نہین اور یہ دوسری علت نکلی اس حدیث مین اور امام بخاری کے اس شک کا جواب یون ہو سکتا
ہے کہ ابن عقیل نے عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک اور ربیعہ بنت معوذ سے سنا ہے اور یہ قدم مین زیادہ ہین

ابراہیم بن محمد سے جو مرسے سلسلہ میں تو ابن عقیل کے سماع میں ابراہیم سے کیونکر شبہ ہو سکتا ہے خطابی نے کہا علماء نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور ابن حزم نے اس حدیث کو رد کیا کئی وجہوں سے اور ابن عقیل کی علت نہیں کی بلکہ کہا کہ وہ منقطع ہے ابن جریج اور ابن عقیل کے بیچ میں اور کہا کہ ابن جریج نے اسکو ابن عقیل سے نہیں سنا اور اُنکے درمیان نعمان بن راشد کا واسطہ ہے وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عقیل سے شریک اور زہیر بن محمد نے وہ دونو ضعیف ہیں اور کہا کہ عمر بن طلحہ کوئی شخص نہ تہا جس سے روایت کیا اسکو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کیونکہ طلحہ کا کوئی بیٹا عمر نام کا معلوم نہیں ہوا ابن سید الناس نے ابن حزم کا جواب دیا اور کہا کہ ابن عقیل سے اسکو روایت کیا ابن جریج کے سوا زہیر بن محمد نے اور ابن حزم کا زہیر کو ضعیف کرنا غلط ہے اوس سے روایت کی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحوں میں اور احمد نے کہا وہ مستقیم الحدیث ہے اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا ہے اور اُسکے حافظے میں کچھ نقص تہا اور اُسکی حدیث شام کے ملک میں زیادہ منکر ہے عراق کے ملک میں حدیث سے اور بخاری نے تاریخ صغیر میں کہا کہ اہل شام نے اُس سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور اہل بصرہ نے جو اوس سے روایتیں کیں وہ صحیح ہیں اور عثمان دارمی نے کہا وہ ثقہ ہے سچا اوس سے غلطیاں ہوئی ہیں اور یحییٰ نے کہا ثقہ ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اہل شام نے جو روایتیں اوس سے کیں وہ خطا ہیں اور یہ حدیث حمنہ کی ابو عامر نے اوس سے روایت کی اور وہ بصری ہیں عراق والا اور عمر بن طلحہ ابن جریج کی روایت میں ہے اور اور طریق میں عمران بن طلحہ ہے اور ترمذی نے کہا کہ عمر بن طلحہ اس اسناد میں کچھ شئے نہیں کہا اسکو ابن جریج نے اور عمران بن طلحہ کہتے ہیں اور یہی ٹھیک ہے اور شریک جسکو ابن حزم نے ضعیف کیا تو ابن ماجہ نے اس حدیث کو شریک کے طریق سے نکالا اور شریک سے صحیح میں روایت کی گئی ہے اور اس حدیث کی ایک علت اور ہے جو ابو داؤد نے امام احمد سے نکالا اونہوں نے کہا اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ایک تیسری جس سے دل میں کچھ شبہ ہے پھر ابو داؤد نے کہا کہ تیسری حدیث سے انکی مراد حمنہ کی حدیث ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ترمذی نے امام احمد سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وہ اولیٰ ہے ابو داؤد کی روایت سے اور ممکن ہے کہ پہلے اونکے دل میں کچھ شبہ ہو پھر شبہ جاتا رہا ہو انتہی قال الشوکانی **ان لوگوں کی دلیلیں** جو مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے واسطے وضو کو کافی سمجھتے ہیں پہلی حدیث عدی بن ثابت کی اُنہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جس عورت کو استحاضہ ہو وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز پر اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے نکالا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے زیلعی نے کہا ابو داؤد کی حدیث میں یہ عبارت ہے اور وضو ہر نماز کے نزدیک اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے نزدیک اور اس حدیث کی کئی شاہد ہیں ایک وہ

جو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا وکیع سے انہوں نے اعمش سے اونہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے عروہ سے انہوں
نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش حضرت کے پاس آئیں اور اپنا حال بیان کیا آپ نے فرمایا پھر غسل کر پھر وضو کر ہر نماز کے
لیے اور نماز پڑھ یہ ابو داؤد کا لفظ ہے اور ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا کہ اگرچہ خون بوریے پر ٹپک نکلے شوکانی نے کہا عدی بن
ثابت کی حدیث کو ترمذی نے حسن نہیں کیا جیسے ابن تیمیہ نے منتقے میں نقل کیا بلکہ اس سے سکوت کیا ابن سید الناس نے اپنی شرح میں کہا کہ ترمذی نے
اس سے سکوت کیا اور کچھ نہیں حکم لگایا اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بھی نہیں ہے کیونکہ عدی بن ثابت سے اسکو روایت
کیا ابو الیقظان نے اور اسکا نام عثمان بن عمیر بن قیس کوفی ہے اسکو عثمان بن حمید بھی کہتے ہیں اور عثمان بن ابی زرعہ بھی
ابن معین نے کہا اسکی حدیث کوئی چیز نہیں اور ابو حاتم نے کہا کہ ابن مہدی نے ترک کیا اسکی حدیث کو اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور منکر الحدیث
شعبہ اسکو پسند نہیں کرتے تھے اور ابو احمد حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اہلحدیث کے نزدیک اور یحییٰ بن سعید نے اسکو پسند
نہیں کیا اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور دارقطنی نے کہا ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا اوسکی عقل جاتی رہی
تھی یہانتک کہ وہ نہیں جانتا تھا کیا کہتا ہے اوس سے حجت لینا جائز نہیں ترمذی نے کہا میں نے محمد بن اسمعیل بخاری
سے اس حدیث کو پوچھا اور کہا عدی بن ثابت کے دادا کا کیا نام ہے اونہوں نے اوسکا نام نہ پہچانا اور میں نے اونسے بیان کیا کہ یحییٰ
بن معین کہتے تھے اوسکا نام دینار ہے تو اونہوں نے اعتبار نہ کیا اوسکا اور دمیاطی نے کہا عدی ابان بن ثابت بن
قیس بن حطیم انصاری کا بیٹا ہے اور وہم کیا اوسنے جسنے کہا اوسکے دادا کا نام دینار ہے اور عدی ثقات میں سے ہے
اوس سے روایت ہے صحیح میں ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل نے اور ابو حاتم نے کہا سچا ہے اور ابو داؤد نے سنن میں کہا کہ عدی بن
ثابت اور اعمش کی حدیث حبیب سے اور ایوب ابو العلا کی ان میں سے کوئی صحیح نہیں اور باب کے اخیر میں اشارہ کیا اسطرف کہ
قمیر کی حدیث حضرت عائشہ سے صحیح ہے اور اسکا مدار ایوب بن مسکین پر ہے اوسمیں اختلاف ہے اور اسحدیث میں اضطراب
بھی ہے کیونکہ ایوب نے اسکو ابن شبرمہ سے مرفوعاً نکالا اور حجاج سے موقوفاً اور اسیطرح روایت کیا اسکو ثوری نے فراس سے اونہوں نے شعبی
اونہوں نے قمیر سے موقوفاً ذکر کیا اسکو مزی نے اطراف میں تمام ہوا کلام شوکانی کا منذری نے کہا کہ عدی کا دادا معروف نہیں
ہے بلکہ نانا عبد اللہ بن یزید خطمی زیلعی نے کہا دارقطنی نے کہا اسمیں سے کوئی قول صحیح نہیں ہے اور اماموں کی کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ اوسکے دادا کا نام معلوم نہیں ہوا اور علاوہ اسکے اوسکے اسناد میں شریک بن عبد اللہ نخعی ہے قاضی کوفہ کا
اوسمیں کلام کیا ہے بہت لوگون نے اسکا دادا قاتل تھا جناب امام حسین علیہ السلام کا اور ابو الیقظان اوسکا نام عثمان
بن عمیر کوفی ہے وہ بھی حجت لینے کے قابل نہیں انتہے **دوسری** حدیث حضرت عائشہؓ کی کہ فاطمہ بنت ابی حبیش جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا میں ایک عورت ہوں استحاضہ والی پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں

آپ نے فرمایا نہین بلکہ پرہیز کر تو نماز سے اپنے حیض کے دنون پھر غسل کر لے اور وضو کر ہر نماز کے لیے پھر نماز پڑھ اگرچہ خون ٹپک آوے بورئیے پر نکالا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے شوکانی نے کہا کہ نکالا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اور نکالا اسکو مسلم نے صحیح مین لیکن اوسمین یہ نہین ہی کہ وضو کر ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اسکے اخیر مین ایک جملہ تھا جسکو ہم نے چھوڑ دیا بیہقی نے کہا وہ جملہ یہی ہے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے اور امام مسلم نے اسکو چھوڑ دیا کیونکہ یہ جملہ غیر محفوظ ہے اور اس جملہ کو نکالا دارمی اور طحاوی نے بھی اور بخاری نے اس حدیث کو نکالا اور اس مین علت کی کہ حبیب نے عروہ سے نہین سنا لیکن عروہ بن الزبیر سے بلکہ عروہ مزنی سے سنا ہی پھر اگر یہ عروہ جس سے یہ حدیث مذکور ہے عروہ بن زبیر ہین جیسے ابن ماجہ کی روایت مین مذکور ہے تو اسناد منقطع ہی کیونکہ حبیب بن ابی ثابت نے اوس سے نہین سنا اور وہ تدلیس بھی کرتے ہین اور اگر عروہ مزنی ہین تو وہ مجہول ہین زیلعی نے کہا ابو داؤد نے اسکی اسناد مین یہ بیان نہین کیا کہ یہ عروہ کون سے ہین اور اطراف والون نے اس حدیث کو عروہ بن الزبیر کے ترجمہ مین بیان نہین کیا بلکہ عروہ مزنی کے اور انہون نے اعتماد کیا ابن المدینی کے قول پر کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا اور روایت کیا اسکو احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابن ابی شیبہ اور بزار نے اپنی مسندون مین اور عروہ کی نسبت نہین کی لیکن ابن راہویہ اور بزار نے اسکو نکالا عروہ بن الزبیر کے ترجمہ مین اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت مین اسی اسناد سے یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا نماز پڑھے مستحاضہ اگرچہ خون ٹپک آوے بورئیے پر اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور بعض روایتون مین عروہ بن الزبیر کہا لیکن اونہون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا سفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا پھر ابو داؤد سے نقل کیا کہ اونہون نے اس حدیث کو ضعیف کیا کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ حفص بن غیاث نے اوسکو روایت کیا اعمش سے تو موقوف کیا اوسکو حضرت عائشہؓ پر اور انکار کیا اوسکے مرفوع ہونیکا اور موقوف کیا اسکو اسباط بن محمد نے اعمش سے حضرت عائشہؓ پر دوسرے یہ کہ اعمش نے اس حدیث کی شروع کو روایت کیا مرفوعاً لیکن انکار کیا اوس مین یہ جملہ ہونے سے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے تیسرے یہ کہ زہری نے اسکو روایت کیا عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اسمین یہ ہی کہ پھر وہ غسل کرتین ہر نماز کے لیے اور صاحب تنقیح نے کہا کہ نکالا اوسکو اسمٰعیلی نے اور اوسکے راوی صحیح کے راوی ہین اور ترمذی نے جامع مین کہا کتاب العلل مین ہے محمد بن اسمٰعیل سے سنا وہ کہتے تھے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا اور نسائی نے کہا سنن مین کہ باب ترک الوضوء من القبلۃ مین کہ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے دو حدیثین روایت کین وہ تو کچھ چیز نہین ایک تو یہ کہ حضرت صلعم بوسہ لیتے اپنی بعضی بی بیون کو پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے دوسری یہ حدیث کہ مستحاضہ نماز پڑھے اگرچہ خون بورئیے پر ٹپک آوے اور ایسا ہی بعینہ نقل کیا دارقطنی نے یحییٰ بن معین سے اور

اور بیہقی رح نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ حبیب بن ابی ثابت کی حدیث یہ ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو یحیی بن سعید قطان نے
اور علی بن المدینی اور یحیی بن معین نے اور سفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا
کچھ اور روایت کیا اسکو حفص بن غیاث نے اعمش سے تو وقف کیا حضرت عائشہ رض پر اور انکار کیا اوسکے مرفوع ہونیکا
اور موقف کیا اوسکو اسباط نے اعمش سے اور روایت کیا اسکو ایوب ابو العلاء نے حجاج بن ارطاۃ سے اونسے ام کلثوم
سے اونہون نے حضرت عائشہ رضہ سے اور یہ بھی ضعیف ہے صحیح نہین ہے (حجاج بن ارطاۃ بالاتفاق ضعیف ہی) اور
روایت کیا اسکو عمار بن مطر نے ابو یوسف سے اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد سے اونہون نے شعبی سے اونہون نے قمیر سے
جو بی بی تہین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اوسکے عمار بن مطر
ابو یوسف سے اور عمار ضعیف ہے اور اسمعیل سے اورون نے اسحدیث کو اسی اسناد سے موقوفاً روایت کیا ہی زیلعی نے کہا
اسحدیث کا اور ایک طریق ہے نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین محمد بن علی بن حسن بن شقیق سے اونہون نے کہا ہمنے
اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تہے حدیث بیان کی ہمسے ابو حمزہ نے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے
اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور بولین یا رسول اللہ مجہے
استحاضہ رہتا ہے ایکبار یا دو دو مہینہ تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ ہے تو جب حیض آوے تو نماز
چہوڑ دے اوتنے دنون کا شمار کرکے جتنے دنون تجہے حیض آیا کرتا تہا (اس عارضہ سے پہلے) پہر جب حیض چلا جاوے
تو غسل کر اور وضو کر ہر نماز کے لیے اور یہ لفظ یعنے وضو کر ہر نماز کے لیے معلق ہے امام بخاری کی صحیح مین عروہ سے
اور ترمذی نے اسکو متصلاً نکالا ابو معاویہ سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے انہون نے عروہ سے اور اخیر مین یہ ہے کہ ابو معاویہ نے اپنی
حدیث مین کہا اور فرمایا کہ وضو کر ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہی وقت پہر آوے (یعنے حیض کا وقت) ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن صحیح ہے انتہی ما قال الزیلعی امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین نکالا اعمش سے اونہون نے حبیب بن ابی
ثابت سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور
عرض کیا یا رسول اللہ مجہے استحاضہ ہے تو میرا خون بند نہین ہوتا آپ نے اونکو حکم دیا حیض کے دنون مین نماز چہوڑ دینے کا
پہر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑہے اگرچہ خون بوریے پر ٹپکا کرے اور نکالا امام ابو حنیفہ رح سے انہون
نے ہشام بن عروہ سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین
اور عرض کیا مجہے حیض آتا ہے ایک مہینہ اور دو مہینے تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ ہے تیرے خون کی پہر جب حیض
آوے تو نماز چہوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کر اپنی پاکی کیلیے پہر وضو کر ہر نماز کے لیے پہر امام طحاوی نے نکالا عدی بن ثابت

حدیث کو جو اوپر گذری اونکے باپ سے اونہون نے دادا سے اور نکالا علی بن ثابت سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے ایسا ہی اور کہا کہ معارضہ کیا ان حدیثون کا معارضہ کرنیوالے نے اور کہا کہ امام ابو حنیفہ نے جو حدیث ہشام سے روایت کی وہ خطا ہے اسواسطے کہ حافظون نے اوسکو ہشام سے اور طرح روایت کیا پھر نکالا عمرو اور سعید بن عبد الرحمن اور مالک اور لیث سے ان سبھون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اونکو استحاضہ تہا اونہون نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی مین پاک نہین ہوتی کیا نماز چہوڑ دون ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا یہ رگ ہے اور حیض نہین ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چہوڑ دے اور جب حیض کے دن چلے جاوین تو خون دہو ڈال اپنے سے پھر نماز پڑہ تو حافظون نے اس حدیث کو اس طرح سے روایت کیا اور ایسا ہی نکالا عبد الرحمن بن ابی الزناد سے اونہون نے اپنے باپ اور ہشام سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اس طرح جیسے امام ابو حنیفہ رح نے روایت کیا اور اس معارضے کا جواب یہ ہے کہ حماد بن سلمہ نے بہی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا اور اوس مین ایک لفظ ایسا بڑہایا جو موافق ہے ابو حنیفہ کے پھر نکالا حماد بن سلمہ کی روایت کو مالک اور لیث کیطرح اور اتنا بڑہایا کہ جب حیض کے دن اندازسے چلے جاوین تو خون دہو اپنے سے اور وضو کر اور نماز پڑہ اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت صلعم نے فاطمہ کو وضو کا بہی حکم دیا غسل کے ساتہہ تو یہ وہی وضو ہے جو ہر نماز کے لیے ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے ابو حنیفہ کی حدیث کا اور حماد بن سلمہ ہشام کی روایتون مین مالک اور لیث اور عمرو بن حارث سے کم نہین ہے اہل حدیث کے نزدیک انتہی زیلعی نے کہا کہ طبرانی نے معجم صغیر مین یزید بن ہارون سے اونہون نے ابو العلاء سے اونہون نے عبد اللہ بن شبرمہ قاضی سے اونہون نے قمیر سے جو بی بی تہین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مستحاضہ کے باب مین چہوڑ دیوے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر غسل کرے ایک بار پہر وضو کرتی رہے حیض کے دنون تک اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین نکالا ابو عوانہ سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ پوچہے گئے حضرت صلعم مستحاضہ سے آپ نے فرمایا چہوڑ دے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر ایک غسل کر پہر وضو کرے ہر نماز کے نزدیک **تیسری** حدیث ابو یعلے موصلی نے نکالی اپنے مسند مین کہ بشر بن ولید سکندری پر پڑہا گیا اور مین حاضر تہا اونسے کہا گیا تم سے حدیث بیان کی ابو یوسف قاضی نے انہون نے عبید اللہ بن علی ابی ایوب افریقی سے انہون نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے اونہون نے جابر رض سے کہ حضرت صلعم نے حکم دیا مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا شوکانی نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے زیلعی نے کہا بیہقی نے اس حدیث کو کتاب المعرفہ مین نکالا ابو یعلے موصلی کے طریق سے اور بیہقی نے کہا کہ ابو یوسف قاضی (یعنے امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگرد) ثقہ ہین جب

ثقہ سے روایت کرین مگر فریقی سے حجت نہین لی بخاری اور مسلم نے اور ابن عقیل سے حجت لینے مین اختلاف ہے
مترجم کہتا ہے یہ حدیث بہی ضعیف ہے کیونکہ اسکی سند مین دو شخص ضعیف ہین چوتہی حدیث حضرت علی رض کی مانند اُس
حدیث کی جو اس باب مین پہلے گذری عدی بن ثابت سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے نکالا اسکو امام طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین اسکی اسناد مین ابو الیقظان ضعیف ہے اور شریک ہے جو اکثر غلطی کرتا ہے اور شاید اوسی نے غلطی کی
ہو عن ابیہ عن جدہ کی بدلے یون کہدیا عن ابیہ عن علی اور تایید کرتی ہے اس احتمال کی وہ روایت جو حضرت علی سے باسناد
جید اوپر گذری کہ اُنہون نے حکم دیا مستحاضہ کو ہر روز یا ہر دو نمازون کے لیے ایکبار غسل کرنیکا پانچوین حدیث ابن ابی
شیبہ نے اپنے مسند مین نکالی یزید بن ہارون سے اونہون نے حجاج سے اونہون نے نافع سے اونہون نے سلیمان بن یسار سے
اونہون نے کہا ایک عورت آئی ام سلمہ رض پاس کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کا حکم پوچہین اوسکے لیے آپ نے
فرمایا چہوڑ دے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر غسل کرے اور لنگوٹ باندہ لے ایک کپڑے کا اور وضو کرے ہر نماز کے لیے
اور نماز پڑہے یہ حدیث منقطع ہے سلیمان بن یسار نے ام سلمہ سے نہین سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد وغیرہ نے
جیسے اوپر گذرا اوسمین یہ نہین ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے لیے اور نکالا اسکو دارقطنی نے معلی بن اسد کے طریق سے سلیمان
بن یسار سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوا اونہون نے ام سلمہ سے کہا کہ حضرت صلعم سے پوچہین آپ نے فرمایا اپنے
حیض کے دنون مین نماز چہوڑ دیوے پہر غسل کرے اور کپڑے سے لنگوٹ کسے اور نماز پڑہے دارقطنی نے کہا اسکے سب راوی
ثقہ ہین چہٹی حدیث امام طحاوی نے نکالی شعبہ سے اونہون نے عبد الملک بن میسرہ سے اور مجالد بن سعید سے اور بیان
سے اون تینون نے عامر شعبی سے اونہون نے قمیر سے جو عورت تہین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا مستحاضہ
مین کہ چہوڑ دیوے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر ایک غسل کر لیوے اور وضو کرے ہر نماز کے نزدیک اور نکالا سفیان
سے اونہون نے فراس اور بیان سے اونہون نے شعبی سے ایسا ہی یہ حدیث موقوف ہے اور اوپر مرفوعاً گذر چکی اور
اوسمین کلام ہے ساتوین طبرانی نے نکالا معجم اوسط مین سودہ بنت زمعہ سے کہ فرمایا حضرت نے مستحاضہ نماز چہوڑ دیوے
اپنے حیض کے دنون مین جنمین بیٹہتی تہی پہر ایک غسل کرے پہر وضو کرے ہر نماز کے لیے سکوت کیا اس سے زیلعی نے اور
شوکانی نے اور اسکی اسناد مین علاء بن مسیب ہے ثقہ کہا اوسکو یحیی نے اور ازدی نے کہا اوسکی بعض حدیثون مین اعتراض
ہے ذہبی نے کہا وہ ثقہ ہے سچا ہے تو یہ اسناد حسن ہے امام شوکانی نے کہا پس ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ
نماز کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کا یہی قول ہے اور ایسا ہی منقول ہے عروہ بن الزبیر اور سفیان ثوری اور احمد اور ابو ثور
سے اور عترت اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ ہر نماز کے وقت پر ایک وضو کرے اور جب تک وقت رہے اوسی وضو سے جتنی فرض

چاہے ادا کرے اور عترت کہتے ہیں کہ اگر چاہے تو دو فرضوں کو ایک وضو سے جمع کر لیوے اور بحر میں انکی دلیل یہ لکھی ہے کہ حضرت صلعم نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا اور وضو کر ہر نماز کے وقت کے لیے حالانکہ حدیث میں وقت کا لفظ نہیں بلکہ یوں ہی کہ وضو کر ہر نماز کے لیے تو حق یہی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے نہ ہر وقت کے لیے نماز کے جیسے ابو حنیفہ نے کہا کیونکہ اسکی کوئی دلیل حدیث سے نہیں ہے زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو ابو حنیفہ کے لیے دلیل لی اس حدیث سے کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے تو یہ حدیث غریب ہے اسکا پتہ نہیں طحاوی نے کہا ہم نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ علما نے اجماع کیا کہ جب مستحاضہ نے ایک نماز کے وقت میں وضو کیا پھر نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ وقت نکل گیا اب اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی جب تک تازہ وضو نہ کرے پس معلوم ہوا کہ وضو ٹوٹنے کی علت وقت کا نکلنا ہے دوسرے یہ کہ اگر مستحاضہ نے نماز کے وقت میں وضو کیا پھر کئی قضا نمازیں اس وضو سے پڑھیں تو جائز ہے اور ہم نے دیکھا کہ بعض طہارتیں حدث سے ٹوٹتی ہیں اور بعض اوقات کے گذر جانے سے جیسے موزوں کا مسح تو طہارت کو توڑنے والی دو ہی چیزیں ہوئیں حدث یا وقت کا نکل جانا پس مستحاضہ میں بھی طہارت یا حدث سے ٹوٹے گی یا وقت کے گذر جانے سے اور نماز سے فارغ ہونا کسی مقام میں حدث نہیں ہے اور اس سے ہمارا مذہب ثابت ہوتا ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انکے مختصر اناصر حدیث نے کہا کہ یہ تقریر سب کی سب فاسد ہے علما نے اسپر اجماع نہیں کیا کہ مستحاضہ کو ایک وضو سے کئی قضا نمازیں پڑھنا درست ہے بلکہ ایک وضو سے ایک فرض کے سوا دوسرے کوئی فرض نہیں پڑھ سکتی ادا ہو یا قضا جیسے اوپر ہم نے فتح الباری سے نقل کیا اب یہ کہنا کہ حدث دو ہی ہیں یا خروج نجاست کا یا انقضاء وقت یہ بھی مسلم نہیں اس واسطے کہ ہم یہ کہیں گے حدث تین ہیں اور تیسرا فراغت ہوگا نماز فرض سے مستحاضہ کے لیے علاوہ اسکے جو قیاس حدیث کے خلاف ہو وہ حجت نہیں حنفیہ کو لازم تھا کہ کسی صحیح روایت سے یہ ثابت کریں کہ یہاں وقت کا لفظ محذوف اور مراد ہے اور بغیر اسکے یہ باتیں کام نہیں آتیں شوکانی نے کہا مستحاضہ کے احکام فقہ کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے مذکور ہیں اور احادیث صحیحہ سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ اسکو خون کی حالت کو دیکھنا چاہیے جیسے فاطمہ کی حدیث میں ہے جسکو نکالا ابوداؤد اور نسائی نے عروہ سے اونہوں نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے کہ اونکو استحاضہ ہوتا تھا تو حضرت صلعم نے اون سے فرمایا حیض کا خون گاڑھا کالا ہوتا ہے پہچانا جاتا ہے تو نماز سے باز رہ پھر جب دوسری طرح کا خون آوے تو وضو کر اور نماز پڑھ کیونکہ وہ ایک رگ کا خون ہے اور نکالا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور کہا وہ صحیح ہے اور نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ یہ ایک بیماری ہے یا شیطان کی لات ہے یا کوئی رگ ہے جو کٹ گئی اور ابو حاتم نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ عدی بن ثابت نے اسکو روایت کیا عن ابیہ عن جدہ اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خون کی صفت دیکھنا

چاہیے اور اسپر عمل کرنا چاہیے تو جب خون سیاہ ہو وہ حیض کا ہے ورنہ استحاضہ ہے اور شافعی اور ناصر نے مبتداہ کے حق مین اسی حدیث پر عمل کیا ہے دوسری جو دیکھنا چاہیے وہ عادت ہے جیسے اور کچہ حدیثون سے نکلتا ہے اور ممکن ہے کہ حدیث مین حیض کے آنے سے وہی مراد ہو جسکا رنگ کالا ہو یا حیض آنا معتادہ کے حق مین ہو اور غیر معتادہ کے لیے خون کی صفت کا اعتبار ہو اور حاصل یہ ہے کہ مستحاضہ کو حیض پہچاننے کی دو ہی صورتین ہین یا صفت سے یا عادت سے اور کبھی دونون سے معرفت ہوتی ہے اور حمنہ بنت جحش کی حدیث مین ہے پہر حیض کر چھ یا سات روز اس سے یہ نکلتا ہے کہ اکثر عورتون مین حیض کی مقدار یہی ہوتی ہے اور بعض علما نے مستحاضہ کے باب مین اسی حدیث پر عمل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مستحاضہ کا حیض اتنے دنون تک کہا جاویگا جو اکثر اوس ملک کی عورتون کی عادت ہو مگر یہ حدیث قابل حجت لینے کے نہین کیونکہ اوسکا مدار ابن عقیل پر ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہوتی تو اسمین اور دوسری حدیثون مین جمع اسطرح ہو سکتا تہا کہ اس حدیث مین وہ عورت مراد ہے جسکو حیض کی تمیز نہ خون کے رنگ سے ہو سکے نہ عادت سے اور متاخرین نے استحاضہ کے مسائل مین وہ طول کیا ہے کہ معاذ اللہ اور فقہ کی کتابین ان پیچیدہ مسائل سے بہری ہوئی ہین اور انہون نے آپس مین وہ اختلاف کیا ہے کہ اوسکا سمجہنا اچہے ذکی طالب العلم کو دشوار ہے تو بہلا ناقص العقل اور ناقص الدین عورتین اونکو کیونکر سمجہین گی اور یہانتک انہون نے اس باب مین دشواری کی ہے کہ متحیرہ کا مسئلہ نکالا ہے اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متحیرہ کا وجود ہی نہین کیونکہ اون مین حیض کی پہچان بیان کر دی گئی ہے کہ وہ کالا ہوتا ہے اور عورتین اسکو پہچان لیتی ہین اس صورت مین متحیرہ کا مسئلہ جڑ سے اوڑ گیا اور یہی ثابت ہوا کہ استحاضہ کے باب مین کچہ اشکال نہین انتہے ما قال الشوکانی باختصار مترجم کہتا ہے اوپر کی سب تقریرون سے معلوم ہوا کہ مستحاضہ مین کئی مختلف مذاہب ہین پہلے یہ کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے دوسرے یہ کہ دو نمازون کے لیے غسل کرے اور فجر کے لیے ایک تو دن رات مین تین غسل ہوئے تیسرے یہ کہ دن رات مین ایک غسل کرے ہر ظہر کے وقت اور باقی نمازون کے لیے وضو کر لیوے چوتہے یہ کہ حیض سے پاک ہوتے وقت غسل کرے جب تک حیض کے دن آوین ہر نماز کے لیے وضو کر لیوے پانچوین یہ کہ وضو کی بہی ہر نماز کے لیے ضرورت نہین اور استحاضہ کا خون جاری رہنے سے وہ حدث نہین رہتا تو جب تک اور کوئی حدث نہ ہو ایک ہی وضو سے کئی نمازین پڑہ سکتی ہے ابو داؤد نے سنن مین ربیعہ سے روایت کیا وہ کہتے تہے مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو نہ کرے مگر جب اسکو اور کوئی حدث ہو جاوے سوا استحاضہ کے تو وضو کرے ابو داؤد نے کہا مالک بن انس کا یہی قول ہے اور پہلا قول سب سے زیادہ مشکل ہے اور پانچوان قول سب سے زیادہ آسان ہے اور تیسرا قول شاذ ہے اور چوتہا قول اکثر علما کا مختار ہے اور امام احمد بن حنبل

اور شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہؒ نے اوسکو اختیار کیا ہے پر اگر سچ پوچھو تو دلیل کے لحاظ سے چوتھا مذہب کمزور اور ضعیف ہے اور پہلا اور دوسرا قول دلیل کی رو سے قوی ہے واللہ اعلم

باب غسل دم المحیض حیض کا خون دہونیکا بیان **ف**

حافظ نے کہا امام بخاری نے جو کتاب الوضوء مین باب بیان کیا خون دہونیکا وہ عام ہے اور یہ خاص ہے **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ہشام عن فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر انھا قالت سألت امرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ارأیت احدانا اذا اصاب ثوبھا الدم من الحیضۃ کیف تصنع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصاب ثوب احداکن الدم من الحیضۃ فلتقرصہ ثم لتنضحہ بماء ثم لتصل فیہ **ترجمہ** اسماء بنت ابی بکر رضہ سے روایت ہے اونہون نے کہا ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین ہم مین سے کسیکے کپڑے کو حیض کا خون لگجاوے تو کیسا کرے آپ نے فرمایا جب تم مین سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگجاوے تو اوسکو مل ڈالے (چٹکیون سے) پہر دہو ڈالے اوسکو پانی سے پہر نماز پڑہے اوس کپڑے مین **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب الوضوء مین گذر چکی اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو شرم کی بات مرد سے پوچھنا درست ہے بوجہ ضرورت کے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ حیض کا خون اور خونون کیطرح ہے دہونیکے وجوب مین اور یہ کہ نجاست کا مل ڈالنا مستحب ہے تاکہ دہو نہین آسانی ہووے **حدثنا** اصبغ قال اخبرنی ابن وھب قال اخبرنی عمرو بن الحارث عن عبد الرحمٰن بن القاسم حدثہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کانت احدانا تحیض ثم تقترص الدم من ثوبھا عند طھرھا فتغسلہ وتنضح علی سائرہ ثم تصلی فیہ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضہ نے کہا ہم مین سے کسیکو حیض آتا پہر مل ڈالتی خون کو اپنے کپڑے سے جب پاک ہوتی پہر دہو ڈالتی اوسکو اور پانی چہڑک دیتی باقی کپڑے پر (وسوسے کو دور کرنے کیلیے) پہر نماز پڑہتی اوسمین **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجس کپڑے مین نماز پڑہنا درست نہین اور مستملی اور حموی کی روایت مین عند طھرہ ہے تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جب کپڑے کے پاک کرنیکا قصد کرتین تو ایسا کرتین اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کپڑے کو پاک کرنیکی حاجت نہ پڑے تو اوسکو نجس سمجھنے دینا درست ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابن ماجہ نے طہارت مین نکالا **باب** اعتکاف المستحاضۃ مستحاضہ کو اعتکاف کرنا کیسا ہے **حدثنا** اسحاق قال حدثنا خالد بن عبد اللہ عن خالد عن عکرمۃ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکف معہ بعض نسائہ وھی مستحاضۃ تری الدم فربما وضعت الطست تحتھا من الدم وزعم عکرمۃ ان عائشۃ رأت ماء العصفر

فقالت کان ھذا شیٔ کانت فلانۃ تجدہ ۔ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا آپ کی ایک بی بی نے اور وہ مستحاضہ تھین ف ابن جوزی نے کہا ہم نہین جانتے آپ کی بی بیون سے کون مستحاضہ تھین اور ظاہر یہ ہے کہ من نسائہ سے آپ کی متعلق عورتین مراد ہین اُن مین ام حبیبہ بنت جحش بہی تہین جو بہن تہین ام المومنین زینب بنت جحش کی اور اونکو استحاضہ تہا مین کہتا ہون رد کرتا ہے اس تاویل کو وہ لفظ جو دوسری روایت مین ہے اور وہ اسکے بعد مذکور ہے امرأۃ من ازواجہ اور معلوم نہین کہ ابن جوزی کو اس روایت سے کیونکر غفلت ہوئی اور تیسری روایت مین یہ ہے بعض امہات المومنین اور قیاس سے بعید ہے یہ بات کہ آپ کے ساتھ غیر عورت اعتکاف کرتی اگرچہ اسکو آپ سے تعلق ہوتا اور ابن عبدالبر نے نقل کیا کہ جحش کی تینون بیٹیان مستحاضہ تہین زینب ام المومنین اور حمنہ طلحہ کی بی بی اور ام حبیبہ عبدالرحمن بن عوف کی بی بی اور وہ مشہور ہین ان تینون مین استحاضہ کے ساتھ اور انکی حدیث آگے آویگی اور ابوداؤد نے سلیمان بن کثیر کے طریق سے نکالا انہون نے زہری سے اونہون عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو فرمایا اونسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غسل کو ہر نماز کے لیے اور ایسا ہی موطا مین ہے کہ زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ خطا ہے کیونکہ اس روایت مین یہ مذکور ہے کہ وہ عبدالرحمن بن عوف کے نکاح مین تہین اور انکی نکاح مین ام حبیبہ تہین نہ زینب کی بہن اور ہمارے شیخ امام بلقینی نے کہا کہ شاید زینب بنت جحش کو بہی ایک بار استحاضہ ہوا ہوگا اور اُن کی بہن ام حبیبہ کو تو ہمیشہ ہوتا تہا مین کہتا ہون اسی پر محمول ہوگی وہ روایت جو مین اسکو ذکر کرونگا سودہ اور ام سلمہ کے حق مین اور بعضون نے مغلطائی کے خط کو پڑہا اوس مین اُن عورتون کا شمار جنکو حضرت ص کے زمانے مین استحاضہ ہوا تہا مذکور ہے اُن مین ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا بہی ذکر ہے اور کہا روایت کیا اسکو علاء بن مسیب نے حکم سے اونہون نے ابوجعفر یعنے امام محمد باقر بن علی بن حسین علیہم السلام سے تو شاید اس حدیث مین وہی مراد ہون اور اس حدیث کو ابوداؤد نے اسی طریقہ سے تعلیقاً نقل کیا ہے اور بیہقی نے کہا کہ ابن خزیمہ نے اسکو موصولاً نکالا مین کہتا ہون نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اسی اسناد سے مگر اس مین یہ نہین ہے کہ سودہ کو استحاضہ ہوا جیسے اوپر گذرا اور یہ روایت مرسل ہے اسلیے کہ ابوجعفر تابعی ہین اور معلوم نہین کہ اونہون نے یہ حدیث کس سے سنی اور سعید بن منصور کی سنن مین ہے ہمسے حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن ابراہیم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے خالد حذاء نے اونہون نے روایت کی عکرمہ سے کہ حضرت ص کی بی بیون مین سے ایک عورت اعتکاف مین تہین اور انکو استحاضہ تہا اور کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے خالد نے دوسری بار عکرمہ سے کہ ام المومنین ام سلمہ اعتکاف مین

تہین اور اونکو استحاضہ تہا کبہی وہ طشت تلے اپنے رکہہ لیتین تہین کہتا ہون اس حدیث مین ام سلمہ کا مراد لینا اولیٰ ہے کیونکہ یہ
حدیث بہی عکرمہ ہی سے منقول ہے اور اسمٰعیل بن علیہ نے اسکو مرسلاً عکرمہ سے نقل کیا اور وصل کیا اسکو خالد طحان اور
یزید بن زریع وغیرہ نے عکرمہ سے اونہون نے عائشہ سے اور امام بخاری نے موصول روایت کو ترجیح دی تو اسکو نکالا اور
ابن ابی شیبہ نے اسمٰعیل بن علیہ سے اس حدیث کو نکالا جیسے سعید بن منصور نے نکالا مگر ام سلمہ کا نام نہین لیا تمام ہوا کلام
امام ہمام حافظ اسلام مولانا و مقتدانا علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ والغفران کا مترجم کہتا ہے کہ تعجب ہے ابن جوزی رحمہ اللہ سے
کہ باوصف اس تبحر کے اونہون نے صحیح بخاری کی دوسری روایات پر دہیان نہین کیا حالانکہ وہ اسکے بعد ہی مذکور ہین اور
سوا ان روایتون کے جو حافظ ابن حجر نے نقل کین ایک وہ بہی روایت ہے جسکو نکالا طحاوی اور نسائی نے قاسم سے
اونہون نے زینب بنت جحش سے کہ اونہون نے حضرت ص سے کہا مین مستحاضہ ہون اور یہ روایت اوپر گذری اور باطل
ہوا ہے اس سے قول اسکا جو کہتا ہے کہ زینب کو استحاضہ نہین ہوا تہا واللہ اعلم (تہ خون دیکہتی تہین تو کبہی طشت
رکہہ لیتین اپنے تلے خون کے سبب یعنے خون کی کثرت کی وجہ سے) اور عکرمہ نے کہا ام المومنین عائشہ رض نے کسم کا پانی
دیکہا تو کہا کہ یہ ایسا ہے جیسے فلانی عورت پاتی تہی (اپنے استحاضہ کے زمانے مین یعنے اونکے خون کا بہی رنگ ایسا ہی تہا)
شیخ حافظ نے کہا کہ فلانی عورت سے وہی بی بی مراد ہین جنکا پہلے ذکر کیا کہ وہ حضرت ص کے ساتہہ اعتکاف مین تہین
اور مینے ایک صحیح نسخہ کے حاشیہ مین دیکہا کہ وہ رملہ ہین ام حبیبہ بنت ابی سفیان تو اگر یہ ثابت ہو تو تیسرا قول ہوگا
مبہم عورت کی تفسیر مین اور ابن جوزی نے جو گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون مین سے کوئی مستحاضہ
نہ تہی اس گمان کو اگر مان لیا جاوے تو کہین گے کہ یہ عورت زینب تہین ام سلمہ کی بیٹی اونکو استحاضہ ہوا تہا نکالا اوسکو بیہقی
اور اسمٰعیلی نے یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے لیکن سنن ابو داؤد مین یہ مروی ہے کہ زینب نے اسکو نقل کیا دوسری
عورت سے اور یہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ زینب بنت ام سلمہ حضرت ص کے زمانے مین کم سن تہین اور آپ نے
اونکی ماں ام سلمہ کے ساتہہ جب دخول کیا ۴ سنہ ہجری ہے اوسوقت زینب دودہ پیتی تہین یا یون کہین کہ یہ عورت
اسماء بنت عمیس تہین نقل کیا اسکو دارقطنی نے سہل بن ابی صالح سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے اسماء بنت عمیس سے
اور ابو داؤد نے شک کے ساتہہ نقل کیا کہ وہ اسماء تہین یا فاطمہ بنت ابی حبیش اور ان دونو کو حضرت ص سے تعلق تہا کیونکہ زینب
اپکی ربیبہ تہین اور اسماء آپ کی بی بی میمونہ کی اخیافی بہن تہین اور اسیطرح حمنہ اور ام حبیبہ کو بہی آپ سے تعلق تہا اونکی
حدیث سنن ابو داؤد مین ہے تو یہ سب سات عورتین ہوئین اور ممکن ہے کہ مبہم کی تفسیر مین ان مین سے کوئی عورت مراد لیجاوے
اور جن عورتون کو آپکے زمانے مین استحاضہ ہوا صحابیات مین سے ان کے سوا دو یہ ہین سہلہ بنت سہیل ذکر کیا اونکو ابو داؤد

نے اور اسماء بنت مرثد ذکر کیا اونکو بیہقی نے اور بادیہ بنت غیلان ذکر کیا اونکو ابن مندہ نے اور فاطمہ بنت ابی حبیش اور قصہ اونکا عائشہ سے صحیحین میں منقول ہو اور سنن ابوداؤد میں فاطمہ بنت قیس ہے تو بعضے یہ سمجھے کہ وہ فاطمہ قرشی ہیں فہری اور صحیح یہ ہے کہ وہ ابو حبیش کی بیٹی ہیں اور ابو حبیش کا نام قیس تھا تو یہ چار عورتیں اور ہوئیں اور اگر زینب بنت ابی سلمہ کو نکال ڈالو تو سب عورتیں جنکو استحاضہ ہوا دس ہوتی ہیں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ مسجد میں رہ سکتی ہے اور اسکا اعتکاف اور اسکی نماز صحیح ہے اور مسجد میں حدث کرنا درست ہے جب مسجد کے آلودہ ہونیکا ڈر نہ ہو اور مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحدث ہو یا جسکے زخم سے خون جاری ہو انتہیٰ ما قال الحافظ وقسطلانی نے کہا اس حدیث کو مولف نے صوم میں بھی نکالا اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے اعتکاف میں نکالا انتہیٰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي ترجمہ ام المومنین محبوبہ حبیب اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک عورت نے اعتکاف کیا آپکی بی بیوں میں سے پھر وہ خون دیکھتی تھیں (سرخ) اور زردی (یعنے استحاضہ کا خون) اور اونکے نیچے طشت تھا وہ نماز پڑھتی تھیں حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ ترجمہ حضرت عائشہ نے کہا مسلمانوں کی ماؤں میں سے ایک نے اعتکاف کیا اور وہ مستحاضہ تھیں

باب هَلْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيهِ کیا عورت اس کپڑے میں نماز پڑھے جسمیں اسکو حیض آتا ہے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا ترجمہ ام المومنین عائشہ رض نے کہا ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا اوسی میں اسکو حیض آتا پھر جب اوسمیں کچھ خون لگ جاتا تو اسکو تر کرلیتی اپنی تھوک سے پھر چھیل ڈالتی اسکو اپنے ناخون سے ف حافظ نے کہا باب کا ترجمہ حدیث سے اسطرح نکلتا ہے کہ جب ایک ہی کپڑا ہوا اوسی میں حیض آیا تو ضرور ہے کہ حیض سے پاک ہونیکے بعد اوسی کپڑے میں نماز پڑھتی ہونگی اور ام سلمہ کی حدیث جو اوپر گذری کہ اون کے حیض کے کپڑے الگ تھے تو وہ محمول ہو اوس زمانے کے بعد پر جب خدا نے وسعت دی اور تنگی دور کی اور احتمال ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ حیض کے لیے ایک ہی کپڑا تھا اور ہوسکتا ہو کہ پاکی کی حالت میں دوسرا کپڑا ہو اس صورت میں یہ حدیث ام سلمہ کی حدیث کے خلاف نہ ہوگی لیکن باب کا ترجمہ اوس سے ثابت نہ ہوگا

کیونکہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اوسی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور اس صورت میں یہ حدیث اوسکی دلیل نہ ہوگی جسنے نجاست
کا دور کرنا پانی کے سوا اور چیزوں سے بھی جائز رکھا ہے کیونکہ تھوک لگانا پاک کرنیکے لیے نہیں تھا بلکہ اوسکا اثر دور
کرنیکے لیے اور ایک حدیث میں اویر گذر چکا کہ ملنے کے بعد اوسکو دہونا چاہیے اور اس حدیث میں لوگوں نے دو طعن کیے
ہیں ایک یہ کہ وہ منقطع ہے ابو حاتم نے کہا کہ مجاہد نے حضرت عائشہؓ سے نہیں سنا اور یہ غلط ہے مجاہد کی سماع کی تصریح
ہے دوسری اسناد میں امام بخاری اور علی بن المدینی نے اسکو ثابت کیا ہے اور ثبوت مقدم ہے نفی پر دوسرے یہ کہ وہ مضطرب
ہے ابو داؤد نے ابن ابی نجیح کے بدل حسن بن مسلم کہا ہے اور جواب ا سکا یہ ہے کہ اس سے اضطراب نہیں ہوتا کیونکہ
احتمال ہے کہ ابراہیم بن نافع نے دونو سے اس حدیث کو سنا ہو اور اسکے علاوہ ابو نعیم امام بخاری کے شیخ ابو داؤد کے شیخ سے
زیادہ حافظ ہیں اور ابو نعیم کی متابعت کی خلاد بن یحییٰ اور ابو حذیفہ اور نعمان بن عبد السلام نے تو اونکی روایت راجح ہے
انتہے **باب** الطِّيبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ عورت جب حیض کا غسل کرے تو خوشبو لگانا
ف غرض یہ ہے کہ حیض سے غسل کرنیکے بعد خوشبو لگانیکی تاکید ہے یہانتک کہ سوگ والی عورت کو بھی آپنے اجازت
دی مقام مخصوص میں تہوڑی خوشبو لگانیکی (فتح) قسطلانی نے کہا شرط یہ ہے کہ وہ عورت احرام نہ باندہے ہو اور
نفاس کا غسل بھی مثل حیض کے غسل کے ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ وہ جگہ صاف اور معطر ہو جاوے اور اسکا ترک بلا عذر
مکروہ ہے انتہے مختصراً **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ
حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ
إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ
وَرَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ام عطیہ بنت
حارث جو بیماروں کی خبرگیری کرتی تہیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تہیں اور مُردوں کو غسل دیتی تہیں اس کتاب میں
اونسے پانچ حدیثیں مروی ہیں اسے روایت ہے انہوں نے کہا ہمکو ممانعت کیجاتی تہی (یعنی حضرتؐ نے منع کیا تہا) کسی مُردے
پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے (سوگ کہتے ہیں زینت اور بناؤ کو چھوڑ دینے کو) مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرنیکا
حکم تہا اور ہمکو حکم تہا سوگ میں سرمہ نہ لگانیکا اور خوشبو نہ لگانیکا اور رنگا ہوا کپڑا نہ پہننے کا مگر یمنی چادر جسکا سوت رنگا
جاتا ہے پہر بُنی جاتی ہے اوسکے پہننے کی اجازت تہی اور ہمکو رخصت دی گئی تہی جب حیض سے پاک ہو اور غسل کرے
کوئی ہم میں سے حیض کا تہوڑی کست اظفار کی **ف** ایسا ہی ہے اس روایت میں ابن تین نے کہا صواب قسط ظفار ہے

یعنی ظفار کے قسط کی قسط ایک خوشبودار دوا ہے جو ظفار سے آتی ہے ظفار ایک شہر تھا مشہور یمن کے بندروں میں اور مسلم کی روایت میں ہے قسط سے یا اظفار میں سے اور اظفار ایک قسم کا عطر ہے غرض یہ ہے کہ حائضہ کو جب حیض سے پاک ہو آپ نے عود کی دھونی لینے کی اجازت دی تھی گو وہ سوگ میں ہو **ت** اور منع کی جاتی تھیں ہم جنازوں کے ساتھ جانے سے امام بخاری نے کہا اسحدیث کو ہشام بن حسان نے روایت کیا حفصہ سے اونہوں نے ام عطیہ سے اونہوں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **ف** اور ہشام کی روایت خود مصنف نے کتاب الطلاق میں نکالی اور یہاں اسکے بیان کرنیسے یہ غرض ہے کہ ام عطیہ کی حدیث مرفوع ہے اور اسحدیث کو امام مسلم اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا (قسط)

باب دَلْكِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا اِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَاْخُذُ فِرْصَةً مُّمَسَّكَةً فَتَتَبَّعُ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ

عورت جب حیض سے پاک ہو تو اپنا بدن ملے اور غسل کیونکر کرے اور ایک ٹکڑا روئی یا کپڑے کا لیوے جسمیں مشک لگی ہو پھر اوسکو پھیرے اس مقام پر جہاں خون لگا ہو

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَبَذْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے ایک عورت نے (اسکا نام اسماء بنت شکل تھا جیسے مسلم کی روایت میں ہے یا اسماء بنت یزید بن السکن جیسے خطیب نے مبہمات میں نقل کیا) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا حیض کے غسل کو آپ نے اسکو حکم دیا جسطرح غسل کرے (اوسکی تفصیل مسلم کی روایت میں ہے جو آگے مذکور ہوگی) آپ نے فرمایا ایک ٹکڑا لے (اون یا روئی یا چمڑے کا) مشک لگا ہوا پھر پاکی کر اوس سے وہ بولی کیونکر پاکی کروں آپ نے فرمایا (شرم اور حیا) سبحان اللہ پاکی کر حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں نے اسکو کھینچ لیا اپنی طرف اور کہا لگا اسکو خون کے نشان پر **ف** یعنی فرج پر اس ٹکڑے کو مل تاکہ حیض کی بدبو بالکل دور ہو جاوے اور بعضوں نے کہا ایسا کرنیسے حمل جلدی ہوتا ہے اگر مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو سہی اور یہ مستحب ہے اوسکے لیے جو حیض یا نفاس کا غسل کرے اور مکروہ ہے اوسکا ترک اوسکے لیے جسکو مقدرت ہو پھر اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو مٹی لگاوے ورنہ پانی کافی ہے اور جسکو سوگ ہو وہ عود کی دھونی لیوے اور محاملی نے کہا فرج کی خصوصیت نہیں بلکہ بدن میں جہاں خون لگا ہو وہاں اس ٹکڑے کو پھیرے اور اسمعیلی کی روایت کہ لگا اوسکو خون کے مقاموں پر اسکی تائید کرتی ہے اور بعض روایتوں میں قرصہ ہے بہ فتح قاف یعنی تھوڑا دو انگلیوں کی نوک سے مشک لے اور بعضوں نے قرصہ ضاد معجمہ سے نقل کیا ہے اور

تطہّری بہا قالت کیف قال

مسک بفتح میم جیسے کا مُراد ہ کہتے ہین یہی صحیح ہے کیونکہ مشک اسقدر گران ہے کہ ہر عورت کو اُسکا ملنا دشوار ہے اور نووی نے مسک بکسر میم کو صحیح کہا یعنے مشک (جو ایک خوشبو ہے ہرن کا خون) اور کہا دوسری روایت مین فرصۃ ممسکۃ ہے اور مشک کے سوا اور معنے نہین بنتے اور احتمال ہے کہ ممسکہ کے معنے یہ ہون کہ ہاتھ سے پکڑا ہوا پر اس صورت مین عبارت رکیک ہو جاتی ہے اور کرمانی نے کہا امام بخاری کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے مسک کو بفتح میم ترجیح دی اس دلیل سے کہ خوشبو لگانے کے لیے اونہون نے جدا باب مقرر کیا اور تائید کرتی ہے مسک بکسر میم کی عبدالرزاق کی روایت اوس مین من ذریرۃ ہے اور ذریرہ عطر کو کہتے ہین اور مشک کی گرانی سے کچھ نہین ہوتا کیونکہ اہل حجاز خوشبو بہت استعمال کرتے ہین اور احتمال ہے کہ یہ عورت اتنی مقدرت رکھتی ہو آب اسمقام مین ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ترجمہ باب حدیث سے نہین نکلتا کیونکہ حدیث مین غسل کی کیفیت مذکور نہین ہے نہ ملنے کا ذکر ہے اور کرمانی نے اورون کی متابعت سے یہ جواب دیا کہ مشک لگا ہوا ٹکڑا ملنا اسمین ملنے کا ذکر ہے اور غسل کی کیفیت سے وہ کیفیت مراد ہے جو حیض کے غسل سے خاص ہے وہ خوشبو لگانا ہے نہ نہانا وہ تو سب غسلون مین ہے اور یہ توجیہ اچھی ہے پر اوسمین تکلف ہو اور اس سے اچھی توجیہ یہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہو کہ ترجمہ باب مین وہ باتین بھی بیان کرتے ہین جو حدیث کی بعض طریقون مین مذکور ہون اگرچہ وہ باتین اُس طریقہ مین نہ ہون جسکو امام بخاری لائے ہون اور اس حدیث کی دوسرے طریق مین جسکو امام مسلم نے نکالا غسل کی کیفیت مذکور ہے اوسمین یون ہے تم مین سے ایک پانی اور بیری لے پھر نہا دے اچھی طرح پھر اپنے سر پر پانی بہاوے اور خوب ملے خوب ورسی یہانتک کہ پانی سر کی جڑون مین پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے پھر ایک ٹکڑا لے اخیر تک اور امام بخاری نے اس طریق کیطرف اشارہ کیا ترجمہ باب مین اور نہین نکالا اسکو کیونکہ اوس کی اسناد مین ابراہیم بن مہاجر ہے ضعیف ہے اور وہ اُنکی شرط پر نہین ہے (فتح ملخصًا) اور مؤلف نے اس حدیث کو طہارت اور اعتصام مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے (قسط) حافظ نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا عورتون سے شرم کی بات کنایہ اور اشارے مین کہنا عورت کا سوال کرنا مرد سے ضروری بات کو اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ انصار کی عورتون نے دین مین سمجھ حاصل کرنے مین شرم نہین کی نکالا اسکو مسلم نے سمجھانے کے لیے دوبارہ بات کو کہنا عالم کی کلام کی تفسیر کرنا اوسکے سامنے کم درجہ والے سے علم کی بات لینا پڑھنے والے کے ہوتے ہوے شاگرد کے ساتھ نرمی کرنا اپنے عیب کا چھپانا انسان کی جبلت مین داخل ہونا آپ کا حسن خلق اور حیا اور شرم صلے اللہ علیہ وسلم وبارک الی یوم القیام لنفسے مختصرًا

بَاب غُسْلِ الْمَحِيْضِ حیض کے غسل کا بیان۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَا

قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف اغتسل من المحیض قال خذی فرصۃ ممسکۃ وتوضئی ثلاثا ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استحیی فاعرض بوجھہ او قال توضئی بھا فاخذتھا فاخبرتھا بما یرید النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ حضرت عائشہؓ نے کہا انصار کی ایک عورت نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا میں حیض کا غسل کیونکر کرون آپ نے فرمایا ایک ٹکڑا لے مشک لگا ہوا اور تین بار فرمایا پاک کر (یعنے نہانیکے بعد) پھر آپ نے شرم کی تو اپنا منہ پھیر لیا (دوسرے صحابی کہتے ہیں کہ آپ کو کنواری لڑکی سے زیادہ شرم تھی جو پردے میں رہتی ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عائشہؓ نے شک کی اور کہا یا حضرت نے یوں فرمایا پاکی کر اوس ٹکڑے سے پھر میں نے اوس عورت کو پکڑا اور کھینچ لیا اوسکو اور میں نے اوس سے بیان کر دیا جو آپ کا مطلب تھا

باب امتشاط المرأۃ عند غسلھا من المحیض حیض کا غسل کرتے وقت بالوں میں کنگھی کرنا حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال حدثنا ابراہیم قال حدثنا ابن شھاب عن عروۃ ان عائشۃ قالت اھللت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فکنت ممن تمتع ولم یسق الھدی فزعمت انھا حاضت ولم تطھر حتی دخلت لیلۃ عرفۃ فقالت یا رسول اللہ ھذہ لیلۃ عرفۃ وانما کنت تمتعت بعمرۃ فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انقضی راسک وامتشطی وامسکی عن عمرتک ففعلت فلما قضیت الحج امر عبد الرحمن لیلۃ الحصبۃ فاعمرنی من التنعیم مکان عمرتی التی نسکت ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے کہا میں نے احرام باندھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں تو میں اون لوگون میں تھی جنہوں نے تمتع کیا اور ہدی اپنے ساتھ نہ ہانکی (یعنے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائی) پھر اونہوں نے کہا مجھکو حیض آگیا اور حیض سے پاک نہ ہوئی یہانتک کہ عرفہ کی رات آگئی انہون نے (یعنے حضرت عائشہؓ نے) کہا یا رسول اللہ یہ عرفہ کی رات ہے اور میں نے تو تمتع کیا تھا عمرے کا احرام باندھ کر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرے سے باز رہ (یعنے عمرے کے ارکان کو موقوف رکھ) میں نے ایسا ہی کیا جب حج ادا کر چکی تو آپ نے عبد الرحمان (بن ابی بکر) کو حکم کیا محصب کی رات کو (یعنے اوس رات کو جب منا سے لوٹ کر محصب میں رہتے ہیں حج سے فارغ ہو کر اور محصب ایک مقام ہے مکہ اور منا کے درمیان) انہوں نے مجھکو عمرہ کرایا تنعیم سے (تنعیم وہ مقام ہے جو مکہ سے تین میل پر ہے یہاں سے اکثر لوگ عمرے کا احرام باندھتے ہیں) اوس عمرے کے بدلے جسکا احرام میں نے (پہلے) باندھا تھا **ف** حافظ نے کہا یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کنگھی کرنیکا حکم حیض کے غسل کے لیے نہ تھا بلکہ احرام باندھنے کے لیے تو حدیث سے ترجمہ باب نہیں نکلا اور جواب یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنا مقتضی

ہے غسل کو کیونکہ غسل سنت ہے احرام کی اور جب سنت غسل کے لیے کنگھی کرنا جائز ہوا تو حیض کے غسل کے لیے جو فرض ہے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور مسلم کی روایت میں غسل کی تصریح ہے ابو الزبیر سے انہوں نے سنا جابر سے اس میں یہ ہے کہ غسل کر پھر حج کا احرام باندھ تو شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس طرف اشارہ کیا صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کو سرف میں حیض آیا تھا اور عرفات میں پاک ہوئیں اس حدیث کی باقی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں مذکور ہوگی

بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ حیض کے غسل میں عورت کو بال کھولنا واجب ہے یا نہیں

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّيْ لَوْلَا أَنِّيْ أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَّأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَّكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيْ أَخِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِيْ قَالَ هِشَامٌ وَّلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَوْمٌ وَّلَا صَدَقَةٌ

ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم نکلے ذی الحجہ کے چاند کے قریب (۲۵ ذی قعدہ کو ہفتہ کے دن) تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا جی چاہے عمرے کا احرام باندھے تو وہ عمرے کا احرام باندھ لیوے کیونکہ میں اگر ہدی (قربانی کا جانور) نہ لاتا تو میں عمرہ کر کے احرام کھول ڈالتا خیر بعضوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور بعضوں نے احرام باندھا حج کا اور میں اُن لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو عرفہ کا دن آگیا اور میں حیض سے تھی میں نے شکایت کی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر کھول ڈال اور کنگھی کر لے اور احرام باندھ لے حج کا میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات ہوئی تو آپ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبد الرحمان بن ابی بکرؓ کو بھیجا میں تنعیم کو گئی اور عمرے کا احرام باندھا اوس عمرے کے بدل (جو توڑ ڈالا تھا) ہشام نے کہا اور ان سب باتوں میں کوئی ہدی لازم آئی نہ روزہ نہ صدقہ فت حافظ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حیض کے غسل میں سر کھولنا اور چوٹی توڑنا واجب ہے اور یہی قول ہے حسن اور طاؤس کا اور امام احمد کا اور ایک جماعت حنابلہ نے کہا کہ حیض اور جنابت دونوں غسلوں میں مستحب ہے ابن قدامہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ وجوب کا کوئی قائل ہوا ہو دونوں غسلوں میں مگر عبد اللہ بن عمرو اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اونپر انکار کیا اس بات کا مگر اوس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ اسکو واجب کہتے تھے اور نووی نے کہا ہمارے صحابہ نے

نخعی سے وجوب نقل کیا ہے اور جمہور نے عدم وجوب پر دلیل لی ہے ام سلمہ رض کی حدیث سے جو اوپر گذری اور مسلم کی
روایت میں یوں ہے کیا میں چوٹی کو توڑوں حیض اور جنابت کے لیے اور باب کی حدیث کو انہوں نے استحباب پر محمول کیا ہے
اور باقی بحث اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب الحج میں مذکور ہوگی کذا فی الفتح شوکانی نے کہا امام احمد اور داؤد نے حیض اور
جنابت کے غسل میں فرق کیا ہے انہوں نے کہا کہ حیض کے غسل میں عورت کو سر کھولنا ضرور ہے اور جنابت کے غسل میں
ضرور نہیں اور دلیل انکی وہ ہے جو ابن ماجہ کی روایت میں باسناد صحیح حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت ص نے اونسے فرمایا وہ
حائضہ تھیں کھول ڈال بال اپنے اور غسل کر اور اسکی تفصیل کتاب الغسل میں گذر چکی **باب** مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ
قرآن میں جو مخلقہ اور غیر مخلقہ آیا ہے اسکی تفسیر **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ
نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ
وَالْأَجَلُ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
بے شک اللہ جل جلالہ نے رحم (بچہ دان عورت کا) پر ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے وہ عرض کرتا ہے ای پروردگار اب نطفہ پڑا
رحم میں (حالانکہ پروردگار خوب جانتا ہے مگر وہ فرشتہ اپنی خدمت ادا کرتا ہے) ای پروردگار اب خون کی پھٹکی ہوگئی ای
پروردگار اب گوشت کا ایک لوتھڑا ہو گیا پھر جب مالک چاہتا ہے اپنے بنائے ہوئے کو پورا کرنا تو فرشتہ کہتا ہے مرد ہے
یا عورت نیک بخت ہے یا بدبخت پھر اسکی روزی کتنی ہے اور اسکی عمر کتنی ہے پھر یہ سب لکھا جاتا اوسکی ماں کے پیٹ
میں **ف** حافظ نے کہا ہم اس حدیث کی بحث کتاب القدر میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور حدیث کی مناسبت
ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس حدیث سے اس آیت قرآن کی تفسیر معلوم ہوتی ہے قسطلانی نے کہا یہ جو حدیث میں ہے جب مالک
اپنے پیدا کیے کو پورا کرنا چاہتا ہے یہی ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اسکا پورا کرنا نہیں چاہتا
تو وہ غیر مخلقہ ہے اور جو پورا کرنا چاہتا ہے تو وہ مخلقہ ہوا پس قرآن میں جو آیا ہے مِنْ نُطْفَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ اسکا یہی مطلب
ہے حافظ نے کہا اس سے زیادہ صاف وہ روایت ہے جو طبری نے نکالی داؤد بن ابی ہند سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے علقمہ
سے انہوں نے ابن مسعود سے انہوں نے کہا جب نطفہ رحم میں پڑتا ہے تو اللہ جل جلالہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ کہتا ہے ای مالک مخلقہ
ہے یا غیر مخلقہ اگر فرمایا غیر مخلقہ تو رحم اسکو پھینک ڈالتا ہے (اوگل دیتا ہے) خون کرکے اور جو فرمایا مخلقہ تو فرشتہ عرض
کرتا ہے اسکی صفت کیا ہے پھر بیان کیا اسی طرح اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور یہ لفظاً موقوف ہے پر حکماً مرفوع ہے اور طبری
نے اس باب میں مفسرین کے کئی قول بیان کیے ہیں اور کہا صحیح یہ ہے کہ مخلقہ وہ نطفہ ہے جسکے تمام اعضا بن جاویں اور

غیر مخلقہ وہ جو تمام ہونے سے پہلے گر جاوے اور مجاہد اور شعبی کا یہی قول ہے اور ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری کی غرض اس حدیث کو کتاب الحیض میں لانے سے یہ ہے کہ اس شخص کا مذہب قوی ہو جو کہتا ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا اور اہل کوفہ اور امام احمد اور ابو ثور اور ابن منذر اور ایک طائفہ علما کا یہی قول ہے اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور جدید قول اونکا یہ ہے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے اور اسحاق سے ایسا ہی منقول ہے اور امام مالک سے اس باب میں دو روایتیں ہیں حافظ نے کہا اس مسئلہ میں اس حدیث سے دلیل لینا ٹھیک نہیں اور ابن منیر نے اس سے یہ دلیل لی کہ حاملہ کا خون حیض نہیں ہے اسلیے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاملہ کے رحم پر ایک فرشتہ معین ہوتا ہے اور فرشتہ اس جگہ نہیں جاتا جہاں نجاست ہو اور یہ استدلال بھی ضعیف ہے اسلیے کہ فرشتے کے مقرر ہونے میں یہ ضرور نہیں کہ فرشتہ رحم کے اندر گھسا رہے اور اگر ہم مان بھی لیں تو یہ قباحت دونوں مذہبوں پر لازم آتی ہے اسلیے کہ خون ہر طرح کا نجس ہے لطیفہ مختصر قسطلانی نے کہا یہ جو ابن شاہین نے روایت کیا حضرت علیؓ و ابن عباسؓ سے کہ اللہ تعالیٰ نے حیض کو اوٹھا لیا اور خون کو بچہ کی غذا بنایا تو حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے اور اس حدیث کو مولف نے خلق آدم اور قدر میں نکالا اور مسلم نے قدر میں ۱۲

بَابٌ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حائضہ عورت حج اور عمرہ کا احرام باندھ سکتی ہے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتَّى قَضَيْتُ حَجَّتِي فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضنے کہا ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع (سنہ ہجری میں) تو ہم میں سے بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا پھر ہم مکہ میں آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی نہ لایا ہو وہ احرام کھول ڈالے (عمرہ کر کے) اور جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی لایا ہو وہ احرام نہ کھولے جب تک ہدی کو نحر کر کے حلال نہ ہو اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے حضرت عائشہ نے کہا پھر مجھکو حیض آگیا (سرف میں) اور میں برابر حائضہ ہی رہا یہانتک کہ عرفے کا دن ہوا اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا مگر عمرے کا تو حضرت رسول اللہ

نے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو حکم دیا اپنا سر کھول ڈالنے کا اور کنگھی کرنیکا اور حج کا احرام باندھنے کا اور عمرے کو چھوڑ دینے کا میں نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ میں نے حج ادا کیا پھر آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمان بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھکو حکم کیا کہ عمرہ کروں اگلے عمرے کے بدل (جسکو چھوڑکر حج کا احرام باندھ لیا تھا) تنعیم سے ف قسطلانی نے کہا مسلم نے اس حدیث کو منا سک میں نکالا حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگی بَابُ اِقْبَالِ الْمَحِيضِ وَاِدْبَارِهِ حیض کے آخیر اور شروع کا بیان ف حافظ نے کہا حیض کا شروع دفعۃً خون نکلنے سے معلوم ہوتا ہے اس وقت میں جب حیض آنا ممکن ہو اور اسکا خاتمہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کرسف (روئی یا پارچہ) کا جو حائضہ عورت اپنی شرمگاہ میں رکھتی ہے صاف نکلے سو کہا اور بعضوں نے کہا یہاں تک کہ سفید پانی نکلے چونے کیطرح اور مصنف کا میلان اسی طرف ہے انتہی وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ اور عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف (ڈبیا کپڑا) بھیجتیں اسمیں کرسف ہوتا اور کرسف میں زردی ہوتی (حیض کے خون کی) تو وہ کہتیں مت جلدی کرو یہانتک کہ چونے کیطرح سفید دیکھو (یعنے کرسف صاف نکلے اسپر رہنے ہو یا سفید پانی نکلے جو حیض کے اخیر میں نکلتا ہے) ف حافظ نے کہا قَصَّہ بفتح قاف اور تشدید صاد مہملہ چونے کو کہتے ہیں اور مطلب یہ کہ روئی سفید اور صاف نکلے اسمیں زردی کا اثر نہ ہو اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ زردی اور خاکی حیض کے دنوں میں حیض ہے اور غیر حیض میں اسکا ذکر آویگا اور یہ بھی نکلا کہ سفید روئی کا نکلنا علامت ہے حیض ختم ہونے کی اور طہر شروع ہونے کی اور جسنے یہ کہا کہ روئی کے خشک نکلنے سے حیض کا ختم ہونا معلوم ہوتا ہے اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ کبھی حیض کے درمیان بھی روئی خشک نکلتی ہے تو اس سے حیض کا ختم ہونا ثابت نہ ہوگا برخلاف قصہ کے اور قصہ ایک سفید پانی ہے جسکو رحم نکالتا ہے حیض کے بند ہونے پر امام مالک نے کہا میں نے عورتوں سے پوچھا تو یہ بات انکو معلوم تھی اور وہ پاکی کے وقت پر اسکو پہچان لیتیں انتہی مطلب انکا یہ تھا کہ حیض سے پاک ہو جاؤ ف حافظ نے کہا حضرت عائشہ کے اس اثر کو امام مالک نے روایت کیا موطا میں علقمہ بن ابی علقمہ مدنی سے انہوں نے اپنی ماں (مرجانہ) سے (جو مولاۃ تھیں حضرت عائشہ کی) وَبَلَغَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَاءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ اور زید بن ثابت کی بیٹی (ام کلثوم سالم عبداللہ بن عمر کی بی بی) کو خبر پہنچی کہ بعضی عورتیں بیچ رات کو چراغ منگواتی ہیں اور پاکی کو دیکھتی ہیں تو انہوں نے کہا عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں اور عیب کیا انپر

ف حافظ نے کہا اس روایت میں زید بن ثابت کے بیٹے کا نام مذکور نہیں ہے اور موطا میں بھی ایسا ہی مبہم ہے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اونہوں نے اپنی پھوپھی سے اونہوں نے زید بن ثابت کی بیٹی سے اور زید کی بیٹیاں حسنہ اور عمرہ اور ام کلثوم وغیرہ بیان کی ہیں اور کسی سے روایت میں نے نہیں پائی سوائے ام کلثوم کے وہ بی بی تہیں سالم بن عبد اللہ بن عمر کی تو شاید وہی مراد ہوں اور بعضوں نے کہا ام سعد مراد ہیں کیونکہ ابن عبد البر نے اونکو ذکر کیا صحابہ میں اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ اس قصے میں وہی مراد ہیں اور ابن عبد البر نے ایسا نہیں کہا بلکہ اونکا ذکر نہ اونہوں نے کیا نہ اور کسی نے صرف اونکا ذکر عنبسہ بن عبد الرحمان کے طریق سے ہوا ہے اور اسکو لوگوں نے جھوٹا کہا ہے اور وہ مضطرب بھی ہے اس میں کبھی زید کی بیٹی کہتا ہے کبھی اونکی جورو اور کسی نسب جاننے والے عالم نے زید کی اولاد میں ام سعد کا ذکر نہیں کیا اور عبد اللہ بن ابی بکر کی پھوپھی ابن حذا نے کہا کہ عمرہ بنت حزم ہے جو اونکے دادا کی پھوپھی تہیں مجازاً اونکی پھوپھی کہا البتہ عمرہ صحابیہ قدیمہ ہیں اونسے روایت کیا جابر بن عبد اللہ صحابی نے اس صورت میں زید بن ثابت کی بیٹی سے اونکی روایت بعید معلوم ہوتی ہے اور عبد اللہ کی روایت اونسے منقطع ہوگی کیونکہ عبد اللہ نے اونکو نہیں پایا اور احتمال ہے کہ عبد اللہ کی حقیقی پھوپھی مراد ہوں ام عمرو یا ام کلثوم اور یہ جو کہا کہ عورتیں ایسا نہیں کرتی تہیں تو مراد صحابہ کی عورتیں ہیں اور عیب کرنے کی یہ وجہ تہی کہ رات کے وقت ایسی تکلیف اوٹہانا حرج بے فائدہ ہے اور تنطع اور وہ مذموم ہے یہ ابن بطال نے کہا اور بعضوں نے کہا اسوجہ سے کہ رات کا بیچ نماز کا وقت نہیں اور ہنستیر عشا مرتقا ہے کہ عشا کی نماز کا وقت ہو اور احتمال ہے کہ عیب کرنا اسوجہ سے ہو کہ رات کو سفیدی کا امتیاز اور رنگ سے اچہی طرح نہیں ہوتا بس احتمال ہے کہ پاک نہ ہوئی ہوں اور پاکی سے پہلے نماز پڑہ لیں انتہے ما قال الحافظ رحمہ اللہ **حدثنا**

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي **ترجمہ** ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوتا تہا اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا یہ رگ ہے اور حیض نہیں ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کر اور نماز پڑہ **باب**

لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ حائضہ عورت نماز کی قضا نہ پڑہے **ف** حافظ نے کہا ابن منذر وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اہل علم کا اور عبد الرزاق نے معمر سے نکالا اونہوں نے زہری سے پوچھا اسکو تو اونہوں نے کہا اجماع کیا لوگوں نے اسپر اور ابن عبد البر نے ایک گروہ سے خوارج کے نقل کیا کہ اونہوں نے وجب کیا نماز کی قضا کو

حائضہ پر اور سمرہ بن جندب سے روایت کیا کہ وہ حکم کرتے تھے قضا کا تو ام سلمہ نے اونپر اعتراض کیا بعد اوسکے اجماع ہو گیا
اسپر کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب نہین ہے انتہے وَقَالَ جَابِرٌ وَأَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ
الصَّلَاةَ اور جابر اور ابو سعید نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ حائضہ نماز چھوڑ دیوے ف حافظ نے کہا
امام بخاری نے ان دونو حدیثون کو بالمعنے نکالا تو جابر کی حدیث انہون نے کتاب الاحکام مین نکالی اوس مین یہ ہے کہ حضرت
نے حج کے قصے مین حضرت عائشہ کے لیے فرمایا صرف وہ طواف کرے اور نماز نہ پڑہے اور ایسا ہی نکالا مسلم نے اور ابو سعید
کی حدیث اوپر گذری جسمین یہ ہے کیا یہ نہین ہے جب اوسکو حیض آتا ہے تو وہ نماز نہین پڑہتی اور روزہ نہین رکھتی انتہے
مختصراً حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ
لِعَائِشَةَ أَتَجْزِي إِحْدَانَا صَلَاتَهَا إِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ أَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهُ ترجمہ معاذہ (بنت عبد اللہ عدویہ) سے روایت ہے ایک عورت
نے حضرت عائشہ سے کہا کیا قضا کرے ہم مین سے ایک اپنی نماز جب پاک ہو (یا یون کہا کافی ہے ہم مین سے ایک کو وہ نماز
جو طہارت کی حالت مین ہوتی ہے اور حیض کی نماز کی قضا کرنیکی ضرورت نہین) اونہون نے کہا تو کیا حروریہ ہے
ف حروریہ نسبت ہے حرورا کیطرف جو ایک مقام ہے کوفہ سے دو میل پر سب سے پہلے خارجی مردود وہین اکٹھا ہوئے تھے پہر
جو کوئی خارجیون کا سا اعتقاد رکہے اوسکو حروری کہتے ہین اور خارجیون کے کئی فرقے ہین لیکن جو بات سب
فرقون مین ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پر عمل کرتے ہین اور حدیث مین جو زیادہ آیا اوسکو رد کرتے ہین مسلم کی روایت مین ہے معاذہ
نے کہا نہین مین حروریہ نہین ہون لیکن پوچہتی ہون یعنے علم حاصل کرنیکے لیے نہ جہگڑنے کے لیے اور علما نے نماز اور
روزے مین جو وجہ فرق کی بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز دن مین کئی بار ہوتی ہے تو اوسکے قضا کرنے مین حرج ہے
برخلاف روزے کے کذا فی الفتح مترجم کہتا ہے اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو حائضہ کو نماز کا قضا کرنا بہی لازم ہوتا
کیونکہ نماز مثل ہے روزے کے بلکہ روزے سے زیادہ نماز کی تاکید ہے حافظ صاحب کی تقریر سے یہ بہی نکلا کہ جو کوئی
صرف قرآن شریف کو مانے اور حدیث شریف کی پیروی نہ کرے وہ خارجی مردود ہے خدا اوسکی صحبت سے بچا دے مینے اپنی آنکہ
سے بعض شیاطین ایسے دیکہے ہین جو بخاری اور مسلم اور موطا کی صحیح حدیثون کو موضوع کہدیتے ہین اور خدا اور اوسکے رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین شرماتے ہمکو قرآن اور حدیث دونو حضرت ہی سے پہونچے پہر اگر ہمکو آپ کی امت مین بننا
ہے تو قرآن کی طرح حدیث کو بہی ماننا چاہیے بلکہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور جو حدیث کو نہ دیکہے وہ قرآن کو بہی اچہی
طرح سمجہ نہین سکتا بس دین کے علم یہی دو ہین قرآن اور حدیث اور جب بچون کو عقل آوے تو قرآن اور صحیح بخاری

پڑہنا چاہیے پہر صحیح بخاری کے بعد اگر خدا زیادہ توفیق دیوے تو حدیث کی اور کتابین پڑہے ان کے سوا دوسرے علمون کی کتابین پڑہنا اور ان مین توغل رکہنا جیسے منطق فقہ کلام اصول اور حدیث اور قرآن سے غافل ہونا بڑی بدبختی اور بدنصیبی ہے یا اللہ تو ہمکو اور ہماری اولاد کو زندگی بہر قرآن اور حدیث کی خدمت مین مصروف رکہہ اور مارہم کو قرآن اور حدیث کی پیروی پر اور جلا ہمکو قرآن اور حدیث کی پیروی پر اور حشر کر ہمارا قرآن اور حدیث والون کے ساتھ یا اللہ ہمکو محبت عنایت فرما اپنی اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کی اور حشر کر ہمارا اہل بیت علیہم السلام کے غلامون اور خادمون مین یا اللہ محبت عنایت فرما ہمکو امام حسن علیہ السلام اور حسین علیہم السلام کی اور ان دونون صاحبزادون کی کفش برداری ہمارے لیے سعادت کرے دنیا اور آخرت مین آمین یارب العالمین **ت** ہمکو تحصیص آتا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پہر آپ ہمکو حکم نہ کرتے نماز کے قضا کرنے کا یا یون کہا کہ ہم نماز کی قضا نہ کرتے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہم نے نکالا شوکانی نے کہا اسمعیلی کی روایت مین یون ہی پہر ہم قضا نہ کرتے تہے نماز کی اور سعید بن منصور اور اثرم نے نکالا ابن عباس سے وہ کہتے تہے جب حائضہ عصر کے بعد پاک ہو تو ظہر اور عصر دونون پڑہے اور جب عشا کے بعد پاک ہو تو مغرب اور عشا دونون پڑہے اور عبدالرحمان بن عوف سے وہ کہتے تہے جب حائضہ آفتاب ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو ظہر اور عصر دونون پڑہے اور جب فجر ہونے سے پہلے پاک ہو تو مغرب اور عشا دونون پڑہے اور امام احمد نے کہا اکثر تابعین کا یہی قول ہے صرف حسن بصری نے اکیلے اسکے خلاف کہا ہے انتہی

باب النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِي ثِيَابِهَا حائضہ عورت کے ساتھ سونا اور اسکے حیض کے کپڑون مین **حدثنا** سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَأَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رضہ نے کہا مین حائضہ ہوئی اور مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لیٹی تہی چادر مین تو مین جلدی سے سرک گئی پہر نکلی چادر مین سے اور مینے اپنے حیض کے کپڑے لیے اور ان کو پہنا تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہسے فرمایا کیا تجھکو حیض آیا مینے کہا ہان پہر آپنے مجھکو بلایا اور چادر کے اندر اپنے ساتھ کرلیا اور زینب بنت ابو سلمہ نے کہا

مجھسے حدیث بیان کی ام سلمہ رض نے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اونکو بوسہ دیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے
اور میں اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے ایک برتن سے جنابت کا **ف** حافظ نے کہا
اس حدیث کی بحث کتاب الغسل میں گذر چکی **باب** مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوَى ثِيَابِ الطُّهْرِ
حیض کے کپڑے طہارت کے کپڑوں سے علیحدہ رکھنا **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ
يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيلَةٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ أَنُفِسْتِ
فَقُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ایک بار میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لیٹی تھی چادر میں مجھکو حیض آگیا تو میں کھسک گئی اور میں
نے اپنے حیض کے کپڑے لیے آپ نے فرمایا کیا تجھکو حیض آگیا میں نے کہا ہاں پھر آپ نے مجھکو بلایا اور میں آپکے ساتھ لیٹی
چادر میں **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث باب من سمی النفاس حیضا میں گذر چکی **باب** شُهُودِ الْحَائِضِ
الْعِيدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى حائضہ عورت کو عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا میں
شریک رہنا درست ہے لیکن عیدگاہ کے باہر رہیں **ف** قسطلانی نے کہا حائضہ عورت کا عیدگاہ کے اندر جانا مکروہ
ہے حرام نہیں ہے کیونکہ عیدگاہ مسجد نہیں ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ عیدگاہ کی اندر جانے کی اونکو ضرورت
نہیں وہ نماز نہیں پڑھتیں پس بے فائدہ مردوں سے خلط کرنا کیا ضرور ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَ
عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ فَقَدِمَتِ
امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتٍّ قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمَى وَنَقُومُ عَلَى
الْمَرْضَى فَسَأَلَتْ أُخْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ
لَا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا قَدِمَتْ
أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِأَبِي نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِي
سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ
الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ فَقَالَتْ أَلَيْسَ تَشْهَدُ
عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا **ترجمہ** حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے ہم اپنی عورتوں کو جو جوانی کے قریب ہوتیں یا جوان

ہوتین یا جو شادی کے لائق ہوتین یا اپنے گھر والون مین عزت والی ہوتین یا جو کام کاج سے آزاد ہوتین یہ سب
عواتق کے معنے ہین) عیدین مین نکلنے سے منع کرتین ف حافظ نے کہا منع کی وجہ یہ ہوگی کہ اُس زمانہ مین فساد
پہیل گیا ہوگا اور صحابہ نے اوسکا خیال نہین کیا اونہون نے وہی قاعدہ جاری رکہا جو حضرت ؐ کے زمانے مین رائج
تہا مترجم کہتا ہی حضرت ؐ کے زمانے مین مرد اور عورت سب عیدگاہ کو جاتے یہانتک کہ حائضہ اور جوان پردہ دار عورتین
بہی عیدین مین نکلتین اور عیدگاہ مین جاکر مسلمانون کے اجتماع مین اور دعا مین شریک ہوتین اس سے یہ نکلتا ہے
کہ عید کی نماز عیدگاہ مین پڑہنا چاہیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ ساری شہر کے مسلمانون کو ایک ہی جگہہ عید کی نماز
پڑہنا چاہیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ عورتون کو عیدگاہ مین جانا چاہیے گو وہ جوان ہون یا حائضہ ہون اور جو شخص ان کے جانے
کو برا جانے وہ مردود ازلی ہی اور جو اسکی خلاف کرے وہ بدعتی ہے اب اس زمانہ کی مسلمان جو صرف نام کے مسلمان ہین وہ عیدین مین
بہی ایک جگہہ جمع نہین ہوتے اور ہر ایک محلہ والی اپنی دو ہنیٹ کی مسجد مین جدا جدا عیدین کی نماز پڑہتے ہین یہ فعل
بالکل خلاف سنت ہے اور قیامت کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے اور مسلمانون کے ادبار اور تباہی کی وجہون مین
سے ایک قوی وجہ ہے ت پہر ایک عورت (اسکا نام معلوم نہین ہوا) آئی اور بنی خلف کے محل مین اوتری (یہ محل
بصرے مین تہا طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی کا جسکو طلحۃ الطلحات بہی کہتے ہین وہ امیر تہا سیستان کا) اُسنی
اپنی بہن سے حدیث بیان کی اوسکی بہنوئی نی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ بارہ جہاد کیے تہی اور اسکی
بہن اپنے خاوند کے یا حضرت ؐ کے ساتہ تہی چہ جہادون مین تو اوسکی بہن کہتی تہی ہم دوا کرتی تہین زخمیون کی اور
خبرگیری کرتی تہین بیمارون کی تو اوسنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کیا ہم مین کسی کیلیے کچہ قباحت
ہے جب اوسکے پاس اوڑہنی (یا دوپٹہ یا چادر یا ازار یا قمیص یہ سب جلباب کی معنے ہین) نہ ہو تو وہ نہ نکلے (عیدگاہ
کو جانے کے لیے) آپ نے فرمایا اوسکی ساتہ والی (دوست ملاقاتی) اپنی اوڑہنی اوسکو اڑہا دیوے (یعنے اگر اوسکے
پاس کپڑا نہ ہو تو کسی سے مانگ لیوے اور عیدگاہ کو جاوے) اور اسکو چاہیے کہ نیکی مین (جیسے حدیث شریف سننے کی مجلس
یا علم کی یا بیمار پرسی اور کوئی نیک کام) اور مسلمانون کی دعا مین شریک ہووے (حفصہ نے کہا) پہر جب ام عطیہ (نسیبہ بنت
حارث یا بنت کعب صحابیہ مشہورہ) آئین تو مین نے اُنسے پوچہا کیا تم نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث
سنی ہی اونہون نے کہا میرا باپ صدقے (آپ پر) ہان (مینے سنی ہی) اور ام عطیہ حضرت ؐ کا ذکر نہ کرتین مگر یہ کہتین میرا باپ
آپ پر صدقے (قربان طبرانی کی روایت مین یون ہی کہ میرے باپ اور مان آپ پر سے قربان یعنے ام عطیہ جب حضرت ؐ کا
نام لیتین تو یون کہتین میرا باپ آپ پر سے صدقے سبحان اللہ صحابہ کو حضرت ؐ سے کیسی سچی محبت تہی انہون نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جوان عورتین (پردے والیان) اور پردے والیان یا یون فرمایا جوان عورتین پردے والیان اور حائضہ نکلین اور نیکی اور مسلمانون کی دعا مین شریک ہون اور جو حائضہ ہون وہ عیدگاہ سے جدا رہین حفصہ نے کہا مین نے کہا کیا حائضہ بھی نکلین (تعجب سے) ام عطیہ نے کہا کیا حائضہ عورتین (حج مین) عرفات مین نہین جاتین اور یہ نہین کرتین وہ نہین کرتین **ف** یعنے منا نہین جاتین مزدلفہ نہین جاتین حافظ نے کہا اس سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت اللہ کی یاد ترک نہ کرے اسیطرح نیک مجلسون مین جیسے وعظ یا علم کی مجلس مین جا البتہ مسجد کے اندر نہ جاوے اور یہ بھی نکلا کہ عورت کو بغیر اوڑھنی کے نکلنا منع ہی اور پورا بیان اسحدیث کا کتاب العیدین مین آویگا قسطلانی نے کہا ہمارے اصحاب نے اسحدیث مین سے حسین اور جمیل عورتون کو نکال لیا ہے اونکو نکلنے سے منع کیا جاویگا کیونکہ حضرت کے زمانے مین مفسدہ نہ تھا اور اب طرح طرح کے فساد رائج ہین اور دوسری صحیح روایت مین حضرت عائشہ رض سے منقول ہے کہ اگر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے جو عورتون نے آپکے بعد نکالا تو آپ اونکو روک دیتے مسجدون مین جانے سے جیسے بنی اسرائیل کی عورتین روکی گئین اور مالک اور ابو یوسف کا یہی قول ہے انتہے مترجم کہتا ہے یہ حضرت عائشہ رضہ کا ایک قیاس ہے اور ایسا قیاس کسی صحابی کا کوی شرعی حجت نہین ہے دوسرا اگر قیاس کے موافق اور صحابہ نے عمل نہین کیا اور مسلمانون کی عورتون کو مسجد مین جانے سے نہین روکا پس صحیح یہی ہے کہ عورتون کو مطلقا عیدین مین نکلنا چاہیے اور جو لوگ مفسدہ کرین اونکو امام اور حاکم سزاے سخت دیوے تاکہ بار دیگر ایسی خراب بات کا ارتکاب نہ کرین اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت کے مبارک زمانے مین سب کے نفس پاک تھے اور اب شریر بہت ہین اونکا جواب یہ ہے کہ بیشک یہ بات تو صحیح ہے کہ حضرت کے زمانے مین اخیار زیادہ تھے اور شریر کم تھے اور یہ بات غلط ہے کہ اسوقت شریر نہ تھے صدہا کافر اور منافق اور فاسق اوسوقت مین بھی تھے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف مین حضرت کی بی بیون کو یہ حکم دیا کہ نرمی سے بات مت کرو ایسا نہو جسکے دل مین بیماری ہی وہ کچھ طمع کرے پس معلوم ہوا کہ دل کی بیماری والے لوگ اوسوقت بھی موجود تھے غرض یہ ہے کہ اگر عیدین مین عورتین نماز کے لیے نکلین اور دعا مین شریک ہون تو یہ فعل حضرت کی سنت ہے اور سنت کے کرنے مین اگر کسی ایسے فساد کا ڈر ہو جس سے حرام تک کی نوبت پہنچے تو اوس سنت سے بنظر مصلحت باز رہ سکتے ہین لیکن جب یہ ڈر جاتا رہے اوسوقت سنت پر عمل کرنا لازم ہے دوسرے یہ کہ سنت کو سنت سمجھنا ضرور ہے اور یہ ضرور نہین ہے کہ کسی امام یا مجتہد یا صحابی کی مخالفت سے ہم سنت کو منسوخ سمجھین بلکہ حدیث کے خلاف کسی کا قول اعتبار کے لائق نہین ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسحدیث کو عیدین اور حج مین نکالا اور مسلم نے عیدین مین اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ مین **باب** اذا حاضت فی شہر

ثلاث حِیَض اگر کسی عورت کو ایک ماہ میں تین حیض آجاویں وَمَا یُصَدَّقُ النِّسَاءُ فِی الْحَیْضِ وَالْحَمْلِ فِیْمَا یُمْکِنُ مِنَ الْحَیْضِ لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا یَحِلُّ لَھُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْ اَرْحَامِھِنَّ اور بیان اسکا جسمیں عورتون کا قول سچ مانا جاتا ہے حیض میں اور حمل میں جہانتک ممکن ہے حیض کا ہونا پھر اگر امکان کے خلاف کہیں تو اونکا قول نہ مانا جاوے گا) کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا (سورۂ بقر میں) اور نہیں حلال ہے عورتون کو اسکا چھپانا جو اللہ نے پیدا کیا اونکی رحمون میں ف اگر وہ ایمان لائی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر حافظ نے کہا طبری نے باسناد صحیح زہری سے نقل کیا اونہون نے کہا ہمکو یہ پہونچا کہ اس آیت میں انکی رحمون میں جو پیدا کیا اوس سے مراد حیض اور حمل ہے تو اونکو حلال نہیں اسکا چھپانا تاکہ عدت گذر جاوے اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے اور روایت کیا طبرانی نے باسناد حسن ابن عمر سے اونہون نے کہا عورت کو حلال نہیں اگر وہ حائضہ ہو کہ اپنا حیض چھپاوے اور اگر حاملہ ہو تو حمل چھپاوے اور مجاہد سے اونہون نے کہا عورت یون نہ کہے میں حائضہ ہون اور حائضہ نہ ہو اور یون نہ کہے میں حائضہ نہیں ہون جب حائضہ ہو اور ایسا ہی حمل میں اور آیت کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو حیض اور حمل میں اپنا حال ظاہر کر دینا لازم ہے پس یہ ثابت ہوا کہ اوسکا قول ان دونون باتون میں مقبول ہے ورنہ ظاہر کر دینے سے فائدہ ہی کیا ہے (فتح) وَیُذْکَرُ عَنْ عَلِیٍّ وَشُرَیْحٍ اِنْ جَاءَتْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ بِطَانَةِ اَھْلِھَا مِمَّنْ یُّرْضٰی دِیْنُہٗ اَنَّھَا حَاضَتْ فِیْ شَھْرٍ ثَلٰثًا صُدِّقَتْ اور حضرت علی بن ابی طالب) اور شریح (بن حارث کوفہ کے قاضی حضرت عمر کے کیے ہوئے) سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اگر عورت اپنے خاص گھر والون میں سے گواہ لا دے اور وہ دیندار امانتدار ہون (یعنے گواہ معتبر ہون سچے) اس بات پر کہ اسکو ایک مہینے میں تین بار حیض آیا تو اسکی بات سچی جانی جاویگی ف اور حکم دیدیا جاویگا اوس کی عدت گذر جانیکا اور دوسرے نکاح اس مدت کے بعد صحیح ہونیکا حافظ نے کہا اس اثر کو دارمی نے نکالا عامر شعبی سے اونہون نے کہا ایک عورت آئی حضرت علی رض کے پاس جو لڑتی تھی اپنے خاوند سے جسنے اسکو طلاق دیا تھا تو عورت نے کہا مجھے ایک مہینے میں تین حیض آئے حضرت علی رض نے شریح سے کہا تم انکا فیصلہ کرو شریح نے کہا آپ امیر المومنین (و امام المسلمین خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپکے تشریف رکھتے ہوئے میں فیصلہ کرون) آپنے فرمایا فیصلہ کرو شریح نے کہا اگر خاص اپنے گھر والون میں سے جو دیندار ہون اور امانتدار گواہ لاوے اور وہ یہ کہیں کہ اسکو تین حیض آچکے ہیں اور ہر ایک طہر پر وہ طہارت کرتی تھی اور نماز پڑھتی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا ورنہ نہیں یہ سنکر حضرت علی مرتضی رض نے فرمایا قالون (قالون ایک لفظ ہے اسکے معنے یہ ہیں تم نے اچھا کیا) اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ عورتون کو جو گواہ ہون یہ گواہی دینا چاہیے کہ اسکو ایک ماہ میں تین حیض آئے تھے نہ جیسا اسمعیل قاضی نے کہا کہ عورتون کی یہ گواہی

دیکھا چاہیے کہ ایسا ہوتا ہے اور ہوا ہے اونکی عورتون مین اور مؤلف نے اس روایت کو بصیغہ جزم بیان نہین کیا اسلیے کہ عامر شعبی کا سماع حضرت علی سے مشکوک ہے اور عامر نے یہ نہین کہا کہ مینے اسکو شریح سے سنا تاکہ روایت موصول ہوتی انتہی ما فی الفتح وَقَالَ عَطَاءٌ أَقْرَاؤُهَا مَا كَانَتْ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا عورت کے حیض اُسی حساب سے رہینگے جیسے اُسکی عادت ہتی طلاق سے پہلے ف پس اگر عورت نے یہ کہا کہ میرے تین حیض طلاق کے بعد ایک ماہ مین ہوگئی اور اُسکی عادت طلاق سے پہلے ایسی ہی ہتی یعنے تین حیض ایک ماہ مین اسکو آیا کرتے ہتے تو اسکا قول قبول ہوگا ورنہ قبول نہ ہوگا اس اثر کو عبدالرزاق نے ابن جریج سے اونہون نے عطاء سے روایت کیا وَبِهِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور ایسا ہی کہا ابراہیم نخعی نے ف اسکو عبدالرزاق نے نکالا ابو معشر سے اونہون نے ابراہیم سے اور دارمی نے باسناد صحیح ابراہیم سے روایت کیا کہ جب عورت کو ایک ماہ مین یا چالیس دن مین تین حیض آجاوین پہر بیان کیا شریح کے اثر کے مثل تو شاید ابراہیم کے اس مسئلہ مین دو قول ہون یا بہ کی ضمیر شریح کے اثر کیطرف پہرتی ہو (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ الْحَيْضُ يَوْمٌ إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا حیض ایک دن سے لیکر پندرہ دن تک ہوتا ہے ف روایت کیا اسکو دارمی نے باسناد صحیح عطاء سے اونہون نے کہا انتہا حیض کی پندرہ دن ہین اور کم مدت ایک دن ہے اور نکالا اسکو دارقطنی نے کہ ادنے وقت حیض کا ایک دن ہے اور اکثر پندرہ دن ہین وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ سَأَلْتُ ابْنَ سِيرِينَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ أَيَّامٍ قَالَ النِّسَاءُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ اور معتمر بن سلیمان عابد نے نقل کیا اپنے باپ سے اونہون نے کہا مینے محمد بن سیرین سے پوچھا اُس عورت کو جو پاک ہونیکے بعد پانچ دن گذرنے پر پہر خون دیکھے (تو وہ حیض ہے یا نہین) اونہون نے کہا عورتین اسکو خوب جانتی ہین (روایت کیا اسکو دارمی نے معتمر سے اونہون نے اپنے باپ سلیمان تیمی سے) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّ ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو کہا مین ایک عورت ہون استحاضہ والی پاک نہین ہوتی کیا مین نماز چھوڑ دون آپ نے فرمایا نہین یہ ایک رگ ہے البتہ چھوڑ دے نماز اوتنے دنون تک جتنے دنون تجہے حیض آیا کرتا تہا اس بیماری سے پہلے پہر غسل کر اور نماز پڑہ ف یہ حدیث کئی بار اوپر گذر چکی اور اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ حضرت نے حیض کا شمار اوسی کی رای اور عادت پر چھوڑا اور یہ امر مختلف ہوتا ہے باختلاف عادات اور مطلب مؤلف کا یہی کہ حیض

اور طہر کی مدت معین نہین ہے بلکہ ہر ایک ملک مین ہر ایک عورت کی عادت اسمین مختلف ہوتی ہے حافظ نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے حیض اور طہر کی کم مدت مین اور داؤدی نے نقل کیا کہ علماء نے اجماع کیا کہ حیض کی اکثر مدت پندرہ دن ہین اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حیض اور طہر دونون کی کم مدت ایک ساتھ جمع نہین ہوتین تو عدت گذرنے کے لیے کم سے کم اونکے نزدیک ساٹھ دن چاہیین اور صاحبین نے کہا کہ عدت اونتالیس دن مین گذر سکتی ہے کیونکہ حیض کی کم مدت تین دن ہین اور طہر کی کم مدت پندرہ دن اور قرء سے حیض مراد ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور شافعی نے کہا کہ قرء طہر کو کہتے ہین اور کم سے کم مدت حیض کی ایک دن ہے اور ایک رات تو اونکے نزدیک عدت بتیس دن مین گذر سکتی ہے اور دو لحظون مین اور یہ موافق ہے حضرت علی اور شریح کے قصے کی کیونکہ ایک مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور دو دن زیادہ کا اعتبار نہین کیا اور دوسری روایت مین یون ہی ہے کہ ایک ماہ مین تین حیض ہوے یا ۳۵ دن مین تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ حیض اور طہر دونو کی کم مدت مقرر نہین اور اوسمین عورتین جو بیان کرین وہی معتبر ہے زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے دلیل لی ابو حنیفہ کے مذہب پر اس حدیث سے کہ کم مدت حیض کی باکرہ اور ثیب کے لیے تین دن ہین اور زیادہ دس دن ہین اور یہ حدیث ابو امامہ اور واثلہ بن الاسقع اور معاذ بن جبل اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے تو ابو امامہ کی حدیث کو طبرانی نے نکالا معجم مین اور دارقطنی نے سنن مین حسان بن ابراہیم بن عبد الملک سے اونہون نے علاء بن کثیر سے اونہون نے مکحول سے اونہون نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کم مدت حیض کی باکرہ اور ثیب عورت کے لیے تین دن ہین اور زیادہ جو ہوتا ہے تو دس دن تک ہے اس سے زیادہ ہو تو وہ استحاضہ ہے دارقطنی نے کہا عبد الملک مجہول ہے اور علاء بن کثیر ضعیف ہے اور مکحول نے ابو امامہ سے نہین سنا اور نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور ضعیف کیا حسان بن ابراہیم کو اور کہا وہ عمداً جھوٹ نہین باندھتا لیکن وہ وہم کرتا ہے اور میرے نزدیک اسمین کچھ برائی نہین اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین سلیمان بن عمر و ابو داؤد نخعی سے اوسنے یزید بن جابر سے اوسنے مکحول سے اور علت نکالی اسمین ابو داؤد نخعی سے اور کہا وہ بناتا ہے حدیث کو اور علاء بن کثیر سے کہا وہ روایت کرتا ہے موضوعات کو ثقہ لوگون سے اور اس سے حجت لینا درست نہین جب ثقات کی موافقت ہو تو تفرد کی حالت مین کیونکر درست ہوگا اور کہا کہ ہمارے بعض اصحاب نے گمان کیا کہ یہ علاء بن حارث ہے حالانکہ ایسا نہین علاء بن حارث حضرمی ہے اور سچا ہے اور یہ علاء بن کثیر بنی امیہ کے موالی مین سے ہے اور کچھ چیز نہین اور واثلہ کی حدیث کو دارقطنی نے سنن مین نکالا فرمایا حضرت نے حیض کی کم مدت تین دن ہین اور زیادہ دس دن ہین دارقطنی نے کہا اسکی اسناد مین حماد بن منہال مجہول ہے اور محمد بن احمد بن انس ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اسکی اسناد مین محمد بن راشد ہے اور اسکی

اتیں بہت سنکر ہوتیں تو وہ متروک ہونے کے لائق ہے اور معاذ کی حدیث کو ابن عدی نے کامل میں نکالا محمد بن سعید
شامی کے طریق سے کہ حضرت ؐ فرماتے تہے حیض تین دن سے کم نہیں ہے اور دس دن سے زیادہ نہیں ہے پہر جو زیادہ ہو اس کے
تو وہ مستحاضہ ہے وضو کرے ہر نماز کے لیے مگر اپنے حیض کے دنوں اور دو ہفتوں سے کم نفاس نہیں ہے اور اگر نفاس
والی چالیس دن سے کم میں پاکی دیکھے تو روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خاوند اُس سے صحبت نہ کرے مگر چالیس دن کے بعد
ابن عدی نے کہا ضعیف کیا محمد بن سعید شامی کو بخاری اور ابن معین اور سفیان ثوری نے اور کہا کہ وہ حدیث بناتا ہے
اور نکالا اسکو عقیلی نے ضعفا میں اور اسکی اسناد میں محمد بن حسن صدفی ہے عقیلی نے کہا وہ مجہول ہے اور اسکی حدیث
محفوظ نہیں ہے اوس میں اتنا زیادہ ہے کہ تین دن سے کم حیض نہیں ہے اور دس سے زیادہ نہیں ہے اور ابو سعید
خدری کی حدیث کو ابن جوزی نے نکالا علل متناہیہ میں کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ حیض کی کم مدت تین دن ہے اور اکثر
دس دن ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دن کی مدت ہوتی ہے ابن جوزی نے کہا ابن حبان نے کہا اسکی
اسناد میں ابو داؤد نخعی ہے سلیمان وہ حدیث بناتا تہا اور احمد نے کہا وہ کذاب تہا اور بخاری نے کہا وہ مشہور ہے
کذب کے ساتہہ اور یزید بن ہارون نے کہا اوس سے روایت کرنا جائز نہیں کسیکو اور انس کی حدیث کو ابن عدی نے نکالا کامل
میں کہ حضرت ؐ نے فرمایا حیض تین دن ہے اور چار دن اور پانچ دن اور چہہ دن اور سات دن اور آٹھہ دن اور نو
دن اور دس دن پہر جب دس دن سے زیادہ عورت کو آوے تو وہ مستحاضہ ہے اور علت کی حسن بن دینار سے اور
کہا کہ سب نے اتفاق کیا اوسکے ضعف پر اور عائشہؓ کی حدیث کو میں نے موصولاً نہیں پایا لیکن ابن جوزی نے علل
متناہیہ اور تحقیق میں کہا کہ حسین بن علوان نے روایت کیا ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے
عائشہؓ سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا اکثر مدت حیض کی دس دن ہیں اور کم مدت تین دن اور کہا کہ حسین بن علوان
کو ابن حبان نے کہا وہ حدیث بناتا تہا اوسکی حدیث لکہنا جائز نہیں اور جہوٹا کہا اسکو احمد اور یحییٰ اور ابن معین
نے اور ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ایسا ہی ذکر کیا لکن اپنی سند سے اسکو وصل نہیں کیا حسین بن علوان تک
زیلعی نے کہا ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ ہمارے اصحاب اور مالک اور شافعی رح کے اصحاب نے دلیل لی اثبات پر
کہ حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں اس حدیث سے کہ تم میں سے ایک اپنی آدہی عمر تک ٹہری رہتی ہے
نماز نہیں پڑہتی لیکن یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی اور صاحب تنقیح نے بہی ایسا ہی کہا انتہیٰ اور سخاوی نے
مقاصد میں کہا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے اس لفظ سے یعنی تَمْكُثُ اِحْدَاكُنَّ شَطْرَ دَهْرِهَا لَا تُصَلِّي اور نووی نے کہا
یہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں ہے اور علامہ ابو الطیب نے بدور الاہلہ میں کہا کہ حیض کی مدت معین ہونے کے باب میں

اور دو فاصلہ کی نفاس کی ان سے زیادہ نفاس نہیں ہے

کوئی دلیل قابل حجت لینے کے نہیں اور جو کچھ اس باب میں روایت کیا گیا ہے یا موضوع ہے یا بالکل ضعیف ہے اور حضرت ؐ سے جو ثابت ہے وہ یہی ہے کہ چند راتیں نماز موقوف رکھے اور عدد صرف حمنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ چھ دن یا سات دن حیض کرے تو اللہ کے علم میں جیسی عورتیں حیض کرتی ہیں اور احادیث کی رو سے اگر اکثر مدت حیض کی سات دن کہیں تو ہو سکتا ہے انتہے مترجم کہتا ہے حق اس باب میں یہ ہے کہ حیض کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ یہ امر مفوض ہے حائضہ کی رائے پر اور اسکی عادت پر واللہ اعلم **باب الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ** حیض کے سوا اور دنوں میں زردی پن یا خاکی پن دیکھنا **ف** حافظ نے کہا غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں جو اوپر گذری کہ اونہوں نے سب رنگوں کو حیض میں داخل کیا سوا بہت سفیدی کے اور ام عطیہ کی حدیث میں جو اس باب میں ہے کہ ہم زردی اور خاکی کو کچھ نہیں گنتی تھیں بظاہر تعارض ہے لیکن درحقیقت تعارض نہیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ کی حدیث اوس صورت پر محمول ہے جب حیض کے دنوں میں زردی اور خاکی دیکھے اور ام عطیہ کی حدیث اوس صورت پر جب حیض کے سوا اور دنوں میں ایسا دیکھے انتہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا ترجمہ ام عطیہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا ہم نہیں گنتی تھیں خاکی اور زردی کو کچھ **ف** یعنے یہ رنگ حیض میں شمار نہ کرتی تھیں ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بعد الطہر یعنے پاک ہونیکے بعد اور اس سے امام بخاری کا ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے اور صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کرتے تھے یا ایسا کہتے تھے حضرت ؐ کے زمانے میں رفع ہے حدیث کا اور امام بخاری کا یہ قول ہے کہ اگر صحابی حضرت ؐ کے زمانے کا ذکر نہ کرے تب بھی ایسا کہنا مثل مرفوع حدیث کے ہے اور حاکم وغیرہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے لیکن خطیب نے اسمیں خلاف کیا ہے مترجم کہتا ہے جب تک یہ بات ثابت نہ ہو کہ حضرت ؐ نے ایسا کہتے سنا یا ایسا کرتے دیکھا اور سکوت فرمایا تب تک اوسکے مرفوع ہونے میں شبہ ہے گو محدثین ایسے لفظ کو رفع کا حکم دیتے ہیں واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نکالا فاطمہ بنت منذر سے اونہوں نے اسما بنت ابی بکر سے اونہوں نے کہا ہم اونکی پرورش میں تھے اونکے بھتیجوں کے ساتھ پھر ہم میں سے کوئی پاک ہوتی اور نماز پڑھتی پھر تھوڑی زردی دیکھتی اور اون سے پوچھتی وہ کہتیں کہ جدا رہو نماز سے جب تک تم یہ دیکھو یہاں تک کہ خالص سفیدی دیکھو اور نکالا عمرہ سے وہ عورتوں سے کہتی تھیں جب تم میں سے کوئی کرسف اندر ڈالے پھر اوسکا رنگ بدلجاوے نکالنے کے بعد تو نماز نہ پڑھے جب تک کوئی چیز نہ دیکھے (یعنے جب تک کوئی رنگت نہ پاوے) شوکانی نے نیل میں کہا ام عطیہ کی احادیث کو حاکم نے نکالا اور روایت کیا اسمعیلی نے مستخرج میں اس لفظ سے کہ ہم تیرگی اور زردی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں یعنے حیض میں داخل نہیں جانتی تھیں اور دارمی کی روایت میں ہے

کہ غسل کے بعد ہم تیرگی اور زردی کو کچھہ نہین سمجھتی تھین حافظ نے کہا اور نہایہ اور وسیط مین یہ زیادہ کیا کہ عادت کے بعد اور یہ
زیادتی باطل ہے اور یہ جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہم زردی اور تیرگی کو حیض سمجھتی تھین تو نووی نے شرح مہذب مین
کہا کہ اس لفظ سے یہ حدیث مجھکو نہین ملی اور ام عطیہ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ طہر کے بعد زردی اور خاکی رنگ اگر دیکھے
تو وہ حیض نہین ہے البتہ حیض کے وقت مین یہ رنگ بھی حیض ہین اور بحر مین ہے کہ یہی قول ہے زید بن علی اور ہادی
اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور ابو حنیفہ اور محمد اور مالک اور لیث اور عنبری کا اور قاسم اور ناصر اور شافعی سے بھی ایک
روایت ایسی ہی ہے ان لوگون کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ رنگ بھی نجاست ہو اور اللہ نے فرمایا حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور
حضرت صلعم نے حمنہ سے فرمایا جب تو دیکھے کہ پاک ہو گئی تو اور صاف ہو جاوے تو نماز پڑھ اور قاسم سے ایک روایت یہ
ہے کہ یہ رنگ حیض نہین ہین ہے کیونکہ دوسری حدیث مین ہے جب تو کالا خون دیکھے تو نماز سے باز رہ یہانتک کہ زردی
آوے اسوقت وضو کر اور نماز پڑھ اور ام عطیہ کی حدیث مین ہے کہ زردی اور خاکی کو ہم حیض نہین گنتی تھین اور اسکا
جواب یہ ہے کہ حضرت صلعم نے ام المومنین عائشہ رضہ سے فرمایا مت نماز پڑھ یہانتک کہ چونا سفید دیکھے اور ام عطیہ کی
حدیث مین دوسری روایت مین یہ ہے کہ طہر کے بعد ان ہم رنگون کو حیض نہین گنتی تھین علاوہ اسکے حضرت عائشہ
نے کہا ہم تیرگی اور زردی کو ایام حیض مین حیض سمجھتی تھین اور ناصر اور شافعی سے ایک روایت یہ ہو کہ یہ دونون
رنگ خون کے بعد حیض مین داخل ہین نہ خون سے پہلے اور ایک روایت شافعی سے یہ ہو کہ عادت کے دنون مین
حیض مین داخل ہین اور احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا حضرت عائشہ رضہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اس عورت کو
جو طہر کے بعد دیکھے جو اوسکو شک مین ڈالے (کہ حیض ہے یا اور کچھ) یہ ایک رگ ہے یا رگین ہین (اور حیض
نہین ہے) اسکی اسناد مین ام بکر مجہول ہے اور باقی سب راوی ثقہ ہین اور منذری نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اس
حدیث سے بھی جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے مترجم کہتا ہے حق یہی ہے کہ زرد اور خاکی رنگ اگر حیض کے دنون
مین دیکھے تو وہ حیض ہے اور جو طہر کے بعد دیکھے تو حیض نہین ہے اور امام بخاری رح نے اسکو اختیار کیا اور اس
مذہب پر سب دلیلون مین توافق ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا **بَابُ عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ** استحاضہ کی
رگ کا بیان **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ
سِنِيْنَ فَسَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ
تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہو ام حبیبہ کو (جو بہن تھین ام المومنین زینب بنت جحش کی

عرق اور رگ ایک ہین

اور بلی ابی تہیں عبد الرحمن بن عوف کی اور موطا میں اونکا نام زینب کہا ہے اور یہ سہو ہے یا اونکا بھی نام زینب تہا اور کنیت ام حبیبہ اور ابو داؤد طیالسی کی روایت میں بنی زینب کا نام ہے) استحاضہ آیا سات برس تک پہر اونہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اسکو آپنے حکم دیا اونکو غسل کرنیکا اور فرمایا یہ ایک رگ ہے (لیجئے یہ خون حیض کا نہیں بلکہ ایک رگ سے آتا ہے) پہر وہ غسل کرتین ہر نماز کے واسطے ف حافظ نے کہا حضرت نے بار بار غسل کرنیکا حکم نہیں دیا تہا لیکن ام حبیبہ یہی سمجہیں تو ہر نماز کے لیے غسل کرنے لگیں اور شافعی نے کہا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا تطوعا تہا (یعنے نفل) اور لیث ابن سعد کی روایت میں کہ ابن شہاب نے اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے ام حبیبہ کو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا بلکہ ام حبیبہ نے یہ کام خود کیا اور جمہور کا یہی قول ہے وہ کہتے ہیں مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے غسل کرنا واجب نہیں بلکہ وضو واجب ہے البتہ متحیرہ کو غسل کرنا چاہیے ہر نماز کے لیے اور مؤید ہے اسکو وہ جو روایت کیا ابو داؤد نے عکرمہ سے کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوا تو حضرت نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنوں تک انتظار کرنیکا پہر غسل کر اور نماز پڑہے اگر خون دیکہے تو وضو کرے اور نماز پڑہے اور مہلبی نے کہا غسل نہ واجب ہونے کے لیے دلیل یہ ہے کہ یہ ایک رگ ہے کیونکہ رگ کا خون نکلنے سے غسل لازم نہیں ہوتا اور رد وہ جو ابو داؤد کی روایت میں ہے سلیمان بن کثیر اور ابن اسحاق کے طریق سے زہری کی اس حدیث میں کہ پہر آپنے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا ہر نماز کے لیے تو حدیث کے حافظوں نے اوس میں طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ زہری سے ثقہ لوگوں نے یہ لفظ نقل نہیں کیا اور لیث نے کہا کہ ابن شہاب نے اسکو ذکر نہیں کیا جیسے ابہی گذرا صحیح مسلم سے البتہ ابو داؤد نے نکالا یحیی بن ابی کثیر سے اونہوں نے ابو سلمہ سے اونہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے اسی قصہ کو اوس میں یہ ہے کہ پہر آپنے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا ہر نماز کے لیے اور یہ اسناد صحیح ہے اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ یہ حکم استحبابا تہا اور خطابی نے کہا شاید ام حبیبہ متحیرہ ہونگی اور یہ تاویل غلط ہے کیونکہ عکرمہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنوں تک ٹہیرنیکا اور مسلم کی روایت میں بہی عراک بن مالک کے طریق سے عروہ سے اسی قصے میں کہ آپنے فرمایا اونسے کہ ٹہیری رہ اتنی مدت جتنی مدت تجہکو روکتا تہا حیض تیرا اور ابو داؤد نے اوزاعی اور ابن عیینہ کے طریق سے بہی ایسا ہی نکالا زہری سے اور منکر کہا اس زیادت کو اور بعضوں نے یہ تاویل کی کہ تغتسل لکل صلوۃ کا معنے یہ ہے کہ دہووے خون کو ہر نماز کے لیے کیونکہ خون نجس ہے اور اسکا دہونا نماز کی صحت کی شرط ہے اور طحاوی نے کہا کہ ام حبیبہ کی حدیث منسوخ ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث سے اور استحباب کی تاویل اولیٰ ہے (فتح) مترجم کہتا ہے اس مسئلہ کا بیان اوپر تفصیل سے گذر چکا **باب فی المرأۃ تحیض بعد الافاضۃ** جس عورت کو طواف افاضہ کے بعد خون آوے ف تو اوسکو طواف الوداع تک انتظار کرنا ضرور ہے یا طواف الوداع کو ترک کرکے اپنے گہر کو روانہ ہوسکتی ہے

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن عمرۃ بنت عبد الرحمن عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ان صفیۃ بنت حیی قد حاضت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلہا تحبسنا الم تکن طافت معکن فقالوا بلی قال فاخرجی **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی کو (جو بی بی تہین آپکی) حیض آگیا آپنے فرمایا شاید وہی ہمکو روکتی ہے (مکہ سے نکلنے اور مدینہ کو روانہ ہونے سے) کیا اوسنے طواف (الافاضہ جسکو طواف الزیارۃ بہی کہتے ہین اور وہ حج کا رکن ہے) نہین کیا تمہارے ساتھ عورتون نے عرض کیا کیون نہین (طواف الافاضہ تو وہ کر چکی ہین) آپنے فرمایا تو نکل **ف** یہ صفیہ سے فرمایا یا عائشہ سے حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین آویگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا اسکو مسلم اور نسائی نے بہی نکالا **حدثنا** معلی بن اسد قال حدثنا وہیب عن عبد اللہ بن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال رخص للحائض ان تنفر اذا حاضت وکان ابن عمر یقول فی اول امرہ انہا لا تنفر ثم سمعتہ یقول تنفر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص لہن **ترجمہ** عبد اللہ بن طاؤس نے اپنے باپ طاؤس سے روایت کی اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا حائضہ عورت کو اجازت دی گئی چلے جانے کی جب اسکو حیض آجاوے (طواف الوداع کرنے سے پہلے) اور ابن عمر کہتے تہے (طاؤس کا مقولہ ہے ابن عباس کا) شروع مین کہ حائضہ عورت روانہ نہو (اپنے گہر کو جب تک طواف الوداع نہ کرے تو ٹہیری رہے حیض سے پاک ہونے تک جب پاک ہو اوس وقت طواف کرے پہر کوچ کرے) پہر مین نے اونسے سنا وہ کہتے تہے حائضہ روانہ ہو جاوے (طواف الوداع سے پہلے) بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی حائضہ عورتون کو اسکی **ف** یعنے طواف الوداع چہوڑ دینے کی اور چلے جانے کی معلوم ہوا کہ ابن عمر رضکو پہلے یہ حدیث صفیہ رض کی جو اوپر گذری نہین پہونچی تہی لیس وہ یہ فتوے دیتے تہے کہ حائضہ عورت کو ٹہیرنا اور پاک ہوکر طواف الوداع کرکے جانا ضرور ہے پہر اونکو حدیث پہونچ گئی تب تو اپنے فتوے سے پہر گئے اور حدیث کی موافق حکم دیا اس حدیث سے یہہ نکلا کہ حائضہ عورت کو طواف کرنا جائز نہین **باب** اذا رات المستحاضۃ الطہر جب مستحاضہ حیض سے پاک ہو **ف** گو استحاضہ کا خون آتا رہے لیکن حیض کا خون بند ہو جاوے اور مستحاضہ کو اسکی تمیز ہوسکتی ہے اوس علامت سے جسکا ذکر اوپر گذرا اور بعضون نے کہا طہر سے مراد بالکل خون بند ہونا ہے قال ابن عباس تغتسل وتصلی ولو ساعۃ ابن عباس نے کہا غسل کرے مستحاضہ اور نماز پڑہے اگرچہ ایک ہی ساعت پاک ہو **ف** داؤدی نے کہا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک ساعت پاکی دیکہے پہر خون آنے لگے

تو غسل کرکے نماز پڑہے اور اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارمی نے وصل کیا انس بن سیرین سے انہون نے ابن عباس سے
کہ اونسے پوچہا استحاضے کو اونہون نے کہا جب بحرانی خون دیکہے (یعنے حیض کا) تو نماز نہ پڑہے اور جب پاکی دیکہے
اگرچہ ایک ساعت ہو تو غسل کرے اور نماز پڑہے (فتح) وَیَأتِیهَا زَوجُهَا اِذَا صَلَّتِ الصَّلوٰۃُ اَعظَمُ اور ابن عباس نے کہا کہ
مستحاضہ سے اوسکا خاوند جماع کرے ف اس اثر کو عبد الرزاق وغیرہ نے عکرمہ سے نکالا اونہون نے ابن عباس سے
کہ اونہون نے کہا مستحاضہ سے اگر اوسکا خاوند صحبت کرے تو کچہہ قباحت نہین اور ابوداؤد نے دوسرے طریق سے عکرمہ
سے نکالا کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوتا تہا اور اوسکے خاوند اوس سے جماع کرتے تہے اور یہ حدیث صحیح ہے اگر عکرمہ نے ام حبیبہ سے سنا ہو
(فتح) نیل مین ہے کہ ابوداؤد نے عکرمہ سے نکالا اونہون نے حمنہ بنت جحش سے کہ اونکو استحاضہ ہوتا تہا اور اونکے خاوند
اونسے جماع کرتے تہے پہر کہا کہ حمنہ کی حدیث کو بیہقی نے بہی نکالا اور نووی نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور ام حبیبہ کی حدیث کی اسناد
مین معلے ہے وہ ثقہ تہا اور امام احمد اس سے روایت نہین کرتے تہے کیونکہ وہ رائے کی پیروی کرتا تہا اور عکرمہ کی سماع مین
ام حبیبہ اور حمنہ سے اعتراض ہے منذری نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ سے جماع درست ہے اگرچہ
خون بہ رہا ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور نقل کیا ابن منذر نے یہ ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور عطا
اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور حماد بن ابی سلیمان اور بکر بن عبد اللہ مزنی اور اوزاعی اور ثوری اور مالک اور اسحاق اور شافعی
اور ابو ثور سے اور دلیل لی ان لوگون نے انہی حدیثون سے اور نخعی اور حکم نے کہا کہ مستحاضہ سے اسکا خاوند صحبت
نہ کرے اور ابن سیرین نے کہا کہ صحبت کرنا اوس سے مکروہ ہے اور امام احمد سے ایک روایت مین منع ہے اور جو لوگ جائز کہتے ہین
وہ یہہ قید لگاتے ہین کہ عورت کو علامتون اور عادت کی رو سے یہ معلوم ہو کہ وہ خون حیض کا خون ہے اور عکرمہ کی روایت
سے جو دلیل لیتے ہین اوسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ فعل ہے ایک صحابی کا اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اس امر کی اجازت
دینا منقول نہین ہوئی مگر اوسکا جواب یون ہو سکتا ہے کہ حضرت صلعم سے اسکی حرمت بہی ثابت نہین ہوئی اور ام حبیبہ
کے خاوند عبد الرحمن بن عوف تہے اور حمنہ کی طلحہ بن عبید اللہ اور یہ دونون اجلہ صحابہ اور عشرہ مبشرہ سے ہین اور قیاس
سے بعید ہے یہ اگر یہ امر حرام ہوتا اور یہ دونو صحابی اوسکو کرتے اور جو لوگ منع کرتے ہین وہ دلیل لیتے ہین اوس سے جو خلال
نے روایت کیا اپنی اسناد سے کہ حضرت عائشہ نے کہا مستحاضہ کو اوسکا خاوند نہ ڈہلنپے یعنی اوس سے صحبت نہ کرے اور اللہ
تعالی نے حائضہ سے صحبت کرنیکو منع کیا اس وجہ سے کہ حیض پلیدی ہے اور استحاضہ بہی پلیدی ہے تو اوسمین بہی جماع
منع ہوگا المنتقی مع زیادۃ جب نماز پڑہے مستحاضہ (تو غسل کرے اور نماز پڑہے) نماز بڑی ہے ف جماع سے
اور جب استحاضہ کی حالت مین نماز جائز ہوئی تو جماع بطریق اولی جائز ہوگا یہ امام بخاری نے ایک دلیل بیان کی اون

لوگوں کے لیے جو مستحاضہ سے جماع کرنا درست جانتے ہیں اور رد کیا اُن لوگوں پر جو اسکو منع کرتے ہیں اور ابن منذر نے ممانعت ابراہیم نخعی اور حکم اور زہری وغیرہم سے نقل کی اور بعض شارحین نے یہ گمان کیا کہ (نماز بڑی ہے) یہ ابن عباس کا قول ہے اور اسی اثر میں داخل ہے جو ابن عباس سے اوپر نقل کیا اور کہا کہ ابن ابی شیبہ نے اسکو نکالا حالانکہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں یہ نہیں ہے البتہ عبد الرزاق اور دارمی نے سالم افطس کے طریق سے نکالا کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا مستحاضہ سے جماع کیا جاوے انہوں نے کہا نماز بڑی ہے جماع سے (فتح) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (یہ مختصر ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث سے جو اوپر گذری) جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو خون دھو ڈال اپنے سے اور نماز پڑھ ف اس حدیث کو ابو نعیم نے مستخرج میں اسی اسناد سے یعنی زہیر کے طریق سے پورا روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسکو مختصر بیان کیا جتنا اس باب میں ضرور تھا اور حدیث سے مستحاضہ کو نماز پڑھنے کی اجازت نکلتی ہے اور جب نماز جائز ہوئی تو جماع بھی اس سے جائز ہوگا اور مخالفین نے جو کہا کہ مستحاضہ پلیدی ہے یہ صحیح ہے مگر پلیدی میں جماع کا منع ہونا ضرور نہیں اور حیض میں جماع کی ممانعت قرآن سے ثابت ہے وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور اسی سے یہ نکلتا ہے کہ جب حیض سے پاک ہو جاویں تو اُن سے جماع کرو اور ظاہر ہے کہ مستحاضہ حیض سے پاک ہو جاتی ہے جب حیض کے دن گزر جاویں اور حمنہ کی حدیث میں صاف یہ موجود ہے حَتّٰى اِذَا رَاَيْتِ اَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ تو حق یہی ہے کہ مستحاضہ سے جماع درست ہے جو جمہور کا قول ہے اور امام بخاری نے اسکو اختیار کیا

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتِهَا نفاس والی پر نماز پڑھنا اور اسکا طریقہ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ سُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ امْرَاَةً مَاتَتْ فِيْ بَطْنٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسْطَهَا ترجمہ سمرہ بن جندب نے کہا ایک عورت مر گئی (اسکا نام ام کعب تھا اور ابو نعیم نے کہا وہ انصاری تھی) زچگی میں ف یہ ترجمہ ہے فی بطن کا اور مولف نے اس روایت کو کتاب الجنائز میں نکالا اسمیں صاف مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا ہے اور ایسا ہی امام مسلم کی روایت میں ہے اور بعضوں نے جو کہا کہ امام بخاری نے وہم کیا فی البطن کے معنے سمجھنے میں اور اسکا معنے یہ ہے کہ پیٹ کی عارضہ سے مری یعنی دستوں سے تو انہوں نے خود وہم کیا اور امام بخاری نے جو معنے سمجھے وہی صحیح ہے ف تو نماز پڑھی اسپر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کھڑے ہوئے اُس عورت کی بیچ میں ف یعنی اسکی کمر کے مقابل حافظ نے کہا اسکا بیان

خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا ابن بطال نے کہا شاید امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہو کہ نفاس والی کو نماز نہین پڑھتی لیکن اسکا حکم اور پاک عورتون کا سا ہے طاہر ہونے مین کیونکہ حضرت صلعم نے نماز پڑھی اوسپر اور سنت مین دبے اسکا جسنے گمان کیا کہ آدمی موت سے نجس ہو جاتا ہے کیونکہ جب نفاس والی نجس نہ ہوئی تو اور میت جسپر نجاست نہو کیون نجس ہوگا ابن منیر نے کہا امام بخاری کا یہ مقصود نہین بلکہ اونکا مطلب یہ ہے کہ نفاس والی عورت شہید کا حکم رکھتی ہے پر اوسپر نماز پڑھی جاویگی غیر شہید کیطرح ابن رشید نے اسپر اعتراض کیا کہ حیض کے باب سے اس مطلب کو کوئی تعلق نہین پس ضرور ہے یہ مطلب بیان کرنا کہ غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ حائضہ اور نفسا کا جسم اور عین پاک ہے کیونکہ جب نفاس والی پر نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ وہ طاہر ہے اور اسی مطلب کے لیے ام المومنین میمونہ کی حدیث کو لائے جو آگے آتی ہے اسی باب مین اور ابوذر کی روایت مین اسکے اول صرف باب کا لفظ زیادہ ہے اور ترجمہ مذکور نہین جس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ مثل ایک فصل کے ہے اگلے باب کی اور ام المومنین میمونہ کی حدیث سے یہ مطلب اسطرح نکلتا ہے کہ آپ کا کپڑا اونسے لگتا نماز مین اور وہ حائضہ تھین پس معلوم ہوا کہ حائضہ کا جسم پاک ہے انتہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا

باب حدثنا الحسن بن مدرك قال حدثنا يحيى بن حماد قال اخبرنا ابو عوانة من كتابه قال اخبرنا سليمان الشيباني عن عبد الله بن شداد قال سمعت خالتي ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها كانت تكون حائضا لا تصلي وهي مفترشة بحذاء مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يصلي على خمرته اذا سجد اصابني بعض ثوبه **ترجمہ** عبداللہ بن شداد (ابن الہاد) سے روایت ہے اونہون نے کہا مینے سنا اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رض سے جو بی بی تہین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونہون نے کہا مین حیض سے ہوتی نماز نہ پڑہتی اور لیٹی ہوتی اوس مقام کے پاس جہانپر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اور نماز پڑہتے اپنے سجدہ گاہ پر جب سجدہ کرتے تو میرے بدن سے اپکا کچھ کپڑا لگ جاتا **ف** حافظ نے کہا سجدہ گاہ وہ چھوٹا مصلے ہے جو بنایا جاتا تہا کھجور کی شاخون سے اور وہ بچاتا تہا منہ اور ہتھیلیون کو نماز کی گرمی سے اور سردی سے زمین کے نہایہ مین ہے کہ خمرہ اتنا ہی بڑا ہوتا ہے اور خطابی نے کہا سجدہ گاہ سے وہ سجادہ مراد ہے جسپر نمازی سجدہ کرتا ہے اور اسپر نماز پڑہنے کا بیان خدا چاہے تو کتاب الصلوۃ مین آویگا انتہے مختصر! قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائض نجس نہین ہے اور حضرت صلعم کا تواضع کہ آپ بوریے کے ٹکڑے پر نماز پڑہتے برخلاف متکبرین کے کہ وہ قیمتی اور رنگین سجادونپر نماز پڑہتے ہین اور اس حدیث کو مولف نے صلوۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداود اور ابن ماجہ نے انتہے للہ الحمد

خاتمہ حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الحیض مین ۴۷ حدیثین ہین انمین سے مکرر ۲۲ حدیثین ہین ان مین سے موصول ... حدیثین

ہیں معلق اور متابع اور نص بلا تکرار وہ حدیثیں ہیں اُن میں سے ایک معلق ہے کہ آپ ذکر کرتے اللہ کو اپنے سب وقتون
میں اور باقی موصول ہیں اور امام مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا سوا حضرت عائشہ کی حدیث کے کہ ہم میں سے ایک کو حیض
آتا پھر وہ خون نکالتی اور استحاضہ کے اعتکاف کی حدیث کی اور یہ حدیث کہ ہم میں سے ایک کے پاس نہ تھا مگر ایک ہی کپڑا اور ام عطیہ
کی حدیث کی ہم زردی کو نہ گنتی تہین اور ابن عمر کی حدیث کی کہ اونہوں نے رخصت دی حائضہ کو کوچ کرنے کی اور کتاب الحیض
میں موقوف آثار صحابہ اور تابعین کے دس ہیں اور سب معلق ہیں انتہی کتاب الحیض کی وہ حدیثیں جو امام بخاری
نے نہیں نکالیں اُن میں سے بہت حدیثیں اگلے ابواب میں گذر چکی ہیں اور باقی یہ ہیں (۱) ترمذی اور
ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور دارقطنی اور ابن الجارود نے ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی
شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے حیض کی حالت میں تو نصف دینار صدقہ دیوے ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے کہ ایک
دینار یا نصف دینار صدقہ دیوے ابو داؤد نے کہا یہی صحیح روایت ہے شوکانی نے کہا اسکی راوی سب صحیح کے راوی ہیں
مگر مقسم جو ابن عباس رض سے راوی ہے اوس سے امام بخاری نے صرف ایک حدیث روایت کی اور اسحدیث کو صحیح کہا
حاکم اور ابن قطان اور ابن دقیق العید نے اور امام احمد نے کہا عبد الحمید کی حدیث مقسم سے اونہون نے ابن عباس سے کیا
اچھی حدیث ہے لوگون نے کہا تم اسپر عمل کرتے ہو اونہون نے کہا ہان اور ابو داؤد نے کہا یہی روایت صحیح ہے اور
کبھی شعبہ نے اسکو رفع نہیں کیا اور قاسم بن اصبغ نے کہا غندر نے اسکو رفع کیا اور حافظ نے کہا کہ اسحدیث کی سند اور
متن دونو میں بہت اضطراب ہے اور ابن القطان نے اوس کا جواب دیا اور وہ اُن لوگون میں سے ہیں جو اسحدیث کو
صحیح کہتے ہیں اونہون نے کہا کہ اضطراب کی علت اسمین نکالنا خطا ہے اور صواب یہ ہے کہ ہر ایک طریق کو دیکھیں اور جسکا طریق
صحیح ہو وہ قبول کیا جاوے اب اگر کوئی ضعیف طریق اُسکے خلاف ہو تو وہ مضر نہین کرتا اور اسحدیث کی ایک طریق میں
دینار مذکور ہے اور ایک میں نصف دینار اور کسی طریق میں خون کی صفت مذکور ہے کسی میں نہین کسی میں حیض کے
اول اور آخر کا ذکر ہے کسی میں نہین کسی میں دینار کے دو خمس مذکور ہیں کسی میں بردے کا آزاد کرنا ذکر ہے پر ان سب طریقون
میں عبد الحمید کا طریق صحیح ہے اور اکثر علمانے گمان کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے یا موقوف ہے ابن عباس پر
خطابی نے کہا اصح یہ ہے کہ یہ حدیث متصل اور مرفوع ہے اور رفع میں اختلاف کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید اور محمد
بن جعفر اور ابن ابی عدی نے اسکو رفع کیا شعبہ سے اور ایسا ہی وہب بن جریر اور سعید بن عامر اور نضر بن شمیل اور
عبد الوہاب بن عطا خفاف نے ابن سید الناس نے کہا جن لوگون نے اسکو رفع کیا شعبہ سے وہ بڑے ہیں اور بہت
ہیں اور زیادہ حافظ ہیں اُن سے جنہون نے وقف کیا اور یہ جو شعبہ نے کہا کہ حکم نے ایک بار اسحدیث کو مجھسے مسند کیا

(۱) جو کوئی حیض کی حالت میں جماع کرے

اور ایک بار موقوف تو اونہون نے بیان کردیا کہ مرفوعًا اور موقوفًا دونو طرح یہ حدیث اونکے پاس ہے پہر اگر رفع کرنیوالے
موقوف کرنیوالون کے برابر ہوتے جب بہی کچہہ قدح نہ ہوسکتا تہا ابو بکر خطیب نے کہا رفع اور وقف مین اختلاف ہونے
سے حدیث مین ضعف نہین آتا اور یہی مذہب ہے اہل اصول کا اور رفع ایک زیادت ہے اسکا قبول کرنا واجب ہے حافظ
نے کہا ابن القطان نے باریکی کی اس حدیث کو صحیح کہنے مین اور طعن کے جوابات دینے مین اور ابن دقیق العید
نے ابن القطان کے تصحیح کو قائم رکہا ہے اور امام مین اوسکو قوت دے اور وہی صواب ہے اور فقہا نے تو اختلافی
مسائل مین اون حدیثون سے حجت لی جن مین اس سے زیادہ اختلاف ہے جیسے بیر بضاعہ کی حدیث قلتین کی حدیث
اور اس سے رد ہوگیا جو نووی نے کہا شرح مہذب اور تنقیح اور خلاصہ مین کہ سب اماموں نے مخالفت کی حاکم
کی اس حدیث کی صحیح کہتے ہین اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے بالاتفاق اور متابعت کی نووی کی ابن الصلاح
نے تمام ہوا کلام شوکانی کا مترجم کہتا ہے اس حدیث کا صحیح ہونا ٹہیک ہے اور رفع اور وقف کا اختلاف مضر نہین
کرتا کیونکہ رفع کرنے والے ثقہ اور حافظ ہین اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اور اسکی تائید مین دوسری روایتین بہی
ہین ترمذی اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی اور ابو یعلے اور دارمی نے نکالا ابن عباس سے اوس مین یہ مضمون
ہے کہ جب لال خون ہو تو ایک دینار صدقہ دیوے اور اگر زرد خون ہو تو نصف دینار صدقہ دیوے شوکانی
نے کہا اس روایت کو بعضون نے سفیان کے طریق سے نکالا اونہون نے خصیف اور علی بن بذیمہ اور عبدالکریم سے
ان تینون نے مقسم سے اور بعضون نے ابو جعفر رازی کے طریق سے اونہون نے عبدالکریم سے اونہون نے مقسم
سے اور خصیف مین گفتگو ہے اور عبدالکریم مین اختلاف ہے اور امام احمد اور بیہقی نے نکالا ابن جریج سے اونہون نے عطاء
سے اونہون نے ابن عباس سے کہ حضرتؐ نے فرمایا حائضہ کے باب مین جب اوس سے جماع کیا جاوے کہ ایک دینار صدقہ
دینا چاہیے پہر اگر جماع کیا اوس سے جب خون موقوف ہوگیا لیکن غسل نہین کیا تو آدہا دینار صدقہ دینا چاہیے اور
ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص جماع کرے حائضہ سے یا کسی
عورت سے اوسکی دبر مین یا کسی نجومی کے پاس جاوے تو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمدؐ پر اوترا ایک روایت مین یہ ہے
کہ نجومی کے پاس جاوے پہر جو وہ کہے اسکو سچ جانے تو وہ کافر ہوگیا ترمذی نے کہا ہم نہین پہچانتے اس حدیث کو
مگر حکیم اثرم کی روایت سے اونہون نے ابو تمیمہ سے اونہون نے ابو ہریرہ رض سے تیسیر الوصول مین ہے کہ ایک روایت مین
ابن عباس کی یون ہے کہ جب جماع کرے حائضہ سے شروع حیض مین اور خون سرخ ہو تو ایک دینار تصدق کرے
اور جو جماع کرے اوس سے جب خون بند ہوتا ہو اور زرد ہو تو آدہا دینار صدقہ کرے شوکانی نے کہا ابن عباس کی حدیث

یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت میں اوسپر کفارہ واجب ہے اور اسی طرف گئے ہیں ابن عباس
اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور شافعی ایک قول میں اب انہوں نے اختلاف
کیا ہے کفارے میں حسن اور سعید نے کہا کہ ایک بردہ آزاد کرے اور باقی علماء نے کہا کہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ
کرے اور عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ایوب
سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی سے ایک روایت میں اور جمہور سلف
سے یہ منقول ہے کہ اوسپر کفارہ نہیں بلکہ اسکو استغفار اور توبہ کرنا چاہیے شوکانی نے کہا کفارہ کی حدیث ثابت ہے اور
اوسپر عمل کرنا ضرور ہے مترجم کہتا ہے حق یہی ہے کہ اگر حیض کی شدت کے وقت جب خون لال ہو جماع کرے تو
ایک دینار صدقہ کرے اور جو اخیر میں جماع کرے جب خون زرد ہو جاوے تو آدھا دینار صدقہ دیوے جیسے حدیث سے
ثابت ہے اور حنفیہ نے بہت سے مسائل میں مرسل اور ضعیف حدیثوں سے قیاس کو ترک کیا ہے پس کیا وجہ ہے کہ اس
صحیح اور ثابت حدیث ترک کیجاوے اور قیاس پر عمل کیا جاوے (۳) امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے ام المومنین عائشہ
رض سے میں پانی پیتی تھی اور میں حائضہ ہوتی پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اپنا منہ اوسی جگہ رکھتے
جہاں میں نے منہ رکھا تھا اور پانی پیتے اور میں ہڈی چوستی اور حائضہ ہوتی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیتی آپ اپنا منہ اوسی جگہ رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن
سعد سے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ عورت کے ساتھ کھلانیکو آپ نے فرمایا کھلا اسکو ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے شوکانی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور ترمذی نے اسکو غریب کہا اس وجہ سے کہ
متفرد ہوا اوسکے ساتھ علاء بن حارث حکیم بن حرام سے اور حکیم بن حزام اپنے چچا عبد اللہ بن سعد سے ابن سید الناس
اور محمد بن جریر طبری نے کہا کہ علماء نے اجماع کیا حائضہ کو ساتھ کھلانیکے جواز پر اور ترمذی نے کہا اکثر اہل علم کا یہی
قول ہے اونہوں نے اسمیں کوئی قباحت نہیں دیکھی (۴) ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے میں جب حائضہ ہوتی تو
بچھونے اوتر کر بوریے پر چلی آتی پھر ہم نزدیک نہ ہوتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قریب نہ ہوتیں آپ سے
یہانتک کہ ہم پاک ہو جاتیں (۵) مسلم نے میمونہ رض سے حضرت نماز پڑھتے تھے ایک کملی میں اوس میں سے کچھ
میرے اوپر ہوتی کچھ آپ پر اور میں حائضہ ہوتی (۶) نسائی نے میمونہ رض سے اونہوں نے کہا حضرت ہم میں سے
ایک کی گود میں سر رکھتے پھر قرآن پڑھتے اور ہم میں سے ایک آپ کا خمرہ (مصلے یا سجدہ گاہ) لیکر مسجد کو جاتی اور بچھاتی
اور وہ حائضہ ہوتی (۷) نسائی نے شریح بن ہانی سے اونہوں نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا عورت حائضہ ہو کر

ف یا الفضل جوتا اور اوسکے پاس ہتیا

اپنے خاوند کے ساتھ کہاوں اونہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو بلاتے ہیں آپکے ساتھ کہاتی اور حائضہ
ہوتی پہر آپ ہڈی لیتے تو اوسمین مجھکو حصہ دیتے ہیں اُس ہڈی کو لیتی اور اسکو چھوڑتی پہر آپ اپنا مُنہہ اوس ہڈی پر
لگاتے اُسی جگہہ جہاں مین نے لگایا تہا اور آپ پانی منگاتے اوسمین بہی میرا حصہ لگاتے اپنے پینے سے پہلے تو مین برتن کو
لیتی اور اسمین سے پیتی پہر رکھہ دیتی پہر آپ اوسکو لیتے اور اسمین سے پیتے تو اپنا منہہ اُسی جگہہ رکہتے جہاں مین نے
رکہا تہا پیالہ مین سے (۸) امام مالک نے موطا مین حضرت عائشہ سے معلقاً اونہوں نے کہا اگر حاملہ عورت خون
دیکھے تو وہ نماز چھوڑ دیوے (۹) امام مالک نے عبد اللہ بن سفیان سے اونہوں نے کہا ایک عورت نے ابن عمر رض سے
پوچھا تو کہا مین آئی طواف کرنیکے ارادہ سے جب مین مسجد کے دروازے پر پہونچی تو میرے خون بہنے لگا مین لوٹی
جب خون بند ہو گیا تو مین نے غسل کیا پہر جب مسجد کے دروازے پر پہونچی تو خون بہنے لگا پہر جب مسجد پر آئی تو ایسا
ہی ہوا ابن عمر نے کہا یہ ایک مار ہے شیطان کیطرف سے تو غسل کرے پہر لنگوٹ کس لے ایک کپڑے کا پہر طواف کر
(۱۰) امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور دار قطنی اور بیہقی نے علی بن عبد الاعلے سے اوس نے
ابو سہل کثیر بن ابی زیاد سے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مُسّہ ازدیہ نے اوس نے اُم المومنین اُم سلمہ رض سے اونہوں نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین نفاس والی عورت چالیس دن بیٹھتی تہی اور ایک روایت میں
ہے چالیس دن یا چالیس رات اور ایک روایت مین ہے کہ آپکے اصحاب مین سے عورت نفاس مین بیٹھتی تہی اور ایک روایت
مین ہے کہ آپکی عورتون مین سے ایک عورت بیٹھتی تہی نفاس مین چالیس دن یا چالیس رات اور ہم اپنے مونہوں پر ورس لگاتی
تہین جہائیون کی وجہ سے ابو داؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلعم اسکو نفاس کی نماز قضا کرنیکا حکم نہ دیتے
ترمذی نے کہا ہم اسحدیث کو نہین پہچانتے مگر ابو سہل کی روایت سے وہ روایت کرتا ہے مُسّہ ازدیہ سے وہ اُم سلمہ سے
اور ابو سہل کا نام کثیر بن زیاد ہے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا علی بن عبد الاعلے ثقہ ہے اور ابو سہل بہی ثقہ ہے اور انہین
پہچانا اونہوں نے اسحدیث کو مگر ابو سہل کی روایت سے انتہے زیلعی نے کہا حاکم نے اسکو مستدرک مین نکالا اوسی زیادت
کے ساتہہ جو ابو داؤد نے نکالی اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور نکالا اسکو دار قطنی
نے اسی طریق سے اور حکم بن عیینہ کے طریق سے اونہوں نے مُسّہ سے اور ابن تیمیہ نے منتقے مین کہا حدیث کا مطلب
یہ ہے کہ نفاس والی عورت کو چالیس دن بیٹھنے کا حکم کیا جاتا کیونکہ یہ ممکن نہین کہ تمام عورتون کی عادت نفاس اور حیض
مین یکسان ہووے اور عبد الحق نے احکام مین کہا اس باب مین جتنی حدیثین آئی ہین وہ معلول ہین اور سب مین اچھی مُسّہ ازدیہ
کی حدیث ہے ابن القطان نے کہا مُسّہ کی حدیث بہی معلول ہے اسلیے کہ مُسّہ کا حال معلوم نہین نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کون

باب [illegible] حائضہ [illegible] طواف [illegible] کرنا

باب نفاس والی [illegible] کا بیان

ہوئی اور سوا اس حدیث کے اور کسی حدیث میں اسکا ذکر نہیں دوسرے یہ کہ حضرت کی بی بیوں میں کوئی نفاس والی نہیں ہوئی حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا سے اولاد ہوئی اونکا نکاح ہجرت سے پہلے تہا اس صورت میں اس روایت کا مطلب نہیں بنتا آپکی عورتوں میں ایک عورت
نفاس میں بیٹھتی مگر یہ کہ عورتوں سے بی بیوں کے سوا اور عورتیں مراد لی جاویں جیسے بیٹیاں کنیزیں والیاں یا حرم ماریہ قبطیہ
اور ابن حبان نے اس حدیث میں یہ علت نکالی کہ اسکی سند میں کثیر بن زیاد ہے وہ الٹی پلٹی روایتیں نقل کرتا ہے تو جس
روایت سے وہ متفرد ہو وہ پرہیز کرنے کے لائق ہے انتہے شوکانی نے کہا ابو سہل کو بخاری اور ابن معین نے ثقہ کہا اور ابن
حبان نے اوسکو ضعیف کیا حافظ نے کہا ابن حبان کا قول صواب نہیں ہے اور مسہ ازدیہ مجہول الحال ہے نووی نے کہا اور ایک
جماعت فقہا نے جو کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اونکا قول مردود ہے اسکی کئی شاہد ہیں زیلعی نے کہا اس باب میں اور کئی
حدیثیں وارد ہیں **ایک** وہ جو ابن ماجہ نے نکالی سلام بن سلیم سے اونسنے حمید سے اونسنے انس رض سے کہ آنحضرت صلعم نے
نفاس والی کے لیے چالیس دن مقرر کیے مگر جب اس سے پہلے پاکی دیکھے (تو چالیس سے کم میں بھی پاک ہو جاویگی) اور روایت
کیا اسکو دارقطنی نے سنن میں پھر کہا کہ نہیں روایت کیا اوسکو حمید سے کسی نے سوا سلام کے اور وہ ضعیف ہے صاحب
تنقیح نے کہا ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں سلام بن سلیم سے حدیث کے سوا اور کوئی حدیث روایت نہیں کی شوکانی نے کہا ابن معین
وغیرہ اماموں نے سلام کو جھوٹا کہا اور عبد الرزاق نے اسکو دوسرے طریق سے انس سے موقوفاً نکالا **دوسری** جو حاکم
نے نکالی مستدرک میں ابو بلال اشعری سے اونہوں نے ابو شہاب سے اونہوں نے ہشام بن حسان سے اونہوں نے حسن
سے اونہوں نے عثمان بن ابی العاص سے اونہوں نے کہا حضرت صلعم نے عورتوں کے لیے نفاس میں چالیس دن مقرر کیے
حاکم نے کہا اگر یہ سند ابو بلال سے سالم ہوتی تو مرسل صحیح ہوتی کیونکہ حسن نے عثمان بن ابی العاص سے نہیں سنا اور نکالا اسکو
دارقطنی نے سنن میں اور کہا کہ ابو بلال اشعری ضعیف ہے حافظ نے کہا ابو بلال ضعیف ہے اور حسن کی روایت عثمان سے
منقطع ہے اور مشہور اسکا موقوف ہونا ہے عثمان پر **تیسری** وہ جو حاکم نے نکالی مستدرک میں عمرو بن حصین سے اونسنے محمد بن
عبد اللہ بن علاثہ سے اونسنے عبدہ بن ابی لبابہ سے اونسنے عبد اللہ بن بابا سے اونسنے عبد اللہ بن عمرو رض سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت چالیس رات تک انتظار کرے پھر اگر اوس سے پہلے پاکی دیکھے تو وہ
پاک ہے اور اگر چالیس دن گذر جاویں اور پاک نہ ہو تو وہ مستحاضہ ہے غسل کرے اور نماز پڑھے پھر اگر خون غلبہ کرے تو تیمم
کرے ہر نماز کے لیے حاکم نے کہا عمرو بن الحصین اور محمد بن علاثہ دونو بخاری مسلم کی شرط پر نہیں ہیں لیکن میں نے اس حدیث
کو استشہاداً ذکر کیا اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنے سنن میں اور کہا کہ عمرو بن الحصین اور ابن علاثہ دونو متروک ضعیف
ہیں **چوتھی** حدیث دارقطنی نے نکالی ابو بلال اشعری سے اونسنے حبان سے اونسنے عطا سے اونسنے عبد اللہ بن ابی ملیکہ

اونھی عائشہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کے لیے نفاس مین چالیس دن مقرر کیے اور ابوبلال کا ضعیف اوپر بیان ہوچکا اور نکالا اسکو ابن حبان نے ذیل الضعفا مین حسین بن علوان سے اوس نے ہشام بن عروہ سے اونہنے اپنے باپ سے اوس نے عائشہ سے انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والیون کیلیے چالیس دن مقرر کیے مگر جب وہ پاکی دیکہے تو غسل کرے اور نماز پڑہے اور اسکا خاوند اوس سے صحبت نہ کرے چالیس دن کے اندر پہر کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے اور حسین بن علوان حدیث بناتا تہا اور یہ عطار عطار بن عجلان ہے ایسا ہی بیان کیا طبرانی نے عطا کی حدیثون مین اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے نہین مروی ہے مگر عطا بن عجلان کے طریق سے اور وہ کوفی ہے ضعیف متفرد ہوا کئی حدیثون مین اون مین سے یہ حدیث بہی ہے اور نہین روایت کیا اسکو ابن ابی ملیکہ سے کسی نے سوا عطار کے انتہے

پانچوین حدیث طبرانی نے نکالی معجم اوسط مین احمد بن جلید سے اونے عبید بن حماد سے اوس نے سلیمان بن حیان ابو خالد احمر سے اونے اشعث بن سوار سے اونے ابو الزبیر سے اوس نے جابر رض سے اونہون نے کہا نفاس والیون کیلیے چالیس دن مقرر ہوئے **چھٹی حدیث** ابن عدی نے نکالی کامل مین علار بن کثیر دمشقی سے اونہون نے مکحول سے اونہون نے ابو الدردا اور ابو ہریرہ سے ان دونون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفاس والی انتظار کرے چالیس دن مگر یہ کہ اس سے پہلے پاکی دیکہے پہر اگر چالیس دن ہو جاوین اور پاکی نہ دیکہے تو غسل کرے وہ مثل مستحاضہ کے ہے ابن عدی نے علار بن کثیر کی تضعیف نقل کی بخاری اور نسائی اور ابن مدینی اور ابن معین اور انکے سوا نقین سے شوکانی نے کہا علار بن کثیر بہت ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابن جوزی نے تحقیق مین اسحدیث کیطرف اشارہ کیا اور کہا کہ ہمارے اصحاب نے ابو ہریرہ سے روایت کی حضرت نے فرمایا جب چالیس دن گذر جاوین تو وہ مستحاضہ کیطرح غسل کرے اور نماز پڑہے پہر کہا کہ مین اسحدیث کو نہین پہچانتا اور صاحب تنقیح یعنی ابن جوزی کا یہی قول ذکر کیا اور اسپر سکوت کیا حالانکہ اسحدیث کو ابن عدی نے نکالا اور ایسا ہی عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعًا گذر چکا اوسکو نکالا حاکم اور دارقطنی نے کہ اگر نفاس والی چالیس سے بڑہ جاوے تو وہ مستحاضہ ہے غسل کرے اور نماز پڑہے انتہے شوکانی نے کہا خطابی نے کہا کہ امام بخاری نے اس باب مین ام سلمہ کی حدیث کی تعریف کی اور اختلاف کیا علمار نے نفاس کی اکثر مدت مین تو حضرت علی علیہ السلام اور عمر اور عثمان اور عائشہ اور ام سلمہ اور عطار اور ثوری اور شعبی اور مزنی اور احمد بن حنبل اور مالک اور ہادی اور قاسم اور ناصر اور موید باللہ اور ابو طالب کا یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہین اور انہون نے دلیل لی انہی حدیثون سے اور امام شافعی کا ایک قول اور اسمعیل اور موسے علیہما السلام کا جو امام جعفر صادق ع کے بیٹے ہین یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت ستر دن ہین اور شافعی کا ایک قول اور مالک

سے ایک روایت یہ ہے کہ ساٹھ دن ہیں اور حسن بصری نے کہا پچاس دن اور ابن سینہ نے کہا کہ بیس پر کئی دن اور حدیث اونکا رد کرتی ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو منکر المتن کہا علل ہیں اور طینے اس مسئلہ کے لیے ایک مستقل رسالہ لکھا ہو اسیطرح علما نے اختلاف کیا ہے نفاس کی کم مدت میں تو عترت اور شافعی اور محمد کا یہ قول ہے کہ کم کی کوئی حد نہیں اور زید بن علی نے کہا اسکی عادت سے تین حیض کے برابر مثلاً اسکو پانچ دن حیض آتا تھا تو نفاس کے پندرہ دن کم سے کم ہونگے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک گیارہ دن اور ثوری کے نزدیک تین دن اور سوا پہلے قول کے سب اقوال محض گمانی ہیں اور بلا سند ہیں مترجم کہتا ہے حق اسبا ب میں یہ ہے کہ نفاس کی کم مدت کی کوئی حد مقرر نہیں اور زیادہ کی چالیس دن مقرر ہیں اور ہمارے پیشوا امام احمد بن حنبل اور حضرت ص کے اہل بیت علیہم السلام نے اسی کو اختیار کیا خدا تعالے ہمکو اونکے طریق پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا حشر اونکے تابعداروں کے زمرہ میں کرے آمین (۱۱) ابو داؤد نے ام سلمہ سے نکالا کہ ایک عورت حضرت ص کی عورتوں میں سے نفاس میں بیٹھتی چالیس رات تک اور آپ اسکو حکم نہ کرتے نفاس کی نمازوں کی قضا پڑھنے کا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی نکالا اور اسکی روایت کا ذکر اوپر گذر چکا یہ اسی سند سے مروی ہے علی بن الاعلے سے اونہوں نے ابو سہل کثیر بن زیاد سے اونہوں نے مسّہ سے اونہوں نے ام سلمہ سے شوکانی نے کہا بحر میں ہے کہ علماء نے اجماع کیا کہ نفاس مثل حیض کے ہے سب باتوں کی حلت اور حرمت اور کراہت اور استحباب میں اور علماء نے اجماع کیا کہ حائضہ پر نماز کی قضا نہیں ہے اور یہ اوپر گذر چکا انتہےٰ مختصراً (۱۲) ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اونکے پاس گئے اونکی ایک لونڈی تھی وہ چھپ گئی آپ نے فرمایا کیا اسکو حیض آیا اونہوں نے کہا ہاں پھر آپ نے اپنے عمامہ میں سے ایک ٹکڑا جدا کیا اور فرمایا اسکی اوڑھنی کرلے (۱۳) ابن ماجہ نے معاذہ سے ایک عورت نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کیا حائضہ خضاب کرے (یعنے ہاتھ یا پانوں یا بالوں کو رنگے) اونہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور خضاب کرتی تھیں پھر آپ ہم کو منع نہیں کرتے تھے اس سے فقہا نے یہ نکالا کہ حائضہ عورت غسل سے پہلے مہندی وغیرہ لگا سکتی ہے (۱۴) امیہ بنت ابی صلت سے ابو داؤد نے نکالا اونہوں نے ایک عورت سے سنا بنی غفار کی وہ کہتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر چڑھا لیا پالان کے حقیبہ پر (حقیبہ وہ جو اونٹ کے پیچھے پالان کے آخر میں باندھ دیا جاتا ہے) پھر قسم خدا کی آپ اترے صبح کے وقت جب اونٹ آپ نے بٹھایا اور میں حقیبے پر سے اوتری تو اوس میں خون کا نشان پایا اور یہ میرا پہلا حیض تھا تو میں اونٹ سے لگ گئی اور شرم کرنے لگی جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے یہ حال دیکھا اور خون بھی دیکھا تو فرمایا شاید تجھے حیض آگیا میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اپنے تئیں درست کرلے

ف نفاس والی پر نمازوں کی قضا نہیں

ف حائضہ کا خضاب لگانا اور حیض کی حالت

لیتی تہیہ باندہے کہ خون باہر نہ نکلے پہر ایک برتن پانی کا لیکر اوسمین نمک ملا اور حیض پر جو خون لگ گیا ہے اوسکو دہو ڈال پہر اپنی جگہہ سوار ہوجا اوس عورت نے کہا جب آپنے خیبر کو فتح کیا تو ہم کو بہی ایک حصہ دیا مال غنیمت مین سے پہر وہ عورت جب حیض سے طہارت کرتی تو پانی مین نمک ڈالا کرتی اور جب مرنے لگی تو وصیت کرگئی کہ غسل کے پانی مین نمک ڈالنا (۱۵) امام مالک نے موطا مین سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار پوچہی گئے کہ حائضہ جب پاک ہوجاوے تو اوسکا خاوند اوس سے جماع کرسکتا ہے غسل سے پہلے اونہون نے کہا نہین جب تک غسل نہ کرے (۱۶) امام مالک نے موطا مین ابن شہاب سے پوچہا گیا حاملہ عورت خون دیکہے اونہون نے کہا نماز سے باز رہے (کیونکہ حاملہ کو بہی کبہی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن المسیب اور ابن شہاب اور امام مالک کا اور ابو حنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا یہ مذہب ہے کہ وہ حیض نہین ہے) (۱۷) امام مالک نے سمے مولا ابی بکر سے کہ قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے اونکو بہیجا سعید بن المسیب پاس اونسے پوچہنے کو کہ مستحاضہ کیونکر غسل کرے اونہون نے کہا غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لیے پہر اگر خون غلبہ کرے تو لنگوٹ کس لے (۱۸) امام مالک نے عروہ بن الزبیر سے اونہون نے کہا مستحاضہ پر نہین ہے مگر ایک غسل کرنا پہر وضو کرے اسکے بعد ہر نماز کے لیے تتمہ جناب سید علامہ ابو الطیب ادام اللہ برکاتہ بدور الاہلہ مین لکہتے ہین کہ حیض کا نو سال سے پہلے ممکن نہ ہونا اور ساٹہہ سال کے بعد ممکن نہ ہونا اسپر کوئی دلیل کتاب وسنت سے نہین ہے بلکہ صرف استقرا ہے اور حمل کیحالت مین حیض کا مختلف فیہ ہے اور بعض عورتین حمل مین حائضہ ہوتی ہین اور حیض کے باب مین جو حدیثین آئی ہین اونسے تین باتین نکلتی ہین ایک یہ کہ عادت کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور عورتون کے دوسرے یہ کہ اپنی خاص عادت کیطرف تیسرے یہ کہ خون کی صفت کو دیکہنا چاہیے اور ان تینون مین یون جمع ہوسکتا ہے کہ معتادہ یا ناسیہ صفت کو دیکہے اور جو صفت حضرت صلعم نے حیض کی بیان فرمائی اگر وہ ضعیف ہو تو حیض ہے ورنہ نہین ہے اور اگر صفات مختلف ہون یا ملتبس اور تمیز نہ ہوسکے تو اپنی قریب عورتون کی عادت کو دیکہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کما تحیض النساء اور ظاہر ہے کہ قرابت کی عورتین غیر عورتون سے مقدم ہین اگر عورتون کی عادت مین اختلاف ہو تو اکثر کی جو عادت ہو اوسکا اعتبار ہوگا اور جو اکثر کوئی نہ ہو تو چہہ یا سات روز حیض کے ٹہیرا لے جیسے حدیث مین ہے اور معتادہ اپنی عادت کیطرف رجوع کرے اور خون کی صفت کیطرف اگر عادت اور صفت مشتبہ ہوجاوے تو اپنی قرابت دار عورتون کی عادت کیطرف رجوع کرے اگر اون مین اختلاف ہو تو ویسا ہی کرے جیسے مستادہ کے لیے بیان ہوا اور اس تقریر سے سارا اشکال رفع ہوگیا اور قیل وقال کی احتیاج نہ رہی جو متاخرین فقہانے اس باب مین کیا ہے عرف الجادی مین ہے کہ اہل فروع نے جو اس باب مین طویل

رسالے لکھے ہین اور صرائح دخل کیے ہین محض خرافات ہین انتہی تمام ہوئی کتاب حیض اور نفاس کی اب شروع ہوتی ہے کتاب تیمم کی الله جل جلالہ کے فضل اور عنایت پر بہروسا کر کے ہوالموفق فقط بسم الله الرحمن الرحیم شروع الله کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان ف کریمہ کی روایت مین بسم الله اسی مقام پر ہے اور ابوذر کی روایت مین کتاب التیمم کے بعد ہے

کتاب التیمم

کتاب تیمم کے بیان مین ف تیمم کے معنے لغت مین قصد کرنا اور شرع مین پاک مٹی کا قصد کرنا منہ اور دونو ہاتہون پر مسح کرنیکے لیے نماز درست ہونیکی نیت سے یا اوس کی مانند اور کسی کام کی نیت سے پہر تیمم کے معنے یہ ہوگئے کہ منہ اور ہاتہون کا مسح مٹی سے اب اختلاف ہے کہ تیمم عزیمت ہے یا رخصت بعضون نے کہا جب پانی نہ ملے تو عزیمت ہے اور عذر کے لیے رخصت ہے (فتح) شرع مین تیمم کے معنے منہ اور ہاتہون کا مسح مٹی سے اگرچہ حدث اکبر ہو اور یہ خصوصیات مین سے ہے اس امت کے جو فرض ہوا سنہ ۵ یا سنہ ۶ ہجری مین

(قسط ۲) قول الله تعالیٰ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ یہ آیت سورہ نساء مین اس لفظ سے ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا یعنے اگر تم بیمار ہو یا مسافر ہو یا تم مین سے کوئی پائخانے سے آوے یا چہوؤ تم عورتون کو پہر پانی نہ پاؤ (یعنے پانی پر قدرت نہ ہو بوجہ بیماری کے یا پانی نہ ہونے کی یا قیمت نہ ملنے یا اور کسی وجہ سے) تو تیمم کرو پاک مٹی کا تو پہیر لو اپنے مونہون اور ہاتہون پر بیشک الله تعالیٰ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے اور سورہ مائدہ مین اس لفظ سے ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ تو سورہ مائدہ مین منہ کا لفظ زیادہ ہے اور مؤلف نے جو متن مین آیت بیان کی اسمین بہی منہ موجود ہے اور ایسے ہی روایت ہے کریمہ اور شبوی کی اور ابوذر کی روایت مین منہ نہین ہے حافظ نے کہا اکثر نسخون مین فلم تجدوا ہے اور ایسا ہی قرآن مین اور نسفی اور عبدوس اور مستملی اور حموی کی روایتون مین فان لم تجدوا ہے ابوذر نے کہا ہماری روایت مین بہی ایسا ہی ہے لیکن قرآن مین فلم تجدوا ہے اسکی توجیہ حافظ صاحب نے یہ کی ہے کہ غرض امام بخاری کی فان لم تجدوا نقل کرنے سے یہ ہے کہ حدیث مین جس آیت کا ذکر ہے اوس سے سورہ مائدہ کی آیت مراد ہے کیونکہ حماد بن سلمہ کی روایت مین ہشام سے

انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہؓ سے یہ مذکور ہے اسی قصہ مین کہ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری
فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا اخیر حدیث تک تو امام بخاری نے فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا کہکر اس روایت کیطرف
اشارہ کیا اب اس روایت مین فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا شاید ایک شاذ قرات ہو حماد بن سلمہ کی یا کسی اور کی یا وہم ہو نسے
صاحب کشاف نے کہا کہ سورۂ مائدہ مین جو مِنْهُ کا لفظ ہے اس سے صاف نکلتا ہے کہ تیمم صاف پتھر پر جس پر مٹی
نہ ہو درست نہین ہے اور شافعیہ کا یہی قول ہے اسلیے کہ مِنْ تبعیضیہ ہے اسکا یہ مضمون ہے کہ مٹی مین سے کچھ
ہاتھہ مین لگ جاوے اور حنفیہ کہتے ہین کہ ایسے پتھر پر تیمم درست ہے اسلیے کہ صعید کہتے ہین روی زمین کو کچھ
ہو یا پتھر وہ مِنْهُ کی یہ تاویل کرتے ہین کہ یہ مِنْ ابتدائے غایت کیلیے ہے حالانکہ یہ تاویل بوچ ہے کیونکہ عرب کے لوگ
جب یہ کہتے ہین مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنَ الدُّهْنِ یا مِنَ الْمَاءِ یا مِنَ التُّرَابِ تو سب جگہہ تبعیض کا معنے مراد
رکھتے ہین اور ابتدائے غایت کے معنے کوئی عرب نہین سمجھتا اور یہی حق ہے اور حق کو اختیار کرنا ناحق جھگڑا کرنے
سے بہتر ہے انتہے حافظ نے کہا امام بخاری یہی سمجھے کہ باب کی حدیث مین آیت سے سورۂ مائدہ کی آیت مراد ہے
اور انہوں نے اسحدیث کو سورۂ مائدہ کی تفسیر مین نکالا اور مدد دی اس مطلب کی عمرو بن حارث کی روایت سے
عبدالرحمان بن قاسم سے اسحدیث کو اوس مین یہ ہے پھر یہ آیت اوتری یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ
تشکرون تک جو سورۂ مائدہ مین ہے انتہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ
عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ
فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَ
لَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَ
جَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَلٰى فَخِذِي فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ
التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ

الَّذِیْ کُنْتُ عَلَیْہِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَہٗ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہی اونہون نے کہا ہم نکلے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ بعض سفرون مین آپکے (غزوہ بنی مصطلق مین جب ہم بیدا مین پہونچے یا ذات
الجیش مین (یہ دونو مقام مدینہ کے قریب ہین ذو الحلیفہ کے پاس مکہ کی راہ مین) تو میرا ہار گلے کا گر گیا پہر حضرت اوسکے
ڈہونڈہنے کو لیے ٹہیر گئے اور آپ کے ساتھہ لوگ بہی ٹہر گئے اور وہان پانی نہ تہا لوگ ابوبکر صدیق رضہ کے پاس گئے
اور کہنے لگے تم نہین دیکہتے جو عائشہ رضہ نے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹہیرا دیا اور لوگون کو اور وہان پانی نہین
ہے نہ اونکے ساتھہ پانی ہے یہ سنکر ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکہکر سو گئے تہے اونہون
نے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگون کو روک دیا نہ وہان پانی ہے نہ اونکے پاس پانی ہے حضرت عائشہ رضہ
نے کہا تو ابوبکر رضہ نے مجہپر غصہ کیا اور جو اللہ کو منظور تہا وہ کہا اور اپنے ہاتہہ سے میری کوکہہ مین کونچا دینے لگے
مین جو نہ ہلی تو صرف اسی وجہ سے کہ آنحضرت کا سر میری ران پر تہا پہر جب صبح ہو گئی تو آپ اوٹہے اور وہان پانی
نہ تہا تب اللہ تعالی نے تیمم کی آیت اوتاری لوگون نے تیمم کیا اسید بن حضیر (انصاری) نے کہا یہ تمہاری پہلی
برکت نہین ہے ای ابوبکر کی آل (اس سے پہلے اور بہی کئی برکتین تمہاری وجہ سے ہوئین ہین) حضرت عائشہ نے
کہا پہر ہم نے اوس اونٹ کو اوٹہایا جسپر مین سوار تہی تو ہار اوسکے تلے سے ملا **ف** حافظ نے کہا بنی مصطلق
غزوہ وہی غزوہ ہے جس مین حضرت عائشہ کی تہمت کا قصہ ہوا اور تہمت کا سبب بہی یہی ہار گرنا تہا پہر اگر یہ
ثابت ہو تو شاید اس سفر مین دوبار ہار گرا ہوگا اور بعضون نے اسمین اشکال کیا اور کہا کہ مریسیع تو مکہ کے ایک
کونے مین ہے قدید اور ساحل کے درمیان اور یہ قصہ خیبر کیطرف کا ہے کیونکہ بیدا اور ذات الجیش مدینہ اور
اور خیبر کے بیچ مین ہین جیسے نودی نے کہا مین کہتا ہون یہ خلاف ہے اوسکے جو ابن التین نے کہا انہون نے
کہا بیدا وہی ذو الحلیفہ ہے جو مدینہ کے قریب مین ہی مکہ کی راہ پر اور ذات الجیش ذو الحلیفہ کے ورے ہی ابو عبید
بکری نے معجم مین کہا بیدا مکہ سے قریب ہے بہ نسبت ذو الحلیفہ کے پہر بیان کی یہی حدیث حضرت عائشہ رضہ
کی اوسکے بعد ابن عمر کی حدیث بیان کی کہ بیدا تمہارا یہ ہے جس مین تم جہوٹ بولتے ہو اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احرام نہین باندہا مگر مسجد کے پاس سے اونہون نے کہا بیدا وہ ٹیکرہ ہے جو ذو الحلیفہ کے آگے
ہے مکہ کی راہ مین اور ذات الجیش مدینہ سے ایک برید پر ہے اوس مین اور عقیق مین سات میل کا
فاصلہ ہے اور عقیق مکہ کی راہ مین ہے نہ خیبر کی راہ مین تو ابن تین کا کہنا صحیح ہوا اور مؤید ہے اوسکے وہ
جو نکالا حمیدی نے مسند مین اسی حدیث مین کہ ہار گر پڑا ابوا کی رات مین اور ابوا مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ہے

اور فریابی نے کتاب الطہارۃ میں علی بن مسہر سے نکالا کہ اسکے بند کا نام صلصل تھا اور ایسا ہی نکالا ابن عبد البر نے
اور صلصل بکری نے کہا ایک پہاڑ ہے ذو الحلیفہ کے پاس اور مغلطائی نے وہم کیا اور ضلضل ضاد معجمہ سے کہا
اور بعضوں نے کہا سفر متعدد تھے جیسے طبرانی کی ایک روایت میں اسکی تصریح ہے اور مؤلف نے تفسیر میں اسکو
نکالا عمرو بن حارث کی روایت سے اوسمیں یہ ہے کہ میرا ایک ہار بیدا میں گر پڑا اور ہم مدینہ میں داخل ہونے
والے تھے تو آپ نے اونٹ بٹھا دیا اور اُتر پڑے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کے قریب میں ہوا اور
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس مقام میں پانی نہ ہو وہاں ٹھیرنا درست ہے اسیطرح وہ راہ چلنا جسمیں پانی نہ ہو اور اسپر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مدینہ اوسنے قریب تھا اور انکا ارادہ مدینہ میں داخل ہونے کا تھا اور احتمال ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ قافلہ کے ساتھ پانی نہیں ہے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ اس مقام میں پانی نہیں
ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ امام کو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی فکر کرنا چاہیے اگرچہ وہ حقوق خفیف ہوں کیونکہ
ابن بطال نے نقل کیا کہ اس ہار کی قیمت بارہ[12] درم تھی اور اسکے حکم میں ہے ٹھیرنا کسی راہگیر کے ملجانے کے لیے
یا مردے کو دفن کے لیے یا اور کسی مصلحت کے لیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مال کا تلف کرنا منع ہے اور عورت کی
شکایت خاوند ہوتے ہوئے اوسکے باپ سے کرنا درست ہو اور شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ حضرت تو آرام میں تھے اور
صحابہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیدار نہیں کرتے تھے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ باپ بیٹی کے پاس جا سکتا ہے گو وہ اپنے
خاوند کے پاس ہو بشرطیکہ خاوند اُس سے ناراض نہ ہوتا ہو اور مباشرت کی حالت نہ ہو اور طبرانی کی روایت میں
ہے کہ ابو بکر نے عائشہ سے کہا تو ہر بار تکلیف دیتی ہے اور عمرو بن حارث کی روایت میں ہے تو نے لوگوں کو
روک رکھا ایک ہار کے لیے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کو ادب سکھانے کے لیے مار بھی سکتا
ہے اگرچہ وہ بڑی ہو اسکی شادی ہو گئی ہو اور بیٹی کے حکم میں ہے وہ جسکی تادیب اس سے متعلق ہے گو امام
اجازت نہ دیوے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جسکی حرکت سے کسی شخص کو جو سوتا ہو تکلیف پہونچے تو وہ حرکت نہ کرے
اور صبر کرے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ وضو صحابہ پر اس آیت کے اُترنے سے پہلے واجب تھا اور اسی سبب سے اُنہوں نے
ایسے مقام پر اوترنا برا سمجھا جہاں پانی نہ تھا اور ابو بکر نے حضرت عائشہ پر غصہ کیا ابن عبد البر نے کہا تمام اہل مغازی
نے اتفاق کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سے نماز فرض ہوئی وضو ہی سے نماز پڑھی اور اسکا انکار
وہی کریگا جو جاہل ہے یا معاند ہے اور اس واقعہ سے لوگوں کو تیمم کا مسئلہ نیا معلوم ہوا نہ وضو کا اور وضو کا ذکر جو
اس آیت میں کیا اوس میں یہ حکمت تھی کہ وضو کی فرضیت قرآن سے ثابت ہو جاوے اور بعضوں نے کہا احتمال

ہے کہ اس آیت مین جنبا وضو کا ذکر ہے وہ ٹکڑا پہلے اوترچکا ہوا اس قصے کے وقت تیمم کا ٹکڑا اوترا ہوا اور دونوں کو
مجازاً تیمم کی آیت کہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مؤلف نے تفسیر مین جو روایت نکالی اوس سے ساری آیت
کا اترنا اس قصے کے وقت معلوم ہوتا ہے ابن عربی نے کہا حدیث مین ہے کہ پہر اللہ تعالی نے تیمم کی آیت
اوتاری یہ ایک مشکل ہے جسکی دوا نہین کیونکہ معلوم نہین ہوتا کون سی آیت مراد ہے ابن بطال نے کہا نسار
کی آیت مراد ہے یا مائدہ کی قرطبی نے کہا نسار کی آیت مراد ہے کیونکہ مائدہ کی آیت کو آیت وضو کہتے ہین
پس آیت تیمم نسار کی آیت ہوگی اور واحدی نے اسباب النزول مین آیت نسا کی ساتہ اس قصے کو ذکر کیا ہے اور ان
سب لوگون پر بات پوشیدہ رہی جو امام بخاری کو معلوم ہوگئی کہ مراد آیت مائدہ ہے بلا تردد کیونکہ عمرو بن حارث
کی روایت مین اسکی تصریح ہے پہر یہ آیت اوتری یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اخیر تک اور آیت
مین جو فَتَیَمَّمُوْا کا لفظ ہے اس سے یہ نکالا ہے کہ تیمم مین نیت فرض ہے کیونکہ تَیَمَّمُوْا کا معنے اَقْصِدُوْا ہے یعنے قصد کرو
اور تمام فقہا کا یہی قول ہے صرف اوزاعی کا اس مین خلاف ہے اور یہ نکالا ہے کہ تیمم جائز نہ ہو گا اگر ہوا چلے اور
ہاتہون اور موںہہ پر خاک پڑجائے اور وضو جائز ہو جاوے گا اگر پانی برسے اور نیت وضو کی کرے اور اظہر
یہ ہے کہ تیمم بہی جائز ہو جاوے جو شخص چلتی ہوا مین مٹی کا قصد کرے البتہ اگر قصد نہ ہو تو جائز نہ ہو گا
شیخ ابو حامد نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ بہی نکالا کہ پاک صعید متعین ہے تیمم کے لیے اور اوس کے معنے
آگے مذکور ہون گے اور یہ بہی نکالا کہ ہر فرض نماز کے لیے تیمم ضرور ہے اور اس حدیث کی کسی طرق مین تیمم
کی کیفیت مذکور نہین ہے البتہ عمار بن یاسر نے اس قصے کو نقل کرکے تیمم کی کیفیت بیان کی ہے اوسکا بیان
آگے آویگا اور آبوبکر کی آل سے خود وہ اور اونکے گہر والے اور اتباع مراد ہین اور اس حدیث مین دلیل ہے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی اور اُن کے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی
اور اُنکی برکتین بار بار ظاہر ہونے کی اور عمرو بن حارث کی روایت مین ہے اللہ نے برکت دی لوگون کے
لیے تمہاری وجہ سے اور اسحاق بستی کی تفسیر مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ صدیقہ
سے فرمایا کتنی بڑی برکت والا تیرا ہار تہا اور ایک روایت مین ہے قسم خدا کی تمپر جب کوئی ایسا واقعہ
ہوا جسکو تمنے برا جانا تو اللہ تعالے نے اوس مین مسلمانون کی بہلائی کردی اور ایک روایت مین یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے اوس سے نکلنے کا تمہارے لیے ایک رستہ کر دیا اور مسلمانون کو اوس مین برکت کردی اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تہمت کے بعد ہوا اور قوی ہوتا ہے اوسکا قول جو کہتا ہے ہار کئی بار گمان اور

محمد بن حبیب اخباری نے ایسا ہی کہا کہ حضرت عائشہ رض کا ہار غزوہ ذات الرقاع مین گرا اور غزوہ بنی المصطلق مین اور اہل مغازی نے اختلاف کیا ہے کہ ان دونون مین کونسا غزوہ پہلے تہا داؤدی نے کہا تیمم کا قصہ غزوۂ فتح مین ہوا پہر اُس مین تردد کیا اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب تیمم کی آیت اتری تو مین نہین جانتا تہا کیسا کرون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت غزوۂ بنی المصطلق کے بعد اتری کیونکہ ابوہریرہ سنہ ۷ھ مین اسلام لائے اور مغازی مین یہ دیکہا کہ امام بخاری نے یہ سمجہا ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع ابوموسے کے آنیکے بعد ہوا اور ابوموسے اُسی زمانے مین آئے جب ابوہریرہ اسلام لائے تہے اور اس امر کی دلیل کہ یہ قصہ تہمت کے بعد کا ہے وہ ہے جو طبرانی نے نکالی عباد بن عبداللہ بن زبیر سے انہون نے عائشہ سے کہ جب میرے ہار کا یہ حال ہوا اور تہمت والون نے جو کہا وہ کہا تو مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے ساتہ نکلی دوسری لڑائی مین وہان بہی میرا ہار گر پڑا یہانتک کہ لوگ رک گئے اوسکے ڈہونڈہنے کے لیے ابوبکر نے کہا اے بیٹیا تو ہر سفر مین ایک تکلیف ہوتی ہے اور بلا ہوتی ہے لوگونپر تب اللہ تعالی نے تیمم کی رخصت اتاری پہر ابوبکر نے کہا اے بیٹیا تو مبارک ہے تین بار یہی کہا اُسکی اسناد مین محمد بن حمید رازی ہے اُسمین گفتگو ہے۔ اس روایت مین ابوبکر نے جو غصہ مین کہا اوسکا بیان ہے اور اسکا بیان کہ ہار دو بار گرا تہا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ پہلے ہار ڈہونڈہنے گئے تہے اونکو ہار نہین ملا اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ آپنے ایک شخص کو بہیجا اوسنے ہار پایا اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے اپنے اصحاب مین سے کئی لوگون کو اوسکے ڈہونڈہنے کے لیے بہیجا اور ابوداؤد کی روایت مین ہے کہ اُسید بن حضیر اور کئی آدمیون کو اونکے ساتہ بہیجا اور جمع ان روایتون مین اسطور سے ہے کہ اُسید تو اُن سب لوگون کے سردار تہے جو ہار ڈہونڈہنے کے لیے بہیجے گئے اور دوسری روایت مین ایک شخص سے وہی مراد ہین پہر پہلے ان لوگون کو ہار نہ ملا جب لوٹ آئے اور تیمم کی آیت اتر چکی اور کوچ کا ارادہ ہوا اور اونٹ کو اوٹہایا تو اُسید نے اوسکو اونٹ کے تلے سے پایا اس صورت مین تخالف جاتا رہیگا اور قاضی اسمعیل نے جو وہم کی نسبت دی بعض راویون کی طرف اُسکی ضرورت نہ رہیگی اور یہان ایک اور اختلاف ہے وہ یہ کہ بعض روایتون مین یہ ہے کہ میرا ہار ٹوٹ گیا تہا یا گر گیا تہا اور عروہ کی روایت مین ہے جو آگے آویگی کہ حضرت عائشہ نے اسماء سے یعنے اپنی بہن سے ایک ہار مانگ لیا تہا وہ گم ہوگیا اور جمع اس طور سے ہے کہ حضرت عائشہ نے اوسکو اپنا ہار کہا اس خیال سے کہ اونکے قبضے مین تہا اور اسما کا کہا اس اعتبار سے کہ اون کی ملک تہا اور یہ تاویل اُسوقت ہوگی جب دونون روایتون کا قصہ ایک ہو

اور جو قصہ متعدد ہو جیسے امام بخاری کا میلان اوسی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونہوں نے ایک روایت کو مائدہ کی تفسیر میں ذکر کیا اور دوسری کو نساء کی تفسیر میں تو تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ مائدہ کا قصہ حضرت عائشہ کے ہار میں ہوا اور نساء کا اسماء کے ہار میں اور ابوداؤد نے عمار سے نکالا کہ یہ ہار جزع ظفار کا تہا اور جزع یمنی نگ ہے اور ظفار ایک شہر مشہور ہے جیسے اوپر کتاب الحیض میں گذرا اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سفر میں عورت کو ساتھ رکھ سکتے ہیں اور عورت زیور پہن سکتی ہے اپنے خاوند کی نگاہ میں اچھی معلوم ہونے کے لیے اور عاریت کی چیز سفر میں لیجا سکتے ہیں بشرطیکہ مالک کی رضا ہو تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو نکاح اور تفسیر اور محاربین میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے طہارت میں لنتہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غزوۂ تبوک میں جو سب سے اخیر غزوہ تہا) مجہے پانچ چیزیں ملیں جو مجہ سے پہلے کسی کو نہیں ملی تہیں ف یعنے پیغمبروں میں سے ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ میں اونکو فخر کی راہ سے نہیں کہتا اس سے معلوم ہوا کہ اور باتیں ان پانچ کے سوا آپ سے خاص تہیں لیکن مسلم نے ابوہریرہ سے نکالا کہ مجہے اور پیغمبروں پر چہہ باتوں سے فضیلت ملی تو چار ان پانچ باتوں میں سے بیان کیں اور دو باتیں اور جیسے آگے مذکور ہونگی اور دونوں میں جمع اس طور سے ہے کہ شاید آپ کو پہلے اون سب باتوں کی خبر نہ ہوئی جو آپ سے خاص تہیں کچہہ باتیں پہلے معلوم ہوئیں پہر بعد اور باتیں معلوم ہوئیں اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ان پانچوں میں سے کوئی بات کسی اگلے پیغمبر میں نہ تہی اگر کوئی اعتراض کرے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام ساری دنیا کی طرف بہیجے گئے تہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ طوفان کے بعد وہی لوگ دنیا میں بچے تہے جو حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں تہے اور انکی طرف تو حضرت نوح بہیجے ہی گئے تہے مگر اصل بعثت اون کی تمام دنیا کی طرف نہ تہی پر طوفان کی وجہ سے ساری دنیا میں وہی لوگ باقی رہے جو اون کے ساتھ تہے پس اس آفت کی وجہ سے

گویا وہ ساری دنیا کیطرف بھیجے گئے برخلاف ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کی بعثت اول
ہی سے عام تھی تو یہ امر آپ ہی سے خاص ہوا اب قیامت کے دن جو محشر والے حضرت نوحؑ سے کہینگے کہ تم
پہلے رسول ہو زمین والون کیطرف تو اس سے اونکی بعثت کا عام ہونا مقصود نہین بلکہ یہ غرض ہے کہ رسالت
اونکی اول تھی اور قرآن کی آیتون سے نکلتا ہے کہ حضرت نوحؑ اپنی قوم کیطرف بھیجے گئے تھے اور بعضون نے انکی
بعثت عام ہونے پر یہ دلیل لی ہے کہ اونہون نے ساری دنیا کے کافرون کے لیے بددعا کی اور وہ سب ڈوب
گئے پس اگر وہ تمام دنیا کی طرف نہین بھیجے گئے تھے تو اونکی بددعا سے ساری دنیا کے لوگ ہلاک کیون ہوئے
اور فرمایا اللہ تعالے نے ہم نہین عذاب کرتے جب تک رسول نہ بھیجین اور پہلے رسول وہی ہین پس ثابت ہوا
کہ اون کی رسالت عام تھی اسکا جواب یون دیا ہے کہ شاید اور کوئی پیغمبر بھی حضرت نوح کے سوا اونکی طرف بھیجا
گیا ہو اور حضرت نوح کو معلوم ہو گیا ہو کہ وہ ایمان نہین لائے پس بددعا کی اونہون نے اون سب پر جو ایمان نہین
لائے اونکی قوم کے ہون یا اور قومون کی اور یہ جواب اچھا نہین کیونکہ ثابت نہین ہوا کہ حضرت نوحؑ کے زمانے مین اونکے سوا اور
کوئی نبی بھیجا گیا تہا اور یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ شاید توحید کی دعوت اونکی قوم کے ذریعہ سے تمام دنیا والون
کو پہونچ گئی ہو اور اونہون نے نہ مانا ہو اور شرک پر قائم رہتے ہون اسوجہ سے سب کو عذاب ہوا ہو اور داؤدی
نے غلطی کی جو کہا کہ مراد یہ ہے کہ یہ پانچون باتین آپ کے سوا اور کسی پیغمبر مین نہ تہین کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام
کی بعثت بھی عام تھی اسلیے کہ حدیث کی اخیر عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ بعثت کا عام ہونا بھی آپ سے خاص
تہا (فتح مختصراً) **ت** مدد دیا گیا مین رعب سے ایک ماہ کی راہ سے (یعنے ایک مہینہ کی راہ سے میرا رعب
میرے دشمنون کے دل مین پڑتا ہے ابوامامہ کی روایت مین ہے کہ اللہ تعالے اسکو ڈالتا ہے میرے دشمنون
کے دل مین نکالا اوسکو احمد نے) اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی **ف** مسجد سے
مراد سجدے کی جگہہ یعنے سجدے کے لیے زمین کے کسی مقام کی خصوصیت نہین بلکہ ہر ایک جگہہ نماز پڑھنا
جائز ہے ابن تیمی نے کہا مراد یہ ہے کہ ساری زمین کا مسجد ہونا اور ساری زمین کا پاک کرنیوالی ہونا
یہ دونو باتین مجھسے خاص ہین کیونکہ حضرت عیسے علیہ السلام دنیا مین سیاحت کرتے تہے اور جہان نماز کا
وقت آتا وہان نماز پڑھ لیتے اور ایسا ہی کہا داؤدی نے اور بعضون نے کہا اگلی امتون مین نماز زمین
مین اس جگہہ جائز ہوتی جسکی طہارت کا یقین ہوتا اور ہمارے دین مین ہر جگہہ جائز ہوئی جسکی نجاست
کا یقین نہ ہو اور ظاہر وہ ہے جو خطابی نے کہا کہ اگلی امتون کے لیے نماز مخصوص مقامون مین جائز تھی

جیسے گرجا کنیسہ چرچ وغیرہ اور صومعہ بیہقی نے عمرو بن شعیب کی روایت اوس مین یہ ہے کہ مجھ سے پہلے لوگ اپنے گرجا اور
مندر مین نماز پڑھتے تھے اور یہ نص ہے اس مسئلہ مین تو اس سے خصوصیت ثابت ہوئی اور مؤید ہے اسکی وہ جو بزار نے نکالا
ابن عباس سے مثل حدیث باب کے اوس مین یہ ہے کہ کوئی پیغمبر نماز نہین پڑھتا تھا یہانتک کہ اپنے محراب مین
پہونچتا اور ابن منذر اور ابن جارود نے باسناد صحیح نکالا انس سے مرفوعًا کہ میرے لیے ہر ایک پاک زمین مسجد اور طہور
بنائی گئی یعنے پاک کرنے والی کیونکہ اگر طہور کے معنے طاہر ہون تو طیب کے معنے بھی وہی ہین اس صورت مین تکرار
بے فائدہ لازم ہوگی اور اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تیمم حدث کو رفع کرتا ہے پانی کی طرح اور تیمم جائز ہے زمین کے
تمام اجزا سے اور ابوامامہ کی روایت مین یہ ہے کہ میرے لیے ساری زمین اور میری امت کے لیے مسجد اور طہور بنائی گئی
اور اسکی بحث آگے آوے گی (فتح مختصرًا) ت تو میری امت مین سے جس شخص پر نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑھ لیوے
ف اگرچہ پانی نہ ملے یا مسجد نہ ملے حافظ نے کہا یہ عموم کا صیغہ ہے اوسکے تحت مین وہ داخل ہے جو پانی نہ پاوے
مٹی اور زمین کے اجزا مین سے کوئی جز پالیوے تو وہ اُس سے تیمم کرلیوے اور ابوامامہ کی روایت مین بیہقی کے
پاس یہ ہے کہ جو شخص میری امت مین سے نماز کو پاوے اور پانی نہ پاوے تو وہ پاوے گا زمین کو پاک کرنیوالی
اور مسجد اور امام احمد کی روایت مین ہے اوسکے پاس اُس کا پاک کرنے والا ہے اور مسجد ہے اور عمرو بن شعیب کی
روایت مین ہے جہان نماز کا وقت آجاوے مین مسح کرلونگا اور نماز پڑھ لونگا اور جس نے تیمم کو مٹی سے خاص
کیا ہے اوس نے حجت لی حذیفہ کی حدیث سے جو مسلم نے نکالی اوس مین یہ ہے کہ ساری زمین ہمارے لیے مسجد کی
گئی اور اسکی مٹی ہمارے لیے پاک کرنیوالی کی گئی جب ہم پانی نہ پاوین اور یہ خاص ہے تو عام اوس پر محمول ہوگا
(فتح مختصرًا) ت اور حلال کی گئین میرے لیے لوٹین (یعنے غنیمتین کافرون کے مال جو جہاد مین ملتی ہین)
اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ ہوئین (کیونکہ اگلے پیغمبرون مین بعضون کو جہاد کا حکم نہ تھا بعضون کو تھا لیکن لوٹ
کا مال درست نہ تھا ایک آگ آتی وہ سب لوٹ کے مال کو جلا کر چلی جاتی) اور مجھے شفاعت ملی ف یعنے شفاعت
عظمےٰ اور وہ اُسوقت ہوگی جب لوگ حشر کے عذاب اور ہول مین مبتلا ہونگے اور اس شفاعت کے وقوع مین
کسی کا خلاف نہین ایسا ہی کہا نووی نے اور بعضون نے کہا جو شفاعت آپ سے خاص ہے وہ یہ ہے کہ آپ جو
مانگین گے ملیگا اور کوئی درخواست رد نہ ہوگی اور بعضون نے کہا جسکے دل مین رتی برابر ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکالنے کے لیے اور اورون کی شفاعت اونکے لیے اثر کرے گی جنکے دلون مین اس سے زیادہ ایمان ہو اور شفاعت
کا بیان کتاب الرقاق مین خدا چاہے تو آوے گا بیہقی نے بعث مین کہا احتمال ہے کہ جو شفاعت آپ سے خاص

ہو وہ یہ ہے کہ آپ اہل کبائر اور صغائر دونون کی شفاعت کرینگے اور لوگ صرف اہل صغائر کی کرینگے اور قاضی عیاض نے نقل کیا کہ شفاعت مختصہ وہ شفاعت ہے جو رد نہ ہو اور ابن عباس کی حدیث مین ہے یہ دیا گیا شفاعت تو مین نے وسکو اوٹھا رکھا اپنی امت کے لیے پہر وہ اُس کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور عمرو بن شعیب کی روایت مین ہے کہ وہ شفاعت تمہارے لیے ہے اور اُس شخص کے لیے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیوے تو ظاہر ہے کہ شفاعت مختصہ یہی ہے یعنے اوس کا جہنم سے نکالنا جسکے پاس بجز توحید کے اور کوئی نیک عمل نہ ہو اور یہ شفاعت ثابت ہے حسن کی روایت مین انس سے جو کتاب التوحید مین آویگی پہر مین لوٹونگا اپنے مالک کے پاس چوتہی بار اور کہونگا اے رب اجازت دے مجہکو اوس کے نکالنے کی جسنے لا الہ الا اللہ کہا پروردگار فرمادیگا قسم میری عزت و بزرگی کی مین نکالونگا جہنم سے اُسکو جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکو رد نہین کرتا وہ جو مسلم کی روایت مین ہے کہ قسم میری عزت کی یہ تمہارا کام نہین کیونکہ مراد اس سے یہ ہو کہ ایسے شخصون کو حضرت صلعم خود نہین نکالینگے (بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ایسے لوگون کو نکالیگا صدقے اسکے فضل اور کرم اور شفقت اور رحم کے) اور یہ مراد نہین کہ حضرت صلعم کی شفاعت انکے نکالنے کا باعث نہوگی (رفتح) ت اور اگلے زمانے مین میرے سوا ہر ایک پیغمبر خاص اپنی قوم کیطرف بہیجا جاتا اور مین عام سب لوگون کیطرف بہیجا گیا ف عرب ہون یا عجم روم ہون یا شام یورپین ہون یا ایشیائی یا افریقی یا امریکانی میری دعوت تمام زمین والون کیطرف ہے کیونکہ مین خاتم الانبیا ہون مسلم کی روایت مین ہے مین بہیجا گیا ہر ایک سرخ رنگ اور سیاہ رنگ کیطرف بعضون نے کہا سرخ رنگ سے عجم مراد ہین اور سیاہ سے عرب اور بعضون نے کہا سرخ آدمی ہین اور سیاہ جن ابو ہریرہ کی روایت مین ہے جو مسلم نے نکالی کہ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنے مین تمام مخلوقات کیطرف بہیجا گیا اور اس حدیث مین ابو ہریرہ کے یہ ہے کہ مین فضیلت دیا گیا پیغمبرون پر چھ باتون سے پہر ذکر کیا ان پانچ باتون کو سوا شفاعت کے اور زیادہ کیا دو خصلتون کو ایک تو یہ کہ مین دیا گیا جوامع الکلم یعنے وہ باتین جن کے لفظ تہوڑے ہین اور معنے بہت دوسری پیغمبرون کا خاتمہ ہوا مجہپر تو سب ملکر سات باتین ہوئین اور مسلم نے حذیفہ سے نکالا ہم فضیلت دیے گئے لوگون پر تین باتون سے ایک تو یہ کہ ہماری صفین فرشتون کی صفون کیطرح کی گئین دوسری زمین کا وہی حال جو گذرا تیسری خصلت بیان نہین کی ابن خزیمہ اور نسائی نے اسکو بیان کیا کہ مجہے یہ آیتین ملین سورۂ بقر کی ایک خزانے سے جو عرش کے تلے ہے یعنے وہ آیتین جنمین اس امت کے بوجہ اوٹہا دینے کا ذکر ہے اور طاقت سے زیادہ کام نہ لینے کا اور بہول اور چوک معاف کرنیکا تو سب نو خصلتین ہوئین اور امام احمد نے حضرت علی سے نکالا مجہکو

چار چیزیں ملیں جو کسی پیغمبر کو نہیں ملیں دیا گیا: کنجیاں زمین کی اور میرا نام احمد ہوا اور میری امت سب امتوں سے بہتر ہوئی اور سنی کا وہی حال بیان کیا جو گذرا تو سب بارہ خصلتیں ہوئیں اور بزار نے دوسرے طریق سے ابوہریرہ سے نکالا مرفوعاً کہ مجھ کو فضیلت دی گئی پیغمبروں پر چھ باتوں سے اللہ نے میرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے اور میری امت سب امتوں میں بہتر ہوئی اور مجھے کوثر ملا اور تمہارا صاحب (یعنی آپ نے اپنے تئیں فرمایا) قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کو اوٹھا دیگا اوس کے نیچے آدم ہونگے اور آدم کے سوا اور لوگ اور دو باتیں اگلی باتوں جیسی ذکر کیں اور بزار نے ابن عباس سے مرفوعاً نکالا مجھے پیغمبروں پر فضیلت دی گئی دو باتوں سے میرا شیطان (ساتھی) کافر تھا اللہ نے اوس پر میری مدد کی وہ مسلمان ہو گیا آدمی نے کہا دوسری بات میں بھول گیا تو یہ سب ترہ خصلتیں ہوئیں اور ممکن ہے کہ تلاش کرنے سے اور باتیں بھی ملیں اور ان روایتوں میں تعارض نہیں جیسے اوپر گذرا اور ابوسعد نیشاپوری نے کتاب شرف المصطفیٰ میں کہا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو باتیں خاص رکھی گئیں یعنی اور پیغمبروں کو نہیں ملیں وہ ساٹھ باتیں ہیں اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی نعمتیں شمار کرنا درست ہے اور سوال سے پہلے علم کی بات بیان کرنا اور زمین میں طہارت اصل ہونا اور نماز کی صحت کے لیے مسجد ضرور نہ ہونا اور وہ جو دوسری حدیث ہے کہ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں مگر مسجد میں ضعیف ہے اوسکو دارقطنی نے نکالا جابرؓ سے اور مبسوط والے نے جو حنفی ہیں اس سے دلیل لی آدمی کی کرامت اور عزت پر کیونکہ آدمی پانی اور مٹی سے پیدا ہوا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ دو نو چیزیں پاک کرنے والی ہیں واللہ اعلم (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور نسائی نے بھی نکالا انتہے **باب** اِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً وَّلَا تُرَابًا جب پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں **ف** مثلاً انسان کشتی میں ہو اور پانی تک نہ پہونچ سکے یا قید ہوا ایسے مقام میں کہ وہاں کی زمین اور دیواریں سب نجس ہوں تو نماز پڑھے یا نہیں (قسط) **حَدَّثَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے اونہون نے اسما (اپنی بہن) سے ایک ہار مانگا وہ کہو گیا تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بہیجا (اونکا نام اسید بن حضیر تہا) اونہون نے وہ ہار پایا پہر لوگون پر نماز کا وقت آگیا اور اُن کے پاس پانی نہ تہا اونہون نے نماز پڑہ لی ف بغیر وضو کے جیسے اسمعیلی اور ابو نعیم اور جوزقی اور مسلم اور مؤلف نے نکالا تفسیر اور مناقب مین حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ اونکے پاس مٹی بہی نہ تہی پس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یون ہوگی کہ اُس زمانے تک تیمم شروع نہین ہوا تہا اور اونکے پاس پانی نہ تہا تو اونہون نے نماز پڑہی بغیر تیمم اور وضو کے اور جس شخص کے پاس پانی اور مٹی نہ ہو وہ بہی اسیطرح نماز پڑہ سکتا ہے تو مؤلف نے تیمم کا مشروع نہ ہونا ایسا قرار دیا جیسے مٹی کا نہ ملنا تیمم کے لیے کیونکہ دونو کا نتیجہ ایک ہے یعنے تیمم کا نہ کرنا تو اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونو نہ ملین وہ نماز پڑہ لیوے کیونکہ صحابہ نے اس موقع مین وضو نہ کیا تہا اور نماز پڑہ لی پس معلوم ہوا کہ وہ ایسی حالت مین نماز کے وجوب کے قائل تہے اور جو ایسی حالت مین نماز پڑہنا منع ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر انکار کرتے نماز پڑہ نہ لینے پر اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور محدثین اور اکثر مالکیہ کا کہ فاقد الطہورین نماز پڑہ لیوے لیکن اختلاف کیا اونہون نے کہ جب پانی یا مٹی ملجاوے تو نماز کا لوٹانا واجب ہے یا نہیں تو شافعی سے یہ مروی ہے کہ لوٹانا واجب ہے اور اکثر شافعیہ نے اسی قول کو صحیح کہا ہے کیونکہ ایسا اتفاق شاذ نادر ہوتا ہے تو اعادہ ساقط نہ ہوگا اور امام احمد کا مشہور قول اور مزنی اور سحنون اور ابن منذر کا یہ ہے کہ اعادہ واجب نہین ہے اور اُنہون نے دلیل لی باب کی حدیث سے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ لوٹانا فوراً واجب نہین ہے مگر جب بہی اعادہ کے وجوب پر کوئی دلیل چاہیے مالک اور ابو حنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ ایسا شخص نماز نہ پڑہے لیکن ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کہتے ہین کہ اوسپر قضا واجب ہے اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی کا اور مالک یہ کہتے ہین کہ اوسپر قضا بہی واجب نہین ہے بس یہی چار قول اس مسئلہ مین مشہور ہین اور نووی نے شرح مہذب مین ایک قول اور نقل کیا ہے کہ نماز پڑہ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے تو سب پانچ قول ہوئے انتہے کلام الحافظ رحمہ اللہ تعالے مترجم کہتا ہے حق امام احمد کا مذہب ہے اور باقی مذہب بے دلیل اور ضعیف ہین

باب التَّيَمُّمُ فِي الْحَضَرِ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ جب انسان حضر مین ہو اور پانی نہ ملے اور نماز قضا ہو جانے کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے وَبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ اور یہی قول ہے عطاء بن ابی رباح کا

ف حافظ نے کہا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے نکالا اور عطار سے یہ منقول نہیں ہے کہ پہر اس نماز کو لوٹا دے وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُنَاوِلُهُ يَتَيَمَّمُ اور حسن بصری رح نے کہا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اوس کے پاس پانی ہو لیکن کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اوسکو پانی دیوے (اور بیماری کی وجہ سے بیمار خود اوس پانی کو نہ لے سکے) تو وہ تیمم کرے (اس روایت کو قاضی اسمعیل نے احکام میں وصل کیا باسند صحیح اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے حسن اور ابن سیرین سے نکالا کہ وہ تیمم نہ کرے جب تک اوسکو یہ امید ہو کہ وقت کے اندر پانی مل جاویگا اور اس سے بہی وہی نکلتا ہے جو مؤلف نے نقل کیا (فتح) وَأَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمِرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ اور عبداللہ بن عمر رض اپنی زمین سے آئے جو جرف (ایک مقام ہے مدینے سے تین میل پر) مین تہی پہر عصر کی نماز کا وقت آگیا مربد النعم مین (جو مدینہ سے ایک میل پر ہے) اونہون نے نماز پڑہی ف تیمم سے جیسے شافعی نے نکالا ابن عیینہ سے اونہون نے ابن عجلان سے اونہون نے نافع سے اُنہون نے ابن عمر سے کہ وہ جرف سے آئے جب مربد مین پہونچے تو تیمم کیا پہر مسح کیا اپنے موہنہ اور دونو ہاتہون اور عصر کی نماز پڑہی اخیر تک جیسے مؤلف نے بیان کیا اور معلوم نہین ہوتا کہ مؤلف نے تیمم کا ذکر کیون نکال ڈالا حالانکہ وہی مقصود ہے اور نکالا اوسکو امام مالک نے مؤطا مین اختصار کے ساتہہ اوس مین یہ ہے کہ اونہون نے تیمم کیا تو مسح کیا اپنے موہنہ اور دونو ہاتہون کا دونو کہنیون تک اور نکالا اسکو دارقطنی اور حاکم نے دوسرے طریق سے نافع سے مرفوعاً لیکن اوسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) ت پہر مدینہ مین داخل ہوئے اسوقت سورج بلند تہا (اور عصر کی نماز کا اچہا وقت باقی تہا) لیکن اونہون نے نماز کا اعادہ نہ کیا ف اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عمر حضر مین تیمم کرنا جائز سمجہتے تہے کیونکہ تین میل شہر سے جانیکو سفر نہین کہتے پس مطابق ہو گیا یہ اثر ترجمہ باب کے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ ابن عمر کے نزدیک تیمم جائز ہونے کے لیے یہ شرط نہین ہے کہ نماز کے قضا ہو جانے کا ڈر ہو کیونکہ وہ جب مدینہ مین داخل ہوئے تو عصر کا اچہی طرح وقت موجود تہا مگر احتمال ہے کہ تیمم کرتے وقت اُن کو یہ گمان ہو کہ شہر جب پہونچین گے تو وقت گذر جاوے گا اور یہ بہی احتمال ہے کہ ابن عمر نے رفع حدث کے لیے تیمم نہ کیا ہو بلکہ وہ با وضو ہون اور وہ ہر نماز کے لیے استحباباً وضو کرتے تہے تو جب وضو ممکن نہ ہوا تو اُنہون نے اوسکے بدل تیمم کر لیا اس صورت مین یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہ ہوگا مگر صرف اتنی بات مین کہ حضر مین اُنہون نے تیمم کیا اور ان دونون احتمالون کے ساتہہ جو ہم نے بیان کیے اوسکی دلیل باقی نہین رہتی جو اعادے کو ساقط کرتا ہے

اور سلف نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے مالک کا یہ قول ہے کہ اسپر اعادہ واجب نہیں جو حضر میں تیمم کرے اور ابن بطال
نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ تیمم مسافر اور مریض کے لیے وارد ہوا اب جو حضر میں ہو اور اسکو پانی نہ ملے تو
اسکا حکم بھی انہی لوگوں کا ہے اور شافعی نے کہا کہ اوسپر اعادہ واجب ہے کیونکہ ایسا واقعہ شاذ اور نادر ہوتا ہے اور ابو یوسف
اور زفر سے یہ منقول ہے کہ جبتک پانی نہ ملے اوسوقت تک نماز نہ پڑہے گو نماز کا وقت فوت ہو جاوے (فتح) شوکانی
نے نیل میں کہا نسائی اور ابوداؤد نے نکالا عطا بن یسار سے اونہوں نے ابو سعید خدری رض سے اونہوں
نے کہا دو شخص نکلے سفر میں پہر نماز کا وقت آگیا اون کے پاس پانی نہ تہا اون دونوں نے پاک مٹی پر تیمم
کیا اور نماز پڑہ لی پہر دونوں کو پانی ملا اور وقت باقی تہا ایک نے اعادہ کیا وضو اور نماز کا اور دوسرے نے اعادہ
نہیں کیا پہر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا آپنے فرمایا اوس سے
جسنے اعادہ نہیں کیا تہا تو سنت کو پہونچا اور تیری نماز کافی ہو گئی اور فرمایا اوس سے جسنے اعادہ کیا تہا کہ تجہے
دوہرا ثواب ہے اور نکالا اسکو نسائی اور ابوداؤد نے عطا بن یسار سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے مرسلاً اور نکالا اوسکو دارمی اور حاکم اور دارقطنی نے موصولاً پہر کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتھ
اوسکے عبداللہ بن نافع لیث سے اوسنے بکر بن سوادہ سے اوسنے عطا سے اوسنے ابو سعید خدری سے
موصولاً اور مخالفت کی عبداللہ بن مبارک نے اوسکی تو روایت کیا اوسکو مرسلاً اور طبرانی نے معجم اوسط
میں کہا کہ نہیں متصل کیا اوسکو مگر عبداللہ بن نافع نے اور موسے بن ہارون نے کہا اوسکا رفع کرنا وہم ہے
ابن نافع کا اور ابوداؤد نے کہا سوا ابن نافع کے اوروں نے اوسکو لیث سے اونہوں نے عمیرہ سے اونہوں
نے بکر سے اونہوں نے عطا سے مرسلاً روایت کیا اور ابو سعید خدری کا اوس میں ذکر کرنا محفوظ نہیں
ہے اور نکالا اوسکو ابن السکن نے اپنے صحیح میں موصولاً ابو الولید طیالسی کے طریق سے اوسنے لیث سے
اوسنے عمرو بن حارث اور عمیرہ بن ابی ناجیہ سے اون دونوں نے بکر سے اونہوں نے عطا سے انہوں
نے ابو سعید خدری سے موصولاً اور روایت کیا اسکو ابن لہیعہ نے بکر سے تو عطا اور ابو سعید کے درمیان
ایک واسطہ کیا ابو عبداللہ مولی اسمعیل بن عبید اللہ کا اور ابن لہیعہ ضعیف ہے اوسکی زیادت کا اعتبار
نہیں اور علت نہیں ہوگی اوسکی وجہ سے عمرو بن حارث کی روایت میں جسکے ساتھ عمیرہ بن ابی ناجیہ
بہی ہے اور ثقہ کہا اوسکو نسائی اور یحیے بن بکیر اور ابن حبان نے اور تعریف کی اوسکی احمد بن صالح
اور ابن یونس اور احمد بن سعید بن ابی مریم نے انتہی زیلعی نے کہا حاکم نے اوسکو مستدرک میں نکالا

اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام مین کہا کہ بعضون نے اسناد
مین سے لیث اور بکر کے درمیان مین سے عمیر کو نکال ڈالا تو یہ اسناد منقطع ہوگا اور جسنے عمیر کو ذکر کیا
اوسکی روایت مین یہ خلل ہے کہ عمیر مجہول الحال ہے البتہ ابن السکن کا اسناد جید ہے کیونکہ لیث اور بکر
مین عمرو بن حارث کا واسطہ ہے وہ ثقہ ہے اور اوسکی ساتھہ عمیر بہی ہے اور یہ اسناد مسند بہی ہے اوسمین
ابو سعید کا ذکر ہے انتہے شوکانی نے کہا اس حدیث کا ایک شاہد ہے ابن عباس سے اسکو نکالا اسحق بن راہویہ
نے اپنے مسند مین کہ حضرت ص نے پیشاب کیا پہر تیمم کیا تو آپ سے کہا گیا کہ پانی آپ
کے نزدیک ہے آپ نے فرمایا شاید مین پانی تک نہ پہونچون مترجم کہتا ہے اسکی اسناد مین حنش ہے جو
روایت کرتا ہے ابن عباس سے اس حدیث کو اور وہ ضعیف ہے اہلحدیث کے نزدیک اور تعجب ہے کہ اسکو
کہا اوس سے زیلعی اور شوکانی نے پہر شوکانی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس نے تیمم سے نماز پڑہی
پہر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی پایا تو اوسپر اعادہ واجب نہین ہے اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ
اور شافعی اور مالک اور احمد اور امام یحیے کا اور ہادی اور ناصر اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور اوزاعی اور عطاء اور قاسم بن
محمد بن ابی بکر اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری اور ربیعہ کا یہ قول ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ واجب
ہے اور جو لوگ اعادے کو واجب نہین کہتے اونکی مؤید ہے یہ حدیث کہ ایک دن مین کوئی نماز دوبارہ
پڑہو نکالا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اور صحیح کہا اوسکو ابن السکن نے اور
مخالفین یہ جواب دے سکتے ہین کہ جب پانی مل گیا تو پہلی نماز فاسد ہوگئی پس درحقیقت ایک ہی نماز پڑہی
اور جو تیمم کیا لیکن ابہی نماز نہین پڑہی کہ پانی ملگیا تو واجب ہی وضو کر لینا عترت اور فقہا کے نزدیک اور داؤد
اور سلمہ کے نزدیک واجب نہین کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا مت باطل کرو اپنے عملون کو اور جو نماز کے اندر یعنی نماز پڑہتے
مین پانی ملا تو واجب ہے نماز سے باہر آنا اور وضو کرکے دوبارہ پڑہنا یہی قول ہے ہادی اور ناصر اور مؤید باللہ
اور ابو طالب اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور مزنی اور ابن شریح کا اور مالک اور داؤد کے نزدیک نماز
سے باہر آنا واجب نہین ہے بلکہ حرام ہے اور اسکی نماز تیمم سے صحیح ہے اور ابن تیمیہ رح نے منتقے مین دلیل
لی نماز کے اندر پانی ملنے سے تیمم باطل ہونے پر اس حدیث سے کہ پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنیوالی ہے اگرچہ دس
برس پانی نہ پاوے پہر جب پاوے تو لگا دے اوسکو اپنے بدن سے کیونکہ وہ بہتر ہے اور اس حدیث کا ذکر
آگے آویگا انتہے مختصرا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ

عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَبِيْ جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ترجمہ عمیر سے روایت ہے (جو عبداللہ ہلالی کے بیٹے تھے) جو مولے تھے ابن عباس رضہ کے اونہوں نے کہا میں اور عبداللہ بن یسار (عطاء بن یسار کے بہائی) جو مولے تھے اُم المومنین میمونہ رضہ کے گئے یہانتک کہ ابو جہیم (عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری پاس گئے تو ابو جہیم نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیر جمل (ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) کیطرف سے تشریف لائے آپ سے ایک شخص ملا (وہ خود ابو جہیم ہی تھے جیسے شافعی کی روایت میں ہے) اوسنے آپ کو سلام کیا آپ نے اسکو جواب نہ دیا یہانتک کہ آپ دیوار پر آئے ف دارقطنی کی روایت میں ہے یہانتک کہ آپ نے اپنا ہاتھ دیوار پر رکہا اور شافعی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے اسکو کہرچ ڈالا لکڑی سے اور شاید وہ دیوار مباح ہوگی یا جس کے ملک ہوگی اُسکی رضامندی انکو معلوم ہوگی ت پہر مسح کیا اپنے منہ پر اور دونوں ہاتھوں پر ف دارقطنی کی روایت میں ہے کہ مسح کیا اپنے موںہہ اور دونوں ہاتہوں اور ایسا ہی نکالا شافعی نے لیکن دارقطنی کی اسناد میں ابو صالح اور شافعی کی اسناد میں ابو الحویرث ضعیف ہے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عمر کی روایت سے نکالا اوسکو ابو داؤد نے تو صحیح روایت یہی ہے جیسے امام بخاری نے نکالا اور ذراعین کی روایت شاذ ہے (فتح) ت پہر جواب دیا اوسکے سلام کا ف تو معلوم ہوا کہ حضر میں تیمم جائز ہے اور اسی مطلب کو ثابت کرنے کے لیے امام بخاری یہ حدیث لائے اور یہ حدیث متعلقات کی کتاب الوضوء میں گذر چکی ہے حافظ نے کہا بعضوں نے یہاں یہ اعتراض کیا کہ یہ تیمم نماز درست ہونیکے لیے نہ تہا بلکہ سلام کا جواب دینے کے لیے جو ذکر اللہ میں داخل ہے پس باب کا مضمون یعنی حضر میں جب پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے اس سے کیونکر ثابت ہوگا نووی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ تیمم کے وقت آپکے پاس پانی نہ تہا حافظ نے کہا اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب آپ نے سلام کا جواب دینے کے لیے حضر میں تیمم کیا حالانکہ سلام کا جواب دینا وضو کے بغیر بہی درست ہے تو جس شخص کو حضر میں نماز فوت ہو جانیکا ڈر ہو اوسکو بطریق اولی تیمم کرنا جائز ہوگا کیونکہ نماز بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی اور ابن بطال نے اس سے یہ دلیل لی کہ تیمم کے لیے مٹی ہونا شرط نہیں اور یہ صحیح نہیں کیونکہ

احتمال ہے کہ اوس پر مٹی ہو اور شافعی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس پر مٹی نہ تھی اور اسی لیے آپ نے اوسکو لکڑی سے کھرچا قسطلانی نے کہا طبرانی نے اوسط مین یہ بڑہایا کہ حضرت ہ نے فرمایا مین نے تجھکو سلام کا جواب نہ دیا صرف اس سبب سے کہ مین با طہارت نہ تھا تو آپ نے مکروہ رکھا اللہ کا نام لینا بغیر طہارت کے ابن جوزی نے کہا سلام اللہ کے نامون مین سے ایک نام ہے لیکن یہ حدیث منسوخ ہے وضو کی آیت سے یا حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ آپ اسکی یاد کرتے ہر وقت مین اور بعضون نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ پتھر پر تیمم درست ہے کیونکہ مدینہ کی دیوارین پتھر سے بنی ہوتی ہین یعنے کالے پتھرون سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ شاید اُس دیوار پر گرد ہو اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا طہارت مین لیکن مختصراً **باب المتیمم ھل ینفخ فیھما** تیمم مین ہاتھون کا پہونکنا (یعنے مٹی پر ہاتھ مارنے کے بعد) **ف** حافظ نے کہا احتمال ہے کہ آپ نے ہاتہون کو اس وجہ سے پہونکا ہو کہ ہاتہ مین کوئی چیز لگ گئی ہوگی اور آپ ڈرے کہین مُنہ مین نہ لگ جاوے یا بہت کثرت سے مٹی لگ گئی ہوگی تو آپ نے پہونکا اوسکو کم کرنے لیے اور احتمال ہے کہ تیمم مین یہ امر مشروع ہو اور جس نے بغیر مٹی کے تیمم جائز رکہا اوسنے بابکی حدیث سے دلیل لی کیونکہ پہونک دینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غبار ضرور نہین صرف ہاتہ مارنا تیمم کرنے کیلیے کافی ہے مترجم کہتا ہے فیہما کی ضمیر ہاتہون کیطرف پہرتی ہے اور کرمانی نے کہا بعض نسخون مین یون ہے باب ھل ینفخ فی یدیہ بعد ما یضرب بھما الصعید للتیمم **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا الحکم عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ قال جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال انی اجنبت فلم اصب الماء فقال عمار بن یاسر لعمر بن الخطاب اما تذکر انا کنا فی سفر انا وانت فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت فصلیت فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما کان یکفیک ھکذا فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکفیہ الارض ونفخ فیھما ثم مسح بھما وجھہ وکفیہ **ترجمہ** عبد الرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص (اوسکا نام معلوم نہین ہوا طبرانی کی روایت مین ہے جنگل والون مین سے) حضرت عمر خطاب رض پاس آیا اور کہنے لگا مین جنب ہوا تہا لیکن مینے نہین پایا پانی کو **ف** یہ روایت مختصر ہے اسمین حضرت عمر کا جواب مذکور نہین مسلم اور نسائی نے اسکو نکالا کہ حضرت عمر رض نے کہا نماز مت پڑہ سراج نے اتنا زیادہ کیا جب تک پانی نہ پاوے اور نسائی نے ایسا ہی نقل کیا اور یہ مذہب حضرت عمر رض کا مشہور ہے اور موافق ہوئے اونکے عبد اللہ بن مسعود اور اسمین مناظرہ ہوا ابو موسی

اور ابن مسعود میں اسکا ذکر آگے آویگا اور بعضون نے کہا کہ ابن مسعود نے اوس سے رجوع کیا اور ہم آگے اوسکا ذکر کرینگے انتہے مافی الفتح مختصرًا مترجم کہتا ہے حضرت عمر نے اوسکو منع کیا نماز پڑہنے سے جب تک پانی نہ پاوے اسلیے کہ اونکے نزدیک جنب کو تیمم جائز نہ تہا حنفیہ اس قول سے حجت لا سکتے ہین اس بابمین کہ فاقد الطہورین نماز نہ پڑہے کیونکہ حضرت عمر نے اوسکو اجازت نہین دی بغیر غسل کے نماز پڑہ لینے کی مگر حنفیہ نے خود اس قول کو ترک کیا ہے جنب کے تیمم مین اور جمہور علماء کے موافق جنب کے لیے تیمم جائز رکہا ہے یہان سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مجتہد اور عالم کو سب حدیثین پہونچنا ضرور نہین حضرت عمر اور ابن مسعود دونو بڑے شان والے صحابی ہین اور باوجود اسکے یہ مسئلہ اونپر پوشیدہ رہا **ف** یہ سنکر عمار نے کہا حضرت عمر سے تم کو یاد نہین ہم اور تم ایک سفر مین تہے (مسلم کی روایت مین ہے ایک لشکر مین تہے اور زیادہ ہے کہ ہم جنب ہو گئے) تو تم نے تو نماز نہین پڑہی اور مین تو مٹی مین لوٹا (یہ سمجہکر کہ غسل مین سارا بدن دہویا جاتا ہے تو جو تیمم غسل کے عوض ہوگا اوسمین سارے بدن پر مٹی لگانا ضرور ہوگا) اور نماز پڑہ لی پہر مین نے اس کا ذکر کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا تجہے تو یہ کافی تہا اور حضرت نے اپنی دونو ہتہیلیان زمین پر ماریں اور اونکو پہونکا پہر اونکو اپنے منہہ اور دونو پہونچون پر **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بھی صحابہ اجتہاد کرتے تہے اور مجتہد پر ملامت نہین اگر وہ طاقت کے موافق غور اور فکر کر لیوے گو اوس سے خطا ہو جاوے اور جب اپنے اجتہاد پر عمل کرے تو اوس پر اعادہ واجب نہین اور یہ بہی نکلا کہ جب ہاتہون مین بہت غبار لگ جاوے تو اونکو پہونک دینا چاہیے اور یہ بہی نکلا کہ تیمم مین ایک بار مسح کرنا کافی ہے اور تکرار مستحب نہین اور یہ بہی نکلا کہ جو کوئی وضو مین مسح کے بدل اپنا سر دہو لیوے تو کافی ہو جاویگا اور یہ بھی نکلا کہ تیمم مین دو بارون سے زیادہ مارنا درست ہے اور ترتیب واجب نہین جنابت کا تیمم کرے انتہے مافی الفتح قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب** التَّيَمُّمُ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ تیمم مین صرف منہہ اور دونو پہونچون کا مسح کرنا **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے تیمم کی صفت مین اسی کو اختیار کیا کہ صرف منہہ اور دونو پہونچون پر مسح کرے کیونکہ اسی مذہب کی دلیل قوی ہے اور جو حدیثین تیمم کی صفت مین وارد ہوئین ان مین سے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی سوا ابو جہیم کی حدیث کے جو اوپر گذری اور عمار کی حدیث کے اور انکے سوا جتنی حدیثین ہین وہ ضعیف ہین یا اونکی مرفوع اور موقوف ہونے مین اختلاف ہے اور راجح عدم رفع ہے تو ابو جہیم کی حدیث مجمل ہے اوسمین ہاتہون کا

ذکر ہے اور عمار کی حدیث میں پہونچون کا ذکر ہے صحیحین کی روایت مین اور کہنیون کا ذکر ہے اصحاب سنن کی روایت مین اور ایک روایت مین آدہی ہاتھ تک مذکور ہے اور ایک روایت مین بغلون تک لیکن کہنیون اور آدہی ہاتھ کی روایتین اون مین گفتگو ہے اور بغلون کی روایت کو شافعی نے کہا اگر وہ بامر نبوی ہے تو منسوخ ہے اور روایات سے اور جو بلا امر نبوی ہے تو حجت نہین اور صحیحین جو پہونچون کی روایت ہی اوسکو قوی کرتا ہے عمار کا فتوے دینا حضرت ع کے بعد اوسی کے موافق اور راوی حدیث کا زیادہ پہچاننے والا ہے اوسکا اور جسنے خاص کر حیب کی ادی ایک مجتہد صحابی ہو اور اسکا ذکر آگے آویگا انتہے ما قال الحافظ رحمہ اللہ تعالیٰ شوکانی نے نیل مین کہا عطا اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اصحاب حدیث اور امامیہ کا یہ قول ہے کہ ہاتھونکا مسح تیمم مین صرف پہونچون تک چاہیے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور سفیان ثوری اور مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور اصحاب الرای کا یہ قول ہے کہ دونو کہنیون تک مسح کرنا واجب ہے اور بحر مین ہے کہ ہادی اور قاسم اور مؤید باللہ اور ابو طالب کا بہی یہی قول ہے اور زہری نے کہا کہ دونون بغلون تک مسح کرنا چاہیے خطابی نے کہا علما نے اختلاف نہین کیا اس مین کہ کہنیون سے آگے مسح کرنا لازم نہین ہے اور دلائل دونو فریقون کے آگے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالےٰ اور اول فرقہ کی دلیل ایک یہی حدیث ہے عمار کی جو اس باب مین مذکور ہے اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا تیمم کو وضو پر اور یہ قیاس فاسد ہے اور زہری نے دلیل لی اوس سے جو ابو داؤد کی ایک روایت مین بغلون تک مذکور ہے تو حق پہلا مذہب ہے اور دوسرے مذہب کی حدیثین اگر صحیح ہوتین تو اونکا قبول کرنا واجب ہوتا کیونکہ اون مین زیادت ہے لیکن وہ حجت ہونیکے لائق نہین ہین انتہے مختصراً حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ثُمَّ اَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ اَلْوُضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَاءِ ترجمہ عمار سے ویسی ہی روایت جیسی اگلے باب مین گذری حجاج نے کہا اور شعبہ نے اپنے دونون ہاتھ زمین پر مارے پہر اونکو نزدیک کیا اپنے مونہہ سے اپنے پہونکا اونکو پہر مسح کیا اپنے مونہہ پر اور دونو پہونچون پر نضر بن شمیل نے کہا

(مسلم نے اوسکو وصل کیا) خبر دی ہمکو شعبہ نے اونہون نے روایت کی حکم (بن عتیبہ) سے اونہون نے کہا ذر نے ذر سے سنا وہ روایت کرتے تھے سعید بن عبد الرحمن بن ابزی سے حکم نے کہا اور مین نے اس حدیث کو خود سعید سے بھی سنا اونہون نے اپنے باپ عبد الرحمان سے۔ اونہون نے کہا عمار رض نے کہا (پاک مٹی) وضو ہے مسلمان کا کافی ہے اوسکو پانی سے **ف** جب پانی نہ ملے شافعی نے کہا صعید اوس مٹی کو کہتے ہین جسمین غبار ہو اور ریت بھی اسی کی مثل ہے اگر اوس ریت سے غبار اوٹھے تو تیمم اوس سے جائز ہے جب وہ عضو سے لگ جاوے اور جس ریت مین غبار نہ ہو یا غبار ہو لیکن عضو سے لگ جاوے تو اوس سے تیمم جائز نہین (قسطلانی) حافظ نے کہا امام بخاری نے جو نضر بن شمیل کی تعلیق بیان کی اوسکو ابو نعیم اور مسلم نے نکالا اور اوسکے لانے سے یہ غرض ہے کہ حکم نے اس حدیث کو ذر کے ذریعہ سے سعید سے سنا اور بلا ذریعہ بھی سعید سے سنا مگر ذر کے توسط سے جو روایت ہے وہ عمدہ ہے اور اکثر طریقون مین اسی طرح ہے انتہے **حدثنا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ذَرًّا عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ كُنَّا فِيْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيْهِمَا **ترجمہ** عبد الرحمان بن ابزی حاضر ہوئے حضرت عمر رض پاس عمار نے اون سے کہا ہم ایک لشکر مین تھے پہر ہم جنب ہوئے (اور بیان کیا وہی قصہ جو اوپر گزرا) اوس مین یون ہے (کہ دونو ہاتھ زمین پر مارے) پھر پہونکا اون مین (یعنی آہستہ سے پہونکا جس مین کچھ خفیف تھوک بھی اوڑتا ہے) **ف** حافظ نے کہا شاید اس روایت کو اسلیے لائے کہ اوس سے حضرت عمر کا جنب ہونا بھی نکلتا ہے اور اسی لیے انکا اجتہاد عمار کے اجتہاد کے خلاف ہوا **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيْكَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ **ترجمہ** عمار نے کہا حضرت عمر رض سے مین لوٹا (مٹی مین) تو مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا کافی ہے تجہکو مونہہ اور دونو پہونچونکا مسح **ف** تو پہونچون سے زیادہ مسح کرنا فرض نہین اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور ابو الجہم نے مالک سے اور خطابی نے اصحاب الحدیث سے ایسا ہی نقل کیا ہے نووی نے کہا ابو ثور نے امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور ماوردی نے اسکا انکار کیا اور یہ انکار مردود ہے کیونکہ ابو ثور امام ہین ثقہ ہین اور یہ قول اگرچہ مرجوح ہے مگر دلیل کے لحاظ سے قوی ہے انتہے (فتح)

حدثنا مسلم عن شعبة عن الحكم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزى عن عبد الرحمن قال شهدت عمر قال له عمار وساق الحديث ترجمہ وہی جو اوپر گذر چکا حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن الحكم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه قال قال عمار فضرب النبي صلى الله عليه وسلم بيده الارض فمسح وجهه وكفيه ترجمہ عمار نے کہا پھر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور مسح کیا اپنے موہنہ اور دونوں پہونچوں کا **ف** حافظ نے کہا امام احمد اور ابن خزیمہ نے محمد بن بشار کے طریق کو نکالا اور اس میں قصہ ہے حضرت عمر کا اور پہونچے تک ملنے کا ذکر ہے **باب** الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه عن الماء پاک مٹی وضو ہے مسلمان کا اور وہ کافی ہے اسکو پانی کے بدل **ف** حافظ نے کہا یہ ترجمہ باب ایک حدیث ہے جسکو بزار نے نکالا ہشام بن حسان سے اونسے محمد بن سیرین سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا اور صحیح کہا اوسکو ابن قطان نے لیکن دارقطنی نے کہا صواب اوسکا مرسل ہونا ہے اور احمد اور اصحاب سنن نے نکالا ابو قلابہ سے اونہوں نے عمرو بن بجدان سے اونہوں نے ابو ذر سے مانند اسکے اوس میں یہ ہے کہ پاک مٹی پاک کرنیوالی ہے مسلمان کی اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابن حبان اور دارقطنی نے (فتح) زیلعی نے کہا ابو ذر کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاک مٹی وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے پھر جب پانی پاوے تو اپنے بدن سے لگاوے کیونکہ یہ بہتر ہے طول کیا اسمیں ابو داؤد نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے شیخین نے اوسکو نہیں نکالا کیونکہ عمرو بن بجدان سے کسی نے روایت نہیں کیا سوا ابو قلابہ کے اور دارقطنی نے اسکو سنن میں نکالا تین طریقوں سے ابو قلابہ سے ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام میں کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلاشک کیونکہ عمرو بن بجدان ہر طریقہ میں موجود ہے اور اسکا حال معلوم نہیں اوس سے صرف ابو قلابہ نے روایت کیا اور ابو قلابہ پر اس حدیث میں اختلاف ہے خالد حذاء نے تو ابو قلابہ سے روایت کیا اونسے عمرو بن بجدان سے اور خالد پر اختلاف نہیں ہوا اور ایوب نے ابو قلابہ سے روایت کیا اونپر اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں عن ابي قلابة عن رجل من بني عامر بعض کہتے ہیں عن ابي قلابة عن رجل بعض کہتے ہیں عن ابي قلابة عن عمرو بن بجدان بعض کہتے ہیں عن ابي قلابة عن ابي المهلب بعض کہتے ہیں عن ابي قلابة عن ابي

اور کوئی واسطہ بیان نہین کرتے ابوقلابہ اور ابوذر مین اور بعض کہتے ہین عن ابی قلابۃ ان رجلا من بنی قشیر قال یا نبی اللہ یہ سب اختلاف ایوب پر ہے اور ان سب طریقون کو دار قطنی نے نکالا سنن اور علل مین شیخ تقی الدین نے امام مین کہا تعجب ہے کہ ابن القطان نے ترمذی کے صحیح کہنے پر اکتفا نکی عمرو بن بجدان کی معرفت مین حالانکہ ترمذی کا کلام اونہون نے نقل کیا کہ اونہون نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کیا فرق ہے کسی کو ثقہ کہنے مین یا اوسکی حدیث کو صحیح کہنے مین جب وہ منفرد ہو اوسکے ساتھ اور اگر ابن القطان نے اس تفتیش کیا ہو جسسے کہ عمرو بن بجدان سے کسی نے روایت نہین کی سوا ابوقلابہ کے تو یہ ابن القطان کے مذہب پر کچھ قدح نہین کیونکہ اونکے نزدیک کثرت روات سے جہالت رفع نہین ہوتی تو انفراد سے جہالت لازم نہوگی جس صورت مین راوی کی تعدیل ہو وہ یہان موجود ہے یعنے ترمذی کا اوسکی حدیث کو صحیح کہنا اور جو اختلاف اونہون نے بیان کیا اوس مین غور کرنا چاہیے اور غور سے معلوم ہوتا ہے کہ عن رجل کی روایات عمرو بن بجدان کی روایت کے خلاف نہین کیونکہ رجل سے وہی مراد ہو سکتے ہین اور جس روایت مین یہ واسطہ نہین ہے وہ ناقص ہے اور زیادتی جس مین ہے وہ قبول کیجاوے گی اور ابوالمہلب اگر عمرو کی کنیت ہو تو اختلاف نہین ہے اور جو کوئی اور ہے تو ایک ہی روایت وہ بھی احتمالاً خلاف ہوئی اب رہی یہ روایت کہ بنی قشیر کے ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ تو یہ بیشک مخالف ہو لیکن دیکھنا چاہیے کہ اوسکا اسناد ابن القطان کے طریق پر ثابت ہے یا نہین اگر ثابت نہ ہو تو اوس سے کوئی علت نہ پیدا ہوگی تمام ہوا کلام ابن دقیق العید کا مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے جو کہا کہ ابن القطان نے اسحدیث کو صحیح کہا حالانکہ ابن القطان تو اوسکو بلاشک ضعیف کہتے ہین تو مراد اونکی ابوہریرہ کیحدیث ہے نہ ابوذر کی حدیث شوکانی نے نیل مین کہا کہ احمد اور ابوداؤد اور اثرم نے ابوذر سے نکالا اونہون نے کہا مجھے مدینہ کی ہوا ناموافق ہوئی تو حضرت نے میرے لیے چند اونٹون کا حکم دیا مین اون مین تھا ایک بار مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ ابوذر ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا مین نے کہا مجھے جنابت ہوتی تھی اور میرے نزدیک پانی نہ تھا آپ نے فرمایا پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اوسکی جو دس برس تک پانی نہ پاوے شوکانی نے کہا ابوحاتم نے اسحدیث کو صحیح کہا اور عمرو بن بجدان کو عجلی نے ثقہ کہا حافظ نے کہا ابن القطان سے غفلت ہوئی اونہون نے کہا وہ مجہول ہے انتہے زیلعی نے کہا ابوہریرہ کیحدیث کو بزار نے نکالا اس لفظ سے کہ مٹی وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس پانی نہ پاوے پھر جب پانی پاوے تو اللہ سے ڈرے اور اپنے بدن میں لگاوے بزار نے کہا ہم نہین جانتے یہ حدیث ابوہریرہ سے مگر اسی طریق سے اور ہم نے نہین سنا اوسکو مگر مقدم

سے اور وہ ثقہ تھا اور نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں ابوہریرہ سے کہ ابوذر بکریوں میں تھے مدینہ میں جب آئے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر وہ خاموش ہو رہے آپ نے پھر پکارا پھر وہ خاموش ہو رہے آپ نے فرمایا اے ابوذر
تیری ماں تجھپر روئے اونہوں نے عرض کیا میں جنب ہوں آپ نے اونکے لیے لونڈی کو بلوایا پانی لیکر وہ پانی لائی اور انھوں
نے آڑ کی اپنے اونٹ کی پھر غسل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھکو کافی ہے مٹی اگرچہ تو
بیس برس تک پانی نہ پاوے پھر جب تو پانی پاوے تو چھوا اسکو اپنی کھال سے مترجم کہتا ہے اس حدیث کو ابوداود نے
سنن میں نکالا اوس میں یہ ہے کہ حضرتؐ کے پاس کچھ بکریاں جمع ہو گئیں آپ نے فرمایا اے ابوذر جنگل میں انکو
لیجا میں جنگل کو گیا ربذہ کیطرف وہاں مجھے نہانے کی حاجت ہوا کرتی اور میں پانچ پانچ چھ روز یوں ہی رہا کرتا پھر
بیان کیا اسی قصہ کو اوس میں یہ ہے کہ ایک کالی لونڈی کو بلایا وہ ایک پیالہ میں پانی لیکر آئی اور بیس برس
کے بدل دس حج ہیں اور یہ ہے کہ ابوذر نے کہا میں نہایا گویا پہاڑ میرے پر سے اوتر گیا طبرانی نے کہا نہیں روایت کیا
اسکو ابن سیرین سے مگر ہشام نے اور ہشام سے مگر قاسم نے متفرد ہوا اس سے مقدم ابن القطان نے اپنی کتاب میں
بزار کی روایت سے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا اوس کا اسناد صحیح ہے اور یہ غریب ہے ابوہریرہ کی حدیث سے اور اس میں ایک
علت ہے اور مشہور ابوذر کی حدیث ہے جسکو صحیح کہا ترمذی وغیرہ نے انتہے ما قال الزیلعی مختصراً ترمذی نے کہا اس
باب میں روایت ہے ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو اور عمران بن حصین سے سراج نے شرح ترمذی میں کہا کہ احمد اور
ابن حبان اور حاکم اور دار قطنی نے ابوذر سے اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے عمران بن حصین سے
اور دار قطنی نے حضرت علی سے اور عبدالرزاق نے عمرو بن عاص سے اور احمد نے ابن عباس سے اور عبدالرزاق
نے ابن عمر اور ابوسعید سے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور قاضی اسمعیل نے احکام میں اور طحاوی اور دار قطنی
اور طبرانی اور ابونعیم نے اسلع بن شریک سے اور حسن بن سفیان سے اور بغوی اور باوردی اور طبرانی اور ابن مردویہ
اور بیہقی اور سعید بن منصور نے ابوذر سے اس باب میں روایت کیا ہے اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے ابوذر
سے اس عبارت سے روایت کی ہے اَلتَّیَمُّمُ الطَّیِّبُ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ اِلٰی عَشْرِ حِجَجٍ انتہے مختصراً وَقَالَ الْحَسَنُ یُجْزِیُٔہُ
التَّیَمُّمُ مَالَمْ یُحْدِثْ اور حسن بصری نے کہا کہ کافی ہے اسکو تیمم جب تک حدث نہ ہو ف یعنی جب
حدث ہو تو تیمم ٹوٹ جاویگا جیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے وصل کیا اس اثر کو عبدالرزاق نے اور اسکی عبارت
یہ ہے ایک تیمم کافی ہے جب تک حدث نہ ہو اور ابن ابی شیبہ نے اسکی عبارت یہ ہے نہیں توڑتا تیمم کو مگر حدث اور
سعید بن منصور نے اسکی عبارت یہ ہے تیمم مثل وضو کے ہے جب تو وضو کرے تو پھر باوضو رہیگا جب تک حدث

نہو اور یہ زیادہ صاف ہے باب کے مقصود مین اور اسیطرح وہ جو حماد بن سلمہ نے اپنے مصنف مین نکالا یونس بن عبید سے اونہون نے حسن سے اونہون نے کہا تو سب نمازون کو ایک تیمم سے پڑہ سکتا ہے وضو کیطرح جب تک تجہے حدث نہو (فتح) وَاَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّهُوَ مُتَيَمِّمٌ اور امامت کی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اور اونہون نے تیمم کیا تہا ف وصل کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور بیہقی وغیرہما نے اور اس کا اسناد صحیح ہے اور آگے عمرو بن عاص سے بہی ایسا ہی منقول ہوگا اور دارقطنی نے حسن بن عمارہ سے اونہون نے حکم سے اونہون نے مجاہد سے اونہون نے ابن عباس سے نکالا کہ سنت یہ ہے کہ ایک تیمم سے ایک نماز سے زیادہ نہ پڑہے اور حسن بن عمارہ مین لوگون نے کلام کیا ہے بعضون نے کہا وہ متروک ہے مسلم نے اپنے صحیح کے مقدمہ مین اسکو ذکر کیا اون لوگون مین جن مین کلام ہوا ہے اور بیہقی نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے نکالا اونہون نے کہا تیمم کرے ہر نماز کے لیے اگرچہ حدث نہو بیہقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا تیمم سے اونہون نے حجاج سے اونہون نے ابی اسحٰق سے اونہون نے حارث سے اونہون نے حضرت علی رض سے اونہون نے کہا تیمم کر ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اسناد اسکا ضعیف ہے اور نکالا عبد الرزاق سے اونہون نے معمر سے اُنہون نے قتادہ سے کہ عمرو بن عاص ہر نماز کے لیے نیا تیمم کرتے معمر نے کہا قتادہ اسی پر عمل کرتے تہے بیہقی نے کہا یہ روایت مرسل ہے (کیونکہ قتادہ نے عمرو بن عاص کو نہین پایا) اور ہمارے اصحاب کی دلیل یہ حدیث ہے کہ تیمم وضو ہے مسلمان کا جب تک پانی نہ پاوے حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اسطرف کہ تیمم وضو کے قائممقام ہے اگرچہ اوس سے طہارت ضعیف ہو کیونکہ ابن عباس نے اقتدا کی اُن لوگون کی جنہون نے وضو کیا تہا تیمم سے اور اس مسئلہ مین امام بخاری موافق ہوئے اہل کوفہ اور جمہور علماء کے اور بعض تابعین کا مذہب اسکے خلاف ہے یعنے وہ کہتے ہین کہ ہر ایک نماز کے لیے نیا تیمم کرنا چاہیے گو حدث نہ ہو اونکی دلیل یہ ہے کہ تیمم ایک ضرورت کی طہارت ہے نماز درست ہونیکے لیے وقت گذر جانے سے پہلے اور اسیواسطے حضرت نے اُس جنب کو جسنے نماز نہین پڑہی تہی پانی کا برتن دیا غسل کرنیکے لیے حالانکہ پہلے آپ نے اُس سے فرما دیا تہا تو لازم کہے مٹی کو وہ کافی ہے تجہکو اور اسکی وجہ یہ تہی کہ جب پانی مل گیا تو اُسکا تیمم باطل ہوگیا اور اس حدیث سے یہ مطلب نہین نکلتا کہ ایک تیمم سے ایک فرض سے زیادہ پڑہنا درست نہین اور اکثر کے نزدیک ایک تیمم سے ایک فرض اور کئی نفل فرض کے ساتھ پڑہ سکتے ہین مگر امام مالک نے یہ شرط لگائی کہ پہلے فرض پڑہے اور شریک قاضی نے کہا کہ ایک تیمم سے ایک ہی نماز درست ہے فرض ہو یا نفل اور ایک سے

زیادہ کوئی نماز درست نہین نہ فرض نہ نفل ابن منذر نے کہا جب کئی نفل ایک تیمم سے درست ہوئے تو کئی فرض بہی درست ہونگی کیونکہ جو باتین فرض کے لیے شرط ہین وہی نفل کے لیے بہی شرط ہین اور بیہقی نے اقرار کیا کہ طرفین مین کسی کے پاس اس مسئلہ مین کوئی صحیح حدیث نہین ہے البتہ ابن عمر سے یہ صحیح ہوا کہ ہر فرض کے لیے ایک علیحدہ تیمم واجب ہے اور صحابہ مین سے اونکے مخالف کوئی معلوم نہین ہوتا اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابن منذر نے ابن عباس سے نقل کیا کہ ہر فرض کے لیے نیا تیمم کرنا واجب نہین ہے اور مصنف نے عدم وجوب پر دلیل لی کہ باب کی حدیث مین فانہ یکفیک ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تک پانی نہ ملے یا حدث نہ ہو تو تیمم کافی ہے اور جمہور علما یہ کہتے ہین کہ مراد اس سے وہ فرض ہے جسکے لیے تیمم کیا اب اسی تیمم سے نفل بہی جتنے چاہے پڑہ سکتا ہے پہر جب دوسرے فرض کا وقت آوے تو پانی کا ڈہونڈہنا واجب ہے اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لیوے انتہی ما فی الفتح مترجم کہتا ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم جائز ہونے کے لیے نماز کا وقت آجانا شرط ہے اور صاحب منتقی نے اسپر دلیل لی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے نکالا اوسکو امام احمد نے کہ حضرت ص نے فرمایا میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی جہان مجہے نماز پالیوے (یعنے اسکا وقت آجاوے) تو مین مسح کرونگا اور نماز پڑہ لونگا اور امام احمد نے مسند مین ابو امامہ سے نکالا کہ حضرت ص نے فرمایا ساری زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی تو میری امت مین سے جس شخص کو جہان نماز پالیوے تو اوسکے پاس اسکی مسجد اور اوسکے پاک کرنیوالی ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین سب ثقہ ہین سوا سیار اموی کے وہ بہی سچا ہے اور اسباب مین حضرت علی سے روایت ہے اسکو نکالا بزار نے اور ابو ہریرہ سے مسلم اور ترمذی نے اور جابر سے بخاری اور مسلم اور نسائی نے اور ابن عباس سے امام احمد نے اور حذیفہ سے مسلم اور نسائی نے اور انس سے اشارہ کیا اسکی طرف ترمذی نے اور نکالا اوسکو سراج نے اپنی مسند مین عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا اسکو خطابی نے معالم السنن مین اور ابو امامہ سے احمد اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح اور ابو ذر سے ابو داؤد نے اور ابو موسی سے امام احمد نے اور طبرانی نے باسناد جید اور ابن عمر سے بزار اور طبرانی نے اسکی اسناد مین ابراہیم بن اسمعیل بن یحیے بن سلمہ بن کہیل ضعیف ہے اور سائب بن یزید سے طبرانی نے اور ابو سعید سے طبرانی نے اور عترت اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور ابو داؤد کا یہی قول ہے کہ نماز کا وقت آجانا شرط ہے تیمم کی صحت کے لیے اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ تیمم ہر وقت درست ہے وضو کیطرح اور ظاہر یہی ہے جو ابو حنیفہ رح نے کہا اور کوئی دلیل اسکی نہین ہے کہ وقت سے پہلے تیمم جائز نہین انتہے مختصرا

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَا بَأْسَ بِالصَّلٰوةِ

عَلَى السَّبْخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا اور یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر شور زمین یعنی جہاں کچھ اوگتا نہیں) زمین پر نماز پڑھنے میں اور اس سے تیمم کرنے میں ف ابن خزیمہ نے اس پر دلیل لی حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت کا مقام دیکھا شور زمین ہے کھجور کے درخت والی مراد مدینہ ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ آپ نے مدینہ کا نام طیبہ رکھا پس معلوم ہوا کہ شور زمین طیب ہے اور نہیں خلاف کیا ہمیں اسلئے شور زمین سے تیمم جائز ہونے میں) مگر اسحٰق بن راہویہ نے (فتح مختصرًا) شوکانی نے کہا جائز ہے تیمم زمین کی کل اجزا سے کیونکہ حدیث میں زمین کا لفظ عام ہے اور جس نے مٹی کو خاص کیا ہے اوسنے دلیل لی اس سے جو مسلم نے نکالا حذیفہ سے اوس میں یہ ہے کہ زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی کی گئی اور ابن خزیمہ کی روایت میں تراب کا لفظ ہے اور احمد اور بیہقی کی روایت میں باسناد حسن یوں ہے وَجُعِلَ التُّرَابُ لِيْ طَهُوْرًا اور صعید جو قرآن میں وارد ہے وہ بھی مٹی کو کہتے ہیں لیکن قاموس اور مصباح میں ہے کہ صعید مٹی ہے یا سطح زمین اور زہری نے کہا اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ صعید سے مٹی مراد ہے اور عترت اور شافعی اور احمد اور داؤد نے تیمم کو خاص کیا ہے مٹی سے اور مالک اور ابو حنیفہ اور عطا اور اوزاعی اور ثوری نے زمین کے کل اجزا سے عام رکھا ہے انتہیٰ مختصرًا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا اَسْرَيْنَا حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِيْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ اَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا اَيْقَظَنَا اِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيْهِمْ اَبُوْ رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ لَمْ يُوْقَظْ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِاَنَّا لَا نَدْرِيْ مَا يَحْدُثُ لَهٗ فِيْ نَوْمِهٖ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَاٰى مَا اَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيْدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا اِلَيْهِ الَّذِيْ اَصَابَهُمْ قَالَ لَا ضَيْرَ اَوْ لَا يَضِيْرُ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلُوْا فَسَارَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّاَ وَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ نَسِيَهٗ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ

اَوْ سَطِیْحَتَیْنِ مِنْ مَّاءٍ عَلٰی بَعِیْرٍ لَّھَا فَقَالَا لَھَا اَیْنَ الْمَاءُ قَالَتْ عَھْدِیْ بِالْمَاءِ اَمْسِ ھٰذِہِ السَّاعَۃَ
وَنَفَرُنَا خُلُوْفًا قَالَا لَھَا انْطَلِقِیْ اِذًا قَالَتْ اِلٰی اَیْنَ قَالَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتِ
الَّذِیْ یُقَالُ لَہُ الصَّابِیُ قَالَا ھُوَ الَّذِیْ تَعْنِیْنَ فَانْطَلِقِیْ فَجَاءَا بِھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاہُ الْحَدِیْثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوْھَا عَنْ بَعِیْرِھَا وَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِیْہِ مِنْ اَفْوَاہِ الْمَزَادَتَیْنِ اَوِ السَّطِیْحَتَیْنِ وَاَوْکَاَ اَفْوَاھَھُمَا وَاَطْلَقَ الْعَزَالِیَ وَنُوْدِیَ
فِی النَّاسِ اسْقُوْا وَاسْتَقُوْا فَسَقٰی مَنْ سَقٰی وَاسْتَقٰی مَنْ شَاءَ وَکَانَ اٰخِرُ ذٰلِکَ اَنْ اَعْطَی الَّذِیْ
اَصَابَتْہُ الْجَنَابَۃُ اِنَاءً مِّنْ مَّاءٍ قَالَ اذْھَبْ فَاَفْرِغْہُ عَلَیْکَ وَھِیَ قَائِمَۃٌ تَنْظُرُ اِلٰی مَا یُفْعَلُ
بِمَائِھَا وَایْمُ اللّٰہِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْھَا وَاِنَّہُ لَیُخَیَّلُ اِلَیْنَا اَنَّھَا اَشَدُّ مِلْاَۃً مِّنْھَا حِیْنَ ابْتَدَاَ فِیْھَا فَقَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لَھَا فَجَمَعُوْا لَھَا مِنْ بَیْنِ عَجْوَۃٍ وَّدَقِیْقَۃٍ وَّسُوَیْقَۃٍ حَتّٰی جَمَعُوْا
لَھَا طَعَامًا فَجَعَلُوْہُ فِیْ ثَوْبٍ وَّحَمَلُوْھَا عَلٰی بَعِیْرِھَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَیْنَ یَدَیْھَا قَالَ لَھَا تَعْلَمِیْنَ
مَا رَزِئْنَا مِنْ مَّائِکِ شَیْئًا وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الَّذِیْ اَسْقَانَا فَاَتَتْ اَھْلَھَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْھُمْ
فَقَالُوْا مَا حَبَسَکِ یَا فُلَانَۃُ قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِیَنِیْ رَجُلَانِ فَذَھَبَا بِیْ اِلٰی ھٰذَا الَّذِیْ یُقَالُ
لَہُ الصَّابِیُ فَفَعَلَ کَذَا وَکَذَا فَوَاللّٰہِ اِنَّہُ لَاَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَیْنِ ھٰذِہِ وَھٰذِہِ وَقَالَتْ بِاِصْبَعَیْھَا
الْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَۃِ فَرَفَعَتْھُمَا اِلَی السَّمَاءِ تَعْنِی السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ اَوْ اِنَّہُ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا
فَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ ذٰلِکَ یُغِیْرُوْنَ عَلٰی مَنْ حَوْلَھَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَلَا یُصِیْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِیْ
ھِیَ مِنْہُ فَقَالَتْ یَوْمًا لِقَوْمِھَا مَا اَرٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَدْ یَدْعُوْنَکُمْ عَمَدًا فَھَلْ لَکُمْ فِی الْاِسْلَامِ
فَاَطَاعُوْھَا فَدَخَلُوْا فِی الْاِسْلَامِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ صَبَا خَرَجَ مِنْ دِیْنٍ اِلٰی غَیْرِہٖ وَقَالَ اَبُو
الْعَالِیَۃِ الصَّابِئِیْنَ فِرْقَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ یَقْرَءُوْنَ الزَّبُوْرَ ترجمہ عمران بن حصین جو بصرے کے
قاضی تھے ابو عمر نے کہا کہ یہ فضلا اور فقہاء صحابہ میں سے تھے انتقال کیا انہوں نے سنہ ۵۲ ہجری میں اس
کتاب میں انسے بارہ حدیثیں مروی ہیں) نے کہا ہم سفر میں تھے ف اختلاف ہے اس سفر کی تعیین میں
صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ یہ قصہ خیبر سے لوٹتے وقت واقع ہوا اور ابو داؤد نے ابن مسعود سے
نکالا کہ حضرت م حدیبیہ سے رات کو آئے تو اترے اور فرمایا کون ہماری نگہبانی کریگا بلال نے کہا میں اخیر حدیث
تک اور موطا میں زید بن اسلم سے مرسلا مروی ہے کہ ایکبار حضرت م رات کو اترے مکہ کی راہ میں اور بلال کو مقرر کیا

(جگانے کے لیے) اور عبدالرزاق نے مصنف مین نکالا عطا ابن یسار سے مرسلاً کہ یہ واقعہ تبوک کے رستہ
مین ہوا اور بیہقی نے دلائل مین ایسا ہی روایت کیا عقبہ بن عامر سے اور مسلم نے ابوقتادہ سے طول کے
ساتہہ اور امام بخاری نے اختصار کے ساتہہ صلاۃ مین نکالا کہ ایک بار صحابہ صبح کی نماز سے سوگئے سفر مین
پر معین نہین کیا کہ کونسا سفر تہا اور ابوداود کی ایک روایت مین ہے کہ یہ واقعہ غزوہ جیش الامرا مین ہوا اور
ابن عبدالبر نے اوسپر اعتراض کیا کہ غزوہ جیش الامرا غزوہ موتہ کو کہتے ہین اوسمین حضرتؐ تشریف نہین
لے گئے تہے اور یہ اعتراض صحیح ہے لیکن احتمال ہے کہ غزوہ جیش الامرا سے کوئی اور غزوہ سوا غزوہ موتہ کے مراد
ہو اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ یہ واقعہ یعنے سو جانا اور صبح کی نماز قضا ہو جانا ایک بار ہوا یا کئی بار اصیلی
نے کہا ایک ہی بار ہوا اور قاضی عیاض نے اوسپر اعتراض کیا اور کہا کہ ابوقتادہ کا قصہ مغایر ہے عمران بن حصین کے
قصے کے اور یہ صحیح ہے کیونکہ ابوقتادہ کے قصے مین یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتہہ نہ تہے جب آپ سوگئے تہے اور عمران کے قصے مین اونکا ساتہہ ہونا مذکور ہے دوسرے یہ کہ عمران
کے قصے مین یہ ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر جاگے اور حضرتؐ نہ جاگے یہانتک کہ عمرؓ نے آپ کو بیدار کیا تکبیر
سے اور ابوقتادہ کے قصے مین یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرتؐ جاگے اسکے سوا اور بہی وجہین مغایرت کی ہین پر ان
سب باتون کے ساتہہ دونون مین جمع کرنا ممکن ہے خاصکر اوس روایت کی وجہ سے جو صحیح مسلم مین ہے کہ عبداللہ بن
رباح نے جنہون نے یہ حدیث ابوقتادہ سے روایت کی یہ کہا کہ عمران بن حصین نے اونکو یہ حدیث بیان کرتے
سنا تو اونہون نے کہا دیکہو تم کیونکر بیان کرتے ہو مین بہی اس قصے کے وقت موجود تہا پہر عمران نے اوسپر
کسی بات کا انکار نہین کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصہ ایک ہے مگر جو کوئی تعدد کہتا ہے وہ یون جواب دیسکتا
ہے کہ شاید عمران بن حصین دونو قصون مین حاضر ہون پہر ایک قصہ اونہون نے بیان کیا خود اور ایک
قصے کی تصدیق کی جب عبداللہ بن رباح نے اوسکو ابوقتادہ سے نقل کیا اور تعدد قصہ کی ایک دلیل یہ
بہی ہے کہ مقامات مین اختلاف ہے جیسے اوپر گذرا اور ابن عبدالبر نے یون جمع کرنا چاہا کہ خیبر سے لوٹنے کا
زمانہ قریب تہا حدیبیہ سے لوٹنے کے اور مکہ کی راہ دونوپر صادق ہے اور اسمین جو تکلف ہے وہ پوشیدہ نہین
علاوہ اسکے عبدالرزاق کی روایت مین غزوہ تبوک کی تعیین ہے اور یہ رد کرتی ہے ابن عبدالبر کا اور طبرانی
نے عمرو بن امیہ سے عمران کے قصے کے مشابہ نکالا اوس مین یہ ہے کہ جس شخص نے صبح کی نگہبانی کی اون لوگون کے
لیے وہ ذو مخبر تہا پہر نکالا اسکو ذی مخبر کے طریق سے بہی اور اسکی اصل ابوداود کے پاس بہی ہے اور صحیح مسلم مین ہے

ابو ہریرہ کی حدیث مین کہ بلال نے فجر کی نگہبانی کی تہی اور یہین یہ ہے کہ اول سب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگے تہے جیسے ابو قتادہ کی روایت مین ہے اور ابن حبان نے اپنے صحیح مین ابن مسعود سے نکالا کہ اونہون نے فجر کی حفاظت کی تہی اور اس سے ہی قصے کا تعدد ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے (فتح) ف جہاں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ اور ہم رات کو چلے جب اخیر رات ہوئی تو ہم نے ایک نیند لی ف ابو قتادہ کی روایت مین ہے مؤلف کے پاس کہ اونکے اوترنے کا یہ سبب ہوا کہ بعضون نے اوترنا چاہا حضرت نے فرمایا مین ڈرتا ہون کہین سو نہ جاؤ نماز سے بلال نے کہا مین جگا دونگا (فتح) ف اور مسافر کو اتنی میٹھی کوئی نہین ہوتی جتنی اخیر رات مین ہوتی ہے (کیونکہ اوس وقت تہکن کا غلبہ ہوتا ہے نسیم سحری کے ٹہنڈے ٹہنڈے جہونکے آنکہہ بند کیے دیتے ہین) پہر نہین جگایا ہم کو کسی نے مگر آفتاب کی گرمی نے تو سب سے پہلے جو جاگے وہ فلان شخص تہے پہر فلان شخص تہے پہر فلان شخص ابو رجا (جو حدیث کے راوی ہین عمران بن ملحان) اونکا نام لیتے تہے لیکن عوف (جو ابو رجا سے راوی ہین) وہ بہول گئے ف اونکے نامون کو حفاظ نے کہا عوف کی متابعت کی سلم بن زریر نے اور مؤلف نے اون کی روایت کو علامات نبوت مین نکالا اوس مین یہ ہے کہ سب سے پہلے ابو بکر رض بیدار ہوئے اور احتمال ہے کہ اونکے بعد عمران بن حصین ہونگے جنہون نے یہ حدیث روایت کی اور انکے بعد وہ ہون جو عمران کے شریک ہین اس قصے کو روایت کرنے مین طبرانی نے عمرو بن امیہ سے نکالا کہ ذو مخبر نے کہا پہر نہین جگایا مجہکو مگر سورج کی گرمی نے مین اوسکے پاس آیا جو مجہہ سے قریب تہا مین نے اوسکو جگایا اور لوگون نے ایک دوسرے کو جگایا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے (فتح) ف پہر چوتہے شخص جو جاگے وہ عمر بن خطاب رض تہے اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سو رہتے تو جگائے نہ جاتے (یعنے کوئی آپ کو بیدار نہ کرتا) یہانتک کہ آپ خود ہی بیدار ہوتے کیونکہ ہم نہین جانتے تہے آپ کو خواب مین کونسی نئی بات معلوم ہوتی ہے (یعنے خواب مین آپ پر وحی آتی تو ہم ڈرتے کہین جگانے سے وحی مین خلل نہ پڑے) جب حضرت عمر رض جاگے اور اونہون نے لوگون کا حال دیکہا (کہ صبح کی نماز کا وقت جا رہا اور وہان پانی بہی نہین ہے) اور اونکی مزاج مین تیزی تہی ف یعنے سختی مسلم کی روایت مین ہے کہ وہ بلند آواز والے تہے باوجود اسکے حضرت عمر نے ادب کی راہ سے حضرت صلعم کو نہین جگایا اور تکبیر کہنا شروع کی کیونکہ اوس مین دو مصلحتین تہین اور تکبیر کو خاص کیا اسلیے کہ وہ اصل ہے دعا کی نماز مین (فتح) ف اونہون نے تکبیر کہی اور بلند آواز سے کہی

پہر وہ برابر تکبیر کہتے رہے بلند آواز سے یہانتک کہ اونکی آواز سے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے جب آپ بیدار ہوئے تو لوگون نے شکایت کی آپ سے جو حال اونکا ہوا یعنے سوجانا اور فجر کی نماز کا وقت گذر جانا) آپ نے فرمایا کچہہ ضرر نہین یا یون فرمایا کہ کچہہ ضرر نہین کریگا ف یہ شک عوف راوی نے کی جیسے بیہقی کی روایت مین اسکی تصریح ہے اور ابو نعیم نے مستخرج مین نکالا کہ کچہہ برا نہین اور کچہہ ضرر نہین اور اس سے مقصود تسلی دینا تہا صحابہ کو کیونکہ اونکو نماز کے قضا ہوجانیکا رنج تہا (فتح) ت کوچ کرو یہ سنکر صحابہ نے کوچ کیا ف اسجگہہ سے چلے حافظ نے کہا اسحدیث سے دلیل لی ہے اسپر کہ جو نماز قضا ہوجاوے پہر یاد آوے تو اوسکے پڑہنے مین دیر کرنا درست ہے اگر غفلت یا تحقیر کی راہ سے نہو اور مسلم نے اپنی روایت مین اس مقام سے کوچ کرنیکا یہ سبب بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اس منزل مین شیطان ہمارے پاس آگیا اور ابو داؤد نے ابن مسعود سے نکالا اوسمین یہ ہے کہ اوس جگہہ سے ہٹ جاؤ جہان تمکو غفلت ہوئی اور اس سے رد ہوتا ہے اسکا جسنے گمان کیا کہ علت دیر کرنے کی یہہ تہی کہ وہ وقت مکروہ تہا اور خود اسحدیث مین یہ موجود ہے کہ وہ جاگے نہین یہانتک کہ آفتاب کی حرارت اونکو پہونچی اور جب آفتاب پورا نکل آیا تو مکروہ وقت کہان رہا اور مسلم کی روایت مین ہے ابو ہریرہؓ سے کہ وہ نہ جاگے یہانتک کہ مارا اونکو سورج نے اور بعضون نے کہا کہ آپ نے نماز مین تاخیر کی اور کسی شغل کی وجہ سے یا دشمن کے ڈر سے یا وحی کی انتظار مین یا اسوجہ سے کہ وہ مقام غفلت کا تہا جیسے ابو داؤد کی روایت مین ہے یا اسوجہ سے کہ اور لوگ جو سوتے ہین وہ بہی جاگ اوٹہین اور جو سست ہو اوسکی سستی رفع ہوجاوے اور ابن وہب وغیرہ سے مذکور ہے کہ یہ تاخیر منسوخ ہے اس آیت سے أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ آیت مکہ مین اوتری اور یہ حدیث مدینہ کی ہے اب اسمقام مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ میری آنکھین سوتی ہین اور دل نہین سوتا اسحدیث سے اوسکے خلاف پایا جاتا ہے کیونکہ اگر دل آپ کا ہشیار ہوتا تو نماز قضا نہوتی تو نووی نے کہا اسکے دو جواب ہین ایک یہ کہ دل اندر کی باتون کا ادراک کرتا ہے نہ اون باتون کا جو آنکہہ سے معلوم ہوتی ہین جیسے فجر کا ہونا سورج کا نکلنا دوسرے یہ کہ آپ کا سونا دو طرح کا تہا ایک اوسیطرح کہ دل ہشیار رہے اور آنکھین سوجاوین اور یہ اکثر ہوتا اور دوسرا یہ کہ دل اور آنکھ دونو سوجاوین اور یہ نادر ہوتا اور صحیح پہلا جواب ہے اور قرطبی نے کہا کہ بعض علماء نے اسحدیث کے ظاہر سے یہ حکم دیا ہے کہ جہان پر سفر مین آدمی سوجاوے اور نماز قضا ہوجاوے تو اسجگہہ سے چلا ہوے

اور دوسرے مقام مین جاکر نماز ادا کرے اور بعضون نے کہا کہ یہ امر خاص تہا حضرت صلعم سے دوسرون کو کسی
مقام کی برائی یا بہلائی معلوم نہین ہو سکتی اور بعضون نے کہا جس مقام مین عبادت سے غفلت ہو وہان سے
سرک جانا مستحب ہے جیسے جمعہ کے دن خطبہ سنتے وقت کوئی اونگہے تو اسجگہ سے سرک جانا بہتر ہے (فتح مختصراً) تا
پہر آپ دور نہین گئے کہ اوترے اور وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز کے لیے اذان دی گئی پہر نماز پڑہی
لوگون کے ساتہہ جب نماز سے لوٹے تو ایک شخص کو دیکہا (اوسکا نام معلوم نہین ہوا شرح عمدہ مین ہے کہ
اوسکا نام خلاد بن رافع بن مالک انصاری تہا جو بہائی تہا رفاعہ کا ابن کلبی نے کہا خلاد بدر مین حاضر تہا اور
وہین شہید ہوا اس صورت مین وہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ بدر کی لڑائی اس قصہ سے پہلے ہو چکی تہی) جو لوگون
سے جدا تہا اور اوسنے لوگون کے ساتہہ نماز نہین پڑہی آپنے فرمایا اے فلانے تونے لوگون کے ساتہہ نماز
کیون نہین پڑہی اوسنے عرض کیا مجہے جنابت ہوئی اور پانی نہین ہے ف اسلیے مین نے نماز نہین پڑہی
اس سے بہی حنفیہ دلیل لے سکتے ہین کہ فاقد الطہورین نماز نہ پڑہے مگر یہہ ایک صحابی کی رائے تہی جسکا
نام بہی معلوم نہین ہوا حافظ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت صلعم کے سامنے جنب ہونا درست تہا اور یہہ بہی
نکلا کہ جماعت کے ترک پر انکار اور عیب کرنا چاہیے ت آپ نے فرمایا تو مٹی اختیار کر وہ کافی ہے تجہکو (مسلم
بن زریر کی روایت مین ہے آپ نے اوسکو حکم کیا مٹی سے تیمم کرنے کا اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) پہر
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے تو لوگون نے آپ سے شکایت کی پیاس کی آپ اوترے اور
فلان شخص کو (یعنے عمران بن حصین کو جیسے مسلم کی روایت مین ہے) پہر جلدی بہیجا تجہکو حضرت صلعم نے
چند سوارون مین جو آپ کے سامنے تہے پانی ڈہونڈہنے کے لیے) بلایا جسکا نام لیتے تہے ابو رجا لیکن
عوف بہول گئے اور حضرت علی رض کو بلایا اور فرمایا دونو جاؤ اور پانی ڈہونڈہو وہ دونون گئے اونکو
ایک عورت ملی دو پکہالون کے بیچ مین (مسلم کی روایت مین ہے یکایک ہم نے ایک عورت کو دیکہا جو
اپنے دونو پانو دونون لٹکائے تہی دو مشکون کے بیچ مین) یا دو مشکون کے بیچ مین پانی کے جو اونٹ پر
سوار تہی اون دونو شخصون نے (یعنے عمران اور علی رض نے) اوس سے کہا پانی کہان ہے وہ بولی پانی
کل مجہکو ملا تہا اسی وقت (یعنے اتنی دور ہے یہان سے) اور ہمارے لوگ غائب ہین (یعنے مرد
پانی لینے کو گئے ہین اور عورتون اور بچون کو چہوڑ گئے ہین) ان دونون نے اوس سے کہا تو چل وہ بولی کہان
چلون اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس وہ بولی اوسکے پاس جسکو لوگ صابی کہتے

ہین دنہون نے کہا وہی شخص جسکو تو سمجہی تو چل **ف** صابی کے معنے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنیوالا
کافر اور مشرک حضرت کو صابی کہتے اسوجہ سے کہ آپ نے مشرکون کے طریق اور اونکے مذہب کو باطل کر کے
اسلام کا دین جاری کیا تہا اور حضرت علی اور عمران نے جو کہا وہی شخص اس مین بڑا ادب ہے کیونکہ اگر یہ فرماتے ہہنیز
تو غرض فوت ہوتی اور جو یان کہتے تو صابی ہونیکا اقرار نکلتا اس لیے گول گول جواب دیا اور اسحدیث سے یہ
بھی نکلتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کر سکتے ہین جب کسی فتنہ کا ڈر نہو (فتح)
ت پھر وہ دونو اوس عورت کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آئے اور سارا قصہ آپ سے بیان کیا
عمران نے کہا پھر لوگون نے اُسکو کہا اونٹ پر سے اُترنے کو **ف** اور اُسکو اتار تیسیر القاری مین یہ ترجمہ
کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اسکو اونٹ پر سے اتار و اور یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ قال کی ضمیر عمران کیطرف پھرتی
ہے نہ حضرت کی طرف اور فاستنزلوہا صیغہ جمع غائب ماضی کا ہے نہ امر کا اور جو امر ہوتا تو انزلوہا ہوتا حافظ
نے کہا اس عورت کا پکڑنا اور اُسکا پانی لینا اسواسطے جائز ہوا کہ وہ کافر حربیہ تھی اور اگر ذمی ہو تو پیاس
ایسی سخت ضرورت ہے کہ اُسوقت دوسری کا پانی قیمت دیکر لے سکتا ہے اسکے سوا صحابہ نے حضرت کے حکم
پر عمل کیا اور حضرت نے اُس عورت پر ذرا بھی ظلم نہین کیا بلکہ اُس پر احسان کیا کہ اُسکو غلہ اور میوہ ملا اور اُسکا
پانی ذرا بھی کم نہ ہوا **ت** اور آپنے ایک برتن منگوایا اور اُس مین پانی ڈالا دونو مشکون کے مُنہ سے اور ڈانٹ
لگا دیا اُن کے موہنون پر اور اُنکے نیچے کی طرف کے مُنہ کھول دیے **ف** یعنی پہلے دونو مشکون کے اوپر کے مُنہ کھولے
اور کچھ تھوڑا سا پانی اُن مین سے برتن مین بہایا پھر وہ مُنہ بند کر دیے اور نیچے کیطرف سے دونو مشکون کے
منہ کھول دیے اب پانی خوب بہنے لگا طبرانی اور بیہقی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ پھر کلی کی آپنے
پانی مین اور اُسکو ڈال دیا مشکونکے مُنہ مین اور اس سے وجہ نکلتی ہے اوپر کے مُنہ پہلے کھولنے پھر اُنکے بند
کرنے کی اور ساری برکت جو پانی مین ہوئی وہ آپکی پاک اور مبارک تھوک کی تھی (فتح) **ت** اور منادی کی
گئی لوگون مین پانی پلاؤ (اپنے جانورون وغیرہ کو) اور پیو پھر پلایا جسنے پلایا اور پیا جسنے پیا (یعنے
بعضون نے اپنے جانور ونکو پلایا بعضون نے خود پیا ہر ایک نے اپنا مقصد پورا کیا) اور اخیر مین یہ ہوا کہ
آپنے ایک برتن پانی کا اُسکو دیا جسکو جنابت ہوئی تھی اور فرمایا جا اور یہ پانی اپنے اوپر ڈال (یعنی اس سے
غسل کر لے) اور پانی والی عورت کھڑی تھی اور دیکھ رہی تھی جو اُسکے پانی سے کر رہے تھے اور قسم خدا کی
پانی لینا موقوف کر دیا گیا اور ہمکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ مشکین زیادہ بھری ہوئی ہین اُسوقت سے جب

پانی لینا شروع کیا گیا تہا پہر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے لیے اکٹھا کرو (کہانا)
تو لوگون نے اکٹھا کیا اوسکے لیے کہجور اور آٹا اور ستو (جو جسکے پاس تہا وہ دیا) یہانتک کہ اوسکے لیے (بہت سا)
کہانا اکٹھا کیا (امام احمد کی روایت مین بہت کا لفظ آیا ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گیہون اور جوار کے سوا اور
کہانون کو بہی طعام کہتے ہین) پہر وہ سب کہانا ایک کپڑے مین لپیٹا اور اُس عورت کو اوسکے اونٹ پر سوار
کر دیا اور کہانیکا کپڑا اوسکے سامنے رکہدیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے فرمایا تو جانتی
ہے ہم نے تیرے پانی کو کچھ بھی کم نہین کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اوسی نے ہمکو پانی پلایا پہر وہ عورت اپنے گہر والون
مین گئی اور رو کی گئی تہی اونکے پاس جانے سے (یعنے اوسکو دیر لگ گئی تہی گہر پہنچنے مین) تو اوسکے گہر والون
نے کہا اے فلانی تو کہان رہگئی تہی اوسنے کہا ایک تعجب نے مجہے روک لیا تہا مجہے دو شخص ملے اور اُس شخص
کے پاس لے گئے جسکو صابی کہتے ہین اوس نے ایسا کیا ایسا کیا تو قسم خدا کی وہ ان سب لوگون سے زیادہ
جادوگر ہے جو اس کے اور اس کے بیچ ہین اور اشارہ کیا اوس نے بیچ کی اونگلی اور کلمے کی اونگلی سے تو اوٹہایا
ان دونو اونگلیون کو آسمان کیطرف اُسکا مطلب زمین اور آسمان سے تہا (یعنے زمین اور آسمان کے
درمیان جتنے لوگ رہتے ہین اون سب سے زیادہ جادوگر ہے) یا وہ بیشک اللہ کا رسول ہے (تو اوس عورت
کو شک ہوئی کہ پیغمبر ہین یا جادوگر) پہر مسلمانون کا یہ حال رہا اُسکے بعد کہ وہ اوس عورت کے گرد مشرکون کو
غارت کرتے تہے اور اُس جماعت کو غارت نہ کرتے جسمین سے وہ عورت تہی (یعنے اوسکا گانون چہوڑ دیتے
اور نہ لوٹتے اس خیال سے کہ اوسنے مسلمانون کو پانی دیا تہا اور حضرت صلعم نے اوسکے لیے غلہ جمع کرایا تہا)
ایک روز اُس عورت نے اپنی قوم سے کہا مین سمجہتی ہون یہ لوگ (یعنے مسلمان) تمکو قصداً چہوڑ دیتے
ہین (یہ نہین کہ تمکو نہین دیکہتے یا بہول جاتے ہین تو مسلمان اونکی رعایت کرتے تہے اس خیال سے کہ چند
روز مین شاید مسلمان ہو جاوین کیونکہ معجزہ حضرت صلعم کا اونکو پہنچ چکا تہا) تو تم چاہتے ہو مسلمان ہونا پہر
اوسکی قوم کے لوگون نے اوس عورت کا کہنا مان لیا اور مسلمان ہو گئے۔ امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا
صَبَا یعنے ایک دین سے دوسرے دین کیطرف نکل گیا اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران) نے کہا صابئین
ایک فرقہ ہے اہل کتاب مین سے جو زبور کو پڑہتے ہین ف روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم نے موصولاً
ابو العالیہ سے اور بعضون نے کہا صابئین منسوب ہین صابی بن متوشلخ کیطرف جو چچا تہے حضرت نوح
علیہ السلام کے اور ابن مردویہ نے باسناد حسن ابن عباس سے نکالا کہ صابئین کے پاس کوئی کتاب آسمانی نہین ہے

اور امام بخاری اس باب مین ابو العالیہ کا اثر اسلیے لائے کہ قرآن مین جو صابئین کا لفظ ہے وہان صابی سے
دوسرے معنے مراد ہے اور حدیث مین صابی سے دوسرے معنے مراد ہے یعنے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار
کرنے والا (فتح) اور اس حدیث کو مولف نے علامات نبوت مین اور مسلم نے صلوٰۃ مین نکالا بیضاوی نے
کہا صابئین ایک فرقہ ہے نصاریٰ اور مجوس کے بیچ مین اور بعضون نے کہا اونکا اصلی دین حضرت نوح ؑ کا دین تھا
اور بعضون نے کہا وہ فرشتون کو پوجتے ہین اور بعضون نے کہا ستارون کو (قسط) **باب** اِذَا خَافَ
الْجُنُبُ عَلٰى نَفْسِهِ الْمَرَضَ اَوِ الْمَوْتَ اَوْخَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ جب جنب کو بیمار ہوجانے یا مرجانے
کا ڈر ہو (اگر نہاوے) یا پیاسا ہونے کا (اگر پانی کم ہو) تو تیمم کرلیوے (پانی ہوتے ساتھ بھی) **ف** قسطلانی نے
کہا بیمار ہوجانے سے عام بیماری مراد ہے جس سے ہلاکت کا ڈر ہو یا نہ ہو جیسے بیماری زیادہ ہوجانے کا یا اوسکے
مانند مثلاً کسی عضو مین ایک کہلا عیب ہوجانیکا اور پیاس کا ڈر عام ہے شامل ہے اپنے یا اپنے رفیق یا اپنے جانور
کے پیاسے ہونے کو اگرچہ بالفعل یہ ڈر نہ ہو لیکن آئندہ ہووے (قسط) حافظ نے کہا اسمین فقہا کا اختلاف ہے
مگر جب پیاس کا ڈر ہو تو بالاتفاق تیمم جائز ہے شوکانی نے کہا جب ضرر کا ڈر ہو تو تیمم جائز ہے عترت اور مالک اور
ابو حنیفہ اور شافعی کے ایک قول مین اور احمد بن حنبل اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ تیمم جائز نہین ضرر کے ڈر سے
کیونکہ قرآن مین پانی نہ پانے کی شرط ہے اور وہ پانی پاتا ہے انتہے مین کہتا ہون اسیطرح تیمم جائز ہے جب پانی
کی قیمت اوسکے پاس نہ ہو اور بلا قیمت پانی نہ ملے یا قیمت اسقدر گران ہو کہ وہ دے نہ سکے وَيُذْكَرُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ
اَجْنَبَ فِىْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا فَذُكِرَ لِلنَّبِىِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ عمرو بن عاص (بن وائل بن ہاشم قرشی سہمی مصر کے
امیر جو اسلام لائے تھے مکہ کی فتح سے پہلے ۸ھ ہجری مین اور شرم کے مارے حضرت ؐ سے نگاہ نہین ملاتے تھے
اس کتاب مین ان سے تین حدیثین مروی ہین) جنب ہوئے سرد رات مین (غزوہ ذات السلاسل مین) تو
انہون نے تیمم کیا (اور نماز پڑہائی اپنے ساتھیون کو صبح کی) اور یہ آیت پڑھی مت قتل کرو اپنی جانون کو
بیشک اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہے پہر ذکر کیا گیا اسکا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ملامت نہ کی
ف اونکو تو معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی کے استعمال سے ہلاکت
کا ڈر ہو وہ تیمم کرلیوے خواہ یہ ڈر سردی کی وجہ سے ہو یا اور کسی وجہ سے اور یہ بھی نکلا کہ وضو کرنے والون
کی نماز تیمم کرنیوالے کے پیچھے درست ہے اور یہ بھی نکلا کہ حضرت ؐ کے زمانے مین اجتہاد جائز تھا اور اس حدیث کو ابوداؤد

اور حاکم نے نکالا یحییٰ بن ایوب سے اونہون نے یزید بن حبیب سے اونہون نے عمران بن ابی انس سے اونہون نے عبدالرحمن بن جبیر سے اونہون نے عمرو بن عاص سے اونہون نے کہا مجھے احتلام ہوا سردی کی رات مین غزوۂ ذات السلاسل مین تو مین ڈرا اگر غسل کرون تو ہلاک ہو جاؤن پھر مین نے تیمم کیا اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑہائی اونہون نے اسکا ذکر کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا اے عمرو تو نے نماز پڑہی اپنے ساتھیون کے ساتھ جنب رہ کر مین نے آپ سے بیان کیا وہ سبب جس سے مین غسل نہ کر سکا اور مین نے کہا مین نے سنا ہے اللہ فرماتا ہے مت قتل کرو اپنی جانون کو بیشک اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہے یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھہ نہ فرمایا اور روایت کیا اسکو ان دونون نے عمرو بن حارث کے طریق سے اونہون نے یزید بن ابی حبیب سے اوس مین ایک شخص ابو قیس مولیٰ عمرو بن عاص کا واسطہ ہے درمیان ابن جبیر اور عمرو کے اور اوسمین یہ ہے دہو یا میل جمنے کے مقامون کو جیسے بغلون اور چڈہ ران کو اور وضو کیا اور اس مین یہ نہین کہ تیمم کیا اور اسمین یہ ہے کہ عمرو نے کہا اگر مین غسل کرتا تو مرجاتا اور ابو داؤد نے ذکر کیا کہ اوزاعی نے اس قصے کو حسان بن عطیہ سے روایت کیا اور کہا کہ عمرو نے تیمم کیا انتہے اور عبدالرزاق نے اسکو روایت کیا دوسرے طریق سے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اور تیمم کا ذکر نہین کیا اور پہلی روایت مولف کی مراد کے زیادہ لائق ہے اور اسکا اسناد قوی ہے لیکن مولف اسکو تمریض کے صیغہ سے بیان یعنے یذکر سے کیونکہ اونہون نے مختصر کیا اوسکو اور اسکی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص نے یہ آیت اپنی یارون کو سنائی اور وہ جنب تھے حالانکہ ایسا نہین بلکہ انہون نے یہ آیت جب پڑہی جب حضرت صلعم پاس لوٹ کر آئے اور حضرت صلعم نے انکو امیر کیا تہا غزوۂ ذات السلاسل مین جیسے مغازی مین ذکر آویگا بیہقی نے کہا دونون روایتون مین جمع کرنا ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلے انہون نے وضو کیا ہوگا پہر تیمم کر لیا ہوگا باقی اعضا کیطرف سے انتہے مختصراً شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن حبان اور دارقطنی اور احمد نے بہی روایت کیا اور اس حدیث سے ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور ابن منذر نے دلیل لی کہ جس شخص نے سردی کی وجہ سے تیمم کیا اور نماز پڑہ لی تو اوسپر اعادہ واجب نہین کیونکہ حضرت صلعم نے عمرو بن عاص کو نماز کے اعادے کا حکم نہ دیا ابن رسلان نے کہا جو شخص پانی گرم کر سکتا ہو وہ سردی کی شدت مین تیمم نہ کرے بلکہ غسل کرے گرم پانی سے یا اسطرح سے کہ ضرر نہ کرے مثلاً ایک عضو کو دہووے پہر اوسکو ڈہانپ لیوے پہر دوسرا عضو دہووے اور جو غسل نہ کر سکے تو تیمم کر لیوے اور نماز پڑہ لے اکثر علما کا یہی قول ہے اور حسن اور عطا نے کہا کہ غسل کرے اگرچہ غسل کیوجہ سے مرجاوے اور ابن مسعود نے کہا اگر ہم لوگون کو تیمم کی رخصت دیوین تو قریب

کہ جب پانی اوسکو سرد معلوم ہو تو تیمم کرنے لگین اس سے یہ نکلتا ہے کہ سردی کی شدت مین تیمم جائز نہین اور ابوداود اور دارقطنی نے اور ابن ماجہ اور ابن سکن نے جابر رض سے روایت کیا ہم ایک سفر مین نکلے تو ہم مین سے ایک شخص کو پتھر لگا اوسکے سر مین زخم کر دیا پھر اوسکو احتلام ہوا اوسنے اپنے ساتھیون سے پوچھا تم میرے لیے تیمم کرنے کی رخصت پاتے ہو انہون نے کہا ہم تیرے لیے رخصت نہین پاتے اور تو قادر ہے پانی پر پھر اوسنے غسل کیا اور مر گیا جب ہم حضرت صلعم کے پاس آئے آپ کو اوسکی خبر دی گئی آپ نے فرمایا مار ڈالا لوگون نے اوسکو اللہ اونکو مارے اگر نہین جانتے تھے تو پوچھا کیون نہین کیونکہ حیران شخص کا علاج پوچھنا ہے (یعنے جسکو مسئلہ معلوم نہو اسکی دوا یہی ہے کہ عالم سے پوچھے) اوسکو کافی تھا تیمم کرنا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لینا پھر اوسپر مسح کرنا اور باقی بدن دھو ڈالنا ابن السکن نے اسکو صحیح کیا اور متفرد ہوا اوسکے ساتھ زبیر بن خریق وہ قوی نہین ہے یہ دارقطنی نے کہا اور مخالفت کی اسکی اوزاعی نے تو روایت کیا اوسکو عطار سے انہون نے ابن عباس سے اور یہی ٹھیک ہے حافظ نے کہا ابوداود نے اسکو نکالا اوزاعی سے انہون نے کہا مجھکو پہونچا عطا سے انہون نے سنا ابن عباس سے اور دارقطنی نے کہا کہ اختلاف ہوا اوس مین اوزاعی پر اور صواب یہ ہے کہ اوزاعی نے اسکی آخر کو مرسل کیا عطار سے اور ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا کہ اوزاعی نے اسکو نہین سنا عطار سے بلکہ اسمعیل بن مسلم سے انہون نے عطار سے اور ابن سکن نے ابن ابی داؤد سے نقل کیا کہ زبیر بن خریق کی حدیث اوزاعی کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ولید بن عبید سے اونہون نے اپنے چچا عطا ابن ابی رباح سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعًا اور ولید بن عبید کو دارقطنی نے ضعیف کیا اور قوی کہا اسکو اوس نے جس نے اسحدیث کو صحیح کہا شوکانی نے کہا اسحدیث سے یہی نکلتا ہے کہ پٹی پر مسح کرنا واجب ہے اور اسکی مثل ہے حدیث حضرت علی رض کی مجھے حکم دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پٹیون پر مسح کرنیکا اور اتفاق کیا حدیث کے حافظون نے اسکے ضعف پر اور موید باللہ اور ہادی کے ایک قول مین اور ابوحنیفہ اور ساتون فقیہون کے اور شافعی کے مذہب مین پٹی پر مسح واجب ہے بشرطیکہ طہارت پر باندھی جاوے اور جو بدن تندرست ہو اوس پر پٹی نہو مگر جسقدر ضرورت سے ڈھنپ جاوے اور یہ مسح پانی سے چاہیے نہ مٹی سے اور ابوالعباس اور ابوطالب اور ہادی کا ایک قول اور ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ پٹی پر مسح نکرے نہ پٹی کھولے بلکہ اسکا دھونا معاف ہے وہ کہتے ہین کہ جابر اور علی کی حدیثون مین گفتگو ہے حالانکہ جابر کی حدیث کئی طریقون سے مروی ہے تو وہ حجت لینے کے لائق ہے اور قوی کیا اسکو حضرت علی کی حدیث نے

البتہ جابر کی حدیث سے غسل اور مسح اور تیمم تینوں میں جمع کرنا نکلتا ہے انتہے کلام الشوکانی رح زیلعی نے کہا کہ عمرو بن عاص کی حدیث کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور اسمین ایک طویل گفتگو ہے جسکو ہم نے کشاف کی تخریج مین بیان کیا ہے اور ابن عمر کی روایت مین یہ ہے کہ اونکو احتلام ہوا تو انہون نے بدل جسم کے مقامون کو دہویا اور وضو کیا نماز کا سا پہر نماز پڑہائی اونکو اخیر حدیث تک روایت کیا اسکو حاکم اور بیہقی نے اور حاکم نے کہا یہ بہی بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور میرے نزدیک بخاری ور مسلم نے اسکو اسلیے نہ نکالا کہ پہلی روایت کے خلاف ہے حالانکہ قصہ ایک ہی ہے تو علت ہو گئی لیکن تیمم کی روایت وضو کی روایت کو معلول نہین کر سکتی کیونکہ مصر والے اپنے ملک کی حدیث کو بصرے والون سے زیادہ پہچانتے ہین اور مطلب ان کا یہ ہے کہ وضو کی روایت کو مصری لوگون نے روایت کیا ہے اور تیمم کو بصرے والے نے مصری سے بیہقی نے کہا احتمال ہے کہ تیمم اور وضو دونو کیے ہون تو جہانتک ممکن ہوا غسل کیا اور وضو کیا پہر باقی کے لیے تیمم کیا نووی نے خلاصہ مین کہا بیہقی نے جو کہا وہی متعین ہے اور حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے یا صحیح ہے انتہے **حدثنا** بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ لَا تُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِي هَذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هَكَذَا يَعْنِي تَيَمَّمَ وَصَلَّى قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ **ترجمہ** ابو موسے اشعری رض نے عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا جب تمکو پانی نہ ملے اور تم جنب ہو تو تم نماز نہ پڑہو گے عبد اللہ نے کہا ہان اگر مین ایک مہینے تک پانی نہ پاؤن تو نماز نہ پڑہون گا اسمعیلی اگر مین رخصت دون اسمین لوگون کو تیمم کرنے کی (یعنے جنابت مین) تو ان مین سے جب کسی کو سردی لگے گی وہ ایسا کریگا یعنے تیمم کر کے نماز پڑہ لیگا ابو موسے نے کہا مینے کہا پہر عمار کا قول کہان گیا جو انہون نے حضرت عمر سے کہا تہا کہ حضرت صلعم نے اونکو جنابت مین تیمم کرنے کی اجازت دی) عبد اللہ نے کہا مینے عمر کو نہین دیکہا عمار کے قول پر انہون نے قناعت کی ہو **ف** حالانکہ عمار معتبر صحابی تہے اور انکی روایت سچ ہے مگر حضرت عمر نے اون کی اس روایت پر اسلیے قناعت نہ کی کہ وہ بہی عمار کے ساتہ اس سفر مین موجود تہے اور عمار نے جو قصہ بیان کیا وہ اونکو یاد نہ آیا اسلیے انہون نے اس روایت مین شک کیا اور جنب کو تیمم کرنے کی اجازت نہ دی عبد اللہ بن مسعود بہی اس مسئلہ مین حضرت عمر کے موافق تہے اور بعض کہتے ہین کہ عبد اللہ نے بعد کو اس سے رجوع کیا اب اس مسئلہ سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے کہ حضرت عمر اور ابن مسعود دونو جلیل القدر صحابہ نے

مگر جب انہوں نے عمار کیحدیث کے خلاف فتویٰ دیا اور عمار نے حضرت رسولخدا سے حدیث نقل کی تو تمام ائمہ اور مجتہد نے حدیث پر عمل کیا اور عمر اور ابن مسعود دونوں کا قول چھوڑ دیا پس جب حدیث کے خلاف حضرت عمر کا قول جو خلفاء راشدین میں سے ہیں اور اونکی پیروی کا حکم ہے مقبول نہ ہو تو اور بیچارے مجتہد یا عالم یا درویش کس شمار اور قطار میں اونکے جتنے قول قرآن اور حدیث کے خلاف ہوں وہ پھینک دینے اور رد کرنے کے لائق ہیں **حدثنا** عمر بن حفص قال حدثنا ابی حدثنا الاعمش قال سمعت شقیق بن سلمۃ قال کنت عند عبد اللہ وابی موسی فقال لہ ابو موسی ارأیت یا ابا عبد الرحمن اذا اجنب فلم یجد ماء کیف یصنع فقال عبد اللہ لا یصلی حتی یجد الماء فقال ابو موسی فکیف تصنع بقول عمار حین قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکفیک قال الم تر عمر لم یقنع بذلک فقال ابو موسی فدعنا من قول عمار کیف تصنع بہذہ الآیۃ فما دری عبد اللہ ما یقول فقال انا لو رخصنا لہم فی ہذا لاوشک اذا برد علی احدہم الماء ان یدعہ ویتیمم فقلت لشقیق فانما کرہ عبد اللہ لہذا قال نعم **ترجمہ** شقیق بن سلمہ رض سے روایت ہے میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسی اشعری رض کے پاس تہا تو ابو موسے نے کہا اے ابو عبد الرحمن جب کوئی شخص جنب ہو اور پانی نہ پاوے تو کیا کرے عبد اللہ نے کہا نماز نہ پڑھے یہانتک کہ پانی پاوے ابو موسیٰ نے کہا تم کیا جواب دوگے عمار کے قول کا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا تم کو کافی تہا اسطرح تیمم کر لینا جیسے آگے آویگا) عبد اللہ نے کہا تم نے نہیں دیکھا حضرت عمر رض نے عمار کے قول پر قناعت نہیں کی ابو موسے نے کہا اچھا عمار کا قول جانے دو تم آیت کا کیا جواب دیتے ہو (جو سورۂ مائدہ میں ہے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ کیونکہ لمس سے جماع مراد ہے تو آیت سے تیمم کا جواز ثابت ہے جنب کیلیے) پہر عبد اللہ کو جواب نہ بنا تو کہنے لگے اگر ہم انہیں لوگوں کو تیمم کی اجازت دیں تو قریب ہے کہ جب ان میں سے کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہو تو وہ پانی کو چھوڑ دے گا اور تیمم کر لیگا اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو عبد اللہ نے جنب کو تیمم کرنا اسلیے مکروہ جانا (یعنے اس خیال سے کہیں لوگ سردی میں تیمم نہ کرنے لگیں) شقیق نے کہا ہاں **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مناظرہ میں ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری عمدہ اور کہلی دلیل اختیار کر سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ جنب کو تیمم درست ہے لیکن عمر اور ابن مسعود اس کے خلاف میں تہے اور یہ بھی نکلا کہ ابو موسے کی دلیل قوی تہی جب تو عبد اللہ بن مسعود کو جواب بن نہیں آیا اور آگے اسکا ذکر آوے گا (فتح) مترجم کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود ابو موسے کا جواب یوں دے سکتے تہے کہ آیت میں لمس سے چہونا مراد ہے جو

ناقض وضو ہے نہ موجب غسل اور ابن مسعود کا یہی مذہب تہا کہ لمس عورت ناقض وضو ہے چنانچہ امام مالک وغیرہ نے
اون سے ایسا ہی نقل کیا ہے اس صورت مین جواب دینے کا سبب معلوم نہین ہوتا بعضون نے کہا شاید اونکے
نزدیک یہی اس آیت مین لمس سے جماع مراد ہوگا اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب آیت سے جنب کے لیے
تیمم کا جواز ثابت ہو تو عبداللہ بن مسعود اوسکے خلاف کیونکر فتوے دیتے تہے بالجملہ یہ مقام اشکال سے خالی
نہین ہے **باب** التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ تیمم مین ایک بار ہاتھ مارنا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَ
اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ
فَقَالَ لَهٗ اَبُوْمُوْسٰى لَوْ اَنَّ رَجُلًا اَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا اَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ فَكَيْفَ
تَصْنَعُوْنَ فِيْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ
لَهُمْ فِيْ هٰذَا لَاَوْشَكُوْا اِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ اَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيْدَ قُلْتُ وَاِنَّمَا كَرِهْتُمْ هٰذَا
لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ فَذَكَرْتُ
ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا فَضَرَبَ بِكَفِّهٖ
ضَرْبَةً عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهٖ بِشِمَالِهٖ اَوْ ظَهْرَ شِمَالِهٖ بِكَفِّهٖ ثُمَّ مَسَحَ
بِهَا وَجْهَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ
قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ اَنَا وَاَنْتَ فَاَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيْدِ فَاَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً **ترجمہ**
شقیق بن سلمہ سے روایت ہے مین عبداللہ بن مسعود اور ابوموسی اشعری رضہ کے پاس بیٹہا تہا ابوموسے نے عبداللہ
سے کہا تم کہتے ہو اگر ایک شخص جنب ہو پہر ایک مہینہ تک پانی نہ پاوے تو تیمم نہ کرے اور نماز نہ پڑہے **ف** یہہ
اصیلی اور کریمہ کی روایت ہے اور اکثر نسخون مین اما کان تیمم ویصلی ہے اور مسلم کی روایت مین یون ہے کیونکر کرے
نماز کو عبداللہ نے کہا تیمم نہ کرے اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ پاوے اور ایسا ہی ہے ابوداؤد کی روایت
مین کہا پہر ابوموسے نے کہا پہر تم کیا کرتے ہو اس آیت مین **ت** تو تم کیا کرتے ہو یعنے کیا معنے کرتے ہو
کیا جواب دیتے ہو سورہ مائدہ مین فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا **ف** اسکے اول یون ہے

اَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ یعنے چھوؤ یا صحبت کرو تم عورتون سے تو تم تیمم کرو پاک مٹی پر اس آیت سے صاف نکلتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہے اور سورہ نسا مین بہی یہ آیت موجود ہے مگر سورہ مائدہ کی آیت اس مطلب مین زیادہ صاف ہے کیونکہ اُس سے پہلے وضو کا ذکر ہو چکا ہے اور اسی لیے ابو موسے نے سورہ مائدہ کا حوالہ دیا خطابی وغیرہ نے کہا اسمین دلیل ہے کہ عبد اللہ بن مسعود لمس کے معنے جماع کہتے تہے ورنہ ابو موسے کا جواب دیتے اسطرح سے کہ آیت مین جنابت مراد نہین بلکہ حدث صغر یعنے عورت کو ہاتہہ لگانا مراد ہے جو مساس ہو جماع سے کم اس صورت مین تیمم وضو کا بدل ہوا اور وضو کے بدل ہونے سے غسل کا بدل ہونا ضرور نہین (فتح) ت عبد اللہ نے کہا اگر ادن کو اِس تیمم کی اجازت دیجاوی تو قریب ہے کہ جب اونکو پانی ٹہنڈا معلوم ہو تو وے تیمم کر لین مٹی سے شقیق نے کہا (اعمش سے) مین نے کہا تم نے اسی لیے جنب کی تیمم کے مکروہ کو جانا اونہون نے کہا ہان پہر ابو موسی نے کہا کیا تم نے عمار (بن یاسر) کا قول نہین سنا اونہون نے حضرت عمر سے کہا مجھکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لیے بہیجا مین جنب ہوا پہر پانی نہ پایا تو مٹی مین اسطرح لوٹا جیسے جانور لوٹتا ہے پہر مین نے اسکا ذکر کیا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تجھکو کافی تہا اسطرح کرنا پہر مارا آپ نے اپنی ہتھیلی سے (اصیلی کی روایت مین دونو ہتھیلیون سے ہی) ایک بار زمین پر پہر پہونکا اُسکو (غبار کم کرنے کے لیے) پہر داہنی ہتھیلی کی پشت پر مسح کیا بائین ہاتہہ سے (یعنے بائین ہتھیلی کو داہنی ہتھیلی کی پشت پر پہیرا) یا بائین ہتھیلی کی پشت پر مسح کیا داہنی ہتھیلی سے ف حافظ نے کہا تمام روایتون مین یون ہی ہے شک کے ساتہہ اور ابو داؤد کی روایت مین ابو معاویہ کے طریق سے یہ ہے پہر مارا بائین ہاتہہ کو داہنے پر اور داہنے کو بائین پر پہر مسح کیا اپنے مونہہ پر اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابو موسے نے پہلی آیت سے دلیل لی پہر عمار کی حدیث سے اور حفص کی روایت جو اوپر گذری اُسمین اسکا اُلٹا ہے اور وہی راجح ہے ت پہر مسح کیا اوس سے اپنے مونہہ پر ف اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم مین ایک بار مارنا کافی ہے اور ابن منذر نے کہا کہ جمہور علما کا یہی قول ہے اور اسی کو اختیار کیا اور یہ بہی نکلا کہ تیمم مین ترتیب شرط نہین ہے اور اسمعیلی کی روایت مین یون ہے تجھکو کافی تہا دونو ہاتہہ زمین پر مارنا پہر اون کو پہونک دینا پہر مسح کرنا داہنے ہاتہہ سے بائین پر اور بائین سے داہنے پر پہر مسح کرنا اپنے مونہہ پر اور مسلم کی روایت مین یون ہے پہر مسح کیا بائین ہاتہہ کا داہنے سے اور دونو ہتھیلیون کی پشت کا اور مونہہ کا (فتح ملخصًا) ت عبد اللہ نے کہا تم نے نہین دیکہا حضرت عمر رض نے عمار کے قول پر قناعت نہین کی ف کیونکہ عمار نے یہ بیان کیا عمر رض سے

کہ تم بہی میرے ساتہ تہے اور اس قصے مین حاضر تہے اور اونکو یہ قصہ بالکل یاد نہ آیا اسیواسطے حضرت عمر نے کہا عمار سے جیسے مسلم کی روایت مین ہے اے عمار خدا سے ڈر عمار نے کہا اگر تم چاہو تو مین یہ حدیث بیان نہین کرونگا عمر رضہ نے کہا ہم تیرا کام تجہی پر ڈالتے ہین نووی نے کہا مطلب حضرت عمر کا یہ تہا خدا سے ڈر یعنے اپنی روایت مین احتیاط اور غور کر شاید تو بہول گیا ہو یا تجہے شبہہ ہو گیا ہو کیونکہ مین بہی تیرے ساتہ تہا پر مجہے یہ قصہ بالکل یاد نہین اور عمار کا یہ مطلب تہا کہ اگر مصلحت اسی مین ہی کہ یہ حدیث بیان نہ کیجاوے تو مین اور کسی سے بیان نہ کرونگا کیونکہ مین نے تمکو حدیث سنادی حضرت عمر نے پہر جو کہا تیرا کام تجہی پر ڈالین گے اوسکا مطلب یہ ہی کہ مجہکو یاد نہ ہونے سے یہ ضرور نہین کہ حدیث ناحق ہو تو مین تجہکو کیونکر منع کرسکتا ہون اوسکے بیان کرنے سے حافظ نے کہا عمر کو تو یہ حدیث قبول نہ کرنے مین یہ عذر تہا لیکن ابن مسعود رضہ کو عمار کیحدیث قبول نہ کرنیکے لیے کوئی وجہ نہ تہی اور اسیواسطے ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ اونہون نے رجوع کیا اپنے مذہب سے اور اوسکا اسناد منقطع ہے انتہی ت یعلے بن عبید کوفی نے اس روایت مین زیادہ کیا (اسکو وصل کیا امام احمد نے مسند مین) اعمش سے اونہون نے شقیق سے اونہون نے کہا مین عبد اللہ اور ابو موسے کی ساتہ تہا تو ابو موسے نے کہا تم نے عمار کا قول نہین سنا حضرت عمر سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو اور تمکو بہیجا تو مین جنب ہوا پہر لوٹا مٹی مین بعد اوسکے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجہکو کافی تہا اسطرح اور مسح کیا اپنے موںہہ اور دونو پہونچون پر ایک بار یا ایک ضربہ سے ف قسطلانی نے کہا اسحدیث سے کئی باتین نکلتی ہین ایک تو تیمم مین ایک بار کافی ہونا دوسرے کفین کا مسح منہ سے پہلے کرنا تیسرے ایک کف کی پشت پر مسح کرنا چوتہے باہون کا مسح کرنا پانچوین اوس مٹی کا منہ کے لیے استعمال کرنا جس سے کف پر مسح کر چکے ہین اور رافعی اور امام احمد کا مذہب وہی ہے جو اسحدیث سے ثابت ہی اور نووی نے کہا کہ زیادہ صحیح منصوص دوبار مارنا ہے حافظ نے کہا مراد نووی کی یہ ہے کہ شافعیہ کے مذہب مین صحیح دوبار مارنا ہے اور یہ غرض نہین کہ دلیل کے رو سے دوبار مارنا زیادہ صحیح ہے قسطلانی نے کہا حنفیہ کے نزدیک تیمم مین ترتیب ضرور نہین ہے جیسے اسحدیث سے نکلتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک ترتیب واجب ہے انتہی مختصرا منتقے مین ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے عمار بن یاسر سے نکالا کہ حضرت صلعم نے تیمم کے باب مین فرمایا وہ ایک بار ہی منہ اور دونو ہاتہون کے لیے اور ایک لفظ مین یہ ہے کہ حضرت صلعم نے اونکو حکم دیا تیمم کرنیکا موںہہ اور دونو ہتہیلیون کے لیے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے شوکانی نے کہا ابن عبد البر نے کہا اکثر حدیثین

(تیمم کیلئے ضرب واحدہ یا ضربتین وارد ہین)

عمار سے ایک ضرب مروی ہے اور دو ضربوں کی روایتیں سب مضطرب ہیں اور امام بیہقی نے اوسکی تمام طریقوں کو
اچھی طرح جمع کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں روایت کیا کہ حضرت صلعم نے عمار سے فرمایا کافی ہے تجھکو
ایک بار مونہہ کے لیے اور ایک بار دونوں پہونچوں کے لیے اور اسکی اسناد میں ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی ضعیف ہے اگرچہ
امام شافعی نے اس سے حجت لی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم میں ایک ہی مار ہے مونہہ اور دونو پہونچوں کے لیے
اور یہی قول ہے عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور امام احمد بن حنبل اور اسحق اور صادق اور امامیہ اور اکثر اہلحدیث کا اور مالکی
اور ناصر اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور امام یحیی اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور فقہا کا یہ قول ہے کہ دو ماریں واجب
ہیں ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونو ہاتھوں کے لیے اور ابن المسیب اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ تین ماریں
واجب ہیں ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونوں پہونچوں کے لیے اور تیسری دونو بانہوں کے لیے زیلعی نے
تخریج میں کہا کہ پہلے مذہب والوں کی دلیل عمار کی حدیث ہے جسکو نکالا چہوں عالموں نے اوسمیں یہ ہے کہ
تجھکو کافی تہا دونو ہاتھ زمین پر مارنا پہر پہونکنا پہر مسح کرنا اون سے اپنے مونہہ اور دونو پہونچوں پر اور بخاری اور
مسلم نے نکالا اعمش سے اُنہوں نے شقیق سے جو روایت اوپر گذری اور امام احمد نے مسند میں نکالا سعید بن عبد الرحمن
بن ابزی سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے عمار بن یاسر سے کہ حضرت صلعم فرماتے تہے تیمم میں دو ایک مار
ہے مُنہ اور دونوں پہونچوں کے لیے اور دوسرے مذہب والوں نے دلیل لی ابن عمر کی حدیث سے جو نکالی حاکم
نے مستدرک میں اور دارقطنی نے سنن میں اور بیہقی نے علی بن ظبیان سے اُنہوں نے عبید اللہ بن عمر سے
اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو ماریں ہیں ایک بار
مُنہ کے لیے اور ایک بار دونوں ہاتہوں کے لیے دونو کہنیوں تک سکوت کیا اس حدیث سے حاکم نے اور کہا میں
نہیں جانتا اسکو کسی نے مسند کیا ہو عبید اللہ سے سوا علی بن ظبیان کے اور وہ سچا ہے اور وقف کیا اسکو یحیی
بن سعید اور ہشیم اور مالک نے نافع سے اور دارقطنی نے کہا کہ رفع کیا اسکو علی بن ظبیان نے اور وقف کیا اسکو
یحیی القطان اور ہشیم وغیرہ نے اور وہی صواب ہے پہر نکالا ان دونوں کی حدیثوں کو اور بعضوں نے اس حدیث کو
ضعیف کیا علی بن ظبیان سے امام میں ہے کہ ابن نمیر نے کہا وہ خطا کرتا ہے اپنی سب حدیثوں میں اور یحیی
بن سعید اور ابو داؤد نے کہا وہ کچہہ نہیں اور نسائی اور ابو حاتم نے کہا وہ متروک ہے اور ابو زرعہ نے کہا واہی
الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا اسکی حدیث سے حجت لینا ساقط ہے اور نکالا اس حدیث کو ابن عدی نے اور کہا
کہ رفع کیا اسکو علی بن ظبیان نے لیکن ثقہ شخصوں نے جیسے سفیان ثوری اور یحیی القطان ہیں اُنہوں نے

وقف کیا اسکو اور ضعیف کیا علی بن ظبیان کو نسائی اور ابن معین اور اونکے سوا قتیبین سے زیلعی نے کہا اسکا اور
ایک طریق ہے اُسکو نکالا حاکم اور دار قطنی نے سلیمان بن ابی داؤد خرانی سے اونسنے سالم اور نافع اونسے ابن
عمر سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسکی جو گذرا اور ایک اور طریق ہے اسکو بہی نکالا حاکم
اور دارقطنی نے سلیمان بن ارقم سے اونسے زہری سے اونسنے سالم سے لیکن دارقطنی نے کہا کہ سلیمان بن ابی داؤد
اور سلیمان بن ارقم دونو ضعیف ہین اور حاکم نے کہا کہ یہ دونو اس کتاب کی شرط کے موافق نہین ہین لیکن ہم
نے انکی روایتون کو شواہد مین ذکر کیا انتہے حافظ نے کہا علی بن ظبیان ضعیف ہے اسکو ضعیف کیا قطان
اور ابن معین نے اور مروی ہے ابن عمر سے مرفوعًا کہ ہم نے تیمم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تو مارا ہم نے اپنے ہاتھون کو پاک مٹی پر پہر جہاڑا (پہونکا) ہم نے اپنے ہاتہون کو پہر مسح کیا ہمنے اونسے اپنے
مونہون کو پہر دوسری بار مارے اور مسح کیا ہمنے کہنیون سے لیکر ہتھیلی تک اور اسکی اسناد مین سلیمان
بن ارقم متروک ہے اور ابن عمر سے یہ حدیث دوسرے طریق سے مروی ہوئی مانند روایت ابو ظبیان کے
اور ابو زرعہ نے کہا وہ حدیث باطل ہے اور دلیل الی جابر کیحدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مستدرک مین اور
دارقطنی نے سنن مین عثمان بن محمد انماطی سے اُنہون نے حرمی بن عمارہ سے اُنہون عزرہ بن ثابت سے
اُنہون نے ابو الزبیر سے اُنہون نے جابر سے اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا
تیمم ایکبار ہے مونہہ کے لیے اور ایکبار ہے دونو ہاتہون کے لیے دونو کہنیون تک حاکم نے کہا صحیح الاسناد
ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے دارقطنی نے کہا اسکے سب راوی ثقہ ہین ابن جوزی نے تحقیق مین
کہا کہ عثمان بن محمد انماطی مین لوگون نے کلام کیا ہے اور صاحب تنقیح نے کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی
متابعت سے کہ یہ کلام ابن جوزی کا قبول نہ کیا جاویگا کیونکہ اُنہون نے بیان نہین کیا کسنے کلام عثمان مین اور روایت
کی عثمان سے ابوداؤد اور ابو بکر بن ابی عاصم وغیرہ نے اور ابن ابی حاتم نے اوسکو اپنی کتاب مین ذکر کیا اور
کوئی جرح اوسمین بیان نہین کیا شوکانی نے کہا ابن جوزی نے کہا کہ عثمان بن محمد مین کلام کیا گیا ہے
حافظ نے کہا ابن جوزی نے خطا کی ابن دقیق العید نے کہا اوسمین کسی نے کلام نہین کیا البتہ اوسکی روایت
شاذ ہے دارقطنی نے کہا اوسکے راوی سب ثقہ ہین لیکن صواب اوسکا موقوف ہونا ہے مترجم کہتا ہے
امام ذہبی نے عثمان بن محمد انماطی کو ذکر کیا میزان مین اور یہ کہا کہ اوسمین کلام کیا گیا ہے لیکن بیان نہین کیا
کہ کسنے کلام کیا اوس مین اور شاید اُنہون نے متابعت کی ابن جوزی کی اس باب مین اور دلیل الی حضرت

عائشہ کی حدیث سے نکالا اوسکو بزار اور ابن عدی نے حریش بن خریت سے انہون نے ابن ابی ملیکہ سے انہون نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت نے فرمایا تیمم مین وہ دو مارین ہین ایک مار مونہہ کے لیے اور ایک مار دونو ہاتھون کے لیے دونو کہنیون تک بزار نے کہا ہم نہین جانتے اس حدیث کو حضرت عائشہ سے مگر اسی طریق سے اور حریش ایک شخص ہے بصیر بکار رہنے والا بہائی زبیر بن خریت کا اور ابن عدی نے کہا محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا کہ حریش بن خریت مین اعتراض ہے اور مین اوسکا حال نہین پہچانتا اور اوسکی حدیث کا اعتبار نہین کرتا اور دلیل لی ابن عمر کی حدیث سے جو طحاوی اور ابو داؤد نے نکالی محمد بن ثابت عبدی سے اوسنے نافع سے انہون نے کہا مین ابن عمر کے ساتھ گیا ایک کام کے لیے ابن عباس کے پاس تو ابن عمر نے اپنی حاجت پوری کی اور اوس دن انہون نے یہ حدیث بیان کی کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گذرا ایک گلی مین گلیون مین سے آپ اوس وقت پائخانے یا پیشاب سے نکلے تھے اوسنے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ جب وہ شخص غائب ہونے لگا تو آپ نے اپنے دونو ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے مُنہ پر مسح کیا پھر دوسری بار مارے تو مسح کیا اپنے دونو ہاتھون پر پھر اوس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے نہین روکا سلام کا جواب دینے سے مگر اسنے کہ مین طہارت سے نہ تھا شیخ تقی الدین نے امام مین کہا یہ روایت رد کی گئی محمد بن ثابت مین کلام کی وجہ سے یحیےٰ بن معین نے کہا کچھہ نہین اور ابو حاتم نے کہا وہ معتبر نہین اور بخاری نے کہا اوسکا خلاف کیا گیا نافع کی روایت مین ابن عمر سے تیمم کے باب مین اور مخالفت کی اوسکی ایوب اور عبید اللہ وغیرہ نے انہون نے نافع سے ابن عمر سے اونکا فعل نقل کیا ہے اور نسائی نے کہا محمد بن ثابت نافع سے روایت کرتا ہے وہ قوی نہین ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اوسکے اکثر حدیثون پر متابعت نہین ہوئی اور بیہقی نے قوی کیا اس روایت کو اور کہا کہ اور لوگون نے جو ابن عمر سے اسکو موقوفاً روایت کیا وہ صرف تیمم کی روایت ہے لیکن یہ قصہ تو مشہور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو الجہم بن حارث بن صمہ کی روایت سے اور اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ منکر دونو ہاتھون کا مسح ہے کہنیون تک مرفوعاً یہ اصل قصہ جو ابو جہم سے مروی ہے اور ابو جہم کی حدیث مین کہنیون تک مسح کرنیکا ذکر نہین ہے اور امام بیہقی نے کتاب المعرفة مین کہا کہ امام بخاری نے انکار کیا محمد بن ثابت پر اس حدیث کے رفع کرنے مین حالانکہ اوسکا رفع منکر نہین ہے کیونکہ روایت کیا اسکو ضحاک بن عثمان نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے مرفوعاً مگر اوس مین تیمم کا ذکر نہین ہے اور روایت کیا اسکو یزید بن عبد اللہ بن اسامہ بن الہاد نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے پھر ذکر کیا پورا قصہ اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے مُنہ اور دونو ہاتھون پر اور محمد بن ثابت جس بات سے متفرد ہوا

اس حدیث میں وہ باہنون کا ذکر ہے لیکن ابن عمر سے تیمم کرنا منہ اور دونو باہنون کا ثابت ہے اور اونکا فتوے اس باب میں مشہور ہے اور اس سے محمد بن ثابت کی روایت کی صحت ہوتی ہے کیونکہ ابن عمر حضرت ص کے فعل کے خلاف کرنے والے نہیں تو معلوم ہوا کہ انہون نے حضرت ص سے ایسا ہی یاد رکھا اور محمد بن ثابت نے اوسکو یاد رکھا نافع سے لیکن قال الزیلعی باختصار شوکانی نے کہا یہ حدیث ابوداؤد کی ضعیف ہے اسکا مدار محمد بن ثابت پر ہے اور اسکو ضعیف کہا ابن معین اور ابو حاتم اور بخاری اور احمد نے ابو داؤد نے کہا متابعت نہیں کی محمد بن ثابت کی کسی نے لیکن اور دلیل لی جابر کی حدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مستدرک میں ابراہیم حربی کے طریق سے انہون نے ابونعیم سے انہون نے عزرہ بن ثابت سے انہون نے ابوالزبیر سے انہون نے جابر رض سے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور میں لوٹا مٹی میں جابر نے کہا اسطرح مارا اور مارا انہون نے اپنے دونو ہاتھون کو زمین پر پہر مسح کیا اپنے مونہہ پر پہر مارا دونو ہاتھون کو اور مسح کیا اونسے دونو کہنیون تک حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا اسکو امام طحاوی نے شرح الآثار میں فہد سے انہون نے ابونعیم سے اسی اسناد سے جو اوپر گذرا اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ جابر نے کہا کیا تو گدہا ہوگیا اور مارا اپنے دونو ہاتھونکو زمین پر پہر مسح کیا اوس سے اپنے مونہہ کا پہر مارا دونو ہاتھون کو زمین پر اور مسح کیا دونو ہاتھون سے دونو کہنیون تک اور کہا اسیطرح ہے تیمم اور دلیل لی اسلع کی حدیث سے جو نکالی طحاوی اور طبرانی اور دارقطنی اور بیہقی نے ربیع بن بدر سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے انہون نے اسلع تمیمی سے انہون نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تہا ایک سفر میں آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹہہ اور کجاوا کس ہمارے لیے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ کے بعد جنابت ہوگئی آپ خاموش ہورہے یہانتک کہ حضرت جبریل آپ کے پاس تیمم کی آیت لائے آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹہہ اور تیمم کر پاک مٹی پر دو ماروں سے ایک مار تو اپنے منہ کے لیے اور ایک مار اپنی دونو باہون کے لیے اوپر کیطرف اور اندر کیطرف کے لیے جب ہم پانی پر پہونچے تو آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹہہ اور غسل کر بیہقی کی روایت میں ہے کہ اسلع نے کہا حضرت نے مجھکو بتلایا کیونکر مسح کرون میں تو اپنے دونو ہپونچون کو زمین پر مارا اور اون کو اوٹہایا اپنے مونہہ کے لیے پہر دوسری بار ماری اور مسح کیا اپنی دونو باہون کا اندر اور اوپر کیطرف یہانتک کہ اپنے دونو ہاتہون سے دونو کہنیون کو چہوا طبرانی نے زیادہ کیا ربیع نے کہا میرے باپ نے مجھکو تیمم بتلایا جیسے اونکے باپ نے اونکو بتلایا تہا اسلع سے سنکر ایک بار مونہہ کے لیے اور ایک بار دونون ہاتہون کیلیے دونو کہنیون تک بیہقی نے کہا اسکی

اسنادمین ربیع بن بدر ضعیف ہی مگر وہ متفرد نہین ہوا اس حدیث کی شیخ نے امام مین کہا ربیع بن بدر مین ابو حاتم نے کہا کہ اُسکی حدیث مین مشغول ہونا نہ چاہیے اور نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ متروک ہی اور بیہقی نے جو کہا وہ متفرد نہین ہوا تو اس سی حجت پوری نہین ہوتی جب تک کہ معلوم نہ ہو کہ دوسرا شخص کون ہے اور وہ کیسا ہے اور دلیل لی ابن عباس کی حدیث سے جسکو بزار نے نکالا مسند مین محمد بن اسحق سے اُنہون نے زہری سے اُنہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اُنہون نے ابن عباس سے اُنہون نے عمار سے اُنہون نے کہا مین قوم مین تھا جب مٹی سے مسح کرنے کی رخصت اتری جسوقت پانی نہ ملے تو ہمکو حکم دیا گیا ہم نے ایک بار ماری مُنہ کے لیے پہر دوسری بار ماری دونو ہاتہون کے لیے دونو کہنیون تک بزار نے کہا اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا زہری سے اُنہون نے عبید اللہ سے اُنہون نے ابن عباس سے اُنہون نے عمار سے تو متابعت کی اُنہون نے محمد بن اسحق کی اور روایت کیا اسکو کئی شخصون نے زہری سے اُنہون نے عبید اللہ سے اُنہون نے عمار سے اور ابن عباس کا ذکر نہین کیا اور دلیل لی ابو جہیم کی روایت سی جو دارقطنی نے نکالی ابو عصمہ سے اوسنے موسی بن عقبہ سے اوسنے اعرج سے اوسنے ابو جہیم سے اُنہون نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے آئی پاخانہ یا پیشاب کرکے تو مین نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اور دیوار پر مارے اپنے ہاتھ سے ایک بار پہر مسح کیا اوس سے اپنے مونہہ پر پہر دوسری بار ماری تو مسح کیا اوس سے اپنی دونو ہاتہون پر دونو کہنیون تک پہر سلام کا جواب دیا زیلعی نے کہا یہ ابو عصمہ اگر نوح بن ابی مریم ہے تو وہ متروک ہی متہم کیتا ہے یہ حدیث صحیح بخاری مین مروی ہی اور اوپر گذری اوسمین ہاتہون کا مسح ہے اور ہاتہون کا لفظ نہین ہے اور نکالا اسکو طحاوی نے شرح الآثار مین امام بخاری کی سند سے اُسمین بہی ہاتہون کا ذکر ہے اور حافظ نے جو اس حدیث کی نسبت تحقیق کی وہ اوپر گذر چکی اور دلیل لی ابو ہریرہ کی حدیث سی جسکو بیہقی نے نکالا سنن مین مثنے بن صباح سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوسنے ابن المسیب سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ کچہہ لوگ جنگل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم ریتون مین رہتے ہین تین تین چار چار مہینون تک اور ہم مین کوئی جنب ہوتا ہے کوئی نفاس والی ہوتی ہے اور کوئی حائضہ اور پانی نہین پاتے آپ نے فرمایا لازم کرلو اپنے اوپر زمین کو پہر آپنے اپنا ہاتہہ زمین پر مارا مونہہ پر ملنے کے لیے اور ایک بار دوسری بار ماری اور اوس سے مسح کیا اپنے دونو ہاتہون کو دونون کہنیون تک زیلعی نے کہا اسکو نکالا امام احمد نے بہی سند مین اور بیہقی نے سنن مین اور اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اور سب کی اسناد مین مثنے بن صباح ہی امام احمد اور دارمی نے کہا وہ کچہہ نہین

اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے مسند مین ابن لہیعہ سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اور ابن لہیعہ بہی ضعیف ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین وکیع کے طریق سے اُنہون نے ابراہیم بن یزید سے اونہون نے سلیمان احول سے اونہون نے سعید بن المسیب سے اونہون نے ابو ہریرہ سے طبرانی نے کہا سلیمان بن احول کی سعید سے کوئی روایت معلوم نہین ہوتی سوا اس حدیث کے اور روایت کی گئی یہ حدیث مثنی بن صباح سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے سعید سے انتہے اور دلیل لی اوس سے جو امام مالک نے نکالا موطا مین اور طحاوی نے شرح الآثار مین نافع سے کہ وہ اور عبد اللہ بن عمر جرف سے آئے تو جب مربد کو پہونچے اوترے عبد اللہ اور متوجہ ہوئے پاک مٹی کیطرف تو مسح کیا اپنے مُنہہ کا اور ہاتہون کا کہنیون تک پہر نماز پڑہی جرف اور مربد دونو مقام ہین مدینہ کے قریب اور امام مالک نے نکالا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر تیمم کرتے تہے دونو کہنیون تک اور طحاوی نے نکالا علی بن معبد سے اُسنے عبید اللہ بن عمر سے اوسنے عبد الکریم جزری سے اُسنے نافع سے تو انہون نے کہا مین نے ابن عمر سے پوچہا تیمم کو تو اونہون نے اپنے دونو ہاتہہ زمین پر مارے اور مسح کیا اوسنے اپنے دونو ہاتہہ اور مُنہہ کا ایک بار اور ماری اور مسح کیا اوسنے اپنی دونو بانہون کا اور نکالا محمد بن عبد اللہ کناسی سے اوسنے عبد العزیز بن ابی رواد سے اوسنے نافع سے ایسا ہی اور نکالا یحیی بن ایوب سے اوسنے ہشام بن عروہ سے اوس نے نافع سے ایسا ہی اور دلیل لی اوس سے جو طحاوی نے نکالا حسن بصری رح سے اونہون نے کہا تیمم ایک بار ہے مُنہ اور دونو پہونچون کے لیے اور دوسری بار ہے بانہون کے لیے دونو کہنیون تک اور دوسری روایت مین حسن سے کہنیون کا ذکر نہین ہے اور دلیل لی عمار کی حدیث سے کہ کافی ہے تجہکو ایک بار مُنہ کے لیے اور ایک بار دونو پہونچون کے لیے نکالا اسکو طبرانی نے اوسط اور کبیر مین اور اسکی سند ضعیف ہے یہ حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں یہ سب دلیلین اُن لوگون کی ہین جو تیمم مین دو بار واجب جانتے ہین لیکن ان مین یا موقوف روایتین ہین جو حجت نہین ہین اور یا ضعیف ہین وہ بہی حجت نہین البتہ ایک جابر کی حدیث جو دوسری دلیل مین گذری اوسکے راوی ثقہ ہین پر اوسکو بہی شاذ کہا ہے اور ابن جوزی نے اوسکے ایک راوی عثمان بن محمد انماطی مین کلام کیا ہے شوکانی نے کہا یہان سے معلوم ہوا کہ دو بارون کی حدیثین گفتگو سے خالی نہین اور اگر یہ حدیثین صحیح ہوتین تو ان پر عمل کرنا اولے ہوتا کیونکہ ان مین زیادت ہے پس حق یہی ہے جو صحیحین کی روایت سے ثابت ہے کہ ایک بار مارنا کافی ہے اور جنہون نے تین بارین واجب کین ہین اونکی دلیل کوئی مجہکو نہین ملی بلکہ امام یحیی نے کہا کوئی دلیل ایسی بہی نہین جس سے تین بار کا استحباب بہی ثابت ہو اور امام مہدی نے اسکو قوی

کیا اور درحقیقت ایسا ہی ہے انتہیٰ ما قال الشوکانی ابن عبد البر نے کہا ابو حنیفہ اور ثوری اور لیث بن سعد اور شافعی اور ابن ابی سلمہ وغیرہم کا یہی قول ہے کہ ایک بار کافی نہین ہے تیمم مین بلکہ دو باریں ضرور ہین ایک منہ کے لیے اور دوسری دونو ہاتھون کے لیے دونو کہنیون تک اور یہی قول ہے امام مالک کا پر وہ کہنیون تک پہونچانا مسح کا فرض نہین جانتے اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور حسن بصری اور سالم بن عبد اللہ بن عمر سے کہنیون تک تیمم کرنا منقول ہے اور اوزاعی کہتے ہین کہ دو بار وجب ہین ایک منہ کے لیے اور دوسری دونو ہاتھون کے لیے پہونچون تک اور یہی قول ہے احمد اور اسحق بن راہویہ اور داؤد اور طبری کا اور ابن ابی لیلے اور حسن بن حی کا یہ قول ہے کہ دو بار مارے اور ہر ایک بار مین منہ اور دونو ہاتھون پر مسح کرے اور زہری نے کہا کہ بغلون تک مسح کرے اور ایک روایت مین اونسے پہونچون تک بھی منقول ہے اور ایک بار بھی منقول ہے انتہیٰ مترجم کہتا ہے ابن عبد البر نے غلطی کی امام احمد کے مذہب مین اونکا اور جمہور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایک ضرب کافی ہے اور منہ اور دونو پہونچون کا مسح کافی ہے اور شاید امام احمد سے ایک روایت ایسی بھی ہو جیسے ابن عبد البر نے نقل کیا مگر مشہور قول اونکا وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور دلیل کے رو سے یہی مذہب حق ہے اور باقی سب مذہب ضعیف ہین اور بعضے بالکل بے بنیاد ہین اور تعجب ہے مولانا محمد عبد الحی لکھنوی سے کہ اونہون نے تعلیق ممجد مین ابن عبد البر کی اس نقل پر اعتراض نہ کیا اور اسکے سوا یہ لکھا کہ غور کے بعد تعدد ضربات کی ترجیح نکلتی ہے حالانکہ تعدد کی تمام روایات ضعیف یا موقوف ہین جیسے اوپر تفصیل سے گذرا اور شاید وجہ ترجیح کی یہ ہو کہ موقوف روایت اس باب مین مثل مرفوع کے ہے کیونکہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہو سکتا زیلعی نے کہا جو لوگ تیمم مین مونڈھون تک مسح کے قائل ہین اونہون نے دلیل لی اس سے جو نکالا ابو داؤد نے زہری سے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اونسے حدیث بیان کی عمار بن یاسر سے وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ صحابہ نے مسح کیا مٹی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فجر کی نماز کے لیے تو اپنی ہتھیلیان مٹی پر ماریں پھر اپنے منہون پر مسح کیا ایک بار پھر دوبارہ اپنی ہتھیلیان مٹی پر ماریں اور مسح کیا اپنے ہاتھون پر مونڈھون تک اور بغلون تک اندر کے طرف سے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے عمار بن یاسر کو نہین پایا اور نکالا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عمار سے موصولاً اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے زہری سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اونہون نے روایت کی ابن عباس سے اونہون نے عمار سے اور اس سے زیادہ پوری نقل کی پھر کہا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن اسحق نے اونہون نے کہا عن ابن عباس اور مالک نے زہری

سے نقل کیا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَمَّارٍ اور شک کیا اوس مین ابن عیینہ نے تو کبھی کہا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اور کبھی کہا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ابن ابی حاتم نے کہا مین نے اپنے باپ اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو پوچھا جو صالح بن حسان نے روایت کی اور عبد الرحمن بن اسحق نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس سے اونہون نے حضرت عمار سے تیمم کے باب مین تو دونون نے کہا یہ خطا ہے روایت کیا اسکو مالک اور ابن عیینہ نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عمار سے اور یہی صحیح ہے اور مالک اور ابن عیینہ زیادہ حافظ ہین تینے کہا اوسکو روایت کیا یونس اور معقیل اور ابن ابی ذئب نے زہری کر اونہون نے عبید اللہ سے اونہون نے عمار سے اور یہ سب بہی کتاب والے ہین ان دونون نے کہا کہ مالک کتاب والے بہی ہین اور حافظ بہی ہین اور لشرم نے کہا کہ اس حدیث مین صحابہ کا فعل منقول ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہی ما قال الزیلعی شوکانی نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے جیسے شافعی نے کہا مترجم نے کہا کہ ابو داؤد کی ایک روایت مین یہ بہی ہے کہ مسلمان کہڑے ہوئے اونہون نے اپنی ہتیلیون کو مٹی پر مارا لیکن مٹی کو اوٹہایا نہین پہر ایسا کہ بیان کیا اور مونڈہون اور بغلون کا ذکر نہین کیا ترجمہ ابو داؤد مین ہے کہ شاید یہ فعل اوائل کا ہے جب تک صحابہ کو تیمم کی کیفیت حاصل نہین ہولی تہی دوسری روایت مین ابو داؤد کے یون ہے عمار بن یاسر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق مین رات کو اوترے اولات الجیش مین (ایک موضع ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان بعضون نے اوسکو ذات الجیش کہا ہے) اور آپ کے ساتھ حضرت عائشہ تہین اون کے گلے کا ہار جو ظفار کے نگ کا تہا گر پڑا اوسکی تلاش نے لوگون کو روک رکہا یہانتک کہ روشنی ہوگئی اور اون کے ساتھ پانی نہ تہا ابوبکر صدیق حضرت عائشہ پر غصے ہوئے اور کہا تونے لوگون کو روک رکہا ہے اور ان کے ساتھ پانی نہین ہے اوس وقت اللہ جل جلالہ نے خاک پاک سے طہارت کرنیکی اجازت اوتاری مسلمان کہڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونہون نے اپنے ہاتہون کو زمین پر مارا پہر ہاتہ اوٹہا لیے مٹی اوٹہائی اور مونہہ پر پہیرا اور ہاتہون پر مونڈہون تک اور ہتیلیون سے مسح کیا بغلون تک ابن یحیی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے ابن شہاب نے کہا اون لوگون کے فعل کا اعتبار نہین ہے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین سکہایا تہا کہ بغلون اور مونڈہون تک مسح کرین اونہون نے اپنی رائے سے ایسا کیا اور ایک روایت مین دو بار ہاتہ مارنا بہی آیا ہے انتہی امام طحاوی نے شرح الآثار مین عمار کی حدیث کو نکالا جس مین دو ضربونکا ذکر ہے ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونون ہاتہون کے لیے دونو مونڈہون تک اوپر کی جانب اور اندر کی جانب

دوسری روایت مین عمار سے یہ ہی کہ مسح کیا ہم نے حضرت کی ساتھ مٹی سے تو مسح کیا اپنے مونہون اور ہاتہون کو پہونچون تک تیسری روایت مین یہ ہے کہ تیمم کیا حضرت صلعم کے ساتھ مونڈہون تک چوتہی روایت مین یہ ہے کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ سفر مین تھے بیچ میں حضرت عائشہ کا ایک ہار کہو گیا لوگون نے اوسکو ڈہونڈہا صبح تک اور لوگون کے پاس پانی نہ تہا تب تیمم کی رخصت اوتری مٹی سے مسلمان کہڑے ہوئے اونہون نے اپنے ہاتہ مارے زمین پر اور مسح کیا اوس سے اپنی مونہون اور ہاتہون کی پشت کا مونڈہون تک اور اندر کیطرف سے بغلون تک پہر کہا ان حدیثون مین یہ نہین ہے کہ حضرت صلعم نے اونکو حکم دیا اسطرح تیمم کرنے کا بلکہ صحابہ نے اپنا فعل بیان کیا اور نکالا حضرت عائشہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے ایک لڑائی مین سے جب اسراس مین پہونچے مدینہ کے قریب تو مین رات کو اونگہی اور میرے اوپر ایک ہار تہا جسکو سمط کہتے تہے اور وہ ناف تک پہونچتا تہا تو مین اونگہتی لگی وہ ہار میرے گلے سے نکل گیا جب مین حضرت صلعم کے ساتھ اوتری فجر کی نماز کے لیے تو مین نے کہا یا رسول اللہ میرا ہار گلے سے گر گیا آپ نے فرمایا اے لوگو تمہاری ماں کا ہار گم ہو گیا تو اوسکو ڈہونڈہو لوگون نے ڈہونڈہا اون کے پاس پانی نہ تہا اور ڈہونڈنے مین مشغول رہی یہانتک کہ نماز کا وقت آگیا اور ہار ملگیا لیکن پانی نہ ملا تو بعضون نے تیمم کیا پہونچے تک اور بعضون نے مونڈہے تک اور بعضون نے اپنے بدن پر پہر یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تب تیمم کی آیت اوتری اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ نے یہ کام اپنی رائے سے کیا تہا اور خود عمار نے اوس کے خلاف روایت کی ہے پہر نکالا عمار سے کہ اونہون نے حضرت صلعم سے پوچہا تیمم کو آپ نے اونکو حکم دیا منہ اور دونون پہونچون کا ایک روایت مین یہ ہے کہ سلمہ نے کہا مین نہین جانتا بانہون تک پہونچا یا نہین ایک مین یہ ہے کہ مسح کیا انتہی۔ منہ اور دونو ہاتہونکا تو یہی ہاتہونکا اور ان دونو روایتون سے مونڈہون تک مسح کرنا غلط ہو گیا اب کہنیون تک رہا یا پہونچون تک تو ابو جہیم نے پہونچون تک روایت کیا اور نافع نے ابن عباس سے کہنیون تک اور اسلع کی حدیث مین بانہون کا ذکر ہے جب ان روایتون مین اختلاف ہے اور تو ہم نے تیمم کو قیاس کیا وضو پر اور وضو مین ہاتہون کا دہونا کہنیون تک ہے تو تیمم بہی وہین تک ہوگا اور ابن عمر اور جابر سے ایسا ہی مروی ہے انتہی مختصرًا اور جواب اس تقریر کا یہ ہے کہ نافع نے جو ابن عباس سے روایت کی اسیطرح اسلع نے وہ دونو روایتیں ضعیف ہین جیسے اوپر گذرا اور کفین تک مسح کرنے کی روایتیں صحیح مین پس واجب ہوا عمل وسپر اور قیاس کی کوئی ضرورت نہین جب نص موجود ہے تو حاصل یہ نکلا کہ تیمم مین ایک ضرب کرے اور مونہہ اور دونو پہونچون پر مسح کر لیوے اور یہی حق ہے واللہ اعلم

باب یہان کوئی ترجمہ باب مذکور نہین اور اصیلی کی روایت مین باب

کا بھی لفظ نہیں ہے بہرحال یہ باب اگلے باب کے مضمون سے متعلق ہے حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا عوف عن ابی رجاء قال حدثنا عمران بن حصین الخزاعی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای رجلا معتزلا لم یصل فی القوم فقال یا فلان ما منعك ان تصلی فی القوم فقال یا رسول الله اصابتنی جنابة ولا ماء قال علیك بالصعید فانه یکفیك **ترجمہ** عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو لوگوں سے جدا دیکھا جسنے نماز نہیں پڑہی تھی لوگونکے ساتھ آپنے فرمایا ای فلانے تونے لوگون کے ساتھ نماز کیون نہین پڑہی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہین ہے آپ نے فرمایا تو مٹی کو لے وہ تجھکو کافی ہے **ف** اس حدیث مین ایکبار یا دوبار کی تصریح نہین مگر شاید امام بخاری نے یہ خیال کیا کہ جب اُس مین دو بارون کی قید نہین تو کم سے کم ایک جو کفینی ہے اوسی پر محمول ہوگی قسطلانی نے کہا اس توجیہ سے حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوجاوے گی **خاتمہ** کتاب التیمم مین سترہ حدیثین ہین اون مین سے دس مکرر ہین اور دو معلق ہین اور خالص بلا تکرار سات حدیثین ہین ایک اُن مین معلق ہے اور باقی موصول ہین اور مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا سوا عمرو بن عاص کی معلق حدیث کو اور اس کتاب مین موقوف اثر صحابہ اور تابعین کے دس ہین اون مین سے تین موصول ہین یعنے قتادہ سے حضرت عمار اور ابو موسے اور ابن مسعود کے انتہے ما فی فتح الباری **کتاب التیمم کی وہ حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین** اُن مین سی بہت حدیثین اوپر گذر چکین اور باقی یہ ہین (۱) منتقے مین ذیل الاثر کہ جب پانی تہوڑا ہو تو جنتنی بدن کی طہارت کر سکے اوتنی کرے اور باقی کے لیے تیمم کرے اور حنفیہ اور زید بن علی اور ناصر کا یہ قول ہے کہ اوس پانی کو چہوڑ دیوے اور تیمم کر لیوے اور ہکی دلیل یہ حدیث ہے جو امام بخاری اور مسلم نے نکالی ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو ادا کرو اُسکو جہانتک تم سے ہو سکے شوکانی نے کہا یہ حدیث دین کی بڑی اصل ہے اور اس سے بہت مسائل نکل سکتے ہین اور قرآن مین اسکی شہادت موجود ہے فاتقوا الله ما استطعتم تو جو امر طاقت سے باہر ہو وہ معاف ہے حدیث کی رو سے اور جو طاقت کے اندر ہو اوسکا کرنا ضرور ہے ادای حکم کے لیے انتہے مختصراً (۲) ابن عدی نے کامل مین ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا جب ناگاہ تیرے سامنے جنازہ آجاوے اور تو بے وضو ہو تو تیمم کرلے ابن عدی نے کہا یہ حدیث مرفوعاً محفوظ نہین ہے بلکہ موقوف ہے ابن عباس پر ابن جوزی نے تحقیق مین کہا امام احمد نے کہا اسکی اسناد مین مغیرہ

(حاشیہ) [illegible]

بن زیاد ضعیف ہے اونسے منکر حدیثین روایت کی ہیں اور جو حدیث عطا سے مرفوعًا روایت کی ہے وہ منکر ہے اور بیہقی نے کہا کتاب المعرفت مین کہا کہ مغیرہ بن زیاد ضعیف ہے اور لوگ اوسکو سند نہین کرتے ابن عباس سے بلا عبد الملک بن جبیر نے اوسکو عطا سے موقوفًا روایت کیا اور روایت کیا اسکو یمان بن سعید نے وکیع سے اونہون نے معافی بن عمران سے اونہون نے مغیرہ سے مرفوعًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یمان بن سعید ضعیف ہے اور اسکا رفع خطا ہے اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عمر بن ایوب موصلی سے اونہون نے مغیرہ بن زیادہ سے اونہون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا جب تو ڈرے کہ وضو کرنے مین جنازے کی نماز فوت ہو جاویگی تو تیمم کر اور نماز پڑھ اور روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح الآثار مین اور نسائی نے کتاب الکنی مین معافی بن عمران سے اونہون نے مغیرہ سے موقوفًا اور ایسا ہی نکالا ابن ابی شیبہ نے عکرمہ اور ابراہیم نخعی اور حسن سے اور شعبی سے نکالا کہ بے وضو پڑھ لے نماز جنازے کی اور بیہقی نے دارقطنی کے طریق سے نکالا ابن عمر سے کہ اونکے پاس ایک جنازہ آیا وہ باوضو نہ تھے اونہون نے تیمم کیا اور پھر نماز پڑھ لی بیہقی نے کہا مین اس حدیث کو نہین پہچانتا مگر اسی طریق سے اور شاید یہ خطا ہو اور اگر محفوظ ہو تو شاید سفر مین ایسا کیا ہوگا اگرچہ ظاہر کے خلاف ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے امام طحاوی نے شرح الآثار مین حسن اور ابراہیم نخعی اور عطا اور حکم سے یہ نکالا کہ جنازے کی نماز ضرورت کے وقت تیمم سے جائز ہے اور کہا کہ ایک طائفہ علما نے جنازے اور عیدین کی نماز کے لیے تیمم جائز کہا ہے جب ڈر ہو اونکے فوت ہو جانیکا اگر وضو کیا جاوے اور امام محمد نے موطا مین روایت کیا مالک سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے وہ کہتے تھے جنازے پر نماز نہ پڑھے آدمی مگر طہارت کے ساتھ پھر کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہین کہ نہ پڑھی جاوے بغیر طہارت کے نماز بغیر طہارت کے اگر دفعتہ جنازہ آجاوے اور اسکو وضو نہ ہو تو تیمم کرکے پڑھ لیوے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رح کا اور حافظ نے کہا کہ یہی قول ہے عطا اور سالم اور زہری اور نخعی اور ربیعہ اور لیث کا جیسے ابن منذر نے نقل کیا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور سعید بن منصور نے حماد بن زید سے اونسے کثیر بن شنظیر سے اونسے حسن سے نکالا اون سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنازہ پاوے اور وضو نہ ہو پھر اگر وضو کو جاوے تو جنازے کی نماز فوت ہو اونہون نے کہا تیمم کرے اور نماز پڑھ لیوے ملا علی قاری نے کہا کہ شعبی اور محمد بن جریر طبری کا یہ قول ہے کہ بغیر طہارت کی نماز پڑھ لیوے انتہی مترجم کہتا ہے میرے نزدیک یہ دونو مذہب صحیح نہین ہین نہ بغیر طہارت کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ تیمم جائز ہے جب پانی مل سکتا ہو پس اگر جنازے کی نماز پہلی جماعت مین نہ ملے تو نہ ملے وضو کرے اور بعد پڑھ لیوے اگر جنازہ چلا جاوے تو غائب پر بھی نماز درست ہے اور قبر

پر بھی نماز درست ہے اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور وجہ تیمم جائز نہ ہونے کی یہ ہے کہ قرآن شریف میں تیمم کے جواز کے لیے یہ شرط لگائی ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً اور حدیث میں ہے کہ جب پانی ملجاوے تو اوسکو اپنے بدن سے لگاوے یعنے تیمم باطل ہوگیا اب بیمار جسکو پانی کا استعمال ضرر کرے وہ حکم میں ہے اوسکے جسکو پانی نہیں ملتا کیونکہ نہ ملنے سے عدم قدرت مراد ہے علاوہ اسکے اوسکے لیے حدیث سے رخصت ثابت ہے اور جنازے کا فوت ہوجانا کوئی عذر نہیں ہے جواز تیمم کے لیے اور نہ اس باب میں کوئی صحیح حدیث ثابت ہے واللہ اعلم (۳) عقیلی نے روایت کیا ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا تیمم کے سر پر اسطرح پر مسح کرنا چاہیے اور بیان کیا اسکو صالح بن بیان نے جو راوی ہے اس حدیث کا سر کے بیچ سے پیشانی تک اور جس بچے کا باپ ہو اوسکا مسح یعنے سر پر ہاتھ پھیرنا پیشانی سے بیچ سر تک لے اور نکالا اوسکو ابن عدی نے اور خطیب نے تاریخ بغداد میں محمد بن سلیمان کے ترجمہ میں اور وہم کیا عبد الحق نے احکام میں اور یتیم کو (جسکا معنے وہ بچہ ہے جسکا باپ مرگیا ہو) تیمم پڑھا اور ذکر کیا اوسکو باب التیمم میں کتاب الطہارت میں ابن القطان نے کہا خطا اور تصحیف ہے کسی روایت اور کسی مذہب میں تیمم میں سر کا مسح منقول نہیں ہے اور اگر عبد الحق اس حدیث کے اخیر کو پڑھتے تو اس غلطی میں نہ پڑتے (۴) بغوی نے شرح السنہ میں ابو جہیم بن حارث بن صمہ سے اونہوں نے کہا میں حضرت پر سے گذرا آپ پیشاب کر رہے تھے میں نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار کیطرف گئے اوسکو لکڑی سے کھرچا جو آپکے ساتھ تھی پھر اپنا ہاتھ دیوار پر رکھا اور مسح کیا مونھہ اور دونو ہاتھوں پر پھر جواب دیا سلام کا (یہ حدیث صحیحین میں دوسرے لفظوں سے ہے جیسے اوپر گذر چکی) (۵) ترمذی نے ابن عباس سے اونسے پوچھا گیا تیمم کو کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں جب وضو کا ذکر کیا تو   فرمایا دہوا اپنے مونہوں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور تیمم میں فرمایا مسح کرو اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر اور فرمایا چور مرد اور چور عورت کے ہاتھہ کاٹ ڈالو اور چور کا ہاتھہ پہونچے پر سے کاٹا جاتا ہے تو تیمم بھی صرف مُنہ اور دونو پہونچوں پر ہوگا اسلیے کہ اگر کہنیوں تک تیمم میں مسح منظور ہوتا تو کہنیوں کی قید اللہ تعالی کردیتا جیسے وضو میں یہ قید لگادی ہے) (۶) ابن ماجہ نے حکم اور سلمہ بن کہیل سے اون دونو نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے پوچھا تیمم کو اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عمار کو اسطرح کرنے کا اور مارا اونہوں نے اپنے دونو ہاتھوں کو زمین پر پھر جھاڑا اونکو اور مسح کیا اپنے مُنہ پر حکم نے کہا اور دونو ہاتھوں پر سلمہ نے کہا اور دونو کہنیوں پر (۷) ابو داؤد نے ایک شخص سے جو بنی عامر سے تھا (ابو المہلب جرمی) اوس نے کہا میں مسلمان ہوا مجھے دین کے کاموں کے سیکھنے کا شوق ہوا تو میں ابو ذر کے پاس آیا اونہوں نے کہا مجھے مدینہ کی ہوا موافق نہیں آئی یا مجھے بیماری ہوگئی پیٹ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے مجہو حکم کیا چند اونٹون اور بکریون کے دودہ پینے کا حماد نے کہا مجہے شک ہے شاید یہ بہی کہا اونکے پیشاب پینے کا ابوذر نے کہا مین پانی سے دور رہا کرتا تہا اور میرے ساتہہ میرے گہر کے لوگ بہی تہے مجہے نہانے کی حاجت ہوتی تو مین نماز پڑہ لیا کرتا بغیر طہارت کی حیبہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا دوپہر کا وقت تہا اور آپ چند صحابہ کے ساتہہ بیٹہے تہے مسجد کے سایہ مین آپنے فرمایا ابوذر مین نے کہا ہان تباہ ہوگیا مین یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیون مین نے کہا مین پانی سے دور تہا میرے ساتہہ میری بی بی بہی تہی مجہے نہانے کی حاجت ہوتی مین نماز پڑہ لیا کرتا بغیر طہارت کے آپنے حکم دیا میرے واسطے پانی منگوانے کا ایک کالی لونڈی پانی لیکر آئی پیالے مین وہ ہل رہا تہا پیالہ بہرا ہوا نہ تہا مینے اپنے اونٹ کی آڑ کی اور غسل کیا پہر آپ پاس آیا آپنے فرمایا اے ابوذر پاک مٹی پاک کرنیوالی ہے اگرچہ تو دس برس تک پانی نہ پاوے جب پانی ملے تو اپنے بدن سے لگا لے ابوذر نے کہا حماد بن زید نے اس حدیث کو ایوب سے روایت کیا اوس مین پیشاب پینے کا ذکر نہین کیا اور پیشاب پینے کا ذکر فقط انس کی حدیث مین ہے جسکو صرف اہل بصرہ نے روایت کیا ہے جناب سید علامہ ابو الطیب بدور الاہلہ مین فرماتے ہین کہ پانی کا نہ ملنا عام ہے شامل ہے اوسکو جو پانی پاوے لیکن استعمال نہ کرسکے ضرر کے خوف سے یہ ضرر خواہ مال کا ہو یا جان کا اسیطرح اگر راہ مین خوف ہو یا نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو اور حضر مین تیمم کرنا حدیث سے ثابت ہے گو قرآن سے ثابت نہین اور اسپر کوئی دلیل نہین ہے کہ اخیر وقت تک پانی ڈہونڈہنا واجب ہے بلکہ جب نمازی نماز کیلیے اوٹہے اور اوسکے پاس یا اوسکے قریب پانی نہ ہو تو وہ تیمم سے نماز پڑہ لیوے پہر اگر کسی نے پانی کو بہول کر تیمم سے نماز پڑہ لے تو اوسکی نماز کافی ہے اور اعادہ ضرور نہین اور صعید کا لفظ قرآن مین عام ہے شامل ہے تمام روئے زمین کو لیکن حدیث نے اسکو خاص کردیا مٹی سے اور مٹی پاک ہونا ضرور ہے اگرچہ کہاری ہو اور تیمم بدل ہے وضو کا جو وضو سے درست ہے وہ تیمم سے بہی درست ہے اور بسم اللہ اور نیت کا تیمم مین وہی حکم ہے جو وضو مین ہے اور احادیث صحیحہ سے تیمم مین ایکبار اور صرف منہ اور دونو پہونچون کا مسح ثابت ہے اور دو مارون کی حدیثین یا کہنیون تک مسح کی حدیثین ساقط الاعتبار ہین اور ایک تیمم سے کئی نمازین پڑہ سکتا ہے اگر اتنا پانی پاوے کہ بعض اعضا کو دہو سکتا ہے لیکن پورا وضو نہین کر سکتا تو تیمم کرلیوے اور وضو نہ کرے اور سوا نماز کے اور کامون کے لیے تیمم ثابت ہوا جیسے سلام کا جواب دینے کے لیے تو قرآن پڑہنے یا مسجد کے اندر جانے کیلیے بہی مشروع ہوگا اسیطرح حائضہ کو تیمم مشروع ہے اوس کو وطی درست ہونے کے لیے اور تیمم اونہی چیزون سے ٹوٹتا ہے جنسے وضو ٹوٹتا ہے نہ وقت کے لنکل جانے سے یا پانی پانے سے انتہے مختصرا تمام ہوئی کتاب تیمم کی الحمد للہ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الصلوٰۃ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا کتاب الصلوٰۃ کتاب نماز کی ف
قسطلانی نے کہا جب امام بخاری طہارت کی احکام سے فارغ ہوئے جو نماز کی شرط ہے تو نماز کو شروع کیا حافظ نے کہا امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ مین پہلے اون شرطون کو بیان کیا جو نماز سے پہلے ہوتی ہین جیسے طہارت ستر عورت استقبال قبلہ دخول وقت اور چونکہ طہارت کے ابواب بہت تہے اسلیے اوسکے لیے علاحدہ ایک کتاب کہی اوسکے بعد ان شرطون کو بیان کیا اور سب سے پہلے نماز کی فرضیت بیان کی اوسکے بعد ستر عورت اوسکے بعد استقبال قبلہ اور اسکی ذیل مین مسجدونکا بیان کیا اور سترہ وغیرہ کا پہر دخول وقت کا پہر اذان کا پہر جماعت اور امامت کا پہر صفت نماز کی پہر نفساً نمازکو جیسے جمعہ عیدین وغیرہ انتہے مختصرًا قسطلانی نے کہا نماز جامع ہے تمام عبادات نفسانی اور بدنی اور مالی کو اس لیے اشرف ہوئی تمام عبادات مین اور لغت مین صلوٰۃ دعا کو کہتے ہین اور شرع مین چند اقوال اور افعال کو جنکا شروع تکبیر سے ہے اور ختم سلام سے انتہی ملخصًا نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ صلوٰۃ کا اشتقاق صلوین سے ہے جو دو ہڈیان ہین سرین مین اور بعضون نے کہا اوسکے اصل معنے رحمت ہین بعضون نے کہا دعا قسطلانی نے کہا کہ تصلیہ سے مشتق ہے جسکا معنے لکڑی کا انگار سے سینکنا اوسکو سیدہا کرنے کے لیے اور نماز کو صلوٰۃ اسلیے کہا کہ آدمی اوسکی وجہ سے سیدہا کیا جاتا ہے اور جسکی کجی نماز سے دور کی جاوے اوسکو پہر آگ سے سینکنے کی ضرورت نہ رہیگی واللہ اعلم

باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء

معراج کی رات مین نماز کیونکر فرض ہوئی ف
قسطلانی نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بدن اور روح دونو کے ساتھ تہا حالت بیداری مین آسمانون تک اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز معراج کی رات مین فرض ہوئی لیکن اختلاف ہے کہ یہ رات کب تہی بعضون نے کہا ہجرت سے ایکسال پہلے اور یہی قول ہے اکثر کا یا پانچ مہینے یا تین مہینے یا تین برس پہلے اور حربی نے کہا ۲۷ ربیع الآخر کو معراج ہوا ایسا ہی کہا نووی نے اپنے فتاوے مین اور مسلم کی شرح مین ربیع الاول کہا اور بعضون نے ۲۷ رجب لکہی ہے حافظ عبد الغنی بن سرور مقدسی نے اسکو اختیار کیا ہے انتہے حافظ نے کہا مؤلف کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ معراج اسرا کی رات کو ہوا اور اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا اسرا اور معراج دونو ایک ہی رات مین ہوئی بیداری کی حالت مین اور یہی مشہور ہے جمہور کے نزدیک اور بعضون نے کہا اسرا اور معراج دونو ایک رات مین ہوئے اور دونو خواب مین تہے اور بعضون نے کہا اسرا ایک رات مین ہوا اور معراج دوسری رات مین ہوا اور ایک بیداری مین تہا اور دوسرا خواب مین اور بعضون نے کہا کہ اسرا بیت المقدس تک بیداری مین تہا اور معراج خواب

میں تہا اور معراج خواب میں تہا اوسی رات میں یا دوسری رات میں اور چاہیے یہ کہ معراج بیت المقدس تک بلا خلاف بیداری میں ہو کیونکہ وہ قرآن سے ثابت ہو اور دوسرے یہ کہ قریش نے اوسکو جہٹلایا اگر خواب ہوتا تو وہ کیوں جہٹلاتے کیونکہ بیت المقدس ہو اور زیادہ دور میں بہی نہ جہٹلاتے مترجم کہتا ہے حافظ صاحب کی اس تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ اہل اسلام میں اس امر میں اختلاف ہے کہ معراج اور اسراء دونو خواب میں تہی یا بیداری میں پس اگر خواب میں ہوں تو مخالفین اسلام کو کوئی موقع طعن اور اعتراض کا نہیں ہو اور حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ اونہوں نے معراج کی نسبت کہا وہ رویا ہی تہا اور یہ بہی کہا کہ حضرت کا بدن معراج کی رات کو غائب نہیں ہوا تہا اور معاویہ سے بہی ایسا ہی منقول ہو اور اگر بیداری میں ہوں جیسے جمہور کا مذہب ہے تو مخالفین کا دندان شکن جواب یہ ہے کہ حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہیں ہے چنانچہ آواز کی حرکت اور روشنی کی حرکت اور نظر کی حرکت کہ ایک منٹ میں لاکہوں کروڑوں میل تک پہونچتی ہے پس خدا عزوجل قادر ہے کہ اپنے جس بندے کو چاہے اسی قسم کی تیزی عطا فرما دے حافظ صاحب نے کہا کہ معراج کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے لیکن صحیحین میں کل طریقے انس سے مروی ہیں تو زہری نے اسکو روایت کیا انس سے اونہوں نے ابوذر سے اور قتادہ نے انس سے اونہوں نے مالک بن صعصعہ سے اور شریک اور ثابت نے انس سے اونہوں نے حضرت صلعم سے بلا واسطہ اور ہر ایک طریق میں کچھ الفاظ ہیں جو دوسرے میں نہیں اور یہاں اس حدیث کی بیان کرنے سے صرف نماز کی فرضیت ظاہر کرنا مقصود ہے اسلیے اس مقام میں ہم اس حدیث کی صرف شرح بیان کرینگے اور اوسکے طرق اور الفاظ اور وجہ جمع سیرۃ نبویہ میں ذکر کرینگے اور شب معراج میں جو نماز فرض ہوئی اسمیں یہ نکتہ ہے کہ جب آپکا ظاہر اور باطن دونو ایمان اور حکمت سے منور اور معمور ہو گیا زمزم کے پانی سے دہونے سے تو اوسکے بعد ہی نماز کا حکم ہوا تاکہ طہارت سے نماز متصل ہووے انتہے مختصراً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلوٰةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ اور ابن عباس نے کہا مجہہ سے حدیث بیان کی ابوسفیان (صخر بن حرب) نے ہرقل کے قصے میں تو کہا ابوسفیان نے ہمکو حکم کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام سے بچنے کا **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے ابوسفیان کی طویل حدیث کا جو بدء الوحی میں گذر چکی اور اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہو کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ نماز مکہ میں فرض ہوئی ہجرت سے پہلے کیونکہ ابوسفیان حضرت صلعم سے نہیں ملے ہجرت کے بعد اوس وقت تک جب اونکی ملاقات ہرقل سے ہوئی (فتح) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو چودہ مقاموں میں نکالا اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے اسکو نہیں نکالا **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

قال حدثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان ابو ذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه و
قال فرج عن سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغه
في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء الدنيا فلما جئت الى السماء الدنيا قال جبريل لخازن
السماء افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معك احد قال نعم معي محمد صلى الله عليه و
سلم فقال ارسل اليه قال نعم فلما فتح علونا السماء الدنيا فاذا رجل قاعد على يمينه اسودة و
على يساره اسودة اذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل يساره بكى فقال مرحبا بالنبي
الصالح والابن الصالح قلت لجبريل من هذا قال هذا آدم وهذه الاسودة عن يمينه وشماله
نسم بنيه فاهل اليمين منهم اهل الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر عن
يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكى حتى عرج بي الى السماء الثانية فقال لخازنها افتح فقال
له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذكر انه وجد في السموات آدم وادريس وموسى
وعيسى وابراهيم صلوات الله عليهم ولم يثبت كيف منازلهم غير انه ذكر انه وجد آدم في السماء
الدنيا وابراهيم في السماء السادسة قال انس فلما مر جبريل بالنبي صلى الله عليه وسلم
بادريس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادريس ثم مررت بموسى
فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسى ثم مررت بعيسى
فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم
فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم صلى الله عليه و
سلم قال ابن شهاب فاخبرني ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري كانا يقولان قال النبي
صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام قال ابن حزم
وانس بن مالك قال النبي صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة
فرجعت بذلك حتى مررت على موسى فقال ما فرض الله لك على امتك قلت فرض
خمسين صلوة قال موسى فارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذلك فراجعني فوضع شطرها
فرجعت الى موسى قلت وضع شطرها قال ارجع ربك فان امتك لا تطيق فراجعت فوضع
شطرها فرجعت اليه فقال ارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذلك فراجعته فقال هي خمس

وَهُنَّ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ابو ذر غفاری رض حدیث بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کا چھت کھولا گیا (یعنے جس گھر میں میں رہتا تھا کیونکہ وہ گھر ام ہانی کا تھا) اور میں مکہ میں تھا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے اونہوں نے میرا سینہ چیرا (یعنے دوبارہ کیونکہ پہلی بار آپ کا سینہ رضاعت کے دنوں میں چیرا گیا تھا اور اسکی تحقیق خدا چاہے تو کتاب التوحید میں مذکور ہوگی طیالسی اور حارث نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ ایک بار اور آپکا سینہ چیرا گیا تھا جب جبرئیل غار حرا میں وحی لیکر آئے تھے اور ابو نعیم نے دلائل میں نکالا کہ ایک بار اور چیرا گیا تھا جب آپ دس برس کے تھے عبد المطلب کے ساتھ اور پانچویں بار بھی منقول ہے لیکن وہ ثابت نہیں حافظ نے کہا پہلے چیرنا اوس پھٹکی کے نکالنے کے لیے تھا جسکو شیطان کا حصہ بتلایا اور یہ چیرنا اون امورات کے قابل کرنے کے لیے تھا جنکو آپ نے اسرا میں حاصل کیا) پھر اوسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت لائے سونیکا (اس سے بعضوں نے یہ نکالا کہ قرآن کی جلد پر سونا لگانا درست ہے کیونکہ فرشتے نے سونیکا استعمال کیا اور جواب یہ ہے کہ فرشتے مکلف نہیں ہیں علاوہ اسکے سونیکی حرمت تو مدینہ میں ہوئی اسکے بعد) جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے ف مطلب یہ ہے کہ طشت میں کوئی شے ایسی تھی جس سے کمال ایمان اور حکمت حاصل ہوتا تھا یا حکمت اور ایمان کو مجازًا ایک مجسم چیز قرار دیا یا حکمت اور ایمان کی مثال ایک مجسم چیز سے کردی گئی تھی جیسے موت کی مثال آخرت میں ایک مینڈھے کی ہوگی نووی نے کہا حکمت کی تفسیر میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ حکمت وہ علم ہے جس سے خدا کی معرفت حاصل ہو تکمیل بصیرت اور تہذیب نفس اور تحقیق حق کے ساتھ اور حکمت کا اطلاق قرآن پر بھی ہوتا ہے اور نبوت پر اور صرف علم اور صرف معرفت پر اور بعضوں نے کہا حکمت وہ ایک فہم ہے اللہ تعالے کیطرف سے (فتح وقسطلانی) ت پھر ڈالدیا اُسکو میری سینہ میں پھر جوڑ دیا سینے کو (تو اُس پر مہر کردی جیسے بھری ہوئے برتن پر کردی جاتی ہے اللہ تعالے نے نبوت کے تمام اجزا آپ میں جمع کر دیے اور نبوت کو ختم کر دیا آپ پر) پھر اونہوں نے (یعنے حضرت جبرئیل نے) میرا ہاتھ پکڑا ف حافظ نے کہا جنہوں نے اس سے دلیل لی ہے کہ معراج آپ کو کئی بار ہوا کیونکہ اس حدیث میں اسرا کا ذکر نہیں ہے اور ممکن ہے کہ راوی نے اختصار کے لیے اوسکا ذکر نہ کیا ہو ت اور میرے ساتھ چڑھے دنیا کے آسمان کیطرف جب میں دنیا کے آسمان تک پہنچا تو جبرائیل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھول (معلوم ہوا کہ دروازے

بند تھے اس مین یہ علت تھی کہ آپ کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہو کہ آپ کی تشریف فرمائی کے لیے آسمان کے دروازے
کھولے گئے اگر کھلے ہوتے تو یہ فائدہ نہ نکلتا) اوس نے کہا کون ہے کہا جبریل اوسنے کہا تمہارے ساتھ اور کوئی ہی اونہون نے
کہا ہان حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین داروغہ نے کہا کیا وہ بلائے گئے (یا کیا وہ پیغمبر ہوئے شاید اوس فرشتہ
کو آپکی رسالت کی خبر نہ ہوئی ہو عبادت مین مصروف رہنے کی وجہ سے لور یہ بعید ہے اور ظاہر یہ معنے ہین کیونکہ
آپکی رسالت تمام ملأ اعلے اور فرشتون مین مشہور تھی) جبریل ع نے کہا ہان جب داروغہ نے دروازہ کھولا تو ہم
دنیا کے آسمان کے اوپر گئے وہان ایک شخص بیٹھا تھا جسکے داہنے طرف لوگ تھے اور بائین طرف لوگ تھے جب وہ
داہنے طرف دیکھتا تو ہنستا (خوشی سے) اور جب بائین طرف دیکھتا تو روتا اوس شخص نے (جو بیٹھا تھا) کہا (مجھکو
دیکھکر) مبارک ہو نیک نبی اور نیک بیٹا۔ نیک کا لفظ تمام خوبیون کو شامل ہے مینے جبریل سے پوچھا یہ کون ہین
اونہون نے کہا یہ آدم ہین پہلے نبی (علیہ السلام) اور یہ جو لوگ ان کے داہنے اور بائین طرف ہین یہ اونکی اولاد کی روحین
ہین تو داہنے طرف والے ان مین جنتی ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اسلیے جب وہ داہنے طرف دیکھتے ہین تو ہنستے
ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین تو روتے ہین ف حافظ نے کہا اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ
جنتی اور دوزخی سب آدمیون کی روحین آسمان مین ہین اور یہ مشکل ہے قاضی عیاض نے کہا دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ کافرون کی روحین سجین مین ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین تو
آسمان دنیا مین سب روحین کیونکر جمع ہون گی پھر جواب دیا کہ شاید یہ سب روحین بعض وقتون مین حضرت
آدم علیہ السلام کے سامنے لائی جاتی ہون اور اتفاق وہی وقت ہوا جسوقت حضرت رسول کریم ہمارے آقا
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے پاس سے گذرے اور اس آیت سے النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا یہی نکلتا
ہے کہ بعض وقتون مین یہ روحین جنت اور نار مین ہوتی ہین بعض وقتون مین نہین دوسرا اعتراض یہ ہوا ہے کہ
کافرون کی ارواح کے لیے آسمان کے دروازے نہین کھلتے چنانچہ قرآن مین ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ پھر یہ سب
روحین وہان کیونکر پہونچین اور اسکا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جنت حضرت آدم ع کے داہنے طرف ہوا اور دوزخ انکے
بائین طرف اور دونوں اونکو دکھلائی دیتے ہون انتہی اور احتمال ہے کہ احادیث مین وہ روحین مراد ہون جو اسوقت تک
دنیا مین نہین آئین یا نہین اور بدنون سے متعلق نہ ہوئی نہین اور ممکن ہے کہ یہ روحین حضرت آدم ع کے داہنے اور بائین
رہتے ہون اور اللہ تعالی نے اونکا انجام حضرت آدم ع کو بتا دیا ہو اور اسی وجہ سے جب وہ داہنی طرف والون کو دیکھتے ہین
تو خوش ہوتے ہین اور جب بائین طرف والون کو دیکھتے ہین تو رنجیدہ ہوتے ہین اور وہ روحین مراد نہ ہون جو دنیا

ہمنا چکی ہین اور اپنے ٹھکانے جنت یا دوزخ مین جاچکے ہین اور اس تقریر سے اعتراض رفع ہو جاویگا اور وہ جو ابن اسحاق
او بیہقی نے نکالا اسرا کی حدیث مین کہ پہر مینے دیکہا ایک آدم ع کو دیکہا اون کے سامنے پیش کی جاتی تہین مومنون کی
روحین اُن کی اولاد مین سے وہ کہتے تہے پاک روح ہے پاک نفس ہے اسکو علیین مین لیجاؤ پہر اونکے اوپر بدکارون کی
روحین پیش کی جاتی تہین تو وہ کہتے تہے ناپاک روح ہے ناپاک نفس ہے اسکو سجین مین لیجاؤ اور طبرانی اور بزار نے نکالا ابو
ہریرہ سے کہ دیکہا ایک آدم کے داہنے طرف ایک دروازہ معلوم ہوا اوس مین سے خوشبو آتی تہی اور بائین طرف ایک
دروازہ اوس مین سے بدبو آتی تہی جب وہ داہنے طرف دیکہتے تو خوش ہو جاتے اور جب بائین طرف دیکہتے تو رنجیدہ
ہوتے تو یہ روایتین صحیح نہین ہین اور انکی سندین ضعیف ہین اگر صحیح ہوتین تو اونکے موافق قائل ہونا واسطے تہا تمام
ہوا کلام حافظ کا مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے جو تقریر بیان کی وہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے اور مجہے اسبات مین
جو الہام ہوا وہ یہ ہے کہ یہ روحین دونو طرح کی تہین یعنے جو دنیا مین آچکی ہین اور جو نہین آئین اور ممکن ہے کہ اللہ تعالی
نے اونکو اس رات مین حضرت آدم کے پاس بہیجدیا ہو اور حکمت اون کے جمع کرنے مین اس رات مین یہ تہی کہ سید عالم اس
رات مین تشریف لانیوالے تہے اور آپ انبیاء ہر نوع بشر مین مخلوق ہوئے تہے پس حق تعالی نے یہ چاہا کہ تمام ارواح بشری کو آپ
کا درجہ اور مرتبہ معلوم ہو جاوے اور سب پر آپ کی فضیلت اور عظمت کہل جاوے اب سب حدیثین منطبق ہو جاتی
ہین صرف یہ شبہ باقی رہیگا کہ قرآن مین کافرون کی ارواح کے لیے یہ آیا ہے کہ انکے لیے آسمان کے دروازے نہین کہلتے
پہر یہ روحین آسمان کی اوپر کیونکر پہنچین اور جواب اسکا ظاہر ہے کہ آسمان کے دروازے بالذات ان کافر ارواح
کے لیے نہین کہلے تہے تو حکما بلائی اور جمع کی گئی تہین اور دروازے تو حضرت سرور عالم کے لیے کہولے گئے تہے یا
آدم اور ارواح مومنین کے لیے اور کفار اونکی ذیل مین تہے اور ایک جواب یہ بہی ہو سکتا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے
کہ مرنے کے بعد کافر اور مومن دونو کی روحین فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین پہر مومن کے لیے ہر ایک آسمان کا
دروازہ کہلتا ہے یہانتک کہ اوسکی روح اس آسمان تک پہونچ جاتی ہے جسکے اوپر اللہ جل جلالہ ہے اور کافر
کے لیے پہلے ہی آسمان کا دروازہ نہین کہلتا اور وہ رد کر دی جاتی ہے سجین کیطرف تو دروازے نہ کہلنے
سے اسوقت خاص مین نہ کہلنا مراد ہے اور یہ مضمون بعینہ ایک حدیث مین مروی ہے جس کو روایت کیا ابن
ماجہ نے ابو ہریرہ سے گویا یہ حدیث تفسیر ہے اس آیت کی فَلَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ واللہ اعلم اور ایک جواب اصل
اعتراض کا اور ہے مگر اوسکی حقیقت وہی سمجہین گے جو عالم برزخ کی اور صفات روحانیہ کی حقائق سے مناسبت
رکہتے ہین وہ یہ کہ ارواح کے حق مین قرب اور بعد مکان بلکہ تعدد امکنہ حالت واحدہ مین جائز ہے اور یہی سبب

ہے کہ ارواح مومنین علیین میں ہوتے ہیں اور پھر قبر پر زیارت کرنے والی کا سلام سنتے ہیں اور حضرت موسیٰ چھٹے
آسمان پر ہیں اور باوجود اسکے حضرت م نے انکو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور محال ہے کہ ہمارے حضرت صلعم جو رتبہ میں
تمام انبیا سے زیادہ ہیں حضرت موسیٰ کیطرح یا اوس سے زیادہ اعلےٰ آسمان میں نہ ہوں لیکن اسکے ساتھ آپ فرماتے ہیں
کہ جو کوئی میری قبر کے پاس مجھکو سلام کرتا ہے یا مجھپر درود بھیجتا ہے تو میں خود سن لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے
جہنمی کے حال میں فرمایا فاطلعہ فراٰہ فی سواء الجحیم یعنے جہانکا تو اپنے رفیق کو دوزخ کے بیچ میں دیکھا حالانکہ جنت اور
دوزخ میں لاکھوں کروڑوں میل کا فاصلہ ہوگا اور جب یہ امر ثابت ہوا کہ قرب اور بعد مکان اور تعدد امکنہ کی تاثیر
جو اس عالم میں ہمارے اوپر پڑتی ہے وہ عالم ارواح میں نہیں پڑتی تو معلوم ہو گیا کہ ارواح کفار کا سجین میں رہنا
اور ارواح مومنین کا علیین میں رہنا اس امر کا مانع نہیں کہ حضرت م نے انکو آدم علیہ السلام کے پاس دیکھا پہلے آسمان
پر واللہ اعلم بالقول شہیدت یہانتک کہ حضرت جبرئیل مجھکو لیکر دوسرے آسمان پر چڑھے اور اوسکے داروغہ سے
کہا دروازہ کھول او سنے ویسا ہی پوچھا جیسے پہلے آسمان کے داروغہ نے پوچھا تھا پھر دروازہ کھولا انس نے کہا تو
ابوذر رض نے ذکر کیا کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم و ادریس ع اور موسیٰ اور عیسیٰ اور
ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پایا اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کا مرتبہ اور مقام کیونکر تھا صرف اتنا
کہا کہ آسمان دنیا میں حضرت آدم کو پایا اور حضرت ابراہیم کو چھٹے آسمان میں پایا ف حافظ نے کہا شریک نے
جو روایت انس سے کی یہ اوسکے موافق ہے اور سوا ان دونوں روایتوں کے اور سب روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت
ابراہیم ع سے ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی پس اگر معراج متعدد بار ہو تو کچھ اشکال نہیں ورنہ ترجیح ان روایتوں
کو ہے جنمیں ساتویں آسمان کا ذکر ہے کیونکہ اون میں یہ ہے کہ آپ نے حضرت ابراہیم کو بیت معمور سے تکیہ لگائے
دیکھا اور بیت معمور بالاتفاق ساتویں آسمان میں ہے اور وہ جو حضرت علی سے منقول ہے کہ بیت المعمور چھٹے آسمان
میں ہے طوبیٰ کے پاس اگر ثابت ہو تو اوس کا مطلب یہ ہوگا کہ چھٹے آسمان میں بھی ایک بیت المعمور ہے کیونکہ ہر ایک
آسمان میں ایک بیت ہے کعبہ کے مقابل اور ہر ایک فرشتوں سے معمور ہے اور ایسا ہی ربیع بن انس سے منقول
ہے کہ بیت المعمور دنیا کے آسمان میں ہے اسکی بھی یہی تاویل کرینگے اور بعضوں نے کہا کہ بیت المعمور ضراح کہتے ہیں اور بعضوں
نے کہا وہ آسمان دنیا کا نام ہے اور اس روایت میں گو ہر ایک پیغمبر کا مقام مذکور نہیں ہے لیکن اور روایتوں میں مذکور
ہے اور ہم اسکا ذکر کتاب التوحید میں کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ نے اتنے مترجم کہتا ہے صحیحین کی دوسری روایتوں میں پہلے آسمان
میں حضرت آدم سے اور دوسرے آسمان میں یحییٰ اور عیسیٰ ع سے اور تیسری میں یوسف ع سے اور چوتھی میں ادریس ع سے

اور پانچوین مین ہارون ؑ سے اور چھٹے مین موسےٰ سے اور ساتوین مین حضرت ابراہیم ؑ سے ملاقات ہوئی مذکور ہے **ت** انس نے
نے کہا جب حضرت جبرئیل ؑ اور رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو حضرت ادریس ؑ پر سے گذرے تو اونہون نے کہا مبارک
ہو (مرحبا) نیک پیمبر اور نیک بہائی مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ ادریس ؑ ہین پہر مین حضرت موسےٰ ؑ پر سے گذرا
اونہون نے کہا مبارک نیک پیمبر اور نیک بہائی مینے کہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ موسےٰ ہین پہر مین حضرت
عیسے ؑ پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ عیسےٰ ہین
پہر مین حضرت ابراہیم ؑ پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا (یہ ایک لفظ ہے جو عرب مین کسی کے آنیکے وقت بولا
جاتا ہے یعنی تم اچھی کشادہ اور عمدہ اور کشادہ مقام مین آئے) نیک نبی اور نیک بیٹے مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا
ابراہیم ؑ ہین **ف** حافظ نے کہا اور روایتون مین پہلے حضرت عیسےٰ سے ملنا ثابت ہے پہر حضرت موسےٰ سے اور
اس روایت مین اولٹا ہے تو جواب یہ دینگے کہ ثمّ یہان تراخی کے لیے نہین ہے یا معراج کا قصہ متعدد بار ہے
ت ابن شہاب نے کہا مجھے خبر دی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے کہ ابن عباس اور ابوحبہ انصاری (عامر بن
عبد عمرو بن عمیر بن ثابت یا مالک بن عبد عمرو) دونو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر
جبرئیل مجھکو لیکر چڑھے یہانتک کہ مین ایک اونچی اور ہموار مقام پر پہونچا وہان مین قلمون کی آواز سنتا تہا (فرشتے
اللہ جل جلالہ کے احکام لکہتے اونکی قلمون کے آواز آپ نے سنی قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ فرشتے لوح محفوظ سے
نقل کرتے ہون یا اور کچھہ لکہتے ہون جو اللہ جل جلالہ اونسے لکھواتا ہو حالانکہ اوسکو لکہنے کی حاجت نہین وہ کسی
چیز کو نہین بہولتا) ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر اللہ تعالی نے میری
امت پر پچاس نمازین (ہر دن رات مین مسلم) فرض کین مین یہ حکم لیکر لوٹا یہانتک کہ حضرت موسی ؑ پر گذرا اونہون نے
کہا اللہ تعالی نے کیا فرض کیا تمہارے لیے تمہاری امت پر مینے کہا پچاس نمازین فرض کین حضرت موسے نے کہا
تم لوٹ جاؤ اپنے مالک کے پاس اسلیے کہ تمہاری امت اتنی نمازین پڑہنے کی طاقت نہین رکہتے مین لوٹ گیا (اور مالک
سے عرض کیا تخفیف کیلیے) مالک نے ایک حصہ معاف کردیا **ف** اس حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر کے
معنے آدہی کے بہی آتے ہین لیکن یہان آدہے کے معنے نہین بنتا کس لیے کہ مالک بن صعصعہ کی روایت مین ہے کہ
حق تعالی نے دس نمازین معاف کردین اور ایسا ہی شریک نے روایت کیا اور ثابت کی روایت
مین ہے کہ پانچ نمازین گہٹا دین پہر اسیطرح پانچ پانچ کی تخفیف ہوتی رہی یہانتک کہ پانچ نمازین رہ گئین
ت پہر مین لوٹا حضرت موسی ؑ کے پاس اور کہا کہ اللہ تعالے نے ایک حصہ معاف کردیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے

مالک کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو طاقت نہین (اتنی سبی نمازین پڑہنے کی) مین پہر لوٹا پہر میرے مالک نے ایک حصہ معاف کر دیا پہر مین حضرت موسیٰ کیطرف لوٹا انہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے مالک کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی نمازون کی طاقت نہین مین لوٹا اپنے مالک کیطرف آخر مالک نے فرمایا وہ پانچ نمازین ہین (شمار مین) اور وہ (ثواب مین) پچاس ہین میرے یہان بات نہین بدلتی پہر مین لوٹا حضرت موسیٰ ع کے پاس انہون نے کہا لوٹ جا اپنے مالک کے پاس (اور پانچ سے بہی کم کرا) مین نے کہا اب مجہے شرم آتی ہے اپنے مالک سے ف کرمانی نے شطر کے معنے نصف کہے اور یہ کہا کہ پہلی بار مین پچاس کی آدہی پچیس کی معافی ہوئی دوسری بار مین پچیس کی آدہی تیرہ کی اسطرح سے کہ کسر کا ایک سالم رکہہ لیا تیسری بار مین تیرہ کی آدہی سات کی کسر کو ایک سالم رکہہ کر تو کل ۴۵ کی معافی ہوئی اور پانچ نمازین رہ گئین یہ توجیہ اگرچہ عمدہ ہے اور باریک ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث مین تیسری بار کچہ معاف کرنا مذکور نہین ہے اور اسکا جواب یون دے سکتے ہین کہ شاید معافی کا ذکر تیسری بار مین اختصار کے لیے چھوڑ دیا اور یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری روایت کی یہ توجیہ خلاف ہے کیونکہ اوس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے حافظ نے کہا وہ روایت صحیح اور ثابت ہے تو باقی روایتون کو اسی پر محمول کرنا چاہیے ابن منیر نے کہا جب پانچ نمازین رہ گئین تو آپ اسکے بعد عرض کرنے سے شرماے کس لیے کہ اللہ تعالیٰ پانچ پانچ کم کرتا جاتا تہا بس آپ یہ سمجہے کہ اگر اب پہر درخواست کرونگا تو گویا یہ مطلب ہوگا کہ بالکل نماز معاف کر دیجاوے اور اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ پانچ نمازون کے سوا اور کوئی نماز فرض نہین ہے جیسے وتر وغیرہ ت پہر جبرئیل مجہکو ساتہ لیکر چلے یہانتک کہ سدرۃ المنتہےٰ تک مجہکو پہونچایا ف سدرۃ المنتہےٰ ایک درخت ہے بیری کا تمام آسمانون کے اوپر اور مسلم مین ہے کہ وہ چھٹے آسمان مین ہے تو احتمال ہے کہ جڑ اوسکی وہان ہو اور شاخین ساتوین آسمان کے اوپر تک ہون اور منتہےٰ اسکو اسلیے کہتے ہین کہ فرشتون کا علم اوس سے آگے نہین بڑہتا اور اسکے آگے کوئی نہین گیا سوا حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہان ٹہیرتا ہے یا جو نیچے سے جاتا ہے یا شہیدون کے ارواح وہان جاکر ٹہیر جاتے ہین یا مومنین کی ارواح پہر ملائکہ اونکے لیے دعا کرتے ہین یا اون پر رحمتین اترتی ہین (قسطلانی) ت اسکو ڈہانپ لیا تہا کئی رنگون نے مین نہین جانتا وہ کیا تہے پہر مجہکو جنت مین لیگئے دیکہا تو اوسمین گنبذ ہین (یا ہار اور مالے) موتیون کے اور اوسکی مٹی مشک ہے ف یعنی اوسکی مٹی مین سے مشک کی خوشبو آتی ہے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو حج اور بدء الخلق اور انبیاء اور کلام مین نکالا اور مسلم نے ایمان مین اور ترمذی نے تفسیر مین اور نسائی نے صلوٰۃ مین **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا

مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضؓ نے کہا اللہ تعالی نے جب نماز فرض کی تو سفر اور حضر دونون مین دو دو رکعتین فرض کی تھین پہر سفر مین تو اوتنی ہی نماز رہی اور حضر مین نماز بڑہا دی گئی **ف** ابن اسحاق کی روایت مین اتنا زیادہ ہے مگر مغرب کہ وہ پہلی ہی تین رکعت کی تہی اور نکالا اسکو امام احمد نے ابن اسحق کے طریق سے اور مؤلف نے کتاب الہجرۃ مین نکالا کہ فرض ہوئی نماز دو رکعتین پہر حضرت صؐ نے ہجرت کی تو چار رکعتین ہو گئین حافظ نے کہا اسحدیث سے حنفیہ نے حجت لی اور کہا کہ سفر مین قصر کمال ہے نہ رخصت اور اُن کے مخالفین نے حجت لی اس آیت سے فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ یعنے تم پر گناہ نہین نماز کا قصر کرنا اور ظاہر ہے کہ گناہ نہ ہونا اور قصر ان دونو لفظون سے یہ نکلتا ہے کہ یہ رخصت ہے اور حدیث مین ہے کہ یہ صدقہ ہے اللہ کا اسکو قبول کرو اس سے بہی رخصت ہونیکا ثبوت ہے اور حضرت عائشہ کی اسحدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ قول ہے اونکا مرفوع نہین ہے اور جسوقت نماز فرض ہوئی وہ حاضر نہ تہین ایسا ہی کہا خطابی نے اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مضمون عقل سے معلوم نہین ہو سکتا تو حکما مرفوع ہے اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ حضرت عائشہ نماز کی فرضیت کو وقت حاضر نہ تہین تب بہی یہ حدیث مرسل ہو گی صحابی کی اور صحابی کی مرسل حجت ہے البتہ معارض ہے اسکے وہ جو مسلم نے نکالا ابن عباس سے کہ حضر مین چار رکعتین فرض ہوئین اور سفر مین دو رکعتین اور حنفیہ کو دوسری طرح سے الزام ہو سکتا ہے کہ اون کی نزدیک جب صحابی کی رائے روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت حجت نہین اور یہان حضرت عائشہ سے یہ ثابت ہے کہ وہ سفر مین پوری نماز پڑہتی تہین اور حنفیہ کے طرف سے دونون کا جواب یون ہو سکتا ہے کہ ابن عباس کی روایت حضرت عائشہ کی روایت کی خلاف نہین ہے جیسے آگے آویگا اور اتمام حضرت عائشہ کا اس بنا پر تہا جو عروہ نے روایت کیا کہ اونہون نے حضرت عائشہ سے پوچہا سفر مین نماز پوری پڑہنے کو اونہون نے وہ تاویل کی جو حضرت عثمان نے کی تہی کہ یہ سفر ہی نہین ہے پس رائے اونکی روایت کی خلاف نہ ہوئی حافظ نے کہا مجہے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ پہلے معراج کی رات مین نمازین دو دو رکعت فرض ہوئین سوا مغرب کی نماز کے پہر ہجرت کے بعد سب نمازین بڑہا دی گئین سوا فجر کے جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضر اور سفر کی دو دو رکعتین فرض ہوئین پہر جب حضرت صؐ مدینہ کو تشریف لائے اور آپکو اطمینان ہوا تو حضر مین دو دو رکعتین بڑہا دی گئین اور فجر کی نماز طول قرات کی وجہ سے اوتنی ہی رہی اور مغرب کی بہی کیونکہ وتر ہے دن کا پہر جب

تین نمازین چار چار رکعت کی ہو گئین تو سفر کی آیت اتری اور دو دو ان مین کم کر دی گئین مغرب مین اور ہو ید ہے اسکو وہ جو ابن اثیر نے شرح مسند مین کہا کہ نماز کا قصر ہجرت کے چوتھی سال ہوا اور بعضون نے کہا ربیع الآخر کو دوسرے سال مین ہجرت کے اور بعضون نے کہا ہجرت کے چالیس دن بعد اب ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ اسرے سے پہلے کوئی نماز فرض نہ تہی الارات کی نماز اسکی کوئی حد معین نہ تہی اور حربی نے کہا کہ فرض تہی دو رکعتین صبح کو اور دو رکعتین تیسرے پہر کو اور شافعی نے بعض علماسے نقل کیا کہ رات کی نماز فرض تہی پہر منسوخ ہو گئی فرضیت اسکی فاقرؤا ما تیسر منہ سے اور محمد بن نصر مروزی نے اسکا انکار کیا اور کہا یہ آیت تو مدینہ مین اوتری اور اسرا مکہ مین تہا بہت پہلی (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا مالک اور احمد اور شافعی یہی کہتے ہین کہ سفر مین قصر رخصت ہے اور فائدہ اس اختلاف کا جب پیدا ہوگا کہ مسافر پوری نماز پڑہے تو ہمارے نزدیک دوسرا دوگانہ بہی فرض ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک وہ نفل ہوگا انتہے اس باب کے متعلق اور حدیثین امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے انس بن مالک سے انہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نمازین فرض ہوئین اسرا کی رات مین پچاس نمازین پہر کم کی گئین یہانتک کہ پانچ رکہین پہر آواز دی گئی ای محمدؐ میرے پاس بات نہین بدلتی اور تجہکو ان پانچ نمازونکے بدل پچاس نمازونکا ثواب ملیگا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا ہے کہ جو شخص عمداً نماز ترک کرے اسکو قتل کرنا چاہیے اور اس پر دلیل لی ابن عمر کی اور ابو سعید کی حدیثون سے جو صحیح بخاری مین موجود ہین اسلیے ہم نے اونکو بیان نہین کیا اور دلیل لی عبید اللہ بن عدی کی حدیث سے کہ ایک مرد انصاری نے اون سے حدیث بیان کی وہ حضرتؐ کے پاس آئے اور آپکے کان مین عرض کرتے تہے اجازت چاہتے تہے آپ سے ایک منافق کے قتل کی تو آپ نے پکار کر فرمایا کیا وہ اس بات کی گواہی نہین دیتا کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین انصاری نے کہا کیون نہین لیکن اسکی گواہی نہین (یعنے صحیح نہین کیونکہ دل سے اسکو یقین نہین) آپ نے فرمایا کیا وہ گواہی نہین دیتا اس بات کی کہ حضرت محمدؐ اوسکے رسول ہین انصاری نے کہا کیون نہین لیکن اسکی گواہی نہین آپنے فرمایا کیا وہ نماز نہین پڑہتا انصاری نے کہا کیون نہین اور اسکی نماز نہین آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہین (یعنے جو توحید اور رسالت کے قائل ہون اور نماز پڑہین) اونکے قتل سے اللہ نے ہمکو منع کیا نکالا اسکو امام شافعی اور احمد نے اپنے مسندون مین اور مالک نے موطا مین شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ لوگون سے ظاہر پر معاملہ کرنا چاہیے اور دل کے حال کو کرید نا اور اسکی تفتیش کرنیکا حکم ہمکو نہین اور اسی لیے آپنے اسامہ سے فرمایا جب انہون نے کہا کہ اس کافر نے کلمہ پڑہا تقیہ یعنے جان بچانے کے لیے کہ تو نے اسکا دل چیر کر دیکہا اور حضرتؐ کا دائمی طریقہ یہ تہا کہ آپ ظاہر حال کا اعتبار کرتے آپ نے حضرت عباس سے فرمایا

جو شخص عمداً نماز ترک کرے اسکو قتل کرنا

جب اونہون نے بدر کے دن کہا کہ مجہپر جبر ہوا تہا کہ تمہارا ظاہر ہمپر ہے اور اسیطرح فرمایا کہ مین جو سنتا ہون اوسکے مطابق فیصلہ کرتا ہون پہر اگر مین کسیکو اوسکے بہائی کا مال دلادون تو وہ نہ لیوے مین اوسکو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہون اور فرمایا کہ ہم حکم کرتے ہین ظاہر پر اور یہ حدیث اگرچہ معتبر طریق سے ثابت نہین لیکن اوسکے کئی شاہد صحیح ہین انتہے مختصرا اور بیہقی اور نسائی نے نکالا انس بن مالک سے جب حضرت صلعم کی وفات ہوگئی تو عرب کے لوگ اسلام سے پہر گئے عمر رض نے کہا اے ابوبکر تم کیونکر لڑوگے عربون سے ابوبکر رض نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اسبات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین اور مین اللہ کا رسول ہون اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوۃ کو شوکانی نے کہا اس کے راوی سب صحیح کے راوی ہین سوا عمران ابو العوام کے وہ بہی سچا ہے لیکن وہم کرتا ہے امام ہمام ابن قیم حنبلی نے کتاب الصلوۃ مین کہا کہ مسلمانون کا اسمین اختلاف نہین ہے کہ فرض نماز کا عمدا ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ کے نزدیک یہ گناہ ناحق خون کرنے اور ناحق مال لینے اور زنا اور چوری اور شراب پینے سے بہی زیادہ ہے اور ایسا کرنیوالا اللہ کے عذاب اور غصے کے لائق ہے اور اختلاف کیا ہے انہون نے اسمین کہ تارک الصلوۃ قتل کیا جاویگا یا نہین اور کیونکر قتل کیا جاویگا اور وہ کافر ہے یا نہین تو سفیان بن سعید ثوری اور ابو عمرو اوزاعی اور عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید اور وکیع بن الجراح اور مالک بن انس اور محمد بن ادریس شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اونکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا اب جمہور علما نے یہ کہا کہ تلوار سے اوسکی گردن ماری جاویگی اور بعض شافعیہ نے کہا کہ اوسکو لکڑی سے مارینگے یہانتک کہ نماز پڑہے یا مرجاوے اور ابن شریح نے کہا تلوار اوسکے کونچ دینگے یہانتک کہ مرجاوے کیونکہ یہ عمدہ ہے اوسکی تنبیہ کے لیے اور اس مین زیادہ امید ہے اوسکے تائب ہونے کی اور جمہور یہ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نے احسان فرض کیا ہے ہر ایک شی مین تو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور تلوار سے گردن مارنا اچھا قتل ہے جس سے جان جلدی نکل جاتی ہے اور اللہ سبحانہ نے کفار اور مرتدین کے لیے گردن مارنا ٹہرایا نہ تلوار سے کونچنا اور زانی کو جو پتہر سے مارنیکا حکم دیا وہ اسلیے کہ اوسکے تمام بدن کو تکلیف پہونچے کیونکہ اوسکے تمام بدن نے حرام سے لذت اوٹہائی ہتی اور اس سزا مین یاد دلانا ہے اس سزا کو جو اللہ تعالی نے حضرت لوط کی قوم کو دی تہی پتہر برسائے تہے اونپر بدکاری کیوجہ سے اور ابن شہاب زہری اور سعید بن المسیب اور عمر بن عبد العزیز اور ابو حنیفہ اور داؤد بن علی اور مزنی کا یہ قول ہے کہ تارک الصلوۃ کو قید کرینگے یہانتک کہ مرجاوے یا توبہ کرے اور قتل نہ کرینگے ان لوگون نے دلیل لی اس سے جو ابوہریرہ نے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ لا الہ الا اللہ کہین پہر جب انہون نے

یہ کہا تو بچا لیا اونہون نے مجھسے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور صحیحین
مین مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کسی مسلمان مرد کا خون کرنا درست نہین جو گواہی دیتا ہو لا الہ الا
اللہ اور محمد رسول اللہ کے مگر تین باتون کی وجہ سے ایک تو یہ کہ ثیب ہو کر زنا کرے دوسرے کسیکو قتل کرے اوسکے بدلے
مارا جاوے تیسرے یہ کہ اپنے دین سے پھر جاوے اور جماعت کو چھوڑ دیوے اور ان لوگون نے یہ بھی کہا کہ نماز مثل اور عملون
کے ہے جیسے روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور انکے ترک سے آدمی قتل نہین کیا جاتا پس نماز کے ترک سے بھی قتل نہ کیا
جاویگا جو لوگ اوسکے قتل کے قائل ہین وہ دلیل لیتے ہین اس آیت سے کہ قتل کرو مشرکون کو جہان تم پاؤ اور پکڑو انکو
اور روکو انکو اور بیٹھو انکے لیے ہر ناکے مین پھر اگر توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوٰۃ دیوین تو چھوڑ دو انکو تو حکم
دیا اللہ پاک نے اونکے قتل کا یہانتک کہ وے توبہ کرین شرک سے اور نماز پڑھین اور زکوٰۃ دیوین اور جو شخص یہ
کہتا ہے کہ تارک الصلوٰۃ کو قتل نہ کرینگے اوسکے مذہب پر یہ لازم آتا ہے کہ جو کوئی شرک سے توبہ کرلے وہ قتل
نہ کیا جاویگا اگرچہ نماز نہ پڑھے اور نہ زکوٰۃ دیوے اور یہ خلاف ہے ظاہر قرآن کے اور صحیحین مین ابو سعید خدری سے
مروی ہے کہ حضرت علی رضہ نے یمن سے حضرت صلعم کے پاس کچھ سونا بھیجا آپ نے اسکو تقسیم کیا چار آدمیون مین ایک
شخص (مردود) بولا یا رسول اللہ خدا سے ڈرو آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری کیا مین تمام زمین والون سے زیادہ
نہین اللہ سے ڈرنے ہین پھر وہ شخص (خانہ خراب) پیٹھ موڑ کر چلا خالد بن ولید (سیف الاسلام) نے عرض کیا
یا رسول اللہ کیا مین اسکی گردن ماردون آپ نے فرمایا نہین شاید وہ نماز پڑھتا ہو خالد نے کہا کتنے نمازی ایسے ہین
کہ زبان سے جو کہتے ہین وہ اونکے دل مین نہین ہے حضرت صلعم نے فرمایا مجھے حکم نہین ہوا لوگون کے دل کریدنیکا
نہ اونکے پیٹ چاک کرنیکا تو حضرت صلعم نے قتل کا مانع نماز پڑھنا قرار دیا اس سے یہ نکلا کہ جو نماز نہ پڑھے وہ قتل کیا
جاویگا اور اسی لیے دوسری حدیث مین فرمایا کہ منع کیا گیا ہون نمازیون کے قتل سے اور جو لوگ نمازی نہ ہون
اونکا قتل ممنوع نہ ہونے پر عبید اللہ بن عدی کی حدیث دلالت کرتی ہے (جو ابھی گذری) اور صحیح مسلم مین مروی ہے
ام سلمہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اوپر امیر مقرر ہونگے تو تم اونکی باتین اچھی بھی دیکھو
گے اور بری بھی پھر جسنے بری بات کو برا کہا وہ اپنے حق سے اوترا اور جسنے اوسکو برا جانا (دل مین) وہ بھی سلامت
رہا لیکن جو راضی ہو گیا اور انکی پیروی کرنے لگا (وہ تباہ ہوا) لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم انسے
لڑین نہین آپ نے فرمایا نہین جب تک وہ نماز پڑھین اور صحیحین مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ حضرت صلعم نے
فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین اور بیشک

محمد اللہ کے رسول ہین اور نماز ادا کرین اور زکوۃ دیوین جب اونہون نے ایسا کیا تو بچا لیا اونہون نے مجھسے اپنی جانون اور مالون کو مگر اسلام کے حق سے اور اونکا حساب اللہ پر ہے اور اسحدیث سے دو طرح دلیل لے سکتے ہین ایک یہ کہ حکم ہوا اُنسے لڑنے کا جبتک وہ نماز نہ پڑہین دوسرے یہ کہ فرمایا مگر اسلام کے حق سے اونکا قتل جائز ہے اور نماز تو اسلام کے تمام حقوق مین بڑی ہے اور امام احمد اور ابن خزیمہ نے نکالا اپنے صحیح مین ابو ہریرہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وے گواہی دیوین کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوۃ کو تو حرام ہو گئے مجھپر خون اونکے اور مال اونکے اور حساب اونکا اللہ پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اونسے لڑنیکا حکم ہے جب تک وہ نماز نہ پڑہین اور اُنکی جان اور مال شہادتین اور نماز پڑہنے اور زکوۃ دینے کے بعد حرام ہوتے ہین اور اس سے یہ نکلا کہ اوس سے پہلے اونکے جان اور مال حرام نہین ہین بلکہ مباح ہین اور انس بن مالک کیحدیث اس باب مین اوپر گذری اور وہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا نسائی نے اور ان حدیثون سے وہ مطلق حدیثین مقید ہو جاتی ہین جن سے مخالفین نے دلیل لی باوجودیکہ ان حدیثون سے مال اور جان کی عصمت اسوقت ثابت ہوتی ہے جب اسلام کا کوئی حق اونپر نہ ہو اور نماز تو سب حقوق سے زیادہ موکد حق ہے اور ابن مسعود کیحدیث کہ مسلمان کا خون درست نہین مگر تین مین ایک بات سے تو وہ ہماری حجت ہے کیونکہ تیسرا شخص اوس مین وہ ہے جو اپنا دین چھوڑ دیوے اور نماز تو دین کا بہت بڑا رکن ہے خاصکر جب ہم تارک الصلوۃ کو کافر کہین تو اوسنے دین کو بالکل چھوڑ دیا اور جو کافر نہ کہین جب بہی اوسنے دین کو چھوڑ دیا کیونکہ دین کے ستون کو چھوڑ دیا امام احمد نے کہا حدیث مین آیا ہے اسلام مین اُسکا کوئی حظ نہین جسنے نماز کو چھوڑ دیا اور حضرت عمر رض تمام ملکون مین لکہتے تہے کہ تمہارے تمام کامون مین زیادہ اہم میرے نزدیک نماز ہے جسنے اُسکی محافظت رکہی اوسنے اپنے دین کی حفاظت کی اور جسنے اوسکو ضائع کیا اوسنے اوسکے سوا اور کامون کو زیادہ ضائع کیا اور اسلام مین اُسکا حظ نہین ہے جس نے نماز چہوڑدی امام احمد نے کہا تو ہر ایک شخص جو نماز کو ہلکا سمجھے اور اُسکی توہین کرے اوسنے اسلام کو ذلیل سمجہا اور اُسکی توہین کی اور مسلمانون کا حصہ اسلام مین اونکی نماز کے موافق ہے اور اُنکی رغبت اسلام مین نماز کی رغبت کی موافق ہے تو پہچان اپنے تئین ای بندی اللہ کے اور ڈر تو ایسا نہ ہو کہ اللہ سے ملے اور تیرا اسلام بے قدر ہو کیونکہ اسلام کی قدر تیرے دل مین اتنی ہی ہے جتنی نماز کی قدر تیرے دل مین ہو اور حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے اور جب ستون گر جاوے تو ڈیرہ بہی گر جاتا ہے اور میخین اور رسیان کچہہ کام نہین آتین یہی نسبت نماز کو اسلام سے اور

ایک حدیث مین ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے دن آدمی کا عمل جو پوچھا جاویگا وہ نماز ہوگی پہر اگر اسکی نماز قبول ہوگئی تو باقی عمل بہی قبول ہو جاوینگے اور جو نماز نامقبول ہوئی تو تمام اعمال نامقبول ہونگے تو نماز کے نکل جانے کے بعد نہ اسلام رہیگا نہ دین یہ سب امام احمد کا کلام ہے اور نماز اسلام کے فرضون مین پہلی فرض ہے اور دین مین سب سے اخیر وہ گم ہوگی ہے اور جس چیز کا اول اور آخر چلا جاوے تو وہ گویا کل چلی گئی امام احمد نے کہا جس شے کا آخر دور ہو جاوے تو گویا وہ ساری شے چلی گئی پہر جب آدمی کی نماز چلی گئی تو اوسکا دین چلا گیا اور مقصود یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی حدیث قوی دلیلون مین سے ہے تارک الصلوۃ کے قتل پر اب جو لوگ تارک الصلوۃ کے قتل کے قائل ہین اونہون نے اختلاف کیا اگر کہ اوس سے توبہ لیجاویگی یا نہین تو مشہور یہ ہے کہ اوس سے توبہ کرائی جاویگی اگر توبہ کرلے تو چھوڑ دیا جاویگا ورنہ قتل کیا جاویگا یہی قول ہے شافعی اور احمد کا اور یہی ایک قول ہے امام مالک کے مذہب مین اور ابو بکر طرطوسی نے اپنی تعلیق مین کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ اوس سے کہا جاویگا نماز پڑہ جب تک وقت باقی ہو پہر اگر پڑہے تو چھوڑ دیا جاویگا اور جو نہ پڑہے یہانتک کہ وقت گذر جاوے تو قتل کیا جاویگا اور اوس سے توبہ لیجاویگی یا نہین تو ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ توبہ لیجاوے گی پہر اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ قتل کیا جاویگا اور بعضون نے کہا اوس سے توبہ نہ لیجاویگی کیونکہ یہ ایک حد ہے حدون مین سے جو قائم کیجاویگی اسپر تو وہ توبہ سے ساقط نہ ہوگی جیسے زنا یا چوری کی حد وہ ساقط نہ ہوگی توبہ سے جب حاکم تک پہونچ جاوے اور جو کہتا ہے کہ تارک الصلوۃ کا قتل کفر کیوجہ سے ہی اوسکے نزدیک وہ مرتد کے مثل ہے اور مرتد جب پہر مسلمان ہو جاوے تو وہ قتل نہ کیا جاویگا طرطوسی نے کہا اور یہی حکم ہے وضو اور غسل جنابت کا اور روزے کا ہمارے نزدیک تو جب کوئی کہے مین وضو نہین کرتا اور جنابت کا غسل نہین کرتا اور روزہ نہین رکہتا تو وہ قتل کیا جاویگا اور اوس سے توبہ نہ لیجاویگی خواہ وہ ان چیزونکا فرض ہونا اپنے اوپر تسلیم کرتا ہو یا اونکی فرضیت کا انکار کرتا ہو انتہی ابن قیم نے کہا کہ تارک الصلوۃ قتل نہ کیا جاویگا جب تک وہ بلایا نہ جاوے گا نماز پڑہنے کیلیے پہر اگر نہ پڑہے تو قتل کیا جاویگا اور نہ پڑہنا اوسوقت معلوم ہوگا جب وقت نماز کا گذر جاوے اور وہ بلا عذر نہ پڑہے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ ایک نماز کے ترک سے قتل کیا جاویگا یا دو یا تین نمازون کی ترک سے تو سفیان ثوری اور مالک نے کہا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے کہ ایک نماز کی ترک سے قتل کیا جاویگا اور یہی ظاہر مذہب ہے شافعی اور احمد کا اور دلیل اس قول کی وہ حدیثین ہین جو اوپر گذرین تارک الصلوۃ کے قتل مین اور امام احمد نے اپنے مسند مین معاذ بن جبل سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا جس نے فرض نماز عمدًا ترک کی تو اللہ کا ذمہ اوس سے اوٹھ گیا اور عبد الرحمان بن ابی حاتم نے اپنے سنن مین نکالا ابو الدردا سے کہ وصیت کی مجہکو ابو القاسم نے یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نماز کو عمدًا ترک نہ کرون پہر جسنے

فصل تارک الصلوٰۃ کافر ہے یا نہیں

اوسکو عمداً ترک کیا تو اسکا ذمہ اوس سے اوٹھ گیا اور تین نمازون کے ترک کی قید پر کوئی دلیل نہین نص اور اجماع سے اور ابو اسحاق نے امام احمد کے اصحاب مین سے یہ کہا کہ جس نماز کو ترک کرے اگر وہ ایسی نماز ہو جو جمع کی جاتی ہے اپنے بعد والی نماز کے ساتھ جیسے ظہر اور مغرب تو قتل نہ کیا جاویگا جب تک بعد والی نماز کا وقت نہ گذر جاوے اور جو ایسی نماز ہو کہ اپنے بعد والی کے ساتھ جمع نہین کیجاتی جیسے فجر اور عصر اور عشا تو قتل کیا جاویگا صرف اوسیکی ترک سے اور اسحاق نے یہ قول عبد اللہ بن مبارک یا وکیع بن الجراح سے نقل کیا ہے ابن قیم نے کہا ابو اسحٰق کا قول زیادہ قوی ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ وقت دو نمازون کا ہے تو شبہہ ہو گیا اسقاط قتل کے لیے اور منع کیا حضرت نے اون امرا کے قتل سے جو نماز کو تاخیر کرین اپنے وقت سے اور وہ تاخیر کرتے تھے ظہر مین عصر کے وقت تک انتہی مختصراً شوکانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا جب نماز کے لیے بلایا جاوے پھر وہ نہ مانے اور کہے مین نماز نہین پڑھتا یہان تک کہ نماز کا وقت گذر جاوے تو اسکا قتل واجب ہوگا اسیطرح جو وضو یا غسل یا استقبال قبلہ یا ستر عورت کو ترک کرے یا اور کسی رکن یا شرط کو انتہے ابن قیم نے کہا اب تارک الصلوٰۃ کو قتل کا حکم دینے والون نے اختلاف کیا ہے کہ وہ اسطرح قتل کیا جاویگا جیسے ڈاکو اور زانی قتل کیا جاتا ہے یا اسطرح سے جیسے مرتد قتل کیا جاتا ہے اور زندیق (بیدین ملحد نیچر) امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد کیطرح قتل کیا جاویگا اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عامر شعبی اور ابراہیم نخعی اور اوزاعی اور ایوب سختیانی اور عبد اللہ بن مبارک اور اسحٰق بن راہویہ اور ابن حبیب کا مالکیہ مین سے اور ایک روایت شافعی سے بھی ایسی ہے اور ابن حزم نے اسکو نقل کیا حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور عبد الرحمن بن عوف اور ابو ہریرہ وغیرہم صحابہ سے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ بطریق حد کے قتل کیا جاویگا نہ کفر کی وجہ سے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابن بطہ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے شوکانی نے کہا جو نماز کے وجوب کا انکار کرے وہ تو بالاتفاق سب کے نزدیک کافر ہے مگر جب نو مسلم ہو یا اوسکو مسلمانون سے خلط نہ ہوا ہو اور نماز کا حکم اوسکو نہ پہونچا ہو اور جو شخص نماز کے وجوب کا قائل ہو لیکن سستی اور کاہلی سے اوسکو ترک کرے جیسے بہت لوگ ایسا کرتے ہین تو اوسکے باب مین علما کا اختلاف ہے عترت اور جمہور سلف اور خلف اور مالک اور شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہو جاویگا پھر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاویگا حداً جیسے زانی محصن قتل کیا جاتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ تارک الصلوٰۃ تلوار سے قتل کیا جاویگا اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے اور امام احمد بن حنبل سے اور یہی قول ہے ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے بعض شافعیہ نے اور ابو حنیفہ اور ایک جماعت

اہل کوفہ اور مزنی شاگرد شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاویگا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑہے شوکانی نے کہا حق یہ ہے کہ وہ کافر ہے قتل کیا جاویگا

اُن لوگوں کے دلائل جو تارک الصلوۃ کو کافر نہیں کہتے

بہت ہیں پہلے قول اللہ تعالی کا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ تعالی نہیں بخشیگا شرک کو اور شرک سے کم جسکو چاہے بخشدیگا اور ظاہر ہے کہ نماز کا ترک شرک نہیں ہے اور جب شرک نہوا تو اسکی مغفرت ہو سکتی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ کفر بھی نہیں ہے کیونکہ کافر کی مغفرت نہوگی اور جواب یہ ہے کہ شرک سے مراد اس آیت مین کفر ہے تو تارک الصلوۃ کی بھی مغفرت نہ ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ شرک سے شرک حقیقی مراد ہو اور کفر کے بعض انواع کی مغفرت ممکن ہے علاوہ اسکے یہ آیت مخالفین پر حجت ہے اس صورت مین جب کوئی نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ اونکے نزدیک بھی کافر ہے مگر آیت سے اسکی مغفرت ممکن معلوم ہوتی ہے پھر جو جواب وہ دینگے وہی ہم بھی دینگے دوسرے وہ جو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور مالک اور ابن حبان اور ابن السکن نے نکالا ابن محیریز سے کہ ایک شخص نے بنی کنانہ مین سے جسکو مخدجی کہتے تہے ایک شخص سے سنا شام کے ملک مین جسکو ابو محمد کہتے تہے کہ وتر واجب ہے تو مخدجی نے کہا مین عبادہ بن صامت کے پاس گیا اون سے بیان کیا عبادہ نے کہا جہوٹھہ کہا ابو محمد نے (کہ وتر واجب ہے حالانکہ وہ واجب نہین) مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے پانچ نمازین ہین جنکو اللہ تعالی نے فرض کیا ہے اپنے بندونپر جو اونکو ادا کرے اور ان مین سے کسیکو ضائع نہ کرے (تاخیر سے یا شرائط اور آداب مین خلل کرنے سے) اون کو ہلکا سمجھکر تو اللہ تعالی کے پاس اسکا عہد ہوگا کہ اوسکو جنت مین لیجاویگا اور جو اون کو ادا نہ کرے تو اسکا کوئی عہد اللہ کے پاس نہین ہے اگر چاہے اسکو عذاب کرے اور اگر چاہے تو اسکو بخشدیوے ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے اور مالک سے اس مین اختلاف نہین ہوا لیکن مخدجی مجہول ہے نہین پہچانا جاتا مگر اسی حدیث سے قشیری نے کہا ابن عبد البر نے اسکو صحیح کہا باوجودیکہ مخدجی مجہول ہے اور ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا اور اسکا ایک شاہد ہے ابو قتادہ کی روایت سے ابن ماجہ پاس اور کعب بن عجرہ کی روایت سے امام احمد کے پاس اور ابو داؤد نے اسکو روایت کیا صنابحی سے کہا کہ ابو محمد نے گمان کیا کہ وتر واجب ہے پھر عبادہ بن صامت نے کہا اخیر تک اور مخدجی کا نام رفیع ہے اور ابو محمد کا مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن عثمان بن مالک بن نجار ہے اور بعضون نے کہا مسعود بن زید بن سبیع اوسکا شمار اہل شام مین ہوا ہے اور واقدی اور ایک جماعت نے اسکو اہل بدر مین گنا ہے اور ابن عقبہ نے اسکا ذکر اہل بدر مین نہین کیا اور ایک جماعت نے اسکو صحابہ مین سے گنا ہے اور جہوٹھہ کہا سے مراد یہ ہے کہ اونہون نے غلطی کی اس مسئلہ مین کہ وتر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ مغفرت بعض اقسام کفر کی ممکن ہے اور شاید ترک صلوۃ بھی اسی قسم کا کفر ہو جیسے اوپر

گذرا تیسری دلیل ترمذی اور ابوداؤد اور احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے نکالا ابوہریرہ رضہ سے مین نے سنا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ فرض نماز ہے اگر اوسکو پوری طرح ادا کیا ہے تو خیر ورنہ کہا جاویگا دیکھو اوسکے پاس کچھ نفل ہین پہر اگر نفل ہوگا تو اوس سے فرض پوری کیجاویگی پہر سارے فرض عملون سے ایسا ہی کیا جاویگا شوکانی نے کہا اسحدیث کو ابوداؤد نے تین متصل طریقون سے نکالا ابوہریرہ تک دو طریقون سے اور ایک طریقہ مین تمیم داری سے اور کسی طریقہ مین طعن نہین۔ - - - - - - -

اور ابوداؤد نے اوسپر کلام نہین کیا نہ منذری نے جس سے اوسکا ضعف نکلے اور نسائی کا اسناد جید ہے اور اوسکی راوی صحیح کے راوی ہین جیسے عراقی نے کہا اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان نے اور نکالا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح الاسناد ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اس باب مین تمیم داری سے مروی ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ کے پاس مانند ابوہریرہ کیحدیث کی عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا اسکا اسناد صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور طبرانی نے اوسط مین انس سے اور ابوسعید سے عراقی نے کہا ہم نے اسکو طیوریات مین روایت کیا سلفی کے انتخاب مین اور اسکی اسناد مین حصین بن مخارق ہے دارقطنی نے اسکو نسبت دی وضع کیطرف اور امام احمد نے اسکو نکالا مسند مین ایک صحابی سے اوسکا نام نہین لیا اور اسحدیث سے مخالفین یون استدلال کرتے ہین کہ نماز کا پورا نہ کرنا عام ہے خواہ اوسکے شرائط اور آداب کو پورا نہ کیا ہو یا کوئی نماز بالکل چھوڑ دی ہو پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کفر نہین ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث مین پورا نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ ادا نہین کیا نہ یہ کہ اسکو ترک کر دیا اور اگر عام بہی ہو تو وہی جواب ہے کہ بعض انواع کفر کی مغفرت ممکن ہے واللہ اعلم چوتہی دلیل عبادہ بن صامت کیحدیث ہے صحیحین مین کہ حضرت نے فرمایا جو شخص گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمدؐ اوسکے بندے اور رسول ہین اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اسکی بات ہین جو اوس نے مریم کیطرف ڈالدی اور روح ہین اوسکے طرف سے اور جنت اور دوزخ حق ہین تو اللہ اوسکو جنت مین لیجاویگا چاہے کیسا ہی اسکا عمل ہو پانچوین دلیل انس کیحدیث ہے صحیحین مین کہ حضرت صلعم نے فرمایا اور معاذ آپکے ساتھ سوار تہے کجاوے پر اے معاذ اونہون نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ اور موجود ہون آپ کی خدمت کو تین بار ایسا ہی فرمایا اور معاذ نے ایسا ہی جواب دیا پہر حضرت صلعم نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہین جو گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین ہے اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین مگر اللہ تعالی اوسکو حرام کردیگا دوزخ پر معاذ نے کہا یا رسول اللہ کیا مین لوگون کو اسکی خبر نہ کردون وہ خوش ہوجاوین آپ نے فرمایا اسوقت تو وہ بہروسا

کرلین گے (اس خوشخبری پر اور عمل مین کوشش کرنا چھوڑ دینگے) پھر معاذ نے اس حدیث کو بیان کر دیا اپنے مرتے وقت گنہگار ہونیکے ڈر سے چھٹی دلیل ابوہریرہ کی حدیث ہے صحیح مسلم مین کہ حضرت ص نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا قبول ہوتی ہے جو خاص طور سے اللہ تعالے اونکو عنایت فرماتا ہے اگرچہ پیغمبرون کی اور دعائین بھی اللہ تعالے اپنے کرم سے رد نہین کرتا) تو ہر ایک پیغمبر نے اپنی دعا کرلی (دنیا ہی مین) جلدی سے اور مینے اپنی دعا چھپا رکھی اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن تو میری شفاعت اگر خدا چاہے ہر شخص کے لیے ہوگی میری امت مین سے جو مرا اور اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہو ساتوین دلیل بخاری نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ص نے فرمایا سب سے زیادہ میری شفاعت کا سزاوار وہ ہوگا جس نے لا الہ الا اللہ کہا خلوص کے ساتھ اپنے دل سے آٹھوین دلیل امام احمد نے نکالا مسند مین ابوذر سے کہ حضرت ص قرآن کی ایک آیت کو کھڑے رہکر پڑھتے رہے یہانتک کہ فجر کی نماز کا وقت آگیا اور فرمایا مینے دعا کی اپنی امت کے لیے اور میری دعا قبول کی گئی اور وہ ایسی دعا ہے کہ اگر اوسکی خبر پالین لوگ تو اون مین سے بہت نماز چھوڑ دیوین ابوذر نے کہا مین اسکی خوشخبری نہ دون لوگون کو آپ نے فرمایا ہان دیدے وہ چلے حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ اگر آپ لوگون پاس یہ خبر کہلا بھیجین گے تو وہ عبادت کو چھوڑ کر تکیہ کرلین تو آپ نے پکارا ابوذر کو لوٹ آ وہ لوٹ آئے اور آیت یہ تھی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ نوین دلیل امام احمد کے مسند مین حضرت عائشہ رض سے اونہون نے کہا حضرت ص نے فرمایا اللہ کے پاس تین دفتر ہین (جن مین لوگون کے نام ہین) ایک تو وہ دفتر جسکا اللہ تعالی خیال نہ کرے گا اور ایک دفتر جس مین سے وہ کچھہ نہ چھوڑے گا اور ایک وہ دفتر جسکو نہ بخشیگا تو جس دفتر کو نہین بخشیگا وہ شرک کا دفتر ہے اللہ تعالی نے فرمایا جو اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرے اسپر اللہ تعالی نے جنت کو حرام کر دیا اور وہ دفتر جسکا اللہ تعالی خیال نہ کرے گا وہ بندے کے گناہ ہین جو اوسکے اور اوسکے مالک کے درمیان مین مثلا روزے کو ترک کیا یا نماز کو ترک کیا تو اللہ تعالی اسکو بخشدے گا اور اس سے درگذر فرمادیگا اگر چاہے اور وہ دفتر جسکو اللہ تعالی نہ چھوڑے گا تو وہ بندون کے ظلم ہین آپس مین ایک دوسرے پر اونکا بدلہ ضرور لیا جاویگا دسوین دلیل فرمایا حضرت ص نے جسکا اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت مین جاویگا اور ایک روایت مین یون ہے جو مرے اور وہ جانتا ہو کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین تو وہ جنت مین جاویگا گیارہوین عتبان بن مالک کی صحیح حدیث اس مین یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حرام کر دیا دوزخ پر اسکو جو لا الہ الا اللہ کہے خالص خدا کی رضامندی کے لیے بارہوین شفاعت کی حدیث مین ہے اللہ جل جلالہ فرماویگا قسم ہے میری عزت اور بزرگی کی مین دوزخ سے نکالونگا اسکو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اسی حدیث مین ہے کہ پھر دوزخ سے نکلے گا

وہ شخص جسنے کوئی نیکی نکی ہوگی تیرھوین بطاقہ کیحدیث اوس مین ہے کہ ننانوے دفتر پہیلائے جاوینگے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہانتک نگاہ جاتی ہے پہر ایک بطاقہ یعنے پرچہ نکالا جاویگا اوسمین لا الہ الا اللہ ہوگا وہ بہاری ہوجاویگا اوسکی تمام برائیون پر اور سوا اس پرچہ کے اور کوئی نیکی بیان نہین کی پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کرنے والا کافر نہین ہے ورنہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہتا منتقے مین ہے کہ یہ لوگ اُن حدیثون کا جن مین نماز کے ترک کرنے والے کو کافر کہا ہے یہ جواب دیتے ہین کہ کفر سے مراد نعمت کا انکار ہے یعنی ناشکری یا یہ مراد ہے کہ وہ کفر کے قریب ہوگیا اور یہ طریقہ کا دوسری کئی حدیثون مین لیا گیا ہی جیسے ابن مسعود نے روایت کیا کہ حضرت ؐ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور صحیحین ہی مین ابوذر سے روایت ہی کہ حضرت ؐ فرماتے تہے جو شخص جان بوجہکر اپنا باپ کسی اور کو بنادے وہ کافر ہوگیا اور جو شخص اوس چیز کا دعوے کرے جو اوسکی نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہی اور وہ اپنا ٹہکانا جہنم مین بنالیوے اور امام احمد اور مسلم نے ابوہریرہ سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا دو باتین آدمیون مین ہین وہ کفر ہے ایک تو ذات مین طعن کرنا دوسرے میت پر چلا کر رونا اور امام احمد نے ابن عمر سے کہ عمر قسم کہاتے تہو اپنے باپ کی تو حضرت ؐ نے اونکو منع کیا اور فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی دوسری کی قسم کہائی تو اوس نے شرک کی اور امام احمد نے ابن عباس سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ شراب پیا کرے وہ اگر مر جاویگا تو اللہ سے اسطرح ملیگا جیسے بت پوجنے والا اور صحیح حدیث مین ہی کہ میرے بعد کافر مت بن جانا ایک دوسرے کی گردنین مار کر اور ایک حدیث مین ہے کہ جو غلام اپنے مالکون کے پاس سے بہاگ جاوے اوس نے کفر کیا اور ایک حدیث مین ہی کہ صبح کی میرے بندون نے کافر ہو کر اور مومن ہو کر جسنے کہا پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ مومن ہے میرا اور کافر ہے ستارونکا اور جسنے کہا فلان کارتی کے وجہ سے ہم پر پڑا وہ کافر ہے میرا اور مومن ہے ستارونکا اور ایک حدیث مین ہے جسنے اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سے ایک پر کفر ہوگیا شوکانی نے کہا ان حدیثون کی تاویل کی ضرورت اسیوجہ سے پڑتی ہے جب یہ کہین کہ کوئی کفر نہ بخشا جاویگا اور جو ہم اس کلیہ کو نہ مانین تو تاویل کی ضرورت نہین رہتی اور جسکو حضرت ؐ نے کافر کہا اوسکو ہم بہی کافر کہین گے اور اپنی طرف سے زیادہ نہ بڑہاوین گے اب رہین وہ حدیثین جنمین صرف لا الہ الا اللہ کہنے والے کو جنتی کہا ہے تو تمام مسلمانون نے سلف اور خلف اور اشعریہ اور معتزلہ وغیرہم نے اسپر اجماع کیا ہے کہ مراد ان حدیثون سے یہ ہی کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے ایمان کے اور سب شرائط اور ارکان کو مانکر اور فرائض کو بجالاوے اور کبیرہ گناہون سے بچے پس یہ حدیثین اُن لوگون کی حجت نہ ہونگی جو تارک الصلوۃ کو کافر نہین کہتے اب جو لوگ تارک الصلوۃ کو کافر کہتے ہین

انکی دلیل یہ حدیثین اور آیتین ہین امام ابن قیم نے کہا کہ جن صحابہ سے مخالفین نے تارک الصلوٰۃ کے کافر نہ ہونے کی حدیثین
نقل کی ہین وہ وہی صحابہ ہین جنسے تارک الصلوٰۃ کا کافر ہونا منقول ہے ابن حزم نے کہا حضرت عمر اور عبد الرحمن بن عوف
اور معاذ بن جبل اور ابوہریرہ وغیرہم سے یہ ثابت ہے کہ جسنے ایک فرض نماز ترک کی عمدًا یہانتک کہ اوسکا وقت گذر گیا
تو وہ کافر مرتد ہے اور کسی صحابی سے اسکے خلاف منقول نہین بلکہ تارک الصلوٰۃ کے کفر پر کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ
سے بہت دلائل ہین (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا ہم مسلمانون کو گنہگارون کی مثل کر دین تمہین کیا ہوا ہے کیسا
فیصلہ کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جسکو تم پڑہتے اخیر تک یہان تک کہ فرمایا جسدن پنڈلی کہولی جاویگی
اور وہ سجدے کو بلائے جاوینگے پہر سجدہ نہ کر سکینگے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ دنیا مین سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانون
کی ساتہہ نماز مین شریک نہ ہونیسے اونکو قیامت مین یہ عذاب ہوگا کہ سجدے کیلیے بلائے جاوینگے پر پیٹہ اکڑ کر ایک
تختہ ہو جاویگی اور سجدہ نہ کر سکینگے پس معلوم ہوا کہ نماز کے ترک کرنیوالے کافرون اور منافقون کے ساتہہ ہونگے اور وہ مجرمین
مین ہین اور اللہ تعالیٰ نے مجرمین کو مسلمین سے الگ کیا اس آیت مین (۲) ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین
یعنے جنتی دوزخیون سے پوچہین گے تم دوزخ مین کیون گئے وہ بولین گے اسلیے کہ ہم نمازیون مین نہ تہے اخیر تک
اور یہ ضرور نہین کہ علت دوزخ مین جانے کی یہ سب باتین ہون کیونکہ ہر ایک بات اسمین کی ایک بڑا جرم ہے اور
اوس کی سزا دوزخ مین جانا ہے (۳) فرمایا اللہ نے نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی بات مانو تاکہ تم پر رحم
ہووے پس معلوم ہوا کہ بدون نماز کے رحم نہین ہو سکتا اور جب رحم نہوا تو مردود ہوئے اور کافر ہوئے (۴)
فرمایا اللہ تعالیٰ نے خرابی ہے ان نمازیون کی جو اپنی نماز سے غافل ہین اور سعد بن ابی وقاص اور مسروق وغیرہ سے
یہ منقول ہے کہ غفلت سے مراد نماز کا ترک کرنا ہے یہانتک کہ اوسکا وقت گذر جاوے اور محمد بن نصر مروزی نے اس باب
مین ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے سعد سے اس مین یہ ہے کہ اونہون نے پوچہا حضرت ﷺ سے نماز سے غافل
کون لوگ ہین آپ نے فرمایا جو نماز مین دیر کرین اوسکے وقت سے اور حماد بن زید نے عاصم سے اونہون نے مصعب
بن سعد سے روایت کی مینے کہا باوا تم نے دیکہا اس آیت کو اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ہم مین سے کون ایسا
ہے جو سہو نہین کرتا کون ایسا ہے جو اپنے دل مین باتین نہین کرتا اونہون نے کہا یہ مراد نہین بلکہ مراد اس آیت
سے نماز کا وقت ضائع کرنا ہے اور حیوٰۃ بن شریح نے کہا مجہسے ابو صخر نے بیان کیا اونہون نے محمد بن کعب قرظی سے
سنا اس آیت مین اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ اونہون نے کہا مراد وہ لوگ ہین جو نماز کو ترک کرتے ہین پہر اونہون نے
پوچہا ماعون کو کعب نے کہا روکنا مال کا اوسکے حق سے اور خرابی کا لفظ (یعنے ویل کا) قرآن مین سب جگہہ کافرون

کے لیے آیا ہے جیسے وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ وَیْلٌ لِّلْکَافِرِیْنَ مگر دو مقاموں میں وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ دوسری وَیْلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ پس نماز کے تارک کی ویل یا کافروں کی سی ہوگی یا فاسقوں کی سی اور کافروں کی سی کہنا اولےٰ ہے دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ سعد بن ابی وقاص سے صحیح ہوا ہے اسی آیت میں کہ اونہوں نے کہا اگر نماز کو ترک کرتے تو کافر ہوتے لیکن اونہوں نے ضائع کیا اوسکے وقت کو دوسرے یہ کہ بہت سے دلائل تارک الصلوٰۃ کے کفر پر دلالت کرتے ہیں جنکا ہم آگے بیان کرینگے (۵) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ یعنے اونکے بعد نالائق لوگ ہوئے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا وہ قریب ہیں گرنے سے ابن مسعود نے کہا غی ایک نہر ہے دوزخ میں نہایت بدمزہ بہت گہری محمد بن نصر مروزی نے لقمان بن عامر خزاعی سے نکالا میں ابو امامہ باہلی پاس گیا اور ان سے کہا مجھ سے کوئی حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اونہوں نے کہا میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے اگر ایک پتھر دوزخ کے کنارے سے پھینکا جاوے تو وہ ستر برس تک بھی غی اور آثام تک پہونچیگا میں نے کہا غی اور اثام کیا ہے آپ نے فرمایا دو کنوئے ہیں جہنم کے تہ میں اوس میں دوزخیوں کی پیپ بہ کر جاتی ہے اسی کو اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا وَاَثَامًا اور روایت کیا محمد بن نصر نے زکریا بن ابی مریم خزاعی سے میں نے سنا ابو امامہ باہلی سے وہ کہتے تھے دوزخ کے کنارے سے اوسکے تہ تک پچاس برس کی راہ ہے پتھر گرنے کی اونسے کہا عبدالرحمان بن خالد کے غلام نے اوسکے نیچے بھی کچھ ہے ابو امامہ اونہوں نے کہا ہاں غی اور آثام اور ابو کرب بن شہیر نے شفی بن ماتع سے نقل کیا کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جسکا نام غی ہے اوس میں خون اور پیپ بہتا ہے تو نماز کے ترک کرنیوالے کے لیے حق تعالیٰ نے یہ سخت سزا رکھی ہے جو اور دوزخیوں سے زیادہ ہے پھر اگر وہ کافر نہ ہوتے گنہگار ہوتے تو اونکے لیے دوزخ کے اوپر کا طبقہ ہوتا دوسرے یہ کہ اسکے بعد فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ اور ظاہر ہے کہ ایمان کفر کے بعد کہا جاتا ہے ورنہ تکرار بے معنے لازم آویگی (۶) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ یعنے پھر اگر توبہ کریں اور قائم کریں نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں تو معلوم ہوا کہ اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو دینی بھائی نہیں ہیں پس مومن بھی نہ ہونگے کس لیے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ یعنے مومن بھائی ہیں ایک دوسرے کے (۷) فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ تصدیق کی نہ نماز پڑھی لیکن جھٹلایا اور پیٹھ پھیری تو نماز کا مقابلہ کیا تولّی سے یعنے پیٹھ پھیرنے سے اور متولی کافر ہے جیسے مکذب کافر ہے قتادہ نے کہا سچا جانا اللہ کی کتاب کو نہ نماز پڑھی اللہ کے لیے (۸) اے ایمان والو نہ غافل کریں تمکو مال تمہارے اور بال بچے تمہارے اللہ کی یاد سے اور جو کوئی ایسا کریں وہ ٹوٹے میں پڑے عطا نے کہا اللہ کی یاد سے نماز مراد ہے

اور ٹوکنے والو کافر ہی ہین نہ مسلمان کیونکہ اوسکا انجام سنفت ہو (۹) ہماری نشانیون پر وہی ایمان لاتے ہین کہ جب انکو یاد دلائی جاتی ہین تو وہ سجدے مین گر پڑتے ہین اور اپنے مالک کی تعریف سے پاکی کرتے ہین اور وہ گھنیاتے نہین تو جو کوئی سجدہ نہ کرے یعنی نماز نہ پڑہے وہ گویا ایمان نہین لایا اللہ کی آیتہ پر (۱۰) فرمایا اللہ تعالے نے جب اون سے کہا جاتا ہو رکوع کرو تو رکوع نہین کرتے خرابی ہے اسدن جہٹلانے والون کی تو یہ وعید نماز کے ترک پر کی اور فرمایا کہ نماز کا ترک کرنیوالا گویا تکذیب کرنیوالا ہے اللہ کے حکمون کا (۱۱) امام مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور احمد نے جابر بن عبداللہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا آدمی مین اور کفر مین نماز کا ترک کرنا ہے (یعنے کفر مین اور آدمی مین جو چیز حائل ہے وہ نماز ہے جب نماز کو چہوڑا تو کفر سے لگگیا) مسلم کی ایک رویت مین شرک اور کفر ہے (۱۲) امام احمد اور ترمذی اور صحاب سنن نے بریدہ بن حصیب سلمی سے انہون نے کہا مین نے سنا حضرتؐ سے اپ فرماتے تہے ہمارے اور اونکے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پہر جسنے نماز کو چہوڑ دیا وہ کافر ہوگیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکا اسناد مسلم کی شرط پر ہے شوکانی نے کہا اسکو نسائی اور عراقی نے صحیح کہا اور روایت کیا اسکو ابن حبان اور حاکم نے عراقی نے کہا اس باب مین صرف دو حدیثین صحیح ہوئین ایک جابر کی اور دوسری بریدہ کی (۱۳) ہبۃ اللہ طبری نے روایت کیا اور کہا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے ثوبان سے جو مولی تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونہون نے کہا مین نے سنا حضرتؐ سے آپ فرماتے تہے بندے اور کفر اور ایمان کے بیچ مین نماز ہے جب نماز کو ترک کردیا تو وہ مشرک ہوگیا (۱۴) امام احمد اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور ابن حبان نے صحیح مین نکالا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا جو کوئی حفاظت کرے گا نماز پر تو اوسکے لیے روشنی اور دلیل اور نجات ہوگی قیامت کے دن اور جو محافظت نہ کریگا اوسکے لیے روشنی اور دلیل اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتہہ ہوگا مجمع الزوائد مین ہے کہ امام احمد کے راوی سب ثقہ ہین اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ فرعون کو آخرت مین نجات نہ ہوگی اور وہ سخت کافرون مین سے ہے ابن قیم نے کہا ان چارون کے خاص کرنے کی یہ وجہ ہے کہ وے کافرون کے سردار ہین اور اسمین اور ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ نماز سے روکنے والا اگر مال ہو تو وہ قارون کے ساتہہ ہوگا اور جو سلطنت ہو تو فرعون کے ساتہہ ہوگا اور جو عہدہ اور خدمت اور ریاست ہو تو وہ ہامان کے ساتہہ ہوگا اور جو تجارت ہو تو ابی بن خلف کے ساتہہ ہوگا (۱۵) طبرانی اور ابن ابی حاتم نے اپنی سنن مین نکالا عبادہ بن صامت سے کہ وصیت کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا مت

شریک کرو اللہ کے ساتھ کسیکو اور مت چھوڑو نماز کو عمداً جو کوئی اوسکو عمداً اور قصداً چھوڑے وہ دین سے نکل گیا (۱۶) امام احمد معاذ بن جبل سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص فرض نماز عمداً چھوڑ دے اوس سے اللہ کا ذمہ بری ہوگیا پس اگر نماز کا تارک مسلمان ہوتا تو وہ اسلام کے ذمہ میں ہوتا (۱۷) ابن ابی حاتم نے سنن میں ابو الدرداء سے کہ وصیت کی مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نماز کو قصداً نہ چھوڑوں پھر جس نے اوسکو ترک کیا قصداً اوس سے ذمہ اوٹھ گیا اور بزار نے نکالا ابو الدرداء سے مرفوعاً جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہوگیا اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے اوسکے شروع میں یہ ہے کہ وصیت کی مجھکو میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرک مت کر اللہ کے ساتھ اگرچہ کاٹا جاوے اور جلایا جاوے تو اور اخیر میں یہ ہے کہ شراب مت پی کیونکہ وہ کنجی ہے ہر برائی کی حافظ نے کہا اسکی اسناد میں ضعف ہے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی نے دوسرے طریق سے اور اسکا اسناد منقطع ہے (۱۸) دارقطنی نے انس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جسنے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہو گیا علانیہ دارقطنی نے کہا روایت کیا اسکو ابو النضر نے ابو جعفر سے اونہوں نے ربیع سے اونہوں نے انس سے موصولاً اور خلاف کیا ابو النضر کا علی بن الجعد نے اونہوں نے روایت کیا اوسکو ابو جعفر سے اونہوں نے ربیع سے مرسلاً اور وہی مشابہ ہے صواب کے (۱۹) ابن حبان نے ضعفا میں ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا تارک الصلوۃ کافر ہے ابن حبان نے کہا یہ حدیث منکر ہے (۲۰) ابو نعیم نے ابو سعید سے مانند ابو ہریرہ کی حدیث کے اوسکی اسناد میں عطیہ اور اسمٰعیل بن یحیےٰ دونو ضعیف ہیں (۲۱) معاذ بن جبل نے حضرت صلعم سے کہ آپنے فرمایا سر اس کام کا اسلام ہے اور اسکا ستون نماز ہے ابن قیم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ستون نکالنے سے خیمہ گر پڑتا ہے تو نماز کے ترک سے اسلام گر پڑیگا اور کفر ثابت ہو جاویگا امام احمد نے اسی سے حجت لی ہے (۲۲) صحیحین اور سنن اور مسانید میں عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر لآ الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت پر اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے اور بیت اللہ کا حج کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے پر امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اسلام پانچ چیزیں ہیں تو نماز اسلام کا رکن ہوئی یا بعینہ اسلام اور جب رکن جاتا رہے تو اسلام کیونکر رہ سکتا ہے (۲۳) فرمایا حضرت صلعم نے جو کوئی ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کیطرف منہ کرے (نماز میں) اور ہمارا ذبیحہ کہا دے وہ مسلمان ہے اوسکے لیے ہے جو ہمارے لیے ہے اور اوسکے اوپر ہے جو ہمارے اوپر ہے ابن قیم نے کہا جب اسلام تین باتوں پر موقوف ہوا تو بغیر ان تینوں کے مسلمان نہ ہوگا اور جب کعبہ کے سوا اور طرف نماز میں منہ کرنے سے مسلمان نہ رہا

تو بالکل نماز نہ پڑہنے سے کیونکر مسلمان ہوگا (۲۴) دارمی نے جابر سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے تو
معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑہنے والے کے لیے جنت نہ کہلے گی اور ہر ایک مسلمان کے لیے جنت کہولی جاویگی پس معلوم ہوا کہ تارک
الصلوۃ مسلمان نہین ہے منذری نے کہا اسکی اسناد مین ابو یحیٰے ثقات ہیں (۲۵) امام احمد اور نسائی نے محجن بن
ادرع اسلمی سے وہ ایک مجلس مین تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ اتنے مین نماز کی اذان ہوئی حضرتؐ
کہڑے ہوئے پہر نماز پڑہ کر لوٹ آئے اور محجن اپنی جگہہ بیٹہے تہے حضرتؐ نے فرمایا تو نے نماز کیون نہ پڑہی کیا تو مسلمان
نہین ہے وہ بولا مین مسلمان ہون لیکن مینے اپنے گہر مین نماز پڑہ لی تہی آپ نے فرمایا جب تو آوے تو نماز پڑہ
لوگون کے ساتہ اگرچہ تو نماز پڑہ چکا ہو اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ نماز نہ پڑہنے والا مسلمان نہین ہے (۲۶) ترمذی
اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر عبد اللہ بن شقیق عقیلی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
کسی عمل کے ترک کو کفر نہین سمجہتے تہے سوا نماز کے شوکانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ نے تارک الصلوۃ کے
کفر پر اجماع کیا تہا (۲۷) ابن زنجویہ نے عبد اللہ بن عباس سے وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے جب وہ زخمی ہوئے مسجد
مین ابن عباس نے کہا مینے اور کئی آدمیون نے جو میرے ساتہ تہے مسجد مین اونکو اوٹہایا اور گہر تک لے گئے اونہون
نے عبد الرحمن بن عوف کو حکم دیا نماز پڑہانے کے لیے جب ہم حضرت عمرؓ کے گہر مین گئے تو ان کو موت کی غشی تہی اور
وہ غشی مین رہے یہانتک کہ روشنی ہوگئی پہر اونکو ہوش آیا تو کہا کیا نماز پڑہی لوگون نے ہم نے کہا ہان پڑہی حضرت
عمرؓ نے کہا اسلام نہین ہے اوسکا جسنے نماز کو ترک کیا دوسری روایت مین یون ہے اسلام مین اوسکا کچہہ حصہ
نہین جو نماز کو ترک کرے پہر وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز پڑہی اور ذکر کیا سارا قصہ ابن قیم نے کہا تو حضرت عمرؓ
نے یہ کہا ایک جماعت صحابہ کے سامنے اور اونہون نے انکار نہ کیا اور ایسا ہی مروی ہوا معاذ بن جبل اور عبد الرحمن
بن عوف اور ابو ہریرہ سے اور کسی صحابی سے اسکے خلاف منقول نہین ہوا حافظ عبد الحق اشبیلی نے کتاب الصلوۃ میں
کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور اونکے بعد والون نے تارک الصلوۃ کی تکفیر کی ہے یعنے جو عمداً نماز کو ترک کرے یہان
تک کہ اوسکا سارا وقت گذر جاوے اون مین سے ہین حضرت عمرؓ اور معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس اور
جابر اور ابو الدرداء اور حضرت علی اور بعد والون مین سے ہین امام احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور ابن مبارک اور
ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ایوب سختیانی اور ابو داؤد طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو خیثمہ زہیر بن حرب
انتہے ابن قیم نے کہا قول محقق یہ ہے کہ کفر دو طرح کا ہے ایک کفر جحود یعنے انکار کسی حکم الٰہی کا اس سے تو
بالکل ایمان جاتا رہتا ہے اور ایک کفر عمل اسکی دو قسمین ہین پہلے تو وہ جس سے بالکل ایمان جاتا رہتا ہے جیسے

بت کو سجدہ کرنا مصحف کی توہین کرنا پیغمبر کو قتل کرنا پیغمبر کو برا کہنا دوسرے وہ جس سے کفر کا اطلاق درست
ہو جاتا ہے لیکن بالکل اسلام کے دائرے سے اور ملت سے باہر نہیں ہوتا اور تارک الصلوٰۃ اور زانی اور چور اور مسلمان
سے قتال کرنیوالے کا کفر اسی قبیل سے ہے اور جب اللہ اور اوسکے رسول نے تارک الصلوٰۃ کو کافر کہا ہے تو محال ہے کہ
ہم اوسکو کافر نہ کہیں پھر طول کیا ابن قیم نے اس مسئلہ میں اور کہا کہ محمد بن نصر نے روایت کیا ایوب سے اونہوں نے کہا
نماز کا ترک کرنا کفر ہے جسمیں کچھہ اختلاف نہیں اور محمد نے ابن مبارک سے نقل کیا اونہوں نے کہا جسنے نماز میں دیر کی
عمداً یہانتک کہ اُسکا وقت گذر گیا تو وہ کافر ہو گیا اور علی بن حسن بن شقیق نے کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے
سنا وہ کہتے تھے جسنے کہا میں آج فرض نماز نہیں پڑھوں گا تو وہ گدہے سے زیادہ کافر ہے اور یحییٰ بن معین نے
کہا عبد اللہ بن مبارک سے کہا گیا یہ لوگ کہتے ہیں جسنے روزہ نہ رکھا اور نماز نہ پڑھی لیکن اُسکا اقرار کرتا ہے
تو وہ مومن ہے پورے ایمان والا عبد اللہ نے کہا ہم ایسا نہیں کہتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں جسنے عمداً نماز کو ترک کیا
بغیر عذر کے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آگیا تو وہ کافر ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جسنے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہو گیا تو تارک الصلوٰۃ سے کہا جاویگا اپنے کفر سے رجوع کرے
پھر اگر اوسنے رجوع کیا تو بہتر ورنہ قتل کیا جاویگا اور حاکم اوسکو تین دن کی مہلت دیگا اور احمد بن سیار نے کہا
میں نے صدقہ بن فضل سے سنا اونسے پوچھا گیا تارک الصلوٰۃ کو اونہوں نے کہا وہ کافر ہے پھر پوچھا گیا اوسکی
عورت اوس سے جدا ہو جاویگی صدقہ نے کہا کفر کو طلاق سے کیا علاقہ اگر ایک شخص کافر ہو جاوے تو اُسکی
عورت پر طلاق نہ پڑے گا اور عبد اللہ بن نصر نے کہا میں نے اسحاق سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے صحیح ہوا کہ تارک الصلوٰۃ کافر ہے اور یہی رائے رہی اہل علم کی حضرت ﷺ کے زمانے سے ابتک کہ جو کوئی عمداً
نماز کو ترک کرے بلا عذر یہانتک کہ اُسکا وقت گذر جاوے تو وہ کافر ہے لیکن ابن قیم نے کہا اگر کوئی بالکل
نماز کو چھوڑ دیوے تو اُسکا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا جیسے شرک کے ساتھہ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا کیونکہ نماز
ستون ہے اسلام کی تو تمام اعمال موقوف ہیں نماز قبول ہونے پر اور کبھی کبھی چھوڑ دینے کے باب میں بریدہ کی
حدیث ہے صحیح بخاری میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جلدی پڑہا کرو عصر کی نماز کیونکہ جسنے عصر کی نماز چھوڑ دی اُسکا عمل لغو ہو گیا
اس حدیث کی معنون میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ اُسکا عمل اسی نماز کے باب میں لغو ہو گیا
یعنے اُسکو نماز کا اجر نہ ملیگا اور بعضوں نے کہا اوس دن کی تمام اعمال لغو ہو گئے اور صحیح یہ ہے کہ اگر نماز کو بالکل چھوڑ
دے تو ساری اعمال لغو ہو جاوینگے اور جو ایک دن میں کوئی نماز چھوڑ دے تو اوس دن کے عمل لغو ہو جاوینگے

ف [illegible]

انتہے مختصراً بچوں کو نماز کا حکم کب کرنا چاہیے امام احمد اور ابو داؤد اور حاکم اور ترمذی اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اور عبد الملک بن ربیع بن سبرۃ جہنی عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور مارو انکو نماز کے اوپر جب وہ دس برس کے ہو جاویں اور جدا سلاؤ انکو ایک دوسرے سے یعنے جب دس برس کے ہو جاویں) عبد الملک کی روایت میں جدا سلانے کا ذکر نہیں ہے اور اس باب میں ابو رافع سے مروی ہے نکالا اسکو بزار نے کہ ہم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے نیام میں ایک پرچہ پایا آپ کی وفات کے بعد اوس میں یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم جدا جدا سلاؤ لڑکوں اور لڑکیوں کو اور بھائیوں اور بہنوں کو جب وہ سات برس کے ہو جاویں اور مارو اپنے بیٹوں کو نماز کے لیے جب وے نو برس کے ہو جاویں اور ابو داؤد نے نکالا معاذ بن عبد اللہ بن خبیب جہنی سے اونہوں نے اپنی عورت سے کہا لڑکا کب نماز پڑھے اونہوں نے کہا ہم میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتا تھا کہ آپ نے فرمایا جب بچہ اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں سے تمیز کرنے لگے تو اوسکو نماز کا حکم کرو ابن القطان نے کہا ہم نہ اوس عورت کو پہچانتے ہیں نہ اوس مرد کو جس سے اوسنے روایت کی اور نکالا اسکو طبرانی نے اسی طرح سے ابو معاذ بن عبد اللہ بن خبیب سے اوسنے اپنے باپ سے ابن صاعد نے کہا اسکا اسناد حسن غریب ہے اور طبرانی نے انس سے نکالا اوس میں یہ ہے کہ حکم کرو انکو نماز کا جب وہ سات برس کے ہوں اور مارو اون کو نماز پر تیرہ برس کی عمر میں اسکی اسناد میں داؤد بن محبر متروک ہے وہ متفرد ہوا اس حدیث سے شوکانی نے کہا یہ حکم بچوں کے ولی پر ہے اور اسکو عمل کرنا واجب ہے اس حدیث پر گو بچے پر جب تک بالغ نہ ہو نماز فرض نہیں ہے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رض سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم اوٹھا لیا گیا ہے تین شخصوں سے ایک تو سوتے سے جب تک جاگے دوسرے بچے سے جب تک اوسکو احتلام ہو تیسرے مجنون سے جب تک اوسکو عقل آوے اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علی رض سے ایسا ہی اور نکالا اسکو نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بہی یحیے بن معین نے کہا کہ عائشہ رض کی حدیث کو صرف حماد بن سلمہ نے حماد بن ابی سلیمان سے روایت کیا ہے اونہوں نے اسود سے اونہوں نے عائشہ سے بیہقی نے کہا حضرت علی کی حدیث کو صرف جریر بن حازم نے رفع کیا دارقطنی نے علل میں کہا متفرد ہوا جریر سے عبد اللہ بن وہب اور مخالفت کی اسکی ابن فضیل اور وکیع نے اونہوں نے روایت کیا اوسکو اعمش سے موقوفاً اور عطا ابن السائب نے اسکو روایت کیا ابو ظبیان سے اونہوں نے حضرت علی اور عمر رض سے مرفوعاً حافظ نے کہا ابن فضیل اور وکیع

کی روایت صواب سے زیادہ مشابہ ہی اور ابو داؤد نے اسکو نکالا ابو الضحی سے اونہون نے حضرت علی سے لیکن ابو زرعہ نے کہا ابو الضحی کی روایت حضرت علی سے منقطع ہے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے قاسم بن یزید سے اونہون نے حضرت علی سے وہ بھی منقطع ہے جیسے ابو زرعہ نے کہا اور نکالا اسکو ترمذی نے حسن بصری سے اونہون نے حضرت علی سے ابو زرعہ نے کہا حسن رح نے حضرت علی سے کچھہ نہین سنا اور طبرانی نے نکالا برد بن سنان سے اونہون نے مکحول سے اونہون نے ابو ادریس خولانی سے اونہون نے کہا مجھکو خبر دی کئی آدمیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے ثوبان اور مالک بن شداد وغیرہما نے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذرا حافظ نے کہا اس اسناد مین گفتگو ہی اور برد بن سنان مین اختلاف ہے اور مروی ہے یہ حدیث مجاہد کے طریق سے اونہون نے ابن عباس سے اور اسکا اسناد ضعیف ہے انتہی ماقال الشوکانی رح **کافر جب مسلمان ہو تو نماز کی قضا نہ کرے** امام احمد اور طبرانی اور بیہقی نے عمرو بن عاص سے نکالا کہ حضرت صنے فرمایا اسلام کاٹ دیتا ہے اپنے سے پہلی باتون کو یعنے جو گناہ کفر کی حالت مین ہوئے اونکو میٹ دیتا ہے اور عبادتون کو نہین میٹتا کیونکہ مسلم نے حکیم بن حزام سے نکالا اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہین اون کامون مین جیسے عبادت جو مینے جاہلیت کے زمانے مین کیے کیا مجہکو اونکا ثواب کچھہ ملیگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اگلی اوس نیکی پر جو تونے کی یعنے اوسکا ثواب باقی رہیگا نووی نے کہا صحیح قول یہی ہے کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو کفر کے زمانہ کی نیکیون کا جیسے صدقہ اور صلہ رحم وغیرہ کا ثواب اوسکو ملیگا اور ابن سعد نے جبیر بن مطعم سے اور مسلم نے اپنے صحیح مین حضرت عمرو سے یہی مضمون نکالا اوسمین یہ ہے تونے نہین جانا کہ اسلام گرا دیتا ہے (ان گناہون) کو جو اوس سے پہلے ہوئے اور ہجرت اور حج اور صحیح مسلم مین ہے عبد اللہ بن مسعود سے ہمنے عرض کیا کیا ہمکو مواخذہ ہوگا اون کامون پر جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین کیے آپنے فرمایا جو اسلام مین نیکی کرے اوسکو جاہلیت کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا اور جو اسلام مین برائی کرے اس سے دونو کا مواخذہ ہوگا مترجم کہتا ہے جب کافر پر کفر کے زمانہ کی نمازون کی قضا نہین تو اسیطرح ہر شخص پر بچپنے کی نمازون کی قضا نہین اور جن لوگون نے یہ قضا پڑہی اور اوسکو قضاء عمری کہا اونکی دلیل حدیث اور قرآن سے کچھہ نہین **نماز کی فضیلت کی متفرق حدیثین** مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا حضرت صنے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک کفارہ ہی اون گناہون کا جو اونکے درمیان ہون جب کبائر سے بچا رہے امام احمد اور ترمذی نے ابو امامہ سے حضرت صنے فرمایا پانچون نمازین پڑہو اور رمضان کے مہینے کے روزے رکہو اور اپنے مالون کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت مین جاؤگے احمد اور ابو داؤد اور مالک اور نسائی نے

عبادہ بن صامت سے حضرت صنے فرمایا پانچ نمازین ہین جنکو اللہ تعالی نے فرض کیا جو کوئی اونکا وضو اچھی طرح کرے
اور اونکو وقت پر پڑہے (اول وقت سنت کی موافق) اور ان کے رکوع اور خشوع کو پورا کرے (اپنے دل لگاکر ٹہر ٹہر ارکان
ادا کرے) تو اوسکا عہد ہوگا اللہ پر اللہ اوسکو بخشیگا اور جو کوئی ایسا نہ کرے تو اللہ پر اوسکا عہد نہ ہوگا چاہے اوسکو بخشے چاہے
عذاب کرے مسلم نے عبداللہ بن مسعود سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ
مینے ایک عورت سے مساس کیا مدینہ کے اخیر میں اور مینے سب کام اوس سے کیے سوا جماع کے اب مین حاضر ہون میرے
باب مین جو آپ چاہین سو حکم دین حضرت عمرؓ نے اوس سے کہا اللہ نے تیرا عیب ڈھانپا کاش تو بہی اسکو ڈھانپتا اور حضرتؐ
نے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور وہ شخص کہڑا ہوکر چلا تب حضرت صنے اوسکے پیچھے ایک آدمی بہیجا اور یہ آیت اوسپر پڑہی
قائم کر تو نماز کو صبح اور شام اور رات کی گہڑیون مین بیشک نیکیان دور کردیتی ہین برائیون کو یہ نصیحت ہے یاد رکہنے والون
کے لیے ایک شخص نے عرض کیا لوگون مین سے یا رسول اللہ یہ حکم خاص اس شخص کے لیے ہے آپ نے فرمایا بلکہ سب لوگون
کے لیے ہے (سبحان اللہ یہ حدیث بڑی نعمت ہے حق سبحانہ کی) امام احمد نے ابوذر سے حضرت جاڑے کی دنون مین نکلے درختون
کے پتے جہڑ رہے تہے آپ نے ایک درخت کی دو شاخین لین اونکے پتے گرنے لگے آپ نے فرمایا اے ابوذر مینے کہا حاضر ہون
یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بندہ مسلمان نماز پڑہتا ہے اللہ کے لیے تو اوس سے گناہ اوسکے ایسے جہڑ جاتے ہین جیسے پتے
اس درخت سے امام احمد نے زید بن خالد جہنی سے حضرت صنے فرمایا جو کوئی دو رکعتین پڑہے اون مین بہولے نہین تو
اللہ تعالی اوسکے اگلے گناہ بخشدیگا امام مالک نے سعد بن ابی وقاص سے دو بہائی تہے اون مین سے ایک چالیس دن پہلے مرا
اپنے دوسرے بہائی سے تو پہلے کی فضیلت حضرت صکے سامنے بیان کی گئی آپ نے فرمایا کیا دوسرا بہائی
مسلمان نہ تہا لوگون نے کہا کیون نہین وہ بہی برا نہ تہا آپ نے فرمایا تمہین کیا معلوم اوسکی نماز نے اسکو کہان تک
پہونچایا جو اوس نے اپنے بہائی کے مرجانے کی بعد پڑہی نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہری نہر تم مین سے کسی
کے دروازے پر ہو اور وہ اوس مین ہر روز پانچ بار ڈوبے تو تم کیا سمجہتے ہو اوسکے بدن پر کچھ میل رہیگا تو تم نہین جانتے
اوسکی نماز نے اسکو کہان تک پہونچایا مسلم اور ابوداود نے ابوامامہ سے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین
تشریف رکہتے تہے ہم آپکے ساتھ تہے اتنے مین ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مینے ایک حد کا کام کیا تو مجہکو
حد لگائیے آپ خاموش ہو رہے اوس نے پہر بہی کہا پہر آپ خاموش ہو رہے اور نماز کی تکبیر ہوئی جب آپ نماز سے فارغ
ہوئے تو وہ شخص آپ کے پیچہے گیا اور مین بہی پیچہے گیا دیکہون اوسپر کیا گذرتی ہے آپ نے اوس سے فرمایا تو نے دیکہا
جب تو اپنے گہر سے نکلا تو نے وضو نہین کیا اچھی طرح سے وہ بولا کیون نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پہر تو نے نماز

کے لیے ہمارے ساتھہ آیا وہ بولا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو اللہ تعالی نے بخشدیا تیری حد کو یا یون فرمایا تیرے گناہ کو امام
نسائی نے عاصم بن سفیان سے اونہون نے سلاسل کا جہاد کیا تو دشمن ہاتھہ سے نکل گیا اونہون نے مورچہ باندہا (دشمن کے مقابلے
مین) پہر لوٹکر آئے معاویہ پاس اونکے پاس ابو ایوب اور عقبہ بن عامر تہے عاصم نے کہا اے ابو ایوب اس سال تو دشمن ہمکو
نملا اور ہمکو خبر دی گئی جو کوئی چار ون مسجدون مین نماز پڑہے اوسکے گناہ بخشے جاوینگے ابو ایوب رضہ نے کہا اے بہتیجے میرے
مین اس سے سہل بات تجہے بتلائے دیتا ہون مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جس نے وضو کیا جیسے
حکم ہے اور نماز پڑہے جیسے حکم ہے تو اوسکے اگلے کام بخشدیے جاوینگے کیا ایسا ہی ہے اے عقبہ اونہون نے کہا ہان
ابو داؤد اور نسائی نے عقبہ بن عامر رضہ سے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے اللہ تعالی تعجب
کرتا ہے اوس چرواہے سے جو پہاڑ کے ایک ٹکڑے کی چوٹی پر ہو اور اذان دیوے اور نماز پڑہے تو اللہ تعالی فرماتا ہے دیکہو
میرے بندے کو اسکو اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجہسے ڈرتا ہے مینے بخشدیا اپنے بندے کو اور اسکو جنت مین داخل
کیا امام مالک کو پہونچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدہی راہ پر رہو اور تم سب کام نہ کرسکوگے اور جان لو کہ
تمہارے سب کامون مین بہتر نماز ہے اور وضو پر حفاظت نہین کریگا مگر مومن ابو داؤد نے حذیفہ سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی رنج ہوتا تو نماز پڑہتے ابو داؤد نے عبد اللہ بن سلیمان سے اونہون نے ایک صحابی سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونہون نے کہا ایک شخص خیبر کے دن حضرت صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجہے
آج اتنا نفع ہوا کہ ویسا نفع اس وادی والون مین کسی کو نہین ہوا آپ نے فرمایا افسوس کیا نفع ہوا تجہکو اوسنے کہا برابر
بیچتا اور خریدتا رہا یہانتک کہ مین نے تین سو اوقیہ نفع کما لیے حضرت صلعم نے فرمایا کیا مین تجہکو عمدہ نفع نہ بتلاؤن
اوسنے کہا وہ کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دو رکعتین نماز کے بعد امام نسائی نے انس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجہکو
پسند ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکہہ کی ٹہنڈک نماز مین کی گئی مسلم اور ابو داؤد نے ربیعہ بن کعب اسلمی
سے اونہون نے کہا مین رات کو حضرت صلعم کے ساتہہ رہتا تو آپ کو وضو اور حاجت کے لیے پانی لاتا آپ نے فرمایا
مجہسے مانگ مین نے عرض کیا مین آپ کی رفاقت چاہتا ہون جنت مین آپ نے فرمایا اسکے سوا اور کچہہ مینے کہا
یہی آپ نے فرمایا تو مدد کر میری بہت سجدے کرنے سے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے معدان بن ابی طلحہ سے مین ثوبان
سے ملا جو مولی (آزاد غلام) تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مینے کہا مجہکو کوئی ایسا عمل بتلاؤ جو جنت مین
لیجاوے یا جو عملون سے زیادہ خدا کو پسند ہو وہ چپ رہے پہر اونسے پوچہا جب بہی وہ چپ رہے پہر مینے اونسے تیسری
بار پوچہا اونہون نے کہا مینے اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے پوچہا آپ نے فرمایا تو لازم کرلے اپنے اوپر

سجدے بہت کرنا (یعنے نماز بہت پڑہنا) اسلیے کہ تو کوئی سجدہ اللہ کےلیے نہ کریگا مگر اللہ تعالی اوس سے تیرا درجہ بلند کریگا اور تیرا ایک گناہ اوسکی وجہ سے مٹا دیگا معدان نے کہا پہر مین ابو الدرداء کے پاس آیا اونسے پوچہا اونہون نے بہی ایسا ہی کہا جیسے ثوبان نے کہا تہا مترجم کہتا ہے اس حدیث سے صاف نکلا کہ نفل نماز جتنی زیادہ پڑہے اوتنا زیادہ ثواب ہے اور باطل ہوا قول ان متعصبین کا جو کہتے ہین اگر نفل اسقدر سے زیادہ پڑہے جتنے حضرت صلعم سے ثابت ہین تو اوس مین ثواب نہین ہے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے انس رض سے ایک شخص نے حضرت صلعم سے پوچہا اللہ نے اپنے بندون پر کتنی نمازین فرض کی ہین آپنے فرمایا پانچ نمازین اوسنے قسم کہائی مین اس سے زیادہ اور کم نہ پڑہونگا آپنے فرمایا اگر سچا ہے تو جنت مین جاویگا امام نسائی نے حضرت عمر سے روایت کی بقر عید کی نماز کی دو رکعتین ہین اور عید کی نماز کی دو رکعتین ہین اور مسافر کی نماز کی دو رکعتین ہین اور جمعہ کی نماز کی دو رکعتین ہین اور نماز پوری ہے اسمین قصر نہین ہے حضرت صلعم کی زبانپر ابو داؤد نے عبد اللہ بن فضالہ سے اونہون نے اپنے باپ سے مجہکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سکہلایا اوس مین یہ بہی تہا کہ محافظت کر پانچون نمازون کی مینے عرض کیا ان وقتون مین مجہے کام بہی ہوتے ہین تو ایک جامع بات ایسی بتلایئے کہ جب مین اوسکو کرون تو وہ کافی ہو جاوے آپنے فرمایا دونو عصرون کی محافظت کر اور یہ لفظ ہماری زبان کا نہ تہا مینے پوچہا دونو عصرین کیا آپنے فرمایا ایک اوس نماز پر جو سورج نکلنے سے پہلے پڑہی جاتی ہے یعنے فجر کی نماز دوسری اوس نماز پر جو سورج ڈوبنے سے پہلے پڑہی جاتی ہے یعنے عصر کی نماز بزار اور طبرانی نے کبیر مین ابو سعید خدری سے حضرت صلعم نے فرمایا پانچون نمازین کفارہ ہین اون گناہون کی جو اونکے بیچ مین ہون پہر آپنے فرمایا بہلا تم دیکہو اگر کوئی شخص مزدوری کرتا ہو اور اوسکے مکان اور مزدوری کی جاے مین پانچ نہرین ہون وہ جب اپنی مزدوری کی جاے مین آوے تو جتنا اللہ کو منظور ہو اوتنا کام کرے پہر اوسکو میل یا پسینا لگ جاوے وہ جب کسی نہر پر گذرے تو غسل کرے تو اوسکے بدن پر میل رہیگا اسیطرح نماز کا حال ہے جب کوئی گناہ کرے پہر دعا مانگے اور اللہ سے معافی مانگے تو اوسکے گناہ بخشدیے جاوینگے منذری نے کہا اسکی اسناد مین کوئی برائی نہین اور اسکے شاہد بہت ہین طبرانی نے صغیر اور اوسط مین عبد اللہ بن مسعود سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا تم جلتے ہو جلتے ہو پہر جب فجر کی نماز پڑہتے ہو تو وہ دہو دیتی ہے جلن کو پہر جلتے ہو جلتے ہو جب ظہر کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب عصر کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب مغرب کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب عشا کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر سو جاتے ہو تو جب تک جاگو کچہ نہین لکہا جاتا تمہارے اوپر منذری نے کہا طبرانی نے اسکو معجم کبیر مین موقوفا نکالا ابن مسعود پر اور وہ زیادہ ٹہیک ہے اور

اسکے سب راوی صحیح مین حجت لیے ہین طبرانی نے اوسط اور صغیر مین انس بن مالک سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کا ایک
فرشتہ ہے جو ہر نماز کے وقت پکارتا ہے اے آدم کے بیٹو اوٹھو اپنی آگون کیطرف جنکو تم نے روشن کیا تو بجہاؤ اونکو نماز
سے منذری نے کہا منفرد ہوا اوسکے ساتھ یحیی بن زہیر قرشی اور اسکے سوا سب راوی صحیح کے راوی ہین طبرانی
نے کبیر مین عبد اللہ بن مسعود سے حضرت صلعم نے فرمایا ایک پکارنے والا بہیجا جاتا ہے ہر نماز کے وقت پہر وہ کہتا ہے
اے آدم کے بیٹو اوٹھو اور بجہاؤ اوس آگ کو جو تم نے جلائی اپنے اوپر پہر لوگ اوٹھتے ہین اور وضو کرتے ہین اور ظہر
کی نماز پڑھتے ہین تو بخشدیے جاتے ہین اونکے وہ گناہ جو فجر اور ظہر کے درمیان ہوئے تھے پہر جب عصر کا وقت
آتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے اور مغرب کیوقت بھی ایسا ہی جب عشا کا وقت آتا ہے تو ایسا ہی کہا جاتا ہے پہر لوگ سوتے
ہین کوئی نیکی مین گہستا ہے کوئی برائی مین طبرانی نے کبیر مین طارق بن شہاب سے وہ حضرت سلمان فارسی رض کے پاس
رہے رات مین تاکہ اونکی عبادت دیکہین وہ اخیر رات کو اٹہے اور نماز پڑہنے لگے تو طارق نے وہ بات نہ دیکہی جو خیال
کی تہی اور اونسے بیان کیا سلمان رض نے کہا پانچون نمازون کی محافظت کرو یہ کفارہ ہین ان زخمون کے جب تک
خون نہ ہو یعنے شرک سے کم اور گناہون کے منذری نے کہا اس کا اسناد کچہہ برا نہین بزار اور ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے اپنی صحیح مین عمرو بن مرہ جہنی سے ایک شخص حضرت صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا سمجہتے ہین اگر
مین گواہی دون اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین ہے اور آپ اللہ کے رسول ہین اور پانچون نمازین پڑہون
اور زکوۃ ادا کرون اور رمضان مین ایکو روزہ رکہون رات کو عبادت کرون تو میرا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا تو صدیقون
اور شہیدون مین سے ہوگا امام احمد نے ابو مسلم تغلبی سے اونہون نے کہا مین ابو امامہ پاس گیا وہ مسجد مین تہے مین نے
کہا اے ابو امامہ مجہسے ایک شخص نے حدیث بیان کی تم سے سنکر کہ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تہے جسنے وضو کیا اچہا پورا وضو پہر دونو ہاتہہ دہوئے اور منہ اور مسح کیا اپنے سر اور دونو کانو پر پہر فرض نماز
کیلیے کہڑا ہوا اللہ تعالی اوس کے گناہ بخشدیگا جو اوسنے پاؤن سے چلکر کیے ہونگی اور ہاتہون سے تہام کر اور کانون
سے سنکر اور آنکہون سے دیکہکر اور دل مین خیال کر ابو امامہ نے کہا بیشک مینے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
ہے کئی بار منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اسکے کئی شاہد کتاب الوضو مین گذر چکے ہین طبرانی نے کبیر اور
صغیر مین سلمان فارسی رض سے حضرت صلعم نے فرمایا مسلمان نماز پڑہتا ہے اوسکے گناہ اوسکے سر پر ہوتے ہین
جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اوسکے سر سے گناہ گر جاتے ہین پہر نماز سے فارغ ہوتا ہے اور گناہ اوسکے گر گئے ہوتے ہین منذری
نے کہا اسکی اسناد مین شعیث سعدانی ہے مین اوسکے حال سے واقف نہین ہوا مترجم کہتا ہے مجہکو بہی اسکا حال نہین

دلالا امام احمد اور نسائی اور طبرانی نے ابو عثمان سے کہ میں سلمان کے پاس تھا ایک درخت کے تلے اونہوں نے اوس میں سے ایک سوکھی ٹہنی توڑی اور اوسکو ہلایا یہانتک کہ اوسکے پتے گر گئے پھر کہا اے ابو عثمان تو نے مجھسے نہیں پوچھا میں نے کیوں ایسا کیا میں نے کہا تم نے کیوں ایسا کیا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا درخت کے تلے آپ نے ایک سوکھی شاخ لی اوسکو ہلایا یہانتک کہ اوسکے پتے گر گئے پھر کہا اے سلمان تو نے مجھسے نہیں پوچھا میں نے کیوں ایسا کیا میں نے کہا آپ نے کیوں ایسا کیا آپ نے فرمایا مسلمان جب وضو کرتا ہے اچھی طرح پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اوسکے گناہ گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے گرے اور فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ منذری نے کہا امام احمد کے سب راویوں سے حجت لی ہے صحیح میں سوا علی بن زید کے حاکم نے ابو ہریرہ اور ابو سعید سے اور کہا صحیح الاسناد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک دن خطبہ سنایا تو فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تین بار یہی فرمایا پھر اپنا سر نیچا کر لیا ہم میں سے ہر ایک شخص نے اپنا سر نیچا کر لیا اور رونے لگا ہم نہیں جانتے تھے آپ نے کیوں قسم کھائی پھر اپنا سر اوٹھایا اور آپکے چہرے پر خوشی تھی اور اوس کی خوشی ہمکو لال اونٹوں سے زیادہ پسند تھی پھر آپ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں کہ پانچوں نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے مال کی زکوۃ نکالے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچے مگر اوسکے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جاوینگے قیامت کے دن پھر یہ آیت پڑھی اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْہَوْنَ عَنْہُ اخیر تک امام احمد نے ابو ایوب سے حضرت ﷺ فرماتے تھے ہر نماز گرا دیتی ہے اوس گناہ کو جو اوس سے پہلے کیا منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے امام احمد اور ابو یعلی اور بزار نے حارث سے جو مولے تھے عثمان رض کے اونہوں نے کہا ایک دن حضرت عثمان بیٹھے اتنے میں مؤذن آیا اونہوں نے ایک برتن میں پانی منگوایا میں سمجھتا ہوں وہ ایک مد کا پانی ہوگا پھر اونہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکھا جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو کوئی میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر کھڑے ہوکر ظہر کی نماز پڑھے تو جو گناہ اوس نے صبح اور ظہر کے بیچ میں کیے وہ معاف ہو جاوینگے پھر عصر کی نماز پڑھے تو ظہر اور عصر کے بیچ کے گناہ معاف ہو جاوینگے پھر مغرب پڑھے تو مغرب اور عشا کے بیچ کے گناہ معاف ہو جاوینگے اور یہ نمازیں نیکیاں ہیں جو مٹا دیتی ہیں برائیوں کو لوگوں نے کہا یہ تو نیکیاں ہیں اے عثمان باقیات کیا ہیں اونہوں نے کہا وہ یہ ہیں لا الٰہ الا اللہ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ منذری نے کہا امام احمد کا اسناد حسن ہے امام مسلم نے جندب بن عبد اللہ سے حضرت ﷺ نے فرمایا جسنے صبح کی نماز پڑھی تو وہ اللہ کے ذمہ میں ہے تو اب اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کی تم سے بازپرس کرے ورنہ وہ اپنے ذمہ کو پورا کریگا اور جسنے اوسکے ذمہ میں خلل ڈالا اوسکو اوندھا جہنم کی آگ میں گرادیگا ابو یعلی نے انس سے حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ نے سب سے پہلے بندوں پر فرض کیا

اونکے دین مین سے وہ نماز ہے اور سب سے اخیر ہی نماز باقی رہیگی اور سب سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب ہوگا اور
اللہ تعالی فرماویگا میرے بندیکی نماز مین دیکھو اگر وہ پوری ہے تو پوری لکھی جاویگی اور جو ناقص ہے تو فرماویگا دیکھو میرے بندے
پاس نفل نماز ہے پہر اگر نفل نماز ہوگی تو اوس سے فرض پوری کیجاویگی پہر فرماویگا دیکھو اوسکی زکوۃ پوری ہے اگر پوری ہے تو پوری
لکھی جاویگی اور جو ناقص ہے تو فرماویگا دیکھو اوسکے پاس نفل صدقہ ہے پہر اگر صدقہ ہوگا تو اوس سے زکوۃ پوری ہوجاوے گی
سکوت کیا اس سے منذری نے طبرانی نے باسناد جید ابو الدردا سے حضرت صلعم نے فرمایا پانچ چیزین ہین جو اونکو لاوے گا
ایمان کے ساتہہ وہ جنت مین جاویگا جو محافظت کرے پانچون نماز دنپر اونکے وضو اور رکوع اور سجدے اور وقتون پر اور
روزے رکہے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر قدرت ہو اور زکوۃ ادا کرے اپنے دل کی خوشی سے اور امانت کو ادا کرے لوگون
نے کہا امانت کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا غسل کرے جنابت سے اور اللہ نے آدمی پاس امانت نہین رکہی اوسکے دین مین سے
سوا اسکے امام احمد نے باسناد حسن اور نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اونہون نے کہا مینے
سنا سعد سے اور کئی صحابیون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کہتے تہے دو شخص حضرت صلعم کے زمانے مین تہے
ایک افضل تہا دوسرے سے تو جو افضل تہا وہ مرگیا پہر دوسرا اوسکے بعد چالیس دن جیا پہر مرگیا اوس کا ذکر آیا حضرت صلعم
کے سامنے آپنے فرمایا کیا وہ نماز نہین پڑہتا تہا لوگون نے کہا کیون نہین نماز پڑہتا تہا یا رسول اللہ اور اوسمین کوئی
برائی نہتی آپنے فرمایا تمکو کیا معلوم اسکی نماز نے اوسکو کہان تک پہنچایا امام احمد نے باسناد حسن ابو ہریرہ سے دو
شخص بلی کے جو ایک شاخ ہے قضاعہ قبیلے کی اسلام لائے حضرت صلعم کے ساتہہ ایک اون مین سے شہید ہوگیا اور دوسرا
ایک سال اور جیا طلحہ بن عبید اللہ نے کہا مینے اوس شخص کو جو بعد مرا تہا دیکہا (خواب مین) وہ شہید سے پہلے جنت مین
گیا مین نے اس سے تعجب کیا جب صبح ہوئی تو مین نے اوسکا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلعم نے فرمایا کیا اوسنے
اپنے ساتہی کے بعد رمضان کے روزے نہین رکہے اور چہہ ہزار رکعتین پڑہین اور اتنی رکعتین سنت کی پڑہین منذری نے
کہا ابن ماجہ اور ابن حبان نے اسکو صحیح مین اور بیہقی نے طلحہ سے نکالا اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اتنا زیادہ
کیا کہ ان دونو مین اس سے زیادہ فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین مین ہے امام احمد نے باسناد جید حضرت عائشہ سے
اور طبرانی نے کبیر مین ابن مسعود سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا تین باتین ہین جنپر مین قسم کہاتا ہون اللہ تعالی اسکو
جسکے پاس حصہ نہین اوسکے برابر نہین کریگا جسکے پاس حصہ ہے اور اسلام کے تین حصے ہین ایک نماز دوسرے روزہ تیسرے
زکوۃ اور اللہ تعالی جس بندے کو دنیا مین چاہتا ہے اوسکو قیامت کے دن اور کسی کی ولایت مین نہ دیگا (یعنے اللہ
ہی اسکا ولی رہیگا آخرت مین بہی) اور جو شخص کسی قوم کو دوست رکہیگا اللہ تعالی قیامت کے دن اوسکو اوسی قوم

کے ساتھہ کریگا (یا الٰہی ہم دوست رکھتے ہین اہل حدیث کو اور ہم جان نثار ہین تیرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے
اہل بیت کو اور ہم محبت رکھتے ہین علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام سے پس آخرت مین ہمکو اونہی کے ساتھہ رکھیو) اور چوتھی
بات پر اگر مین قسم کہاؤن تو امید ہے کہ مین گنہگار نہون گا اللہ تعالے اپنے کسی بندے کو دنیا مین نہین چھپا دے گا مگر آخرت
کے دن بھی اوسکا عیب چھپاویگا (قربان تیرے فضل اور کرم اور صدقے تیری عنایات اور رحم کے) طبرانی نے اوسط مین عبد اللہ
بن قرط سے حضرت ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ نماز ہوگی پھر اگر نماز درست
نکلے تو باقی عمل بھی درست ہوجاوینگے اور جو نماز بگڑی تو باقی عمل بھی بگڑ جاوینگے منذری نے کہا اسکی اسناد مین خدا چاہے تو
کچھہ برائی نہین طبرانی نے اوسط مین انس رض سے حضرت ﷺ نے فرمایا پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ
نماز ہوگی تو دیکھا جاویگا اوسکی نماز کو اگر وہ اچھی نکلے گی تو اوس نے نجات پائی اور جو بری نکلی تو خراب ہوا برباد ہوا طبرانی نے
اوسط اور صغیر مین ابن عمر رض سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مین امانت نہین اوس مین ایمان نہین اور جس نے وضو
نہین کیا اوسکی نماز نہین اور جسنے نماز نہین پڑھی اوسکا دین نہین اور نماز کی نسبت دین سے ایسی ہے جیسے سر کی بدن سے
طبرانی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث سے حسین بن حکم حبری طبرانی نے اوسط مین ابو ہریرہ سے حضرت ﷺ نے فرمایا اون لوگون سے
جو آپکے گرد تھے آپکی امت مین ہو تم میرے لیے چھہ باتون کے ضامن ہوجاؤ مین تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوجاتا ہون
انہنے عرض کیا وہ چھہ باتین کیا ہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا نماز اور زکوۃ اور امانت اور شرمگاہ اور پیٹ اور زبان طبرانی
نے کہا یہ حدیث اسی اسناد سے مروی ہے منذری نے کہا اسکی سند مین کوئی برائی نہین امام احمد اور ابن حبان نے صحیح مین عبد اللہ بن
عمرو سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا سب عملون مین افضل کیا ہے آپنے فرمایا نماز اسنے
کہا پھر کیا آپنے فرمایا نماز اوسنے کہا پھر کیا آپنے فرمایا نماز تین بار یہی فرمایا اوسنے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ
کی راہ مین (یعنے دین حق کو پھیلانے کے لیے خدا کی رضامندی کو نہ طمع مال اور ملک کے طمع سے) طبرانی نے اوسط مین
سلمہ بن اکوع سے حضرت ﷺ نے فرمایا جان لو کہ تمہارے عملون مین افضل نماز ہے امام احمد نے باسناد جید جسکے راوی صحیح
کے راوی ہین حنظلہ کاتب سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص محافظت کرے پانچون نمازون پر اونکے رکوع اور سجدے اور وقتون پر
اور جانے کہ وہ حق ہین اللہ کیطرف سے تو جنت مین جاویگا یا جنت اوسکے لیے واجب ہوجاویگی یا یون فرمایا کہ دوزخ اوسپر
حرام ہوجاویگی امام عبد اللہ بن احمد اور ابو یعلے اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے حضرت عثمان سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جانے
کہ نماز حق ہے اور فرض ہے واجب ہے وہ جنت مین جاویگا امام مسلم نے ابو مالک اشعری سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا وضو آدھا ایمان
ہے اور الحمد للہ بھر دیگا ترازو کو اور سبحان اللہ اور الحمد للہ بھر دینگے آسمان اور زمین کے بیچ کو اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے

درصبر روشنی ہے اور قرآن حجت ہے تیرے لیے یا تجہہ پر ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت رض سے کہ حضرت صلعم فرماتے تہے جو کوئی بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کریگا تو اللہ اسکے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ایک برائی اوسکی میٹ دیگا اور اسکا ایک درجہ بلند کر دیگا تو سجدے بہت کرو منذری نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے مسلم نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا بہت قریب ہوتا ہے بندہ اپنے مالک سے سجدے مین تو بہت دعا کرو (سجدے مین) طبرانی نے کبیر مین ربیعہ بن کعب سے مین خدمت کرتا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انکو جب بات ہوتی تو حضرت صلعم کے دروازے پر چلا جاتا وہان سو رہتا تو مین ہمیشہ سنتا آپ فرمایا کرتے تہے سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان ربی یہانتک کہ مین خستہ ہوجاتا یا میری آنکھ لگ جاتی تو مین سو رہتا ایک دن آپنے فرمایا اے ربیعہ مجہسے مانگ مین تجہہ کو دونگا مینے عرض کیا مجہے مہلت دیجیے تاکہ مین سوچون اور مین نے خیال کیا کہ دنیا فانی منقطع ہے تو مین نے کہا یا رسول اللہ مین آپ سے چاہتا ہون کہ آپ دعا کیجیے اللہ تعالے دوزخ سے مجہکو نجات دیوے اور جنت مین لیجاوے یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے پہر فرمایا یہ بات تجہکو کسنے بتلائی مین نے کہا کسی نے نہین بتلائی لیکن مینے یہ خیال کیا کہ دنیا منقطع ہے اور فانی ہے اور آپکا جو مرتبہ اللہ کے پاس ہے وہ ظاہر ہے تو مجہے یہ بہتر معلوم ہوا کہ آپ میرے لیے دعا کرین آپنے فرمایا اچہا مین دعا کرونگا تو مدد کر میری بہت سجدے کرکے ابن ماجہ نے باسناد جید ابو فاطمہ سے مینے کہا یا رسول اللہ مجہے بتلائیے ایسا عمل کو جسپر مین قائم رہون آپ نے فرمایا تو سجدے کیا کر کیونکہ تو جب سجدہ کریگا اللہ کے لیے تو اللہ تیرا درجہ بلند کریگا اور تجہسے ایک گناہ میٹ دیگا امام احمد کی روایت مین یون ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے ابو فاطمہ اگر تو مجہسے ملنا چاہتا ہے تو سجدہ بہت کر طبرانی نے اوسط مین حذیفہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بندہ کی کوئی حالت اس سے زیادہ پسند نہین ہے کہ وہ اوسکو سجدے مین پاوے اور اوسکے منہ مین مٹی لگی ہو متفرد ہوا اس سے عثمان منذری نے کہا ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا اور وہ قاسم کا بیٹا ہے طبرانی نے اوسط مین ابو ہریرہ رض سے حضرت صلعم نے فرمایا نماز بہتر شے ہے جسکو اللہ تعالے نے رکھا اپنے بندون کے لیے پہر جو کوئی اسکو بہت کرنا چاہے تو بہت کرے طبرانی نے اوسط مین باسناد حسن ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم ایک قبر پر سے گذرے پوچہا یہ کسکی قبر ہے لوگون نے کہا فلان شخص کی آپ نے فرمایا دو رکعتین بہتر ہین میرے نزدیک اس تمام دنیا سے جو باقی ہے احمد اور بزار نے باسناد حسن یا صحیح مطرف سے اونہون نے کہا مین قریش کے کئی آدمیون کے پاس آ بیٹہا اتنے مین ایک شخص آیا وہ نماز پڑہنے لگا اور رکوع اور سجدہ کرتا تہا لیکن بیٹہتا نہ تہا مین نے کہا قسم خدا کی مین سمجہتا ہون یہ جانتا نہین کہ نماز سے فارغ ہوتے ہین دوگانہ پر یا طاق پر لوگون نے کہا تم اوسکے پاس جاؤ اور کہو مین کہڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے بندے مین سمجہتا ہون تو نہین جانتا کہ نماز سے فارغ ہو دوگانے

یا طاق پڑہو لیکن اللہ جانتا ہے اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جسنے اللہ کے لیے ایک سجدہ کیا اوسکے لیے اللہ تعالی ایک نیکی لکہیگا اور ایک گناہ اُسکا میٹ دیگا اور ایک درجہ اُسکا بلند کریگا مینے کہا تم کون ہو اونہوں نے کہا مین ابو ذر رضہ ہوں یہ سنکر مین لوٹا اپنے یاروں پاس اور مین نے کہا خدا تم سے سمجہے تم بُرے ساتہی ہو تم نے مجہی سکہلانیکو بہیجا اُس شخص کو جو حضرت صلعم کے صحاب مین سے ہو ایک روایت مین یوں ہے مینے انکو دیکہا وہ قیام لمبا کرتے تہے اور رکوع اور سجدہ بہت کرتے تہے مینے اونسے گفتگو کی اونہوں نے کہا مین نے نیکی مین کوتاہی نہین کی مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو کوئی ایک رکوع کرے یا ایک سجدہ تو اللہ تعالے اوسکا ایک درجہ بلند کریگا اور ایک گناہ اُسکا میٹ دیگا امام احمد نے باسناد حسن یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے اونہوں نے کہا مین ابو الدرداء کے پاس آیا اوس بیماری مین جسمین وہ مرے اونہوں نے کہا اے بہتیجے میرے تو اس شہر مین کیوں آیا مینے کہا صرف اس محبت کے خیال سے جو میرے باپ عبد اللہ بن سلام اور تم مین تہے ابو الدرداء نے کہا یہ وقت ایسا ہے جسمین جہوٹ بولنا نہایت بُرا ہے (یعنے مرتے وقت) مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسنے وضو کیا اچہی طرح پہر کہڑا ہوا اور دو رکعتین پڑہین یا چار سہل نے (جو راوی ہے اس حدیث کا) شک کی اور اچہی طرح رکوع کیا اون مین اور دل لگا کر پڑہین پہر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ اُسکو بخشدے گا مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے عقبہ بن عامر رضہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ تہے کام آپ کیا کرتے باری باری اونٹوں کو چراتے تو میری اوپر اونٹ کا چرانا تہا مین شام کو اونکو لیکر گیا مینے دیکہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو وعظ سنا رہے ہین آپ نے فرمایا کوئی تم مین ایسا نہین جو اچہی طرح وضو کرے پہر کہڑا ہوکر دو رکعتین پڑہے اپنی دل اور منہ کو متوجہ کرکے مگر اوس نے واجب کر لیا جنت کو مین نے کہا واہ واہ یہ کیا عمدہ حدیث ہے حاکم کی روایت مین یوں ہے کہ جو مسلمان وضو کرے پورا وضو پہر کہڑا ہو نماز مین اور جو کہے اوسکو سمجہے تو وہ نماز سے فارغ ہوکر ایسا ہوگا جیسے اُسی روز اُسکی ماں نے اُسکو جنا حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے مسلم نے حضرت عثمان سے حضرت صلعم نے فرمایا جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آوے وہ اچہی طرح وضو کرے اور دل لگاوے اور اچہی طرح رکوع کرے تو اوسکی نماز کفارہ ہوجاوے گی اون گناہوں کا جو نماز سے پہلے کیے تہے بشرطیکہ کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا طبرانی نے کبیر مین عیاض سے حضرت صلعم نے فرمایا لازم کرلو اپنے اوپر اپنے مالک کی یاد اور نماز پڑہو اول وقت مین اللہ تعالی تمکو دونا اجر دے گا ترمذی اور دارقطنی نے ابن عمر رضہ سے حضرت صلعم نے فرمایا اول وقت نماز پڑہنا اللہ کی رضا مندی ہے اور اخیر وقت اُسکا عفو ہے دارقطنی نے ابو محذورہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اول وقت نماز پڑہنا

اللہ کی خوشی ہے اور اوسط وقت اوسکی رحمت ہے اور آخر وقت اوسکی معافی ہے دیلمی نے مسند الفردوس مین ابن عمر رض سے حضرت صلعم نے فرمایا اول وقت کی فضیلت اخیر وقت پر ایسی ہے جیسی آخرت کی دنیا پر امام احمد نے ایک صحابی سے کہ حضرت صلعم سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے آپنے فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑہنا اور والدین سے عمدہ سلوک کرنا اور جہاد کرنا منذری نے کہا اسکے سب راویون سے صحیح مین حجت لی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے ام فروہ سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے کونسا عمل افضل ہے آپنے فرمایا نماز اول وقت پڑہنا اسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر عمری قوی نہین ہے ترمذی نے کہا منذری نے کہا وہ سچا ہے اور اوسکی حدیث حسن ہے احمد اور ابن معین اور ابن عدی نے کہا اوس مین کوئی برائی نہین اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور ابو حاتم اور ابن مدینی نے اوسکو ضعیف کیا طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور امام احمد نے کعب بن عجرہ سے اونہون نے کہا حضرت صلعم برآمد ہوئے اور ہم سات آدمی بیٹھے تھے تین اون مین عرب تھے اور چار موالی یعنی عجم جو غلام تھے عربون کے ہم اپنی پیٹھ لگائے تھے مسجد سے آپ نے فرمایا تم کیون بیٹھے تھے ہم نے کہا نماز کی انتظار مین تہوڑی دیر آپ چپ رہے پہر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا کہتا ہے ہم نے کہا نہین آپ نے فرمایا تمہارا مالک کہتا ہے جسنے نماز پڑہی اپنے وقت پر اور محافظت کی اوسپر اور ضائع نہین کیا نماز کو ہلکا جانکر اوسکے حق کو تو اوسکا عہد ہے مجہپر کہ مین اوسکو جنت مین لیجاونگا اور جسنے اوسکو وقت پر نہ پڑہا اور نہ محافظت کی اوسکی اور اوسکو ضائع کیا اوسکے حق کو ہلکا سمجہکر تو اوسکا عہد نہین مجہپر چاہون اوسکو عذاب کرون اور جو چاہون تو اوسکو بخشدون طبرانی نے کبیر مین باسناد حسن عبد اللہ بن مسعود سے کہ حضرت صلعم ایک دن اپنے اصحاب سے گذرے تو فرمایا اونسے تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا کہتا ہے اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے تین بار آپنے یہی پہر فرمایا کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے قسم میری عزت اور بزرگی کی جو کوئی نماز کو وقت پر پڑہے مین اوسکو جنت مین لیجاونگا اور جو غیر وقت پر پڑہے اوسپر مین چاہون تو رحم کرونگا چاہون تو عذاب کرونگا طبرانی نے اوسط مین انس بن مالک رض سے حضرت صلعم نے فرمایا جسنے نمازین اپنے وقت پر پڑہین اور وضو پورا کیا اونکے لیے اور قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورے طرح ادا کیا تو نماز اوسکی سفید نورانی ہوکر نکلے گی اور کہے گی اللہ تیری حفاظت کرے جیسی تونے میری حفاظت کی اور جو کوئی نمازین بے وقت پڑہے نہ پورا وضو کرے نہ قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورا کرے تو اوسکی نماز کالی بہجنگ ہوکر نکلے گی اور کہے گی خدا تجہکو تباہ کرے جیسے تونے مجہکو برباد کیا جب اوس مقام مین پہونچے گی جہان اللہ کو منظور ہے تو اسطرح لپیٹی جاویگی جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے پہر نماز پڑہنے والے کے منہ پر ماری جاویگی ابن ماجہ نے علی رض سے مین جب کوئی حدیث حضرت صلعم سے سنتا تو اللہ تعالی مجہکو نفع دیتا جو اوسکو منظور ہوتا اور جب حضرت صلعم کی حدیث کوئی اور بیان کرتا

تو مین اوسکو قسم دیتا اگر وہ قسم کہاتا تو مین اوسکو سچ جانتا اور ابو بکر رضؓ نے مجہہ حدیث بیان کی اور سچ کہا اونہون کہ حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی گناہ کرے پہر وضو کرے اچھی طرح پہر دو رکعتین پڑہے پہر نماز پڑہے اور اللہ سے معافی چاہے تو اللہ بخش دیگا اوسکو آیا جو سنے ابو قتادہ بن ربعی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا مینے تیری امت پر پانچ نمازین فرض کین ہین اور مینے عہد کیا ہے اپنے پاس کہ جو کوئی اونکی محافظت کریگا اونکے وقتو پر اوسکو مین جنت مین لیجاؤنگا اور جو کوئی اونپر محافظت نہ کریگا اوسکا کوئی عہد میرے پاس نہین ہے

ابواب سَتْرِ الْعَوْرَۃِ عورت کے چہپانے کے ابواب یعنے اون بابون کا بیان جنمین یہ مذکور ہے کہ نماز مین عورت کا چہپانا فرض ہے

باب وُجُوْبِ الصَّلٰوۃِ فِی الثِّیَابِ کپڑون مین نماز پڑہنے کا وجوب **ف** قسطلانی نے کہا حنفیہ اور شافعیہ اور اکثر فقہا اور اہل حدیث کے نزدیک عورت کا چہپانا شرط ہے نماز کی صحت کے لیے البتہ حنفیہ یہ کہتے ہین کہ خود نمازی کو اپنا ستر دیکہنے سے ضرر نہین ہوتا نماز مین انتہے مختصراً حافظ نے کہا جمہور کا یہ قول ہے کہ ستر عورت نماز کی شرطون مین سے ایک شرط ہے اور بعض مالکیہ سے یہ منقول ہے کہ اگر سہو سے بغیر ستر عورت کے بہی نماز پڑہ لیوے تو جائز ہے البتہ عمداً جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ ستر عورت سنت ہے نماز کی تو اوسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی انتہے ملخصاً وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ اور فرمایا اللہ تعالی نے لو اپنی زینت کو یعنے کپڑون کو عورت ڈہانپنے کے لیے ہر مسجد کے پاس **ف** یعنے طواف کے لیے یا نماز کے لیے قسطلانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے نماز مین حافظ نے کہا مؤلف نے اشارہ کیا اس آیت کو بیان کرکے اوس حدیث کیطرف جو مسلم نے نکالی ابن عباس سے کہ عورت بیت اللہ کا طواف ننگے ہوکر کیا کرتے اخیر تک اوسی باب مین یہ آیت اوتری خذوا زینتکم عند کل مسجد اور طاؤس کی تفسیر مین ہے کہ زینت سے مراد کپڑے ہین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ایسا ہی روایت کیا مجاہد سے اور ابن حزم نے کہا کہ علما کا اتفاق ہے کہ مراد اس آیت سے ستر عورت ہے انتہے شوکانی نے کہا اس آیت سے اگر تسلیم کرلیوین تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے لیکن یہ بات کہ وہ نماز کی صحت کی شرط ہے تو ثابت نہین ہوسکتا قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ آیت تو طواف کے حق مین اوتری جسکو جاہلیت کے لوگ ننگے ہوکر کیا کرتے تہے اور کہتے تہے ہم اللہ کی عبادت ان کپڑون مین نہین کرینگے جن مین ہمنے گناہ کیا ہے تو اسکا جواب یون دینگے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور آیت عام ہے شامل ہے ہر ایک مسجد کو خواہ مسجد الحرام ہو یا اور کوئی مسجد انتہے وَمَنْ صَلّٰی مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ اور بیان ہے اوسکا جو کوئی نماز پڑہے ایک کپڑے مین لپٹ کر حافظ نے کہا یہ عبارت سوا مستملی کی روایت کے اور کسی روایت مین نہین ہے اور اسکا ذکر تو آگے ایک جداگانہ باب مین آویگا اور اگر مستملی کی روایت صحیح ہو تو اس مطلب کو سلمہ کی معلق

حدیث سے تعلق ہے جسکا ذکر آگے آتا ہے وَیُذْکَرُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَزُرُّہٗ وَ
لَوْ بِشَوْکَۃٍ فِیْ اِسْنَادِہٖ نَظَرٌ اور ذکر کیا جاتا ہے سلمہ بن الاکوع سے کہ حضرت نے اونسے فرمایا دونوں کناروں کو اوسکے ٹانکے
اگرچہ ایک کانٹے سے سہی اسکی اسناد مین اعتراض ہے ف حافظ نے کہا مولف نے اسکو وصل کیا اپنی تاریخ مین اور
ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دراوردی سے اوس نے موسے بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن ابی ربیعہ سے اوس نے
سلمہ بن الاکوع سے مین نے کہا یا رسول اللہ مین ایک شکاری شخص ہون کیا مین نماز پڑہون ایک کرتے مین آپنے فرمایا
ہان لیکن اوسمین تکمہ لگا اگرچہ ایک کانٹے کا ہو اور روایت کیا بخاری نے اسمعیل بن ابی اویس سے اونہون نے اپنے
باپ سے اونہون نے موسے بن ابراہیم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سلمہ سے تو اس سناد مین ایک شخص زیادہ ہے درمیان
موسے اور سلمہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری نے مالک بن اسمعیل سے اونہون نے عطاف بن خالد سے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے موسے بن ابراہیم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلمہ نے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ موسیٰ نے
سلمہ سے سنا تو احتمال ہے کہ ابی اویس کی روایت مین باوجود اتصال کے ایک راوی زیادہ کیا ہو یا عطاف کی روایت مین
غلطی ہوئی ہو اور یہی اعتراض ہے اس سناد مین جسکی طرف مولف نے اشارہ کیا اور اسی سبب سے مولف نے اس روایت کو
سند کے ساتھ اپنے صحیح مین شریک نہین کیا اور جس نے اسحدیث کو صحیح کیا اوسنے دراوردی کی روایت پر اعتماد کیا اور
عطاف کی روایت کو اوسکے اتصال کے واسطے شاہد کیا اور عطاف کے طریق کو امام احمد اور نسائی نے بھی نکالا اور ابن
القطان نے جو کہا کہ یہ موسے بن محمد بن ابراہیم تیمی ہے جو ضعیف ہے بخاری اور ابو حاتم اور ابو داؤد کے نزدیک اور یہان
اسکی نسبت دادا کیطرف کر دی تو صحیح نہین ہے کیونکہ بخاری وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موسے مخزومی ہے
اور وہ تیمی کے سوا ہے اسمین کچھ شک نہین البتہ طحاوی کی روایت مین موسیٰ بن محمد بن ابراہیم ہے وہ روایت اگر محفوظ
ہو تو احتمال ہے کہ دونون نے اسحدیث کو روایت کیا ہو اور دراوردی نے دونوں سے سنا ہو اسحدیث کو مگر یہ احتمال بعید
ہے اور ممکن ہے کہ محمد کا ذکر طحاوی کی روایت مین شاذ ہو واللہ اعلم انتہے ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابن القطان
کی متابعت کی برماوی نے بھی اور اور لوگون نے اور حافظ ابن حجر نے اسکو رد کیا جیسے اوپر گذرا مترجم کہتا ہے طحاوی
کی روایت مین سہو ہے اور یہ سہو ابن ابی داؤد سے ہوا یا ابن ابی قتیبہ سے اور قرینہ اس سہو کا یہ ہے کہ روایت کیا اسکو طحاوی
نے دراوردی کے طریق سے اونہون نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سلمہ بن الاکوع
سے حالانکہ دراوردی کی روایت کو نکالا بخاری اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور واسطہ نہین کیا درمیان
موسے اور سلمہ کے اور شاید جو اعتراض امام بخاری نے مراد لیا وہ یہ ہو کہ دراوردی کی روایت بھی مضطرب ہے کبھی اونہون نے

واسطہ نہیں کیا درمیان موسے اور سلمہ کے کبھی واسطہ کیا اور احتمال ہے کہ وہ اعتراض یہ ہو کہ موسیٰ کو کبھی بن محمد بن ابراہیم کہا
جیسے طحاوی کی روایت مین ہے اور وہ ضعیف ہے اور کبھی موسے بن ابراہیم کہا جو مخزومی ہے اور وہ ثقہ ہے واللہ اعلم
فائدہ حدیث تزرہ ہے صیغہ واحد حاضر مضارع کا اور بعض نسخون مین یزرہ ہے صیغہ واحد غائب مضارع کا اور
بعض مین یزر ہے بحذف مفعول اور مطلب یہ ہے کہ قمیص کے دونون پلون کو باندھ لیوے اور اٹکا لیوے تاکہ ستر نہ
کھلے طحاوی کی روایت مین ہے نعم وزرہ ولو بشوکۃ اور غلطی صریح کی صاحب تیسیر القاری نے اونہون نے یہ ترجمہ کیا
کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کپڑے کو باندھتے تہے اگرچہ ایک کانٹے سے ہی حالانکہ پیغمبر خدا نے یہ سلمہ رضہ سے فرمایا کہ وہ باندھ
لیوین اور اسی حدیث کے لانے سے مولف نے اشارہ کیا اسطرف کہ آیت مین زینت سے کپڑے مراد ہین نہ آراستگی اور بناؤ
قسطلانی نے کہا اگر کوئی ایک کپڑے مین نماز پڑہے جیسے صرف ایک کرتے مین اور اوسکا گریبان اتنا بڑا ہو کہ اوس
مین سے ستر نظر آوے رکوع یا سجدے مین تو اوس مین تکمہ لگا لیوے یا کمر باندھ لیوے انتہی وَمَنْ صَلّٰى فِي الثَّوْبِ
الَّذِيْ يُجَامِعُ فِيْهِ مَالَمْ يَرَ فِيْهِ اَذًى اور بیان ہے اسکا کہ نماز پڑہے ایک شخص اُس کپڑے مین جسمین جماع کرے
بشرطیکہ کوئی نجاست اسمین نہ دیکھے **ف** حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا اس حدیث کیطرف جسکو نکالا ابوداؤد
اور نسائی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے معاویہ بن ابی سفیان سے اونہون نے پوچھا اپنی بہن ام
حبیبہ رضہ سے کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے اوس کپڑے مین جسمین صحبت کرتے تہے اونہون نے کہا ہان جب آپ
اُس مین کچھ پلیدی نہ پاتے اور یہ اُن حدیثون مین سے ہے جنکی طرف مولف نے ترجمہ باب سے اشارہ کیا نہ اسنادسے اسکو
روایت کیا انتہی تعلیقًا وَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ اور حکم کیا جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خانہ کعبہ کا طواف کوئی ننگا نہ کرے **ف** حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا
اوس حدیث کیطرف جو ابوہریرہ نے روایت کی حضرت علی کو بہیجے مین اُس سال جب ابوبکر رضہ کو حضرت نے بہیجا تہا
اور مولف نے آگے اوسکو بیان کیا موصولًا لیکن اُسمین اس حکم کی صراحت نہین ہے البتہ امام احمد نے باسناد حسن خود
ابوبکر صدیق رضہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے اونکو بہیجا اور فرمایا اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور
نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا اور مولف نے اس حدیث سے دلیل لی اسطرح سے کہ جب ننگے ہو کر طواف کرنے سے
ممانعت ہوئی تو نماز بطریق اولی منع ہوگی کیونکہ نماز کے لیے وہ سب باتین شرط ہین جو طواف کے لیے شرط ہین انتہی
شوکانی نے کہا جو لوگ ستر عورت نماز کی صحت کی شرط کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین حضرت عائشہ کی حدیث سے جسکو
نکالا ابوداؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ قبول نہین کرتا نماز اُس عورت

کی جوان ہو جاوے مگر اوڑہنی سے دارقطنی نے کہا اسکا موقوف ہونا زیادہ ٹھیک ہے اور حاکم نے کہا وہ منقطع ہے اور
طبرانی نے صغیر اور اوسط میں نکالا ابوقتادہ سے کہ اللہ کسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ اپنی زینت کو نہ چھپاوے
اور کسی لڑکی کی جو حیض کی عمر تک پہونچ جاوے جب تک وہ اوڑہنی نہ اوڑہے حالانکہ اس حدیث سے شرط ہونیکا ثبوت
نہیں ہوتا کیونکہ قبول نہ ہونیسے صحیح نہونا لازم نہیں آتا اور دوسری حدیثوں میں بھاگے ہوئے غلام کی اور جس کے پیٹ میں شراب
ہو نماز کا قبول نہ ہونا آیا ہے حالانکہ اونکی نمازیں بالاتفاق صحیح ہیں اسیطرح دلیل لی ان لوگوں نے بہز بن حکیم کی حدیث
سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے کہا یا رسول اللہ اپنی عورتوں میں سے ہم کیا چھپاویں اور
کیا چھوڑ دیں آپنے فرمایا چھپا تو اپنی عورت کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے مینے کہا جب لوگ ملے جلے ہوں آپنے فرمایا اگر
تجہہ سے ہو سکے کہ عورت کو کوئی نہ دیکھے تو کوئی نہ دیکھے مینے کہا جب آدمی اکیلا ہو آپ نے فرمایا تو اللہ تعالی زیادہ لائق
ہے کہ اوس سے شرم کیجاوے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور نسائی نے اسکو عشرۃ النساء میں نکالا اور
ترمذی نے اسکو حسن کہا اور حاکم نے صحیح کہا اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اس میں یہ نہیں ہے کہ اگر لوگ ملے جلے ہوں اور دلیل
لی سلمہ بن الاکوع کی حدیث سے جو اوپر گذری اور ان حدیثوں سے ستر عورت کا وجوب نکلتا ہے نہ یہ کہ وہ شرط ہے نماز کی صحت کی دوسرے گروہ
مخالفین نے دلیل لی ہے سہل بن سعد کی حدیث سے جسکو نکالا البخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اس میں یہ ہے کہ مرد نماز پڑہتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تہبندوں کو باندہے ہوئے اپنی گردنوں پر بچوں کیطرح اور عورتوں کو کہا جاتا تہا تم
اپنا سر مت اوٹہانا جب تک مرد سیدہے کہڑے ہو جاویں ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ازاروں کی تنگی سے شوکانی
نے کہا اس حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ ستر عورت واجب بہی نہیں ہے نماز کی صحت کی شرط ہونا تو الگ ہے اور دلیل عمرو بن
سلمہ کی حدیث سے کہ میں امامت کرتا تہا اپنے لوگوں کی اور میرے پاس ایک پہٹی چادر تہی جب میں سجدہ کرتا تہا وہ کہل
جاتی اور ایک روایت میں ہے کہ میرا مقعد کہل جاتا تو محلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہمسے اپنے قاری کی مقعد کیوں نہیں چھپاتے
نکالا اوسکو بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے پس حق یہ ہے کہ عورت کا چھپانا نماز میں واجب ہے لیکن شرط نہیں
ہے نماز کی صحت کی پس اگر کوئی نہ چھپاوے تو نماز اسکی صحیح ہو جاویگی البتہ عورتوں کے لیے ستر کے شرط ہونے پر
دلیل لے سکتے ہیں عائشہ اور ابوقتادہ کی حدیثوں سے اور روایت کیا ابوداؤد نے ام سلمہ سے کہ اونہوں نے پوچھا حضرت
سے کیا عورت صرف کرتی اور سر بند میں نماز پڑہے اور ازار نہ پہنے ہو آپنے فرمایا ہاں پڑہے جب کرتہ اتنا لمبا ہو
کہ اوسکی پاؤں کی پشت چھپا جاوے اور نسائی اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص غرور سے اپنا
کپڑا لٹکاوے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسکی طرف نہ دیکھیگا ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ پہر عورتیں اپنے دامنوں سے کیا

لیا کریں آپ نے فرمایا ایک بالشت لٹکا دیں انہوں نے کہا جب تو اونکے پاؤں کھل جاوینگے آپ نے فرمایا تو ایک ہاتھ لٹکا دیں
اس سے زیادہ نہیں ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد نے اوسکو روایت کیا اوس میں یہ ہے کہ حضرت صلعم کی بی بی ام سلمہ
نے آپ سے پوچھا دامن کو آپ نے فرمایا ایک بالشت لٹکاؤ اونہوں نے کہا ایک بالشت سے ستر نہیں ہوتا آپ نے فرمایا ایک ہاتھ
لٹکاؤ اور روایت کیا اسکو حاکم نے عبد الحق نے کہا کہ امام مالک وغیرہ نے اسکو موقوفاً روایت کیا حافظ نے کہا وہی ٹھیک
ہے لیکن حاکم نے کہا کہ اوسکا رفع صحیح ہے بخاری کی شرط پر اور اسکی اسناد میں عبد الرحمان بن دینار ہے تقریب میں ہے کہ
وہ سچا ہے خطا کرتا ہے (نیل مختصراً) زیلعی نے کہا ابن جوزی نے کہا تحقیق میں اس حدیث میں گفتگو ہے اور عبد الرحمان کو یحییٰ
اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اور اوسی نے غلطی کی اس حدیث کو رفع کرنے میں اور ابو داود نے امام مالک کے طریق سے اسکو موقوفاً
نکالا ام سلمہ پر اور دارقطنی نے کہا کہ اوسکا وقف صواب ہے اور صاحب تنقیح نے کہا کہ عبد الرحمان سے بخاری کی صحیح میں ایک
کی اور وہ ثقہ ہے لیکن اوسنے غلطی کی اس حدیث کے رفع کرنے میں (نصب الرایہ مختصراً) **حدثنا** موسی بن اسمعیل
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَ
ذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ
حَدَّثَنَا عِمْرَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِهَذَا ترجمہ ام عطیہ سے روایت ہے ہمکو حکم کیا گیا دونوں عیدوں میں حائض اور پردے والی عورتوں کو نکالنے کا تو وہ حاضر
ہوں مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں اور جدا رہیں حیض والی عورتیں اُن عورتوں کی نماز کے مقام سے جو حائض نہیں ہیں ایک عورت
نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہیں ہوتی آپ نے فرمایا اوسکو چادر پہنا دے اوسکی ساتھی یعنے اپنی چادر (جو
فاضل ہو) اوسکو دیدے (عاریت کے طور پر) **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے ترجمہ باب اسطرح نکلتا ہے کہ جب عید کی نماز کو نکلنے
کیلیے لباس کا حکم ہوا اگرچہ مانگے کا ہو تو فرض نماز کے لیے بطریق اولیٰ حکم ہوگا اور جب عورتوں کے لیے ستر عورت واجب ہوا تو مردوں کے
لیے بھی واجب ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک حکم یہی ہے کہ نماز اور غیر نماز ہر حال میں مطلقاً ستر عورت واجب ہے اور یہ حدیث کتاب الطہارۃ
میں مفصلاً مع شرح گذر چکی شوکانی نے کہا حق یہ ہے کہ ستر عورت تمام اوقات میں واجب ہے مگر حاجت کے وقت اور جماع
کے وقت اور غسل کے وقت اختلاف ہے اور تمام لوگوں سے واجب ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے اور طبیب اور گواہ اور
حاکم میں اختلاف ہے اور اس باب میں مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا نہ نظر کرے مرد مرد کی عورت کیطرف اور نہ عورت عورت کی
عورت کیطرف اور نہ دو مرد ایک کپڑے میں لیٹیں اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں یعنے جب دونوں ننگے ہوں طیبی نے کہا جو کوئی ایسا کرے اسکو

دیجاوےگی شوکانی نے کہا اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمرؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا بچو تم ننگے ہونے سے کیونکہ تمہارے ساتھ وہ لوگ ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے ہیں مگر پاخانہ اور جماع کے وقت تو شرم کرو اونسے اور عزت کرو انکی اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مرد کو مرد کے ستر کیطرف اسیطرح عورت کو عورت کے ستر کیطرف نظر کرنا جائز نہیں اور یہ بھی نکلتا ہے کہ تنہائی مین بالکل ننگے ہونا درست ہے اور امام بخاری نے اسکو جائز کہا ہے غسل مین اور بعض لوگون کا یہ مذہب ہے کہ ستر عورت واجب نہیں ہو لیکن سب سے اونکی دلیل یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنی ران کو کھولا اور اسکا جواب آگے آوے گا انشاء اللہ مختصراً **ت** عبد اللہ بن رجا نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمران قطان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سیرین نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ام عطیہ نے **ف** اس سند کو بیان کرنے سے یہ غرض ہو کہ محمد بن سیرین کا سماع ام عطیہ سے ثابت ہوجاوے اور باطل کرتا ہے اُس خیال کو ابن سیرین نے یہ حدیث اپنی بہن حفصہ سے سنی اونہون نے ام عطیہ سے اور اس سند کو طبرانی نے معجم کبیر مین موصولاً نکالا اعلیٰ ابن عبد العزیز سے اونہون نے عبد اللہ بن رجا سے (فتح) **ت** اونہون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث کو جو ابہی گذری **باب** عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلٰوةِ ازار کا گدی پر باندہ لینا نماز مین وَقَالَ اَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي اُزُرِهِمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے کہا سہل سے (جو سعد کے بیٹے ہین سنہ ۹۱ھ مین مرے مدینہ مین سب صحابہ کے بعد) کہ صحابہ نے نماز پڑہی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اپنی ازارین اپنے مونڈہون پر باندہے ہوئے تہے **ف** کیونکہ اونکے پاس پائجامے نہ تہے تو باندہتے تہے یہ غرض تہی کہ رکوع اور سجدے مین ستر نہ کہلے اور اس حدیث کو خود مؤلف نے وصل کیا جیسے آگے آویگی (فتح) **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِيْ اِزَارٍ قَدْ عَقَدَهٗ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّيْ فِيْ اِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ اِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِيْ اَحْمَقُ مِثْلُكَ وَاَيُّنَا كَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** محمد بن منکدر سے روایت ہے جابر بن عبد اللہ انصاری رضؓ نے ایک تہبند مین نماز پڑہی جسکو باندہ لیا تہا اپنی گردن کی پشت کیطرف (یعنے گدی پر گرہ دے لی تہی) اور انکے کپڑے کہونٹی (الگنی) پر رکہے تہے ایک شخص نے (عبادہ بن ولید یا سعید بن حارث) نے اونسے کہا تم ایک تہبند مین نماز پڑہتے ہو کپڑے ہوتے ہوئے اونہون نے کہا مین نے اسیلئے ایسا کیا کہ مجھکو کوئی احمق (جاہل) تیرے طرح دیکہے اور ہم مین سے کسکے پاس دو کپڑے تہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین **ف** تو غرض جابر رضؓ کی یہ تہی کہ ایک کپڑے مین نماز جائز ہے اگرچہ دو کپڑون مین نماز افضل ہے اور اس مین اختلاف تہا اگلے زمانے مین پھر اتفاق ہوگیا اوسکے جواز پر ابن ابی شیبہ

ابن مسعود سے نکالا انہوں نے کہا ایک کپڑے میں نماز مت پڑھ اگرچہ وہ کشادہ ہو اس سے بڑھ کر جتنا آسمان اور زمین میں ہے ابن بطال نے کہا ابن عمر کیطرف ایسی ہی نسبت کی حافظ نے کہا اگرچہ جابر رض کے فعل سے اسکا جواز ثابت ہو گیا مگر مؤلف نے اسکے بعد اور ایک حدیث بیان کی جس سے حضرت ص کا بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے تاکہ اسکے جواز میں کوئی شبہ نہ ہے **حدثنا** مُطَرِّفٌ ابو مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ ترجمہ محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور کہا جابر نے کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے **ف** نووی نے کہا ایک کپڑے میں نماز جائز ہونا اسپر اتفاق ہے مگر ابن مسعود سے اسکے خلاف منقول ہے اور مجھے اوسکی صحت کا علم نہیں لیکن دو کپڑوں میں بالاجماع افضل ہے البتہ ایک کپڑے میں نماز اوسوقت منع ہے جب کہ نیلی کاندھے پر کچھ نہ ہو اور جمہور نے نہی کی حدیث کو اسی صورت پر محمول کیا ہے اور امام احمد سے مروی ہے کہ اگر باوجود قدرت کے دونوں کاندھے کھلے رکھے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ صحیح ہوگی لیکن گنہگار ہوگا انتہے من النیل اور قدرت سے یہ مطلب ہے کہ کپڑا بڑا ہو اور عورت کو چھپانے کے ساتھ اوس میں سے کسی قدر کاندھے پر بھی ڈال سکے لیکن نہ ڈالے اور جو کپڑا چھوٹا ہو کہ فقط ستر عورت اوس سے ہو سکے اور اسکے سوا دوسرا کپڑا نہ پاوے تو ستر عورت کرلے اور کاندھے کھلے رہنے دیوے اس صورت میں بالاتفاق نماز جائز ہوجاوے گی

باب الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ ایک کپڑے میں اوسکو اوڑھ کر لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا اگلی حدیثوں سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حال ثابت ہوا اب مؤلف نے اسکے بعد وہ حدیثیں بیان کیں جن سے یہ نکلتا ہے کہ ایسا کرنا اوسوقت ہے جب کپڑوں کی تنگی ہو یا یہ امر جائز ہے لیکن افضل نہیں ہے، طحاوی نے کہا ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ جب دو کپڑوں پر قادر ہو تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسکو لپیٹ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ اسکی تہبند کرلیوے انتہے تو شاید امام بخاری نے اس باب سے ان لوگوں کا رد کیا اور یہ ثابت کیا کہ ایک کپڑے کو لپیٹ کر اوس میں نماز پڑھنا جائز ہے مگر التحاف کی تفسیر یہ نہیں ہے کہ کپڑے کو سر سے پاؤں تک لپیٹ لیوے اسطرح کہ ہاتھ اور سب اعضا اندر بند ہوجاویں یہ تو دوسری حدیث میں منع ہے اسکو اشتمال صماء کہتے ہیں بلکہ التحاف کی تفسیر امام بخاری نے اگو بیان کی تو کہا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيْثِهٖ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ وَهُوَ الْاِشْتِمَالُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ زہری (محمد بن مسلم) نے اپنی حدیث میں (جسکو ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور امام احمد نے ابوہریرہ سے روایت کیا) کہا ملتحف (یعنے التحاف کرنیوالا) وہ متوشح ہے (یعنے توشیح کرنے والا) اور وہ وہ شخص ہے

چادر دون کے دونوں کناروں مین خلاف کرے اور انکو اپنے دونو مونڈھوں پر ڈالے اور اسی کو اشتمال علی المنکبین کہتے ہین ف
وہ یہ ہے کہ کپڑے کو داہنے مونڈھے پر سے ڈالکر وہ کنارہ بائین بغل کے تلے لیجا دے اور اسیطرح جو بائین مونڈھے پر ڈالا ہے وہ
کنارہ داہنی بغل کے تلے سے لیجا دے پھر دونو کناروں کو اپنے سینہ پر باندھ لیوے (قسط) قَالَ وَقَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ اِلْتَحَفَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ امام بخاری نے کہا ام ہانی (بنت ابی
طالب) نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے التحاف کیا ایک کپڑے سے اور مخالفت کی اوسکی دونوں کناروں مین
اپنے دونو مونڈھوں پر ف یہ حدیث باب کی اخیر مین آویگی مگر اوسمین دونو کناروں کی مخالفت کا ذکر نہین ہے البتہ
مسلم نے اوسکو نکالا دوسرے طریق سے اور احمد نے نکالا اسی لفظ سے جو امام بخاری نے بیان کیا (فتح) ابن بطال
نے کہا اس مخالفت سے یہ غرض ہے کہ نمازی خود اپنا ستر نہ دیکھے رکوع مین یا رکوع اور سجدے مین کپڑا گر نہ پڑے (قسط)
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ (جو حضرت ؐ کے ربیب تھے سنہ ۸۳ھ
مین مرے مدینہ مین عبدالملک کی خلافت مین اس کتاب مین اونسے دو حدیثین مروی ہین) انے کہا کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ایک کپڑے مین اور مخالفت کی اوسکے دونو کناروں مین ف حافظ نے
کہا یہ اسناد علو مین مثل ثلاثی کے ہے کیونکہ ہشام بن عروہ تابعین مین سے ہین اور جو وہ کسی صحابی سے روایت
کرتے تو امام بخاری کو یہ حدیث تین واسطون مین پڑتی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قَدْ اَلْقَى طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ ؓ
نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے تھے آپ ایک کپڑے مین ام المومنین ام سلمہ کے گھر
مین اور دونوں کنارے اوسکی اپنے دونو مونڈھوں پر ڈالے تھے ف یہ وہی حدیث ہے جسکو امام بخاری دوسری
سند سے لائے فائدہ اسمین یہ ہے کہ مفصل ہے اسکے علاوہ اوسمین تصریح ہے عمر کے دیکھنے کی حضرت کو **حَدَّثَنَا**
عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ اَبِي سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ قَالَ رَاَيْتُ
رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ
عَلَى عَاتِقَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ نے کہا مین نے دیکھا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کپڑے مین نماز
پڑھتے ہوئے آپ اسکو لپیٹے تھے ام سلمہ کے گھر مین اور دونو کنارے اسکی آپکے دونو مونڈھوں پر تھے ف یہ وہی حدیث

ہے جسکو تیسری سند سے لائے فائدہ یہ ہے کہ اوسمین تصریح ہے عروہ کے سماع کی عمر سے **حدثنا** اسمعیل بن ابی اویس قال حدثنی مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ ان ابا مرۃ مولی ام ھانئ بنت ابی طالب اخبرہ انہ سمع ام ھانئ بنت ابی طالب تقول ذھبت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح فوجدتہ یغتسل وفاطمۃ ابنتہ تسترہ قالت فسلمت علیہ فقال من ھذہ فقلت انا ام ھانئ بنت ابی طالب فقال مرحبا بام ھانئ فلما فرغ من غسلہ قام فصلی ثمانی رکعات ملتحفا فی ثوب واحد فلما انصرف قلت یا رسول اللہ زعم ابن امی انہ قاتل رجلا قد اجرتہ فلان بن ھبیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اجرنا من اجرت یا ام ھانئ قالت ام ھانئ وذاک ضحی

ترجمہ ام ہانی بنت ابیطالب نے کہا مین جس سال کہ فتح ہوا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے مین نے آپکو غسل کرتے ہوئے پایا اور جناب فاطمہ زہرا رض آپکی صاحبزادی آڑ کیے ہوئی تہین آپ پر ام ہانی نے کہا مینے آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا کون ہے یہ مین نے کہا ام ہانی ابوطالب کی بیٹی آپنے فرمایا مرحبا ام ہانی کو (مرحبا وہ کلمہ ہے جو عرب کے محاورے مین آنیوالے کے لیے کہا جاتا ہے یعنی تم اچھے کشادہ مقام مین آئے) جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کہڑے ہوئے پہر آٹھ رکعتین پڑہین ایک کپڑے مین التحاف کرکے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے کہا یا رسول اللہ میری ماں کے بیٹے یعنے حضرت علی بن ابیطالب رض کہتے ہین مین مار ڈالون گا اُس شخص کو جسکو مینے پناہ دی ہے اور وہ فلان شخص ہے ہبیرہ کا بیٹا **ف** حافظ نے کہا امام احمد اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ مین نے پناہ دی اپنے دو دیورون کو ابو العباس نے کہا مراد جعدہ بن ہبیرہ ہین اور ایک اور شخص بنی مخزوم مین سے اون دونون نے خالد بن ولید سے مقابلہ کیا تہا اور امان نہین قبول کی تہی تو ام ہانی نے اونکو پناہ دی تہی اور وہ اُن کے خاوند کے عزیزون مین سے تہے ابن جوزی نے کہا اگر ہبیرہ کا بیٹا اون مین ہو تو جعدہ ہوگا اور جعدہ نے حضرت ص کو دیکھا لیکن اوسکو صحبت نہین ہوئی اور بخاری اور ابن حبان نے اوسکو تابعین مین ذکر کیا پس جو کوئی اتنا کم سن ہو وہ فتح مکہ مین لڑائی کے قابل کیونکر ہوسکتا ہے اور دوسرے یہ کہ اگر وہ ام ہانی کا لڑکا ہوتا تو علی رض اوسکے مارنے کا کیون ارادہ کرتے کیونکہ ہبیرہ ام ہانی کے خاوند بہاگ گئے تہے اور ام ہانی جو اسلام لائی تہین اون کا لڑکا اونکے پاس تہا اور ابن عبد البر نے کہا شاید یہ ہبیرہ کا لڑکا ام ہانی کے سوا اور کسی عورت کے پیٹ سے ہو اور ابن ہشام نے سیرت مین کہا کہ ام ہانی نے حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ کو پناہ دی تہی اور یہ دونو مخزومی تہے یعنے اونکے خاوند کسی قوم کے تہے اور ازرقی نے واقدی کے طریق سے نکالا کہ دونو حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ تہے اور بعضون نے کہا حارث

ابن ہشام اور ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو مخزومی (ام ہانی کے خاوند) تھے اور یہ صحیح نہین کیونکہ ہبیرہ فتح کے وقت نجران بہاگ گئے تھے اور وہین رہے شرک مین یہانتک کہ مرگئے ایسا ہی کہا ابن اسحاق وغیرہ نے تو ام ہانی کا پناہ دینا اونکو کیونکر صحیح ہوگا کرمانی نے کہا زبیر بن بکار نے کہا فلان ابن ہبیرہ وہ حارث بن ہشام ہین حالانکہ زبیر نے ایسا نہین کہا بلکہ زبیر کی روایت مین بجاے فلان ابن ہبیرہ کے حارث بن ہشام کا ذکر ہے اور مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایت مین ایک لفظ رہ گیا ہے عم کا تو صحیح یون ہے فلان ابن عم ہبیرہ یعنے فلان ہبیرہ کے چچا کا بیٹا اب حارث اور زہیر سب مراد ہوسکتے ہین اسیطرح عبداللہ کیونکہ سب بنی مخزوم مین لنتہے **ت** تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمنے پناہ دی اسکو جسکو تمنے پناہ دی اے ام ہانی ام ہانی نے کہا جو نماز آپنے پڑہی چاشت کی نماز تہی **ف** قسطلانی نے کہا مؤید ہے اسکی جو ابن شاہین نے نکالا ام ہانی نے کہا یا رسول اللہ یہ کونسی نماز ہے آپ نے فرمایا ضحے کی نماز ہے حافظ نے کہا اس حدیث کا شروع کتاب الغسل مین مذکور ہوچکا ہے اور اس کا بیان صلوۃ الضحی مین بہی ہوگا اور یہان اس حدیث کے لانیسے یہ غرض ہے کہ ام ہانی نے اس التحاف کی تفسیر جو اس روایت مین ہے اوس معنی سے کی جو معلق روایت مین مذکور ہوئی تو مطابق ہوئی یہ تفسیر اوس تفسیر کے جو ترجمہ باب مین مذکور ہے انتہے مختصرا **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک پوچہنے والے نے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا ایک کپڑے مین نماز پڑہنے کو آپنے فرمایا کیا تم مین سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہین **ف** حافظ نے کہا اس پوچہنے والے کا نام مجہکو معلوم نہین ہوا البتہ شمس الائمہ سرخسی حنفی نے اپنی کتاب مبسوط مین کہا کہ پوچہنے والا ثوبان تہا سبحان اللہ حافظ صاحب کی وسعت علم کو دیکہیے باوجودیکہ شافعی تہے مگر حنفی مذہب کی کتابون پر بہی اونکی نظر تہی اخطابی نے کہا حضرت ص نے جو فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ عورت کا چہپانا فرض ہے اور نماز پڑہنا ضرور ہے اور تم مین سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے نہین ہین تو تمکو یہ کیونکر معلوم نہین کہ ایک کپڑے مین نماز جائز ہے اور طحاوی نے کہا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز ایک کپڑے مین مکروہ ہوتی تو مین مکروہ جانتا نماز اوسکے لیے جسکے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور سیر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سوال تو جواز اور عدم جواز سے تہا نہ کراہت سے اور ابن حبان کی روایت مین ہے کہ آپنے قبا اوس کپڑے مین توشح کرلی پہر اوس مین نماز پڑہی (توشیح کا بیان اوپر گذرا) قسطلانی نے کہا جمہور صحابہ جیسے ابن عباس اور علی اور معاویہ اور انس بن مالک اور خالد بن الولید اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور ام ہانی کا اور تابعین مین سے حسن بصری اور ابن سیرین اور شعبی اور ابن مسیب اور عطا اور ابو حنیفہ کا اور فقہا مین سے ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور مالک اور احمد کا ایک روایت مین اور اسحاق بن راہویہ کا

یہی قول ہے کہ ایک کپڑے مین نماز جائز ہے جب عورت چھپ جاوے انتہی **باب** اذا صلّى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه جب ایک کپڑے مین نماز پڑھے تو اپنے کاندھو نپر اوس مین سے کچھ حصہ ڈالے **حدثنا** ابو عاصم عن مالك عن ابي الزناد عن عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يصلي احدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقيه شيء **ترجمہ** ابوہریرہ نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے ایک کپڑے مین نماز نہ پڑھے اور اس مین سے اوسکے مونڈھو نپر کچھ نہ ہو اسمعیلی کی روایت مین ہو کہ منع کیا آپنے ایک کپڑے مین نماز پڑھنے سے جب اوس مین سے مونڈھو نپر کچھ نہ ہو قسطلانی نے کہا یہ نہی تحریم کے لیے نہین ہے کیونکہ حضرتؐ سے ثابت ہو کہ آپنے ایک کپڑے مین نماز پڑھی اور اسکا ایک کنارہ آپ کی ایک بی بی پر تہا وہ سوتی تہین اور ظاہر ہے کہ جو کنارہ آپکے مبارک جسم پر تہا وہ ازار کرنے کے لیے کافی ہوا ہوگا اور اوسمین اتنی وسعت کہان ہوگی کہ مونڈہون پر بہی ڈالا ہو حافظ نے کہا یہ خطابی نے کہا اور اسمین اعتراض ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو مونڈہو نپر اوس مین سے کچھ ڈالنا واجب ہے اور جو تنگ ہو تو واجب نہین ہے اور یہی کو ابن منذر نے اختیار کیا ہے انتہی **حدثنا** ابو نعيم قال حدثنا شيبان عن يحيى بن ابي كثير عن عكرمة قال سمعته او كنت سألته قال سمعت ابا هريرة يقول اشهد اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى في ثوب فليخالف بين طرفيه **ترجمہ** ابوہریرہ کہتے تہے مین گواہی دیتا ہون مین نے سنا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص ایک کپڑے مین نماز پڑھے تو مخالفت کرے اوسکے دونو کنارو مین **باب** اذا كان الثوب ضيقا اگر کپڑا تنگ ہو اور ایک ہی کپڑا ہو **حدثنا** يحيى بن صالح قال حدثنا فليح بن سليمان عن سعيد بن الحارث قال سألنا جابر بن عبد الله عن الصلاة في الثوب الواحد فقال خرجت مع النبي صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره فجئت ليلة لبعض امري فوجدته يصلي وعلي ثوب واحد فاشتملت به وصليت الى جانبه فلما انصرف قال ما السرى يا جابر فاخبرته بحاجتي فلما فرغت قال ما هذا الاشتمال الذي رأيت قلت كان ثوب قال فان كان واسعا فالتحف به وان كان ضيقا فاتزر به **ترجمہ** سعید بن حارث نے کہا ہم نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضہ سے پوچھا ایک کپڑے مین نماز پڑہنے کو اونہون نے کہا مین نکلا جناب رسول اللہ صلے علیہ وسلم کے ساتھ آپکے کسی سفر مین تو رات کو مین آپکے پاس آیا کسی کام کے لیے مین نے دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہین میرے اوپر ایک ہی کپڑا تہا مین نے اوسکو لپیٹا اور آپکے بازو نماز پڑھنے لگا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا رات کو کیون آیا

لے جابر نے اپنا مطلب آپ سے بیان کیا جب کہہ چکا تو آپ نے فرمایا یہ کیا کپڑا لپیٹنا ہے جابر جو مین دیکھ رہا ہون مینے کہا ایک ہی کپڑا ہے آپنے فرمایا اگر وہ کشادہ ہے تو اوسمین التحاف کر اور جو تنگ ہے تو اوسکی تہ بند کر لے ف مونڈھے پر ڈالنا ضرور نہین خطابی نے کہا حضرت صلعم نے جابر پر انکار کیا اسوجہ سے کہ انہون نے ایک کپڑے کو سارے بدن پر اسطرح لپیٹ لیا ہوگا کہ ہاتھ باہر نہ ہونگے حافظ نے کہا یہ تو اشتمال صما ہے اور مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور جابر نے اوسکے دونو کنارون مین مخالفت کی تہی اور جہکی ہوئی تہی تا کہ ستر نہ کہلے تو حضرت صلعم نے اونکو بتلایا کہ یہ صورت جب ہے جب کپڑا وسیع ہو لیکن اگر تنگ ہو تو صرف تہ بند کر لینا کافی ہے مسلم کی روایت مین ہے کہ یہ سفر غزوہ بواط مین تھا جو پہلے آپ کا غزوہ ہے اور حضرت صلعم نے جابر اور جبار بن صخر کو منزل مین پانی طیار رکہنے کے لیے بہیجا تہا یہ حدیث جمہور کے مذہب کے موافق ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ جو شخص التحاف پر قادر ہو بغیر اوسکے نماز درست نہ ہوگی اور ایک روایت مین ہے کہ درست ہوگی لیکن گنہگار ہوگا اور کرمانی سے غفلت ہوئی انہون نے کہا اجماع ہے اسپر کہ التحاف کا ترک جائز ہے اور انکو امام احمد کے قول کی خبر نہ ہوئی دلیل امام احمد کی ابوہریرہ کی روایت ہے جو اوپر گذری جسمین نہی ہے ایک کپڑے مین نماز پڑہنے سے بغیر مونڈھے پر کچھ ڈالنے کے اور ظاہر نہی سے تحریم ہے اور ابن منذر نے محمد بن علی سے بہی عدم جواز نقل کیا ہے اور ترمذی کی کلام سے بہی اسمین اختلاف نکلتا ہے اور طحاوی نے اس مسئلہ کے لیے ایک باب مقرر کیا شرح الآثار مین اور منع نقل کیا ابن عمر سے پہر طاؤس اور نخعی سے اور روایت کیا ابن وہب اور ابن جریر سے بہی اور طحاوی نے دونو طرف کی حدیثون مین یون جمع کیا ہے کہ اصل یہی ہے کہ اشتمال کے ساتھہ نماز پڑہے لیکن اگر کپڑا تنگ ہو تو اوسکی تہ بند کر لیوے اور شیخ تقی الدین سبکی نے اسکا وجوب نقل کیا ہے امام شافعی سے اور اوسی کو اختیار کیا ہے لیکن مشہور شافعیہ کی کتابون مین اوسکے خلاف ہے (فتح) قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ جابر نے اشتمال صما کیا ہو اور حضرت صلعم نے اوسی پر انکار کیا ہو واللہ اعلم حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَقَالَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا ترجمہ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کچھ لوگ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہتے تہے اپنے تہبند اپنی گردنون پر باندہے ہوئے بچون کیطرح ابوداؤد کی روایت مین ہے ازارون کی تنگی کیوجہ سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر ہو سکے تو التحاف اولی ہے ورنہ صرف تہ بند باندہنے سے) اور حضرت صلعم نے فرمایا عورتون سے (یا بلال نے حضرت کے حکم سے) کہ مت اوٹہاؤ اپنے سرون کو یہانتک کہ مرد اوٹھ کر سیدہے بیٹھ جاویں ف وجہ ممانعت کی یہ تہی کہ اگر عورتین سیدہا بیٹنے سے پہلے مردون کے اپنا سر اوٹہا دیں تو کہین اونکے ستر کیطرف نظر نہ پڑے احمد اور ابوداؤد کی روایت مین ہے اسماء بنت ابی بکر سے کہ عورتین اپنا سر نہ اوٹہا دین جبتک

پر ڈال اپنے سر پر اور تہادیں تا کہ مردون کی شرمگاہ پر اونکی نظر نہ پڑے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نیچے کیطرف ستر کا ڈہانکنا فرض نہین ہے (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ ایک مستحب فعل کو ترک کر سکتے ہین جب اوس مین کوئی قباحت لازم آوے کیونکہ امام کی پیروی کرنا بغیر تاخیر کے مستحب ہے لیکن اس سے ممانعت ہوئی بوجہ اس قباحت کے جو گذری انتہی امام محمد نے جو روایت جابر رضی اللہ عنہ سے کی اوس مین یہ ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کپڑا کشادہ ہو تو اوسکو ڈال لے اپنے دونو مونڈہون پر پہر نماز پڑہ اور جب تنگ ہو تو اوس سے باندہ لے اپنی دونو کولون کو پہر نماز پڑہ بغیر چادر کے شوکانی نے کہا امام طحاوی نے جو دونو طرف کی حدیثون مین یون جمع کیا اوسی کو ابن منذر اور ابن حزم نے اختیار کیا اور وہی حق ہے اور یہ کہنا کہ مونڈہے پر کپڑا اوڈالنا واجب ہے اور دونو کنارون مین خلاف کرنا ضرور ہے اور تنگ اور کشادہ کپڑے مین فرق کرنا یہ خلاف ہے جابر کی حدیث کے اور سہل شریعت کو دشوار کرنا ہے انتہی اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ اور میمونہ سے کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی ایک کپڑے مین اور اوس مین سے کچھ کپڑا میرے اوپر بہی تہا امام احمد نے روایت کیا ابی بن کعب سے اونہون نے کہا ایک کپڑے مین نماز پڑہنا سنت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتے تہے اور ہمپر عیب نہ ہوتا تہا ابن مسعود نے کہا یہ اوسوقت تہا جب کپڑون کی کمی تہی لیکن جب اللہ تعالی نے کشادگی دی تو دو کپڑون مین نماز پڑہنا اولی ہے ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئے اور آپ نماز پڑہ رہے تہے ایک کپڑے مین توشح کیے ہوئے اور عبد الرحمان بن کیسان سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بیر علیا مین نماز پڑہتے تہے ایک کپڑے مین دوسری روایت مین ہے کہ مینے حضرت صلعم کو دیکھا آپ ظہر اور عصر پڑہتے تہے ایک کپڑے مین اسکو اپنے سینہ پر باندہے ہوئے امام طحاوی نے نکالا نافع سے کہ ابن عمر نے اونکو کپڑا دیا اور وہ لڑکے تہے تو نافع مسجد مین گئے وہان دیکھا تو وہ توشح کیے ہوئے نماز پڑہ رہے ہین ابن عمر نے کہا کیا تیرے پاس دو کپڑے نہین ہین اونہون نے کہا کیون نہین ہین ابن عمر نے کہا بہلا اگر تو گہر کے پار جاوے تو دونو کپڑے پہن کر جاویگا نافع نے کہا ہان ابن عمر نے کہا اللہ جل جلالہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ اوس کے لیے زینت کیجاوے یا لوگ نافع نے کہا اللہ تعالی زیادہ لائق ہے اسکے پہر ابن عمر نے نقل کیا حضرت صلعم سے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مجہے یقین ہے کہ اونہون نے دونو مین سے ایک سے نقل کیا اور مین سمجہتا ہون کہ حضرت صلعم سے نقل کیا آپنے فرمایا کوئی تم مین سے نماز مین ایک کپڑا اسطرح نہ لپیٹے جیسے یہود لپیٹتے ہین جسکے پاس دو کپڑے ہون وہ تہبند باندہے اور چادر اوڑہے اور جسکے پاس دو کپڑے نہ ہون وہ تہبند باندہ کر نماز پڑہ لیوے اور نکالا دوسرے طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو اپنے دونو کپڑے پہنے کیونکہ اللہ تعالی زیادہ حق رکہتا ہے کہ اوسکے لیے زینت کیجاوے اگر دو کپڑے نہ ہون تو تہبند باندہ لیوے نماز پڑہتے وقت اور کوئی تم مین سے یہود کی

طرح استعمال کرے (یعنی ساری بدن پر ایک کپڑا نہ لپیٹے) اور نکالا تیسرے طریق سے ابن عمر سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے تو تہ بند باندھے اور چادر لپیٹے اور نکالا چوتھی طریق سے ابن عمر سے اونہون نے کہا حضرت عمر رض نے ایک شخص کو دیکھا جو کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہا تہا حضرت عمر نے اوس سے کہا جب اوسنے سلام پھیرا کوئی تم مین سے کپڑا لپیٹ کر نماز نہ پڑھے اور مت مشابہت کرو یہود سے اگر تم مین سے کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہو تو اوسکی تہ بند کر لیوے اور روایت کی ابو ہریرہ سے وہی حدیث جسکو امام بخاری نے نکالا اوس مین اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا قسم میری عمر کی مین اپنے کپڑے مچان مین (یا الگنی مین) چھوڑ دیتا ہون اور ایک کپڑے مین نماز پڑھتا ہون اور نکالا قیس بن طلق سے انہون نے اپنے باپ سے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ سے ایک شخص نے پوچھا ایک کپڑے مین نماز پڑھنے کو لیکن آپ نے کچھ نہین فرمایا جب نماز کہڑی ہوئی تو حضرت ﷺ نے اپنے دو کپڑون کو ملایا پہر نماز پڑہی دونون مین اور نکالا قعقاع بن حکیم سے ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رض کے پاس گئے وہ ایک کپڑے مین نماز پڑھ رہے تہے اونکا کرتہ اور چادر الگنی پر تہا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا آگاہ ہو قسم خدا کی مین نے ایسا کیا تمہارے لیے آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا ایک کپڑے مین نماز پڑھنے کو آپ نے فرمایا ہان پھر اور تم مین سے کسی کے پاس دو کپڑے کہان ہین

باب الصَّلوٰةِ فِی الْجُبَّةِ الشَّامِیَّةِ شام کے جبہ مین نماز پڑھنا

ف اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جن کپڑون کو کافرون نے بنا اور طیار کیا ہو اون مین نماز پڑھنا درست ہے جب تک کہ انکی نجاست کا یقین نہ ہو جاوے اور شام کے جبہ کی قید اسلیے کی کہ حدیث مین شام کے جبہ کا ذکر ہے اور اوس زمانہ مین شام کفر کا ملک تہا اور باب المسح علی الخفین مین گذرا کہ مغیرہ کی بعض روایتون مین یہ ہے کہ یہ جبہ تنگ تہا اور روم کے کپڑون مین سے ایک کپڑے کا تہا امام بخاری کا مطلب اس حدیث سے یون نکلتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس جبہ کو پہن لیا اور اسکی تفصیل دریافت نہین کی اور امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ ایسے کپڑون مین نماز مکروہ ہے (جنکو کافرون نے بنا ہو) مگر جب اونکو دہو ڈالے تو مکروہ نہین اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ اگر وقت نماز کا باقی ہو اور ایسے کپڑے مین نماز پڑھے تو نماز کا اعادہ کرے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ فِی الثِّیَابِ یَنْسِجُهَا الْمَجُوْسِیُّ لَمْ یَرَ بِهَا بَأْسًا اور امام حسن بصری رح نے کہا کہ جن کپڑون کو مجوسی (پارسی) بنین ان مین نماز پڑھنے مین کچھ قباحت نہین

ف اس اثر کو ابو نعیم بن حماد نے اپنی مشہور نسخہ مین نکالا معتمر سے انہون نے ہشام سے انہون نے حسن سے کہ کچھ قباحت نہین اوس کپڑے مین نماز پڑھنے مین جسکو مجوسی بنے دہونے سے پہلے اور ابو نعیم نے کتاب الصلوٰة مین نکالا ربیع سے اونہون نے حسن سے انہون نے کہا کچھ برائی نہین یہودی یا نصرانی کی چادر مین نماز پڑھنے مین

اور مکروہ رکہا اوسکو ابن سیرین نے روایت کیا اوسے ابن ابی شیبہ نے (فتح) قسطلانی نے کہا شافعی اور اہل کوفہ نے اسکو جائز رکہا ہے وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ اور معمر بن راشد نے کہا میں نے زہری (محمد بن مسلم) کو دیکھا یمن کے وہ کپڑے پہنتے جو پیشاب میں رنگے جاتے ہیں **ف** عبدالرزاق نے مصنف میں نکالا اور مراد یہ ہے کہ دہونے کے بعد پہنتے یا پیشاب سے حلال جانور کا پیشاب مراد ہے اور وہ پاک ہے زہری کے نزدیک (فتح) وَصَلَّى عَلِيٌّ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُورٍ اور حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بن دہوئے یعنے کورے کپڑے میں نماز پڑہی **ف** یعنے نئے کپڑے میں جس پر شوث پڑا ہوا ابن سعد نے نکالا عطا بن محمد سے میں نے دیکھا حضرت علی کو اونہوں نے نماز پڑہی اونکے بدن میں ایک قمیص تہا کپڑے کا جو دہویا نہیں گیا تہا (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ تہا ایک سفر میں آپنے فرمایا اے مغیرہ ڈول لیجیے اسکو لیا پہر آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے آپ نے حاجت ادا کی اسوقت آپ ایک شامی جبہ پہنے تہے تو آپ اپنا ہاتہ اوسکی آستین میں سے نکالنے لگے وہ تنگ ہوئی آخر آپ نے اپنا ہاتہ اوسکے تلے سے نکال لیا پہر میں نے آپ پر پانی ڈالا آپنے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تہے اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا پہر نماز پڑہی **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث باب المسح علے الخفین میں گذر چکی قسطلانی نے کہا مولف (رح) نے اسکو جہاد اور لباس میں بہی نکالا اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت میں انتہے **بَابُ** كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلٰوةِ نماز میں ننگے ہونا منع ہے **ف** کشمیہنی اور حموی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے وَغَيْرِهَا یعنے غیر نماز میں بہی **حَدَّثَنَا** مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ

مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے تھے **ف** یہ حدیث جابر رضہ نے حضرت سے سنی ہوگی یا اور کسی صحابی سے جو اوس وقت حاضر ہوگا کیونکہ یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت عباس سے سنی ہوگی تو یہ مرسل ہے صحابی کی اور روایت کیا اسحدیث کو عباس رضہ سے اونکے بیٹے عبداللہ نے وہ زیادہ پوری ہے اوسکو نکالا طبرانی نے اوس مین یہ ہے کہ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنی تہبند لی اور فرمایا مجھکو منع ہوا ننگے چلنے سے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگا ترجمہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے لوگون کے ساتھ پتھر ڈہوتے تھے کعبہ بنانے کے لیے (اوس وقت آپکی عمر ۳۵ سال کی تھی یا ۱۵ سال کی بعضون نے کہا یہ واقعہ نبوت سے ۱۵ سال پہلے کا ہے) اور آپ تہبند باندہے تھے عباس آپکے چچا نے آپ سے کہا اے بھتیجے میرے اگر تم اپنی تہبند کہول ڈالو (تو آسانی ہوگی پتھر ڈہونے مین یا کاش تم تہبند کہول ڈالو) اور اوسکو اپنے مونڈہون پر ڈال لو پتھر کے نیچے (تو پتھر مونڈہے مین نہ چبہین گے) جابر نے کہا جسنے یہ حدیث بیان کی اون سے اوس نے کہا تو آپ نے تہبند کہول ڈالی اور اپنے مونڈہون پر ڈال لی اوسی وقت آپ بیہوش ہو کر گرے اوسکے بعد پھر آپ کو ننگا نہین دیکھا صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت مین ہے پھر آپ ننگے نہین ہوئے **ف** اسمعیلی کی روایت مین ہے پھر آپ ننگے نہین ہوئے حدیث سے یہ نکلا کہ آپ نبوت سے پہلے بھی بری اور فحش باتون سے محفوظ تھے اور آپ بیہوش ہو کر گرے اسوجہ سے کہ حیا اور شرم آپ کی خلقت اور جبلت مین تھی یہانتک کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم رکھتے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ فرشتہ اوترا اوسنے آپ پر تہبند کو باندہ دیا اور یہ بھی نکلا کہ لوگون کے سامنے ننگا ہونا منع ہے اور تنہائی مین ننگے ہونیکا بیان آگے آویگا ابن اسحق نے سیرۃ مین کہا کہ حضرت ایکبار بچپن مین حلیمہ کے پاس تھے ننگے ہوئے تھے تو ایک مارنیوالے نے آپکو مارا اوسکے بعد سے آپ ننگے نہین ہوئے یہ روایت اگر ثابت ہو تو اس روایت کی خلاف ہوگی کیونکہ اوسکا مطلب یہ ہوگا کہ بے ضرورت ننگے نہ ہوئے اور اس روایت مین ننگا ہونا ضرورت سے ہے قسطلانی نے کہا وہ ننگا ہونا مستثنے ہے جو جائز ہے جیسے بی بی یا شوہر کے سامنے اور صحابی کی مرسل بالاتفاق حجت ہے مگر ابو اسحاق اسفرائنی نے صرف اسکا خلاف کیا ہے لمنتہے (فتح و قسط) **بَابُ** الصَّلٰوةِ فِي الْقَمِيْصِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ قمیص اور پاجامے اور جانگیا اور قبا مین نماز پڑہنا **ف** جانگیا تبان کا ترجمہ ہے حافظ نے کہا تبان پاجامے کی شکل پر ہے مگر اوس مین پائچے نہین ہوتے اور کبھی تبان چمڑے کی ہوتی ہے قسطلانی نے کہا تبان وہ چھوٹا پاجامہ جس سے صرف شرمگاہ چھپائی جاتی ہے یعنے جانگیا اور حافظ کی تفسیر پر لنگوٹی اور قبا مشہور ہے جو حضرت سلیمان نے نکالی کعب سے روایت ہے کہ سب سے پہلے اوسکو حضرت سلیمان نے پہنا (فتح) **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

اَیُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ اَوَکُلُّکُمْ یَجِدُ ثَوْبَیْنِ ثُمَّ سَاَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَاَوْسِعُوْا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَیْهِ ثِیَابَهٗ صَلّٰی رَجُلٌ فِیْ اِزَارٍ وَّرِدَاءٍ فِیْ اِزَارٍ وَّقَمِیْصٍ فِیْ اِزَارٍ وَّقَبَاءٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَرِدَاءٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَقَمِیْصٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَقَبَاءٍ فِیْ تُبَّانٍ وَّقَبَاءٍ فِیْ تُبَّانٍ وَّقَمِیْصٍ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ فِیْ تُبَّانٍ وَّرِدَاءٍ **ترجمہ** ابوہریرہ نے کہا ایک شخص (جسکا نام معلوم نہیں ہوا) کہڑا ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اور پوچھا آپ سے ایک کپڑے مین نماز پڑہنے کو آپنے فرمایا کیا تم مین سے ہرایک دو کپڑے میسر آتے ہین (یعنے نہیں آتے تو ضرور ایک ہی کپڑے مین پڑہنا ہوگا) پہر ایک شخص نے حضرت عمر رض سے پوچھا **ف** ایک کپڑے مین نماز پڑہنے کو وہ ابن مسعود تھے یا ابی بن کعب ان دونوں مے اختلاف کیا تہا اس مسئلہ مین ابی کہتے ہین ایک کپڑے سے مین نماز پڑہنا مکروہ نہیں اور ابن مسعود کہتے تہے یہ حکم جب تہا جب کپڑون کی قلت تہی آخر حضرت عمر منبر پر کہڑے ہوئے اور کہا ابی کا کہنا صحیح ہے لیکن ابن مسعود نے بہی کمی نہیں کی نکالا اوسکو عبدالرزاق نے (فتح) **ف** اونہون نے کہا جب اللہ نے تمپر کشادگی کی تو تم بہی کشادگی کرو یعنے دو کپڑون مین نماز پڑہو گو ایک مین بہی جائز ہے اب چاہیے کہ آدمی اپنے اوپر اکٹہا کرے اپنے کپڑون کو تو نماز پڑہے آدمی تہبند اور چادر مین یا تہبند اور کرتے مین یا تہبند اور قبا مین یا پائجامے اور چادر مین یا پائجامے اور قمیص مین یا پائجامے اور قبا مین یا جانگیا اور قبا مین یا جانگیا اور قمیص مین ابوہریرہ نے کہا مین گمان کرتا ہون حضرت عمر رض نے یہ بہی کہا یا جانگیا اور چادر مین **ف** اور یقیناً ابوہریرہ نے اخیر صورت بیان نہیں کی کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت عمر نے اوسکا ذکر نہ کیا ہو کسلیے کہ جانگیا سے پوری عورت نہیں چہپتی ران کہلی رہتی ہے تو جب قبا یا قمیص کے ساتہہ جانگیا ہو تو ستر ہو جائیگا اور چادر کے ساتہہ ہونا ضرور نہیں یہ سب نو صورتین ہین اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ کپڑون مین نماز پڑہنا واجب ہے اور ایک کپڑے پر جو لوگ قناعت کرتے تہے وہ کپڑون کی قلت کیوجہ سے تہی اور یہ بہی نکلا کہ دو کپڑون مین نماز پڑہنا افضل ہے ایک کپڑے مین نماز پڑہنے سے اور اشہب سے منقول ہے کہ اگر صرف پائجامہ مین نماز پڑہے دوسرا کپڑا ہونے ہوئے اور وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرے اور بعض حنفیہ کے نزدیک ایک کپڑے مین نماز مکروہ ہے **حَدَّثَنَا** عَاصِمُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا السَّرَاوِیْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدِ النَّعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسِ الْخُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْهُمَا حَتّٰی یَکُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ **ترجمہ** ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوچھا محرم (یعنے جو احرام باندہے ہو حج

یا عمرے کا کونسا لباس پہنے آپنے فرمایا محرم قمیص نہ پہنے نہ پائجامہ نہ باران کوٹ (یا ٹوپی لنبی) نہ وہ کپڑا جسمین زعفران یا ورس (ایک زرد گہانس ہے خوشبودار) لگی ہو پہر جسکو جوتیان نہ ملین وہ موزے پہن لیوے لیکن اونکو کاٹ ڈالے اتنا کہ ٹخنون کے نیچے ہو جاوین **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب العلم کے اخیر مین گذر چکی ہے اور ہم اوسکی بحث اپنے مقام مین یعنے کتاب الحج مین بیان کرینگے اور یہان اس حدیث کے بیان کرنے سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ قمیص اور پائجامہ کے بغیر بہی نماز درست ہے کیونکہ محرم اونکو نہین پہن سکتا اور نماز پڑہتا ہے وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اور نافع سے اونہون نے ابن عمر سے ایسا ہی مروی ہے **ف** حافظ نے کہا یہ عطف ہے زہری پر یعنے ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو زہری سے اور اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے روایت کیا اور نافع سے اونہون نے ابن عمر سے بہی روایت کیا اور یہ بات اوس سند سے جو مؤلف نے کتاب العلم مین بیان کی ظاہر ہوتی ہے وہان آدم کے طریق سے ابن ابی ذئب سے نکالا اونہون نے نافع سے پہر زہری کا طریق اوسکے بعد بیان کیا برعکس اوسکے جو یہان بیان کیا اور کرمانی نے یہ گمان کیا کہ یہ تعلیق ہے بخاری کی اور ہم کئی بار کہہ چکے کہ عقلی تجویزین علوم نقلی مین کام نہین آتین انتہے اور عینی نے کرمانی کی طرفداری کی اور کہا کہ کرمانی نے جزم نہین کیا تعلیق کا بلکہ احتمال تعلیق کا بیان کیا اور سالم پر عطف کرنے اور زہری پر عطف کرنے مین فرق نہین ہے حالانکہ یہ عینی کا سوء فہم ہے کیونکہ زہری نافع کے معاصرین اور ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو خود نافع سے روایت کیا ہے جیسے کتاب العلم سے معلوم ہوتا ہے پہر ابن ابی ذئب کو نزول کرنے کی کیا وجہ ہے حافظ صاحب نے انتقاض الاعتراض مین کہا جب عینی کے فہم کا یہ حال ہو تو اونکو دوسرے پر رد کرنا کیا زیب دیگا

باب مَا يُسْتَرُ مِنَ الْعَوْرَةِ کونسی عورت چہپانا چاہیے **ف** یعنے نماز کے باہر اور مصنف کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک صرف قبل اور دبر کا چہپانا واجب ہے انتہے (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ **ترجمہ** ابو سعید خدری ض نے کہا منع کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء سے **ف** اہل لغت نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لیوے اس طرح سے کہ اوسکا کوئی کنارہ اوٹہا نہ رہے اور ہاتہ نکالنے کی جگہ نہ رہے ابن قتیبہ نے کہا صماء کہتے ہین اس پتہر کو جس مین سوراخ نہ ہو تو یہ اشتمال مشابہ ہوا اس پتہر کے فقہا نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے کو لپیٹ لے اور ایک جانب سے اوسکو اوٹہا کر مونڈہے پر ڈالے تو اوسکی شرمگاہ کہل جاتی ہے نووی نے کہا اہل لغت کی تفسیر پر یہ فعل مکروہ ہوگا کیونکہ حاجت کے وقت ضرر ہوگا

ہاتھ نہ نکلنے سے اور فقہا کی تفسیر پر حرام ہوگا بوجہ کشف عورت کے اور مؤلف نے کتاب اللباس میں یون تفسیر کی کہ صما یہ ہے کہ کپڑے کو اپنے ایک مونڈھے پر ڈال لے تاکہ ایک طرف کا جسم کہل جاوے حافظ نے کہا کہ یہ تفسیر فقہا کے مطابق ہے اور بظاہر مرفوع ہے اگر موقوف بھی ہو جب بھی حجت ہے کیونکہ تفسیر ہے راوی کی جو مخالف نہیں حدیث کی اور صحیح مذہب یہی ہے کہ ایسی تفسیر حجت ہے (فتح) **ست** اور منع کیا اس سے کہ آدمی گوٹ مار کر بیٹھے ایک کپڑے میں اور اُسکی شرمگاہ پر اوس کپڑے میں سے کچھ نہ ہو **ف** گوٹ مار کر بیٹھنا یہ ہے کہ اپنے دونو سرین پر بیٹھے اور دونو پنڈلیاں کہڑی کر دیوے اور ایک کپڑے میں جب آدمی اسطرح بیٹھے اور شرمگاہ پر کپڑا نہ ڈالے تو اکثر شرمگاہ کہل جاتی ہے اور بے ستری ہوتی ہے اس لیے آپ نے اوس سے منع فرمایا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے لباس اور بیوع میں بھی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **حدثنا** قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو بیعون سے ایک تو چھونے کی بیع سے دوسرے پھینکنے کی بیع سے **ف** حافظ نے کہا ان دونون کی شرح خدا چاہے تو کتاب البیوع میں مذکور ہوگی قسطلانی نے کہا چھونے کی بیع یہ ہے کہ تہ کیے ہوئے کپڑے کو یا اندھیرے میں چھو لے اس شرط پر کہ چھو لینے کے بعد بائع کو اختیار نہ رہیگا یا صیغہ بیع کے بدلے چھو لینا قرار پاوے یا یہ شرط کرے کہ جب دیکھے اوسکو مشتری تو اختیار نہ ہوگا اور صرف چھو لینا کافی ہوگا اسیطرح پھینکنے کی شرط ہے مثلا بائع یا مشتری یون کہے میں اپنا کپڑا تیری طرف پھینکتا ہون دس روپیہ کے بدلے یا پھینے یہ چیز اتنی قیمت پر تیرے ہاتھ بیچی جب میں اپنا کپڑا تیری طرف پھینکون تو بیع لازم ہو گئی اور اختیار جاتا رہا یہ دونو بیعیں باطل ہیں بوجہ عدم رویت یا عدم صیغہ یا شرط فاسد کے انتہی **ست** اور منع کیا آپ نے اشتمال صما سے (اسلیے کہ اوس میں ہاتھ نکالنا دشوار ہوتا ہے اور کوئی کیڑا وغیرہ کاٹے تو اوسکو دور کرنا مشکل ہو جاتا ہے یا عورت کہل جاتی ہے) اور منع کیا آپ نے گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے میں **ف** اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور لباس میں بھی اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا (قسط) **حدثنا** إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا

عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ **ترجمہ** ابوہریرہ نے کہا مجھکو ابوبکر صدیق رض نے اس حج مین (یعنے جو حج اونہون نے حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے کیا تھا) موذنون مین شامل کرکے بھیجا یوم النحر کو (دسوین ذیحجہ کو) کہ ہم پکار دین منا مین اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نکرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف کرے حمید بن عبدالرحمان نے کہا پھر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو بھیجا حضرت ابوبکر کے پیچھے اور حکم دیا انکو (یعنے حضرت علی رض کو) سورہ براءت پکار کر سنا دینے کا ابوہریرہ نے کہا تو ہمارے ساتھ حضرت علی نے بھی منادی کی منا والون مین یوم النحر کو اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ خانہ کعبہ کا کوئی ننگا طواف کرے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین آویگی قسطلانی نے کہا حضرت علی کی خاص کر جو سورہ براءۃ سنانیکا حکم دیا اسکی وجہ یہ تھی کہ براءۃ مین عہد کا توڑنا ہے کفار کے ساتھہ اور عرب مین دستور تھا کہ عہد وہی توڑتا جو عہد کرتا یا اوسکے گھر والون مین سے کوئی اور اسی سبب سے یہ کام آپنے حضرت ابوبکر رض سے نہین لیا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جاہلیت مین جو رواج تھا ننگے ہو کر طواف کرنیکا یہ اسلام مین باطل کر دیا گیا اب طواف مین ستر عورت شرط ہے اور حنفیہ کے نزدیک ننگے ہو کر طواف مکروہ ہے اور مولف نے اس حدیث کو جزیہ اور مغازی اور حج اور تفسیر مین نکالا اور مسلم اور ابوداود اور نسائی نے

باب الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ رِدَاءٍ

بغیر چادر کے نماز پڑہنا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ وَرِدَاؤُهُ مَوْضُوعٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ تُصَلِّي وَرِدَاؤُكَ مَوْضُوعٌ قَالَ نَعَمْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَرَانِي الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي كَذَا **ترجمہ** محمد بن منکدر نے کہا مین جابر بن عبداللہ کے پاس گیا وہ نماز پڑہ رہے تھے ایک کپڑے مین التحاف کیے ہوئے (التحاف کی شکل اوپر گذر چکی) اور اونکی چادر دہری ہوئی تھی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے ہمنے کہا اے ابوعبداللہ تم نماز پڑہتے ہو اور تمہاری چادر دہری ہوئی ہے (یعنے بغیر چادر کے) اونہون نے کہا ہان مینے چاہا کہ تمہاری طرح جو جاہل ہین وہ مجھکو دیکھین مینے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اسی طرح (یعنے ایک کپڑے مین) نماز پڑہتے تھے

باب مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ

ران کا بیان کہ وہ ستر ہے یا نہین وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ اور روایت کیا گیا ہے ابن عباس اور جرہد (اسلمی) اور محمد بن جحش سے (یعنے محمد بن عبداللہ بن جحش سے اونکے باپ صحابی تہے اور یہ حضرت صلعم کے وقت مین کم سن تہے اور ام المومنین زینب انکی پھوپھی تہین) اونہون نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ران عورت ہے **ف** حافظ نے کہا ابن عباس کی حدیث کو ترمذی نے نکالا اوسکی اسناد مین ابو یحیے قتات ضعیف ہے

اور جرہد کی حدیث کو امام مالک نے موطا میں اور ترمذی نے کہا حسن اور ابن حبان نے اور صحیح کہا اور صحیح کہا اسکو اور مصنف نے تاریخ میں
اوسکو ضعیف کیا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد میں اضطراب ہے اور میں نے اسکی بہت سے طریقوں کو تعلیق التعلیق میں بیان کیا
ہے اور محمد بن جحش کی حدیث کو امام احمد نے اور مؤلف نے تاریخ میں اور حاکم نے مستدرک میں سب نے اسمعیل بن جعفر سے
اونہوں نے علا بن عبد الرحمان سے اونہوں نے ابو کثیر سے جو مولی تھے محمد بن جحش کے اونہوں نے محمد بن جحش سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم معمر پر سے گذرے میں بھی آپکے ساتھ تھا اونکی دونوں رانیں کھلی ہوئی تھیں آپ نے فرمایا اے معمر اپنی رانیں چھپا
کیونکہ رانیں عورت ہیں اس کے راوی سب صحیح کے راوی ہیں سوا ابو کثیر کے اوس سے ایک جماعت نے روایت کی لیکن
میں نے صراحتاً کسی سے اوسکی تعدیل نہیں دیکھی اور معمر عبد اللہ بن نضلہ قرشی کا بیٹا ہے ابن قانع نے بھی یہ حدیث ابو
کثیر کے طریق سے نکالی اور مجھے یہ حدیث مسلسل بالمحمد میں ملی اول سے لیکر اخیر تک میں نے اوسکو اربعین متباینہ میں
لکھوایا انتہی ما فی الفتح وَقَالَ اَنَسٌ حَسَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِہٖ وَحَدِیْثُ اَنَسٍ اَسْنَدُ وَ
حَدِیْثُ جَرْھَدٍ اَحْوَطُ حَتّٰی یُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِہِمْ اور انس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ران کھولی (اسکو مؤلف نے وصل کیا اسی باب میں) اور انس کی حدیث اسناد کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے اور جرہد کی حدیث
میں زیادہ احتیاط ہے (گو سند کے لحاظ سے وہ انس کی حدیث سے کمزور ہے لیکن احتیاط اوس میں زیادہ ہے کیونکہ
اگر ران ستر نہ ہو تب بھی اوسکے چھپانے میں عیب نہیں لیکن اگر ستر ہو تو اوسکا کھولنا گناہ ہوگا) تاکہ آدمی علماء کے اختلاف
سے نکل جاوے ف نووی نے کہا اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ ران عورت ہے اور امام احمد اور امام مالک سے یہ قول
ہے کہ عورت صرف قبل اور دبر ہے (یعنے ذکر اور خصیے اور مقعد) اور اہل ظاہر اور ابن جریر اور اصطخری کا بھی یہی قول ہے
میں کہتا ہوں ابن جریر نے تو تہذیب میں رد کیا ہے اسکا جو ران کو عورت نہیں کہتا (فتح) قسطلانی نے کہا جمہور
تابعین اور ابو حنیفہ اور مالک کا صحیح قول اور شافعی اور احمد سے صحیح روایت اور ابو یوسف اور محمد سے یہی ہے کہ ران عورت ہے
اور ابن ابی ذئب اور داؤد ظاہری اور احمد سے ایک روایت اور اصطخری اور ابن حزم کا یہ قول ہے کہ ران عورت نہیں ہے
ابن حزم نے محلی میں کہا اگر ران عورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی جو پاک اور معصوم تھے ران نہ کھولتا انس
نہ اور کوئی اوسکو دیکھتے سنتے شوکانی نے کہا عترت کا قول بھی یہ ہے کہ ران عورت ہے اور یہی حق ہے میں کہتا
ہوں امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک ران عورت نہیں ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ عترت کے خلاف وہ اسبات کے کیوں قائل ہوئے
اس باب میں جو حدیثیں وارد ہیں ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بزار نے روایت کی حضرت علی
سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کھول ران اپنی اور مت دیکھ کسی زندہ اور مردے کی ران کو جا

نے کہا اسکی اسناد مین دو علتین ہین ایک تو ابن جریج نے حبیب سے نہین سنا دوسرے حبیب کا سماع عاصم سے ثابت نہین
اور دونون مین جسکا واسطہ ہے وہ ثقہ نہین ابو داود نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حکم
کرو تم اپنی اولاد کو سات برس کی سن مین نماز پڑہنے کا اور جب کوئی تم مین سے اپنی خادم یعنی غلام یا نوکر کا نکاح کر
دیوے تو ناف کے تلے اور گہٹنے کے اوپر نہ دیکہے اسکی اسناد مین سوار بن داود ہے وہ ثقہ ہے دارقطنی نے ابو ایوب سے حضرت آپ
فرماتے تہے دونو گہٹنون کے اوپر عورت مین داخل ہے اور ناف کے نیچے بہی عورت مین داخل ہے اسکی اسناد مین سعید اور
عباد دونون متروک ہین امام احمد نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہے ہوئے تہے اپنی ران کہولے
ہوئے اتنے مین ابو بکر نے اجازت مانگی آپنے اجازت دی انکو اسی حال مین آنے کی پہر حضرت عمر نے اجازت مانگی آپنے
اونکو بہی اجازت دی پہر حضرت عثمان نے اجازت مانگی آپنے اپنے کپڑے پہن لیے جب لوگ چلے گئے تو مین نے کہا یا رسول
اللہ ابو بکر اور عمر نے اجازت مانگی تو آپنے اونکو اجازت دی اُسی حال مین جسحال مین آپ بیٹہے تہے جب حضرت عثمان نے
اجازت مانگی تو آپنے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈال لیے آپنے فرمایا اے عائشہ کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے قسم خدا کی
جس سے فرشتے شرم کرتے ہین امام احمد نے ام المومنین حفصہ سے روایت کیا ایسا ہی اوس مین یہہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایکدن میرے پاس آئے تو اپنا کپڑا دونو رانون کے بیچ مین کر لیا جب عثمان نے اجازت مانگی تو آپنے اپنے
کپڑے کو اپنے اوپر ڈال لیا شوکانی نے کہا امام بخاری نے اسکو تعلیقا نکالا ابو موسے سے (وہ روایت آگے آویگی) اور نکالا
امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم اپنے گہر مین لیٹے ہوئے تہے اور اپنی رانین یا پنڈلیان کہولے ہوئے تہے تو ابو بکر رضی
اجازت مانگی آپنے اونکو اجازت دی اُسی حال مین پہر باتین کین پہر حضرت عمر رض نے اجازت مانگی آپنے اون کو اجازت
دی اُسی حال مین پہر باتین کین پہر عثمان رض نے اجازت مانگی تو حضرت صلعم بیٹہ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے
وہ اندر آئے اُنہون نے باتین کین جب چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا ابو بکر آئے آپنے کچہہ پرواہ نہ کی پہر عمر آئے
آپنے کچہہ پرواہ نہ کی پہر عثمان آئے تو آپ بیٹہ گئے اور آپنے اپنے کپڑے اپنے اوپر درست کر لیے یہ سنکر حضرت صلعم
نے فرمایا کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہین امام طحاوی اور بیہقی نے نکالا حفصہ رض
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن اپنا کپڑا اپنی دونو رانون کے بیچ مین کہا تو ابو بکر آئے اونہون نے اجازت
مانگی آپنے اونکو اجازت دی اُسی حال مین پہر عمر آئے اونکو بہی اجازت دی اوسی حال مین پہر کئی شخص آپکے
اصحاب مین سے آئے اور حضرت صلعم اپنے حال پر بیٹہے رہے پہر عثمان آئے اور اجازت چاہی آپ نے اونکو اجازت
دی پہر حضرت صلعم نے اپنے کپڑے کو اپنے اوپر پہیلانا شروع کیا پہر سب نے باتین کین اور چلے گئے مینے کہا یا رسول اللہ

ابوبکر اور عمر اور علی آئے اور کئی شخص آپ کے اصحاب مین ہو اور آپ اسی حال مین بیٹھے رہے جب عثمان آئے تو آپنے اپنا گھٹنا
ڈہانپ لیا آپنے فرمایا کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہین دوسری روایت مین طحاوی کی
حضرت عائشہ سے یون ہے کہ ابوبکر صدیق رضنے اجازت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ ام المومنین کی چادر
باندہے ہوئی تہے آپنے اونکو اجازت دی اونہون نے اپنا کام پورا کیا پہر باہر نکلے پہر حضرت عمر نے اجازت مانگی آپ اوسی
حال مین تہے اونہون نے بہی اپنا کام پورا کیا پہر باہر نکلے پہر حضرت عثمان نے اجازت مانگی آپ سیدہے ہوکر بیٹہ گئے اور آپ
نے حضرت عائشہ سے فرمایا تم اپنے کپڑے سمیٹ لو اپنے اوپر جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے آپ سے عرض کیا آپکو
کیا ہوا آپ ابوبکر اور عمر کے آنے سے نہین گہبرائے جیسے حضرت عثمان کے آنے سے گہبرائے آپنے فرمایا عثمان ایک شخص
ہے شرم والا اگر مین اوسکو اجازت دیتا اوسی حال مین تو مجہے ڈر تہا کہین وہ اپنا کام پورا نہ کرسکین (اور شرم کی وجہ
سے لوٹ جاوین) اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی سے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ران
عورت ہے اور ابن عباس سے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نکلے تو ایک شخص کی ران دیکہی فرمایا مرد کی ران اسکی
عورت مین داخل ہے اور نکالا محمد بن جحش اور جرہد کی حدیثون کو جو اوپر گذرین کئی طریقون سے ایک طریق یہ ہے
جرہد سے کہ حضرت صنے فرمایا مرد کی ران اسکی عورت مین ہے دوسرے مین یہ ہے کہ جرہد صفہ والون مین سے تہا اوسنے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیٹہے اور میری ران کہلی تہی آپنے فرمایا کپڑا اٹہا نے لے اپنے اوپر تو نہین جانتا ران عورت ہے
تیسرے مین یہ ہے کہ حضرت صمجہ پر سے گذرے اور میرے اوپر ایک چادر تہی اور میری ران کہل گئی تہی آپنے فرمایا اپنی ران
ڈہانپ ران عورت ہے امام طحاوی نے کہا ان حدیثون مین ران کا عورت ہونا مذکور ہے اور انکے خلاف مین کوئی حدیث
صحیح نہین ہوئی تو ان سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ران عورت ہے اور اوسکے کہل جانے سے نماز باطل ہو جاویگی اور یہی قول ہے
ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہے مختصر اشوکانی نے کہا ران کا عورت ہونا ہی حق ہے اور حضرت عائشہ
کیحدیث مین صرف ایک فعل کا ذکر ہے اور جرہد کی حدیث قوی ہے اور قولی مقدم ہے فعلی پر علاوہ اسکے مسلم کی روایت مین
شک ہے حضرت عائشہ کیحدیث مین کہ آپ کی ران کہلی تہی یا پنڈلی اور پنڈلی تو بالاتفاق عورت نہین ہے اور شاید یہ
امر خاص ہو حضرت ص سے اب رہی انس کیحدیث وہ بہی فعلی ہے علاوہ اسکے جائز ہے کہ حضرت انس کا گھٹنا آپ کی ران
کے ساتہہ چہوا ہو جیسے کپڑا وغیرہ اور یہ غلط ہوتا ہے اس روایت سے جس مین یہ ہے کہ مینے آپ کی ران کی
سفیدی دیکہی اور احتمال ہے کہ آپ کی بغیر ارادہ کے ران کہل گئی ہو سواری پر چلنے کی وجہ سے واللہ اعلم وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى غَطَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ عُثْمَانُ اور ابوموسی اشعری رضنے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ

علیہ وسلم نے اپنے دونو گہٹنے ڈہانپ لیے جب حضرت عثمان آئے **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے اوس حدیث کا جسکو مؤلف نے مناقب میں نکالا اور داؤدی نے خود غلطی کی جو اس روایت کو وہم کہا اور یہ قصہ اور ہے اور حضرت عائشہ نے جو قصہ بیان کیا وہ اور ہے ایک میں گہٹنے کہلنے کا ذکر ہے اور دوسرے میں ران کہلنے کا (فتح مختصرا) جاننا چاہیے کہ گہٹنوں کے باب میں اختلاف ہے علما کا اکثر کا قول یہی ہے کہ گہٹنا ستر نہیں ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک گہٹنا ستر میں داخل ہے اور ناف ستر نہیں ہے اور دلیل جمہور علما کی یہی حدیث ہے ابو موسی کی کیونکہ اگر گہٹنا ستر ہوتا تو آپ اوروں کے سامنے اوسکو کہلا کیوں رہنے دیتے شوکانی نے کہا منتقے الاخبار میں دلیل لی اسپر کہ گہٹنا اور ناف دونو ستر نہیں ہیں کئی حدیثوں سے اور شافعی نے یہ کہا کہ گہٹنا ستر نہیں ہے اور ہادی اور مؤید باللہ اور ابو حنیفہ اور عطا کا اور شافعی کا ایک قول یہی ہے کہ وہ ستر ہے اور شافعی نے یہ کہا کہ ناف ستر ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ناف ستر نہیں ہے جو لوگ گہٹنے کو ستر کہتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے جو اوپر گذری نکالا اوسکو ابو داؤد اور دارقطنی نے اور امام احمد نے دارقطنی کی روایت میں یوں ہے کہ ناف کے نیچے گہٹنے تک عورت میں ہے اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ ناف کے نیچے سے دونو گہٹنوں تک عورت میں ہے زیلعی نے کہا اسکی اسناد میں سوار بن داؤد ہے عقیلی نے اس حدیث کو ضعفا میں نکالا اور سوار بن داؤد کو ضعیف کیا صاحب تنقیح نے کہا کہ ابن معین اور ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا اور احمد نے کہا وہ شیخ ہے بصری اوس میں کچھہ برائی نہیں اور اسکا ایک اور طریق ہے ابن عدی کے پاس کامل میں اسکی اسناد میں خلیل بن مرہ اور لیث بن ابی سلیم دونو ضعیف ہیں ابن عدی نے کہا خلیل بن مرہ کی حدیث لکہی جاویگی وہ منکر الحدیث نہیں ہے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام سے اونہوں نے کہا ہم نے عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے کہا تم ہم سے وہ حدیث بیان کرو جسکو تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور دوسرے کی حدیث ہم سے مت بیان کرو گو وہ ثقہ ہو اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے ناف سے لیکر گہٹنے تک عورت ہے سکوت کیا اس حدیث سے حاکم نے ذہبی نے مختصر میں کہا میں اس حدیث کو موضوع سمجہتا ہوں کیونکہ اسکے اسناد میں اسحاق بن وصل متروک ہے اور اصرم بن حوشب کی طرف کذب کی نسبت ہوئی ہے اور دارقطنی نے سنن میں نکالا ابو ایوب سے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے دونو گہٹنوں کے اوپر عورت ہے اور ناف کے نیچے عورت ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں عباد بن کثیر متروک ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے نکالا اپنے مسند میں ابو سعید سے کہ فرمایا حضرت نے مرد کی عورت ناف اور گہٹنے کے بیچ میں ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں داؤد بن المحبر اور عباد بن کثیر اور ابو عبد اللہ شامی تینوں ضعیف ہیں اور دارقطنی نے سنن میں نکالا حضرت علی رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گہٹنا عورت میں داخل ہے ذہبی نے کہا اوسکی اسناد میں نضر بن منصور ضعیف ہے ابن حبان نے کہا اوس سے حجت نہ لیجاویگی اور عقبہ بن علقمہ اوسکو ضعیف

کیا دارقطنی اور ابو حاتم نے امام مین ہے ابو حاتم نے کہا عقبہ ضعیف الحدیث ہے اور نضر بن منصور مجہول ہے اور امام بیہقی نے
نکالا خلافیات مین ابن جریج سے مرسلاً کہ حضرت صلعم نے فرمایا ناف عورت مین ہے بیہقی نے کہا یہ معضل ہے اور مرسل اور صاحب
ہدایہ نے جو نقل کیا کہ ایک روایت مین یون ہے ناف کے نیچے یہانتک کہ تجاوز کرے گھٹنون سے اور ابوہریرہ سے کہ حضرت نے
نے فرمایا گھٹنا عورت ہے تو یہ دونون حدیثین نہین ملین جو لوگ ناف کو ستر نہین کہتے اسیطرح گھٹنے کو اونکی دلیلین یہ ہین
کہ انس اور عائشہ کی حدیثین جو اوپر گذرین اونسے یہ نکلتا ہے کہ ران ستر نہین ہے اور جب ران ستر نہ ہوئی تو گھٹنا بھی ستر نہوگا اور
عمرو بن شعیب کی حدیث مین ہے جسکو نکالا ابوداؤد اور دارقطنی نے کہ نظر نہ کرے ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر تو معلوم ہوا کہ ناف
اور گھٹنا ستر نہین ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے بھی اور روایت کیا امام احمد نے عمیر بن اسحاق سے مین امام حسن بن علی
علیہ السلام کے ساتھ تہا اتنے مین ابوہریرہ ہمکو ملے انہون نے امام حسن سے کہا مجہکو دکھلایئے مین بوسہ لون اپکا اوسجگہہ جہان
حضرت صلعم اپکا بوسہ لیتے تھے تو اونہون نے اپنا قمیص اوٹہایا ابوہریرہ نے اونکی ناف چومی شوکانی نے کہا اوسکی اسناد
مین عمیر بن اسحق ہاشمی ہے اوسمین گفتگو ہے اور نکالا اوسکو حاکم نے دوسرے طریق سے اور صحیح کہا اوسکو اور اس روایت سے
حجت پوری نہین ہوتی کیونکہ ابوہریرہ کا فعل حجت نہین اور حضرت صلعم اوسوقت بوسہ لیتے تھے جب امام حسن بالغ نہ تھے بلکہ چہوٹے
تھے اور بچے اور بڑے مین فرق کرنا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ مرد کی ذکر بھی عورت نہو کیسلیے کہ روایت کیا طبرانی اور بیہقی نے
ابو لیلی انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کی نُلّی (ذکر) کو بیہقی نے کہا اسکا
اسناد قوی نہین ہے اور طبرانی نے نکالا ابن عباس سے کہ مین نے دیکھا حضرت صلعم کو آپنے امام حسین علیہ السلام کی دونون
رانون کو چیرا اور انکی نُلّی کو بوسہ دیا اسکی اسناد مین قابوس بن ابی ظبیان ہے اسکو ضعیف کیا نسائی نے مہدی نے کہا بحر
مین اجماع ہے اسپر کہ مرد کی ناف عورت نہین ہے پھر کہا کہ اس دعوے مین اعتراض ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے
عبداللہ بن عمرو سے کہ ہمنے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی تو جو لوٹنے والے تھے وہ لوٹ گئے اور جو
رہنے والے تھے وہ رہگئے اتنے مین آپ تشریف لائے دوڑتے ہوئے آپ کا دم چڑہ گیا تھا اور آپنے اپنے گھٹنے کھول دیے تھے
فرمایا آپنے خوش ہوجاؤ یہ تمہارا مالک ہے اوسنے آسمان کے دروازون مین سے ایک دروازہ کھولا ہے اور فخر کرتا ہے تم
لوگون سے فرشتون پر اور فرماتا ہے دیکھو میرے بندون کو انہون نے ایک فرض پڑہا اور وہ انتظار کر رہے ہین دوسرے
فرض کا شوکانی نے کہا اسکے راوی سب صحیح کے راوی ہین اور روایت کیا امام احمد اور بخاری نے ابوالدرداء سے
کہ مین حضرت صلعم کے پاس بیٹھا تھا اتنے مین ابوبکر آئے اپنے کپڑے کا کنارہ تھامے ہوئے یہانتک کہ انہونے اپنے دونون
گھٹنون کو کھولدیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے صاحب نے حسد کیا ابن تیمیہ نے کہا اسحدیث سے یہ

دلیل لیتے ہین کہ اگر گہٹنے ستر ہوتے تو آپ ابوبکر کو منع کرتے اونکے کہولنے سے شوکانی نے کہا اصل یہ ہے کہ ناف اور گہٹنا ستر نہو اب اونکے ستر ہونیکے لیے کوئی دلیل چاہیے جیسے انکا ستر ہونا دلیل سے ثابت ہوا انتہے حق یہ ہے کہ ناف اور گہٹنا دونو ستر نہین ہین مرد کے لیے وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي اور زید بن ثابت رض نے کہا اللہ تعالی نے وحی اوتاری اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انکی ران میری ران پر تہی وہ بہاری ہوگئی مجہپر یہانتک کہ مین ڈرا میری ران ٹوٹ جانے سے ف یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جسکو مولف نے نکالا تفسیر سورۂ نسا مین اور اسمعیلی نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ ران ستر نہین ہے کیونکہ احتمال ہے کہ بیچ مین کپڑا حائل ہو اور اسکا جواب یہ ہوسکتا ہو کہ حدیث مین یہ بہی نہین ہے کہ کپڑا بیچ مین حائل تہا اور اصل یہی ہے کہ حائل نہو پس حضرت صلعم کی ران زید کی ران سے چہوئی اور ثابت ہوا کہ ران ستر نہین ہے کیونکہ اگر ستر ہوتی تو اوسکا چہونا جائز نہوتا جیسے نظر کرنا ستر کیطرف قسطلانی نے کہا عورت کے ستر مین اختلاف ہے تو شافعیہ کے نزدیک لونڈی اور آزاد عورت کا محرم کے سامنے ناف سے لیکر گہٹنے تک ستر ہے تو جائز ہوا لونڈی کے سر اور چہاتی اور پیٹ اور پیٹھ اور پانون کی طرف دیکھنا اسیطرح اپنی محرم عورت کے اعضا دیکھنا جیسے ماں بہن وغیرہ اب یہی وہ عورت جو آزاد ہے اور غیر ہے یعنے محرم نہین ہے اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہہ اور دونو ہتہیلیون کے یعنے دونو پہونچون کے اور ابن عباس نے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے یہی معنے کیے ہین اور ابوحنیفہ سے صحیح روایت یہ ہے کہ اوسکے دونو پانون بہی ستر نہین ہین (یعنے ٹخنون تک) کیونکہ اونکے کہولنے کی حاجت ہوتی ہے چلنے مین جب اوسکے پاس موزے نہون اور خلشے کا حکم عورت کا سا ہے انتہے مختصرًا شوکانی نے کہا نماز مین تو عورت کو اپنا سر چہپانا واجب ہے لونڈی ہو یا آزاد کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کسی جوان عورت کی نماز قبول نہین کرتا بغیر اوڑہنی کے (یہ حدیث اوپر گذری زیلعی نے کہا اوسکو نکالا حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور ابن حبان اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے علت نکالی اس مین کہ بعضون نے اسکو مرسلًا روایت کیا بعضون نے موقوفًا اور مرسل ہونا اسکا زیادہ صحیح ہے) اور اس حدیث سے دلیل لی اون نے جسنے آزاد اور لونڈی کا ستر برابر رکہا ہے اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے اور عترت اور شافعی اور ابوحنیفہ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ دونون مین فرق ہے تو لونڈی کا ستر ناف سے گہٹنے تک ہے مثل مرد کے اور حجت انکی عمرو بن شعیب کی حدیث ہے جو اوپر گذری اور امام مالک نے کہا کہ لونڈی کا ستر مثل آزاد کے ہے البتہ بال لونڈی کے ستر نہین ہین اور شاید امام نے اہل حجاز کے رواج پر یہ حکم دیا کیونکہ حجاز مین لونڈیان اکثر اپنے سر کہولی رہتی ہین یہ ابن عبد البر نے نقل کیا استذکار مین عراقی نے شرح ترمذی مین کہا کہ مشہور قول امام مالک کا یہ ہے کہ لونڈی کا ستر مثل مرد کے ہے اب اختلاف ہے آزاد عورت کے ستر مین تو بعضون نے کہا اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہہ اور دونو پہونچون کے اور یہی قول ہے

ہادی اور قاسم کا ایک روایت مین اور شافعی کا ایک روایت مین اور ابو حنیفہ کا ایک روایت مین اور مالک کا اور بعضون نے کہا اسفل دونو پاؤن اور پائے زیب کا مقام بہی ستر نہین ہین اور یہی ایک قول ہے قاسم کا اور ابو حنیفہ سے ایک روایت ایسی ہی ہے اور ثوری اور ابو العباس کا اور بعضون نے کہا اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہہ کے اور یہی مذہب ہے احمد بن حنبل اور داؤد کا اور بعضون نے کہا کہ منہہ بہی ستر ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور ایک روایت ہے احمد سے انتہے مختصراً حاصل یہ ہے کہ جمہور علما کا یہی مذہب ہے کہ عورت کا منہہ اور دونو پہونچے اور دونو پاؤن ستر نہین ہین کیونکہ ان اعضاء کے کہولنے کی ضرورت ہوتی ہے پہر اگر یہ بہی ستر ہوتے تو عورت کو باہر نکلنا کام کاج کرنا بازار سے سودا سلف لانا دشوار ہو جاتا اور اس باب مین جو حدیثین اوپر وہ یہ ہین ترمذی نے نکالا عبد اللہ بن مسعود سے حضرت ص نے فرمایا عورت عورت ہے (یعنے سب ستر ہے) پہر جب نکلتی ہے تو شیطان اوسپر غلبہ کرتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے دو طریقون سے ایک مین اتنا زیادہ ہے کہ عورت اللہ کیطرف اتنی نزدیک کہین نہین ہوتی جتنی اپنے گہر کے تہ خانہ مین ہوتی ہے اور بزار نے بہی اوسکو نکالا دو طریقون سے زیلعی نے کہا ہدایہ مین جو اس حدیث مین یہ لفظ بیان کیا ہے اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُوْرَةٌ تو اس لفظ کو مینے نہین پایا اور ابو داؤد نے نکالا سنن مین حضرت عائشہ سے کہ اسما بنت ابی بکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئین وہ باریک کپڑے پہنے تہین آپنے اونکیطرف سے مونہہ پہیر لیا اور فرمایا اے اسما عورت جب حائض ہو جاوے (یعنے بالغ جوان) تو اوسکے بدن سے کچہہ نہ دکہنا چاہیے مگر یہ اور یہ اور اشارہ کیا آپنے مونہہ اور دونو پہونچون کیطرف ابو داؤد نے کہا یہ حدیث مرسل ہے خالد بن دریک نے حضرت عائشہ کو نہین پایا ابن القطان نے کہا اسکے علاوہ خالد مجہول الحال ہے منذری نے کہا اور اسکی اسناد مین سعید بن بشیر ہے اوسمین کئی لوگون نے کلام کیا ہے ابن عدی نے کامل مین کہا اس حدیث کو قتادہ سے سعید بن بشیر کے سوا اور کسی نے روایت نہین کیا اور کبہی اوسنے خالد بن دریک عن ام سلمہ کہا اور کبہی خالد بن دریک عن عائشہ ابو داؤد نے مراسیل مین روایت کیا قتادہ سے کہ حضرت ص نے فرمایا لڑکی کو جب حیض آنے لگے تو اوسکا کوئی عضو نہ دکہنا چاہیے سوا اوسکے منہہ کے اور دونون ہاتہون کے پہونچے تک اور امام بیہقی نے نکالا عقبہ اصم سے اونہون نے عطا بن ابی رباح سے اونہون نے عائشہ سے اس آیت کی تفسیر مین وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کہ الا ما ظہر منہا سے مراد منہ اور دونو ہتہیلیان ہین شیخ نے امام مین کہا کہ عقبہ اصم مین لوگون نے گفتگو کی ہے اور ابو داؤد نے نکالا ام سلمہ سے اونہون نے پوچہا حضرت ص سے کہ عورت نماز پڑہے کرتہ اور اوڑہنی مین بغیر ازار کے آپنے فرمایا ہان جب کرتہ اتنا لنبا ہو کہ اوسکے دونو پاؤن کی پشت کو ڈہانپ لیوے حاکم نے اسکو نکالا مستدرک مین اور کہا یہ بخاری کی شرط پر ہے (اور اس حدیث کا ذکر اوپر گذرا) زیلعی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اون لوگون کی جو عورت کی پاؤن کو ستر کہتے ہین) ہدایہ میں ہے

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا (ایک لونڈی ہے) اور مارا اوڑھنی اپنے سر سے نکال کیا تو آزاد عورتوں کیطرح بنتی ہے زیلعی نے کہا یہ غریب ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں انس سے نکالا کہ حضرت عمرؓ نے انسؓ کے گھر والوں کی ایک لونڈی کو مارا جسکو انہوں نے گھونگٹ نکالے دیکھا اور فرمایا کھول دے اپنا سر درست مشابہت کر آزاد عورتوں سے اور عطا سے کہ حضرت عمرؓ منع کرتے تھے لونڈیوں کو چادر اوڑھنے سے آزاد عورتوں کیطرح ابن جریج نے کہا ابن عمرؓ نے عقیلہ ابو موسے اشعری کی لونڈی کو مارا چادر اوڑھنے پر اور صفیہ بنت ابی عبید سے کہ ایک عورت نکلی اوڑھنی اوڑھے ہوئے حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کون عورت ہے لوگوں نے کہا لونڈی ہے فلانے کی جو اونکے گھر والوں میں سے تھا یہ سنکر حضرت عمرؓ نے ام المومنین حفصہؓ کے پاس کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا کیا ہوا جو تم نے اس لونڈی کو اوڑھنی اوڑھائی اور چادر پہنائی یہانتک کہ میں نے قصد کیا اوسکو سزا دینے کا میں نے گمان کیا کہ وہ آزاد عورت ہے مت مشابہت کرو لونڈیوں کی آزاد عورتوں سے آخر نکالا اس اثر کو امام بیہقی نے اور کہا کہ اس باب میں حضرت عمرؓ سے صحیح اثر وارد ہیں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا انس بن مالک سے کہ حضرت عمرؓ پاس ایک لونڈی آئی جسکو وہ جانتے تھے کہ کسی مہاجر یا انصاری کی ہے اور وہ چادر اوڑھے ہوئے تھی گھونگٹ نکالے ہوئے حضرت عمرؓ نے اوس سے پوچھا کیا وہ آزاد ہوگئی ہے وہ بولی نہیں انہوں نے کہا تو پھر چادر کیوں اوڑھی اوتار چادر کو اپنے سر سے اور چادر تو مسلمان آزاد عورتوں کے لیے ہے اوس نے دیر کی چادر اوتارنے میں حضرت عمرؓ درہ لیکر اوسکی طرف اٹھے اور اوسکے سر پر مارا یہانتک کہ اوس نے چادر اوتار ڈالی امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں روایت کیا ابو حنیفہؒ سے انہوں حماد بن ابی سلیمان سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ حضرت عمرؓ لونڈیوں کو مارتے تھے گھونگٹ نکالنے پر اور فرماتے تھے مت مشابہت کرو آزاد عورتوں سے انتہی بلفظہ **حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرَى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَأَنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتّٰى إِنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ قَالَهَا ثَلٰثًا وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَمِيسُ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ

صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ سَيِّدَةُ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوهُ بِهَا فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ فَأَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ قَالَ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ

انس رض سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا خیبر کا تو ہم نے نماز پڑھی صبح کی اندھیرے میں خیبر کے قریب پھر آپ سوار ہوئے ایک گدہے پر جسکی نکیل رسی کی تہی اور آپ کے نیچے ایک زین تہا خرمے کی چھال کا جسمین بھری تہی (بیہقی اور ترمذی کی روایت میں ہے) اور ابو طلحہ (زید بن سہل) سوار ہوئے انس نے کہا میں ابو طلحہ کے ساتھ سوار تہا پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو دوڑایا خیبر کی گلی میں اور میرا گھٹنا آپ کی ران سے چھو جاتا تہا پہر آپ نے اپنے تہبند ران سے ہٹالی (تاکہ جانور کو دوڑانے میں وقت نہ ہو) یہانتک کہ میں آپکی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تہا جب آپ بستی کے اندر پہنچے تو فرمایا اللہ اکبر خراب ہوا خیبر (یہ خبر دی آپنے آیندہ کی یا فال کے طور پر فرمایا کیونکہ یہود اُس وقت کدالیں اور ٹوکریاں لیکر نکلے تہے جو مکان کے گرانیکے سامان ہیں) ہم جب اُترے کسی قوم کے آنگن میں تو بری ہے صبح اُن لوگوں کی جو ڈرائے گئے تین بار یہ فرمایا انس نے کہا یہود اسوقت اپنے کاموں کی جگہوں میں نکل چکے تہے (یا اپنے کام کاج کے واسطے باہر نکلے تہے اونکو لشکر آنے کی خبر نہ تہی) انہوں نے کہا محمد آن پہونچے عبد العزیز (بن صہیب) نے کہا (جو راوی ہیں اسحاب کے انس سے) اور ہمارے بعض ساتھیوں نے (ابن سیرین نے یا ثابت بنانی نے) کہا اور لشکر مطلب یہ ہے کہ عبد العزیز کو حدیث میں یہی لفظ یاد ہے کہ یہود نے کہا محمد آن پہنچے اور ثابت اور ابن سیرین کی روایت میں یوں ہے کہ یہود نے کہا لشکر سمیت آن پہونچے ثابت کی روایت کو مولف نے نکالا اور ابن سیرین کی روایت کو مسلم نے اور لشکر خمیس کی تفسیر ہے یہ تفسیر عبد العزیز نے کی یا اور کسی راوی نے خمیس لشکر کو اسلیے کہتے ہیں کہ اُس میں پانچ حصے ہوتے ہیں مقدمہ اور ساقہ اور قلب اور میمنہ اور میسرہ انس نے کہا تو ہم نے خیبر کو زور سے فتح کیا پہر قیدی اکٹھے کیے گئے اتنے میں دحیہ (کلبی) آیا اور اُس نے عرض کیا اے نبی اللہ کے مجھے ایک لونڈی دیجیے قیدیوں میں سے آپ نے فرمایا جا ایک لونڈی لے لے (یہ اجازت آپنے شاید تقسیم کے بعد دی اپنے حصے میں سے یا بطور انعام کے جو امام کو دینا درست ہے) اونے صفیہ بنت حیی (بن اخطب) کو لے لیا (یہ حضرت ہارون کی اولاد میں تہیں یہود میں بڑی

شریف اور نجیب تہین پہر ازواج مطہرات مین داخل ہوئین وفات پائی انہون نے سنہ ۵۰ یا سنہ ۵۲ ہجری مین) پہر ایک شخص آیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض کیا اے نبی اللہ کے آپنے صفیہ دحیہ کو دیدی جو سردار ہے قریظہ اور نضیر کی (یہ دونو قبیلون کے نام ہین یہود کے) وہ تو آپ ہی کے لائق ہے آپ نے فرمایا دحیہ کو بلاؤ صفیہ سمیت وہ آیا صفیہ کو لیکر آپنے جب صفیہ کو دیکھا تو (دحیہ سے) فرمایا تو اور کوئی لونڈی لے لے قیدیون مین سے **ف** حافظ نے کہا اس شخص کا نام مجھکو معلوم نہین ہوا اور شافعی نے ام مین واقدی کی سیرۃ سے نقل کیا ہے کہ آپنے دحیہ کو کنانہ بن ربیع کی بہن دی اور کنانہ خاوند تہا صفیہ کا وہ مارا گیا خیبر مین تو حضرتؐ نے اوسکا یعنے دحیہ کا دل خوش کر دیا کنانہ کی بہن کو دیکر اور صفیہ کا پہیر لینا اسوجہ سے تہا کہ آپنے دحیہ کو ایک عام لونڈی لینے کی اجازت دی تہی نہ یہ کہ سب سے افضل اور عمدہ لونڈی لینے کی ورنہ اور لوگون پر اسکی ترجیح بلا وجہ ہوتی مسلم کی روایت مین ہے کہ آپ نے دحیہ سے صفیہ کو مول لے لیا سات بردے دیکر اور پہیرنے مین ایک مصلحت یہ بہی تہی کہ صفیہ اپنی قوم کی رئیس تہین وہ دحیہ کے پاس اگر رہتین تو راضی نہ ہوتین اور فتنہ اور فساد ہوتا اور ایک مصلحت یہ بہی تہی کہ اور صحابہ دحیہ کے پاس ایسی عمدہ عورت کا ہونا ناپسند کرتے اور سب کو اسوجہ سے رنج ہوتا پس ان خرابیون کو دور کرنیکے لیے اس سے بہتر کوئی شکل نہ تہی کہ صفیہ کو دحیہ سے واپس لے لیوین (قسطلانی وفتح) بعضون نے کہا صفیہ کا پہیرنا بحکم الٰہی تہا اور مالک کو یہ منظور تہا کہ رئیس کی بیٹی مسلمانون کے رئیس کے پاس رہے اور حضرتؐ کی زوجیت کا شرف اسکو حاصل ہو **ت** انس نے کہا پہر آپنے صفیہ کو آزاد کیا اور اوس سے نکاح کر لیا ثابت نے انس سے کہا اے ابا حمزہ اونکا مہر آپنے کیا مقرر کیا انس رض نے کہا خود اون کی ذات کو آپنے اونکو آزاد کیا اور اوس سے نکاح کر لیا (اور آزادی کو مہر مقرر کیا یہ جائز ہے امام احمد اور حسن اور ابن مسیب اور محققین اہلحدیث کی نزدیک اور تفصیل اسکی خدا چاہے تو کتاب النکاح مین آویگی) جب آپ (خیبر سے لوٹ کر) راہ مین تہے (سد الروحا مین مدینہ سے چالیس میل پر) اونکو (یعنے صفیہ کو) بناؤ اور سنگار کیا ام سلیم رض (انس کی ماں نے) اور رات کو آپ کے پاس بہیجدیا صبح کو آپ نوشہ تہے آپنے فرمایا جسکے پاس جو ہو (کہانے کی قسم سے) وہ لاوے اور ایک دسترخوان آپنے بچہایا تو کوئی کہجور لانے لگا کوئی گہی عبدالعزیز نے کہا مین سمجہتا ہون انس نے یہ بہی کہا کوئی ستو لانے لگا انس نے کہا پہر سب ملایا اور حیس بنایا (حیس وہ کہانا ہے جو گہی اور کہجور اور پنیر یا ستو یا آٹے سے بنتا ہے) تو یہی ولیمہ تہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (صفیہ کے نکاح مین) **ف** حافظ نے کہا باقی فوائد اس حدیث کی ہم کتاب النکاح اور کتاب المغازی مین بیان کرینگے قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ولیمہ کی دعوت دخول کی صبح کو کرنا مسنون ہے اور یہ ضرور نہین کہ دعوت مین گوشت بہی ہو اور اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے نکالا

باب فِی کَمْ تُصَلِّی الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّیَابِ عورت کو

نماز میں کتنے کپڑے ضرور ہیں **ف** ابن منذر نے جمہور علماء سے نقل کیا کہ عورت کو نماز کے لیے کم سے کم دو کپڑے ضرور ہیں کرتہ اور اوڑھنی پھر کہا کہ غرض یہ ہے کہ اوسکا بدن اور سر ڈہنپے تو اگر ایک ہی کپڑا بڑا ہو اوس سے سارا بدن ڈہانپ کر سر بھی ڈہانپ لیوے تو نماز جائز ہے اور عطا سے جو روایت ہے کہ عورت قمیص اور اوڑھنی اور ازار میں نماز پڑہے اور ابن سیرین سے ایسا ہی اور چادر زیادہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مراد اونکی یہ ہے کہ مستحب ہے اتنے کپڑوں میں نماز پڑہنا نہ واجب (فتح) وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِي ثَوْبٍ جَازَ اور عکرمہ نے کہا جو مولیٰ تھے ابن عباس کے اگر عورت نے اپنا بدن چھپا لیا ایک ہی کپڑے سے تو جائز ہے **ف** یعنے نماز درست ہو جاوے گی اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اوس میں یہ ہے اگر عورت نے ایک کپڑا لیا اور سارا بدن ڈہانپ لیا اسطرح کہ اوسکے پاؤں چھپ گئے تو کافی ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فجر کی نماز پڑہتے تھے تو آپکے ساتھ مسلمانوں کی کئی عورتیں جماعت میں حاضر ہوتیں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے پھر لوٹ کر اپنے گھروں کو جاتیں اونکو کوئی نہ پہچانتا **ف** اندہیرے کی وجہ سے اس روایت میں متلفعات ہے اور موطا کی روایت میں متلففات ہے اور مطلب دونوں کا ایک ہے لپیٹے سر سے پاؤں تک لپٹے ہوئے امام بخاری نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ عورت کی نماز ایک کپڑے میں جائز ہے حالانکہ یہ مطلب اس سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عورتیں چادر کے اندر دوسرا کپڑا بھی پہنے ہوں اور جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر احتمال یہی ہے کہ دوسرا کپڑا نہ ہو کیونکہ حدیث میں اوسکا ذکر نہیں ہے اور ہم نے مقدمہ کتاب میں بیان کیا کہ امام بخاری کی عادت ہے دو احتمالوں والے لفظ سے دلیل لانے کی گو اور لوگ اس استدلال کو نہیں مانتے اور نہ پہچاننے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آپ بہت اندہیرے میں صبح کی نماز پڑہتے اور اندہیرے ہی میں نماز سے فارغ ہو جاتے یا وہ اپنے تئیں چھپانے میں مبالغہ کرتیں حافظ نے کہا اس حدیث کی باقی بحث مواقیت میں آویگی اگر خدا چاہے

باب إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ وَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا بیل دار کپڑے میں نماز پڑہنا اور نماز میں اوسکی بیل پر نظر پڑنا **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کملی مین نماز پڑھی اوس مین نقش تھے آپ نے اونکی نقشونپر ایک نظر ڈالی نماز مین) جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کملی لیجاؤ ابوجہم کے پاس اور مجھکو ابوجہم کا (اونکا نام عامر بن حذیفہ ہے وہ اسلام لائے جسدن مکہ فتح ہوا اور معاویہ رض کی اخیر خلافت مین مرے) سادہ کمل لادو کیونکہ اس کملی نے مجھکو ابھی نماز سے غافل کردیا تھا ف حافظ نے کہا آپنے کملی ابوجہم کو اس لیے بھیجی کہ اونہون نے ہی وہ آپ کو بھیجی تھی تحفہ کے طور پر جیسے مالک نے روایت کیا موطا مین حضرت عائشہ سے کہ ابوجہم بن حذیفہ نے ایک کملی نقشدار حضرت صلعم کو ہدیہ بھیجی آپ نے اوس مین نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کملی ابوجہم کو پھیر دے اور زبیر بن بکار نے اسکی خلاف روایت کیا مرسل طریقہ سے اوس مین یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس دو کالی کملیان تہین آپنے ایک خود پہنی اور دوسری ابوجہم کو بھیجدی اور ابوداؤد نے دوسرے طریق سے روایت کی اور یہی صحیح ہے کہ ابوجہم کی کردی آپنے لے لی لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ کملی کردی سے بہتر ہے ابن بطال نے کہا حضرت صلعم نے ابوجہم سے دوسرا کپڑا مانگوا بھیجا تاکہ اونکو ہدیہ کے پھیر دینے سے رنج نہ ہو اور اس سے یہ نکلا کہ ہبہ کرنیوالے کو اگر اوسکا ہبہ بغیر درخواست کے پھیر دیا جاوے تو اوسکا لے لینا درست ہے اور یہ جو فرمایا اوس نے مجھے نماز سے غافل کردیا اسکا مطلب یہ ہے کہ کمال حضور مین خلل واقع ہوا اور دوسری معلق روایت جسکو مولف نے آگے ذکر کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے حضور قلب مین خلل نہین ہوا تھا لیکن آپ ڈرے خلل پڑنے سے اور ایسا ہی امام مالک کی روایت مین ہے تو اس روایت کی تاویل کیجاویگی ابن دقیق العید نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کو نماز کی درستی کا کتنا خیال تھا اور آپنے جو ابوجہم کو وہ واپس بھیجی تو اس سے یہ مطلب نہ تھا کہ ابوجہم اوسکو پہنین نماز مین جیسے آپنے عطارد کا جوڑا حضرت عمر کو بھیجا اور فرمایا مین نے اسلیے نہین بھیجا کہ تو اوسکو پہنے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو رنگ یا نقش وغیرہ نماز مین خلل ڈالے اور دل لگنے سے مانع ہو تو اوسکا استعمال مکروہ ہے اور اپنے اصحاب کا ہدیہ قبول کرنا چاہیے اور طیبی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صورتون کے اور ظاہری اشیا کی مقدس اور پاک دلون مین بھی تاثیر ہوتی ہے عوام کا کیا ذکر ہے (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا بعضون نے کہا کہ حضرت صلعم کی دو حالتین تہین ایک حالت بشری اور ایک حالت خاص تو حالت بشری کی نظر کرتے آپنے یہ فرمایا کہ مجھے غافل کردیا نماز سے اور دوسری حالت کی نظر کرتے یہ فرمایا کہ مجھے ڈر ہوا غفلت کا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ نماز مین حضور قلب ضرور ہے اور ان کامون کا ترک لازم ہے جن سے حضور قلب مین خلل واقع ہو اور قرآن سے ثابت ہے کہ جو نمازی اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین وہ نجات پانے والے ہین اور مراد کو پہنچنے والے ہین کیونکہ نمازی اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے اور مالک سے سرگوشی کرنے مین بہت ادب ضرور اور لازم ہے اور دوسری طرف دل لگانا اوس مالک کے

سامنے جو دل کی بات خوب جانتا ہے بڑی بے ادبی ہے انتہے مترجم کہتا ہے حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ مسجد کی بہت آرایش کرنا اور اوس میں قسام کے نقش و نگار اور طرح طرح کے رنگ چڑھانا جیسے اس زمانہ میں رائج ہے مکروہ اور خلاف سنت ہے کیونکہ نمازیوں کے حضور قلب میں ان باتوں سے خلل واقع ہوگا اور جب حضرت ﷺ کو اس امر کا ڈر ہوا تو اور کسی فقیر یا درویش کی بات کیا قابل اعتبار ہے جو کہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے میری نماز میں خلل نہیں ہوتا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي اور ہشام بن عروہ نے کہا اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا تھا اسکی نقش کیطرف نماز میں تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھکو فتنہ میں ڈالے **ف** یعنے غافل کردے خشوع اور خضوع سے اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ اور مسلم اور ابوداؤد نے نکالا **باب** إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلٰوتُهُ وَمَا يُنْهٰى مِنْ ذٰلِكَ اگر اوس کپڑے کو پہن کر نماز پڑہے جس میں صلیب یا جانور کی صورت بنی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں اور اسکی ممانعت **ف** حافظ نے کہا امام بخاری کی عادت ہی کہ مسائل اختلافی میں ترجمہ باب جزم کے ساتھ قائم نہیں کرتے ویسا ہی یہاں بھی کیا کیونکہ اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور یہ مبنی ہے اصول کے اس مسئلہ پر کہ نہی فساد کو مقتضی ہے یا نہیں انتہی مختصر **حَدَّثَنَا** أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ فِي صَلٰوتِي ترجمہ انس رض سے روایت ہی انہوں نے کہا حضرت عائشہ کا ایک پردہ تھا جسکو انہوں نے گھر کے ایک کونے میں لٹکایا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا یہ پردہ ہمارے پاس سے دور کر کیونکہ اوسکی تصویریں ہمیشہ نماز میں میرے سامنے آتی ہیں **ف** حافظ نے کہا حدیث کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے کسلیے کہ اوس میں صلیب (تصویر) کا ذکر نہیں ہے نہ آپ نے اوسکو پہنا نماز میں نہ اوسکو پہنکر نماز پڑہنے سے منع کیا اور جواب اسکا یہ ہے کہ جب لٹکانے سے منع کیا تو پہننے سے بطریق اولے منع ہوگا اور تصویر صلیب کے حکم میں ہے اور دور کرنیکا حکم گویا ممانعت ہے اوسکی استعمال کی اور شاید مؤلف نے اشارہ کیا اوس حدیث کیطرف جسکو کتاب اللباس میں نکالا حضرت عائشہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی چیز ایسی نہ چھوڑتے تھے جس میں تصویر بنی ہوتی بغیر توڑے ہوئے اور اسمٰعیلی کی روایت میں پردہ اور کپڑا مذکور ہے اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ایسے کپڑے سے نماز فاسد نہیں ہوتی کسلیے کہ آپنے نماز کو توڑا نہیں نہ اوسکا اعادہ کیا اور باقی بحث اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب اللباس میں آوے گی

قسطلانی نے کہا شافعیہ نے اس حدیث سے مطلق صورت کی کراہت نکالی ہے اور حنفیہ نے فرش کو مستثنیٰ کیا ہے یعنی بچھونے پر اگر صورتین ہون تو مضائقہ نہین کیونکہ روندی جاتی ہین اونکی ذلت ہوتی ہے اور یہی قول ہے مالکیہ اور احمد کا ایک روایت مین اور اس حدیث کو مؤلف نے لباس مین بھی نکالا اور نسائی نے شوکانی نے کہا ابوداؤد احمد اور نسائی نے بھی اس حدیث کو نکالا اوسمین یہ ہے کہ آپ اپنے گھر مین کوئی کپڑا ایسا نہ چھوڑتے جسمین صلیب ہوتی مگر اوسکو توڑ ڈالتے بگاڑ ڈالتے یا کاٹ ڈالتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اون کپڑون اور پردون اور بچھونون کا رکھنا جائز نہین جن مین تصویرین ہون اور بری بات کو بگاڑنا ہاتھ سے درست ہے بغیر مالک کے پوچھے ہوئے خواہ اپنی بی بی ہو یا اور کوئی کیونکہ حضرتؐ سے ثابت ہوا جسدن مکہ فتح ہوا اوسدن آپ چھڑی سے اشارہ کرتے ہر بت کیطرف وہ اوندھا گر پڑتا اور آپ فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ یہانتک کہ تین سو ساٹھ بتون کے ساتھ آپ نے ایسا ہی کیا اور بخاری نے ابن عباس کی روایت سے نکالا کہ جب حضرتؐ نے تصویرون کو دیکھا خانہ کعبہ مین تو آپ اندر نہین گئے یہانتک کہ حکم دیا وہ مٹائی گئین اوسوقت آپ اندر تشریف لے گئے اور آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کی صورتین دیکھین اونکے ہاتھون مین پانسے تھے آپ نے فرمایا اللہ مشرکین کو تباہ کرے انہون نے کبھی پانسے نہین پھینکے نووی نے کہا ہمارے اصحاب نے کہا کہ حیوان کی صورت بنانا سخت حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہو گرچہ اوسکو ذلیل کرنیکیلیے بناوے ذی جان کا اسکا بنانا حرام ہے خواہ وہ کپڑے مین ہو یا فرش مین یا روپیہ اور اشرفی مین یا پیسے مین یا برتن مین یا دیوار مین البتہ جھاڑ یا پہاڑ کی یا اور چیزون کی جن مین جان نہو حرام نہین ہے یہ تو حکم تصویر بنانے کا ہے اب اوس چیز کا رکھنا جس مین جاندار کی صورت ہو تو اگر دیوار پر لٹکی ہو یا کپڑے پر یا عمامہ پر جہان اوسکی ذلت نہ ہوتی ہو تو وہ حرام ہے اور اگر فرش پر ہو جو روندا جاوے یا تکیہ پر توشک پر جہان ذلت ہوتی ہے تو حرام نہین لیکن اسکی وجہ سے رحمت کے فرشتے روکے جاتے ہین یا نہین اسمین اختلاف ہے اور کچھ فرق نہین ہے سایہ دار اور بے سایہ دار صورت مین (یعنے مجسم اور غیر مجسم صورت مین) دونون حرام ہین یہ ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور ایسا ہی کہا جمہور علماء نے صحابہ اور تابعین اور من بعدہم مین سے اور یہی مذہب ہے ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ وغیرہم کا اور بعضے سلف کا یہ قول ہے کہ ممانعت اون صورتون سے ہے جو سایہ دار ہون (یعنے مجسم ہون) اور اُن صورتون مین کچھ قباحت نہین جو بے سایہ (یعنی غیر مجسم ہون جیسے عکسی اور دستی تصویرین جو کاغذ یا کپڑے یا روپیہ اور اشرفی پر بنائے جاتے ہین) اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ جس پردے پر آپ نے انکار کیا اوس مین تصویرین تھین وہ بے سایہ دار تھین اور احادیث مین مطلق تصاویر کا ذکر ہے مجسم ہون یا غیر مجسم زہری نے کہا مطلق تصویر سے ممانعت ہے اسیطرح اوس چیز کے استعمال سے جس مین تصویر ہو اسیطرح اوس گھر جانے سے جس مین صورتین ہون خواہ یہ صورتین کپڑے مین نشان اور نقش

ہوں یا بے نقش خواہ دیوار میں ہوں یا کپڑے میں یا بچھونے میں ذلیل ہوں یا غیر ذلیل کیونکہ ظاہر احادیث کا مضمون
یہی ہے اور مسلم نے جو حدیث حضرت عائشہ سے درنوک (بچھونے) کے باب میں روایت کی وہ اس مذہب کی تائید کرتی
ہے اور بعض علماء نے کہا کہ وہ تصویریں جائز ہیں جو کپڑے پر نقش ہوں خواہ اونکی ذلت کیجاوے یا نہ کیجاوے خواہ دیوار
میں لٹکائے جاویں یا نہ لٹکائے جاویں اور یہی مذہب ہے قاسم بن محمد کا اور زید بن ارقم صحابی سے بھی ایسا ہی منقول
ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اوس تصویر کی ممانعت پر جسکا سایہ ہو اور کہا ہے کہ واجب ہے بدل ڈالنا اوسکا قاضی عیاض
نے کہا اگر حدیث سے گڑیاں کھیلنے کا جواز چھوٹی لڑکیوں کے لیے ثابت ہے لیکن امام مالک نے اپنی لڑکی کے لیے گڑیاں خریدنا
مکروہ رکھا ہے اور بعضوں نے یہ دعوے کیا ہے کہ گڑیوں سے کھیلنے کا جواز ممانعت کی حدیثوں سے منسوخ ہے احمد
اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے
میں تمہارے پاس کل کی رات کو آیا تھا لیکن میں اُس حجرے میں گھس نہ سکا جس میں تم تھے اس وجہ سے کہ اوس میں مرد کی مورت
تھی اور گھر میں ایک اونی پردہ تھا جس میں مورتیں تھیں اور گھر میں ایک کتا تھا تو حکم دیجیے مورت جو گھر کے دروازے
پر تھی اسکا سر کاٹا جاوے اور جھاڑ کی طرح کر دیجاوے اور حکم دیجیے پردے کو وہ کاٹ کر اسکے دو گدے بنا دیے جاویں جو
زمین پر پڑے رہیں لوگ اونکو روندیں اور حکم دیجیے کتے کو وہ نکالا جاوے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا
ہی کیا تب کتے کو جو دیکھا تو وہ ایک پلہ (کتے کا بچہ) نکلا وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا تھا اسباب کے تلے سے
نکلا مسلم کی روایت میں ہے حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے چھوٹے خزانہ پر ایک پردہ اونی باریک ڈالا تھا نسائی
کی روایت میں ہے حضرت جبرئیل نے کہا میں کیونکر داخل ہوں آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں
شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چھوٹے بچے کے لیے کتے کا پلہ پالنا درست ہے اور بعضوں نے اس سے دلیل
لی ہے کتے کی طہارت پر اور مسلم نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ کا ایک بچھونا
یا کپڑا پھاڑ ڈالا جس میں تصویریں تھیں پردار گھوڑوں کی یہاں تک کہ انہوں نے اوسکے دو گدے بنا ڈالے اور مسلم اور ابوداؤد
نے ابوطلحہ سے نکالا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے فرشتے اوس گھر میں نہیں جاتے جسمیں کتا ہو یا
مورت ہو اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا مگر وہ مورت جو نقش ہو کپڑے میں شوکانی نے کہا یہ حدیث اگر صحیح ہو
رغم اوسکا تو خاص کریگی ان مورتوں کو جو نقش ہوں کپڑے میں یعنی اونکا رکھنا جائز ہوگا اور بحر میں ہے کہ درخت
وغیرہ کی تصویر جس میں جان نہیں ہے بالاجماع جائز ہے اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا حیان بن حصین سے
انہوں نے کہا حضرت علی رض نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھکو نہ بھیجوں اُس کام پر جس پر مجھکو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کہ کوئی مورت نہ چہوڑیو مگر اوسکو مٹا دیجیو اور کوئی اونچی قبر نہ چہوڑیو مگر اوسکو برابر کر دیجیو اور امام احمد نے روایت کیا
حضرت علی رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تہے آپ نے فرمایا تم میں سے کون مدینہ کو جاتا
ہے وہاں کوئی بت نہ چہوڑے مگر اوسکو توڑ ڈالے اور کوئی قبر نہ چہوڑے مگر اوسکو برابر کردیوے اور کوئی مورت نہ چہوڑے مگر اسکو لتہیڑے (یعنی تو کوئی غیر نما
وہ صورت نمایاں نہ رہے) ایک شخص بولا میں جاتا ہوں یا رسول اللہ یہ سنکر مدینہ والے ڈرے اور وہ شخص گیا پہر لوٹ کر
آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے وہاں کوئی بت نہ چہوڑا جسکو نہ توڑا اور کوئی قبر نہ چہوڑی جسکو برابر نہ کیا اور
کوئی مورت نہ چہوڑی جسکو (مٹی) نہ لتہیڑی پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا ہی کام کرے ان
کاموں میں سے (یعنے مورت بنا دے یا بت یا قبر اونچی کرے) اوس نے انکار کیا اوسکا جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اترا
منذری نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اگر خدا چاہے ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت علی رض سے
روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اوس گہر میں نہیں جاتے جسمیں مورت ہو یا جنب یا کتا ترمذی
نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ میں سے ایک گردن نکلے گی اسکی دو آنکہیں ہونگی جن
سے وہ دیکہے گی اور دو کان ہونگے جن سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی وہ کہے گی میں مقرر
ہوئی ہوں تین آدمیوں پر ایک تو اوسپر جس نے اللہ کے ساتہہ کسیکو شریک کیا ہو دوسرے ہر ظالم بدکار پر تیسرے مورت بنانے
والوں پر اور باقی حدیثیں تصاویر کے متعلق خود صحیح بخاری میں موجود ہیں اونکو ہمنے اسمقام پر بیان نہیں کیا اونکا بیان
خدا چاہے تو کتاب اللباس میں آویگا **باب** مَنْ صَلّٰی فِیْ فَرُّوْجِ حَرِیْرٍ ثُمَّ نَزَعَهٗ جو شخص حریر (ریشمی) قبا
میں نماز شروع کرے پہر اوسکو اوتار ڈالے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ
عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِیَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِیْرٍ فَلَبِسَهٗ فَصَلّٰی
فِیْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِیْدًا کَالْکَارِهِ لَهٗ وَقَالَ لَا یَنْبَغِیْ هٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ **ترجمہ** عقبہ بن
عامر (جہنی سے جو قاری اور فصیح اور کاتب تہے مرے معاویہ کی خلافت میں) روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس ایک قبا بہیجی گئی تحفہ کے طور پر (وہ اکیدر بن عبد الملک دومة الجندل والے نے بہیجی تہی) آپنے اوسکو پہنا
اوس میں نماز پڑہی پہر نماز سے فارغ ہو کر اسکو زور سے اتارا جیسے کوئی برا جانکر اوتارتا ہے اور فرمایا یہ (یعنے حریر)
پرہیزگاروں کے لائق نہیں ہے **ف** حافظ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اسوقت تک مردوں کو حریر پہننا
حرام نہیں ہوا تہا اور دلالت کرتی ہے اوسپر جابر کی حدیث امام مسلم کے پاس اوس میں یہ ہے کہ آپنے نماز پڑہی دیبا کے
قبا میں پہر اوسکو اوتار ڈالا اور فرمایا مجہکو جبرئیل علیہ السلام نے منع کیا اور یہ لفظ کہ یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں ہے

اس سے بھی یہی مضمون نکلتا ہے کیونکہ اگر حریر حرام ہو گیا ہوتا تو پرہیزگار اور غیر پرہیزگار سب برابر ہین حرمت مین اور
احتمال ہے کہ پرہیزگار سے مسلمان مراد ہو اور اُتارنے کا سبب مبالغت ہوئی اور حرمت اسی وقت سے شروع ہوئی ہو اور جب
یہ ثابت ہوا تو اسحدیث مین دلیل نہین ہی اُس شخص کی جسنے ریشمی کپڑون مین نماز جائز رکھی اس وجہ سے کہ حضرت صلعم نے
اوس نماز کو نہین لوٹایا کیونکہ نہ لوٹانا اس سبب سے تہا کہ حرمت سے پہلے اوس مین نماز پڑہی تہی اب حرمت کے بعد ریشمی
کپڑے مین کوئی نماز پڑہے تو اس مین اختلاف ہی جمہور کے نزدیک نماز ہو جاویگی لیکن حرمت کے ساتھ اور امام مالک کے
نزدیک اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اوسکا اعادہ کرے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا فتح الباری مین قسطلانی
نے کہا عورتین مستثنے ہین کیونکہ متقین صیغہ جمع مذکر کا ہے پس عورتون کو ریشمی کپڑا پہننا درست ہے اور اونکا مستثنے ہونا
دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سونا اور ریشم میری امت کی عورتون کو حلال کیا گیا اور میری امت کے مردون پر حرام
کیا گیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے البتہ رافعی نے کہا اصح یہ ہے کہ حریر کا بچھانا مکروہ ہے عورت کو بھی اور نووی
نے کہا صحیح یہ ہے کہ حلال ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے پھر اگر مرد نے حریر یعنے ریشمی
کپڑے مین نماز پڑہی تو نماز ہو جاویگی لیکن وہ گنہگار ہوا حرام کام کیوجہ سے اور حنفیہ کہتے ہین کہ نماز مکروہ ہوگی لیکن
صحیح ہو جاویگی اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر وقت باقی ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھ لیوے اگر دوسرا کوئی کپڑا ملسکے اور اسکا زیادہ بیان
خدا چاہے تو کتاب اللباس مین آویگا اور مولف نے اسحدیث کو لباس مین بھی نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوۃ مین
انتہی شوکانی نے کہا جن لوگون نے حریر مین نماز کو حرام کہا ہے اون مین سے ہین امام ہادی اور ناصر اور منصور باللہ
اور شافعی اور امام ہادی کا ایک قول اور ابو العباس اور موید باللہ اور امام یحیے اور اکثر فقہا کا یہ قول ہے کہ حریر مین نماز
مکروہ ہے وہ کہتے ہین کہ حریر پہننا جو حرام ہوا اوسکی علت یہ ہے کہ تکبر کرنا حرام ہے اور نماز مین تکبر نہین ہے اور مسلم
نے جابر رضہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی دیبا کے قبا مین پھر اوسکو اُتار ڈالا اور فرمایا کہ جبرئیل ع نے مجھکو منع کیا
اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپنے حریر کی حرمت کے پہلے اوس مین نماز پڑہے اور اسکو پہنا اور پہلے اوسکے مباح ہونے پر
دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو انس بن مالک نے نکالی کہ دومہ کے اکیدر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس کا ایک
جبہ بھیجا یا دیباج کا حریر منع ہونے سے پہلے آپنے اسکو پہنا لوگون نے اوس سے تعجب کیا آپنے فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتھ
مین میری جان ہے البتہ سعد بن معاذ کے رومال جنت مین اس سے اچھے ہین بحر مین ہے کہ اگر حریر کی سوا دوسرا کپڑا نہ ملے تو
اوسکے نزدیک حریر مین نماز صحیح ہو جاویگی پھر اگر ننگے نماز پڑہی تو نماز باطل ہو جاویگی اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ننگے ہو کر
نماز پڑہے جیسے اگر کپڑا نجس ہو تو اوسکو نہ پہنے اور ننگے ہو کر نماز پڑھ لیوے امام احمد اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے نکالا

کہ حضرت صلعم نے دیبا کی ایک قبا پہنی جو آپ پاس ہدیۃً آئی تہی پہر اوسکو قریب ہی اوتار ڈالا اور حضرت عمر رضہ پاس بہیجدی لوگون نے کہا آپنے اوسکو بہت جلدی اوتار ڈالا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجہکو حضرت جبرئیل عہ نے اوسکے پہننے سے منع کیا اتنے مین حضرت عمر رضہ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ایک چیز کو ناپسند کیا وہ مجہکو دیدی میرا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا مینے وہ تجہکو اسلیے نہین دی کہ تو اوسکو پہنے بلکہ اسلیے کہ تو اوسکو بیچ لیوے پہر انہون نے اوسکو بیچا دو ہزار درم کو باقی حدیثین حریر اور ریشمی کپڑے کی متعلق خدا چاہے تو کتاب اللباس مین مذکور ہون گی **بَابُ** الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ لال کپڑے مین نماز پڑہنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اسطرف کہ لال کپڑے مین نماز درست ہی اور اس مین حنفیہ کا خلاف ہے وہ کہتے ہین لال کپڑے مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور باب کی حدیث کی یہ تاویل کرتے ہین کہ وہ جوڑا مخطط تہا (یعنے اوس مین لال لکیرین تہین) اور انکی دلیل وہ ہے جو ابوداؤد نے نکالی عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ایک شخص گذرا وہ دو کپڑے پہنا تہا لال اوسنے آپکو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا لیکن اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور ترمذی کے بعض نسخون مین ہی کہ یہ حدیث حسن ہے اگر یہ صحیح بہی ہو تو بہی اسکے معارض ہولی وہ روایت جو اس سے زیادہ قوی ہے اور احتمال ہی کہ آپنے اوسکے سلام کا جواب کسی اور وجہ سے نہ دیا ہو اور بیہقی نے اس حدیث کو محمول کیا اوس رنگ پر جو کپڑا بننے کے بعد دیا جاوے لیکن اگر سوت کو رنگ کر اوسکو بنین تو مکروہ نہین ابن تین نے کہا بعضون نے گمان کیا کہ حضرت صلعم نے اس جوڑے کو جہاد کے واسطے پہنا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے اوسکے بعد کوئی جہاد آپنے نہین کیا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذَاكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلَّى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ **ترجمہ** ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ سوائی) سے روایت ہے مینے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا ایک سرخ قبہ مین چمڑے کے اور مینے بلال کو دیکہا انہون نے آپکے وضو کا پانی لیا تہا اور مینے لوگون کو دیکہا وہ جلدی کر رہے تہے اوس پانی کے لینے مین تو جس نے اوس مین سے کچہہ پایا اوس نے اپنے بدن پر مل لیا اور جسنے اوس مین سے کچہہ نہ پایا اوس نے اپنے ساتہی کے ہاتہہ مین سے تری لی پہر

پہر مینے بلال کو دیکہا انہون نے ایک برچہی لی اوسکو گاڑا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم برآمد ہوئے سرخ جوڑے
مین (اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اپنا کپڑا اوٹہائے ہوئے آپ کی پنڈلیان کہل گئی تہین مسلم کی روایت مین ہے گویا
مین آپکی پنڈلیون کی سفیدی کو دیکہہ رہا ہون) آپنے برچہی کیطرف نماز پڑہی لوگون کے ساتہہ اور مینے دیکہا آدمیون
کو اور جانورون کو وہ برچہی کے سامنے سے گذر رہے تہے ف حافظ نے کہا اسکی باقی بحث خدا چاہے تو سترہ کے
باب مین آویگی قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مؤلف نے لباس مین بہی نکالا اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
شوکانی نے کہا بخاری اور مسلم نے براء بن عازب سے نکالا کہ حضرت صلعم میانہ قامت تہے آپکے دونون مونڈہون کے بیچ مین زیادہ
فاصلہ تہا (یعنے سینہ آپکا چوڑا تہا) اور آپکے بال کانون کی لو تک پہنچتے تہے مینے آپکو سرخ جوڑے مین دیکہا اور مین
نے کسیکو آپ سے زیادہ خوب صورت نہین دیکہا اور اسحدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے بہی نکالا اور ابو داؤد نے
عامر مزنی سے نکالا لیکن اوسکی اسناد مین اختلاف ہے کہ مینے حضرت صلعم کو دیکہا منا مین خطبہ پڑہتے ہوئے ایک خچر پر اور
آپ پر ایک سرخ چادر تہی اور حضرت علی رض آپکے آگے تہے لوگون کو آپ کا کلام سمجہاتے تہے ابو داؤد نے سکوت کیا ہے اور اوسکا
اسناد حسن ہے اور بیہقی نے جابر سے نکالا کہ حضرت صلعم کے پاس ایک لال کپڑا تہا جسکو آپ عیدین اور جمعہ مین پہنتے اور ابن
خزیمہ نے اسکو نکالا اوس مین لال کا لفظ نہین ہے اور ان حدیثون سے حجت لی ہے اوس نے جس نے لال رنگ پہننا
مردون کو جائز کہا ہے اور یہی قول ہے شافعیہ اور مالکیہ کا اور عترت کا اور حنفیہ نے اسکو مکروہ کہا ہے اور دلیل انکی
حدیث ہے عبد اللہ بن عمرو کی جو اوپر گذری لیکن اسکی اسناد مین ابو یحییٰ قتات ہے اور اسکے نام مین اختلاف ہے منذری نے
کہا اوسکی حدیث حجت نہین ابو داؤد نے کہا اہل حدیث نے یہ کہا ہے کہ آپنے کسم کے رنگ کو مکروہ جانا اور اونکا قول
یہ ہے کہ کسم کے سوا اور چیزون سے جیسے گیرو وغیرہ اگر سرخ رنگا جاوے تو اوسکے پہننے مین قباحت نہین اور حدیث
ہے رافع بن خدیج کی جسکو ابو داؤد نے نکالا کہ ہم حضرت صلعم کے ساتہہ نکلے سفر مین آپنے ہمارے کجاوون اور اونٹون
پر کمل دیکہے جنمین روئی کی سرخ لکیرین تہین آپ نے فرمایا کیا مین نہین دیکہتا کہ یہ سرخی تمہارے اوپر چہا گئی یہ سنکر ہم جلدی
اوٹہے آپکی فرمانے سے اور ہم نے ان کملون کو اوتار ڈالا اور اسحدیث مین حنفیہ کی حجت نہین کیونکہ لکیرون دار سرخ کو انہون
نے جائز کہا ہے علاوہ اوسکے اسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے اور حدیث ہے بنی اسد کی ایک عورت کی کہ مین ایک
دن زینب پاس تہی جو بی بی تہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ہم اپنے کپڑے رنگ رہے تہے مغرہ (گیرو) سے جو ایک لال
رنگ ہے ہم اسی حال مین تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے جب آپنے مغرہ کو دیکہا تو لوٹ گئے زینب نے جو یہ
دیکہا تو وہ سمجہہ گئین کہ حضرت صلعم نے برا جانا اس رنگ کو وہ گئین اور اپنے کپڑے دہو ڈالے اور ساری سرخی کو چہپا دیا

پہر حضرت صلعم لوٹ کر آئے اور جہا انکا جب کہیںہ دیکہا تو اندر تشریف لائے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اسکی اسناد مین اسمٰعیل بن عیاش ہے اور اسکا بیٹا اور دونو مین گفتگو ہے اور یہ دلیلین ایسی ہین کہ اگر انکی صحت کو مان لیا جاوے اور انکا کوئی معارض نہو جب ہی انسے کراہت نکلیگی نہ حرمت پہر پہلا جب انکا قوی معارض موجود ہو اور وہ صحیح نہون تو کیونکر حجت ہوسکتی ہین البتہ انکی قوی دلیل وہ ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ منع کیا آپنے لال زین پوشون سے اور جو روایت کیا ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت علی سے کہ منع کیا مجھکو حضرت صلعم نے ریشمی کپڑے سے اور لال زین پوش سے لیکن یہ دونو حدیثین دعوے سے خاص ہین اور دعوے عام ہے غایت یہ ہے کہ لال زین پوش کی حرمت نکلے گی نہ اور لال کپڑونکی خصوصاً جب حضرت صلعم سے انکا پہننا ثابت ہوا اور روایت کیا حاکم نے کنی مین اور ابن قانع نے اور ابو نعیم نے معرفت مین اور ابن سکن اور ابن مندہ اور اعلیٰ ہی نے رافع بن بردیا رافع بن خدیج سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ شیطان پسند کرتا ہے سرخی کو تو بچو تم سرخی سے اور ہر ایک کپڑے سے شہرت کے اور طبرانی نے نکالا عمران بن حصین سے کہ فرمایا حضرت نے بچو تم سرخی سے کیونکہ وہ سب سے زیادہ پسند زینت ہے شیطان کو اور عبد الرزاق نے انس سے ایسا ہی نکالا مختصراً اور یہ حدیثین صحیح نہین ہین اور محال ہے کہ حضرت صلعم اس کام کو کرین جو شیطان کو پسند ہو اور ابن قیم نے جو کہا کہ سرخ سے مراد کاڑی دار ہے جس مین سیاہ کاڑیان بہی تہین اور جسنے نرا سرخ سمجہا اوسنے غلطی کی تو یہ کلام بے دلیل ہے کیونکہ سرخ سے ظاہری مطلب یہی نکلتا ہے کہ نرا سرخ ہو حافظ ابن حجر نے کہا کہ لال کپڑے مین سات مذہب ہین ایک یہ کہ مطلقاً جائز ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور طلحہ اور عبد اللہ بن جعفر اور برا اور متعدد صحابہ سے اور سعید بن المسیب اور نخعی اور شعبی اور ابو قلابہ اور ایک جماعت تابعین سے دوسرے یہ کہ مطلقاً منع ہے تیسرے یہ کہ ڈہڈہاتا یعنی خوب تیز سرخ منع ہے ایسا ہی منقول ہے عطا اور طاؤس اور مجاہد سے چوتہے یہ کہ بقصد زینت اور شہرت منع ہے اور گہر مین جائز ہے ابن عباس سے ایسا ہی منقول ہے پانچوین یہ کہ رنگ کر بنا جاوے تو درست ہے اور بنکر رنگا جاوے تو درست نہین خطابی نے اسطرف میل کیا چہٹے یہ کہ کسم کا سرخ رنگ منع ہے اور چیزونکا درست ہے ساتوین یہ کہ نرا سرخ منع ہے اور جس مین اور رنگ بہی ہو جیسے سیاہ وغیرہ تو درست ہے پہر حافظ نے کہا تحقیق یہ ہے کہ مشابہت کفار یا عورتون کی نیت سے یا شہرت کی نیت سے نا درست ہے اور بغیر اسکے درست ہے تو امام مالک کا مذہب قوی ہوا کہ محفلون مین منع ہے اور گہر مین درست ہے انتہی مختصراً

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخَشَبِ چہت یا منبر یا لکڑی پر نماز پڑہنا ف حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ یہ درست ہو اور اسمین بعض تابعین اور مالکیہ کا خلاف ہے جب امام اونچی جگہہ پر ہو قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَاْسًا

اَنْ يُصَلِّيَ عَلَى الْجَمَدِ وَالْقَنَاطِرِ وَاِنْ جَرٰى تَحْتَهَا بَوْلٌ اَوْ فَوْقَهَا اَوْ اَمَامَهَا اِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ

ابو عبداللہ یعنے امام بخاری نے کہا امام حسن بصری رحمہ نے اس مین کوئی قباحت نہین دیکھی کہ آدمی جمے ہوئے پانی (یعنے برف) اور پلون پر نماز پڑہے اگرچہ اونکے نیچے پیشاب بہتا ہو یا اونکے اوپر یا آگے ف کیونکہ نجاست کا دور کرنا جو نماز کی پرفرض ہے اوس کی یہ غرض ہے کہ نمازی کے بدن یا کپڑے سے نجاست نہ لگے لیکن اگر بیچ مین کوئی حائل ہو تو قباحت نہین (فتح) جب نمازی پیشاب مین یا نمازی مین اور پل کے بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو وَصَلَّى اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ بِصَلٰوةِ الْاِمَامِ اور ابو ہریرہ نے مسجد کی چہت پر نماز پڑہی امام کی نماز کی اقتدا کر کے ف اور امام نیچے کہڑا تہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا صالح مولی توامہ سے اونہون نے کہا مینے ابو ہریرہ کے ساتھ نماز پڑہی مسجد کے اوپر امام کی نماز کی اقتدا کر کے اور صالح ضعیف ہے لیکن نکالا اسکو سعید بن منصور نے دوسرے طریق سے ابو ہریرہ سے تو قوت ہو گئی اسکو (فتح) قسطلانی نے کہا شافعیہ اور حنفیہ دونون کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ امام یا مقتدی اوپر اور نیچے ہون البتہ ضرورت سے درست ہے جیسے نماز سکھلانے کیلیے یا امام کی تکبیر کی آواز سنانے کیلیے انتہے وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ اور عبداللہ بن عمر رض نے نماز پڑہی برف پر حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَاَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ اَعْلَمُ مِنِّيْ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَاَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْاَرْضِ فَهٰذَا شَانُهُ ترجمہ ابو حازم (سلمہ بن دینار) سے روایت ہے لوگون نے سہل بن سعد (ساعدی) سے پوچہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر کس چیز کا تہا ابو داؤد مین یہ ہے کہ کچہہ لوگ سہل بن سعد پاس آئے اونہون نے جہگڑا تہا منبر مین کہ اوسکی لکڑی کاہے کی تہی) انہون نے کہا اب لوگون مین اسکا کوئی جاننے والا مجہہ سے زیادہ نہین رہا وہ غابہ کے جہاؤ کا تہا (غابہ ایک گانون ہے) اوسکو بنایا تہا فلان شخص نے جو غلام تہا فلان عورت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ف ابو سعد نے شرف مصطفی مین روایت کیا مدینہ مین ایک بڑہی تہا جسکو میمون کہتے تہے بیان کیا منبر کا قصہ اور عورت کا نام معلوم نہین ہوا لیکن وہ انصاری عورت تہی ابن تین نے مالک سے نقل کیا کہ بڑہی مولی تہا سعد بن عبادہ کا تو احتمال ہے کہ اونکی بی بی کا مولی ہو اور مجازاً سعد کا مولی کہا اونکی بی بی کا

فکیہہ بنت عبید بن دلیم تہا اور اسحق بن راہویہ کے مسند میں ہے کہ وہ مولی تہا بنی بیاضہ کا اور کرمانی نے اسکا نام عائشہ نقل کیا ہے لیکن اوسکی سند بیان نہیں کی اور شاید انہوں نے طبرانی کی روایت کو دیکھا جو اوسط میں نکالی جابر سے کہ حضرت صلعم مسجد کے ایک ستون کیطرف نماز پڑہتے اور خطبہ بہی اوسیطرف کرتے اور اُسی پر ٹیکا لگاتے تہے پہر آپ نے حکم کیا عائشہ کو انہوں نے آپ کا منبر بنایا پہر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اسکا اسناد ضعیف ہے اور اگر صحیح بہی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سہل کی حدیث میں بہی عائشہ ہی مراد ہے (فتح) قسطلانی نے کہا بڑہئی کا نام میمون تہا یا باقوم جو مولے تہا سعید بن عاص کا یا باقول جیسے عبد الرزاق نے نکالا یا قبیصہ مخزومی اور عورت کا نام بعضوں نے مینا کہا ہے جب وہ بنایا گیا اور رکہا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس پر کہڑے ہوئے اور قبلہ کیطرف منہ کیا اور تکبیر کہی اور لوگ آپکے پیچہے کہڑے ہوئے آپنے قرارت کی اور رکوع کیا لوگوں نے بہی آپ کے پیچہے رکوع کیا پہر سر اوٹہایا اور الٹے پانوں پیچہے ہٹے (اور منبر پر سے نیچے اوترے) اور سجدہ کیا زمین پر پہر منبر پر لوٹ گئے پہر قرارت کی پہر رکوع کیا پہر سر اوٹہایا پہر اولٹے پانوں پیچہے ہٹے (تاکہ سجدہ قبلے ہی کیطرف سے ہو) یہانتک کہ سجدہ کیا زمین پر تو یہ حال ہے منبر کا اس حدیث کو لانے سے یہ غرض ہے کہ منبر پر نماز پڑہنے کا جواز ثابت ہو اور اس سے یہ بہی نکلا کہ امام اور مقتدی کی مقام میں بلندی اور پستی کا فرق ہو تو جائز ہے اور یہ بہی نکلا کہ تہوڑا عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ امام مقتدیوں سے بلند جگہ پر کہڑا ہو سکتا ہے حنفیہ اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی قول ہے امام احمد اور لیث کا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اور امام مالک سے اس کی ممانعت منقول ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی کا خطابی نے کہا حضرت صلعم کا منبر تین سیڑہی کا تہا تو آپ شاید دوسری سیڑہی پر کہڑے ہوئے ہوں اس صورت میں اُترنے اور چڑہنے میں صرف دو قدم ہوئے ہونگے اور اتنے تہوڑے عمل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوۃ میں بہی نکالا اور مسلم اور ابن ماجہ نے قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ سَأَلَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ عَنْ هَذَا كَثِيرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ لَا امام ابو عبد اللہ یعنے بخاری رحمہ اللہ نے کہا علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا مجہسے امام احمد بن حنبل نے جو مشہور امام ہیں بڑے درجے والے اسحق بن راہویہ نے کہا وہ اللہ کی حجت تہے اوسکے بندوں میں اور اوسکی زمین میں انتقال فرمایا انہوں نے بغداد میں سنہ ۲۴۱ ہجری میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا اللہ تعالے ہم کو قیامت کے دن امام احمد بن حنبل کی زمرے میں حشر

کرے اور ہمکو توفیق دیوے انکی پیروی کی مترجم کے نزدیک امام احمد کا درجہ اور مرتبہ تمام مجتہدوں سے زیادہ ہے اور علم حدیث انکو امام
شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ سے زیادہ تھا اور وہ سب میں زیادہ پیروی کرنے والے ہیں حدیث کی اور انکی تقلید اور مجتہدوں
کی تقلید سے بہتر ہے) نے پوچھا اسحدیث کو تو کہا منبر اسطلتے تھا کہ حضرت ﷺ لوگوں سے اونچے تھے تو کچھ قباحت نہیں
اس میں کہ امام مقتدیوں سے اونچا ہو اسحدیث کی رو سے علی ابن المدینی نے کہا میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا سفیان
بن عیینہ سے تو اسحدیث کو لوگ بہت پوچھا کرتے تھے تو تم نے اونسے یہ حدیث نہیں سنی انہوں نے کہا نہیں ف اس سے
صاف نکلا کہ امام احمد نے یہ حدیث سفیان سے نہیں سنی اور میں نے انکی مسند میں تلاش کیا تو انہوں نے سفیان سے
سہل کا یہ قول روایت کیا کہ منبر غابہ کی جھاؤ کا تھا پس معلوم ہوا کہ امام احمد کا مطلب یہ تھا کہ میں نے اسطرح پوری حدیث
سفیان سے نہیں سنی لیکن انہوں نے اسحدیث کو دوسرے طریق سے روایت کیا عبد العزیز بن ابی حازم سے انہوں
نے اپنے باپ سے اور حدیث سے یہ نکلا کہ لکڑی پر نماز درست ہے اور مکروہ جانا اسکو حسن اور ابن سیرین نے ابن ابی شیبہ نے ان
دونوں سے روایت کیا اور ابن مسعود اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا اور مسروق سے نکالا کہ وہ جب کشتی میں سوار ہوتے تو
ایک اینٹ اپنے ساتھ رکھ لیتے اوس پر سجدہ کرنے کے لیے اور ابن سیرین سے ایسا ہی نکالا اور معتمد یہی قول ہے کہ لکڑی پر نماز
پڑھنا جائز ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ
الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ فَجُحِشَتْ سَاقُهٗ اَوْ
كَتِفُهٗ وَاٰلٰى مِنْ نِّسَائِهٖ شَهْرًا فَجَلَسَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعٍ فَاَتَاهُ اَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ
فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَّهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ
فَارْكَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَّنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے (دیکھو ۵ سنہ ہجری میں) آپ کی پنڈلی چھل گئی یا آپ کا مونڈھا چھل گیا اسمعیلی کی روایت
میں ہے کہ آپکا پاؤں سرک گیا اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ آپکے داہنے طرف کا جسم چھل گیا اور آپنے قسم کھائی اپنی
بیبیوں کے پاس نہ جانے کی ایک مہینے تک آخر آپ ایک بالاخانہ میں بیٹھے جسکا زینہ کھجور کی لکڑیوں کا تھا پھر آپ کے صحابہ
آئے آپکی عیادت کے لیے آپنے نماز پڑھائی اونکو بیٹھکر وہ کھڑے تھے جب آپنے سلام پھیرا تو فرمایا امام اسلیے ہے کہ اوسکی پیروی
کیجاوے پھر جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اگر وہ کھڑے ہوکر
نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور آپ اس بالاخانہ پر سے اوترے اونتیس ۲۹ دن کے بعد لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے

تو ایک مہینے کے لیے قسم کہائی تہی آپ نے فرمایا مہینہ انتیس روز کا ہوتا ہے یعنے انتیس اور تیس دونوں کا ہوتا ہے تو ایک مہینہ میں
اگر انتیس دن بہی ہو گئے جب بہی کافی ہے حافظ نے کہا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت نے بالاخانہ پر جب نماز پڑہی
تو لکڑی پر نماز پڑہنے کا جواز نکل آیا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بالاخانے کا زینہ لکڑی کا ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ سب
لکڑی کا ہو تو احتمال ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا منظور ہو کہ چہت پر نماز پڑہنا درست ہے اور باقی فوائد اس حدیث کے خدا چاہے
تو امامت کے باب میں اوینگے انتہے قسطلانی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب امام بیٹہکر نماز پڑہے تو مقتدی
بہی بیٹہکر پڑہیں لیکن یہ اس صورت میں ہے جب مقتدی بہی قیام سے عاجز ہوں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے آپکے
آخری فعل سے جب آپنے مرض موت میں بیٹہکر نماز پڑہائی اور صحابہ آپکے پیچہے کہڑے تہے مگر امام احمد نے اس میں
خلاف کیا ہے اور اسکی بحث اپنے مقام پر آویگی اور یہ بہی نکلتا ہے کہ اگر کسی نے ایک معین مہینے کے روزوں یا اعتکاف
کی نذر کی تو انتیس دن سے زیادہ اوسپر لازم نہیں انتہے مختصراً اس حدیث کو مؤلف نے مظالم اور صوم اور نذر اور نکاح
اور طلاق میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب** اِذَا اَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّیْ
اِمْرَاَتَهٗ اِذَا سَجَدَ اگر نماز یکا کپڑا نماز پڑہتے میں اوسکی عورت کو لگجاوے (تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں حدیث سے
یہ نکلتا ہے کہ فاسد نہوگی **حدثنا** مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَیْمُوْنَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَاَنَا حِذَاءَهٗ وَاَنَا
حَائِضٌ وَرُبَّمَا اَصَابَنِیْ ثَوْبُهٗ اِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَکَانَ یُصَلِّیْ عَلَی الْخُمْرَةِ ترجمہ ام المومنین میمونہ رض
سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تہے اور میں آپکے برابر ہوتی حیض کیحالت میں اور
کبہی آپکا کپڑا مجہسے بدن سے لگ جاتا جب آپ سجدہ کرتے اور انہوں نے کہا کہ حضرت سجدہ گاہ پر نماز پڑہتے **ف**
یہ ترجمہ ہے خمرہ کا یعنے چہوٹا سجادہ جسپر سونہہ نماز یکا آتا ہے اور اسکا بیان کتاب الحیض میں گذرا ابن بطال نے
کہا تمام فقہا نے اتفاق کیا کہ سجدہ گاہ پر نماز درست ہے مگر عمر بن عبد العزیز سے منقول ہے کہ اونکے لیے مٹی لائی
جاتی اور سجدہ گاہ پر رکہی جاتی وہ اوسپر سجدہ کرتے اور شاید وہ تواضع اور عاجزی کی راہ سے ایسا کرتے
ہوں تو مخالفت نہوگی جماعت کی اور ابن ابی شیبہ نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ وہ مکروہ جانتے تہے نماز کو زمین
کے سوا اور کسی چیز پر اور ایسا ہی منقول ہے اور وں سے بہی اور احتمال ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہو اس حدیث سے
یہ بہی نکلا کہ حائض کا بدن پاک ہے اور یہ بہی نکلا کہ جسکا بدن پاک ہو اگر نماز یکا کپڑا اوس سے لگ جاوے تو نماز فاسد
نہوگی گو وہ حکماً نجس ہو اور یہ بہی نکلا کہ عورت کا برابر آجانا نمازی کو ضرر نہیں کرتا اور باطل ہے حنفیہ کا کہنا جو ان

عورت کے برابر آجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ایک خاص حالت میں (فتح) اس حدیث کو مؤلف نے طہارت اور صلوۃ میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے (قسطلانی) **باب** الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان

وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ فِي السَّفِيْنَةِ قَائِمًا اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رض نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا عبد اللہ بن ابی عتبہ سے جو مولے تھے انس رض کے انہوں نے کہا میں نے سفر کیا ابو الدرداء اور ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور کئی آدمیوں کے ساتھ اونکا نام لیا انہوں نے کہا ہمارا امام نماز پڑہاتا تہا کشتی میں کھڑے ہو کر اور ہم اوسکے پیچھے بیٹھ کر پڑھتے تھے اور جو ہم چاہتے تو کشتی کا لنگر کر دیتے وَقَالَ الْحَسَنُ تُصَلِّيْ قَائِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى اَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَاِلَّا فَقَاعِدًا اور امام حسن بصری رح نے کہا اُس شخص کے جواب میں جس نے اونسے پوچھا کشتی میں نماز پڑھنے کو آیا کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر کھڑے ہو کر نماز پڑھ جب تک دشوار نہ ہو تیرے ساتھیوں پر اور گھومتا جا کشتی کے ساتھ جدھر وہ گھومتی جاوے ورنہ (اگر دشوار ہو کھڑا ہونا تو) تو بیٹھ کر پڑھ **ف** یہ اثر حسن کا قتیبہ کے نسخہ میں ہے نسائی کی روایت سے ابو عوانہ سے انہوں نے عاصم احول سے انہوں نے کہا میں نے حسن اور ابن سیرین اور عامر شعبی سے پوچھا کشتی میں نماز پڑھنے کو انہوں نے سب نے کہا اگر کشتی کے باہر نکل سکے تو نکلے حسن نے کہا اگر ایذا نہ ہو اپنے ساتھیوں کو ورنہ کشتی کے اندر پڑھ لیوے اور ابن ابی شیبہ نے نکالا حفص سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ان تینوں سے اونہوں نے کہا کشتی میں نماز پڑھ کھڑے ہو کر اور حسن نے کہا مت دشواری کر اپنے ساتھیوں پر اور بخاری نے تاریخ میں نکالا ہشام سے انہوں نے کہا میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے گھوم جا کشتی میں جیسے وہ گھومتی جاتی ہے جب تو نماز پڑہے (لیکنے یہ ضرور نہیں کہ سارا نماز میں مونہہ قبلے کیطرف رہے بلکہ شروع کرے نماز قبلہ کیطرف مونہہ کر کے پھر جب کشتی اور طرف پھر جاوے اور نمازی کا مونہہ قبلے کیطرف نہ رہے تو کچھہ قباحت نہیں) ابن منیر نے کہا امام بخاری نے کشتی میں نماز پڑھنے کا مسئلہ اس باب میں اسلیے بیان کیا کہ یہ باب بوریے پر نماز پڑھنے کا ہے اور کشتی بھی بوریے کی طرح ہے زمین نہ ہونے میں تو معلوم ہوا کہ نماز میں یہ شرط نہیں ہے کہ پیشانی زمین سے لگے جیسے اوس حدیث میں ہے جو ابو داؤد نے نکالی کہ حضرت نے فرمایا خاک لگا اپنے مونہہ میں اور ہمارا باب میں عمر بن العزیز کا اثر اوپر گذر چکا اور بخاری رح نے اشارہ کیا اس میں ابو حذیفہ کی خلاف کیطرف انہوں نے کہا کہ کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑہنا درست ہے گو کھڑا ہونا ممکن ہو اور اس اثر سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سمندر کا سفر درست ہے (فتح) نیل میں ہے کہ دار قطنی اور حاکم نے مستدرک میں نکالا ابن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کشتی میں نماز پڑھنے سے آپ نے فرمایا نماز پڑھ اسمیں

کہڑے ہوکر مگر جب تجہکو ڈوبنے کا ڈر ہو حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے اور شاذ ہے مترجم کہتا ہے ریل
گاڑی ہماری زمانہ مین جو نکلی ہے وہ بہی کشتی کیطرح ہے اوس مین بہی نماز درست ہی گو وہ چلتی ہو اگر اوس مین بہی
یہی حکم ہے کہ کہڑے ہوکر پڑہے البتہ گرنے یا چوٹ لگنے کا ڈر ہو تو بیٹھ کر پڑہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى
حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ
اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ
انْصَرَفَ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہی اونکی نانی (ام سلیم کی ماں) ملیکہ **ف** بعضوں نے کہا کہ جدتہ کی ضمیر اسحق
کیطرف پہرتی ہی تو ترجمہ یہ ہوگا اسحاق کی دادی ملیکہ نے ایسا ہی کہا ابن عبد البر اور عبد الحق اور عیاض نے اور صحیح کہا اسکو نووی
نے اور ابن سعد اور ابن مندہ اور ابن الحصار نے کہا کہ ضمیر انس کیطرف پہرتی ہے اور مراد اونکی نانی ہین جو انس کی والدہ
ام سلیم کی ماں تہین حافظ نے کہا یہی ظاہر ہے اور موید ہے اسکی ابو الشیخ کی روایت فوائد العراقیین مین انس سے کہ میری نانی
نے مجہکو بہیجا حضرت صلعم کی پاس اونکا نام ملیکہ تہا آپ تشریف لائے ہمارے پاس پہر نماز کا وقت آگیا اخیر تک ابن سعد نے
طبقات مین کہا ام سلیم بیٹی تہین ملحان کی اور اونکا نسب عدی بن نجار تک بیان کیا اونکو غمیصا یا رمیصا بہی کہتے
تہے اونکا نام سہلہ یا انیفہ تہا یا رمیثہ اون کی ماں ملیکہ بنت مالک بن عدی تہی پہر بیان کیا نسب اونکا مالک بن
نجار تک اور ام سلیم سے نکاح کیا پہلے مالک بن النضر نے تو وہ جنی انس کو پہر ابو طلحہ نے تو وہ جنین عبد اللہ اور ابو عمیر کو
عبد اللہ باپ تہے اسحق کے جو راوی ہے اس حدیث کا اپنے مادری بہائی سے باپ کے یعنے چچا سے اور وہ انس ہین اور
جسنے ضمیر کو اسحق کیطرف پہیرا تو اوسنے یہ کہا کہ ام سلیم کا نام ملیکہ تہا اور سند اوسکی وہ ہے جو ابن عیینہ نے روایت کیا
اسحق بن ابی طلحہ سے انہون نے انس سے کہ مین اور یتیم نے صف باندہی اپنے گہر مین حضرت صلعم کے پیچہے اور میری ماں ام سلیم ہمارے
پیچہے تہی ایسا ہی نکالا اسکو مولف نے ابواب الصفوف مین اور قصہ ایک ہی ہے طول دیا اسکو مالک نے اور مختصر کیا اسکو سفیان نے اور احتمال
ہے کہ قصہ متعدد ہو اور ملیکہ کا انس کی نانی ہونا مانع نہین ہے اسکا کہ وہ اسحاق کی دادی ہون لیکن جو روایت مین غرائب مالک کے آگے
بیان کرونگا اوس سے یہ نکلتا ہی کہ ملیکہ خود ام سلیم کا نام تہا (فتح) **ت** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا ایک کہانے
کے لیے جو انہون نے تیار کیا تہا آپ کے لیے آپ نے اوس کہانے مین سے کہایا پہر فرمایا کہڑے ہو مین تمہارے لیے نماز پڑہون انس
نے کہا تو مین کہڑا ہوا ایک بوریے کیطرف اپنے جو بہت استعمال کرنے سے سیاہ ہوگیا تہا مینے اوسپر پانی چہڑکا تا اسکو نرم کرنیکے

لیے یا صاف پاک کرنیکے لیے) پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور ہینے اور یتیم (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ) نے صف باندہی
آپکے پیچہے اور بڑہیا (یعنی ملیکہ) ہمارے پیچہے کہڑی ہوئی آپنے دو رکعتین پڑہائین پہر تشریف لیگئے **ف** آپنے انس کے
گہر مین کہانا کہایا پہر نماز پڑہی اور عتبان بن مالک کے گہر مین پہلے نماز پڑہی پہر کہانا کہایا کیونکہ انس کے گہر مین آپ کہانیکے
لیے بلائے گئے تہے اور عتبان کے گہر مین نماز کے لیے تو جس کام کے لیے بلائے گئے تہے آپنے پہلے کیا اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل
لی ہے کہ آگ سے پکا ہوا کہانا وضو نہین توڑتا اور یہیں پر اعتراض ہوتا ہے کہ دارقطنی نے غرائب مالک مین نکالا کہ ملیکہ نے
حضرتؐ کے لیے کہانا تیار کیا آپنے اوس مین سے کہایا پہر آپنے وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا اور اس حدیث کو مولف
نے صلوٰۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور اس کے کئی فائدے نکلتے ہین ایک دعوت کا قبول کرنا گو دلیمہ کا
نہ ہو گو عورت نے کی ہو بشرطیکہ کسی فتنہ کا ڈر نہو دوسرے دعوت کا کہانا کہانا تیسرے نفل جماعت سے گہرون مین پڑہنا چوتہے
جائے نماز کا پاک اور صاف کرنا لڑکے کا مرد کے برابر کہڑے ہونا صفون مین عورتونکی صف مردونکے پیچہے ہونا اگر ایک عورت ہو تو
اکیلی ہی پیچہے کہڑی ہو اور بعضون نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ صف کے پیچہے کوئی اکیلے نماز پڑہے تو اوسکی نماز جائز
ہے حالانکہ یہ مطلب اس سے ثابت نہین ہوتا نفل نمازون مین بہی دو رکعت پڑہنا اور چار کی شرط نہ ہونا جس گہر کے
کو شغل ہو اوسکی نماز صحیح ہونا اور امام مالک نے اس حدیث کو صلوٰۃ الضحیٰ کے ثابت کرنیکے لیے بیان کیا اور یہیں پر اعتراض
ہوا کہ انس بن سیرین نے انس بن مالک سے نکالا کہ انہون نے حضرتؐ کو ضحے کی نماز پڑہتے نہین دیکہا سوا
ایک وقت کے آپ انصاری کے گہر مین جنہنے آپکو بلایا تہا اپنے گہر مین نماز پڑہنے کے لیے بعضون نے اسکا جواب یون دیا ہے
کہ امام مالک نے اس نماز کے وقت پر خیال کرکے اوسکو ضحی کی نماز کہا گو انس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ ضحی کی نماز ہے اور امام
بخاری نے باب کی حدیث سے اشارہ کیا اوسطرف جو ابن ابی شیبہ نے نکالا شریح بن ہانی سے انہون نے حضرت
عائشہؓ سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر نماز پڑہتے تہے حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے ہم نے جہنم کو بوریا کیا کافرون
کے لیے انہون نے کہا آپ بوریے پر نماز نہین پڑہتے تہے تو یہ روایت امام بخاری کی نزدیک ثابت نہین ہوئی اور انہون نے
اس روایت کو شاذ مردود سمجہا کیونکہ اوسکی خلاف باب کی حدیث وارد ہوئی جو اس سے زیادہ قوی ہے اور ابو سلمہ نے روایت کیا حضرت
عائشہ سے کہ حضرتؐ کے پاس ایک بوریا تہا جسکو آپ بچہاتے اور اوس پر نماز پڑہتے نکالا اسکو بخاری نے اور مسلم نے روایت کیا
ابو سعید سے انہون نے دیکہا حضرتؐ کو نماز پڑہتے ہوئے بوریا پر (فتح وقسطلانی) **بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْخُمْرَۃِ** سجادہ
پر نماز پڑہنا **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
شَدَّادٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عَلَی الْخُمْرَۃِ ترجمہ ام المومنین میمونہ رضی سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے سجدہ گاہ پر فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے کہا خطابی نے خمرہ اوس مصلے کو کہتے ہیں جسپر نمازی سجدہ کرے پھر خطابی نے ابن عباس کی حدیث کو ذکر کیا کہ چوہے نے چراغ کی بتی نکالکر خمرہ (جانماز) پر ڈالدی تھی اور حضرتؐ اس خمرہ (جانماز) پر بیٹھے ہوئے تھے ذکر کیا حدیث کو آخر تک کہا خطابی نے اسمیں تصریح ہے اطلاق کرنے خمرہ کی اوپر اسکے جو اندازہ مونہہ سے زائد ہو کہا خطابی نے اسکا نام خمرہ اسواسطے رکھا گیا ہے کہ ڈھانپ لیتا ہے مونہہ کو انتہے خطابی نے جو حدیث ابن عباس کی نقل کی اوس سے صاف ظاہر ہے کہ خمرہ پر حضرتؐ کا نماز پڑھنا جن حدیثوں میں وارد ہوا ہے اُس سے سجدہ گاہ مراد نہیں ہے بلکہ جانماز مراد ہے جسپر آپ بیٹھ سکتے تھے

باب الصَّلٰوةِ عَلَى الْفِرَاشِ بچھونے پر نماز پڑھنا وَصَلَّى اَنَسٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ اور انس بن مالکؓ نے نماز پڑھی اپنے بچھونے پر وصل کیا اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے دونوں نے ابن مبارک سے انہوں نے حمید سے انہوں نے کہا کہ انسؓ اپنے بچھونے پر نماز پڑھتے تھے حافظ نے کہا بچھونا عام ہے خواہ اوسپر سوتا ہو اپنی بی بی کے ساتھ یا نہیں ہر حال میں اوسپر نماز درست ہے اور امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا کہ وہ حدیث جسکو ابوداؤد وغیرہ نے نکالا حضرت عائشہؓ سے کہ حضرتؐ ہمارے جانمازوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے ثابت نہیں ہے یا شاذ مردود ہے اور ابوداؤد نے اس میں علت بیان کی ہے انتہے وَقَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ اَحَدُنَا عَلٰى ثَوْبِهٖ اور انسؓ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو ہم میں سے کوئی سجدہ کرتا اپنے کپڑے پر اس حدیث کو خود مؤلف نے آگے وصل کیا اور مسلم نے بھی اسکو نکالا اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابراہیم نخعی سے نکالا انہوں نے اسود سے اور اونکے اصحاب سے کہ وہ برا جانتے تھے نماز پڑھنے کو بوریا دروں اور پوستینوں اور کملوں پر اور ایک جماعت نے صحابہ اور تابعین سے اس کا جواز نکالا اور امام مالکؒ نے کہا اس میں قباحت نہیں سمجھتا اگر نمازی ان چیزوں پر کھڑا ہو جب اپنی پیشانی اور دونو ہاتھ (سجدے میں) زمین پر رکھے **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے انہوں نے کہا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی اور میرے پاؤں آپکے قبلے میں ہوتے (یعنے آپکی سجدہ کی جگہ میں گویا سر حضرت عائشہ کا قبلے کیطرف ہوتا اور پاؤں قبلے کے مقابل) پھر جب آپ سجدہ کرتے تو مجھکو دبا دیتے (اپنے ہاتھ سے

(اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور شافعیہ نے یہ تاویل کی ہے کہ شاید یہ چھونا حائل کے ساتھ ہو یا آپ کی خصوصیت ہو) میں اپنا پانوں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تھیں اپنے پانوں پھیلا لیتی حضرت عائشہ نے کہا (ایسا سونیکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ) اون دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ بعد کو صحابہ کے گھروں میں چراغ جلنے لگے تھے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہوتی ہے کہ اسکے بعد کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ بچھونے پر سوتی تھیں تو آنحضرت صلعم اوسی پر سجدہ کرتے تھے اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (فتح وقسط) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور وہ آپکے اور قبلے کے بیچ میں ہوتیں اپنے گھر کے بچھونے پر آڑی جنازے کیطرح **ف** یعنے سر اونکا اور پاؤں اونکے آپکے داہنے اور بائیں طرف ہوتے اس حدیث کو بھی مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَنَامَانِ عَلَيْهِ ترجمہ عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نماز پڑھتے تھے اور حضرت عائشہ آپکے اور قبلے کے بیچ میں آڑی لیٹی ہوتیں اُس بچھونے پر جسپر دونو سوتے تھے **ف** اس حدیث میں صاف یہ مضمون ہے کہ وہ بچھونا وہی تھا جسپر حضرت عائشہ اور حضرت صلعم دونو آرام فرماتے تھے اور اسیواسطے مؤلف اس حدیث کو اس باب میں لائے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سونیوالے کیطرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے گو وہ عورت ہی ہو اور کچھ ضعیف حدیثیں اسکی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں وہ اگر ثابت ہوں تو اونکا مطلب یہ ہوگا کہ جب خیال نمازی کا اسطرف متوجہ ہو تو منع ہے ورنہ نہیں قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی عورت کیطرف نماز پڑھے یا عورت اوسکے سامنے سے نکل جاوے تو نماز باطل نہ ہوگی اور یہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور سلف و خلف کا لیکن اگر فتنے کا ڈر ہو یا دل اودھر متوجہ ہونیکا تو مکروہ ہے (فتح وقسط)

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ گرمی جب سخت ہو تو کپڑے پر سجدہ کرنا **ف** حافظ نے کہا گرمی کی قید لفظ حدیث کی متابعت سے ہے ورنہ جو شخص کپڑے پر سجدہ کرنا جائز کہتا ہے وہ ہر حالت میں جائز کہتا ہے اگرچہ سردی ہو وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِي كُمِّهِ اور حسن بصری رح نے کہا لوگ سجدہ کرتے تھے عمامے اور ٹوپی پر اور اونکے ہاتھ آستینوں کے اندر ہوتے **ف** اس

کو عبدالرزاق نے نکالا ہشام بن حسان سے اونہون نے حسن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب سجدہ کرتے تھے اور اونکے ہاتھ اونکے کپڑون مین ہوتے اور ان مین سے کوئی سجدہ کرتا اپنی ٹوپے اور عمامہ پر اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ اَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ **ترجمہ** انس بن مالک نے کہا ہم نماز پڑہتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتہہ تو ہم مین سے ایک اپنے کپڑے کا کنارہ سخت گرمی کی وجہ سے سجدے کی جگہہ مین رکہتا **ف** مسلم کی روایت مین ہے اپنا کپڑا بچہا لیتا اور مؤلف کی ایک روایت مین ہے ہمنے سجدہ کیا اپنے کپڑون پر گرمی سے بچنے کیلیے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی اپنی پیشانی اور زمین کے درمیان کپڑے کو حائل کرسکتا ہے سجدے مین زمین کی سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ اصل یہی ہے کہ سجدے مین پیشانی زمین سے لگے کیونکہ کپڑا رکہنا گرمی کی شدت کیوجہ سے بیان کیا اور یہ بہی نکلا کہ اوس کپڑے پر سجدہ درست ہے جو نمازی کی بدن سے لگا ہو نووی نے کہا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور جمہور علماء کا اور شافعی نے کہا کہ مراد اس سے وہ کپڑا ہے جو نمازی کی بدن سے علاحدہ ہو اور بیہقی نے اسکی تائید کی ہے اس روایت سے جو اسمعیلی نے نکالی اوس مین یہ ہے کہ ہم مین سے ایک کنکریان لیتا اپنے ہاتہہ مین جب وہ ٹہنڈی ہو جاتین تو اونکو رکہہ لیتا (سجدے کے مقام مین) اور اونپر سجدہ کرتا پہر اگر ہر چیز پر جو بدن سے لگی ہو سجدہ جائز ہوتا تو کنکریون کے ٹہنڈا کرنیکی کیا ضرورت تہی اور احتمال ہے کہ کنکریون کو وہ ٹہنڈا کرتا ہوگا جسکے کپڑے مین گنجایش نہ ہوگی یہ بہی اس حدیث سے نکلا کہ عمل قلیل نماز مین جائز ہے اور خشوع کا اہتمام لازم ہے اور کپڑا رکہنا اسی لیے تہا کہ زمین کی گرمی سے خشوع مین خلل نہ ہو اور یہ بہی نکلا کہ ظہر کی نماز اول وقت پڑہتے تہے اور ٹہنڈا کرنا جو دوسری حدیثون مین آیا ہے اسکے خلاف نہین کیونکہ زمین کی گرمی اس وقت بہی رہتی ہے یا ٹہنڈا کرنا رخصت ہے یا سنت ہے اور یہ حدیث ان حدیثون سے منسوخ ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوۃ مین بہی نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے (فتح و قسط) نیل مین ہے کہ احمد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے نکالا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی بچہونے پر اور اسکی اسناد مین زمعہ بن صالح ضعیف ہے اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا انس سے کہ حضرت صلعم میرے ایک چہوٹے بہائی سے فرمایا کرتے اے ابا عمیر نغیر (لال چڑیا) کیا ہوئی اور ہمارا ایک بچہونا دہویا گیا آپ نے اوسپر نماز پڑہی ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہونے پر نماز درست ہے اور ترمذی نے اکثر اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا صحابہ و من بعدہم سے اور یہی قول ہے اوزاعی اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور جمہور فقہا کا اور ایک جماعت تابعین اور انکے بعد والون نے اسکو

مکروہ جانا ہے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سعید بن المسیب اور ابن سیرین سے نکالا کہ طنفسہ ایک قسم کا فرش ہے اسکو پشمینہ اور پرزہ ہوتا ہے) پر نماز پڑھنا بدعت ہے اور جابر بن زید سے نکالا وہ مکروہ رکھتے تھے نماز کو ہر حیوان کی چیز پر اور مستحب جانتے تھے نماز کو اوس چیز پر جو زمین سے اوگتی ہے اور عروہ بن الزبیر سے نکالا وہ مکروہ رکھتے تھے سجدہ کرنا زمین کے سوا اور کسی چیز پر اور امام ہادی اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ زمین کے سوا اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور امامیہ نے کہا جو چیز اوسکی اصل زمین سے نہ ہو اوس پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے اور انکے نزدیک حرام ہے سجدہ اون چیزوں پر جنکو کہاتے ہیں یا پہنتے ہیں اور امام مالک نے کہا جو چیز زمین سے اُگے لیکن اوس میں انسان کی صنعت کو دخل ہو جاوے مثلاً روئی تو اوس پر سجدہ مکروہ ہے ابن عربی نے کہا کہ امام مالک نے اسکو مکروہ رکھا بوجہ زینت کے اور امام ہادی نے دلیل لی اس حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ زمین کے سوا اور چیزیں مسجد نہیں ہیں اور مسجد کے لیے پر سجدہ کرنا زمین پر سجدہ کرنا ہے جیسے کوئی شخص گھوڑے پر زین رکھکر اوس پر بیٹھتا ہے تو کہتے ہیں گھوڑے پر بیٹھا ہے اور جب حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ آپ نے سجدہ کیا بچھونے پر تو آپ کا فعل مکروہ نہیں ہو سکتا اور ابن ابی شیبہ نے انس سے نکالا کہ آپ کبھی نماز پڑھتے ہمارے بچھونے پر وہ بوریا ہوتا اوسکو ہم دھو لیتے پانی سے تو انس کی روایت میں بچھونے سے بوریا مراد ہے اور بوریے پر سجدہ کرنا امامیہ کے نزدیک بھی درست ہے اور احمد اور ابو داؤد نے مغیرہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نماز پڑھتے بوریے پر اور پوستین پر جو دباغت کی گئی تھی اسکی اسناد میں ابو عون محمد بن عبید اللہ الثقفی ہے وہ تو ثقہ ہے لیکن اُسکے باپ کو جس سے وہ یہ حدیث روایت کرتا ہے ابو حاتم نے مجہول کہا اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں ذکر کیا اتباع تابعین میں تو یہ حدیث منقطع ہوگی عراقی نے کہا حضرت صلعم کی نماز بوریے پر ثابت ہے انس کی حدیث سے صحاح ستہ میں اور ابو سعید کی حدیث سے اور ام سلمہ کی حدیث سے اوسکو نکالا طبرانی نے کبیر میں اور ابن عمر کی حدیث سے اسکو نکالا ابو حاتم نے علل میں اور ابو یعلی موصلی نے نکالا حضرت عائشہ سے اوسکے راوی ثقہ ہیں اونسے پوچھا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا نہیں تو شاید حضرت عائشہ کو اس امر کی خبر نہ ہوئی ہو اور اثبات کی روایت مقدم ہے نفی پر اور اگرچہ اوسکے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک بوریا پر نماز پڑھنا مستحب ہے جیسے ترمذی نے کہا اور کہا کہ بعض اہل علم نے زمین پر نماز پڑھنا مستحب کہا ہے اور زید بن ثابت اور ابو ذر اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر اور سعید بن المسیب اور مکحول وغیرہم سے بوریے پر نماز پڑھنے کا استحباب منقول ہے اور ابن مسیب نے کہا وہ سنت ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ نمازی کو ننگی زمین پر بغیر کسی آڑ کے نماز پڑھنا چاہیے اون میں سے عبد اللہ بن مسعود طبرانی نے اونسے روایت کیا وہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور سجدہ نہیں کرتے تھے مگر زمین پر اور ابراہیم نخعی

سے کہ وہ بوریے پر نماز پڑھتے تھے لیکن سجدہ زمین پر کرتے تھے اور امام مسلم نے نکالا ابو سعیدؓ سے وہ حضرت ؐ کے پاس گئے انہوں نے کہا میں نے آپکو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک بوریے پر اوسی پر سجدہ کرتے تھے اور جماعت نے روایت کیا میمونہ سے کہ حضرت نماز پڑھتے تھے خمرہ پر اور ترمذی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے ام حبیبہ سے اور ام سلمہ سے اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور احمد اور بزار نے ابن عمر سے اور ابن ابی شیبہ نے ام کلثوم بنت ابی سلمہ سے اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں اور بزار نے انس سے اور بزار نے جابر سے اور طبرانی نے ابو بکرہ سے اور مسلم اور نسائی نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے ام ایمن سے اور احمد اور طبرانی نے ام سلیم سے ایسا ہی نکالا ابو عبید نے کہا خمرہ چھوٹا سجادہ ہے کھجور کی چھال کا سجدہ کی موافق اگر بڑا ہو نمازی کے سارے بدن کی موافق نماز میں یا لیٹنے میں تو اسکو حصیر کہتے ہیں جوہری نے کہا خمرہ چھوٹا سجادہ اور ایسا ہی کہا خطابی نے صاحب مشارق نے کہا خمرہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اوسپر مونہہ اور ناک آتی ہے اور امام احمد نے اپنے مسند میں ام سلمہ سے نکالا کہ حضرت ؐ نے افلح سے فرمایا اے افلح اپنے منہہ کو مٹی سے لگا یعنے سجدے میں اس سے غرض نہیں ہے کہ زمین کی سوا بوریے پر سجدہ مکروہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنا ماتہا زمین پر جما سجدے میں اور شاید افلح سجدے میں اپنی پیشانی نہ جماتا ہوگا تو آپنے اوسکو دیکھ کر یہ فرمایا اور ابن ابی شیبہ نے اور بخاری نے تاریخ میں نکالا ابو الدرداء سے انہوں نے کہا مجھے پرواہ نہیں اگر میں نماز پڑہوں پانچ بچھونوں پر اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں چھہ ہیں ایک پر ایک اور ابن ابی شیبہ نے نکالا ابن عباس سے کہ انہوں نے نماز پڑہی بچھونے پر اور ایسا ہی نکالا ابو وائل سے اور حسن سے نکالا انہوں نے کہا بچھونے پر نماز پڑہنے میں کچھ قباحت نہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ بچھونے پر نماز پڑہتے تھے اونکے دونوں قدم اور گھٹنے اوسپر ہوتے اور انکی دونوں ہاتہہ اور مونہہ زمین پر ہوتے اور ابراہیم اور حسن سے نکالا کہ ان دونوں نے نماز پڑہی ایک بچھونے پر جسمیں تصویریں تہیں اور عطا سے نکالا کہ انہوں نے نماز پڑہی بچھونے پر اور سعید بن جبیر سے ایسا ہی اور مرہ ہمدانی سے کہ انہوں نے نماز پڑہی بالوں پر اور قیس بن عباد سے ایسا ہی اور جمہور فقہا کا یہی قول ہے کہ بچھونے پر نماز جائز ہے انتہی ما قال الشوکانی مختصرا

باب الصَّلوٰةِ فِي النِّعَالِ جوتوں میں نماز پڑہنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا اس باب کی مناسبت اگلی باب سے یہ ہے کہ جوتے سے نمازی کی پانوں چھپے رہتے ہیں اور اگلے باب میں پیشانی چھپتی تہی کپڑے سے

حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مَسْلَمَةَ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَزْدِيُّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ **ترجمہ** ابو مسلمہ سعید بن یزید نے کہا میں نے انس بن مالک رضؓ سے پوچھا کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے پہن کر نماز پڑہتے تھے انہوں نے کہا ہاں **ف** ابن بطال نے کہا یہ محمول ہے اس حالت پر جب جوتوں میں نجاست نہ ہو اور جوتوں میں

نماز پڑھنا رخصت ہے جیسے ابن دقیق العید نے کہا نہ مستحب میں کہتا ہوں ابوداؤد اور حاکم نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ فرمایا
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خلاف کرو یہودیوں کا وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے تو یہود کی مخالفت
کی نیت سے جوتوں میں نماز پڑھنا مستحب ہوگا اور قرآن میں آیا ہے خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ یعنے اپنی زینت لو ہر مسجد
میں جاتی وقت اور ایک حدیث میں ہے کہ مراد زینت سے جوتیاں ہیں یعنے جوتیاں پہنے ہوئی مسجد میں جاؤ اور جوتیاں پہنے
ہوئے نماز پڑھو پر یہ حدیث ضعیف ہے بہت نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں ابوہریرہ سے
اور عقیلی نے انس سے (رفیع) قسطلانی نے کہا اگر جوتیوں میں نجاست ہو تو شافعیہ کے نزدیک بغیر پانی کے پاک نہ ہوگی اور مالک
اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نجاست خشک ہو تو جوتیوں کا زمین پر رگڑ دینا کافی ہے اور جو تر ہو تو پانی سے دھونا چاہیے
اور اس حدیث کو مولف نے لباس میں بھی نکالا اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے صلوۃ میں انتہے شوکانی نے کہا شداد بن
اوس کی حدیث کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں نکالا اور اسکی اسناد میں کوئی طعن نہیں ہوا اور اس باب میں اور چار حدیثیں مروی
ہیں ایک انس سے اوسکو نکالا طبرانی اور بیہقی نے (اس) میں بھی حکم ہے جوتوں میں نماز پڑھنے کا جیسے شداد کی حدیث
کا مضمون ہے بیہقی نے کہا اسکی اسناد میں کوئی برائی نہیں اور دوسرے اسکو نکالا بزار نے اسی مضمون سے جو شداد کی
حدیث میں ہے اور تیسری اسکو نکالا ابن مردویہ نے اوس میں یہ ہے کہ نماز پڑھو اپنے جوتوں میں اسکی اسناد میں عباد بن جویریہ
ہے جھوٹا کہا اوسکو امام احمد اور بخاری نے اور چوتھی اسکو بھی نکالا ابن مردویہ نے اسکی اسناد میں عیسے بن عبداللہ عسقلانی
ہے اور وہ ضعیف ہے چوری کرتا ہے حدیث کی اور جوتوں میں نماز پڑھنا متعدد احادیث میں وارد ہے ابن ماجہ نے اسکو
نکالا عبداللہ بن مسعود سے اور طبرانی نے دوسرے طریق سے اسکی اسناد میں علی بن عاصم ہے اوس میں کلام ہوا ہے
اور بزار اور طبرانی اور بیہقی نے تیسرے طریق سے اوسکی اسناد میں ابوحمزہ اعور ہے اوسکی روایت حجت نہیں اور احمد اور بزار
اور طبرانی نے عبداللہ بن ابی حبیبہ سے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو سے اور ترمذی نے شمائل میں اور
نسائی نے عمرو بن حریث سے اور ابن ماجہ نے اوس ثقفی سے اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ کی ایک اور حدیث
ہے اسکو نکالا احمد اور بیہقی نے اور ایک اور ہے اسکو نکالا بزار اور طبرانی نے اسکی اسناد میں عباد بن کثیر ہے وہ لین الحدیث
ہے بعضوں نے کہا متروک ہے بعضوں نے کہا اسکی حدیث حجت نہیں اور ایک اور حدیث ہے نکالا اسکو ابن مردویہ نے اسکی اسناد
صالح ہے مولی توامہ کا وہ ضعیف ہے اور ابن مندہ نے معرفت صحابہ میں اور طبرانی اور ابن قانع نے عطاء شیبی سے اور ابوالشیخ نے
براء سے اوسکی اسناد میں سوار بن مصعب ہے وہ ضعیف ہے اور مسلم نے عبداللہ بن الشخیر سے اور ان سے اور ایک حدیث
مروی ہے نکالا اسکو طبرانی نے اور بزار اور طبرانی اور ابن عدی نے ابن عباس سے اوسکی اسناد میں نضر بن عمر ہے وہ بہت

ضعیف ہے اور انسے ایک اور حدیث مروی ہو نکالا اسکو طبرانی نے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر سے[11] اور ابن عدی نے کامل میں حضرت
علی رض سے اوسکی سند میں حسین بن ضمیرہ ہے عن ابیہ عن جدہ وہ بہت ضعیف ہے اور ان سے اور ایک حدیث مروی ہے اسکو نکالا ابو یعلے[12]
اور ابن علی نے اور کہا اسکی کوئی اصل نہیں بلکہ اسکو بنالیا محمد بن حجاج لخمی نے اور طبرانی نے فیروز دیلمی[13] سے اسکا اسناد عمدہ ہے
اور امام احمد نے مجمع[14] بن جاریہ سے اسکی اسناد میں یزید بن عیاض ضعیف ہے اور ابن حبان نے ثقات میں اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط
میں ہرماس[15] بن زیاد سے اور بزار اور ابو یعلے اور ابن عدی[16] نے ابوبکرہ سے اوسکی اسناد میں بحر بن مرار ہے اسکا حافظ بگڑ گیا تہا
لیکن ثقہ کہا اسکو ابن معین نے اور ابو الشیخ اور بیہقی نے ابوذر[17] رض سے اور ابوداؤد نے ابوسعید[18] سے اور طبرانی نے حضرت عائشہ[19] سے
اور اسکا اسناد صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور احمد نے مسند میں ایک اعرابی[20] سے جسکا نام نہیں لیا اور ان سب حدیثوں
سے یہ نکلتا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا جائز ہے اور صحابہ اور تابعین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا مستحب
ہے یا مباح ہے یا مکروہ ہے تو حضرت عمر رض سے باسناد ضعیف یہ منقول ہے کہ وہ نماز میں جوتے اوتارنا مکروہ جانتے تہے اور سختی کرتے
تہے لوگوں پر اسباب میں اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود سے اور ابو عمرو شیبانی لوگوں کو مارتے تہے جب وہ نماز کے لیے اپنے جوتے اوتارتے
تہے اور ابراہیم سے مروی ہے (جو ابوحنیفہ رح کے استاد کے استاد ہیں) کہ وہ مکروہ جانتے تہے نماز کے لیے جوتیاں اوتارنے کو اور
ان روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا اونکے نزدیک مستحب تہا عراقی نے شرح ترمذی میں کہا
جو لوگ جوتیاں پہنکر نماز پڑہتے تہے اون میں سے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود (جنکی حنفیہ بہت تقلید
کرتے ہیں) اور عویمر بن ساعدہ اور انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور اوس ثقفی اور تابعین میں سے سعید بن المسیب اور
قاسم اور عروہ بن الزبیر اور سالم بن عبد اللہ اور عطا بن یسار اور عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور طاؤس اور شریح قاضی (جنکے
فتوے کو حنفی بہت مانتے ہیں) اور ابو مجلز اور ابو عمرو شیبانی اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی اور امام علی بن حسین
یعنے امام زین العابدین علیہ السلام اور انکے صاحبزادے ابو جعفر (یعنے امام محمد باقر علیہ السلام) اور جو لوگ جوتیاں پہن کر نماز
نہیں پڑہتے اون میں سے ہیں عبد اللہ بن عمر اور ابو موسے اشعری اور ہادویہ کا مذہب ہے کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑہنا
مستحب ہے گو عوام اونکے اسکا انکار کرتے ہیں امام مہدی نے بحر میں کہا مستحب ہے نماز پڑہنا پاک جوتے میں کیونکہ حضرت نے فرمایا نماز پڑہو
اپنی بہتر جوتیوں میں اور ابن دقیق العید نے طول کیا اس امر کے اثبات میں کہ یہ امر مستحب نہیں ہے مگر شداد کی حدیث اونکا رد
کرتی ہے کیونکہ امر کا ادنے درجہ یہ ہے کہ وہ مستحب ہو اسیطرح اور حدیثیں بہی استحباب پر دلالت کرتی ہیں اور ابوداؤد نے نکالا
ابوسعید خدری رض سے کہ فرمایا حضرت ص نے جب کوئی تم میں سے مسجد کے پاس آوے تو دیکہے پہر اگر اپنی جوتیوں میں نجاست
پاوے یا پلیدی تو اونکو رگڑ دے (زمین پر) اور نماز پڑہے اونکو پہن کر اور ممکن ہے کہ مستحب ہونے پر دلیل لیجاوے اس حدیث سے

جسکو نکالا ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے پہر اپنی جوتیان اوتارے تو اونکی وجہ سے کسیکو تکلیف نہ دیوے چاہیے کہ اونکو رکہہ لیوے اپنے دونون پاؤن کے بیچ مین یا نماز پڑہے اونکو پہنے پہنے عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ مینے دیکہا حضرتؐ کو آپ نماز پڑہتے تہے ننگے پاؤن بہی اور جوتیان پہنکر بہی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اپنی سند سے ابو عبد الرحمن بن ابی لیلے سے انہون نے کہا حضرتؐ نے نماز پڑہائی اپنی دونو جوتیان پہنکر لوگون نے بہی جوتون مین نماز پڑہی پہر آپنے جوتیان اتار ڈالین تو لوگون نے بہی اتار ڈالین جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا جسکا جی چاہے وہ اپنی دونو جوتیان پہنکر نماز پڑہے اور جسکا جی چاہے وہ اتار کر پڑہے عراقی نے کہا یہ روایت مرسل ہی مگر اسکا اسناد صحیح ہے شوکانی نے کہا جب ان حدیثونکو ان حدیثون سے ملاؤ جن مین جوتیان پہن کر نماز پڑہنے کا حکم ہے بوجہ مخالفت یہود کے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم وجوب کے لیے نہین ہے اب ان حدیثون مین جو یہ امر نمازی کے اختیار کیطرف چہوڑا وہ استحباب کے منافی نہین ہے کسلیے کہ مستحب کا ترک آدمی کر سکتا ہے پس صحیح اور عمدہ اور قوی مذہب یہ ہوا کہ جوتیان پہنکر نماز پڑہنا مستحب ہے انتہے تیسیر الوصول مین ہے کہ امام نسائی نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ مینے حضرتؐ کو دیکہا آپ پانی پیتے تہے کہڑے ہوکر اور بیٹہ کر اور نماز پڑہتے تہے ننگے پاؤن اور جوتیان پہنکر اور نماز سے فارغ ہوکر پہرتے تہے داہنی طرف سے بہی اور بائین طرف سے اور ابو داؤد نے نکالا ابو ہریرہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب تم مین سے کوئی اپنی جوتیون سے نجاست کو روندے تو مٹی اوسکے لیے پاک کرنے والی ہے اور ابو داؤد نے نکالا ابو سعید سے کہ ایک بار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیان پہنے ہوئے نماز پڑہا رہے تہے اپنے اصحاب کے ساتہ اتنے مین آپنے اپنی جوتیان اوتارین اور انکو بائین طرف رکہہ لیا جب آپ کے اصحاب نے یہ دیکہا تو اونہون نے بہی (نماز ہی مین) اپنی جوتیان اوتار ڈالین جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین انہون نے کہا ہمنے دیکہا آپنے اپنی جوتیان اوتارین تو ہم نے بہی اوتار ڈالین آپنے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجہہ سے کہا کہ تمہاری جوتیون مین پلیدی ہے پہر جب کوئی تم مین سے نماز کے لیے آوے تو دیکہے اگر اپنی جوتیون مین پلیدی دیکہے یا نجاست تو اونکو رگڑ دیوے زمین پر اور نماز پڑہے اونکو پہن کر اس حدیث سے کئی باتین نکلتی ہین ایک تو جوتی کا پاک ہو جانا زمین پر رگڑنے سے دوسرے اگر نادانستہ نجس کپڑے یا جوتے مین نماز پڑہ لیوے تو اوسکا اعادہ واجب نہین تیسرے جوتی پہنکر نماز پڑہنا اولی ہے ننگے پاؤن پڑہنے سے کس لیے کہ آپ نے یون نہین فرمایا کہ اگر جوتون مین نجاست دیکہے تو ننگے پاؤن نماز پڑہے مرقاۃ مین ہی کہ حنفیہ کا مذہب ہی کہ اگر جوتی یا موزے مین نجاست لگ جاوے اور وہ جرم دار ہو تو مٹی یا ریت پر خوب رگڑنے سے وہ پاک ہو جاتا ہے اور جو جرم دار نہ ہو جیسے پیشاب یا شراب تو اوسکا دہونا ضرور ہے

الوباحسنک

ہو یا خشک انتہیٰ اور امام طحاوی حنفی نے معانی الآثار مین نکالا ابو ہریرہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اپنے موزے
یا جوتی سے نجاست کو روندے تو مٹی اوسکو پاک کرنیوالی ہے اور امام زیلعی حنفی نے تخریج کہا کہ صاحب ہدایہ نے جو یہ حدیث بیان کی
کہ اگر جوتوں مین نجاست ہو تو اونکو زمین سے رگڑ ڈالے وہ پاک کرنیوالی ہے انکی تو ابو داؤد نے اسکو دو طریقون سے نکالا اور
ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر نووی نے خلاصہ مین کہا ابو داؤد کا اسناد صحیح ہے اور
ظاہر کیا اوس مین ابن القطان نے بوجہ محمد بن کثیر صنعانی کے اور محمد بن عجلان کے جو ایک طریق مین ہے اور دوسرے
طریق مین ایک راوی مجہول ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے ابو سعید خدری سے اور یہ روایت اوپر گذری اور نکالا اسکو ابن حبان
نے اپنی صحیح مین اور عبد بن حمید اور اسحق بن راہویہ اور ابو یعلی موصلی نے اور ابو داؤد نے نکالا حضرت عائشہ سے ایسا ہی اور
روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین انس سے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر کوئی مرد
اپنی جوتیون سے نجاست کو کہندلے آپ نے فرمایا مٹی اونکو پاک کرنیوالی ہے اسکی اسناد مین عبد اللہ بن زیاد بن سمعان
ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابن جوزی نے علل متناہیہ مین اس مین بھی ابن سمعان ہے ابن جوزی نے مالک سے نقل کیا
کہ وہ کذاب ہے اور احمد نے کہا متروک الحدیث ہے انتہیٰ باختصار مترجم کہتا ہے جوتوں سمیت نماز پڑھنی مین اسقدر حدیثیں
وارد ہین کہ اوسکے ثبوت مین کوئی شک نہین رہتا گو اون مین سے بعض حدیثین ضعیف ہون اور اگر ایک صحیح حدیث
وارد ہوتی تو بھی کافی تھا نہ کہ جب متعدد صحیح حدیثین موجود ہین اور جن صحابہ نے جوتوں سمیت نماز پڑھی ہے وہ بڑے
جلیل الشان صحابہ ہین جیسے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہم پس صحیح یہی ہے کہ جوتوں سمیت
نماز پڑھنا آنحضرتؐ اور خلفا اور صحابہ کرام کی سنت ہے اور وہ افضل ہے ننگے پانوں پڑھنے سے گو ننگے پانوں پڑھنا بھی
جائز ہے لیکن ہمیشہ ننگے پانوں نماز پڑھنا اور ننگے پانوں پڑھنے کو ضرور جاننا یا جوتوں سمیت نماز پڑھنے پر طعن کرنا
ضلالت اور گمراہی ہے اور تعجب ہے اُن جاہلون سے جو اتنی صحیح حدیثین دیکھ کر بھی اس امر کا انکار کرین معلوم نہین ہوتا
کہ شیطان نے اونکے دلونپر کونسا افسون پھونک دیا ہے اور جو کوئی حضرتؐ کی سنت اور آپ کے طریقہ کو برا جانے نعوذ باللہ وہ
مردود اور کافر ہے اور لطف یہ کہ حنفیہ کی تمام کتابون مین جوتوں سمیت نماز پڑھنا مذکور ہے اور نور الانوار اور مسلم اور تمام
اصول کی کتابون مین ابو سعید کی حدیث بیان کی ہے جسمین حضرتؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم نے اپنی جوتیان کیون اتارین
اسپر بھی اگر کوئی جاہل جوتی سمیت نماز پڑھنے پر طعن کرے یا جوتی سمیت مسجد مین آنے سے روکے تو اوسکا علاج یہ ہے
کہ جوتوں ہی سے درست کیا جاوے اور بعضے جاہل یہ کہتے ہین کہ عرب کی زمین پاک اور خشک تھی اور صحابہ کی جوتی پاک اور صاف
رہتی تھی اسواسطے اونکو جوتی سمیت نماز پڑھنا لائق تھا ہم کو لائق نہین یہ تردد ہو گا اور مغالطہ ہے نجاست جیسے اس ملک مین

ہے ویسی ہی عرب کے ملک مین تہی اور صحابہ کے جوتے ہمیشہ پاک رہنے کا کیا ثبوت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک جوتیون

مین تو نجاست لگ گئی تہی جسکی خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر دی پہر اور کسی کی جوتیون کا ہمیشہ پاک رہنا کیونکر ہو سکتا

ہے اور جو صحابہ کے جوتے ہمیشہ پاک رہتے تو آپ دوسری حدیث مین یہ کیون فرماتے کہ جب تم مین سے کوئی مسجد کے پاس آوے تو اپنی

جوتی دیکہے اگر اون مین نجاست ہو تو زمین پر رگڑ ڈالے وہ اونکو پاک کرنیوالی ہے پہر اون مین نماز پڑہے اس حدیث سے صاف

یہ نکلتا ہے کہ اگر جوتے نجس بہی ہون تو اونکو زمین پر رگڑ دین پہر اون مین بے تکلف نماز پڑہین اور اگر پاک جوتا ہو تو رگڑنے

کے لیے کوئی ضرورت نہین اب یہ سب قیدین کہ جوتا نیا ہو اور اگر نجاست لگی ہو تو وہ تر نہو خشک ہو جرم دار ہو خرافات اور

واہیات ہین شریعت مین جوتی کی طہارت یہی مقرر ہوئی کہ زمین پر رگڑ دینا جیسے جنب کی طہارت جب پانی نملے تیمم قرار

پائی بس چاہیے جس قسم کی نجاست ہو جوتا رگڑنے سے ہمیشہ پاک ہو جاویگا اور یہ رگڑنا بہی اُس صورت مین ہے جب نجاست کا لگنا

یقینی ہو ورنہ ہر ایک جوتا نیا ہو یا پرانا پاک ہے اور اسکو پہنکر نماز پڑہنا درست ہے اور یہی حق ہے اور یہی سنت ہے اور یہی

ہدایت ہے اور جو کوئی اسکو نمانے اُسکا اور ہمارا انصاف بروز قیامت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہو

جاویگا وباللہ التوفیق **بَابُ** الصَّلٰوۃِ فِی الْخِفَافِ موزون مین نماز پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِیْمَ یُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَیْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ

وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی فَسُئِلَ فَقَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ اِبْرَاهِیْمُ

فَكَانَ یُعْجِبُهُمْ لِاَنَّ جَرِیْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ اَسْلَمَ **ترجمہ** ہمام بن حارث سے روایت ہے مینے دیکہا جریر بن عبد اللہ بجلی

صحابی مشہور کو اونہون نے پیشاب کیا پہر وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزونپر پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی (موزے پہنے ہوے)

اور اُنسے پوچہا گیا (طبرانی کی روایت مین ہے کہ ہمام نے پوچہا اور ایک روایت مین ہے کہ ایک شخص نے عیب کیا) وپر انہون

نے کہا مینے دیکہا جناب سرور انبیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے ایسا ہی کیا ابراہیم نخعی نے کہا جریر کی یہ حدیث

لوگون کو (یا عبد اللہ بن مسعود کے یارونکو جیسے مسلم کی ایک روایت مین ہے) بہت بہلی لگتی تہی اسلیے کہ جریر اون لوگون مین تہے

جو اخیر مین اسلام لائے **ف** اور اس سبب سے حدیث مین یہ شبہہ نہین رہتا کہ آپ نے ابتداء زمانہ اسلام مین ایسا کیا ہوگا پہر

یہ حکم منسوخ ہو گیا ہوگا مسلم کی روایت مین ہے کہ جریر سورہ مائدہ اوترنے کے بعد مسلمان ہوئے تہے اور ابو داؤد کی روایت

مین ہے لوگون نے کہا آپ کا مسح کرنا موزونپر کیا سورہ مائدہ اوترنے کے بعد تہا (جس مین وضو مین پاؤن دہونیکا حکم ہے)

تو جریر نے کہا مین تو اس سورت کے اوترنیکے بعد مسلمان ہوا اور طبرانی کی روایت مین ہے جریر سے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع

کا ہے اور ترمذی کی روایت مین ہے شہر بن حوشب سے مینے جریر کو دیکہا پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح اخیر مین یہ ہے کہ مینے کہا

سورہ مائدہ اوترنے کی بعد کا یہ قصہ ہے یا اوس کے پہلے کا جریر نے کہا مین تو مسلمان نہین ہوا مگر سورہ مائدہ اوترنے کی بعد ترمذی نے کہا یہ حدیث تفسیر کرنیوالی ہے کیونکہ بعضے لوگ جو موزون پر مسح کرنیکے قائل نہین یہ تاویل کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے موزون پر مسح سورہ مائدہ کی آیت اوترنے سے پہلے کیا تہا اور یہ آیت اسکی ناسخ ہے تو جریر نے کہا کہ مین نے آپکو اس آیت کے اوترنے کے بعد موزون پر مسح کرتے دیکھا اور عبداللہ بن مسعود کے اصحاب کو یہ حدیث پسند تہی کیونکہ اوس سے رد ہوتی تہی اُن لوگون کی دلیل اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الوضوء مین گذر چکی (فتح) اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد نے بہی نکالا (قسط) مترجم کہتا ہے جب جوتون سمیت نماز پڑہنا جائز ہے تو موزون سمیت بطریق اولی جائز ہوگی بلکہ موزون سمیت پڑہنا ضرور ہے کسلیے کہ اگر موزے اوتار ڈالیگا پہر حدث ہوگا تو پہر اوسپر مسح جائز نہ ہوگا جبتک دوبارہ پورا وضو کرکے اُن کو نہ پہنے بعض جاہل یہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ نے جب موسیٰ کو حکم دیا جب وہ وادی مقدس مین گئے فاخلع نعلیک یعنے اوتار جوتیان اپنی تو مسجد بہی خانہ خدا ہے اوس مین جوتیان اوتارنا ضرور ہے اونکا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو جو جوتیان اوتارنے کا حکم ہوا وہ اسوجہ سے تہا کہ اونکی جوتیان مردہ گدہے کی کہال کی تہین جسکی دباغت نہین ہوئی تہی یہی منقول ہے سدی اور قتادہ سے اور علاوہ اس کے حضرت موسیٰ کی شریعت ہماری شریعت مین حجت نہین جب اُسکی خلاف ہماری شریعت مین حکم موجود ہو اور اوپر کئی حدیثون مین گذرا کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین آوے تو اپنی جوتیون کو دیکہے اور ان حدیثون مین صراحت ہے اس امر کی کہ جوتیون سمیت مسجد مین آنا اور نماز پڑہنا درست ہے بلکہ آپنے حکم دیا یہود کے خلاف کرنیکا اور فرمایا کہ وہ جوتیان اوتار کر نماز پڑہتے ہین تم جوتیان پہنکر نماز پڑہو باوجود اسکے اگر کوئی حضرت موسیٰ سے کہ اس حکم کو سند لاوے اور ہمارے پیغمبر صلعم کے حکم کو نہ دیکہے تو وہ مردود ہے دیکھیے ہمکو اوس سے کچہہ سروکار نہین **حدثنا** اسحاق بن نصر قال حدثنا ابو اسامة عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن المغيرة بن شعبة قال وضأت النبي صلى الله عليه وسلم فمسح على خفيه وصلى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے مینے وضو کرایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تو آپنے مسح کیا اپنے دونو موزون پر اور نماز پڑہی **ف** اس حدیث کو مولف نے صلوٰۃ اور جہاد اور لباس مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے (قسط)

باب اذا لم يتم السجود جو کوئی سجدہ کو پورا نہ کرے **ف** حافظ نے کہا مستملی کی روایت مین یہ باب یہان نہین ہے اور یہی صواب ہے کیونکہ یہ باب اپنے مقام مین آویگا صفت صلوٰۃ مین اسیطرح اسکے بعد کا باب بہی نہین ہے اور در صورتیکہ ان دونو بابون کا ذکر غلطی کاتبین نہ ہو تو مناسبت یہ ہوگی کہ اس باب سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی شرط کو ترک کرے اُسکی نماز صحیح نہ ہوگی جلیسے کوئی رکن کو ترک کرے اور دوسرے باب سے یہ نکلتا ہے کہ سجدے مین اپنے دونو بازو کشادہ رکہنا عدم ستر کو مستلزم نہین ہے تو نماز اوس سے باطل نہ ہوگی انتہے مختصرًا **اخبرنا** اور بعض نسخون مین حدثنا ہے الصلت بن

مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حذیفہ بن الیمان رض نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے رکوع اور سجدے کو پورا نہیں کرتا تھا جب وہ نماز پڑھ چکا تو حذیفہ نے اوس سے کہا تونے نماز نہیں پڑہی ابو وائل نے کہا میں سمجھتا ہون حذیفہ نے یہ بہی کہا اگر تو مر گیا تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت پر نہیں مریگا **ف** بلکہ اور طریقہ پر تیرا خاتمہ ہوگا تباہ خدا کی کیونکہ تونے نماز کی سی عبادت میں حضرت ص کی پیروی کا خیال چھوڑ دیا قسطلانی نے کہا طبرانی نے انس سے مرفوعًا روایت کی کہ جسنے نماز پڑہی اور اسکے خشوع اور رکوع اور سجدے کو پوری طرح ادا نہیں کیا تو وہ نکلتی ہے اندہیری کالی ہوکر اور کہتی ہے خدا تعالی تجھکو تباہ کرے جیسی تونے مجھکو تباہ کیا جب اس مقام پر پہنچتی ہے جہان اللہ چاہتا ہے تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹی جاتی ہے پہر اوس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے اور یہ حدیث امام بخاری کے افراد مین سے ہی **باب** يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُوْدِ اپنے دونو بازو یا بغلین پسلی سے جدا رکہے سجدے مین **اَخْبَرَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهُ ترجمہ عبد اللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑہتے تو اپنے دونون ہاتھون کو کشادہ رکہتے یعنے جدا رکہتے پسلی سے یہانتک کہ آپ کی دونون بغلون کی سفیدی نمودار ہوتی **ف** حاکم کی روایت مین ہے آپ کی دونون بغلون کی سفیدی کو دیکھتا (قسط) لیث نے بہی اس حدیث کو جعفر سے روایت کیا اور عن کی جگہ حدثنی جعفر بن ربیعہ کہا اور اس تعلیق کو امام مسلم نے اپنی صحیح مین وصل کیا **خاتمہ** حافظ صاحب نے کہا ستر عورت کے ابواب اور اس سے پہلے کے باب ابتدائے فرض الصلوة سے ۳۹ مرفوع حدیثون پر مشتمل ہین اگر اخیر کی دونون باب کی حدیثین بہی اون مین شامل کرلو تو سب ۷۲ حدیثین ہو جاتی ہین اون مین سے مکرر ۵۱ حدیثین ہین اور ۲۴ معلق حدیثیں ہین اور اگر اخیر کے باب کی بہی معلق حدیث ملالی جاوے تو ۲۵ ہوتی ہین اون مین سے دس یا گیارہ مکرر ہین اور امام مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا سوا سلمہ بن الاکوع کی حدیث يَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ کے اور ابن عباس اور جرہد اور ابن جحش کی حدیثون کے ران کے باب مین اور انس کی حدیث حضرت عائشہ کے پردے مین اور عکرمہ کی حدیث کی ابو ہریرہ سے کپڑے کے دونون کنارون کی مخالفت مین اور موقوف آثار گیارہ ہین یا ان مین سے معلق ہین سوا ابن عمر کے اثر کے کہ جب اللہ نے تمکو کشادگی دی تو کشادگی کر واپنی جانو پر وہ موصول ہے انتہی ان ابواب کے متعلق اور حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین

(۱) صاحب ہدایہ نے ایک حدیث بیان کی کہ جب حضرت صلعم کے اصحاب سمندر سے نکلے ننگے تو انہوں نے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھی زیلعی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں نکالا ابن عباس سے انہوں نے کہا جو شخص کشتی میں نماز پڑھے یا ننگے ہوکر تو وہ بیٹھ کر پڑھے اور حضرت علی رضہ سے اونسے پوچھا گیا ننگا کیونکر نماز پڑھے انہوں نے کہا اگر وہ ایسی جگہہ میں ہو کہ لوگ اسکو دیکھتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھے (کیونکہ بیٹھنے میں بے ستری کم ہوگی) اور جو ایسی جگہہ ہو کہ لوگ اسکو نہ دیکھیں تو کہڑے ہوکر پڑھے اور قتادہ سے انہوں نے کہا جب سمندر سے لوگ ننگے ہوکر نکلیں پہر اون میں کوئی امامت کرے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھیں اور امام بہی صف میں لوگوں کے برابر بیٹھے اور اشارے سے نماز پڑھیں (۲) منتقے الاخبار میں ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے منع کیا مرد کو نماز پڑھنے سے جب تک کمر نہ باندہے شوکانی نے کہا یہ ممانعت اُس صورت میں ہے جب ایک ہی کپڑا ہو وہ بہی تنگ تو باندہ لینا ضرور ہے تاکہ بے ستری نہ ہو اور اسحدیث کو ہم نے ڈہونڈا سنن ابو داؤد اور مسند امام احمد اور مجمع الزوائد میں تو اس لفظ سے نہیں ملی اور معلوم نہیں کہ مصنف نے اسکی نسبت ان کتابوں کیطرف کیونکر دی لیکن اسکا شاہد دوسری حدیث میں ہے امام احمد کے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب کپڑا کشادہ ہو تو اوسکو ڈال لے اپنے مونڈہوں پر بہی پہر نماز پڑہ اور جب تنگ ہو تو اسکو باندہ لے اپنی کمر پر پہر نماز پڑہ بغیر چادر کے (گو مونڈہے کہلے رہیں) شوکانی نے کہا جن لوگوں نے مطلقاً مونڈہوں پر کپڑا ڈالنا واجب کہا ہے خواہ کپڑا تنگ ہو یا کشادہ اونکا مذہب اسحدیث سے رد ہوتا ہے اور صحیح اور حق یہ ہے کہ جب کپڑا کشادہ ہو تو تہ بند باندہ کر اوس میں سے کچھہ مونڈہوں پر بہی ڈال لیوے ورنہ صرف تہ بند باندہ لیوے اور نماز پڑہے کچھہ کراہت اس میں نہیں ہے اور اس سے جمع ہوتا ہے حدیثوں میں اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر اور طحاوی اور ابن حزم نے اور یہی حق ہے (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا مزینہ کے کچھہ لوگوں میں پہر ہم نے بیعت کی آپ سے آپکا قمیص کہلا ہوا تہا قرہ نے کہا میں نے بہی آپ سے بیعت کی اور اپنا ہاتہہ آپ کی قمیص کے اندر ڈالکر نبوت کی مہر کو چھوا عروہ نے کہا میں نے معاویہ اور اونکے باپ قرہ کو دیکھا وہ ہمیشہ جاڑے اور گرمی میں اپنی قمیص کے گھنڈیاں کہلی رکہتے کبہی تکمہ نہ لگاتے (اسوجہ سے کہ حضرت صلعم کو کہلے گریبان دیکھا تہا سبحان اللہ صحابہ کا اتباع کس درجہ کا تہا) شوکانی نے کہا ابن عبد البر نے کہا قرہ سے کسی نے روایت نہیں کی سوا اونکے بیٹے معاویہ کے اور اسحدیث کی اسناد میں ابو مہل جعفی کوفی ہے ثقہ کہا اسکو ابو زرعہ نے اور ذکر کیا اسکو ابن حبان نے اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قمیص کا گریبان کہلا رہنا سنت ہے لیکن یہ نماز میں نہیں بلکہ غیر نماز میں

ف ننگے ہوکر نماز پڑھے

ف پٹکا باندہنا

ف قمیص کہلا رکہنے کا

کیونکہ سلمہ کی حدیث مین آپنے حکم کیا قمیص کا گریبان لگا نیکا تسترحم کہتا ہے وہ حکم بہی اُسی حالت مین تہا کہ سلمہ کے پاس سوا قمیص کے اور کوئی لباس نہ تہا پس گریبان کہلے رہنے سے ڈر تہا نماز مین ستر نظر آنیکا اب اگر کوئی ازار باندہے ہو یا پاجامہ پہنے ہو اور انگا گریبان کرتے کا اگر نماز مین بہی کہلا ہے تو قباحت نہین واللہ اعلم (۴۷) ابوداؤد اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رض سے کہ حضرت صلعم نے منع کیا سدل سے نماز مین اور اپنا منہ ڈہانپنے سے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور روایت کیا طبرانی نے ابوجحیفہ سے اور بزار نے ایسا ہی اوس کے اسناد مین حفص بن ابی داؤد اور ابومالک نخعی ضعیف ہین اور بیہقی نے ابن مسعود سے متفرد ہوا اسکے ساتہ بسر بن رافع وہ قوی نہین ہے اور ابن عدی نے ابن عباس سے اُسکی اسناد مین عیسے بن قرطاس متروک ہے اور ضعیف کیا امام احمد نے ابوہریرہ کی حدیث کو بوجہ عسل بن سفیان کے لیکن ابن حبان نے اُسکو ثقات مین لکہا اور متابعت کی عسل کی حسن بن ذکوان نے اور اختلاف کیا علماء نے سدل کے معنون مین بعضون نے کہا سدل یہ ہے کہ کپڑے کو لٹکا دے اور اوسکے کنارے اپنے دونو ہاتہون مین نہ ملاوے اگر ملا لیوے تو وہ سدل نہین ہے اور صاحب نہایہ نے کہا سدل یہ ہے کہ کپڑا اوڑہ لے اور اندر سے اپنے دونو ہاتہ ڈال لیوے اور اسی طرح سے رکوع اور سجدہ کرے اور یہ کرتے اور کپڑون مین بہی ہو سکتا ہے بعضون نے کہا سدل یہ ہے کہ تہبند کو اپنے سر پر ڈالے اور اسکے دونون کنارے داہنے اور بائین طرف چہوٹے رہنے دے اور مونڈہون پر نہ اوٹہے جوہری نے کہا سدل کے معنی لٹکانا اور خطابی نے لکہا اتنا لٹکا تا کہ زمین تک پہنچے اس صورت مین سدل اور اسبال ایک ہوگا عراقی نے کہا احتمال ہے کہ سدل سے بالون کا لٹکانا مراد ہو یعنے سامنے پیشانی پر جیسے نصاری لٹکاتے ہین اور اسی بات مین وارد ہوئی ابن عباس کی حدیث کہ حضرت صلعم نے سدل کیا اپنی پیشانی پر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ اونہون نے لٹکایا اوڑہنی کو اور وہ احرام سے تہین اور کوئی مانع نہین ہے اس سے کہ سدل کے سب معنی مراد ہون اور ایک روایت مین ہے کہ سدل یہود کا فعل ہے چنانچہ خلال نے علل مین اور ابوعبید نے غریب مین حضرت علی رض سے نکالا وہ نکلے تو کچہہ لوگون کو دیکہا انہون نے لٹکایا تہا اپنے کپڑون کو آپنے فرمایا گویا وہ یہودی ہین جو اپنے مدرسون سے نکلے ہین اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین سدل حرام ہے اور مکروہ جانا اسکو ابن عمر اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور ثوری اور شافعی نے نماز مین اور غیر نماز مین اور امام احمد نے نماز مین اور جابر بن عبداللہ اور عطا اور حسن اور ابن سیرین اور مکحول اور زہری نے کہا اسمین کوئی قباحت نہین اور ایسا ہی منقول ہے امام مالک سے اور ابوہریرہ کی حدیث اگر صحیح ہو تو حرام نہ ہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور منہ بند کرنا نماز مین منع ہے بغیر جمائی کے اگر جمائی آوے تو اوس وقت بند کرنا درست ہے کیونکہ دوسری حدیث مین ہے کہ جب تم مین سے کسیکو جمائی آوے تو اپنا ہاتہ رکہے موہنہ پر اسلیے کہ شیطان اندر گہس جاتا ہے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا

غصب کے کپڑے میں نماز کا کیا حکم ہے

کہ ڈھاٹا باندھکر نماز پڑھنا مکروہ ہے جیسے صاحب منتقے الاخبار نے نکالا (۵) امام احمد اور عبد بن حمید اور بیہقی اور خطیب اور ابن عساکر اور دیلمی نے ابن عمر سے نکالا اونہوں نے کہا جس شخص نے ایک کپڑا مول لیا دس درم کو اور ان میں ایک درم حرام کا تھا تو اللہ تعالیٰ اسکی نماز قبول نہ کریگا جب تک وہ کپڑا اوسکی بدن پر رہیگا پھر اونہوں نے اپنی دونو انگلیاں اپنے دونو کانوں میں ڈالیں اور کہا یہ دونو کان بہرے ہوجاویں اگر میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو ابن کثیر نے کہا ارشاد میں کہ اسکی اسناد میں ہاشم ہے جو روایت کرتا ہے اسکو ابن عمر سے اور وہ پہچانا نہیں جاتا اور اس حدیث سے دلیل لی ہے اوسنے جسنے کہا کہ غصب کے کپڑے میں یا جو کپڑا غصب کے روپیوں سے خریدا جاوے اوس میں نماز درست نہیں ہے اور عترت کا یہی قول ہے تمام عترت کا اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نماز درست ہے اور قوی کیا شوکانی نے اونکے مذہب کو کیونکہ حدیث ثابت نہیں ہے اور قبول نہ ہونے سے صحیح نہ ہونا لازم نہیں آتا (۶) نیل الاوطار میں جو ان ابواب میں کتاب اللباس کی حدیثیں بیان کی ہیں اونکا ترجمہ ہم نے یہاں نہیں لکھا اسلیے کہ کتاب اللباس میں آگے آویگی اور خدا چاہے تو ہم وہ سب حدیثیں وہیں ذکر کرینگے (۷) امام احمد اور ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے نکالا اونہوں نے کہا میں نے ایک شخص سے سنا اوسنے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا میں نماز پڑھوں اُس کپڑے میں جسمیں صحبت کرتا ہوں اپنی بی بی سے آپ نے فرمایا ہاں مگر جب تو اوسمیں کچھہ دیکھے تو دہو ڈال اسکو اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے معاویہ سے کہ ام حبیبہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں جماع کرتے تھے اونہوں نے کہا ہاں جب اوس میں کوئی پلیدی نہ ہوتی شوکانی نے کہا جابر بن سمرہ کی حدیث کے راوی سب ثقے ہیں اسیطرح معاویہ کی حدیث کے اور ان دونو حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کو نجس کپڑے سے پرہیز کرنا چاہیے اب اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا کپڑوں کی طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی یا نہیں تو اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ وہ شرط ہے اور ابن مسعود اور ابن عباس اور سعید بن جبیر سے اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور صاحب نہایہ نے امام مالک سے دو قول نقل کیے ہیں ایک یہ کہ نجاست کا دور کرنا سنت ہے فرض نہیں دوسرا یہ کہ فرض ہے جب نمازی کو یاد ہو اور جو بہول جاوے تو فرض نہیں ہے اور شافعی کا قدیم قول یہ ہے کہ نجاست کا دور کرنا نماز کی صحت کی شرط نہیں ہے جمہور کی کئی دلیلیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور ظاہر ہے کہ مراد آیت میں نماز ہے کیونکہ غیر نماز میں بالاجماع کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ آیت سے غایت یہ ہے کہ وجوب ثابت ہوگا لیکن شرط ہونا نماز کی صحت کی وہ ثابت نہیں ہوتا دوسری حدیث ہے ابو سعید خدری کی جو اوپر گذری جس میں یہ ہے کہ حضرت نے نجس جوتیاں اوتار ڈالیں اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تو تمہارے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ سر سے

کپڑے کی طہارت نماز کی شرط ہے یا نہیں

نماز کا اعادہ کرتے تیسری اور چوتھی جابر اور معاویہ کی حدیثیں جو ابہی بیان ہوئین اور جواب یہہ ہے کہ جابر کیحدیث سے
وجوب ثابت نہین ہوتا اور معاویہ کیحدیث محض فعل ہے اوس سے کوئی مطلب ثابت نہین ہوتا پانچوین حضرت
عائشہ کیحدیث جو ابوداؤد نے نکالی کہ مین حضرت ص کے ساتھہ تھی جب صبح ہوئی تو آپنے کملی لی اسکو اوڑہا پہر باہر
نکلے اور صبح کی نماز پڑہی اوس مین پہر بیٹھے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ داغ ہے خون کا کملی مین آپنے اوس
داغ کی جگہہ اور اوسکے آس پاس کو ہاتہہ سے تہاما اور اسیطرح مٹھی مین دبا ہوا میرے پاس بہیجا غلام کے ہاتہہ سے
اور فرمایا اوسکو دہووے اور سکہلاوے پہر بہیجدے مین نے اپنا کپڑا منگوایا اور اوسکو دہویا اور سکہلایا پہر بہیجدیا
بعد اوسکے آپ تشریف لائے دوپہر کے وقت اوسی کملی کو اوڑہے ہوئے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے
جیسے منذری نے کہا علاوہ اسکے یہ حدیث تمہارے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ صبح کی
نماز کا اعادہ کرتے　　اور وہ ثابت نہین ہوا چہٹے عمار کیحدیث کہ دہووے تو کپڑا اپنا پیشاب اور پائخانے اور
قے اور خون اور منی سے نکالا اوسکو ابو یعلے اور بزار نے اپنے مسندون مین اور ابن عدی نے کامل مین اور دار قطنی
اور بیہقی نے سنن مین اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابو نعیم نے معرفت مین اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین
اور جواب یہ ہے کہ ان سبہون نے اسحدیث کو ضعیف کہا کیونکہ اوسکی سند مین ثابت بن حماد متروک ہے
اور علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے بیہقی نے سنن مین کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کچہہ اصل نہین علاوہ
اسکے اسحدیث سے شرطیت ثابت نہین ہوتی ساتوین منی کے دہونے اور ملنے کی حدیثین جو صحیحین مین ہین اور
جواب یہہ ہے کہ اسنے وجوب بہی ثابت نہین ہوتا شرطیت کجا آٹہوین حدیث حُتِّیۡہِ ثُمَّ اقۡرُصِیۡہِ جو اوپر
گذری اور جواب یہ ہے کہ دلیل خاص ہے دعوے سے اور بر تقدیر تسلیم اوس سے وجوب نکلے گا نہ شرطیت
نوین وہ حدیثین جنمین نجاست دہونے کا حکم ہے جیسے عذاب کی اوسکے لیے جو پیشاب سے طہارت
نہین کرتا تہا یا مذی دہونے کی حدیثین اور جواب یہ ہے کہ ان سے بہی شرطیت نہین نکلتی دسوین
حدیث مشہور ابن عمر وغیرہ کی جسکو نکالا امام مسلم نے کہ نماز نہین قبول ہوتی بغیر طہور کے اور نہ صدقہ
قبول ہوتا ہے چوری کے مال مین سے اور جواب یہ ہے کہ طہور سے مراد اسحدیث مین وضو ہے نہ
طہارت کپڑون کی علاوہ اسکے حنفی خود کہتے ہین کہ قبول نہ ہونے سے صحیح نہ ہونا لازم نہین آتا جیسے
ابہی گذرا مغصوب کپڑے مین نماز پڑہنے کے باب مین پس اوپر کی بیان سے معلوم ہوا کہ طہارت ثیاب
کے شرط ہونے کی کوئی دلیل کافی نہین ہے اور اسکی خلاف پر کئی دلیلین ہین ایک آپ کا اعادہ نہ کرنا

اوس نماز کا جو نجس جوتیون سے پڑہی تہی دوسرے اعادہ نہ کرنا اوس نماز کا جو داغدار کملی سے پڑہی تہی تیسری اوس صحابی کیحدیث جو اوپر گذری جسمین یہ ہے کہ نماز مین اونکو تیر لگا اور خون بہا اور وہ نماز پڑہی گئے چوتہی اوجہڑی کیحدیث جو عقبہ بن ابی معیط ملعون نے حضرت صلعم کی مبارک پشت پر نماز مین رکہدی تہی لیکن آپ نماز پڑہی گئے اسکے سوا اور بہی دلیلین تلاش سے مل سکتی ہین بعض لوگون نے شرط ہونے پر دلیل لی ہے اسحدیث سے ابوہریرہ کی مرفوعًا کہ لوٹائی جاوے گی نماز درم برابر خون سے نکالا اسکو دارقطنی اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابن عدی نے کامل مین اور جواب یہ ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اس سے مطلب نکل سکتا تہا مگر یہ حدیث باطل ہے اسکی سند مین روح بن غطیف ہے اور اسکا بیان اوپر گذرچکا ہے خیر حاصل یہ ہوا کہ کپڑون کی طہارت اگر واجب کہو نماز کے لیے تو ہو سکتا ہی اب جو نجس کپڑے سے نماز پڑہی اوسنے واجب کو ترک کیا لیکن نماز اوسکی باطل نہ ہوگی انتہیٰ مختصرًا) (۸) منتقی الاخبار مین دلیل لی اسپر کہ بے وضو کا اور بچون کے کپڑون کا جنکی طہارت مین شک ہو نماز مین اوٹہانا درست ہے اسحدیث سے ابوقتادہ کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضہ کو اوٹہائے ہوئے جب رکوع کرتے تو اونکو زمین پر بٹہا دیتے اور جب کہڑے ہوتے تو اونکو اوٹہا لیتے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور ابوداؤد نے نکالا کہ جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو امامہ کو لیکر زمین پر بٹہا دیتے پہر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدے سے فارغ ہوتے اور کہڑے ہوتے تو اونکو اوٹہا لیتے اور اپنی جاپر بٹہا لیتے عبدالرزاق کی روایت مین ہے کہ اپنے مونڈہے پر اوٹہا لیتے اور احمد کی روایت مین ہے کہ اپنے گردن پر رکہہ لیتے اونکو مسلم کی روایت مین ہے کہ آپ اسوقت امام تہے لوگون کے مسجد مین اور ابوداؤد نے نکالا کہ ہم انتظار کر رہے تہے حضرت صلعم کا ظہر یا عصر کی نماز کے لیے اور بلال نے آپ کو بلایا تہا نماز کے لیے اتنے مین آپ برامد ہوئے اور امامہ آپکے مونڈہے پر سوار تہین آپ اپنی نماز کی جگہہ مین کہڑے ہوئے پہر ہم بہی آپکے پیچہے کہڑے ہوئے آپنے تکبیر کہی ہم نے بہی تکبیر کہی اور امامہ اوسی مقام مین تہین نووی نے اُن تاویلات کو ذکر کیا جو لوگون نے اسحدیث مین کی ہین پہر کہا کہ یہ سب تاویلین مردود ہین اور آدمی پاک ہے اور اسکی پیٹ مین جو نجاست ہے وہ معاف ہے اور بچون کے کپڑے اور بدن پاک ہین جب تک اونکی نجاست ظاہر نہ ہو اور ایسے عملون سے نماز باطل نہین ہوتی انتہیٰ مختصرًا اور امام احمد نے روایت کی ابوہریرہ سے کہ ہم حضرت صلعم کی ساتہہ عشا کی نماز پڑہ رہے تہے جب آپ سجدہ کرتے تو امام حسن یا امام حسین علیہما السلام آپکی پیٹہہ پر کود جاتے جب آپ سر اوٹہاتے تو آہستہ سے پیچہے اونکو تہام لیتے اور زمین پر رکہہ دیتے داس

ف نماز مین بے وضو یا مشکوک کپڑون کا اوٹہانا درست ہے

خیال سے کہ کہیں گر نہیں اور چوٹ لگ جاوے سبحان اللہ خاطر داری اُن صاحبزادوں کی اسقدر آپ کو منظور تھی
اور اونکی ذرہ سی تکلیف بھی آپکو گوارا نہ تھی خدا اون اشقیا کا موہنہ کالا کرے اور اُن پر لاکھ لاکھ لعنت اور پھٹکار جو ان صاحبزادوں
سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں) پھر جب آپ سجدہ کرتے وہ پیٹھ پر سوار ہو جاتے یہانتک کہ آپنے نماز پوری کی پھر اون میں
سے ایک کو اپنی ران پر بٹھلایا ابو ہریرہ نے کہا میں حضرتؐ کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں انکو پہنچا
گھر میں اتنے میں ایک بجلی چمکی آپ نے دونو صاحبزادوں سے فرمایا اپنی ماں (حضرت خاتون جنت سیدۃ النساء
معصومہ مطہرہ فاطمہ زہرا رضؓ) کے پاس چلے جاؤ پھر بجلی کی روشنی ٹھیر گئی یہانتک کہ دونو صاحب اندر تشریف لیگئے اور
روایت کی مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ سے کہ حضرتؐ رات کو نماز پڑھتے
اور میں آپکے پہلو میں ہوتی حیض سے اور ایک چادر کچھہ میرے اوپر ہوتی کچھہ آپ پر اس حدیث سے یہی نکلتا ہے
کہ عورت کا نماز کے بازو کھڑا ہونا نماز کو فاسد نہیں کرتا جمہور کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ نے کہا نماز باطل ہو جاتی
ہے اور حدیث انکی مذہب کو رد کرتی ہے اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
حضرت عائشہ سے کہ حضرتؐ نماز نہ پڑھتے ہمارے اُن کپڑوں میں جو بدن سے لگے رہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے نماز
نہیں پڑھتے تہے اپنی بی بیوں کے چادروں میں شوکانی نے کہا اس حدیث کو اور حدیثوں سے ملاؤ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ
عورتوں کے کپڑوں سے پرہیز کرنا نماز میں مستحب ہے نہ واجب اور مشکوک کپڑے میں نماز نہ پڑھنا وسواس میں داخل نہیں ہے
اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے انتہی مختصراً (۹) منتقی الاخبار میں دلیل لی ہے کہ نجس جانور پر یا نجس سواری پر نماز
پڑھنا درست ہے اس حدیث سے جو روایت کی احمد اور مسلم اور نسائی اور ابو داؤد نے ابن عمر سے میں نے دیکھا حضرتؐ کو
آپ نماز پڑھتے تھے گدہے پر اور آپکا مونہہ خیبر کی طرف تھا نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ سوار تھے خیبر کیطرف جاتے تھے
اور قبلہ آپکی پشت کیطرف تھا شوکانی نے کہا ان حدیثوں سے دلیل لینا اسوقت پورا ہوگا جب ثابت ہو کہ گدہا نجس
العین ہے البتہ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس سواری میں نجاست لگی ہو اوسپر نماز درست ہے کیونکہ گدہا نجاست سے خالی نہیں
ہوتا (۱۰) ابن عمر رضؓ کو پسینہ آتا ایک کپڑے میں اور وہ جنب ہوتے پھر نماز پڑھتے اوس میں نکالا اسکو مالک نے موطا
میں (۱۱) مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابو سعید سے حضرتؐ نے فرمایا مرد نہ دیکھے مرد کے ستر کیطرف اور نہ عورت
عورت کے ستر کیطرف اور ایک مرد دوسرے مرد سے ایک کپڑے میں نہ چیٹے اور نہ عورت دوسری عورت سے ایک کپڑے میں
(۱۲) ترمذی نے ابن عمر سے حضرتؐ نے فرمایا بچو تم ننگے ہونے سے کیونکہ تمہارے ساتھہ وہ لوگ ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے
مگر پاخانے کیوقت اور جب آدمی اپنی بی بی کے پاس جاتا ہے تو شرم کرو انسے اور عزت کرو انکی (۱۳) امام مالک نے موطا میں عبید اللہ

خولانی ہے وہ کو دیتی تھی ام المومنین میمونہ کی انہوں نے کہا حضرت میمونہ نماز پڑھتیں ایک کرتے اور سربند میں اور ازار نہ ہوتی (۱۴) ابوداؤد نے ام المومنین عائشہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے ان دونوں نے روایت کیا کہ کبھی حضرت صلعم ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور اس کپڑے کا ایک حصہ ہمارے اوپر ہوتا (۱۵) ابوداؤد نے ابوہریرہ سے ایک شخص اپنے ازار لٹکائے ہوئے یعنے ٹخنوں سے نیچی نماز پڑھ رہا تھا حضرت نے اُس سے فرمایا جا اور وضو کر وہ گیا اور وضو کیا پھر آیا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکو وضو کرنیکا کیوں حکم دیا آپ نے فرمایا یہ اپنی ازار لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اوسکی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنی ازار لٹکاوے (طیبی نے کہا وضو کا حکم اسلیے دیا کہ ظاہر قرینہ ہے باطن کا تو شاید ظاہری طہارت کی برکت سے اسکا دل بھی پاک ہو جاوے اور آیندہ وہ اس بُرے کام کو یعنے ازار لٹکانے کو چھوڑ دیوے (۱۶) ابن ماجہ نے عمرو بن دینار سے ابن عباس نے بصرے میں نماز پڑھی بچھونے پر پھر حدیث بیان کی اپنے اصحاب سے کہ حضرت صلعم نماز پڑھتے تھے اپنے بچھونے پر (۱۷) ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبدالرحمن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور نماز پڑھی ہمارے ساتھ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں میں نے آپ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کپڑے پر رکھتے (۱۸) عبداللہ بن عبدالرحمن بن ثابت بن صامت نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے کہ حضرت صلعم نے نماز پڑھائی بنی عبدالاشہل میں اور آپ ایک کمل لپیٹے ہوئے تھے اور سردی سے کنکریوں کو بچاتے تھے اپنی دونوں ہاتھ اوسپر رکھ کر سجدے میں نکالا اسکو ابن ماجہ نے (۱۹) ابن ماجہ نے ابن ابی اوس سے کہ میرے دادا اوس کبھی نماز پڑھتے میں میری طرف اشارہ کرتے میں اونکا جوتا اونکو دیدیتا وہ کہتے میں نے حضرت کو دیکھا آپ اپنی دونوں جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے (۲۰) ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت صلعم کو دیکھا آپ جوتیوں سمیت اور ننگے پاؤں دونوں طرح نماز پڑھتے تھے (۲۱) ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے کہ ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نماز پڑھتے تھے جوتیاں اور موزے پہنکر (۲۲) ابن ماجہ نے کیسان سے انہوں نے حضرت صلعم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے بیر علیا پر ایک کپڑے میں دوسری روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا آپ کو ظہر اور عصر پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں اسکو باندھے ہوئے سینہ پر (۲۳) ابوداؤد نے ابونضرہ سے کہ حضرت صلعم نے اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اُسی میں مل ڈالا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تھوک اگر کپڑے میں لگ جاوے تو کچھ قباحت نہیں اور مسلمان کا تھوک پاک ہے (۲۴) دارمی نے ابورافع سے حضرت صلعم نے مجھکو دیکھا سجدہ کرتے میں نے جوڑا باندھا تھا اپنے بالوں کا آپ نے اُسکو کھول دیا (۲۵) ابن عباس نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے دیکھا اونکے سر پر پیچھے جوڑا بندھا ہوا تھا وہ اُنکے پیچھے کھڑے ہوئے اور اونکا جوڑا کھولنے لگے وہ چپ رہے پھر نماز سے فارغ ہو کر ابن عباس کیطرف آئے اور کہا تم نے میرے سر میں کیوں ہاتھ لگایا انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی جوڑا باندھ کر نماز پڑھے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوں اور وہ نماز پڑھے (۲۶) امام نسائی نے حضرت

عائشہ سے ہین اور حضرت م دونو ایک کپڑا اوڑہ کر سوتے اور مین حائضہ ہوتی اگر آپ کے کپڑے مین میرا کچہ لگ جاتا تو آپ اوتنا ہی مقام دہو ڈالتے اوس سے زیادہ دہوتے پہر نماز پڑہتے اوس ہین پہر آکر میرے پاس لیٹ جاتے اگر کچہہ لگ جاتا تو اوتنا ہی مقام دہو ڈالتے اوس سے زیادہ نہ دہوتے (۲۷) بیہقی نے ابو المعلے سے اونہون نے باپ سے اونہون نے دادا سے کہین حضرت علی کے ساتہ گیا جمعہ کی نماز کے لیے وہ پیدل تہے راستہ مین کہ ہا ملا کیچڑ کا اونہون نے پائجامے اور جوتے کو اوتارا مین نے عرض کیا اے امیر المومنین مین اوٹہا لون ان چیزون کو آپ نے فرمایا نہین پہر آپ پانی کے اندر گئے اور جب اوس ہین سے باہر نکلے تو جوتے اور پائجامہ پہنے اور نماز ادا کی لوگون کے ساتہ اور نہ دہویا اپنے پاؤن کو اس حدیث سے یہ نکلا کہ جب کوئی نجس مقام پر چلے پہر اوسکے بعد پاک زمین پر چلے تو پانؤن پاک ہوجا وینگے اب انکو دہونے کی حاجت نہین جیسے ام سلمہ کی حدیث مین ہے کہ اونہون نے کہا میرا آنچل لٹکا رہتا ہے اور مین نجس جگہ چلتی ہون آپ نے فرمایا پاک کرتا ہے اسکو وہ جو اوسکے بعد ہے نکالا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور نکالا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ایک عورت نے بنی عبد الاشہل کے کہا یا رسول اللہ ہماری راہ مسجد کی طرف بدبودار ہے تو جب پانی پڑے ہم کیا کرین آپ نے فرمایا اوسکے بعد پاک راہ نہین ہے وہ بولی ہان آپ نے فرمایا وہ اسکا بدل ہے (۲۸) ابن عدی نے کامل مین ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا نماز کی زینت لو لوگون نے عرض کیا وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اپنی جوتیان پہنکر نماز پڑہو اسکی سند مین محمد بن فضل ہے وہ نسبت کیا گیا ہے طرف کذب کے سیوطی نے کہا ابو الشیخ نے اپنی تفسیر مین اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابو ہریرہ سے اور روایت کیا عقیلی نے انس سے کہ حضرت نے فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد یعنی کہ نماز پڑہو اپنی جوتیون مین اسکی سند مین عباد بن جویریہ کذاب ہے لیکن خطیب نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا انس سے کہ حضرت نے فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد مین کہ مراد اس سے جوتیون مین نماز پڑہنا ہے اور ابن مردویہ نے انس سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا ان باتون مین سے جنکے سبب سے اللہ نے عزت دی اس امت کو ایک یہ بہی ہے جوتیون مین نماز پڑہنا اور ابو یعلے نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے خلاف کرو یہود کا اور نماز پڑہو پہنے موزون اور جوتیون مین کیونکہ وہ نماز نہین پڑہتے موزون اور جوتیون مین اور طبرانی نے اوسط مین نکالا ابن مسعود سے کہ حضرت نے فرمایا نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جوتیان پہنکر پڑہے اور یہ سب شاہد ہین ابو ہریرہ کی حدیث کے جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیث موضوع نہین ہے

اب تمام ہوئے باب ستر عورت کے اللہ کے فضل سے اب شروع ہوتے ہین باب استقبال قبلہ اور مساجد کے فقط

تمت

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَمَا يَتَّبِعُهَا مِنْ آدَابِ الْمَسَاجِدِ باب قبلہ کی طرف منہ کرنے کے اور اور جو اوس سے متعلق ہیں مسجدوں کے آداب وغیرہ بَابُ فَضْلِ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ قبلہ کیطرف مونہہ کرنے کی فضیلت يَسْتَقْبِلُ بِاَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ قَالَهُ اَبُوْحُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے کنارے یعنے سرے قبلہ کی طرف کرے یہ ابوحمید (عبدالرحمان بن سعد ساعدی) نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (جیسے آگے یہ حدیث موصولاً مذکور ہوگی حافظ نے کہا بیان اس کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے تمام اعضا کا رخ قبلہ کیطرف کرے) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَهْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ سِيَاهٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری کی سی نماز پڑہے (شہادتین کا اقرار کرکے) اور ہمارے قبلہ کیطرف منہ کرے (یعنے کعبہ کیطرف نماز میں) اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کہاوے تو وہی وہ مسلمان ہے جسکے لیے اللہ اور اوس کے رسول کا ذمہ ہے (یعنے وہ اللہ اور اسکے رسول کے امان میں ہے) پس مت خیانت کرو اللہ کے ذمہ میں ف یعنے بلا وجہ شرعی اوسکے ذمہ اور عہد کو نہ توڑو اور جو شخص یہ تینوں کام بجالاتا ہو اوسکی جان اور مال پر زیادتی نہ کرو۔ حافظ نے کہا جو شخص تارک الصلوۃ کے قتل کا قائل ہے وہ اسی حدیث سے دلیل لیتا ہے اور حدیث سے قبلہ کی عظمت شان نکلتی ہے اور یہ بہی کہ آدمیوں کے احکام ظاہر پر محمول ہیں تو جو کوئی دین کے احکام ظاہر میں بجالاوے اوسکی اسلام کا حکم کرینگے قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جس کو قدرت ہو وہ عین کعبہ کی طرف توجہ کرے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی البتہ جو عاجز ہو جیسے بیمار مثلاً کوئی ایسا نہ ہو جو اوسکا منہ قبلے کیطرف کرادے یا لکڑی سے بندہا ہو تو وہ اوسی حال میں نماز پڑہ لیوے اور شرط یہ ہے کہ سینہ قبلے کیطرف ہو اگر مونہہ سے اور طرف بہی دیکہے تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ جب خوف شدید ہو (مثلاً لڑائی ہو رہی ہو) یا سفر میں نفل پڑہے تو قبلے کیطرف منہ ہونا شرط نہیں ہے اور فرض یہ ہے کہ عین کعبہ کیطرف منہ کرے یقیناً جو مکہ میں ہو اور ظناً جو وہاں سے باہر ہو تو جہت قبلہ کیطرف منہ کرنا کافی نہوگا کیونکہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آپ نے دو رکعتیں کعبہ کی سیدہ پر پڑہیں اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص مکہ کے باہر ہو اوسکو جہت قبلہ کیطرف منہ کرنا کافی

ہے یعنی کعبہ کیطرف شرط نہیں ہے اور اس حدیث کو امام نسائی نے بھی نکالا انتہے مختصراً منتقے الاخبار میں ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے جو آگے آویگی کہ حضرتؐ نے فرمایا پھر جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو پورا کر وضو کو پھر قبلے کیطرف منہ کر پھر تکبیر کہہ روایت کیا اوسکو مسلم نے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کی طرف منہ کرنا واجب ہے نماز میں اور اس پر اجماع ہے اہل اسلام کا مگر جب عجز کی حالت ہو یا خوف کی جیسے لڑائی ہو رہی ہو یا نماز نفل کی ہو اوسکا ذکر آگے آویگا اور وجوب کی دلیل قرآن ہے اور حدیث متواتر قرآن میں ہے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اور انس کی حدیث اس باب میں امام بخاری نے نکالی اور ہادویہ نے کہا کہ قبلے کیطرف منہ کرنا نماز کی صحت کی شرط ہے اور اوپر ہم بیان کر آئے کہ ایک بات کا حکم ہونے سے اوسکا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ شرط ہونا اور اس مسئلہ میں وہ حدیثیں موجود ہیں جن سے شرط ہونا اس امر کا باطل ہوتا ہے اون میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ترمذی اور احمد اور طبرانی نے عامر بن ربیعہ سے نکالی ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اندھیری رات میں تو ہم کو معلوم نہ ہوا قبلہ کس طرف ہے اور ہم میں سے ہر ایک شخص نے اپنے خیال کے مطابق نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو ہم نے اسکا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسوقت یہ آیت اوتری فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ یعنے جدہر تم منہ کرو اودہر ہی جہت اللہ کی اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرنا نماز کی صحت کی شرط نہیں ہے ورنہ آپ حکم کرتے اعادے کا اون لوگوں کو جنہوں نے اور طرف نماز پڑھی تہی اور ہادویہ کہتے ہیں کہ وقت کے بعد اگر یہ معلوم ہو کہ قبلہ اور طرف تہا تو اعادہ واجب نہیں ہے اور یہ خلاف پڑتا ہے خود اون کے قول کے کیونکہ شرطیت کا مقتضے یہ ہے کہ وقت باقی ہو یا گذر جاوے ہر حال میں اعادہ واجب ہو اور اس حدیث میں اگرچہ محدثین کو گفتگو ہے لیکن اوسکے کئی شاہد ہیں جو اوسکو قوی کرتے ہیں زیلعی نے کہا ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو روایت کیا عامر بن ربیعہ سے کہ ہم ساتھ تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر میں ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اندہیری رات میں چلتے میں آسمان پر ابر آگیا اور قبلہ پہچاننا ہم کو مشکل ہو گیا پھر ہمنے نماز پڑھی اور نشان کر دیا ادسطرف کو جدہر نماز پڑہی تہی دوسرے دن آشنا ماننے کے لیے جب آفتاب نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑہی پھر ذکر کیا ہمنے اسکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تو اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ترمذی نے کہا اس حدیث کا اسناد کچھ قوی نہیں ہے اور ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر اشعث سمان کی روایت سے وہ ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں اور زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا تمہاری

نماز ہوگئی اور اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث معلول ہے اشعث اور
عاصم کی وجہ سے اشعث تو مضطرب الحدیث ہے اور بدحفظ وہ ثقات سے منکرات نقل کرتا ہے اور عمرو بن علی نے کہا
وہ متروک ہے حافظ ابن حجر نے تلخیص مین کہا اوسکی اسناد مین اشعث اور عاصم دونو ضعیف ہین اور یہ حدیث جابر
سے بہی مروی ہے اوسکی تین طریقہ ہین ایک حاکم نے نکالا مستدرک مین محمد بن سالم سے اوس نے عطا بن ابی رباح
سے اوس نے جابر سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر مین تو ابر نے ہمکو چھپا لیا ہم حیران
ہوگئے اور اختلاف کیا ہم نے قبلہ مین تو ہم مین سے ہر ایک نے جدا جدا نماز پڑھی اور ہر شخص ہم مین سے اپنے سامنے
لکیرین کرنے لگا تاکہ قبلہ کی جگہہ معلوم رہے پہر ہم نے اسکا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ہمکو حکم
نہین کیا نماز لوٹانے کا اور فرمایا تمہاری نماز ہوگئی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس مین کسی راوی کا حال
مین سوا محمد بن سالم کے مین نہ اوسکی عدالت جانتا ہون نہ جرح اور مینے بخاری اور مسلم کی کتابون کو دیکہا ان
دونون نے اس باب مین کچہ نہین نکالا ذہبی نے مختصر مین کہا کہ محمد بن سالم کی کنیت ابو سہل ہے وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور کہا کہ محمد بن سالم ضعیف ہے اور دوسرا طریق دارقطنی
پہر بیہقی نے نکالا جابر بن عبد اللہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا ٹکڑا بہیجا مین
بہی اوس مین تہا لشکر مین اندہیرا ہوگیا اور ہمنے قبلہ نہ پہچانا تو لوگون نے نماز پڑہی اور لکیرین کرلین جب
صبح ہوئی اور آفتاب نکلا تو لکیرین اور طرف نکلین جدہر قبلہ نہ تہا جب ہم اپنے سفر سے لوٹے ہم نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکو پوچھا آپ خاموش رہے تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اخیر
تک پہر دارقطنی نے سعید بن جبیر سے نکالا اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے کہا یہ آیت نفل نماز مین اوتری ہے
خاص جدہر تیرے اونٹ کا مونہہ ہو یعنے گو اونٹ کا مونہہ قبلہ کیطرف نہ ہو لیکن اوس پر نفل درست ہے ابن القطان
نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث یعنی جابر کی منقطع ہے احمد بن عبید اللہ نے اپنے باپ سے نہین سنا دوسرے وہ
مجہول ہے تیسرا طریق محمد بن عبید اللہ عرزمی کا عطا سے اونہون نے جابر سے مانند اوسکی جو گذرا بیہقی نے کہا حاصل
یہ ہے کہ احادیث کا کوئی اسناد صحیح معلوم نہین ہوتا کیونکہ عاصم بن عبید اللہ عمری اور محمد بن عبید اللہ عرزمی
اور محمد بن سالم یہ سب ضعیف ہین عقیلی نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث کسی ایسے طریق سے مروی نہین ہوئی جو
ثابت ہو تمام ہوا کلام زیلعی کا مختصراً شوکانی نے کہا تو عامر بن ربیعہ کی حدیث کی شاہد ایک جابر کی حدیث ہے جو ابہی
بیان ہوئی دوسرے معاذ کی حدیث ہے جو طبرانی نے اوسط مین نکالی کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ابر کے دن سفر میں قبلہ کے سوا اور طرف جب آپ نماز پڑھ چکے اور سلام پھیرا تو آفتاب نکلا ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم نے نماز پڑھی قبلے کے سوا اور طرف آپ نے فرمایا تمہاری نماز تو اپنے حق کے ساتھ اللہ تعالی کے پاس اوٹھالی گئی اوسکی اسناد میں ابو عبلہ ہے اور اسکا نام شمر بن عطا ہے ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا اور یہ تینوں حدیثیں ملکر ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور حضرت معاذ کی حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ وقت باقی رہنے پر قبلہ معلوم ہوگیا تھا لیکن آپ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا اور باطل ہوتا ہے اوس سے وہ قول کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ لازم ہے اور روایت کیا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے کہ لوگ قبا کی مسجد میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آنے والا آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رات کو قرآن اترا اور آپ کو حکم ہوا قبلہ (کعبہ) کیطرف منہ کرنیکا یہ سُنکر لوگوں نے (نماز کے اندر ہی) اپنا منہ کعبہ کیطرف کر لیا اور پہلے انکے منہ شام کیطرف تھے پھر وہ گھوم گئے کعبہ کیطرف اور بخاری اور مسلم نے براء بن عازب سے نکالا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ مہینے تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی یہانتک کہ آیت اوتری وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یہ آیت اوسوقت اوتری جب آپ نماز پڑھ چکے تھے ایک شخص لوگوں میں سے چلا اور انصار کے کچھ لوگوں پر سے گذرا جو نماز پڑھ رہے تھے اون سے یہ حدیث بیان کی اونہوں نے اپنے مونہہ خانہ کعبہ کیطرف پھیر لیے ایک روایت میں سترہ مہینے ہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا سوا ابوداؤد کے اور احمد اور مسلم اور ابو داؤد نے نکالا انس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تھے پھر یہ آیت اوتری قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تو ایک شخص بنی سلمہ میں سے گذرا اور وہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے رکوع میں تھے اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے اوس نے پکار کر کہا آگاہ ہو قبلہ بدل گیا یہ سُنکر وہ سب قبلے کیطرف پھر گئے زیلعی نے کہا اس حدیث کو صرف امام مسلم نے نکالا بخاری نے نہیں نکالا اور بخاری نے ابو اسحاق سے نکالا اونہوں نے براء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھتے تھے اور آپ کو پسند تھا یہ کہ آپ کا قبلہ خانہ کعبہ کیطرف ہو جاوے اور سب سے پہلے جو نماز آپ نے کعبہ کیطرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی ایک شخص اُن میں سے ایک مسجد والوں پر گذرا وہ رکوع میں تھے اوس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالی کی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کیطرف نماز پڑھی یہ سُنکر وہ جیسے تھے اسی حال میں کعبہ کیطرف پھر گئے اور ابن سعد نے طبقات

مین نکالا محمد بن عبد اللہ بن سعد سے اونھون نے کہا مین نے دونون قبلون کیطرف نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ پہر قبلہ پہیر اگیا کعبے کیطرف اور ہم ظہر کی نماز مین تہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہوم گئے ہم بہی آپکے ساتھہ گہوم گئے شوکانی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے نکالا احمد اور بزار اور طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور عمارہ بن اوس سے ابو یعلی نے مسند مین اور طبرانی نے کبیر مین اور عمرو بن عوف مزنی سے بزار اور طبرانی نے اور سعد بن ابی وقاص سے بیہقی نے اور اسکا اسناد صحیح ہے اور سہل بن سعد سے طبرانی اور دارقطنی نے اور عثمان بن حنیف سے طبرانی نے اور عمارہ بن رویبہ سے طبرانی نے اور ابو سعید بن معلی سے بزار اور طبرانی نے اور تویلہ بنت اسلم سے طبرانی نے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ خبر واحد قطعی ہے اور وہ قبول کے قابل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون پر جو ایک شخص کی خبر سے نماز مین پہر گئے تہے اعتراض نہین کیا بلکہ طبرانی نے تویلہ کی حدیث مین نکالا کہ آپنے فرمایا اون لوگون کے باب مین وہ لوگ ہین جو ایمان لائے غیب پر منتقی الاخبار مین ہے کہ جو لوگ کعبہ کی جہت کی طرف منہ کرنا کافی سمجہتے ہین اور عین کعبہ کیطرف ضرور نہین جانتے اونکی دلیل وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ اور ترمذی نے نکالی اور کہا صحیح ہے ابو ہریرہؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مشرق اور مغرب یعنی پورب اور پچہم کے بیچ مین قبلہ ہے اور ابو ایوب کی حدیث مین جو ہے کہ پورب یا پچہان کیطرف منہ کرو وہ بہی اسکی تائید کرتا ہے شوکانی نے کہا پہلی حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا ابو معشر سے اور ابو معشر کی متابعت کی علی بن ظبیان حلب کے قاضی نے جیسے روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور کہا مین نہین جانتا کہ محمد بن عمرو سے اس حدیث کو کسی نے روایت کیا ہو سوا علی بن ظبیان اور ابو معشر کے اور ابو معشر کی روایت سے یہ حدیث زیادہ مشہور ہے اور شاید علی بن ظبیان نے اوسی سے چورایا ہو اس حدیث کو اور ابن معین کا قول نقل کیا علی بن ظبیان کے باب مین کہ وہ متروک ہے اور نسائی نے بہی ایسا ہی کہا اور متابعت کی ابو معشر کی ابو جعفر رازی نے بہی اون کی روایت کو بیہقی نے خلافیات مین نکالا اور ابو جعفر کو ثقہ کہا ابن معین اور ابن مدینی اور ابو حاتم نے اور احمد اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہے اور فلاس نے کہا اوسکا حافظہ خراب ہے اور ابو معشر بہی ضعیف ہے اور اس حدیث کو حاکم اور دارقطنی نے بہی نکالا اور ترمذی نے اسکو نکالا دوسرے طریق سے سوا ابو معشر کے طریق کے اور کہا وہ حسن صحیح ہے اور مخالفت کی اونکی بیہقی نے اور اس حدیث کو نکالنے کے بعد کہا کہ یہ اسناد ضعیف ہے اب جو ہمنے غور کیا اسناد مین تو عثمان بن محمد بن مغیرہ متفرد ہے اوسکی روایت مین مقبری سے اور اختلاف ہے لوگون کا اوسکے باب مین علی بن المدینی نے کہا

کہ اوس نے منکر حدیثین بروایت کین اور ابن معین اور ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا تو صحیح وہی ہے جو ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوایوب کی حدیث تو صحیحین مین ہے اوسکا ذکر کتاب الطہارت مین گذر چکا اور اس باب مین بیہقی نے ابن عمر سے نکالا اور موطا مین حضرت عمر کا قول نکالا اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بہی اوسکو روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کا قول اور ابن عبد البر نے تمہید مین حضرت عثمان کا قول اس باب مین روایت کیا ہے اور ترمذی نے اشارہ کیا ابن عباس کے قول کیطرف اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی کعبے سے دور ہو اوسکو جہت کعبہ کیطرف منہ کرنا کافی ہے اور عین کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کے لیے تکلیف نہین ہے اور یہی قول ہے مالک اور ابو حنیفہ اور احمد کا اور مزنی نے امام شافعی سے جو نقل کیا ہے اوسکے ظاہر سے بہی یہی نکلتا ہے اور امام شافعی نے یہ بہی کہا ہی کہ عرب کے محاورے مین شطر بیت اور تلقاء بیت اور جہت بیت سب کے معنے ایک ہین اور دلیل لی اونہون نے اس مطلب پر ایک حدیث سے جسکو نکالا بیہقی نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خانہ کعبہ قبلہ ہے اون لوگون کا جو مسجد حرام مین ہون اور مسجد قبلہ ہے اُن لوگون کا جو حرم مین ہون اور حرم قبلہ ہے ساری زمین والون کا پورب مین اور پچہم مین بیہقی نے کہا منفرد ہوا اس حدیث سے عمر بن حفص مکی اور وہ ضعیف ہے اور یہ حدیث دوسری اسناد سے بہی مروی ہے وہ بہی ضعیف ہے حجت لینے کے لائق نہین لیکن اکثر لوگون کا قول اس حدیث کے موافق ہے اور ایک قول شافعی کا یہ ہی کہ جو شخص کعبے سے دور ہو اوسکو بہی عین کعبہ کیطرف مُنہ کرنا چاہیے کیونکہ اسامہ بن زید کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبے کے اندر تشریف لے گئے تو اوسکے کونون مین دعا کی اور نماز نہین پڑہی اور جب باہر نکلے تو دو رکعتین پڑہین قبلہ کی سیدہ پر اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور بخاری نے اوسکو نکالا ابن عباس سے مختصراً اب اختلاف ہی کہ یہ جو فرمایا آپنے پورب اور پچہم کے بیچ مین قبلہ ہے اسکا مطلب کیا ہے عراقی نے کہا یہ تمام شہرون مین نہین ہی بلکہ اس حدیث مین مدینہ منورہ کا اور جو شہر اوسکی سمت مین ہو کعبے سے قبلہ بیان کیا ہے اور بیہقی نے خلافیات مین بہی ایسا ہی کہا اور ایسا ہی کہا احمد بن خالویہ وہبی نے اونہون نے کہا جیسے مدینہ والون کو پورب اور پچہم کے درمیان وسعت ہے قبلہ کے لیے ایسا ہی اور شہر والون کو وسعت ہی دکہن اور اُتر کے بیچ مین ابن عبد البر نے کہا یہی صحیح ہے بلا اعتراض اور اہل علم کا اس مین خلاف نہین اور اثرم نے کہا مین نے امام احمد بن حنبل سے اس حدیث کا مطلب پوچہا اونہون نے کہا تمام شہرون کا یہی حکم ہے سوا مکے کے خانہ کعبہ کے پاس وہان اگر ذرا بہی کعبے سے ہٹ جاویگا تو قبلہ کی طرف مُنہ کرنا ترک ہو جاویگا پہر کہا کہ یہ مشرق ہے

اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مغرب ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اون کے بیچ میں قبلہ ہے میں نے کہا تو
جو کوئی مشرق اور مغرب کے بیچ میں نماز پڑھ لیوے اوسکی نماز جائز ہے اونہوں نے کہا ہاں اور چاہیے کہ بیچ کی تلاش
کرے ابن عبد البر نے کہا امام احمد کی کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو شہر مدینہ کی سمت میں کعبہ سے اون سب کا یہی حکم
ہے یعنے اون شہروں کا جنکا قبلہ جنوب کی طرف ہے جیسے مدینہ کا جنوب کی جانب ہے اون سب کو وسعت ہے مشرق
اور مغرب کے بیچ میں تو مغرب کو اپنی دہنی طرف کریں اور مشرق کو بائیں طرف نماز میں اور ایسا ہی اہل یمن کو
وسعت ہے مگر وہ مشرق کو دہنی طرف کرتے ہیں اور مغرب کو بائیں طرف اور عراق اور خراسان (اور ہندستان
والے اون کو جنوب اور شمال کے بیچ میں ایسے ہی وسعت ہے جیسے مدینہ والوں کو مشرق اور مغرب کے بیچ میں تھی
اور جو لوگ عراق کے مقابل جانب میں کعبہ سے انکو بھی اسیطرح وسعت ہے مگر فرق ہے داہنی بائیں کا عراق (اور
ہندوستان) والوں کا داہنا ہاتھ شمال کیطرف ہوتا ہے اور بایاں جنوب کیطرف اور عراق کے مقابل والوں
کا داہنا ہاتھ جنوب کی طرف ہوگا اور بایاں شمال کی طرف البتہ جو لوگ مسجد حرام میں ہیں اونپر قبلہ نہایت تنگ ہے
اور مکہ والوں کے لیے ذرا وسیع ہے بیرون حرم والوں کے لیے اور زیادہ وسیع ہے پھر اور ملک والوں کے لیے تو بہت
وسیع جیسے ہم نے بیان کیا ترمذی نے کہا ابن عمر نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف کرے اور مشرق کو بائیں
طرف تو اون کے بیچ میں قبلہ ہے جب تو قبلہ کے طرف مونہہ کرے اور ابن مبارک نے کہا مشرق اور مغرب کے بیچ میں
قبلہ ہونا یہ اہل مشرق کے لئے ہے اور انہوں نے بائیں طرف پڑنا اختیار کیا ہے مرو والوں کے لیے اور ابن مبارک
کے کلام میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ کبھی آدمی مشرق میں ہوتا ہے اور اوسکا قبلہ مغرب ہوتا ہے کیونکہ مکہ اوسکی
اور مغرب کے بیچ میں ہوگا اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد انکی مشرق والوں سے وہ ملک والے ہیں جنکو اہل مشرق کہتے
ہیں جیسے عراق والے اونکا قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ میں ہے اور بعض حدیثوں میں یہ قید مذکور ہے کہ مشرق
اور مغرب کے بیچ میں قبلہ ہے اہل عراق کے لیے نکالا اوسکو بیہقی نے خلافیات میں اور ابن ابی شیبہ نے
ابن عمر سے نکالا اونہوں نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف کرے اور مشرق کو بائیں طرف تو انکے بیچ میں
قبلہ ہے پورب والوں کے لیے انتہے ما قال الشوکانی مختصراً زیلعی نے کہا صحابہ میں سے ابوہریرہ اور ابن عمر نے
روایت کیا کہ مشرق اور مغرب کے بیچ میں قبلہ ہے ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے نکالا اور کہا حسن صحیح ہے
اور کلام کیا اوس میں احمد نے اور قوی کیا اوسکو بخاری نے اور ابن عمر کی حدیث کو حاکم نے مستدرک میں
نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور شعیب بن ایوب اوسکی اسناد میں ثقہ ہے اور اونسے مہنا

کیا اسحدیث کو اور روایت کیا اوسکو محمد بن عبد الرحمان بن مخبر نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے پہر نکالا اوسکی روایت کو اور کہا وہ ثقہ ہے ثقہ کہا اوسکو ایک جماعت نے اور اسحدیث کے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ ساری زمین مین نماز صحیح ہے دوسرے یہ کہ قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین ہے اور موید ہے اسکے وہ جو عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے کہا جب تو مشرق کو اپنی بائین طرف کرے اور مغرب کو داہنی طرف تو اون کے بیچ مین قبلہ ہے مترجم کہتا ہے مطلب حضرت کا اسحدیث سے یہ ہے کہ مدینہ والے اور جو لوگ اوسکی سمت مین ہون وہ یہ نہ خیال کرین کہ دوری کی وجہ سے ہمکو کعبے کیطرف منہ کرنا مشکل ہے کیونکہ مدینہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ہے پس سارا جنوب کا جانب یعنے مشرق اور مغرب کے بیچ مین اونکا قبلہ ہے کیونکہ وہ جہت ہے کعبہ کی اونکی طرف سے اور جہت کعبہ کیطرف منہ کرنا کافی ہے عین کعبہ کیطرف ضرور نہین اور اسی قیاس پر اور سب لوگون کو قبلے کے باب مین عمل کرنا چاہیے جو مکہ معظمہ سے اور سمتون مین واقع ہین اور جب جہتہ قبلہ کیطرف توجہ کافی ہوئی نماز کی صحت کے لیے تو اب عوام پر بہت آسانی ہو گئی اور اون اعمال ریاضیہ کی حاجت نرہی جنکو سمت قبلہ نکالنے کے لیے اہل علم استعمال کرتے ہین کیونکہ عوام کو یہ امر دشوار ہے **ف** اب چونکہ یہ امر مشاہدے سے ثابت ہوگا کہ زمین کروی ہے تو جو لوگ اوس نصف مین رہتے ہین جس مین کعبہ ہے وہ تو باسانی کعبہ کیطرف منہ کر سکتے ہین لیکن جو لوگ دوسرے نصف مین رہتے ہین جیسے امریکہ مین اونکا سمت قبلہ وہ جانب ہوگا جدہر سے مسافت کعبہ کیطرف قریب ہے اور جو قوس بعید کعبہ کیطرف نکلے گی اوسیپر نماز نہ پڑہین البتہ اون لوگون کے لیے مشکل ہے جو عین کعبہ کی تحت مین رہتے ہین اور جائز ہے کہ عین کعبہ کی تحت مین آبادی نہو اور یہ بہی احتمال ہے کہ وہان کسی مانع کیوجہ سے انسان نہ پہنچ سکتا ہو اگر پہونچے تو ہم کہینگے کہ اوسکا قبلہ چارون طرف ہے جیسے اوس شخص کا جو کعبے کے اندر ہو اور وہان اس آیت پر عمل ہے وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اور یہ بہی ممکن ہے کہ اوس جا ہی سے ذرا سا ہٹ جاوے کیونکہ کعبہ ایک چہوٹا سا حجرہ ہے اوسکی تحت مین بہی اتنا ہی حجرہ نکلیگا اور جب ذرا سا ہٹ جاویگا تو سمت قبلہ وہ قوس ہو جاویگی جو نمازی سے اور کعبے سے زیادہ قریب ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا نُعَیْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ حُمَیْدٍ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِذَا قَالُوْھَا وَصَلَّوْا صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَذَبَحُوْا ذَبِیْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَیْنَا دِمَاءُھُمْ وَاَمْوَالُھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یعنے مشرکون سے یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اسبات کی کوئی سچا معبود نہین ہے سوا اللہ تعالے

کے جب اونہون نے یہ کہا **ف** یعنے لا آلہ الا اللہ حافظ نے کہا صرف توحید کا بیان کیا اور رسالت کا ذکر نہین کیا حالانکہ مراد توحید اور رسالت دونون ہین جیسے کوئی کہتا ہے مین نے الحمد پڑہا اور مراد ساری سورت ہوتی ہی اور بعضون نے کہا جب شرک توحید کا قائل ہوا تو شرک جاتی رہی اب جب نماز پڑہے گا تو لامحالہ رسالت کا قائل ہوگا **ف** اور ہماری نماز کی طرح نماز پڑہی اور ہمارے قبلے کیطرف مونہہ کیا اور ہماری ذبح کیطرح ذبح کیا **ف** توحید کے بعد یہ قیدین اسلیے لگائین کہ بعض اہل کتاب توحید کے قائل ہین اور نماز بہی پڑہتے ہین قبلے کی طرف مونہہ بہی کرتے ہین ذبح بہی کرتے ہین لیکن وہ مسلمانون کیطرح نماز نہین پڑہتے نہ ہمارے قبلے کی طرف مونہہ کرتے ہین اور بعض اون مین ایسے ہین جو غیر اللہ کے لیے (مثلاً کسی پیغمبر یا درویش یا بزرگ کی تعظیم کے واسطے) ذبح کرتے ہین اور بعض اون مین ایسے ہین جو ہمارا ذبیحہ نہین کہاتے ہیں واسطے دوسری روایت مین یون ہی کہ ہمارا ذبیحہ کہاوے دوسرے یہ کہ یہ باتین کہلی کہلی ہین اوسی روز معلوم ہوجاتی ہین برخلاف دین کی اور باتون کے (فتح) **ف** تو حرام ہوگئے ہمپر اون کے خون اور مال مگر کسی حق کے بدلے (ابن عمر کی حدیث مین ہی جب اونہون نے ایسا کیا تو بچا لیا اونہون نے مجہہ سے اپنے مالون اور خونون کو) اور انکا حساب اللہ پر ہے **ف** یعنے دل کا حال یا اور اعمال کا حال اللہ جانتا ہے اوسکا محاسبہ وہ لیگا پر ان باتون کیوجہ سے دنیا مین ہم اونکے ایمان کا حکم کردینگے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابوداؤد نے جہاد مین اور ترمذی نے ایمان مین اور نسائی نے محاربہ مین نکالا **وَقَالَ** ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اور سعید بن حکم (ابن ابی مریم مصری) نے کہا خبر دی ہمکو یحیے (بن ایوب غافقی) نے اوس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حمید نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے انس نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** جیسے اوپر گذری اس سند کو نکالا محمد بن نصر نے اور ابن مندہ نے ایمان مین اور غرض مؤلف کی اس سند کے لانے سے یہ ہی کہ حمید نے یہ حدیث انس رض سے سنا ہے اور تدلیس نہین کی کیونکہ اس مین تصریح ہے سماع کی برخلاف پہلے اسناد کے اوس مین عَنْ أَنَسٍ ہی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس سند کو بطور تقویت اور استشہاد کے ذکر کیا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یحیے بن ایوب مین طعن کیا ہے امام احمد نے کہا وہ بد حافظہ ہے **وَقَالَ** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلَّى صَلَاتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ **ترجمہ** حمید نے کہا میمون بن سیاہ نے انس بن مالک سے پوچہا اے ابو حمزہ

بندہ کی جان اور مال کو کون سی چیز حرام کر دیتی ہے اونہون نے کہا جو کوئی گواہی دیوے کہ اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور منہ کرے ہمارے قبلے کیطرف اور نماز پڑہے ہماری نماز کیطرح اور ہمارا ذبح کا ہوا جانور کہاوے وہ مسلمان ہے اوسکو وہ فائدہ ہے جو مسلمان کو ہے اور اوسپر وہ سزا ہے جو مسلمان پر ہے **بَابُ قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ** مدینہ والون اور شام والون کے قبلہ کا بیان اور مشرق کا بیان **ف** اور مغرب کا تو والمشرق عطف ہے قبلہ پر اسلیے کہ اگر عطف کرین گے اہل مدینہ پر تو مطلب یہ ہوگا کہ مشرق والون کے قبلہ کا بیان حالانکہ مشرق والون کا قبلہ باب کی حدیث مین مذکور نہین ہے بلکہ شام اور مدینہ والون کے قبلے کا ذکر ہے اور شام اور مدینہ کا قبلہ ایک ہی جانب ہے یعنے جنوب کیطرف لیکن مشرق والون کا قبلہ وہ تو مغرب کی طرف ہے اور مولف نے اکتفا کیا مشرق کے ذکر پر اسلیے کہ مغرب کا بھی یہی حکم ہے پھر کہا **لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ** مشرق اور مغرب کی طرف قبلہ نہین ہے **ف** اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ مطلقاً یہ حکم صحیح نہین کیونکہ مشرق والون کا قبلہ مغرب ہے اور مغرب والون کا مشرق اور یہ ظاہر ہے اور ممکن نہین کہ امام بخاری ایسی کہلی بات کو نہ سمجہے ہون تو مطلب انکا یہ ہے کہ مدینہ والون کا اور جو اون کی سمت پر ہین اون کا قبلہ مشرق اور مغرب نہین ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث مین **لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا** اسلیے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مت منہ کرو قبلہ کیطرف پائخانہ اور پیشاب مین لیکن مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کیطرف **ف** یہ حدیث تفصیل کے ساتھ کتاب الطہارۃ مین گذر چکی اور یہ خطاب اون لوگون سے خاص ہے جنکا قبلہ جنوب کیطرف ہے جیسے مدینہ والے یا شمال کیطرف لیکن وہ لوگ جنکا قبلہ مشرق یا مغرب ہے اونکو پائخانہ اور پیشاب کے لیے جنوب یا شمال کیطرف منہ کرنا چاہیے **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ** ترجمہ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پائخانہ مین جاؤ تو مت منہ کرو اور نہ پیٹہ کرو قبلہ کی طرف لیکن پورب یا پچہم کیطرف منہ کرو ابو ایوب نے کہا ہم شام کے ملک مین گئے وہان پائخانے دیکہے قبلہ کیطرف بنے ہوئے تو ہم مڑ جاتے قبلہ کی سمت سے اور استغفار کرتے اپنے لیے **ف** اس حدیث کا ذکر کتاب الطہارت مین ہو چکا اوسکو نکالا مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ

سند قطع وعن الزهري عن عطاء قال سمعت ابا ايوب عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله اور روایت کیا اس حدیث کو سفیان نے زہری سے انہوں نے عطا سے انہوں نے کہا میں نے سنا ابوایوب سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے اوپر گذرا **ف** دونوں سندیں ایک ہیں اور مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ سفیان نے علی بن مدینی سے یہ حدیث دوبار بیان کی ایک بار میں تو عن عطاء عن ابی ایوب کہا اور دوسری بار میں سمعت ابا ایوب کہا تو دوسری بار میں عطا کے سماع کی تصریح کی ابوایوب سے اور بعضوں نے اسکو تعلیق سمجھا ہے واللہ اعلم

باب قوله تعالى واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلى یعنے مقام ابرہیم کو قبلہ بناؤ اس آیت سے بظاہر نکلتا ہے کہ شاید مقام ابرہیم کے سوا اور طرف حرم میں منہ نکرنا چاہیے نماز میں لیکن اجماع ہے علماء کا اسپر کہ کعبے کے چاروں طرف نماز درست ہے اور مؤلف نے جو حضرت کی حدیث کعبے کے اندر نماز پڑھنے کی اس باب میں نقل کی اوس سے بھی یہ نکلتا ہے کہ آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے ورنہ آپ کعبے کے اندر نماز نہ پڑھتے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ طواف کے بعد جو دوگانہ پڑھو وہ مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھو جیسے ابن عمر کی پہلی حدیث سے جو اس باب میں مذکور ہے اسطرف اشارہ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے اوسکو اس باب میں لانے کی یا مصلے سے دعا کی جگہہ مراد ہے یا یہ امر استحباب کے لیے ہے اور مقام ابرہیم سے وہ پتھر مراد ہے جسپر حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ہے اور وہ اب تک موجود ہے اور مجاہد نے کہا کہ مقام ابراہیم سے سارا حرم مراد ہے اور اول قول صحیح ہے اور دلیل اسکی امام مسلم کی حدیث ہے جابر سے اور ازرقی نے اخبار مکہ میں باسانید صحیحہ نقل کیا کہ مقام ابراہیم آنحضرت اور ابوبکر اور عمر کے زمانے میں اسی جگہ میں تھا جہاں اب ہے لیکن حضرت عمر کی خلافت میں بہیا آئی اور مقام بہ گیا یہانتک کہ مکہ کی نشیب میں ملا پہر اوسکو لاکر کعبے کے پردوں سے باندہ دیا جب حضرت عمر آئے تو اوسکی جگہہ تحقیق کی اور اپنی اصلی جگہہ میں اوسکو رکھدیا اور اسکے گرد عمارت بنادی جیسے اب تک موجود ہے (فتح) ہم سے بیان کیا حمیدی نے حدثنا الحميدي قال حدثنا سفيان قال حدثنا عمرو بن دينار قال سألنا ابن عمر عن رجل طاف بالبيت العمرة ولم يطف بين الصفا والمروة أيأتي امرأته فقال قدم النبي صلى الله عليه وسلم فطاف بالبيت سبعا وصلى خلف المقام ركعتين وطاف بين الصفا والمروة وقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة وسألنا جابر بن عبد الله فقال لا يقربنها حتى يطوف بين الصفا والمروة ترجمہ عمرو بن دینار نے کہا ہم نے ابن عمر سے پوچھا اوس شخص کا حال جو طواف کرے بیت اللہ

کا عمرے مین اور صفا مروہ نہ دوڑے کیا وہ صحبت کرے اپنی عورت سے **ف** یعنے صرف طواف کر لینے سے اوسکا
احرام کھلا یا نہین اور جو باتین احرام مین ناجائز نہین وہ درست ہوئین یا نہین اور ذکر کیا اون باتون مین سے
صرف جماع کا کیونکہ وہ زیادہ منع ہے احرام مین **ف** اونہون نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
تو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور مقام ابرہیم کے پیچھے دو رکعتین پڑہین اور دوڑے صفا اور مروے کے بیچ
مین اور تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اچھا ہے **ف** بموجب نص قرآنی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ
اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تو ابن عمر نے یہ اشارہ کیا کہ حضرتؐ کی پیروی واجب ہے خصوصاً حج کے ارکان مین کیونکہ آپنے فرمایا
حج کے ارکان مجھسے سیکھہ لو اور اس سے یہ نکل آیا کہ صفا اور مروہ دوڑنے سے پہلے جماع درست نہین نہ اور
کوئی کام جو احرام مین منع ہے **ف** اور ہم نے پوچھا جابرؓ سے (اسی مسئلہ کو) اونہون نے کہا جبتک صفا اور مروہ
نہ دوڑے اپنی عورت سے صحبت نکرے **ف** تو جابر نے صاف ممانعت کی اور یہی قول ہے اکثر فقہا کا لیکن ابن
عباس نے اسکا خلاف کیا ہے اونہون نے کہا کہ عمرہ کرنے والے کو طواف کے بعد سعی سے پہلے احرام کھول ڈالنا
درست ہے اور اسکی تفصیل خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگی حافظ نے کہا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے
یہ ہے کہ اوسمین اسکا بیان ہے کہ آپنے مقام ابرہیم کے پیچھے دو رکعتین پڑہین اور یہی اشارہ ہو سکتا ہے کہ آیت
مین یہ مراد ہے کہ طواف کا دوگانہ مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرو اور ایک جماعت علما کی اسکے وجوب کی طرف
گئی ہے اور مولف نے اس حدیث کو حج مین بھی نکالا اور ایسے ہی مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے (ف ق)
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيلَ
لَهُ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلَى يَسَارِهِ إِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ
خَرَجَ فَصَلَّى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس کوئی شخص آیا (حافظ
نے کہا مجھے اوسکا نام معلوم نہین ہوا) اور اون سے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین کعبہ کے اندر تشریف
لے گئے ہین ابن عمر نے کہا یہ سنکر مین آیا اور حضرتؐ نکلے اور بلال کو مین نے دروازے کے دونون پٹون کے بیچ مین
پایا (یہ ترجمہ ہے بین البابین کا کیونکہ اوسوقت کعبہ کا ایک ہی باب (دروازہ) تھا) مینے اون سے پوچھا کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑہی اونہون نے کہا ہان دو رکعتین پڑہین اون دونون ستون کے بیچ

مین جو اندر جانے کے وقت بائین ہاتھ کیطرف ستون ہین پھر آپ باہر نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعتین پڑہین ف
حافظ نے کہا اسماعیلی وغیرہ نے اس روایت مین اشکال کیا ہے کیونکہ ابن عمر سے ایک روایت یہ ہی کہ مین اونسے
پوچھنا بھول گیا آپنے کتنی رکعتین پڑہین اور احتمال ہے کہ ابن عمر نے اس روایت مین دو رکعتون کی تعداد اپنی
طرف سی بیان کی ہو نہ بلال کا قول کیونکہ اقل نماز دو رکعتین ہین اور یہ مضمون اوس روایت سی نکلتا ہے جو عمر بن
شبہ نے کتاب مکہ مین نکالی اوس مین یہ ہے ابن عمر سے کہ بلال میرے سامنے آئے مین نے اونسے پوچھا حضرت نے
کیا کیا اونہون نے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنے دو رکعتین پڑہین کلمہ کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی سے اور دوسری روایت
مین جو ہے کہ مین بلال سے پوچھنا بھول گیا کتنی رکعتین پڑہین اوسکا یہ مطلب ہوگا کہ مین نے یہ تحقیق نہ کیا کہ آپ
نے دو رکعتون سی زیادہ پڑہین یا نہین اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ شاید ابن عمر پہلے بلال سے پوچھنا بھول
گئے ہون پھر اون سے پوچھا ہو تو ایک روایت مین اون نقل کیا ایک مین یون اور حافظ نے کہا کہ الفاظ حدیث
سے یہ توجیہ باطل ہوتی ہے اور بعضون نے کہا یہ تحییے راوی کی غلطی ہے اس روایت مین اور یہ خود انکی غلطی ہے کیونکہ
متابعت کی تحییے کی ابو نعیم اور ابو عاصم اور عمر بن علی اور عبد اللہ بن نمیر نے سیف سے اور سیف کی متابعت
کی خصیف نے اور مجاہد کی متابعت کی ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار نے اور احمد اور طبرانی نے باسناد قوی عثمان
بن ابی طلحہ سے اور بزار نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور طبرانی نے باسناد صحیح عبد الرحمن بن صفوان سے نکالا
اونہون نے کہا جب حضرت باہر نکلے تو مینے اُنسے پوچھا جو آپکے ساتھ تھے اونہون نے کہا آپنے دو رکعتین پڑہیں
بیچ کے ستون کے پاس اور طبرانی نے نکالا باسناد جید شیبہ بن عثمان سی کہ آپنے دو رکعتین پڑہین دونون
ستونون کے پاس (فتح مختصرا) قسطلانی نے کہا اہلحدیث نے اجماع کیا ہے بلال کی روایت لینے پر کیونکہ اوس مین
اثبات ہی ایک امر کا اور اوسکو ترجیح دی ہے اسامہ کی روایت پر جس مین نفی ہے نماز کی اور شاید اسامہ آپ سے دور
ہون یا آپ دو بار کعبہ مین گئے ہون ایک بار نماز پڑہی ہو اور ایک بار نہ پڑہی ہو اور اس حدیث کو مولف نے حج
اور صلوۃ اور جہاد مین نکالا اور مسلم نے حج مین اور ایسا ہی ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے انتہی حَدَّثَنَا
إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ
قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ
فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر گئے تو اوسکے چارون کونون مین دعا کی اور نماز نہین پڑہی یہانتک کہ

باہر نکلے جب باہر نکلے تو دو رکعتین پڑہین اوسکے سامنے اور فرمایا یہ قبلہ ہے **ف** اگلی روایت مین وجہ الکعبہ ہے اور اس روایت مین قبل الکعبۃ ہے اور مراد وہ رخ ہے جدہر دروازہ ہے خانہ کعبہ کا حافظ نے کہا ابن عباس سے طبرانی نے نکالا اونہون نے کہا مجہکو کعبہ کے اندر نماز پڑہنا پسند نہین کیونکہ جو کوئی اوسکے اندر نماز پڑہیگا وہ اپنے پشت پر بہی کعبہ کا ایک حصہ کریگا اور یہ جو فرمایا یہ قبلہ ہے اس سے یہ غرض ہے کہ بیت المقدس اب قبلہ نہ رہا اور بعضون نے کہا مطلب آپکا یہ ہے کہ جسکو کعبہ دکہائی دیتا ہو اوسکا قبلہ عین کعبہ ہے نہ جہت کعبہ بخلاف اوس شخص کے جسکی نظر سے کعبہ غائب ہو اور بعضون نے کہا مطلب آپکا یہ ہے کہ لوگ کل حرم یا مسجد کو قبلہ نہ سمجہین بلکہ قبلہ عین کعبہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ امام کے کہڑے ہونیکی یہ جگہ ہے یعنے کعبے کے دروازے کے سامنے کیونکہ بزار نے نکالا عبد اللہ بن حبشی خثعمی سے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ کعبہ کے دروازے کیطرف نماز پڑہتے تہے اور فرماتے تہے اے لوگو دروازہ قبلہ ہے بیت اللہ کا اور یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ اجماع ہے اسپر کہ کعبہ کے چارون طرف منہ کرنا جائز ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے حج مین اور نسائی نے بہی نکالا

بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ آدمی جہان ہو سفر یا حضر مین قبلہ کیطرف مونہہ کرے نماز مین

حافظ نے کہا مراد فرض نماز ہے ❁ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَكَبِّرْ اور ابوہریرہ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبلہ کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ **ف** اس حدیث کو مؤلف نے وصل کیا کتاب الاستیذان مین ❁ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُودُ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلَّى فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتَّى تَوَجَّهُوا نَحْوَ الْكَعْبَةِ **ترجمہ** براء بن عازب سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی بیت المقدس کیطرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے اور آپ یہ چاہتے تہے کہ آپ کو حکم ہو کعبہ کیطرف منہ کرنیکا

ف اسکا بیان اوس روایت مین ہے جسکو طبری نے نکالا ابن عباس سے کہ جب حضرت ؐ نے مدینہ کیطرف ہجرت
کی وہان یہودی بستے تھے جو بیت المقدس کیطرف مونہہ کرتے تھے اللہ تعالی نے آپکو بھی حکم دیا بیت المقدس
کیطرف مُنہ کرنیکا یہودی اس بات سے خوش ہوئے پھر سترہ مہینے تک آپنے اوسطرف مُنہ کیا اور آپ چاہتے
تھے کہ حضرت ابرہیم ؑ کے قبلہ کیطرف مُنہ کرنیکا حکم ہو آپ دعا فرماتے تھے اور آسمان کیطرف دیکھتے تھے
تب یہ آیت اوتری قد نری تقلب وجہک اخیر تک اور مجاہد کے طریق سے نکالا کہ آپ کعبے کیطرف مُنہ کرنا پسند
کرتے تھے کیونکہ یہودی یہ کہا کرتے تھے محمد ؐ ہمارا اخلاف کرتے ہین لیکن ہمارے قبلہ کی پیروی کرتے ہین
اُسوقت یہ آیت اوتری اور ابن عباس کی اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا ہجرت
کے بعد ہوا لیکن امام احمد نے دوسرے طریق سے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین
بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تھے اور کعبہ آپکے سامنے ہوتا اور دونون روایتون مین جمع ہو سکتا ہے
اسطرح سے کہ آپنے ہجرت کے بعد یہ حکم دیا ہو کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا قائم رکہو اور طبرانی نے ابن جریج
کے طریق سے نکالا کہ حضرت ؐ نے پہلے نماز پڑہی کعبہ کیطرف پھر بیت المقدس کیطرف پھرے تو تین سال تک
اُسطرف نماز پڑہی پھر ہجرت کی اور ہجرت کے بعد بھی مدینہ مین سولہ مہینے تک اسطرف نماز پڑہی پھر اللہ تعالی
نے آپکو حکم دیا کعبہ کی طرف منہ کرنیکا تو باطل ہوا قول اوسکا جسنے کہا کہ آپنے بیت المقدس کیطرف اجتہاد
سے منہ کیا کیونکہ ابن عباس کی اگلی روایت مین یہ ہے کہ وہ بحکم الہی تہا اور نکالا اوسکو طبری نے عبد الرحمن
بن زید بن اسلم سے لیکن وہ ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے کہ آپنے نماز پڑہی بیت المقدس کیطرف اہل کتاب
کا دل ملانیکے لیے (فتح) ف پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ یعنے
ہم دیکھتے ہین تیرا بار بار منہ کرنا آسمان کیطرف ف وحی کی انتظار مین اور یہ آپکا کمال ادب تہا کہ
حکم الہی کے منتظر رہے اور درخواست نکی اور اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس
آسمانون سکے اوپر ہے ورنہ وحی اوپر سے کیون آتی ف تو آپنے مونہہ کیا کعبہ کیطرف اور بعض بیوقوفون
نے لوگون مین سے وہ یہودی تھے یہ کہا انکو کس نے پھیر دیا اون کے اگلے قبلے سے جدہر پہلے منہ کرتے
تھے تو کہہ اے محمد ؐ اللہ ہی کی ہے پورب اور پچہم جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ کی طرف لیجاتا ہے خیر آپکے
ساتھ ایک شخص نے نماز پڑہی اوسکا نام عباد بن بشر تہا یا عباد بن نہیک پھر وہ نماز پڑہکر نکلا تو
کچھ لوگون پر گذرا انصار کے جو عصر کی نماز پڑہ رہے تھے بیت المقدس کیطرف ف ابن ابی حاتم کی تفسیر

ہے تویلہ بنت اسلم کے طریق سے کہ ہمنے ظہر یا عصر کی نماز پڑہی بنی حارثہ کی مسجد میں پہر ہم مسجد ایلیا کی طرف گئی
وہاں دو رکعتیں پڑہیں پہر ایک شخص آیا وہ کہنے لگا کہ حضرتؐ نے کعبہ کیطرف مُنہ کیا اور اختلاف ہے کہ قبلہ کس
نماز میں بدلا اور کس مسجد میں براء کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ ظہر کی نماز تہی اور ابن سعد نے طبقات میں لکہا
کہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرتؐ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑہیں مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں پہر آپ کو حکم ہوا مسجد حرام
کی طرف مونہہ کرنے کا آپ اودہر گہوم گئے اور مسلمان بہی آپکے ساتھ گہوم گئے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت ام بشر
بن براء بن معرور کو دیکہنے کو تشریف لے گئے بنی سلمہ میں اوس نے آپکے لیے کہانا طیار کیا اور ظہر کی نماز کا
وقت آگیا آپنے اپنے اصحاب کے ساتھ دو رکعتیں پڑہیں پہر حکم ہوا آپ کو آپ گہوم گئے کعبہ کیطرف اور منہ کیا میزاب
کی طرف اسلیے اوس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہوا ابن سعد نے کہا واقدی نے کہا یہ روایت ہمارے نزدیک زیادہ
ثابت ہے اور ابن ابی داؤد نے بسند ضعیف نکالا عمارہ بن رویبہ سے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تہے زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے (ظہر اور عصر) ایک نماز میں جب قبلہ پہیر گیا آپ گہوم گئے ہم بہی آپکے ساتھ
گہوم گئے دو رکعتیں پڑہنے کے بعد اور بزار نے نکالا انس سے کہ حضرتؐ بیت المقدس کیطرف سے پہرے گئے ظہر کی
نماز میں اور آپنے کعبہ کیطرف مُنہ کیا اور طبرانی نے دوسرے طریق سے انس سے ایسا ہی نکالا اور ہر ایک روایت
میں ضعف ہے (فتح) **ف** اوس نے کہا وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ اوس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتھ نماز پڑہی اور آپنے مونہہ کیا کعبہ کیطرف یہ سنکر لوگ پہر گئے (نماز ہی میں) یہانتک کہ مونہہ کیا کعبہ
کیطرف **ف** قسطلانی نے کہا یہ روایت ابن عمر کی روایت کے خلاف نہیں جسمیں قبا والوں کا ذکر ہے کہ اونہوں
نے منہ پہیرا کعبہ کیطرف صبح کی نماز میں کیونکہ قبا والے مدینہ سے باہر تہے انکو دوسرے دن خبر ہوئی ہو گی قبلہ بدلنے کی
اور اہل مدینہ کو اوسی روز خبر ہو گئی عصر کی نماز میں اور اس حدیث کو مولف نے تفسیر میں بہی اور مسلم اور ترمذی اور نسائی
اور ابن ماجہ نے نکالا انتہی **حَدَّثَنَا** مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ
حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَاِذَا اَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نماز پڑہتے اوسکا منہ جدہر جاہے ہوتا جب آپ فرض پڑہنا چاہتے تو اُترتے
اور قبلہ کی طرف مُنہ کرتے **ف** تو معلوم ہوا کہ سفر میں بہی فرض نماز میں قبلہ کیطرف منہ کرنا ضرور ہے اور
اوسپر اجماع ہے لیکن جب خوف کی شدت ہو تو اوسوقت قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں البتہ نفل نماز سواری

پر یہی درست ہے اور اس میں قبلہ کی طرف منہ ہونا بھی ضرور نہیں ہے اور اکثر علما کا یہی قول ہے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو تفسیر الصلوٰۃ اور مغازی میں بھی نکالا اور ساتھ ہی حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ابراہیم النخعی نے کہا (جو روایت کرتے ہیں اس حدیث کو علقمہ سے وہ عبد اللہ سے) میں نہیں جانتا کہ حضرتؐ نے بھولے سے نماز میں کچھ زیادہ کیا یا کم کیا یعنے مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا سجدہ سہو زیادت کی وجہ سے تھا یا نقصان کی وجہ سے لیکن دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ ظہر کی نماز تھی اور طبرانی کی روایت میں عصر ہے) جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نئی بات کا حکم ہوا آپ نے فرمایا کیسے **ف** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ سہو معلوم نہیں ہوا اور یہ بھی نکلا کہ پیغمبروں کو سہو ہوتا ہے ابن دقیق العید نے کہا اکثر علما کا یہی قول ہے اور ایک گروہ کا شاذ قول یہ ہے کہ ان سے سہو نہیں ہوتا اور اس حدیث سے انکار رد ہوتا ہے اس میں صاف ہے کہ میں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو (فتح) **ت** لوگوں نے عرض کیا آپ نے اتنی رکعتیں پڑھی ہیں یہ سنکر آپ نے اپنا پاؤں موڑا (یعنے تشہد کی طرح قعدہ کیا) اور قبلہ کی طرف منہ کیا (یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا جب اپنا منہ ہماری طرف کیا تو فرمایا اگر نماز میں کوئی نئی بات کا حکم ہوتا تو میں تم کو خبر کرتا لیکن میں تو آدمی ہوں (گو مرتبہ آپکا تمام آدمیوں بلکہ فرشتوں سے بھی زیادہ تھا مگر بشریت کے صفات آپ میں بھی تھے) بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو تو جب میں بھول جاؤں (نماز میں) مجھکو یاد دلاؤ (سبحان اللہ کہکر) اور جب تم میں سے کوئی شک کرے اپنی نماز میں تو سوچ لیوے صحیح امر کو پھر پوری کرے اوسکے موافق اپنی نماز پھر سلام پھیر کے پھر دو سجدے کرے **ف** سہو کی حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو ابواب سہو میں آویگی اور صحیح امر سوچنے سے مطلب یہ ہے کہ یقینی بات کو اختیار کرے مثلاً تین چار میں شک ہو تو تین سمجھے ایک رکعت اور پڑھے اور اس حدیث کو مولف نے نذور میں

اور مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا (مسئلہ) **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ** قبلہ کا بیان و من

لَمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ اور جس شخص نے کہا اگر کسی نے بہولے سے قبلہ کے سوا اور

طرف نماز پڑہی تو اوسپر اعادہ وجب نہیں ہے **ف** حافظ نے کہا اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ جب کسی نے قبلہ

کو سوچا اور ایک طرف نماز پڑہ لی پہر معلوم ہوا کہ اوس طرف قبلہ نہ تہا تو ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب اور عطا

اور شعبی وغیرہم سے نقل کی اونہوں نے کہا نماز کا اعادہ وجب ہوگا اور یہی قول ہے کوفہ والوں کا اور زہری

اور مالک وغیرہما سے یہ منقول ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ وجب ہوگا ورنہ وجب نہ ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک

جب خطا کا یقین ہوجاوے تو اعادہ وجب ہوگا مطلقاً اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ سے وہ حدیث نکالی جو اول قولون

کی تائید کرتی ہے مگر اسکا اسناد قوی نہیں لتیجے قسطلانی نے کہا اگر نماز کے اندر ہی خطا معلوم ہوجاوے تو شافعیہ

اور مالکیہ کے نزدیک سرے سے پڑہے اور حنفیہ کے نزدیک قبلہ کی طرف گہوم جاوے اور جو نماز پڑہ چکا ہے اوسکو

قائم رکہکر آگے پڑہے اور شافعیہ کا بہی ایک قول ایسا ہی ہے اور دلیل انکی قبا والوں کی حدیث ہے جب وہ گہوم گئے

تہے نماز ہی میں کعبہ کی طرف تہمر جحم کہتا ہے اس مسئلہ کے متعلق حدیثیں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں وَقَدْ سَلَّمَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ ثُمَّ أَتَمَّ مَا بَقِيَ اور سلام

پہیرا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتین پڑہکر اور لوگون کی طرف موںنہ کیا پہر پورا کیا

اوس نماز کو جو باقی رہی تہی **ف** یہ ٹکڑا ہے ابوہریرہ کی حدیث کا ذوالیدین کے قصہ مین اور یہ حدیث صحیحین

مین موجود ہے کسی طریق مین الفاظ یہ عبارت کہ آپ نے منہ کیا لوگون کی طرف صحیحین کی روایت میں نہیں لیکن

موطا کی روایت میں موجود ہے اور ابن تین نے وہم کیا ابن بطال کی متابعت سے اونہون نے کہا کہ یہ ٹکڑا ہے ابن

مسعود کی حدیث کا جو اوپر گذری حالانکہ ابن مسعود کی حدیث کے کسی طریق مین یہ نہیں ہے کہ آپ نے دو رکعت

پڑہکر سلام پہیر دیا اور اس تعلیق کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ جب آپ نے نماز کے بیچ مین لوگون کی طرف

منہ کیا تو قبلہ کی طرف پشت ہوئی پس معلوم ہوا کہ سہو سے اگر قبلہ کی طرف منہ نہ ہو تو نماز باطل نہ ہوگی (فتح)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي

فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ

إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَآيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ

وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ

لَهُنَّ عَسٰی رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ ترجمہ انس سے روایت ہے حضرت عمرؓ نے کہا مین موافق ہوا اپنے پروردگار کے تین باتون مین یعنے جو میری رای تہی ویسا ہی حکم قرآن مین اوترا حافظ نے کہا حضرت عمر کی غرض حصر نہین ہے ان تین مین کیونکہ اور باتون مین بہی انکی رای کے موافق حکم اوترا مسلم نے بیان کیا اون سے ایک بدر کے قیدیون مین دوسرے منافقون پر جنازے کی نماز نہ پڑہنے مین اور ترمذی نے باسناد صحیح ابن عمر سے روایت کیا اونہون نے کہا جب لوگون کو کوئی واقعہ پیش آیا اور انہون نے اوس مین کلمہ دی اور عمر نے بہی رای دی تو قرآن عمر کی رائے کے موافق اوترا اور اس سے نکلتا ہے کہ وہ بہت سی باتون مین موافق تہے پروردگار جلشانہ کے حکم کے اور ہم نے اون باتون کو جمع کیا تو پندرہ تک اون کا عدد ہوا ف یعنی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ بناوین تو یہ آیت اوتری وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی یعنے مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ مقرر لو اور آیت حجاب مین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی عورتون کو حکم دیجیے وہ پردہ کرین کیونکہ باتین کرتے ہین اون سے نیک اور بد ہر طرح کے شخص پہر آیت اوتری حجاب کی اور آپ کی بی بیان اکٹہا ہوئین آپ پر رشک کرکے تو مین نے اون سے کہا قریب ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو دوسری بی بیان تم سے بہتر عنایت فرماوے اگر آپ طلاق دیدین تم کو تو یہ آیت اوتری ف عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ سے خیرا تک اونہی لفظون سے جو حضرت عمر نے زبان سے کہی تہی ۔ اس سے یہ نکلا کہ حضرت عمر کی رائے دینی اور ملکی معاملات مین نہایت صائب تہی اور اسیواسطے اکثر پروردگار کے احکامات انکی رای کے مطابق اوترے اس فضیلت مین حضرت عمر تمام صحابہ سے ممتاز تہے اور یہی وجہ تہی کہ جب تک حضرت عمر زندہ رہے تمام خلافت کے کام اس انتظام سے چلے کہ سر مو خلل نہین ہوا اور سب مسلمان بالاتفاق اپنے دین کی ترقی مین کوشش کرتے رہے یہان تک کہ آپ کی خلافت مین اسلام شرقاً اور غرباً پہیل گیا اور کفار کی کمر ٹوٹ گئی ایک ہزار شہر فتح ہوے اور ایک ہزار مسجدین بنائی گئین اور حضرت عمر کا احسان ہر ایک مسلمان قیامت تک بہولنے والا نہین مسلمان تو خیر کفار بہی انکی دانائی اور حسن انتظام اور معدلت کو معترف ہین باستثنا چند متعصبین رافض کے جو ناشکری اور احسان فراموشی مین طاق ہین اور بلا وجہ ایسے سردار کے حق مین کلمات ناشائستہ نکالتے ہین اللہ تعالی اون کو ہدایت کرے حافظ صاحب نے کہا مقام ابراہیم کا حال اوپر گذرا اور حجاب کا مسئلہ سورۂ احزاب کی تفسیر مین مذکور ہوگا اور تخییر کا حال سورۂ تحریم کی تفسیر مین آئیگا اور آپ کی بی بیون کی غیرت کا حال کچہ باب عشرۃ النساء مین ہم ذکر کرینگے

اور مناسبت احادیث کی ترجمہ باب سے ابن رشید نے یہ لکھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے قبلہ کے باب میں اجتہاد کیا کیونکہ مقام ابراہیم کی جانب کو تجویز کیا چاروں جانبوں میں سے پھر اللہ تعالیٰ نے اُنکی رائے کو صحیح کیا تو معلوم ہوا کہ جب کوئی قبلہ کے باب میں اجتہاد کرے اور کوشش کر کے ایک سمت مقرر کرے تو وہ صواب کو پہونچ گیا گو خطا کرے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے یہ وجہ ٹھیک نہیں ہے اور عمدہ توجیہ یہ ہے کہ مقام ابراہیم بھی قبلہ کی ایک جہت ہے تو امام بخاری اس حدیث کو اسی مناسبت سے یہاں لائے وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اور بعض نسخوں میں حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ ہے اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا بِھٰذَا ترجمہ اس کے ذکر سے یہ غرض ہے کہ اس میں حمید کے سننے کی صراحت ہے انس سے اور یحیی بن ایوب گو بخاری کی شرط پر نہیں لیکن انکی روایت کو متابعت کے طور پر ذکر کیا اور اسماعیلی نے اسکو روایت کیا یوسف قاضی سے انہوں نے ابو الربیع سے انہوں نے ہشیم سے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو حمید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے انس نے تو یحیی بن ایوب متفرد نہیں ہوا اوسکے ساتھ (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَیْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ اِذْ جَاءَھُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اللَّیْلَۃَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْکَعْبَۃَ فَاسْتَقْبِلُوْھَا وَکَانَتْ وُجُوْھُھُمْ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَی الْکَعْبَۃِ ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے لوگ ایک بار نماز پڑھ رہے تھے صبح کی مسجد قبا میں ف مسلم کی روایت میں صلوۃ الغداۃ ہے اور بعضوں نے صلوۃ الغداۃ کہنا مکروہ رکھا ہے اور براء کی حدیث میں جو عصر کی نماز کا ذکر ہے اسکے یہ خلاف نہیں کیونکہ بنی حارثہ کو جو مدینہ کے اندر تھے اسی روز عصر تک تبدیل قبلہ کی خبر پہونچی عباد بن بشر یا ابن نہیک کے ذریعہ سے اور قبا والوں کو جو مدینہ سے باہر تھے دوسرے روز صبح تک خبر پہونچی اور قبا والے بنی عمرو بن عوف تھے اور یہ معلوم نہیں ہوا کہ انکو کس نے خبر دی تھی اور ابن طاہر نے نقل کیا کہ عباد بن بشر نے حالانکہ عباد نے بنی حارثہ کو خبر دی تھی عصر کی نماز میں اور شاید وہی صبح کو قبا والوں کی طرف گئے ہوں ابن اسلم کی روایت میں ہے کہ بنی سلمہ میں سے ایک شخص گذرا اور قبا والے رکوع میں تھے فجر کی نماز میں اور بنو سلمہ شمار ہیں بنی حارثہ کے (فتح مختصرا) شوکانی نے کہا صحیح مسلم میں انس کی روایت سے یہ ہے کہ لوگ رکوع میں تھے فجر کی نماز میں اور ایسا ہی نکالا طبرانی نے سہل بن سعد سے کہ انکو پایا صلوۃ الغداۃ پڑھتے ہوئے اور بزار نے براء سے نکالا کہ ایک شخص نے آپ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور بخاری نے

ایسا ہی ہے اور مسلم کی روایت مین براء سے نماز کی تعیین نہین ہے اور عمارہ بن اوس کی حدیث مین ہے کہ آپ نے جو
نماز کعبہ کیطرف پڑہی وہ زوال کے بعد کی دو نمازون مین سے ایک نماز تھی اور ایسا ہی ہے عمارہ بن رویبہ اور تویلہ
کیحدیثون مین اور ابو سعید بن معلی کیحدیث مین ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی اور جمع یون ہے کہ جس نے شک کیا ظہر اور عصر
مین تو یہ منافی نہین ہے اسکے جس نے جزم کیا کہ وہ ظہر تھی اور بعضون نے عصر کہا لیکن عصر کی روایت زیادہ صحیح ہے
اور بخاری نے اوسکو اپنی صحیح مین نکالا اور ظہر کی روایت کی اسناد مین مروان بن عثمان ہے اوس مین اختلاف
ہے اور ابن سعد نے طبقات مین نقل کیا بعضون سے کہ یہ واقعہ مدینہ کی مسجد مین ہوا اور نقل ہے کہ آپ نے دو رکعتین
پڑہ لین تہین ظہر کی مسجد بنی سلمہ مین مسلمانون کے ساتھ پہر حکم ہوا منہ کرنیکا مسجد حرام کیطرف تو آپ گہوم گئے اور مسلمان
بہی آپکے ساتھ تہے انتہے مختصرا ف اتنے مین ایک آنیوالا اونکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم پر کل کی رات کو قرآن اوترا اور آپ کو حکم ہوا کعبہ کیطرف منہ کرنے کا یہ سنکر اون لوگون نے کعبہ
کی طرف منہ کر لیا اور انکے منہ شام کی طرف تہے تو گہوم گئے کعبہ کی طرف ف حدیث سے یہ نکلا کہ جو حکم آپ کو
ہوا امت پر بہی اوسکی پیروی لازم ہے اور گہوم جانیکی کیفیت تویلہ کیحدیث مین ہے جسکو نکالا ابن ابی حاتم
نے اوس مین یہ ہے کہ عورتین مردون کیجگہ پر آگئین اور مرد عورتون کیجگہ پر پہر گئے دو سجدے جو باقی تہے وہ کعبہ
کی طرف کیے حافظ نے کہا اسکی صورت یہ ہے کہ امام جو مسجد کے آگے کی جانب مین تہا گہوم کر مسجد کے پیچھے کیجانب
مین آگیا کیونکہ جب کوئی مدینہ مین کعبہ کیطرف منہ کرے اوسکی پشت بیت المقدس کیطرف ہوگی اور اگر امام اپنی
جگہہ پر رہکر گہوم جاتا تو اوسکے پیچھے صفون کیجگہہ کہان سے نکلتی اور جب امام گہوما تو مرد بہی اسکے ساتھ
گہومے اور عورتین بہی گہومین یہانتک کہ مردون کے پیچھے آگئین اور یہ عمل کثیر ہے اور احتمال ہے کہ اسوقت تک عمل
کثیر منع نہ ہوا ہو نماز مین جیسے کلام منع نہین ہوا تہا اور احتمال ہے کہ ضرورت کی وجہ سے یہ عمل کثیر معاف ہوا اور
اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جبتک ناسخ حکم کی خبر نہ ہو اوسوقت تک اوسپر عمل کرنے کی تکلیف نہین کیونکہ قبا
والون کو اون نمازون کی قضا کا حکم نہین ہوا جو اونہون نے بیت المقدس کے طرف پڑہین قبلہ بدل جانیکے
بعد اور طحاوی نے اس سے یہ نکالا کہ جسکو نبوت کی خبر نہ پہونچی اور وہ دین کے فرائض نہ جان سکے تو اوسپر
فرائض واجب نہونگے اور حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ حضرت کے زمانے مین اجتہاد جائز تہا اور خبر واحد کا قبول
کرنا اور اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور خبر واحد سے یقینی حکم منسوخ ہو سکتا ہے اور بعضون نے کہا یہ نسخ خاص
تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب خبر واحد سے یقینی حکم منسوخ نہ ہوگا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ جو شخص

نماز نہ پڑھ رہا ہو وہ اوسکو بتلا سکتا ہے جو نماز پڑھ رہا ہے اور نمازی اگر اوسکی بات سنکر تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اس
حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اوسمین یہ مذکور ہے کہ آپ کا حکم ہوا کعبہ کیطرف مونہہ کرنیکا اور سنکر یہ کہ قبا والون
نے اور نصف نماز قبلہ منسوخ کیطرف نماز پڑھی اور انکی نماز ہو گئی اور اس سے یہ نکلا کہ جو کوئی بھولے سے قبلہ کے سوا اور طرف
نماز پڑھ لیوے اوسکی بھی نماز ہو جاویگی (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا مولف نے اسحدیث کو تفسیر مین بھی نکالا اور
مسلم اور نسائی نے صلوٰۃ مین حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوا أَزِيدَ فِي
الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود
سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتین پڑھین لوگون نے عرض کیا کیا نماز زیادہ
ہو گئی آپنے فرمایا کیا اونہون نے کہا آپنے پانچ رکعتین پڑھین یہ سنکر آپنے اپنے دونون پاؤن موڑے اور دو
سجدے کیے ف سہو کے حافظ نے کہا یہ حدیث اوپر گذر چکی اور مناسبت اسکی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ تھوڑی
دیر تک آپ کا منہ لوگون کی طرف رہا اور پشت قبلہ کی طرف سہو سے اور اس سے نماز فاسد نہین ہوئی اور گذشتہ
روایت مین یہ صاف ہے کہ پھر آپنے اپنا منہ کیا قبلہ کی طرف قسطلانی نے کہا یہانتک قبلہ کے متعلق حدیثین
ختم ہو گئین اب مسجدون کا بیان شروع ہوگا اس باب کے متعلق اور حدیثین امام مالک نے موطا مین
ابن عمر سے نکالا اونہون نے کہا جب زیادہ خوف ہو تو لوگ کھڑے کھڑے اور سوار رہکر نماز پڑھ لین خواہ منہ
قبلے کیطرف ہو یا نہ ہو نافع نے کہا مین نہین سمجھتا مگر عبد اللہ بن عمر نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا اور نکالا اوسکو بخاری نے تفسیر مین اور ابن خزیمہ نے صحیح مین اور مسلم نے شوکانی نے کہا ایسی
حالت مین استقبال قبلہ ساقط ہے اسیطرح قیام کے بدل گھوڑے پر بیٹھنا کافی ہے اور رکوع اور سجدے کے بدل
اشارہ کرنا کافی ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ جب وقت کے فوت ہو جانیکا ڈر ہو تو اسطرح
نماز پڑھ لین ورنہ درست نہین باقی ذکر اسکا باب صلوٰۃ الخوف مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ (۲) سفر مین
سواری پر نفل نماز پڑھنا درست ہے گو قبلے کی طرف منہ نہ ہو اور اہل حدیث کے نزدیک فرض نماز بھی سواری پر
درست ہے سفر مین اور اسکے متعلق حدیثین اگر خدا چاہے تو آگے مذکور ہونگی (۳) سہل طریق قبلہ پہچاننے
کا جو سفر مین بھی کام آوے یہ ہے کہ قدیم درست مسجدون مین دوپہر اور عصر کے وقت سایہ کو دیکھ لین کہ قبلے سے
کس جانب پڑتا ہے اور اسکو یاد رکھین اور جنگل مین جب آفتاب نکلا ہوا ہو اسیپر عمل کرین اور ظہر اور مغرب اور

ف جب خوف زائد ہو تو قبلے کی طرف منہ کرنا معاف ہو جاتا ہے [illegible]

بنا لیوین وقتون مین طلوع اور غروب آفتاب اور شفق سے قبلہ دریافت کرین لیکن دس بارہ منزل تک حساب قائم
رہیگا جب آس سے زیادہ دور جاوے تو اُس ملک کی مسجدین دیکھکر قبلہ دریافت کرلیوے اور اس زمانے
مین قطب نما کا آلہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ اوس سے ہر جگہہ اور ہر مقام مین قبلہ بخوبی دریافت ہو سکتا ہے
اور اسکا طریق یہ ہے کہ پرانی اور معتبر مسجد کے محراب مین قطب نما کو برابر زمین پر رکہین اور دیکہین کہ
محراب سے قطب کسطرف واقع ہے اوتنے ہی درجہ پر جنگل مین قبلہ دریافت کرلین یہ عمل بہی دس بارہ
منزل تک چلیگا پہر اوس ملک کی مسجد مین قطب نما رکہکر دیکہہ لین ایسے ہی برابر عمل کرتے جاوین اور
ایک قبلہ نما بہی نکلا ہے لیکن وہ کام کا نہین ہے کس لیے کہ ہندوستان مین قبلہ مغرب کی طرف ہو اور اُس
مین سوئی کی نوک ہمیشہ مغرب کی طرف رہتی ہے پس جہان قبلہ مشرق یا جنوب یا شمال کیطرف ہو وہان
یہ آلہ کام نہ آویگا البتہ قطب نما کا آلہ نہایت عمدہ اور صحیح ہے اور اوس سے ہر ایک ملک مین قبلہ بآسانی نکل
سکتا ہے اور سمت قبلہ کی دریافت کے لیے اہل ہیات نے ایک عمدہ طریقہ قرار دیا ہے مگر اوس سے عام لوگ
فائدہ نہین اوٹھا سکتے (۴) ابن ماجہ نے امام جعفر صادق سے اونہون نے امام محمد باقر سے اونہون نے جابر
سے کہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابرہیم مین آئے حضرت
عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ ہمارے باپ حضرت ابرہیم علیہ السلام کا مقام ہے جسکی شان مین اللہ تعالی نے
فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِیْمَ مُصَلًّی (۵) ابن ماجہ نے براء سے ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتہ بیت المقدس کیطرف اٹہارہ مہینے تک اور کعبہ کی طرف قبلہ پہر گیا دو مہینے بعد
جب آپ مدینہ مین تشریف لائے اور آپ جب بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تو اکثر اپنا منہ آسمان کیطرف
کرتے اور اللہ تعالی نے اپنے نبی کے دل کا حال پہچان لیا کہ وہ خواہش کرتے ہین کعبہ کی تو جبرئیل علیہ السلام
اوپر چڑہے اور حضرت اپنی آنکہہ اونکیطرف لگائی ہوئے تہے اور وہ چڑہ رہے تہے آسمان اور زمین کے
بیچ مین آپ انتظار کررہے تہے کہ وہ کیا حکم لاتے ہین پہر اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ
وَجْہِکَ فِی السَّمَآءِ اخیر تک اوسوقت ایک آنیوالا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا قبلہ تو پہر گیا کعبہ کیطرف
اور ہم دو رکعتین بیت المقدس کیطرف پڑہ چکے تہے اور رکوع مین تہے پہر ہم پہر گئے کعبہ کی طرف اور ہم
بنا کرلی اوس نماز پر جو پہلے پڑہ چکے تہے یعنی اوسکو قائم رکہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اے جبرئیل کیا حال ہوگا ہماری اوس نماز کا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف پڑہی تب اللہ تعالی

نے یہ آیت اوتاری وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ یعنی اللہ تمہاری نماز بیکار نہیں کریگا باب حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ مسجد میں سے تھوک کا کھرچ ڈالنا اپنے ہاتھ سے ف خواہ ہاتھ ہی سے ملے یا کسی لکڑی سے کھرچ ڈالے جیسے ابوداؤد نے نکالا جابر سے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذَٰلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا ترجمہ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ میں یعنی قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا (جو سینے سے نکلتا ہے اوسکو نخامہ کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا جو بلغم سینہ سے نکلے اوسکو نخاعہ کہتے ہیں حلق سے ہے اور جو سر سے اترے اوسکو نخامہ کہتے ہیں) آپ کو یہ برا معلوم ہوا اور ناگوار گذرا ایسا تک کہ آپکے چہرے پر اس ناگوار گذرنے کا (اثر معلوم ہوا) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مبارک چہرہ سرخ ہوگیا قربان آپکے حسن اور جمال کے اور عبد نے اور بہتوں نے نکالا ابن عمر سے کہ آپ غصے ہوئے مسجد والوں پر پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اسکو چھیل ڈالا یا مل ڈالا) بعد اوسکے فرمایا تم میں سے کوئی جب کھڑا ہوتا ہے اپنی نماز میں تو وہ سرگوشی کرتا ہے اپنے مالک سے (مراد کمال قرب ہے) یا یوں فرمایا کہ اوسکا مالک اوسکے اور قبلے کے درمیان ہے تو کوئی تم میں سے نہ تھوکے اپنے قبلے کے سامنے لیکن تھوکے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے یعنی بائیں پاؤں کے نیچے جیسے ابوہریرہ کی حدیث میں ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر اوسکو دفن کر دیوے) پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک کونا لیا اوس میں تھوکا اور کپڑے کو اولٹ پلٹ کیا تو فرمایا یا اسطرح کرے ف یعنی تین باتوں میں آپ نے اختیار دیا کہ اون میں سے کوئی بات کرے یا تو بائیں طرف تھوک لیوے یا اپنے پاؤں کے نیچے یا اپنے کپڑے میں اور تیسری بات بہتر ہے جب مسجد میں فرش ہو یا مسجد کی زمین پختہ ہو اور تھوکنے سے نمازیوں کو تکلیف ہونے کا خیال ہو حافظ نے کہا اللہ تعالی کی سرگوشی سے یہ مراد ہے کہ وہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے اپنے بندے پر رحمت اور رضوان کے ساتھ اور یہ جو فرمایا کہ اوسکا مالک اوسکے اور قبلے کے بیچ میں ہے اسیطرح دوسری روایتوں میں ہے کہ اللہ تعالی اوسکے منہ کے سامنے ہے تو خطابی نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ جب بندے نے قبلہ کی طرف منہ کیا تو اپنے مالک کی طرف قصد کیا گویا بندے کا مقصود اوسکے اور قبلے کے درمیان ہے اور بعضوں نے

کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت یا ثواب اسکے قبلے کے درمیان ہے اور ابن عبد البر نے کہا اسکلام سے قبلے کی شان بیان
کرنا منظور ہے اور بعضے معتزلہ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہر جگہ ہے اور یہ صریح جہالت ہے
کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ اپنے پاؤں کے تلے تھوکے اور جو اللہ تعالی معاذ اللہ ہر جگہ ہوتا تو پاؤں کے
تلے بھی تھوکنا منع ہوتا . اور اس میں رد ہے اوسکا جو کہتا ہے اللہ تعالی اپنی ذات سے عرش پر ہے اور جو تاویل
وہ اس حدیث کی کریگا ویسے ہی تاویل عرش پر ہونے کی بھی ہو سکتی ہے انتہی مترجم کہتا ہے مطلب حافظ صاحب
کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کو عرش پر اپنی ذات سے کہتے ہیں وہ اس حدیث کی تاویل کریں گے کہ مراد اللہ کے قبلے
کے بیچ میں ہونے سے یہ ہے کہ اوسکی رحمت اور عنایت نمازی اور قبلے کے بیچ میں ہے اور ایسی ہی تاویل اون آیتوں
یا حدیثوں کی بھی ممکن ہے جن میں خدا کا عرش پر ہونا مذکور ہے یعنی وہاں بھی یوں تاویل کر سکتے ہیں کہ اوسکی
عظمت یا رحمت یا سلطنت عرش کے اوپر ہے اور یہ ساری تقریر حافظ صاحب کی فاسد ہے اور خلاف ہے حضرات
سلف رحمہم اللہ کے اور اللہ تعالی رحم کرے حافظ ابن حجر پر وہ حدیث کے بڑے محقق اور حافظ تھے لیکن اس
مقام میں اونسے سہو ہوا اور کوئی عالم کیسے ہی درجہ کا کیوں نہو اوس سے بعض مقام میں غلطی ہو ہی جاتی
ہے اللہ تعالی جل جلالہ کا عرش پر ہونا بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے اور تمام محدثین رحمہم اللہ کا
اوسپر اتفاق ہے اور یہ حدیثیں کتاب العرش والعلو میں امام ذہبی نے جمع کی ہیں اور ہمنے کتاب الاکتفاء فی
الاستواء میں انکو اچھی طرح بیان کیا ہے اور نہیں تاویل کی انکی مگر جہمیہ اور معتزلہ اور روافض اور منکرین
صفات خذلہم اللہ تعالی نے اور اس حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالی اوسکے اور قبلے کے بیچ میں ہے اوس سے مراد
یہ ہے کہ اوسکی رحمت سامنے ہے نمازی کے اور یہ تاویل نہیں ہے بلکہ تفسیر ہے حدیث کی دوسری حدیث سے جس میں
صاف یہ مذکور ہے فَاِنَّ الرَّحْمَۃَ تُوَاجِہُہٗ یعنی اسلیے کہ رحمت اوسکے سامنے ہے نکالا اوسکو احمد اور ترمذی اور
ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے پھر کہا حافظ صاحب نے اس تعلیل سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کیطرف تھوکنا
حرام ہے خواہ مسجد میں ہو خواہ غیر مسجد میں خاص کر نمازی کو اس صورت میں یہ اختلاف بیفائدہ ہوگا کہ مسجد میں
تھوکنا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں حذیفہ سے نکالا کہ حضرت
نے فرمایا جو کوئی قبلے کیطرف تھوکے وہ قیامت کے دن آویگا اور اسکا تھوک دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہوگا اور
بزار اور ابن خزیمہ نے ابن عمر سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جو شخص قبلہ کیطرف تھوکے وہ قیامت کے دن
اوٹھایا جاویگا اوسکا تھوک اوسکے منہ پر ہوگا اور ابو داؤد اور ابن حبان نے سائب بن خلاد سے نکالا کہ ایک

شخص نے امامت کی کچھ لوگون کی پہر تہوکا قبلے کیطرف جب وہ فارغ ہوا نماز سے تو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا نہ نماز پڑہاوے تمہارے وہ
اخیر تک اوس مین یہ ہے کہ آپنے فرمایا اوس سے تو نے ایذا دی اللہ اور اوسکے رسول کو (فتح) قسطلانی
نے کہا حدیث مین جو ہے کہ اللہ تعالی اوسکے اور قبلے کے بیچ مین ہے اسکا ظاہر محال ہے کیونکہ اللہ تعالی مکان
سے پاک ہے تو مطلب یہ ہے کہ نمازی کو قبلہ کی عزت کرنا چاہیے جیسے کسی مخلوق کیطرف منہ کرے اور بات کرے
مین اوسکی طرف تہوکے تو کیسا بدنما ہوگا پس جب احکم الحاکمین کیطرف منہ کرے تو اوسکے سامنے تہوکنا بڑی بے
ادبی ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے کئی بابون مین نکالا اور ایسا ہی مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ
٩٧ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اِذَا
كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ اِذَا صَلّٰى ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار مین (ایک روایت مین مسجد کی دیوار ہے اور ایک مین مسجد کا قبلہ ہے)
تہوک دیکہا آپنے اوسکو کہرچ ڈالا پہر لوگون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہتا ہو
تو اپنے منہ کے سامنے نہ تہوکے کیونکہ اللہ تعالی اوسکے منہ کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑہتا ہو (ف) بخاری
نے دوسرے طریق مین نکالا کہ آپنے مسجد کے قبلہ مین تہوک دیکہا آپ اوترے اور اپنے ہاتھ سے اوسکو کہرچا اور
یہ مطابق ہے ترجمہ باب کے اور اس سے یہ بہی نکلتا ہے کہ خطبہ پڑہتے مین آپنے یہ دیکہا اور اسمٰعیلی نے اسکی
تصریح کی اوس مین یہ زیادہ ہے اوسی نے کہا مین سمجہتا ہون آپنے زعفران منگوائی اور تہوک کے مقام پر
اوسکو لتہیڑ دیا عبد الرزاق نے معمر سے نکالا اونہون نے ایوب سے کہ اسی لیے لوگون نے زعفران کو مسجدون
مین لگانا شروع کیا (فتح الباری) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ
بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِي
جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا اَوْ بُصَاقًا اَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار مین رینٹ (جو ناک سے نکلتا ہے) یا تہوک (جو منہ سے نکلتا
ہے) یا بلغم (جو سینہ سے نکلتا ہے) دیکہا پہر آپنے اوسکو مل ڈالا (ف) حافظ نے کہا موطا کی روایت میر

بھی اسیطرح شک کے ساتھ یہ روایت ہی اور اسماعیلی نے بسند سے نکالا اونہون نے مالک سے اوس مین مخاط کے بدلہ نخاعہ ہے اور نخاعہ اور نخامہ کے معنی اوپر گذر چکے **باب** حَكِّ الْمُخَاطِ بِالْحَصٰى مِنَ الْمَسْجِدِ مسجد مین سے رینٹ مل ڈالنا کنکریون سے **ف** حافظ نے کہا اس باب مین اور اگلے باب مین یہ فرق ہے کہ رینٹ مین اکثر رطوبت ہوتی ہے تو اوسکے دور کرنے کو لیے کنکریان وغیرہ چاہییں اور تھوک خالی بھی نکل سکتا ہے صرف ہاتھ سے مگر جب اوسمین بلغم ملا ہو تو اوسکا بھی حکم رینٹ کی طرح ہے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْ وَطِئْتَ عَلٰى قَذَرٍ رَطْبٍ فَاغْسِلْهُ وَاِنْ كَانَ يَابِسًا فَلَا ابن عباس نے کہا اگر تو تر پلیدی کو پاؤن سے روندے تو دہو ڈال اسکو اور جو سوکھی پلیدی ہو تو دہونا ضرور نہین **ف** اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے نکالا بسند صحیح اوسکی اخیر مین یہ ہے کہ اگر بھولے سے نہ دہووے تو کچہ نقصان نہین اور اسکی مطابقت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ قبلہ کیطرف تھوکنے کی ممانعت حرمت اسوجہ سے ہے کہ قبلہ کے ادب کے خلاف ہے نہ اسوجہ سے کہ تھوک تر ہے اور اس سے لوگون کو تکلیف ہوگی کیونکہ تھوک نجس نہین ہے اور جب سوکھ جاوے تو اوسکے روندنے سے کوئی نقصان نہین اسلیے کہ سوکھی نجاست روندنے مین کوئی نقصان نہین (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا فَقَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى **ترجمہ** ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلغم دیکھا مسجد کی دیوار مین آپنے ایک کنکری لی اور اسکو رگڑا پہر فرمایا جب کوئی تم مین سے بلغم تہوکے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تہوکے نہ داہنی طرف ملکہ اوسکو چاہیے کہ بائین طرف تہوکے یا بائین پاؤن کے تلے **ف** کیونکہ اوسکی داہنی طرف ایک فرشتہ ہی اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح نکالا کہ اسکی داہنی طرف نیکیون کا لکھنے والا ہے یہ حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ مین نکالا اور مسلم نے (قسط) **باب** لَا يَبْصُقُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین داہنی طرف نہ تہوکے **ف** باب کی حدیث مین نماز کی قید نہین ہے لیکن اسکے بعد جو باب ہے اوسمین جو حدیث مذکور ہے آدم کے طریق سے اوس مین نماز کی قید ہے اور مؤلف کی عادت ہی کہ استدلال کرتے ہین حدیث کے اوس لفظ سے جو دوسرے طریق سے مروی ہو گو باب مین وہ لفظ نہ ہو اور شاید اونکی غرض یہ ہو کہ یہ حکم اطلاق پر محمول نہین بلکہ مقید ہے نماز کی حالت سے اور نووی

نے کہا ہے کہ یہ ممانعت مطلق ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں خواہ مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور امام مالک سے منقول ہے کہ نماز کے باہر یہ امر منع نہیں اور منع کی دلیل وہ ہے جو عبدالرزاق نے نکالا ابن مسعود سے کہ اونہوں نے مکروہ رکھا داہنی طرف تھوکنا گو نماز میں نہ ہو اور معاذ بن جبلؓ سے اونہوں نے کہا میں جب سے مسلمان ہوا داہنی طرف نہیں تھوکا اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بیٹے کو منع کیا مطلقاً داہنی طرف تھوکنے سے اور جس نے اس ممانعت کو خاص کیا نماز سے اوس نے یہ کہا کہ اس حدیث کی ایک طریق میں یہ ہے کہ اوسکی داہنی طرف فرشتہ ہے اور یہ اوس صورت میں ہو جب فرشتہ سے کوئی اور فرشتہ مراد ہو سوا کاتب اور حافظ کے اور قاضی عیاض نے کہا داہنی طرف نماز میں تھوکنا اوسوقت منع ہو جب اور کسی طرف تھوک سکے اگر اور کسی طرف ممکن نہ ہو تو درست ہے میں کہتا ہوں کپڑا ہوتے ہو کوئی عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ کپڑے میں تھوک سکتا ہے اور خود حضرتؐ نے اسکی تعلیم کر دی اور خطابی نے کہا اگر نمازی کی بائیں طرف کوئی شخص ہو تو دونوں طرف یعنی داہنے اور بائیں نہ تھوکے لیکن اپنے پاؤں کے تلے یا کپڑے میں تھوک لیوے میں کہتا ہوں ابو داود نے جو حدیث طارق محاربی کی نکالی اوس میں یہ اشارہ موجود ہے اوس میں یہ ہے کہ تھوک ڈال اپنی بائیں طرف اگر اودھر کوئی نہ ہو ورنہ اسطرح کر اور تھوکا آپ نے اپنے پاؤں کے تلے اور مل دیا اور عبدالرزاق نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور اگر اوسکے پاؤں کے تلے فرش بچھا ہوا ہو تو پھر کپڑے ہی میں تھوکے اور جو کپڑا نہ ہو تو تھوک کا نکل جانا بہتر ہوگا اسکا نگلنے سے جو منع ہے لرفتح حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَبَا سَعِيْدٍ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ترجمہ ابو ہریرہ اور ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار میں بلغم دیکھا تو آپ نے ایک کنکری لی پھر اوسکو کھرچ ڈالا بعد اسکے فرمایا جب کوئی تم میں سے بلغم نکالے تو اپنے موہنہ کے سامنے نہ پھینکے اور نہ داہنی طرف بلکہ چاہیے کہ بائیں طرف تھوکے یا اپنی بائیں پاؤں کے نیچے ف باب میں جو داہنی طرف نہ تھوکنے کا ذکر ہے اور حدیث میں بلغم نکالنا مذکور ہے تو مطابقت کیونکر ہوگی اسکا جواب یوں دیا ہے کہ تھوک اور بلغم کا ایک حکم ہے کس لیے کہ آگے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرتؐ نے بلغم کو دیکھکر فرمایا کوئی تم میں سے نہ تھوکے اپنے سامنے اور داہنے طرف (فتح وقسطلانی)

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة قال اخبرني قتادة قال سمعت انسا قال قال
النبي صلى الله عليه وسلم لا يتفلن احدكم بين يديه ولا عن يمينه ولكن عن يساره او
تحت رجله ترجمہ انس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے سامنے
نہ تھوکے نہ داہنی طرف لیکن تھوکے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے باب ليبصق عن يساره او
تحت قدمه اليسرى اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے حدثنا ادم قال حدثنا شعبة
قال حدثنا قتادة قال سمعت انس بن مالك قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان
المؤمن اذا كان في الصلوة فانما يناجي ربه فلا يبزقن بين يديه ولا عن يمينه ولكن عن
يساره او تحت قدمه ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا مسلمان جب نماز میں ہوتا ہے تو اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے تو نہ تھوکے اپنے سامنے اور نہ داہنی
طرف بلکہ تھوکے اپنے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے تلے حدثنا علي قال حدثنا سفيان قال
حدثنا الزهري عن حميد بن عبد الرحمن عن ابي سعيد ان النبي صلى الله عليه وسلم
ابصر نخامة في قبلة المسجد فحكها بحصاة ثم نهى ان يبزق الرجل بين يديه او
عن يمينه ولكن عن يساره او تحت قدمه اليسرى وعن الزهري سمع حميدا عن ابي
سعيد نحوه ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلغم دیکھا مسجد کے
قبلہ میں آپ نے اوسکو چھیل ڈالا ایک کنکری سے پھر منع کیا اس سے کہ تھوکے آدمی اپنے سامنے یا اپنی داہنی
طرف لیکن تھوکے بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے اور دوسرے طریق میں یوں ہے کہ زہری نے سنا حمید سے
اونھوں نے ابو سعید سے یہ حدیث ف اسکے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ سفیان نے اس حدیث کو ایکبار
عن عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور ایک بار تصریح کی زہری کے سماع کی حمید سے اور بعضوں نے وہم کیا جو کہا
یہ طریق معلق ہے بلکہ وہ موصول ہے اور ابن عساکر کی روایت میں ابو سعید کے بدل ابوہریرہ ہے وہ وہم ہے
(فتح) باب كفارة البزاق في المسجد مسجد میں تھوکنے کا کفارہ حدثنا ادم قال حدثنا
شعبة قال حدثنا قتادة قال سمعت انس بن مالك قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
البزاق في المسجد خطيئة وكفارتها دفنها ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اسکا کفارہ یہ ہے کہ تھوک کو مٹی میں دبا دیوے ف

بعضے طریقون مین بزاق ہے اور مسلم کی روایت مین تفل ہے اور تفل بزاق سے کم ہے اور نفث تفل سے بہی کم ہے یعنے فقط تہو تہو کرنا قاضی عیاض نے کہا گناہ اُسوقت ہے مسجد مین تہوکنا جب تہوک کر مٹی مین نہ دبا دے لیکن جو کوئی اوسکے دبانے کا ارادہ رکہتا ہو اوسپر کوئی گناہ نہین ہے اور نووی نے اوسکا رد کیا اور کہا کہ یہ صریح حدیث کے خلاف ہے مین کہتا ہون حاصل نزاع کا یہ ہے کہ اس مقام مین دو عبارتین ہین ایک یہ کہ مسجد مین تہوکنا گناہ ہے دوسرے یہ کہ بائین طرف تہوکے یا اپنے پاؤن کے تلے تو امام نووی اول عبارت کو عام کہتے ہین اور دوسری عبارت کو خاص کرتے ہین مسجد کے سوا اور مقام سے اور قاضی اسکے برخلاف کہتے ہین وہ دوسری عبارت کو عام کہتے ہین اور پہلی عبارت کو خاص کرتے ہین اوس شخص کے لیے جو مٹی مین دابنے کا ارادہ نہ رکہتا ہو اور قاضی کے موافق ہین کئی علما ابن مکی تنقیب مین اور قرطبی مفہم مین اور تائید کرتی ہے اونکی وہ روایت جو امام احمد نے نکالی باسناد حسن سعد بن ابی وقاص سے مرفوعًا جب نے مسجد مین بلغم نکالا تو اوسکو چاہیے کہ اپنا بلغم چہپا دیوے ایسا نہو کسی مسلمان کے بدن یا کپڑے کو لگے اور اوسکو تکلیف ہو اور اس سے زیادہ صاف وہ روایت ہے جو امام احمد اور طبرانی نے نکالی باسناد حسن ابو امامہ سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص مسجد مین بلغم نکالے پہر اوسکو دفن نکرے تو برائی ہے اور اگر دفن کر دے تو نیکی ہے تو برائی اوسی صورت مین قرار دی جب اسکو دفن نکرے اور امام مسلم نے ابوذر سے مرفوعًا روایت کی کہ مینے اپنی امت کے اچہے عملون مین یہ پایا کہ تکلیف دینے والی چیز راہ سے ہٹائی جاوے اور مینے اپنی امت کے برے عملون مین بلغم کو پایا جو مسجد مین نکالا جاوے اور دفن نکیا جاوے قرطبی نے کہا تو صرف بلغم نکالنے کو آپنے برائی نہین کہا بلکہ نکالنے اور دفن نکرنے کو اور سعید بن منصور نے ابو عبیدہ بن جراح سے نکالا کہ اونہون نے رات کو مسجد مین بلغم تہوکا پہر اوسکا دفن کرنا بہول گئے یہانتک کہ لوٹ کر اپنے مکان کو آئے پہر ایک شعلہ لیا آگ کا (روشنی کے لیے) اور لوٹ کر مسجد مین آئے اور ڈہونڈہا اوسکو پہر دفن کیا اوسکو بعد اوسکے کہا شکر ہے اوس خدا کا جسنے میرے اوپر گناہ نہین لکہا اس رات کو اس سے بہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ گناہ اوسی پر ہے جو تہوکے اور دفن نکرے نہ اوسپر جو دفن کر دے اور یہ امر ممانعت کی علت سے بہی نکلتا ہے کہ کسی مسلمان کو ایذا نہو اور ایک دلیل اس عام کی خاص ہونیکی یہ ہے کہ کپڑے مین تہوکنا درست ہے اگرچہ مسجد مین ہو بلا اختلاف اور ابوداؤد نے روایت کیا عبد اللہ بن الشخیر سے کہ اونہون نے نماز پڑہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو آپنے تہوکا اپنی بائین قدم کے تلے پہر اوسکو مل دیا اپنے جوتے سے اوسکا اسناد صحیح ہے اور اسکی اصل صحیح مسلم مین ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد

مین تہا تو سویرا ہوگا اگلی روایتون کو اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ جواز اوس صورت مین ہے جب کوئی عذر ہو اور مسجد سے
باہر نہ جا سکے اور منع اوس صورت مین ہے جب عذر نہ ہو اور یہ قول اچہا ہے اسیطرح اوس شخص پر بہی گناہ نہ
ہوگا جو پہلے گڈہا کر لے پہر تہوکے اور دفن کر دیوے اور نووی نے کہا دفن کر دے تہوک مسجد کی مٹی یا ریتی
یا کنکرون مین اور رویانی نے نقل کیا کہ دفن سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے باہر اوسکو پہینک دیوے اور شاید
رویانی کا وہی قول ہے جو نووی کا ہے کہ مسجد مین تہوکنا مطلقاً منع ہے انتہے ما فی فتح الباری قسطلانی
نے کہا اس حدیث کو مسلم نے صلوۃ مین نکالا اور ابوداؤد نے **بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ** بلغم کا
دفن کرنا مسجد مین رینٹ اوسکے جواز کا بیان) **حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ**
عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ
إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ
مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز کو کہڑا ہو تو اپنے آگے نہ تہوکے کیونکہ وہ اللہ جل جلالہ سے
سرگوشی کرتا ہے جب تک اپنی نماز کی جگہہ مین ہے اور نہ داہنی طرف اسلیے کہ داہنی طرف اوسکے ایک
فرشتہ ہے اور لازم ہے کہ بائین طرف تہوکے یا اپنے پاؤن کے تلے پہر اوسکو مٹی مین داب دیوے
ف اگرچہ حدیث مین مسجد کا ذکر صراحتاً نہین ہے لیکن چونکہ نماز کی جگہہ مسجد ہی ہے اور حدیث کے آخر
مین یہ ہے کہ اوسکو مٹی مین داب دیوے تو مؤلف نے اوس سے یہ نکالا کہ مسجد مین بلغم کا دفن کرنا درست
ہے اور حدیث مین تہوک کا لفظ ہے لیکن اوپر کی حدیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تہوک اور بلغم کا ایک
ہی حکم ہے اور حدیث مین جو یہ فرمایا کہ جب تک اپنی نماز کی جگہہ مین ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اگر نماز نہ
پڑہتا ہو تو مسجد کی دیوار یا قبلہ کی دیوار پر تہوکنا درست ہے بلکہ وہ ہر حال مین منع ہے اور فرشتہ سے اگر
وہ فرشتہ مراد ہے جو اعمال کو لکہتا ہے تو بائین طرف بہی ایک فرشتہ ہے اسصورت مین داہنی طرف کی
تخصیص کی یہ وجہ ہوگی کہ وہ فرشتہ زیادہ عظمت اور شرف رکہتا ہے اسوجہ سے کہ نیکیان لکہتا
ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوگا کہ فرشتے سب عظمت اور شرف رکہتے ہین اور وہ تابع ہین حکم الٰہی کے اور
ابن ابی شیبہ نے حذیفہ سے روایت کیا موقوفاً اسی حدیث مین کہ داہنی طرف نہ تہوکے کیونکہ اودہر
نیکیون کا لکہنے والا ہے اور طبرانی نے ابو امامہ سے نکالا اسی حدیث مین کیونکہ وہ کہڑا ہوتا ہے اللہ

کے سامنے اور اوس کا فرشتہ دہنی طرف ہے اور ہمذات بائین طرف اس صورت مین بائین طرف تہوکنے سے وہ
ہمذات پر پڑیگا یعنے شیطان پر اور احتمال ہے کہ بائین طرف کا فرشتہ نماز مین بائین طرف نہ رہتا ہو بلکہ دہنی
طرف آجاتا ہو اور دفن کرنیسے یہ مطلب ہے کہ مٹی کہود کر اچہی طرح تہوک کر دابدیوے کیونکہ اگر صرف مٹی کر
چہپا دیگا تو لوگون کو اندیشا باقی رہیگی جب کوئی وہان بیٹہیگا یا چلیگا تو تہوک اوسکے بہر جاویگا اور دفن
کرنے سے نجاست کا ڈر نہ رہیگا نووی نے ریاض مین کہا دفن اوس صورت مین ہے جب مسجد کی زمین کچی مٹی یا
ریت کی ہو لیکن اگر گچی کی ہو یا پتہر کی تو صرف مل دینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اور پلیدی بڑہیگی مین کہتا
ہون یہ جب ہے کہ خوشبو ملے لیکن اگر اچہی طرح رگڑ دے کہ اثر نہ رہے تو کافی ہے جیسے عبد اللہ بن شخیر کی حدیث
مین ہے جو اوپر گذری کہ پہر مل دیا اوسکو اپنے جوتے سے اور ایسا ہی طارق کی حدیث مین ابو داؤد کے پاس
کہ آپنے تہوکا اپنے پاؤن کے تلے اور رگڑ دیا اور قفال نے کہا اپنے فتاوی مین کہ یہ حدیث محمول ہے اوس
بلغم پر جو منہ سے نکلے یا دماغ سے اترے لیکن جو سینہ سے نکلے وہ نجس ہے اوسکا دفن کرنا مسجد مین جائز نہین اور
یہ قفال ہی کی رائے ہے البتہ اگر بلغم مین قے یا خون ملا ہو تو وہ نجس ہوگا واللہ اعلم (فتح)

باب اِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ جب تہوک کا غلبہ ہو تو اپنے کپڑے کے کنارہ مین تہوک
لیوے حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ أَوْ رُئِيَ
كَرَاهِيَتُهُ لِذٰلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ رَبُّهُ بَيْنَهُ
وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَزَقَ
فِيهِ وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے قبلہ مین بلغم دیکھا تو اپنے ہاتھ سے اوسکو کہرچا اور ایسا معلوم ہوا کہ آپکو برا لگا اور اسکو ناگوار ہوا آپکو
اور فرمایا آپنے بیشک تم مین سے کوئی جب کہڑا ہوتا ہے اپنی نماز مین تو سرگوشی کرتا ہے اپنے مالک سے یا اوس
کا مالک اوسکے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے تو نہ تہوکے اپنے قبلہ مین لیکن تہوک لیوے اپنی بائین طرف
یا پاؤن کے تلے پہر آپنے اپنی چادر کا کونا لیا اوسمین تہوکا اور اوسکو اولٹ پلٹ کیا فرمایا یا یون کرے
ف اس حدیث مین تہوک کے غلبہ کا ذکر نہین ہے اور شاید مؤلف نے اشارہ کیا اوس طریق کیطرف جسکو
امام مسلم نے نکالا جابر سے کہ تہوک لیوے اپنی بائین طرف اور بائین پاؤن کے تلے پہر اگر جلدی کی

کرنے کوئی جلدی تو اپنے کپڑے کو اس طرح کرلے اور لپیٹا آپنے اوسکو ایک پہ ایک اور ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے ابوسعید سے ایسا ہی نکالا اور ابوداؤد کی روایت مین اسکی تفسیر یون کی کہ تہوک لیوی اپنے کپڑے مین پہر اولٹ پلٹ کرلے اوسکو اور یہ دونون حدیثین صحیح ہین لیکن امام بخاری کی شرط پر نہین ہین حافظ نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ پلید اور گہن دار چیزون سے مسجد کا پاک کرنا مستحب ہے اور امام کو مسجدون کا حال دیکہنا چاہیے اور نمازی کو نماز کے اندر تہوکنا درست ہے اوس سے نماز فاسد نہوگی اور نمازی کو نماز کے اندر پہونکنا یا کہنکارنا درست ہے کیونکہ بلغم بغیر کہنکارے نہین نکلنے کا لیکن یہ ضرور ہے کہ بہت زور سے نہ کہنکارے نہ بلا عذر نہ کوئی کلمہ زبان سے نکلے جس مین کم سے کم دو حرف ہون یا ایک حرف مد کے ساتہہ اور مولف نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نماز مین پہونکنا جائز ہے اور جمہور بہی اوسکے ساتہہ متفق ہین مگر اسی شرط سے جو بیان ہوئی اور ابوحنیفہ یہ کہتے ہین کہ اگر پہونکنے سے آواز نکلے تو وہ مثل کلام کے ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جاویگی اور دلیل اونکی ام سلمہ کی حدیث ہے جسکو نسائی نے نکالا اور ایک اثر ہے ابن عباس کا جسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور ان حدیثون سے یہ بہی نکلتا ہے کہ تہوک پاک ہے اسی طرح بلغم اور رینٹ اور اس مین خلاف ہے اوسکا جو کہتا ہے جب سے نفس کو گہن آوے وہ حرام ہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ حسن اور قبح شرع سے معلوم ہوتے ہین اور نیکیون پر حرص کرنا چاہیے کیونکہ حضرت صلعم نے اپنے ہاتہہ سے تہوک کو کہرچا اور اس سے آپ کا کمال تواضع ثابت ہوتا ہے صلے اللہ علیہ وسلم (فتح) اس باب کے متعلق اور حدیثین ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین بلغم دیکہا قبلہ مین تو لوگون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم مین سے ایک کا کیا حال ہے اپنے رب کیطرف منہ کرکے کہڑا ہوتا ہے پہر اپنے سامنے بلغم پہینکتا ہے کیا تم مین سے کسی کو یہ پسند ہے کہ کوئی اوس کے منہ کے سامنے کہڑا ہو پہر اوس کے منہ پر تہوکے جب کوئی تم مین سے تہوکے تو بائین طرف تہوکے یا اس طرح کرے اپنے کپڑے مین اسماعیل بن علیہ نے اوسکو بتلایا کہ تہوکے اپنے کپڑے مین پہر اوسکو مل ڈالے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند تہا چہڑیون کا اپنے ہاتہہ مین رکہنا ایک دن آپ مسجد مین تشریف لے گئے اور آپکے ہاتہہ مین ایک چہڑی تہی آپنے مسجد کے قبلے مین کچھ بلغم دیکہی اوسکو کہرچا یہانتک کہ صاف کیا پہر لوگون کی طرف متوجہ ہوئے غصے سے اور فرمایا تم مین سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص اوسکے منہ کے سامنے آوے اور اسکے منہ پر تہوکے بیشک جب کوئی تم مین سے نماز مین کہڑا ہوتا ہے تو اپنے مالک کیطرف منہ کرتا ہے اور فرشتہ اوسکی داہنی طرف ہوتا ہے تو نہ تہوکے اپنے سامنے نہ داہنی طرف ایک

روایت میں ابن خزیمہ کے یہ ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ تمہارے سامنے ہے نماز میں تو کوئی پلیدی اپنے سامنے مت ڈالو ابن خزیمہ نے اس حدیث پر یہ باب کیا ہے کہ قبلہ کی طرف کسی قسم کی پلیدی ڈالنے کی مخالفت نماز میں ابو داؤد نے نکالا جابرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد میں تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں ایک شاخ تھی آپ نے مسجد کے قبلہ میں بلغم دیکھا تو اوسکے سامنے گئے پھر اوسکو چھیل ڈالا اوس کے بعد اوسکے فرمایا تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالی اوسکی طرف سے مونہہ پھیر لیوے جب تم میں سے کوئی نماز پڑہتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے مونہہ کے سامنے ہوتا ہے تو نہ تہوکے اپنے مونہہ کے سامنے نہ داہنی طرف اور چاہیے کہ تہوکے بائیں طرف اپنے بائیں پاؤں کے تلے پھر اگر جلدی آجاوے تو اپنے کپڑے سے اس طرح کرے اور آپ نے کپڑے کو اپنے مونہہ پر رکھا پھر اوسکو مل دیا طبرانی نے ابو امامہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جس نے تہوکا قبلہ میں اور اوسکو ڈہانپا نہیں قیامت کے دن وہ تہوک نہایت گرم ہو کر آویگا اور اوسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں پڑے گا طبرانی نے معجم کبیر میں باسناد جید نکالا ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم کیا ظہر کی نماز پڑہانے کا اوس نے نماز پڑہا میں قبلہ کی طرف تہوکا جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے دوسرے شخص کو کہلا بھیجا نماز پڑہانے کے لیے پہلا شخص ڈرا اور آپ پاس آیا اور عرض کیا یا رسول کیا میرے باب میں کوئی حکم اوترا آپ نے فرمایا نہیں لیکن تو نے اپنے سامنے تہوکا نماز میں کہڑے رہکر تو تو نے ایذا دی اللہ تعالی کو اور فرشتوں کو طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب بندہ نماز میں کہڑا ہوتا ہے تو اوسکے لیے جنت کے دروازے کہولے جاتے ہیں اور پروردگار اور اوسکے بیچ میں جو پردے ہیں وہ اوٹھ جاتے ہیں اور حوریں اوسکے سامنے آتی ہیں جب تک ناک سے رینٹ یا مونہہ سے بلغم نہ نکالے منذری نے کہا اسکے اسناد پر اعتراض ہے

بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِي إِتْمَامِ الصَّلٰوةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ اس باب میں یہ بیان ہے کہ امام لوگوں کو نصیحت کرے نماز پوری کرنے کے لیے اور قبلہ کا بیان ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو میرا قبلہ اس طرف ہے **ف** یعنے تم یہ خیال کرتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کی طرف ہے اور میں اسی طرف کو دیکھتا ہوں اور تمہارے کو نہیں دیکھتا کیونکہ تم میری پیٹھ کے پیچھے ہو **ف** سو قسم خدا کی میرے اوپر تمہارا خشوع یعنے تمام ارکان کا دل لگا کر ادا کرنا یا مراد سجدہ ہے

ہے جیسے مسلم کی روایت میں ہے) اور تمہارا رکوع چھپا ہوا نہیں میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پیٹھ کے پیچھے مسوف یعنی میرا دیکھنا اوروں کی طرح ایک جہت سے خاص نہیں اور اس میں اختلاف ہے علما کا بعضوں نے کہا دیکھنے سے مراد علم ہے آپ کو وحی سے لوگوں کے افعال معلوم ہو جاتے یا الہام سے اور بعضوں نے کہا آپ کنکھیوں سے داہنے اور بائیں والوں کو دیکھ لیتے اور یہ دونوں توجیہیں صحیح نہیں ہیں صحیح یہ ہے کہ دیکھنے سے حقیقتاً دیکھنا مراد ہے اور یہ امر خاص تھا آپ سے بطور خرق عادت کے اور امام بخاری نے یہی قول اختیار کیا ہے اور سی واسطے اس حدیث کو علامات نبوت میں نکالا اور ایسا ہی منقول ہے امام احمد وغیرہ سے اور اہل سنت کے نزدیک دیکھنے کے لیے نہ کسی عضو مخصوص کی ضرورت ہے نہ مقابلہ نہ قرب بلکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے دکھا دینے پر بغیر ان چیزوں کے اور اسی لیے انہوں نے جائز رکھا اللہ تعالیٰ کے دیدار کو آخرت میں اور اہل بدعت نے اس کا انکار کیا بعضوں نے کہا آپ کی پشت کی طرف بھی ایک آنکھ تھی جس سے آپ ہمیشہ دیکھا کرتے اور بعضوں نے کہا آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں دو آنکھیں تھیں سوئی کے ناکہ کی طرح آپ ان سے دیکھتے تھے اور کپڑے وغیرہ کی آڑ دیکھنے سے مانع نہ ہوتی اور بعضوں نے کہا مقتدیوں کی صورتیں قبلہ کی دیوار میں نمود ہوتیں جیسے آئینہ میں نمود ہوتی ہیں آپ ان کو دیکھ لیتے واللہ اعلم (فتح) اور اس حدیث کو مسلم نے نکالا کتاب الصلوٰۃ میں (قسط)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلٰوةِ وَفِي الرُّكُوعِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا نماز کے باب میں یا رکوع کے باب میں میں تم کو دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے جیسے دیکھتا ہوں آگے سے جیسے دوسری روایت میں ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے میں تم کو دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے جیسے دیکھتا ہوں اپنے سامنے سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ دیکھنے سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے اور شاید یہ حال آپ کا ہر وقت ہو اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ یہ نماز سے خاص تھا اور مجاہد سے منقول ہے کہ ہمیشہ آپ ایسا ہی دیکھتے تھے اور بقی بن مخلد نے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے ارکان خوب دل لگا کر ادا کرنا چاہیے اور امام کو لازم ہے کہ مقتدیوں کی نماز کی نگرانی کرے اور جو بات سنت کے خلاف پاوے تو بتلا دے اور اس حدیث کو مولف نے رقاق میں بھی نکالا (فتح وقسط) **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو

بنسبت دوسروں کے دیکھنے یا سننے کی قوت زیادہ دی ہے قرآن سے یہ ثابت ہے کہ جنتی لوگ جہنمیوں کو جنت ہی پر سے جہانک کے دیکھہ لینگے حالانکہ جنت اور جہنم مین بڑا فاصلہ ہوگا اور ایک حدیث مین ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا مین نے جو کچھہ آسمانون اور زمین مین تھا جان لیا ایک حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جسکو ساری مخلوقات کو سننے کی قوت دی ہے ایک حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی نے ساری زمین کو حضرت عزرائیل کے سامنے اسطرح کر دیا ہے جیسے ایک رکابی کسی کے سامنے ہو اور وہ جو دانہ چاہے اوس مین سے اوٹھا لیوے لیکن ان سب باتون کے ساتھہ اللہ تعالی نے علم محیط اور سمع محیط یعنے زمین اور آسمانون اور عرش اور فرش ہر ایک جگہ کی ہر ایک بات سننا اور ہر ایک رتی رتی پر نظر رکھنا یہ کسی کو نہین دیا کیونکہ یہ اللہ تعالی کی خاص صفت ہے اور اللہ تعالی کی ذات اور صفات مین دوسرا کوئی شریک نہین ہو سکتا پس جو کوئی معاذ اللہ یہ اعتقاد رکھے کہ کسی ولی یا نبی یا فرشتہ یا غوث یا قطب کو ایسا سمع محیط اور علم محیط حاصل ہے جیسا اللہ تعالی کو ہے کہ ایک ذرہ برابر اوسکے علم سے کوئی چیز کسی جگہہ مین غائب نہین تو وہ مشرک ہو گیا اور اسلام سے باہر ہو گیا **باب** هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلَانٍ کیا یون کہہ سکتے ہین کہ فلان لوگون کی مسجد ٭

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شرط کرائی یعنے گہوڑ دوڑ اون گہوڑون کی جو طیار کیے گئے تہے دوڑنے کے لیے ایک کوٹھری مین بند کرکے تاکہ پسینہ کرے اور سستی نکل جاوے) حفیا سے (جو ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) اور انکی حد ثنیۃ الوداع تک تہی (حفیا اور ثنیۃ الوداع مین پانچ یا چہہ یا سات میل کا فاصلہ ہے) اور جو طیار نہین کیے گئے تہے اونکی شرط کرائی ثنیۃ الوداع سے لیکر مسجد بنی زریق تک اور عبد اللہ بن عمر اون لوگون مین تہے جنہون نے شرط کی تہی گہوڑون کی **ف** حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کی نسبت اوس کے بنانیوالے یا اوس مین نماز پڑہنے والے کیطرف دے سکتے ہین اور خلاف کیا اسکا ابراہیم نخعی نے ابن ابی شیبہ نے اونسے نکالا کہ وہ مکروہ جانتے تہے یون کہنا فلانے کی مسجد اور کہتے تہے فلانے کی جگہہ نماز پڑہنے کی کیونکہ قرآن مین ہے کہ مسجدین اللہ کی ہین اور جواب یہ ہے کہ فلانے کی مسجد سے یہ غرض نہین کہ اوسکی ملک ہے کیونکہ مسجد کسی کی ملک نہین ہے سوا اللہ کے بلکہ غرض تمیز دینا ہے اوسکو

اور سجدوں سے اور مؤلف نے اس حدیث کو مغازی میں بھی اور ابوداؤد نے جہاد میں اور نسائی نے خیل میں نکالا اور
جس گھوڑے کی آپ نے شرط کرائی تھی اوسکا نام سکب تھا یہ گھوڑا سب سے پہلے آپ کی ملک میں آیا تھا اور
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گھوڑ دوڑ کرانا درست ہے تاکہ جہاد کے لیے گھوڑے مستعد ہیں اسیطرح کل سامان حرب
کی تیاری کے لیے طیار رکھنا لازم ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طیار کرو تم کافروں کے لیے جہاں تک تم سے ہوسکے
زور اور عمدہ بندھے ہوئے گھوڑے کہ ڈراؤ اون سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو اخیر تک (فتح وقسط) باب
الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں بانٹنا اور کھجور کا خوشہ لٹکانا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْقِنْوُ
الْعِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ امام ابوعبداللہ بخاری
نے کہا قنو بکسر قاف وسکون نون عذق ہے بکسر عین اعذاق کہتے ہیں کھجور کے گچھہ کو اوسکی ڈالی سمیت)
اور اسکا تثنیہ قنوان ہے اور جمع بھی قنوان ہے جیسے صنو (کئی درخت کھجور کے جو ایک جڑ سے نکلیں تو ہر
ایک کو صنو کہتے ہیں) اوسکی جمع صنوان ہے وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ اور ابراہیم بن طہمان
نے کہا ف اسماعیلی نے کہا امام بخاری نے یہ روایت ابراہیم سے معلقاً ذکر کی حافظ نے کہا ابونعیم نے مستخرج
میں اور حاکم نے مستدرک میں اسکو وصل کیا احمد بن حفص سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابن طہمان
سے اور امام بخاری نے ابن طہمان سے اس اسناد سے کئی حدیثیں نکالیں عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ
عَنْ أَنَسٍ رض قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوهُ فِي
الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا
إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ رض فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ
يُقِلُّهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ
ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِّنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس روپیہ آیا ایک لاکھ

درہم جیسے ابن ابی شیبہ نے نکالا حمید بن ہلال سے مرسلاً البحرین سے (جو ایک شہر ہے درمیان بصرہ اور عمان کے) آپ نے فرمایا اوسکو مسجد میں ڈالدو اور یہ روپیہ اون سب روپیوں میں زیادہ تھا جو آپ پاس آسکتے تھے (زیجی اور وقتوں میں) تو آپ نکلے نماز کے لیے اور روپیہ کیطرف دیکھا بھی نہیں جب نماز پڑھ چکے تو آئے اور اسکے پاس بیٹھے پھر جسکو آپ نے دیکھا اوسکو دیا اوس میں سے اتنے میں حضرت عباسؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجہکو بھی دیجیے اسمیں سے کیونکہ میں نے (بدر کی لڑائی میں) اپنی جان کا فدیہ دیا اور عقیل کا بھی فدیہ دیا (جو اونکے بھتیجے اور حضرت علی کے بھائی تھے) آپ نے فرمایا اچھا لو تو اونہوں نے (یعنی حضرت عباسؓ نے) اپنے کپڑے میں لب بھر کر روپیہ ڈالے پھر اوسکو اوٹھانے لگے تو اوٹھا نہ سکے اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے یہ روپیہ میرے اوپر اوٹھا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے عرض کیا تو آپ ہی اوٹھا دیجیے میرے اوپر یعنی میرے اوپر اوٹھا کر لا د دیجیے تاکہ میں لیجاؤں) آپ نے فرمایا نہیں آخر اونہوں نے تھوڑا روپیہ پھر میں سے نکال ڈالا پھر اوٹھانے لگے جب بھی اوٹھا نہ سکے اونہوں نے کہا یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے وہ اسکو اوٹھا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے کہا تو آپ ہی اوٹھا دیجیے آپ نے فرمایا نہیں پھر اونہوں نے تھوڑا روپیہ اوس میں سے اور ڈالدیا بعد اوسکو اوٹھا لیا اور اپنے دونو مونڈھوں کے بیچ میں اوسکو لادلیا اور لیکر چلے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم برابر اونکو دیکھتے رہے تعجب سے اونکی حرص پر یہانتک کہ وہ آپکی نظر سے غائب ہو گئے پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اوس مجلس سے نہیں اوٹھے یہانتک کہ ایک درم بھی نہیں رہا ف یعنے سب تقسیم کر دیے اوسیوقت اوٹھے سبحان اللہ اتنی سخاوت بجز پیغمبر کے اور کون کر سکتا ہے حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں کھجور کے خوشہ لٹکانے کی مسجد میں کوئی حدیث بیان نہیں کی حالانکہ ترجمہ باب میں اسکا ذکر کیا ابن بطال نے کہا کہ اون سے غفلت ہو گئی ابن تین نے کہا امام بخاری بھول گئے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ امام بخاری نے اس مضمون کو اسی حدیث سے نکالا کیونکہ جب روپیہ مسجد میں رکھنا درست ہوا تو کھجور لٹکانا بھی درست ہوگا دونوں سے محتاج فائدہ اوٹھاتے ہیں اور اشارہ کیا اوس حدیث کی طرف جو امام نسائی نے نکالی عوف بن مالک اشجعی سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ایک شخص نے خراب کھجور کا خوشہ (مسجد میں) لٹکا دیا تھا آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ اوس چھڑی کو خوشہ پر مارتے اور فرماتے اگر یہ صدقہ والا چاہتا تو اس سے بہتر کھجور صدقہ دیتا اور یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے گو اسکا اسناد قوی ہو تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری سے غفلت

ہوئی اور اس باب مین ایک دوسری حدیث بھی ہو جسکو ثابت نے دلائل مین نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہر ایک باغ مین سے ایک خوشہ کھجور کا مسجد مین لٹکایا جاوے مسکینون کے لیے اور ایک روایت مین ہے کہ معاذ بن جبل مسجد کے خوشون کی محافظت کرتے یا انکو تقسیم کرتے اور یہ مال جو بحرین سے آپ پاس آیا تھا اسکو علا ابن حضرمی نے بھیجا تھا بحرین کے خراج مین سے اور یہ پہلا خراج ہے جو بھیجا گیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور مصنف نے مغازی مین نکالا عمرو بن عوف سے کہ آنحضرت صلعم نے صلح کر لی تھی بحرین والون سے اور انپر حاکم کیا تھا علا ابن حضرمی کو اور ابو عبیدہ بن جراح کو اون کے پاس بھیجا تھا پھر ابو عبیدہ وہان سے مال لیکر آئے اور انصار نے اوس مال کا آنا سنا اخیر حدیث تک اس سے یہ نکلتا ہے کہ اس مال کے لانیوالے ابو عبیدہ تھے اور واقدی نے نقل کیا کہ مال کا لانے والا علا ابن حضرمی کا ایلچی تھا جسکا نام علا ابن حارثہ ثقفی تھا تو شاید وہ ابو عبیدہ کا رفیق ہو اور جابر کی حدیث مین جو منقول ہے کہ حضرتؐ نے اون سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجھکو دونگا پھر وہ مال نہین آیا یہانتک کہ آپ کی وفات ہو گئی تو یہ روایت صحیح ہے اور اس روایت کے خلاف نہین کیونکہ خراج ہر سال آتا اور جابر سے آپنے جو وعدہ کیا تھا وہ مال دوسرے سال کا ہوگا اور اسکے آنے سے پہلے آپنے وفات پائی اور عقیل ابن چچا عباس کے ساتھ بدر کی لڑائی مین گرفتار ہوئے تھے اور عباس نے اپنا اور انکا فدیہ دیا تھا اور حضرتؐ نے حضرت عباس کا کہنا نہ سنا نہ کسی کو حکم دیا انکا روپیہ اوٹھا دینے کے لیے نہ آپ اوٹھا دیا اس مین یہ اشارہ تھا کہ مال کی حرص کرنا برا ہے اور جسقدر حاجت ہو اوس سے زیادہ طلب کرنا منع ہو اور اس حدیث سے حضرتؐ کی سخاوت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ دنیا کے مال کی طرف آپ التفات نہ فرماتے خواہ تھوڑا ہوتا یا بہت اور امام کو چاہیے کہ مال آتے ہی مستحقون کو تقسیم کر دے اور دیر نہ کرے اور اس حدیث کے باقی فائدے خدا چاہے تو کتاب الجہاد مین مذکور ہونگے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین صدقات رکھنا اور انکا بانٹنا درست ہے بشرطیکہ نماز مین خلل واقع نہ ہو جسکے لیے مسجد بنائی گئی ہے اور صدقات مین صدقہ فطر بھی داخل ہو اسیطرح پینے کا پانی بھی مسجد مین رکھنا درست ہے (فتح مختصرا)

باب مَنْ دَعَا لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ اَجَابَ مِنْهُ مسجد مین کھانے کی دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ اَنَسًا وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهُ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِي

أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ قُومُوا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ **ترجمہ** انس سے روایت ہے میںنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا آپکے ساتھ لوگ تھے تو میں کھڑا ہوا آپنے فرمایا مجھے ہی کیا ابو طلحہ نے تجھکو بھیجا ہے مینے عرض کیا جی ہان آپنے فرمایا کھانے کے لیے مینے کہا ہان آپنے اون لوگون سے فرمایا جو آپکے گرد تھے اوٹھو پھر آپ چلے اور مین لوگون کے آگے چلا **ف** یہ حدیث مختصر ہے پورا قصہ مولف نے علامات النبوۃ مین نکالا اور اطعمہ اور ایمان اور نذور مین اور مسلم نے اوسکو صلوۃ اور اطعمہ مین نکالا اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کھانے کی دعوت درست ہے گو ولیمہ نہ ہو اور جسکی دعوت ہو وہ اپنے ساتھ اور لوگون کو بھی لیجا سکتا ہے جنکو دعوت نہ دی گئی ہو جب اوسکو یہ یقین ہو کہ صاحب دعوت برا نہ ماننے گا اور باقی فوائد اس حدیث کے علامات نبوت مین مذکور ہون گے مترجم کہتا ہے حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد مین دعوت دینا درست ہے کیونکہ آپنے لوگون کو مسجد مین دعوت دی اور دعوت قبول کرنا بھی مسجد مین درست ہے اور یہ امر اون لغو باتون مین سے نہیں ہے جو مسجد مین منع ہین

بَابُ الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد مین فیصلہ کرنا لعان کرنا

حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ **ترجمہ** سہل بن سعد سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی اپنی بی بی کے ساتھ غیر مرد کو پاوے (یعنی برا کام کرتے دیکھے) کیا اوسکو مار ڈالے (یا کیا کرے راوی نے کہا) پھر مرد اور عورت دونون نے لعان کیا مسجد مین اور مین موجود تھا **ف** اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب اللعان مین آویگی اور مرد کا نام عویمر بن عامر عجلانی تھا یا ہلال بن امیہ یا سعد بن عبادہ یا عاصم عجلانی اور صحیح عویمر ہے اور اکثر علما کا یہی مذہب ہے کہ مسجد مین مقدمہ فیصلہ کرنا درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ ہمیشہ اسپر عمل ہوتا آیا ہے اور ابن مسیب نے اوسکو مکروہ جانا ہے اور شافعی سے منقول ہے کہ مسجد مین فیصلہ اوسوقت مکروہ ہے جب مسجد اسی کام کے لیے مقرر کرے لیکن اگر اتفاقاً کوئی فیصلہ مسجد مین کرے تو مکروہ نہیں ہے اور مولف نے اس حدیث کو طلاق اور اعتصام اور احکام محاربین اور تفسیر مین نکالا اور مسلم نے لعان مین اور ابو داؤد نے طلاق مین اور نسائی اور ابن ماجہ نے (قسطلانی)

بَابُ إِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّي حَيْثُ شَاءَ أَوْ حَيْثُ أُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ

جب کوئی کسی کے گھر مین جاوے تو جہان چاہے وہان

یعنی ابن ہمام ۱۲

نماز پڑھے یا صاحبخانہ جہاں حکم دیوے وہاں پڑھے اور کچھ ذکر نہ کرے ف مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جہاں چاہے وہاں نماز پڑھے کس لیے کہ صاحبخانہ نے جب گھر میں آنیکی اجازت دی تو جس جگہ چاہے بیٹھے اور جہاں چاہے نماز پڑھے گویا اوسکی بھی اجازت ہوگئی دوسرے یہ کہ صاحبخانہ سے پوچھے اور جو جگہ نماز کے لیے وہ بتلا دے وہاں نماز پڑھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے پوچھا کہ میں کہاں نماز پڑھوں ابن منیر نے کہا کہ ظاہر پہلی صورت ہے اور حضرت صلعم نے جو عتبان سے پوچھا اوسکی وجہ یہ تھی کہ عتبان نے آپ کو بلایا تھا اسلیے کہ آپ ایک مقام پر اون کے گھر میں نماز پڑھیں برکت کے لیے پس آپنے پوچھا کہ تم کون سا مقام چاہتے ہو حافظ نے کہا اگر صاحب خانہ نماز کے لیے کوئی جگہ خاص کر دیوے تو دوسرے لوگوں کو بھی اسی جگہ نماز پڑھنا چاہیے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ترجمہ عتبان بن مالک سے روایت ہو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تشریف لائے اون کے گھر میں تو فرمایا تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تمہارے لیے تمہارے گھر میں عتبان نے کہا میں نے ایک جگہ کیطرف اشارہ کیا آپنے تکبیر کہی اور ہم نے صف باندہی آپکے پیچھے پہر آپنے دو رکعتیں پڑہیں ف اس حدیث کی تفصیل آگے آتی ہے قسطلانی نے کہا عتبان بکسر عین او رضم عین انصاری سالمی مدنی صحابی تھے اندہے اور حضرت ہفتہ کے دن اون کے مکان پر تشریف لے گئے آپکے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے جیسے طبرانی کی روایت میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عتبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لاویں اور ابن حبان نے صحیح میں نکالا ابوہریرہ سے کہ ایک انصاری شخص نے کہا اندہے ہو جانے کے بعد اور مولف نے اس حدیث کو رقاق اور مغازی اور مرتدین اور اطعمہ میں نکالا اور مسلم نے صلوۃ اور ایمان میں اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ میں

انتہی بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ گھروں میں مسجد بنانا وَصَلَّى الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِي مَسْجِدِهِ فِي دَارِهِ جَمَاعَةً اور براء بن عازب نے نماز پڑھی اپنی مسجد میں جو اونکے گھر میں تھی جماعت سے حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا ایک قصہ میں حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ

مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حِينَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ قَالَ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ أَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذَلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ قَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَدَّقَهُ بِذَلِكَ

ترجمہ محمود بن ربیع انصاری سے روایت ہے عتبان بن مالک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھے اور بدر کی لڑائی میں حاضر تھے انصار میں سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ف مسلم کی روایت میں ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس کسی کو بھیجا یہ عرض کرنے کے لیے کہ آپ میرے مکان پر تشریف لاویں تو احتمال ہے کہ اس روایت میں آنے کی نسبت عتبان کی طرف مجازاً ہو اور مراد انکے ایلچی کا آنا ہو یا یا بار وہ خود آئے ہوں پھر دوبارہ کسی کے ہاتھ کہلا بھیجا ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ عتبان نے جمعہ کے دن آپ سے عرض کیا کاش آپ میرے پاس آویں یا رسول اللہ (فتح) ف اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بینائی بگڑ گئی ف طبرانی کے ایک روایت میں ہے میری بینائی بری ہو گئی اور اسمٰعیلی کی روایت میں ہے کہ میری بینائی ضعیف ہونے لگی ہے مسلم کی ایک روایت میں ہے میری آنکھ میں آفت ہو گئی ہے ان سب روایتوں سے یہ نکلتا ہے کہ عتبان اوسوقت اندھے نہ تھے مگر مصنف نے باب الرخصۃ فی المطر میں نکالا کہ عتبان اپنی

قوم کی امامت کرتے تھے اور وہ اندھے تھے اور انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ اندھیرے اور پانی میں اندھا
آدمی ہوں اخیر حدیث تک اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ثابت سے کہ عتبان اندھے ہو گئے تھے اونہوں نے حضرت کے
کے پاس کسیکو بھیجا ابن خزیمہ نے کہا بینائی بگڑنا اندھے ہونیکو بھی کہتے ہیں اور کسکو بھی کہ نگاہ میں فتور پیدا ہو اور
بہتر یہ ہے کہ اندھے ہونیسے بینائی کا فتور مراد لیا جاوے کہ سب روایتوں میں اختلاف نرہیگا (فتح) ف اور میں
نماز پڑھاتا ہوں اپنے لوگوں کی یعنے امامت کرتا ہوں (پہر جب پانی برستی ہیں تو بہا آتی ہی اوس وادی میں
جو میرے اور اون کے بیچ میں ہے (اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ نالہ بہتا ہی میرے گھر اور میری قوم کی مسجد کے
بیچ میں اور وہ روکتا ہے مجھکو اون کے ساتھ نماز پڑھنے سے) اور میں آنکی مسجد میں جا نہیں سکتا کہ اون کے
ساتھ نماز پڑھوں میں چاہتا ہوں یا رسول اللہ آپ میرے پاس تشریف لاویں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں
میں اوس جا کی کو نماز کی جا مقرر کر لوں راوی نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا اچھا
اگر خدا چاہے تو میں ایسا کرونگا ف آپنے انشاء اللہ کی مشیت پر موقوف رکھا کیونکہ سورہ کہف میں
ہے کسی بات کو یوں مت کہہ میں کل کرونگا مگر جب اوس کے ساتھ یوں کہے اللہ چاہے اور حضرت کو بھی آئندہ
کا حال معلوم نہ تھا ایسا ہی کہا برماوی اور کرمانی نے اور حافظ ابن حجر نے اور عینی نے کہا کہ احتمال ہے
کہ انشاء اللہ آپنے محض برکت کیلیے کہا ہو اور آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو کہ یہ فعل ضرور واقع ہوگا (قسطلانی)
ف عتبان نے کہا پہر دوسرے دن صبح کو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر تشریف لائے جب
دن چڑھ گیا تھا (ابو اویس کی روایت میں حضرت عمر کا ساتھ ہونا بھی مذکور ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے
پہر آپ تشریف لائے اور آپکے اصحاب میں سے جس کا اللہ کو منظور ہوا اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ
اپنے کئی اصحاب کے ساتھ تشریف لائے تو احتمال ہے کہ ابوبکر آپکے ساتھ گئے ہوں اور دوسرے صحابہ
آپسے پہلے یا آپکے بعد آگئے ہوں) اور آپنے اجازت مانگی اندر آنیکی میں نے اجازت دی آپ بیٹھے
نہیں جب گھر کے اندر آئے ف کیونکہ یہاں آپ نماز کیلیے آئے تھے تو پہلے نماز ادا کی اور ملیکہ کے گھر
کھانے کے لیے تشریف لیگئے تھے وہاں پہلے کھانا کھایا پہر نماز پڑھی (فتح) ف بلکہ فرمایا تو کہاں چاہتا
ہے کہ وہاں میں نماز پڑھوں تیرے گھر میں عتبان نے کہا میں نے گھر کا ایک کونا آپ کو بتلایا آپ وہاں کھڑے
ہوئے اور تکبیر کہی ہم بھی کھڑے ہوئے صف باندھ کر پہر آپنے دو رکعتیں پڑھیں بعد اوسکے سلام پہیرا
(اس حدیث سے یہ نکلا کہ دن کو نفل نماز جماعت سے درست ہے اور دن کو بھی دو دو رکعت نفل پڑھنا افضل ہے

اور روکا حضرت کو عتبان نے کہا پھر ہم نے آپ کو ٹھیرا لیا حلیم کے لیے جو ہم نے طیار کیا تھا آپ کے لیے ف
حلیم ترجمہ ہے خزیرہ کا خا معجمہ اور زای منقوطہ سے ابن قتیبہ نے کہا خزیرہ اس طرح بنتا ہے کہ گوشت کو چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے کریں پھر بہت سا پانی ڈالکر اوسکو چڑھا دیں پکنے کے لیے جب پک جاوے تو اوسپر آٹا چھڑک
دیویں اور جو گوشت نہ ہو صرف آٹا ہو تو وہ عصیدہ ہے نہ خزیرہ ایسا ہی کہا یعقوب نے اور کہا کہ خزیرہ
باسی گوشت کا بنتا ہے اور بعضوں نے کہا خزیرہ حریرہ ہے آٹیکا جس میں روغن ہوتا ہے اور ازہری نے
ابوالہیثم سے نقل کیا کہ خزیرہ نخالہ کا ہوتا ہے اور مصنف نے اطعمہ میں نضر سے ایسا ہی نقل کیا عیاض نے
کہا نخالہ سے وہ آٹا مراد ہے جسکو چھانیں نہیں میں کہتا ہوں مسلم کی روایت میں جشیشہ ہے اہل لغت نے کہا وہ
یہ ہے کہ گیہوں کو تھوڑا پیسیں پھر اوس میں چربی وغیرہ ڈالیں اور مطالع میں ہے کہ صحیحین میں حریرہ ہے حا اور را
سے ہے مہملتین اور مصنف نے اطعمہ میں نضر سے نقل کیا کہ وہ دودھ سے بنتا ہے واللہ اعلم (فتح) ف
عتبان نے کہا پھر محلہ والوں میں سے کچھ لوگ دوبارہ لوٹ آئے گھر میں اپنے جب سنا حضرت کا تشریف
لانا سنکر ایک شخص اون میں سے بولا کہ کہاں ہے دخیشن کا بیٹا یا دخشن کا بیٹا مصنف کی دوسری
روایت میں دخشن ہے بغیر شک کے اور ایسا ہی مسلم نے نکالا اور طبرانی نے احمد بن صالح سے نقل کیا کہ صحیح
دخشم ہے اور طیالسی نے اور مسلم نے ثابت سے ایسا ہی نکالا بعضوں نے کہا ف مراد اس سے عتبان ہیں
حدیث کا راوی ایسا ہی کہا بعض علماء نے ابن عبد البر نے تمہید میں کہا جس شخص نے حضرت سے سرگوشی
کی تھی ایک منافق کے قتل کے لیے وہ عتبان تھے اور منافق مالک بن دخشم کو کہا تھا پھر یہی حدیث
عتبان کی بیان کی حالانکہ اس سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ سرگوشی عتبان نے کی تھی ابن عبد البر نے کہا
مالک بلا اختلاف بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور سہیل بن عمرو کو اسی نے پکڑا تھا پھر ابوہریرہ سے
نکالا کہ حضرت نے مالک کے باب میں فرمایا کیا وہ بدر میں حاضر نہیں تھا اور ابن اسحاق نے مغازی
میں نکالا کہ حضرت نے اسی مالک بن دخشم کو اور معن بن عدی کو روانہ کیا تھا ان دونوں نے مسجد ضرار
کو جلا دیا تھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ منافق نہ تھا یا بعد کو اوسکا نفاق جاتا رہا نفاق سے نفاق کفر مراد نہیں
ہے بلکہ منافقوں سے دوستی رکھنا اور صحابہ نے اسی وجہ سے اوسپر اعتراض کیا اور شاید اوسکو کوئی عذر ہو
اس باب میں جیسے حاطب بن ابی بلتعہ کو تھا (فتح) ف وہ تو منافق ہے اللہ اور اسکے رسول سے محبت
نہیں رکھتا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہہ کیا تو نہیں دیکھتا اوسنے لا الہ

الا اللہ کہا اور مسلم کی روایت مین ہے اونہون نے کہا بیشک وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے لیکن اوسکے دل مین یقین نہین ا
اللہ کے لیے تب اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے ہم کہا ہم تو اوسکی توجہ اور اوسکی سچی دوستی منافقون
سے پاتے ہین تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے تو حرام کر دیا ہے دوزخ پر اوس شخص کو
جو لا الہ الا اللہ کہے خالص اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے لیے ف حافظ نے کہا صحیحین مین عتبان سے
صحیحین مین ایک یہی حدیث منقول ہے اور امام بخاری نے دس مقامون سے زیادہ اس حدیث کو نکالا کہین طول کے
ساتھ کہین اختصار کے ساتھ اور اس حدیث کو عتبان سے انس بن مالک رض نے بھی سنا اور اوسکو مسلم نے نکالا اور ابو بکر
بن انس نے اپنے باپ کے ساتھ سنا عتبان سے اور اوسکو نکالا طبرانی نے اور باب النوافل مین یہ آویگا کہ ابو ایوب
انصاری نے محمود بن ربیع کو یہ حدیث روایت کرتے سنا عتبان سے تو اوسکا انکار کیا کیونکہ ظاہر سے اس حدیث
کے یہ نکلتا ہے کہ ہر موحد پر دوزخ حرام ہے اور شفاعت کی حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض موحدین کو دوزخ
کا عذاب ہوگا لیکن علما نے اس کے کئی جواب دیے ہین ایک تو وہ کہ امام مسلم نے نکالا ابن شہاب سے اس حدیث
کے بعد کہ پھر اور فرائض اور امور اوترے تو اب کوئی دہوکا نہ کہاوے اس حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ نماز اس حدیث سے پہلے فرض ہو چکی تھی اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تارک الصلوۃ اگر موحد ہو تو اوسکو عذاب
نہ ہوگا اور بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو کوئی خلوص سے لا الہ الا اللہ کہے اور خلوص اوسکو ہو وہ فرائض
ترک نہین کرتا اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ فرض کے ترک کرنے سے کلمہ کے خلوص مین خلل نہین ہوتا اور بعضون
نے کہا مراد یہ ہے کہ اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا عذاب نہ ہوگا یا وہ طبقہ دوزخ کا اوس پر حرام ہوگا جس مین
کافر رہینگے نہ وہ طبقہ جو گنہگارون کے لیے ہے اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلتے ہین اندھے کی امامت
جائز ہونا اپنی بیماری کا بیان کرنا اور یہ شکایت مین داخل نہین مدینہ مین سوا مسجد نبوی کے اور مسجدون مین بھی
جماعت ہونا اندھیرے پانی مین جماعت کا معاف ہونا نماز کے لیے ایک جای معین کرنا اور وہ جو ابو داؤد نے
ایک حدیث روایت کی جس سے مسجد مین کوئی جای معین کرنیکی ممانعت نکلتی ہے تو وہ محمول ہے اوس حالت
پر جب ریا وغیرہ کا خیال ہو صفون کا برابر کرنا جو شخص ملاقات کو آوے اوسکی امامت جائز ہونا بشرطیکہ وہ بڑا
امام ہو یا صاحب خانہ اوسکو اجازت دیوے حضرت نے جہان نماز پڑہی ہے وہ جای متبرک ہونا اگر کوئی کسی صالح
شخص کو بلاوے برکت کے لیے تو جانا افضل کو اپنے سے کم درجہ والے کی دعوت قبول کرنا وعدے کو پورا کرنا
وعدے کے ساتھ انشاء اللہ کہنا اپنے ساتھ بعض دوستون کو لیجانا جب یہ معلوم ہو کہ میزبان کو ناگوار نہ ہوگا

گھر میں گھسنے سے پہلے اجازت چاہنا اگرچہ اسکو بلاوا آیا ہو اہل محلہ کا امام یا عالم کے پاس جمع ہونا برکت حاصل کرنیکو لیے جس سے دینی آفت پہنچنے کا ڈر ہو اوسکا حال امام سے کہدینا اور غیبت میں داخل نہیں اور امام کو لازم ہے کہ اوسکو خوب دریافت کرے ایمان میں صرف زبانی اقرار کافی نہو جب تک دل سے یقین نہ ہو جو توحید پر مرے اوسکا ہمیشہ دوزخ میں نہ رہنا مینہ اور پانی میں گھر میں نماز پڑھ لینا نوافل جماعت سے ادا کرنا (فتح مختصراً) ف ابن شہاب نے کہا پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے پوچھا جو بنی سالم کے عمدہ لوگوں میں سے تھا محمود بن الربیع کی حدیث کو اونہوں نے کہا سچ کہا محمود نے ف تو شاید حصین نے بھی اس حدیث کو عتبان سے سنا ہوگا اور احتمال ہے کہ دوسرے صحابی سے سنا ہو (فتح) **بَابُ التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ** مسجد میں یا گھر وغیرہ میں گھستے وقت پہلے داہنا پاؤں اندر رکھنا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى اور عبد اللہ بن عمر رض پہلے اپنا داہنا پاؤں رکھتے تھے (مسجد میں جاتے وقت) پھر جب نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکالتے ف حافظ نے کہا مجھکو یہ اثر موصولاً نہیں ملا ابن عمر سے البتہ حاکم نے مستدرک میں روایت کیا معاویہ بن قرہ سے اونھوں نے انس سے وہ کہتے تھے جب تو مسجد میں داخل ہونے لگو تو سنت یہ ہے کہ پہلے داہنا پاؤں رکھے اور جب نکلے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے اور صحابی جب یون کہے کہ یہ امر سنت ہے تو وہ مثل مرفوع حدیث کے ہے لیکن انس کی یہ روایت امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اسلیے وہ ابن عمر کا اثر لائے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ **ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے جہانتک آپ سے ہو سکتا اپنے سب کاموں میں وضو میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں ف حافظ نے کہا یہ حدیث عام ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد سے نکلتے وقت بھی پہلے داہنا پاؤں نکالے اور احتمال ہے کہ جہانتک ہو سکتا ہے سے یہ مراد ہو کہ بعض کاموں میں داہنا مقدم کرنا نہیں چاہیے جیسے پاخانے جانے میں مسجد سے نکلنے میں اسیطرح بایاں ہاتھ استنجا میں جیسے استنجا میں ناک نکالنے میں اور حضرت عائشہ نے حضرت کا پسند کرنا حضرت کے فرمانے سے معلوم کیا یا قرائن سے اور یہ حدیث کی بحث کتاب الطہارت میں گذر چکی (فتح) مؤلف نے اوسکو لباس اور اطعمہ میں بھی نکالا (قسط) **بَابُ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ**

مَكَانَهَا مَسَاجِدَ کیا جاہلیت کے زمانے کی مشرکون کی قبرین کہود ڈالنا اور اُس جگہہ مسجد بنانا درست ہے ف

حافظ نے کہا یہ امر مشرکون سے خاص ہے لیکن پیغمبرون کی اور جو اون کے تابع ہین اونکی قبرین کہودنا درست

نہین کیلیے کہ اس مین اُنکی تذلیل ہے اور مشرکون کی کوئی عزت نہین لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ کیونکہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ

وسلم نے لعنت کرے اللہ یہود پر اونہون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنا لیا ف اس حدیث کو مولف

نے وصل کیا باب الوفاۃ مین کتاب المغازی سے اور جنائز مین اور وہان نصاری کا لفظ زیادہ ہے

تیسیر الوصول مین ہے کہ پانچون عالمون نے ابو ہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالی یہود

اور نصاری پر اونہون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنا لیا ایک روایت مین ہے حضرت عائشہ

سے اونہون نے کہا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو حضرتؐ کی قبر کہلی رہتی حافظ نے کہا اس حدیث سے مولف نے یہ مطلب

نکالا کہ قبرون کا مسجد بنانا اوس وقت منع ہے جب کوئی تعظیم کی نیت سے ایسا کرے جیسے جاہلیت کے لوگ

کرتے تہے اور رفتہ رفتہ قبرون کی پرستش کرنے لگے اور یہ حدیث شامل ہے اوس شخص کے لیئے بہی جو پیغمبرون

کی قبرین کہودے اُنکی ہڈیان پہینکے لیکن یہ خاص ہے انبیا اور جو انبیا کے تابعین ہین اُنکا بہی یہی حکم ہے اور کفار

کی قبرین کہودنے مین کوئی قباحت نہین اونکے ذلیل کرنے مین کیا حرج ہے اور اُنکی قبرین کہود کر

مسجد بنانے مین اونکی تعظیم منظور نہین ہوتی تو معلوم ہوا کہ اس حدیث مین اور حضرتؐ کے اس فعل مین کہ آپ

نے مشرکون کی قبرین کہدوا کر اوس جگہہ مسجد بنائی تعارض نہین ہے انتہی مترجم کہتا ہے جب پیغمبرون

کی قبر کو مسجد بنانا تعظیم کے لیے ناجائز اور باعث لعن ہوا حالانکہ مسجد مین اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو

خود پیغمبرون کی قبر کو سجدہ کرنا زیادہ تر ناجائز اور باعث لعن ہوگا اور یہ امر قیاس جلی سے ثابت ہوتا ہے

پس معلوم ہوا کہ قبرون کو سجدہ کرنے والے بہ منطوق حدیث ملعون ہین معاذ اللہ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ

فِي الْقُبُوْرِ اور اس باب مین یہ بیان ہے کہ قبرون مین نماز پڑہنا مکروہ ہے ف خواہ قبر کے اوپر ہو یا

قبر کی طرف یا دو قبرون کے بیچ مین ہو اور اس باب مین ایک حدیث وارد ہے جسکو امام مسلم نے روایت

کیا ابو مرثد غنوی سے مرفوعاً مت بیٹہو قبرون پر اور مت نماز پڑہو قبرون کی طرف اور نہ قبرون کے

اوپر اور یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تہی اسلیے ترجمہ باب مین اسکی طرف اشارہ کیا اور حضرت

عمرؓ کا اثر اسلیے لائے کہ یہ فعل مکروہ ہے لیکن نماز فاسد نہ ہوگی (فتح) وَرَاٰى عُمَرُ اَنَسَ بْنَ

مَالِكٍ يُصَلِّي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ الْقَبْرَ الْقَبْرَ وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ اور حضرت عمرؓ نے انس بن مالکؓ کو نماز
پڑہتے دیکھا ایک قبر کے پاس تو فرمایا قبر ہے قبر اور نماز لوٹانیکا اون کو حکم نہ کیا ف یہ اثر موصولاً ابونعیم نے نکالا
جو بخاری کے شیخ ہین کتاب الصلوۃ مین اوسمین یہہ ہے کہ انس نماز پڑہ رہے تہے ایک قبر کیطرف حضرت عمرؓ نے
انکو پکارا القبر القبر وہ سمجھے کہ قمر کہتے ہین (یعنے چاند چاند) پہر انکو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ قبر کہتے ہین تو وہ ہٹ گئے
قبر سے اور نماز پڑہی اور اس اثر کے اور بہی کئی طریق ہین مینے انکو تعلیق التعلیق مین بیان کیا ایک حمید کا طریق
ہے انس سے اوس مین یہہ ہے کہ انسؓ نے کہا میرے پاس والون مین سے کسی نے کہا حضرت عمرؓ قبر کو کہتے ہین تو مین
سرک گیا قبر کے پاس سے اور انس کے نماز پڑہتے جانے سے امام بخاری نے نکالا کہ نماز جائز ہوگئی اور جو نماز فاسد
ہوتی تو وہ سرے سے شروع کرتے (فتح) قسطلانی نے کہا نماز کا جائز ہونا اس سے نکلا لیکن کراہت کے
ساتہہ کیونکہ اوس نے نجاست پر نماز پڑہی گو بیچ مین حائل ہو اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور بعضون نے کہا کراہت
بہی نہین اسلیے کہ نجاست پر اگر پاک فرش ہو تو اوس پر نماز مکروہ نہین یہ قاضی حسین نے کہا اور ابن رفعہ نے
کہا قاضی کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ یہ کراہت میت کی حرمت کے لحاظ سے ہے لیکن اگر کوئی شخص قبرون کے
بیچ مین کہڑا ہو اسطرح سے کہ اسکے نیچے کوئی میت نہو اور نہ نجاست ہو تو کراہت نہین مگر کہدی ہوئی قبر پر
نماز صحیح نہوگی توضیح مین ہے کہ پیغمبرون کی قبرین اس سے مستثنی ہین وہان نماز پڑہنا مکروہ نہین کیونکہ اللہ
تعالے نے زمین پر انکے بدنون کو حرام کر دیا ہے اور وہ زندہ ہین اپنی قبرون مین نماز پڑہتے ہین اور یہہ
حدیث لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ اسکے خلاف نہوگی کیونکہ قبرون کا مسجد بنانا اور بات ہے انکا خاص حکم
اور وہان نماز پڑہنا اور بات ہے اور یہ حکم انہین سے خاص ہے، جب یہ بات ہے تو ضرر نہین کہ عام سے ہی نماز ہو تحقیق مین ہے کہ آنحضرتؐ کی
قبر شریف کیطرف منہ کر کے نماز پڑہنا حرام ہے اور کسی آدمی کیطرف منہ کر کے نماز پڑہنا مکروہ ہے اسلیے کہ
اوس مین خیال بٹتا ہے اور حضرتؐ کی قبر شریف پر اور پیغمبرون کی قبرون کا قیاس کرنا چاہیے اور امام مالک
نے مقبرہ مین نماز پڑہنا جائز رکہا ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے منتہی المقنع مین ہے کہ مقبرہ
مین نماز صحیح نہین البتہ جنازہ کی نماز درست ہے اور دو ایک قبرین ہونے سے ضرر نہین اسیطرح اگر گہر مین
کوئی قبر ہو (قسطلانی) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ
فَذَكَرَتَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا

عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِیْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَاُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ترجمہ
اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے اُم المومنین اُم حبیبہ اور اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہما دونون نے ذکر کیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجے کا جسکو اونہون نے حبش کے ملک مین دیکہا تہا اوس مین تصویرین تہین آپنے فرمایا اون لوگون مین (نصاری مین) جب کوئی شخص نیک ہوتا پہر وہ مرجاتا تو اوسکی قبر پر مسجد بنالیتے اور اُس مین یہ مورتین کہینچتے وہ لوگ تمام مخلوق مین بُرے ہونگے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن ف حافظ نے کہا اہل کتاب کے لگلے لوگون نے اچہے لوگون کی مورتین اسلیے بنائی تہین کہ پچہلے لوگ اُنسے مانوس ہون اور اُن کے نیک کامون کو یاد کرکے اون کیطرح کوشش کرین پہر پچہلے لوگ ایسے پیدا ہوئے جو اگلون کا مقصد نہ سمجہے اور شیطان نے اونکے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ تمہارے اگلے بزرگ ان مورتون کی پرستش کرتے تہے اور انکی تعظیم کرتے تہے تم بہی انکی پرستش کرو تو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سد تو ڑ ہی سے منع فرمادیا اور شرک کے ذریعہ کو روک دیا اور حدیث مین دلیل ہے تصویر حرام ہونے پر اور بعضون نے کہا ہے یہ وعید اون لوگون کے لیے تہی جو اُس زمانہ مین تہے کیونکہ بت پرستی کا عہد قریب تہا اب یہ وعید نہین ہے اور ابن دقیق العید نے ان لوگون کا رد کیا ہے طول کے ساتھ جیسے کتاب اللباس مین آویگا اور بیضاوی نے کہا کہ یہود اور نصاری پیغمبرون کی قبرون کو سجدہ کرتے اونکی تعظیم کے لیے اور قبرون کو قبلہ بناتے نماز وغیرہ کے لیے اور انکو بت کرلیتے تو حضرت نے انپر لعنت کی اور مسلمانون کو اس کام سے منع کیا لیکن اگر کوئی مسلمان کسی نیک بخت اور صالح شخص کی قبر کے پاس مسجد بنادے اور اوسکی قرب سے صرف برکت کی نیت رکہے نہ قبر کی تعظیم کرے نہ اوسطرف مُنہ کرے نماز مین تو وہ اس وعید مین داخل نہین ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مومن جو عجیب باتین دیکہے اوسکو بیان کرسکتا ہے اور جو عالم ہو وہ اُنکا حکم بیان کردیوے اور جو لوگ حرام کام کرین انکی مذمت اور قبرون مین نماز پڑہنا خواہ قبر کے بازو مین نماز پڑہے یا خود قبر پر یا قبر کیطرف ہر طرح مکروہ ہے اور اسکا بیان آگے آویگا رفتح اشرحجم کہتا ہے اب اس زمانے مین پہر شرک اور کفر کا بازار گرم ہوگیا ہے اور بہت لوگ ایسے ہین جو نام کے مسلمان ہین لیکن شرک مین گرفتار ہین ہر جگہ اور ہر ملک مین گور پرستی اور چلہ پرستی اور شدہ پرستی اور تعزیہ پرستی اور مورت پرستی شائع ہو رہی ہے اور جو کوئی ان باتون سے منع کرے اوسکو معاذ اللہ یہ مشرک مردود وہابی قرار دیتے ہین الیاد جالی زمانہ کبہی دیکہنے مین نہین آیا اسوقت مین بیضاوی کی تقریر مناسب نہین اور جو حافظ صاحب اس زمانے مین ہوتے اور یہ وقت کی شرک

اور کفر دیکھتے تو قبر کے پاس مسجد بنانے کی کبھی اجازت نہ دیتے اب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل
کرنا ضرور ہوا اور قبروں کے پاس مسجد بنانے سے منع کرنا چاہیے اور جو کوئی کسی قبر کو سجدہ کرے یا قبر کی طرف
توجہ کرے نماز کے لیے اوسکو اس بری کام سے روکنا چاہیے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى
الْمَدِيْنَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ
عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاؤُوْا مُتَقَلِّدِيْنَ السُّيُوْفَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُوْ بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوْبَ
وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّيْ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ
الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا
وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ فَقَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَفِيْهِ
خَرِبٌ وَفِيْهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ
وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ
وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ
الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ ترجمہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی میں اوترے ایک محلہ میں جسکو بنی عمرو بن عوف کہتے تھے
چودہ راتوں تک وہیں رہے (اور بعض نسخوں میں چوبیس راتیں ہیں لیکن صحیح چودہ راتیں ہیں جیسے ابو داؤد
کی روایت میں ہے) پھر آپنے بنی نجار کو بلایا ایک قوم تھی انصار کی وہ ماموں تھے عبد المطلب حضرتؐ کے دادا کے
کیونکہ انکی ماں سلمی بنی نجار میں سے تھیں آپنے اونہی کے پاس اوترنا چاہا جب قبا سے لوٹے اور نجار ایک
شاخ ہے خزرج قبیلہ کی اور اسکا نام تیم اللات بن ثعلبہ ہے کے پاس کسیکو بھیجا (اونکو بلانے کے لیے) وہ
لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے (یہود کے ڈر سے دوسرے آپ کو دکھلانے کے لیے کہ ہم آپ کی مدد کے لیے
حاضر ہیں) انس نے کہا گویا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی اونٹنی پر
سوار تھے (جسکا نام قصواء تھا) اور ابوبکر صدیق آپکے پیچھے بیٹھے تھے اور بنی نجار کے لوگ آپکے
گرد تھے یہانتک کہ آپنے اپنا کجاوہ ابو ایوب انصاری (خالد بن زیدؓ) کے آنگن میں اوتارا اور آپ پسند

کرتے تھے نماز پڑھنا اوسی جگہہ جہان نماز کا وقت آجاوے اور بکریون کے تہان مین بہی آپ نماز پڑھ لیتے اور آپنے حکم دیا مسجد کے بنانیکا تو بنی نجار کے لوگون کو بلا بہیجا اور فرمایا اے بنی نجار تم اپنے اس باغ کا مول کرلو مجہہ سے (یعنے اوسکی قیمت لیلو) اونہون نے کہا نہین قسم خدا کی ہم اوسکی قیمت نہین چاہینگے مگر اللہ جل جلالہ سے (کیونکہ اوسیکا گہر ہماری باغ مین بنیگا ابن ماجہ کی روایت مین کبہی نہین مانگینگے مگر اللہ سے) انس نے کہا اوس باغ مین یہ چیزین تہین جو مین تم سے بیان کرتا ہون مشرکون کی قبرین اور کہنڈر اور کہجور کے درخت تو آپنے حکم کیا مشرکون کی قبرین کہودی گئین (انکی ہڈیان نکالکر پہینکی گئین) پہر حکم کیا کہنڈر برابر کیے گیے پہر حکم کیا کہجور کے درخت کاٹے گئے اور انکی لکڑیان قبلہ کی طرف مسجد کے برابر رکہدی گئین اور اوسکے دونون طرف پتہر رکہدیے اور صحابہ پتہر ڈہو تے تھے اور رجز (وہ شعر ہین جو محنت مزدوری لڑائی کیوقت پڑہتے ہین) پڑہتے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی اون کے ساتہ رجز پڑہتے تہے اور فرماتے تھے یا اللہ بہلائی نہین ہی مگر آخرت کی بہلائی تو بخشدے انصار اور مہاجرین کو ف ابو داؤد کی روایت مین ہے مدد کر انصار اور مہاجرین کی اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو مقبرہ کسی کی ملک ہو اوس مین تصرف جائز ہی بیع یا ہبہ سے اور پرانی قبرون کا اوکہیڑنا درست ہے بشرطیکہ وہ حرمت کے لائق نہون (جیسے کافرون کی قبرین ہون) اور مشرکین کے مقبرہ مین نماز درست ہے جب قبرین کہود کر ہڈیان پہینک دیجادین اور وہان مسجد بنانا جائز ہے اور میوہ دار درختون کا کاٹنا ضرورت سے جائز ہے اور احتمال ہے کہ ان درختون مین ثمرہ نہ ہوتا ہو اور حضرت شعر تصنیف نہین کر سکتے تھے لیکن پڑہ سکتے تھے علاوہ اسکے خلیل نے رجز مشطور کو شعر مین داخل نہین کیا ہے اور بعضون نے کہا شعر وہ ہے کہ متکلم اوسکو بہ نیت شعر کہے ورنہ کلام کبہی موزون ہوتا ہے لیکن وہ شعر نہین ہوتا اور اسی قبیل سے ہین وہ آیات اور احادیث جو موزون ہین اور مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ اور وصایا اور ہجرت اور حج اور بیوع مین نکالا اور مسلم نے صلوۃ مین اور ایسا ہی ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (فتح وقسط) منتقے الاخبار مین ہے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اون کو حکم دیا طائف مین مسجد بنانیکا جہان پہلے بت رہتے تہے مشرکون کے امام بخاری نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم یہود اور نصاریٰ کے گرجاؤن مین اس وجہ سے نہین جاتے کہ وہان تصویرین ہوتی ہین اور ابن عباس گرجا مین نماز پڑہ لیتے تہے مگر اوس گرجا مین نہین پڑہتے تہے جہان تصویرین ہون تین شوکانی نے کہا عثمان کی

حدیث کے راوی ثقہ ہین اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ گرجا اور جرج یہود اور نصاریٰ کے اسیطرح توڑ کے مسجد بن سکتے ہین اور صحابہ نے جب ملکون کو فتح کیا تو بہت سے عبادتخانے کافرون کے مسجد کر دیے اور انکی محرابین بدل دین اور امام نسائی اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین قیس بن طلق بن علی سے نکالا اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا ہم اپنی قوم کیطرف سے نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپکے ساتھ نماز پڑہی اور ہم نے عرض کیا آپ سے کہ ہمارے ملک مین ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے مانگا آپکے وضو کا بچا ہوا پانی آپنے پانی منگوایا پہر وضو کیا اور کلی کی پہر وہ پانی ایک ڈول مین ڈالدیا اور حکم دیا ہمکو روانہ ہونیکا اور فرمایا جب تم اپنے ملک مین پہونچو تو اوس گرجا کو توڑ دو اور اوس جگہہ پر یہ پانی چھڑک دو اور اوسکو مسجد بنالو شوکانی نے کہا قیس بن طلق کیحدیث سے حجت نہین ہو سکتی ضعیف کیا اوسکو احمد اور ابن معین اور ابن ابی حاتم اور ابو زرعہ نے لیکن ثقہ کہا اوسکو عجلی اور عثمان بن سعد نے اور ابن قطان نے کہا اوسکی روایت حسن ہے صحیح نہین اور قیس کے سوا باقی سب راوی اسحدیث کے ثقہ ہین **باب الصلوٰۃ فی مرابض الغنم** بکریان جہان رہتی ہین وہان نماز پڑہنا **ف** حدیث مین مرابض کا لفظ ہے حافظ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مرابض جمع ہے مربض بکسر میم کی یعنے مکان بکریون کا اور عینی نے کہا کہ یہ غلط ہے مرابض جمع ہے مربض بکسر با اور فتح میم کی اور بلا اشتباہ یہ اعتراض عینی کا صحیح ہے اور سہو ہوا حافظ ابن حجر سے اس مقام مین **حدثنا سلیمان ابن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی التیاح عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی مرابض الغنم ثم سمعتہ بعد یقول کان یصلی فی مرابض الغنم قبل ان یبنی المسجد** ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے بکریون کے رہنے کی جگہون مین شعبہ نے کہا مین نے ابو التیاح سے بعد کو سنا اسحدیث کو تو وہ یون بیان کرتے تہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تہے بکریون کے رہنے کی جگہون مین مسجد بننے سے پیشتر **ف** اس سے یہ نکلا کہ مسجد بننے کے بعد آپ ان جگہون مین نماز نہین پڑہتے تہے لیکن وہان نماز پڑہنے کی اجازت دوسری حدیث سے ثابت ہے جیسے کتاب الطہارۃ مین گذرا اور یہ حدیث ایک ٹکڑا ہے پہلی حدیث کا جو اگلے باب مین بیان ہوئی ابن بطال نے کہا یہ حدیث حجت ہے امام شافعی پر جو کہتے ہین بکریون کا پیشاب اور انکا پاخانہ نجس ہے کیونکہ بکریون کے رہنے کی جگہین اکثر اون سے خالی نہین ہوتین اور شافعیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ اصل

طہارت ہے اور غالب عدم سلامت ہے اور اصل اور غالب مین جب تعارض ہو تو اصل کو ترجیح ہوگی (فتح) **باب الصلوٰة فی مواضع الابل** اونٹون کے رہنے کی جگہون مین نماز پڑھنا **ف** حافظ نے کہا امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سی یہ ہے کہ جن حدیثون مین اونٹ اور بکریون مین فرق کیا ہے یعنے اونٹ کے رہنے کی جگہہ مین نماز سے منع کیا ہے اور بکریون کے رہنے کی جگہہ مین نماز کی اجازت دی ہے وہ حدیثین انکی شرط پر نہین ہین لیکن اُنکے طریقے قوی ہین اون مین سے ایک حدیث ہے جابر بن سمرہ کی اوسکو نکالا امام مسلم نے اور براء بن عازب کی اوسکو نکالا ابو داؤد نے اور ابو ہریرہ کی اوسکو نکالا ترمذی اور امام احمد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھو بکریون کے تھانون مین اور مت نماز پڑھو اونٹون کے تھانون مین اور عبد اللہ بن مغفل کی اوسکو نکالا امام نسائی نے اور سبرہ بن معبد کی اوسکو نکالا ابن ماجہ نے اور اکثر روایتون مین معاطن ابل ہے اور جابر بن سمرہ اور براء کی روایتون مین مبارک الابل ہے اور ایسا ہی نکالا طبرانی نے سلیک سے اور ترمذی نے سبرہ اور ابو ہریرہ سے نکالا اوسمین اعطان الابل ہے اور طبرانی نے اسید بن حضیر سے نکالا اوس مین مناخ الابل ہے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو سے نکالا اوس مین مرابد الابل ہے اسلیے امام بخاری نے مواضع کا لفظ کہا جو ان سب کو شامل ہے اور معاطن مواضع سے خاص ہے کیونکہ معاطن وہ مقامات ہین جہان اونٹ پانی پینے کیوقت بیٹھتے ہین اور بعضون نے کہا یہ معنی خاص ہے معاطن سے اور مقامون مین اونٹون کی نماز درست ہے اور بعضون نے کہا معاطن سے مطلقاً اونٹون کے مقامات مراد ہین یہ صاحب مغنی نے امام احمد سی نقل کیا اور اسماعیلی نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ باب کی حدیث سی اونٹ کی طرف نماز پڑھنا نکلتا ہے اور اوسکا سترہ کرنا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اونٹون کے تھان مین نماز مکروہ نہو اور اسکا جواب یہ دیا ہے کہ علت ممانعت کی اونٹون کے تھان مین یہ ہے کہ اونٹ شیاطین سے پیدا ہوئی ہین جیسے عبد اللہ بن مغفل کی روایت مین ہے اور براء کی روایت مین تو اگر یہ مانع ہوتا اون کے مقام مین نماز پڑھنے سے تو مانع ہوتا نماز مین انکو آگے رکھنے سے اسیطرح جب نمازی اون کی پیٹھ پر سوار ہو اور حضرت سی یہ ثابت ہے کہ آپ نفل نماز اپنے اونٹ پر پڑھ لیتے جیسے ابواب الوتر مین آویگا اور بعضون نے کہا کہ ایک اونٹ مین اور بہت سے اونٹون مین فرق ہے کیونکہ اونٹ اکثر ٹہر کیجاتے ہین اور اون کے ٹہر کنے سے نمازی کا دل پریشان ہو جاوے گا یہ بات اونٹ کی سواری مین نہین اور بعضون نے کہا اونٹ اور بکریون مین فرق کی یہ علت ہے کہ اونٹ والے اونٹون

کے قریب ہی پائخانہ پہرتے ہین تو اونکے تہان اکثر نجس ہوتے ہین اور بکری والی ایسا نہین کرتے طحاوی نے شریک سے نقل کیا ہے اور اسکو بعید سمجہا اسی طرح غلطی کی اوس نے جس نے کہا کہ اونٹ کے تہانون مین پیشاب اور اون کا پائخانہ ہوتا ہے کیونکہ یہ امر بکریون کے تہانون مین بہی ہوتا ہے امام طحاوی نے کہا قیاس کے روسے اونٹ اور بکری مین کوئی فرق معلوم نہین ہوتا کہ ایک کے تہان مین نماز جائز ہو اور دوسرے کے تہان مین جائز نہ ہو اور حنفیہ کا یہی قول ہے اور یہ مذہب فاسد ہے کس لیے کہ مخالف ہے احادیث صحیحہ کے جنسے فرق کا ثبوت ہوتا ہے اور قیاس جب نص کے خلاف ہو تو وہ لغو ہے اور حدیث کا معارضہ قیاس سے بالاجماع باطل ہے اور بعض ائمہ نے اس حدیث مین کہ میرے لیے ساری زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور باب کی حدیثون مین یون جمع کیا ہے کہ اونٹون کے تہان مین نماز پڑہنا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ جمع بہتر ہے اور امام احمد نے مسند مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ حضرت بکریون کے تہانون مین نماز پڑہتے تہے اور اونٹ اور گایون کے تہانون مین نماز نہین پڑہتے تہے اسکی سند ضعیف ہے اور جو یہ حدیث ثابت ہوتی تو اوس سے یہ نکلتا کہ گائے بیل کا حکم اونٹون کا سا ہے اور ابن منذر نے گائے بیل کا حکم بکریون کا سا رکہا ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا امام مالک اور شافعی نے اونٹون کے تہان مین نماز کو مکروہ رکہا ہے کیونکہ اونٹ اکثر بگڑ جاتے ہین یا اسلیے کہ اونکی پیدایش شیطانون سے ہے اور مسلم نے جابر بن سمرہ سے نکالا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا مین نماز پڑہون اونٹون کے بیٹہنے کی جگہہ مین آپنے فرمایا نہین اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ آپنے فرمایا نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین اور مت نماز پڑہو اونٹون کے تہانون مین اور طبرانی نے اوسط مین نکالا اسید بن حضیر سے مت نماز پڑہو اونٹون کے ٹہہانے کی جگہون مین شوکانی نے کہا اس باب مین طبرانی نے نکالا سلیک غطفانی سے اوسکی اسناد مین جابر جعفی ضعیف ہے گو ثقہ کہا اسکو شعبہ اور سفیان نے اور ابو یعلے نے طلحہ بن عبید اللہ سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو سے اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور نکالا انسے طبرانی نے اور نکالا اسکو طبرانی نے عقبہ بن عامر سے اوس کے راوی ثقہ ہین اور امام احمد اور طبرانی نے یعیش جہنی سے جسکا نام ذو الغرہ ہے اوسکے بہی راوی ثقہ ہین اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ بکریون کے تہان مین نماز جائز ہے اور اونٹون کے تہان مین حرام ہے اور یہی قول ہے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا اونہون نے کہا اونٹ کے تہانون مین نماز صحیح نہین اور جس نے وہان نماز پڑہی وہ دوبارہ پڑہے اور امام مالک سے

پوچھا گیا کہ اگر کوئی جا نماز نہ پاوے سوا اونٹ کے تھان کے اونہوں نے کہا وہاں نماز نہ پڑھے لوگوں نے کہا اگر کپڑا بچھا لیوے اونہوں نے کہا جب بھی نہیں اور ابن حزم علیہ الرحمۃ نے کہا کہ نماز درست نہیں اونٹوں کے تھان میں اور جمہور یہ کہتے ہیں کہ اگر اونٹ کی تھان میں نجاست نہو تو نماز وہاں مکروہ ہے اور جو نجاست ہو تو حرام ہے اور حق امام احمد اور ظاہریہ کا مذہب ہے اور ابن حزم نے کہا کہ اونٹوں کے تھان میں نماز منع ہونیکی حدیثیں متواتر ہیں جن سے یقین حاصل ہوتا ہے انتہی مختصرا حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ **ترجمہ** نافع سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عمر کو دیکھا وہ نماز پڑھتے تھے اپنے اونٹ کیطرف اپنے اونٹ کی آڑ میں اوسکو قبلہ کی طرف کرکے) اور کہتے تھے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا **ف** یہ حدیث کو مسلم اور ترمذی نے نکالا اور کہا حسن صحیح ہے (قسط) **بَابُ** مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ تعالیٰ باب بیان میں اسکے کہ اگر کوئی نماز پڑھے اور اوسکے سامنے تنور ہو (آگ کا) یا آگ ہو یا اور کوئی چیز جسکو مشرک پوجتے ہیں (جیسے بت یا تصویر یا سورج یا چاند وغیرہ) لیکن نماز پڑھنے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کے پوجنے کی ہو **ف** اس صورت میں نماز جائز ہوگی بلا کراہت الّا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہوگی کیونکہ اوس میں مشابہت ہے بت پرستوں کی (قسط) حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا اوس طرف جو ابن سیرین سے منقول ہے کہ اونہوں نے مکروہ رکھا تنور کی طرف نماز پڑھنے کو اور کہا وہ انگار کا گھر ہے نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور سامنے ہونے سے یہ مراد ہے کہ نمازی اور قبلہ کے بیچ میں ہو (فتح) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي اور ابن شہاب زہری نے کہا مجھ سے بیان کیا انس نے کہا کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامنے لائی گئی میری انگار اور میں نماز پڑھ رہا تھا **ف** مراد جہنم کی انگار ہے اور یہ ٹکڑا ہے ایک لمبی حدیث کا جسکو مولف نے وصل کیا باب وقت الظہر میں (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے اونہوں نے کہا سورج کو گہن لگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی

(کسوف کی) پھر فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو مینے کبھی کوئی چیز ایسی ڈراونی نہین دیکھی جیسی آجکے دن دیکھی
ف یعنے دوزخ کی شکل کریہہ مہیب اور بدنما چیز نہین دیکھی اللہ تعالی لپنے فضل سے دوزخ سے ہمکو بچا رکہ
حافظ نے کہا اسمعیلی نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت کو جو دوزخ دکھلائی گئی تو انسپر قیاس اوس انگار کا صحیح نہ
ہوگا جسکو مشرک بالطبع پرستش کیلئے اپنے سامنے رکہتے ہین ابن تین نے کہا اس حدیث سے حجت لینا صحیح نہین کیونکہ
آپنے اپنے اختیار سے اپنے سامنے انگار نہین رکھی تہی بلکہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کو خبردار کرنے کے
لیے آپ کو دوزخ کی آگ بتلادی اور جواب یہ ہے کہ اختیار اور عدم اختیار سے غرض نہین جب دوزخ کی آگ
نماز مین آپکے سامنے لائی گئی اور آپ نماز پڑہتے رہے تو اس سے یہ نکلا کہ نمازی کے سامنے انگار ہونے
سے نماز نہین جاتی اور اس حدیث کی سوا ایک انس کی حدیث ہے جو کتاب التوحید مین مذکور ہے کہ آپنے فرمایا میرے
سامنے جنت اور دوزخ ابہی لائی گئین اس دیوار کے عرض مین اور مین نماز مین تہا اور مؤلف نے اس حدیث
کو کسوف اور ایمان اور نکاح اور بدء الخلق مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے صلوۃ مین (فتح
وقسطلانی ملخصًا) **باب** كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ مقبرون مین نماز پڑہنا مکروہ ہے ف حافظ
نے کہا اس باب مین ایک صریح حدیث ہے جو ابوداؤد اور ترمذی نے ابوسعید خدری رضہ سے نکالی کہ فرمایا حضرت نے
ساری زمین مسجد ہے مگر مقبرہ اور حمام اوسکے راوی ثقہ ہین لیکن وہ امام بخاری کی شرط پر نہین ہے کیونکہ
اختلاف ہے اوسکے وصل اور ارسال مین گو حاکم اور ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے گہرون مین بہی کچہ نماز پڑہا کرو (یعنے سنتین اور نفل وغیرہ) اور
مت بناؤ اپنے گہرون کو قبرین ف جیسے قبرون مین نماز نہین ہوتی اسیطرح گہرون کو مت کرو مؤلف نے
اس سے یہ نکالا کہ قبرین عبادت کا مقام نہین ہین اور اس صورت مین نماز وہان مکروہ ہوگی اور نوافل مراد
ہونیکی دلیل یہ ہے جو مسلم نے نکالی جابر سے مرفوعًا کہ جب کوئی تم مین سے نماز اپنی مسجد مین پوری کرے تو اپنے
گہر کو بہی ایک حصہ دیوے اپنی نماز مین سے اور ممکن ہے کہ نماز سے بعض فرائض بہی مراد ہون قاضی عیاض
نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ بعض فرائض اپنے گہر مین بہی ادا کرو تا تمہاری پیروی کرین وہ
لوگ جو مسجد کو نہین آتے جیسے عورتین وغیرہ اور یہ احتمال مرجوح ہے اور راجح یہی ہے کہ بعض نماز سے نوافل

مراد ہیں اور شیخ محی الدین نے کہا کہ فرائض مراد نہیں ہو سکتے اور اسماعیلی نے اس ترجمہ پر یہی اعتراض کیا کہ حدیث سے قبر میں نماز پڑھنے کی کراہت نکلتی ہے نہ مقبرے میں میں کہتا ہوں دوسری روایت میں مقابر کا لفظ وارد ہے اور مسلم کا لفظ ابو ہریرہ سے اس لفظ سے لا تجعلوا بیوتکم مقابر یعنے اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ اور ابن تین نے کہا کہ امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ مقبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایک جماعت نے یہ کہا کہ اس حدیث سے گھر میں نماز پڑھنے کا استحباب نکلتا ہے کیونکہ مردے نماز نہیں پڑھتے تو گویا آپ نے یوں فرمایا مردوں کے مانند مت ہو جو اپنے گھروں میں یعنے قبروں میں نماز نہیں پڑھتے لیکن مقبرے میں نماز کا جواز یا عدم جواز تو وہ اس حدیث سے نہیں نکلتا میں کہتا ہوں اس جماعت کا اگر یہ مطلب ہے کہ صاف طور سے یہ مطلب حدیث سے نہیں نکلتا تو صحیح ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ مطلق نہیں نکلتا تو صحیح نہیں ہے کیونکہ دوسری روایت میں مقابر کا لفظ صراحتاً وارد ہے اور نہایہ میں مطالع کی متابعت سے یہ لکھا کہ امام بخاری کی تاویل مرجوح ہے اور بہتر اوسی کا قول ہے جو کہتا ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ مردہ اپنی قبر میں نماز نہیں پڑھتا اور ابن منذر نے اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے اونہوں نے اس حدیث سے دلیل لی اسپر کہ مقبرہ نماز کی جگہہ نہیں ہے اور ایسا ہی کہا بغوی نے شرح السنۃ میں اور خطابی نے اور یہ بھی کہا کہ احتمال ہے کہ مطلب یہ ہو اپنے گھروں کو صرف سونے کا مقام مت بناؤ اون میں نماز نہ پڑھ کر کیونکہ سونا بھائی ہے موت کا اور میت نماز نہیں پڑھتا اور تورپشتی نے کہا کہ اس حدیث کے چار مطلب ہو سکتے ہیں تین تو وہی جو اوپر بیان ہوئے اور چوتھا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے گھر میں نماز نہ پڑھی اوس نے اپنے تئیں مردہ بنایا اور گھر کو قبر بنایا میں کہتا ہوں مؤید ہے اسکے وہ روایت جو امام مسلم نے نکالی مثال اوس گھر کی جس میں اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گھر میں اللہ کی یاد نہیں ہوتی زندے اور مردے کی ہے خطابی نے کہا جس نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ مردے کا گھر میں دفن کرنا منع ہے تو یہ کچھ نہیں کیونکہ خود حضرت صلعم اپنے گھر میں دفن ہوئے جہاں زندگی میں رہا کرتے تھے میں کہتا ہوں یہ مطلب اس حدیث سے صراحتاً نکلتا ہے اور کرمانی نے خطابی کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ شاید گھر میں دفن ہونے کا جواز حضرت صلعم سے خاص ہووے اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر وہیں دفن ہوتے ہیں جہاں وفات پاتے ہیں میں کہتا ہوں اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابن عباس سے اونہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ کوئی نبی نہیں مرا مگر جہاں مرا وہیں دفن کیا گیا اور اسکی اسناد میں حسین بن عبد اللہ ہاشمی ضعیف ہے اور اسکا دوسرا ایک طریق مرسل ہے جسکو بیہقی نے دلائل میں نکالا اور ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے سنن کبری میں سالم بن

عبید اشجعی صحابی سے نکالا اونہون نے ابو بکر صدیق سے اونسے کہا گیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہان
دفن کیے جاوین اونہون نے کہا اوس جگہہ مین جہان آپ کی روح قبض کی اللہ تعالی نے کیونکہ آپ کی روح
نہین قبض ہوئی مگر عمدہ اور پاکیزہ مکان مین اسکا اسناد صحیح ہے لیکن یہ روایت موقوف ہے اور اس سے
پہلے کی روایت زیادہ صاف ہے اور جب یہ معلوم ہوا کہ گھر مین دفن ہونا آپ سے خاص تھا تو کیا بعید ہے کہ اورون
کے حق مین یہ امر منع ہو بلکہ اوسکی وجہ موجود ہے وہ یہ کہ اگر گہر مین مردے دفن ہوا کرین تو گہر مقبرے بن جاوینگے
پہر وہان نماز پڑہنا مکروہ ہوگا اور مسلم نے جو ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ اپنے گہرون کو مقبرہ مت بناؤ اس
سے صاف یہ نکلتا ہے کہ گہرون مین دفن کرنا مطلقاً منع ہے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری مین قسطلانی
نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بہی نکالا شوکانی نے کہا نسائی کے سوا پانچون عالمون نے ابو سعید
سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا زمین ساری مسجد ہے (یعنے نماز پڑہنے کی جگہہ ہے) سوا مقبرہ اور حمام کے اور نکالا
اوسکو شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ترمذی نے کہا اس حدیث مین اضطراب ہے اور ثوری کی روایت
عمرو بن یحیی سے اونہون نے اپنے باپ سے زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے دارقطنی نے کہا مرسلاً زیادہ محفوظ
ہے اور بیہقی نے بہی اوسکے ارسال کو ترجیح دی اور نووی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے امام میں ہے کہ جب
وصل کیا اوسکو ثقہ نے تو وہ مقبول ہے اور ابن دحیہ نے غلطی کی جو کتاب التنویر مین کہا یہ کسی طریق سے
صحیح نہین اور اس حدیث کو صحیح کہا حاکم نے مستدرک مین اور ابن حزم ظاہری نے اور ابن دقیق العید نے امام
مین اشارہ کیا اوسکی صحت کیطرف اور اس باب مین ابو داؤد نے حضرت علی سے روایت کی اور ترمذی اور
ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے عمر سے اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو مرثد غنوی سے
اور ابن عدی نے کامل مین جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور عمران بن حصین اور معقل بن یسار اور انس
بن مالک سے اور اون کے اسناد مین عباد بن کثیر نہایت ضعیف ہے ضعیف کہا اوسکو احمد اور ابن معین نے
ابن حزم نے کہا قبرون کیطرف نماز پڑہنے سے ممانعت کی حدیثین اور مقبرہ مین نماز کی ممانعت کی حدیثین
متواتر مین کوئی اونکو ترک نہین کرسکتا عراقی نے کہا تواتر سے اگر تواتر اصطلاحی مراد ہے تو صحیح نہین
کیونکہ یہ اخبار آحاد مین اور جو شہرت مراد ہے تو صحیح ہے اور علماء نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہے امام احمد
کا یہ قول ہے کہ مقبرہ مین نماز حرام ہے خواہ قبر کہدی ہوئی ہو یا بند ہو خواہ قبر پر کوئی فرش ہو جو نجاست کی آڑ
ہو یا نہ ہو خواہ قبرون کے بیچ مین نماز ہو یا کسی مکان جداگانہ مین گہر کیطرح جو قبرون کے درمیان ہو

غرض ہر حال مین نماز حرام ہے اور ظاہریہ کا یہی قول ہے اور انہون نے فرق نہین کیا اسمین کہ مسلمانون کی قبر ہو یا کافرون کی ابن حزم نے کہا سلف کے کئی گروہون کا یہی مذہب ہے پھر پانچ صحابہ سے اسکی ممانعت نقل کی عمر ہین اور علی اور ابوہریرہ اور انس اور عباس اور کہا کہ ہم کسی صحابی کو نہین جانتے جس نے اونکا خلاف کیا ہو اور ایک جماعت تابعین سے ایسا ہی نقل کیا اون مین سے ہین ابراہیم نخعی اور نافع بن جبیر بن مطعم اور طاؤس اور عمرو بن دینار اور خیثمہ وغیرہم اور یہ جو ابن حزم نے کہا کہ ہم صحابہ مین سے کسی کو نہین جانتے جس نے اون کا خلاف کیا ہو تو یہ اونہون نے اپنے علم کے موافق کہا کیونکہ خطابی نے معالم السنن مین عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ اونہون نے اجازت دی مقبرہ مین نماز پڑہنے کی اور حسن بصری سے نقل کیا کہ اونہون نے نماز پڑہی مقبرہ مین اور اہل بیت مین سے منصور باللہ اور ہادی یہ طرف گئے ہین کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا حرام اور ناجائز ہے اور جو کوئی وہان نماز پڑہیگا اوسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور شافعی نے کہا کہ اگر مقبرہ کہدا ہوا ہو اور وہان کی مٹی مین مردون کی آلایش ملی ہوئی ہو تو نماز صحیح نہوگی بوجہ نجاست کے لیکن اگر کوئی مقبرہ مین پاک جگہہ مین نماز پڑہے تو صحیح ہو جاویگی اور ایسا ہی کہا ابوطالب اور ابوعباس اور امام یحییٰ نے اہل بیت مین سے اور رافعی نے کہا مقبرہ مین نماز پڑہنا ہر حال مین مکروہ ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابوحنیفہ نے کہا کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور امام شافعی کیطرح فرق نہین کیا کہدے ہوئے اور بے کہدے ہوئے مین اور امام مالک نے جائز رکہا نماز کو مقبرے مین اور کہا کہ مکروہ نہین ہے اور حدیثین اون کا قول رد کرتی ہین اور بعض مالکیہ نے حجت لی اونکے مذہب پر اس حدیث سے کہ حضرتؐ نے نماز پڑہی کالی مسکین عورت پر اوسکی قبر پر اور اس سے تعجب ہوتا ہے کیونکہ یہ جنازے کی نماز تہی نہ فرض نماز اور جنازے کی نماز ضرورت کیوقت مین قبر پر پڑہنا درست ہے اور جب مقبرہ مین نماز کی ممانعت کی حدیثین متواتر ہوئین تو ضرور اسکی حرمت ثابت ہوگی اور حق یہی ہوگا کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا حرام ہے اور اگر پڑہیگا تو نماز باطل ہوگی خواہ قبر پر نماز پڑہے یا قبرون کے بیچ مین یا اور کسی مقام پر بشرطیکہ اوسکو مقبرہ کہین اور حمام مین امام احمد کا مذہب یہی ہے کہ نماز وہان صحیح نہین ہے اور جو کوئی پڑہے وہ نماز کا اعادہ کرے اور ابوثور نے کہا حمام اور مقبرے مین نماز نہ پڑہے ظاہر حدیث کے موافق اور یہی قول ہے ظاہریہ کا اور ابن عباس سے مروی ہے اونہون نے کہا نماز نہ پڑہے پاخانہ اور حمام کیطرف اور نہ مقبرے مین ابن حزم نے کہا ہم اس باب مین کسی صحابی کو ابن عباس کے مخالف نہین پاتے اور ایسا ہی روایت کیا ہمنے نافع بن جبیر بن مطعم سے اور ابراہیم نخعی سے اور خیثمہ سے

اور عطاء بن زیاد سے اونہون نے اپنے باپ سے۔ ابن حزم نے کہا حمام مین نماز درست نہین ہے خواہ اوسکے دروازہ
مین ہو یا اوسکے اندر یا اوسکی چھت پر یا اوسکی دیوارون پر البتہ اگر حمام گر جاوے اسطرح کہ اوسکو حمام نہ کہین تو
اب اوسکی زمین پر نماز درست ہے اور جمہور یہہ کہتے ہین کہ حمام مین نماز درست ہے اگر جاے پاک ہو لیکن مکروہ ہوگی
اور حق یہی ہے کہ حمام اور مقبرہ دونون مین نماز درست نہین ہے مقبرے مین درست نہ ہونیکی یہ حکمت ہے کہ قبرون
کے تلے وہان نجاست ہے اور بعضون نے کہا مردون کی حرمت کا خیال ہے اور حمام مین نماز درست نہ ہونیکی یہہ
حکمت ہے کہ وہان اکثر نجاستین ہوتی ہین اور بعضون نے کہا وہ شیطان کا ٹھکانا ہے اور جماعت نے روایت
کیا سوا بخاری اور ابن ماجہ کے کہ حضرت نے فرمایا مت نماز پڑہو قبرون کیطرف اور مت بیٹھو اون پر تو حدیث
سے بہی قبرون کی طرف نماز پڑہنے کی ممانعت نکلتی ہے اور یہ کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے اور ظاہر نہی سے تحریم
ہے امام مسلم نے ابوہریرہ سے نکالا اگر کوئی تم مین سے انگار پر بیٹھے پہر اوسکے کپڑے جل کر آگ اوسکی کہال تک
پہونچے تو یہ بہتر ہے اوسکے لیے اس سے کہ اپنے بہائی کی قبر پر بیٹھے اور امام مالک سے منقول ہے کہ وہ قبر پر
بیٹھنے کو مکروہ نہین جانتے تہے اونہون نے کہا قبر پر پائخانہ یا پیشاب کرنیکے لیے بیٹھنا منع ہے اور موطا مین ہے
حضرت علی سے کہ وہ تکیہ لگاتے تہے قبرون پر اور لیٹتے تہے اور نیز اور بخاری مین ہے کہ یزید بن ثابت زید بن ثابت
کے بہائی قبرون پر بیٹھتے تہے اور کہتے تہے یہ اوسکے لیے مکروہ ہے جو حدث کرے قبر پر اور ابن عمر بہی قبرون
پر بیٹھتے تہے اور جب مرفوع حدیثون سے قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ثابت ہے تو کسیکا فعل یا قول حدیث کے خلاف
حجت نہین اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے جابر سے نکالا کہ منع کیا حضرت
نے قبر کو گچ کرنے سے اور اوسپر عمارت بنانے سے اور اوسپر کتابت کرنے سے اور اوسکو روندنے سے ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حاکم نے کہا امام مسلم کی شرط پر ہے اور ظاہر ہے کہ بیٹھنا بغیر روندنے کے ممکن نہین
اور امام مسلم نے نکالا جندب بن عبد اللہ بجلی سے اونہون نے کہا مین نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے وفات پانے سے پانچ دن پیشتر آپ فرماتے تہے تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبرون اور نیکون کی قبرون
کو مسجد بنا لیتے تہے تم خبردار رہو قبرون کو مسجد مت بنانا مین تم کو منع کرتا ہون اس سے اس حدیث کو ابو عوانہ
نے بہی نکالا اور اس باب مین حضرت عائشہ سے مروی ہے نکالا اوسکو بخاری اور امام مسلم نے اور نسائی نے
اور ابوہریرہ سے اوسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن عباس سے اوسکو نکالا
ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور انس سے اور ایک حدیث مروی ہے اوسکو نکالا بخاری اور مسلم اور

نسائی نے اور اسامہ بن زید سے اوس کو نکالا احمد اور طبرانی نے باسناد جید اور زید بن ثابت سے اوسکو نکالا
طبرانی نے باسناد جید اور ابن مسعود سے اوسکو بھی طبرانی نے باسناد جید نکالا اور ابو عبیدہ بن جراح سے اوسکو بزار
نے نکالا اور حضرت علی سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اور ابو سعید سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اوسکی اسناد مین
عمر بن صہبان ضعیف ہے اور جابر سے اوسکو نکالا ابن عدی نے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ پیغمبرون اور
نیک بندون کی قبرون کو مسجد بنانا حرام ہے علما نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور دوسرے
کسی کی قبر کو مسجد بنانے سے منع کر دیا اس خیال سے کہ لوگ آپکی عظمت حد سے زیادہ نہ بڑہا دین اور گمراہ نہ ہو جاوین
اور بعض وقت ایسی تعظیم کفر ہو جاتی ہے جیسے اکثر اگلی امتین اس آفت مین پڑ گئین اور اسی حدیث کے خیال سے
جب صحابہ اور تابعین کو بوجہ کثرت اہل اسلام کے مسجد نبوی کے وسیع کرنے کی ضرورت ہوئی اور مسجد کی حد
یہانتک بڑہی کہ ازواج مطہرات کے حجرے اور حضرت عائشہ کا حجرہ جس مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اور ابوبکر اور عمرؓ مدفون تھے مسجد مین آگئے تو اونہون نے قبرون کے گرد بلند بلند دیوارین اوٹھا دین
تاکہ یہ قبرین بالکل نظر نہ آوین ورنہ ڈر تھا کہ عوام اوس طرف نماز پڑہنے لگین اور کفر مین پڑ جاوین پھر دو دیوارین
کچ شمال کی طرف ان قبرون سے بنائین تاکہ کوئی ان قبرون کی طرف منہ بھی نہ کر سکے اور یہ امر ثابت ہوا
کہ قبرون کو مسجد بنانے کی ممانعت آپنے اپنی مرض موت مین کی وفات سے پانچ دن پہلے اور جن لوگون نے
یہ کہا کہ یہ ممانعت اوس زمانے سے خاص تھی کیونکہ بت پرستی کا زمانہ قریب تھا تو اونکا قول محض بے دلیل ہے
کسلیے کہ تعظیم اور گمراہی مین پڑنا یہ دونون ہر زمانے مین ممکن ہین کسی زمانے سے خاص نہین ہو سکتین
اور بعضون نے اس حدیث سے کہ اگلے لوگ اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بناتے تھے اور ابن عباس کی حدیث
سے جو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالی کہ لعنت کی اللہ تعالی نے اون لوگون پر جو قبرون پر مسجد بناتے ہین
یہ نکالا کہ برائی اوس حالت مین ہے جب قبر کو دفن ہو جانے کے بعد مسجد کر لیوے نہ اوس صورت مین کہ پہلے
مسجد بنائی جاوے پھر اوسکے بازو قبر بنائی جاوے اسلیے کہ مسجد کا بانی نے ڈالا یا اور کوئی اوس مین دفن
ہو عراقی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ جب مسجد اس نیت سے بنائی جاوے کہ اوسکے ایک حصہ مین کوئی دفن ہو تو یہ
داخل ہے لعنت مین اور مسجد مین دفن کرنا حرام ہے اور مسجد مین دفن ہونیکی شرط صحیح نہین ہے کیونکہ یہ خلاف
مسجد کے وقف کے اور بیضاوی نے یہ استنباط کیا ہے کہ اگر صالحین کے جوار مین صرف بہ نیت برکت مسجد
بنائی جاوے تو وہ اس نہی مین داخل نہین ہے کیونکہ نہی تعظیم کی نیت سے ہے اور یہ قول رد کیا گیا ہے

ف : ان مقامات کا بیان جہان نماز پڑھنی منع ہے

اس طرح سے کہ برکت کی نیت بھی اون کی تعظیم مین داخل ہے اور ابن ماجہ اور ترمذی اور عبد بن حمید نے اپنی مسند
مین ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا سات مقامون مین نماز پڑھنے سے ایک تو
مزبلہ (یعنے نجاست کی مقام گھورے) مین دوسرے کمیلہ (جانور کاٹنے کا مقام) مین تیسرے مقبرہ مین چوتھے شرک
مین پانچوین حمام مین چھٹے اونٹون کے رہنے کے مقام مین ساتوین بیت اللہ کی چھت پر ترمذی نے کہا اس حدیث کا
اسناد قوی نہین ہے اور زید بن جبیرہ کے حافظہ مین کلام کیا گیا ہے اور لیث بن سعد نے اس حدیث کو عبد اللہ
بن عمر عمری سے نکالا اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے عمر سے اونہون نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مانند اسکے اور ابن عمر کی حدیث لیث بن سعد کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ
عبد اللہ بن عمر عمری کو بعض حدیث والون نے ضعیف کیا ہے اوسکے حافظے کی طرف سے اون مین سے ایک مین
یحیے بن سعید قطان شوکانی اور زیلعی نے کہا کہ ترمذی کی سند مین زید بن جبیرہ ہے وہ ضعیف ہے بخاری
نے کہا منکر الحدیث ہے اور نسائی نے کہا وہ ثقہ نہین ہے اور ابن معین نے کہا وہ متروک ہے اور ابو حاتم نے
کہا منکر الحدیث ہے بہت اوسکی حدیث نہین لکھی جاویگی دارقطنی نے کہا ضعیف الحدیث ہے ابن عدی نے
کہا اوسکی اکثر روایتون پر متابعت نہین ہوتی ابن حبان نے کتاب الضعفا مین کہا زید بن جبیرہ منکر الحدیث
ہے وہ منکر روایتون کو مشہور شخصون سے نقل کرتا ہے اسوجہ سے اوسکی روایتین ترک کے لائق ہین حافظ
نے تلخیص مین کہا وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن ماجہ کے اسناد مین عبد اللہ بن صالح اور عبد اللہ بن عمر عمری
دو ضعیف ہین ابن ابی حاتم نے علل مین کہا دونون حدیثین ضعیف ہین اور ابن السکن اور امام الحرمین
نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے واللہ اعلم زیلعی نے کہا ابن ماجہ نے اپنی سنن مین ابو صالح سے اوس نے لیث
بن سعد سے اوس نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا سات مقامون مین نماز جائز نہ ہوگی کعبہ کی چھت اور مقبرہ اور مزبلہ (گھورے کا مقام) اور کمیلہ اور
حمام اور اونٹون کے بٹھلانے کی جگہہ اور بیچ راستہ کے شیخ نے امام مین کہا ابو صالح لیث کا کاتب اوس
مین کلام کیا گیا ہے صاحب تنقیح نے کہا ایک جماعت نے اوسکو ثقہ کہا ہے اور بخاری نے صحیح مین
اوس سے روایت کی شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ان مقامون مین نماز حرام ہے اور اختلاف
کیا ہے علما نے اوسکی علت مین مقبرہ اور حمام مین منع ہونے کی علت تو اوپر گذر چکی اسیطرح اونٹون کے
تھان کی آب رہا کمیلہ اور گھورہ اون دونون مین نجاست ہوتی ہے تو اگر بغیر حائل کے وہان نماز پڑھے

تو اتفاقاً حرام ہوگی اور جو جاہل کے ساتھ پڑھے تو اس میں اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا کیونکہ شیطانوں کا مقام ہے اور بیچ سڑک میں منع ہونیکی یہ وجہ ہے کہ وہاں نمازی کا دل پریشان ہوتا ہے اور نماز میں دل لگنا ضرور ہے اور بعضوں نے کہا اسوجہ سے کہ وہاں نجاست کا گمان ہے اور بعضوں نے کہا اسوجہ سے کہ نماز پڑھنے میں راہ گیروں کے حق کو نقصان پہونچیگا اسیلیے ابو طالب نے کہا کہ اگر راہ کشادہ ہو جب بھی نماز وہاں درست نہیں ہے اور سوید بابسر اور منصور نے کہا کہ اگر راہ کشادہ ہو تو وہاں نماز پڑہنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ ممانعت کی علت یعنی راہ چلنیوالوں کو ضرر نہیں ہے اور کعبہ کی چھت پر اگر سامنے سترہ نہو تو نماز درست نہ ہوگی کیونکہ اوس نے کعبہ کیطرف منہ نہیں کیا بلکہ کعبہ کے اوپر اور امام شافعی نے کہا نماز صحیح ہے بشرطیکہ دو تہائی ایک ہاتھ کی اوسکی عمارت میں سے سامنے ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ شرط بھی ضرور نہیں مطلقاً جائز ہے اور ایسا ہی کہا ابن سریج نے کیونکہ کعبہ کے فضا کیطرف منہ کرنے والے کی نماز صحیح ہے اگر معاذ اللہ کعبہ گر جاوے اور یہ بھی اوسکی مثل ہے قاضی ابو بکر ابن عربی نے کہا جن مقاموں میں نماز نہ پڑہنا چاہیے وہ تیرہ مقام ہیں سات تو یہی جو اس حدیث میں مذکور ہیں آٹھویں مقبرہ کی طرف نویں پاخانے کی دیوار کیطرف جسپر نجاست ہو دسویں یہود کے گرجا کیطرف گیارہویں نصاری کے گرجا کی طرف بارہویں تصویروں اور مورتوں کیطرف تیرہویں جہاں پر عذاب اترا ہو اور عراقی نے بڑہایا ان مقاموں کو چودہویں غصب کی زمین میں پندرہویں سونیوالے کیطرف اور باتیں کرنیوالے کیطرف سولہویں بطن وادی میں یعنی نالے کے نشیب میں سترہویں غصب کے مکان میں اٹھارہویں مسجد ضرار میں یعنے جو مسجد ضد سے بنائی گئی ہو دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہونچانیکے لیے اون کی جماعت کو توڑنے کے لیے نہ خدا کے لیے اونیسویں تنور کیطرف تو یہ سب انیس مقام ہوئے پہلے سات مقاموں میں منع ہونیکی دلیل تو گذر چکی مقبرہ کی طرف منع ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں قبروں کو مسجد بنانے سے منع کیا ہے اور پاخانے کی دیوار کیطرف منع ہونے کی دلیل ابن عباس کیحدیث ہے سات صحابیوں کے سامنے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا نماز سے اوس مسجد میں جسکے سامنے پاخانہ ہو اوسکو ابن عدی نے نکالا عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح نہیں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد اللہ بن عمرو سے نکالا اونہوں نے کہا پاخانے کیطرف نماز نہ پڑھے اور حضرت علی سے اونہوں نے کہا نہ نماز پڑھے پاخانہ کی طرف رخ کرکے اور ابراہیم نخعی سے اونہوں نے کہا لوگ مکروہ جانتے تھے تین باتوں کو پھر ذکر کیا اون میں سے پاخانے کا یعنی اوسطرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا اور اس میں اختلاف ہے فقہا کا اور گرجا اور چرچ تو ابن ابی شیبہ نے

مصنف مین نکالا کہ ابن عباس نے مکروہ رکہا نماز کو یہود کے گرجا مین جب اوس مین تصویرین ہون اور حسن سے
بہی کراہت اوسکی منقول ہے اور شعبی اور عطا بن ابی رباح نے گرجا اور چرچ مین نماز پڑہنا جائز رکہا اور ابن
سیرین نے کہا اوس مین قباحت نہین اور ابو موسی اشعری اور عمر بن عبد العزیز نے یہود کے گرجا مین نماز
پڑہی اور شاید وجہ کراہت کی یہ ہوگی کہ یہود اور نصاری اپنے پیغمبرون اور صالحون کی قبرون کو سجدہ بنا لیتے
ہین تو ہر ایک چرچ مین یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید یہان وہان قبر ہو اور تصویرون کیطرف نماز پڑہنا تو حضرت
عائشہ کی صحیح حدیث ہے کہ آپنے اون سے فرمایا دور کر ہماری سامنے سے اپنا پردہ کیونکہ اوسکی تصویرین برابر
میری نماز مین سامنے آتی ہین اوس پردے مین تصویرین تہین اور دار العذاب کا ذکر لگے آتا ہے اور سونے
اور بات کرنے والے کے پیچہے تو ابن عباس کی حدیث مین اوسکی ممانعت ہے نکالا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ
نے اور اوسکی اسناد مین ایک گمنام راوی ہے اور بطن وادی مین حدیث ہے اوسکو بعض طریقون مین بجائے
مقبرہ کے بطن وادی مذکور ہے حافظ نے کہا یہ زیادت باطل ہے نہین پہچانی جاتی اور غصبی گہر یا زمین پر
منع ہونے کی یہ وجہ ہے کہ وہ دوسرے کے مال کا استعمال ہے بغیر اوسکے اذن کے اور مسجد ضرار کے باب مین ابن حزم
نے کہا کہ کسی کی نماز اوس مین درست نہ ہوگی بدلیل آیت قرآنی لا تقم فیہ ابدا یعنے اوس مین کبہی کہڑا نہو
تو معلوم ہوا وہ نماز کا مقام نہین ہے اور تنور کیطرف نماز پڑہنے کا ذکر اوپر گذرا اور ابن حزم نے زیادہ کیا
اوس مسجد کو جس مین اسرا یا اوسکے رسول کا ٹہٹہا ہوتا ہو یا دین کی کسی بات کا اسیطرح اوس مقام کو جہان ایسی بات
ہوتی ہون وہان نماز پڑہنا جائز نہین ہے اور ہادویہ نے کہا کہ محدث (بے وضو) اور فاسق اور چراغ کی طرف
بہی نماز پڑہنا مکروہ ہے اور امام یحیی نے جنب اور حائض کیطرف بہی مکروہ رکہا ہے تو سب جیسے تعلم ہو گئے
اور محدث کی طرف نماز مکروہ ہونے کی یہ دلیل ہے جو امام یحیی نے انتصار مین لکہی کہ حضرت نے فرمایا نماز نہین
بے وضو کیطرف نماز نہین ہے جنب کیطرف نماز نہین ہے حائض کیطرف اور بعضون نے محدث کو حائض پر قیاس کیا ہے اور ثابت ہے کہ حائضہ عورت کا سا
آنا نماز کو توڑ دیتا ہے اور فاسق کیطرف نماز مکروہ ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوسکی اہانت ہو نجاست کیطرح
اور چراغ کیطرف اسوجہ سے مکروہ ہے کہ اوس مین مشابہت ہوتی ہے آتش پرستون کی اور اولی یہ ہے
کہ چراغ اور تنور کی تخصیص نہ کیجاوے بلکہ انگار کیطرف نماز پڑہنا مطلقاً مکروہ رکہا جاوے اور جو لوگ ان
مقامون مین نماز کو درست کہتے ہین وہ اون حدیثون سے دلیل لیتے ہین جن مین یہ مذکور ہے کہ ساری
زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی اور نماز پڑہ جہان وقت آجاوے تجہکو نماز کا اور کہتے ہین کہ ان حدیثون سے

ممانعت کیحدیثین ضعیف ہوتی ہین اور ہم کہہ چکے کہ مقبرہ اور حمام مین نماز نہ پڑہنے کیحدیثین خاص ہین اور
عام خاص کے معارض نہین ہوتا البتہ جن مقامون مین ممانعت کیحدیثین صحیح نہین ہوئین وہان اسی حکم عام
پر چلنا چاہیے کہ ساری زمین نماز کیجگہہ ہے اور یہ طریقہ صحیح اور عمدہ ہے نیل الاوطار آ زیلعی نے کہا ترمذی نے
جو ابو سعید کیروایت کی کہ حضرتؐ نے فرمایا ساری زمین مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے تو خود ترمذی نے کہا کہ اس
مین اضطراب ہے اور ابن حبان نے اوسکو اپنی صحیح مین نکالا اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے بخاری
اور مسلم کی شرط پر اور اونہون نے اوسکو نہین نکالا نووی نے خلاصہ مین کہا یہ حدیث ضعیف ہے ضعیف کیا
اوسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا وہ مضطرب ہے اور حاکم کا صحیح کہنا اوسکی معارض نہین ہوسکتا کیونکہ ترمذی وغیرہ
اون سے زیادہ جانچنے والے ہین حدیث کے اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ حدیث کا اسناد صحیح ہوتا ہے لیکن وہ ضعیف
ہوتی ہے اضطراب کیوجہ سے اور معارض ہے اسحدیث کو شیخین کی مرفوع حدیث جابرؓ سے اوس مین یہ ہے کہ میرے
لیے زمین پاک طہور اور مسجد بنائی گئی اور جس شخص کو جہان نماز کا وقت آجاوے وہ وہین نماز پڑہ لیوے
اور مسلم نے حذیفہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا مین فضیلت دیا گیا لوگون پر تین باتون سے ایک تو ہماری
صفین فرشتون کی صفین کیطرح کی گئین دوسرے یہ کہ ہمارے لیے ساری زمین مسجد کی گئی اور اسکی مٹی
ہمارے لیے طہارت جب پانی نہ پاوین اور ایک بات اور بیان کی اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ
نے فرمایا مین فضیلت دیا گیا پیغمبرون پر چہہ باتون سے مجہے جوامع کلم ملے اور رعب سے مدد دیا گیا اور غنیمتین
مجہکو حلال ہوئین اور زمین میرے لیے طہور اور مسجد کی گئی اور مین ساری خلق کیطرف بہیجا گیا اور نبی مجہپر
ختم ہوگئے اور امام بیہقی نے ابوامامہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالے نے مجہکو فضیلت دی پیغمبرون
پر یا میری امت کو اور امتون پر مجہے سب لوگون کیطرف بہیجا اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور طہور کی گئی
تو میری امت مین سے جسکو نماز کا وقت کسی مقام مین آجاوے اوسکو پاس مسجد بہی ہے اور طہارت بہی پاس ہے
پہر امام زیلعی نے کہا کہ امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ غصبی زمین مین نماز صحیح نہین ہے اور اونہون نے حجت لی
ابن عمر کیحدیث سے اور اسکے دو طریقے ہین ایک تو ابن حبان نے نکالا کتاب الضعفا مین ابن عمر سے انہون نے
کہا جو کوئی ایک کپڑا دس درم کو خریدے اسکی قیمت مین ایک درم حرام کا ہو تو اللہ تعالی اوسکی نماز قبول
نکرے گا جب تک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا پہر دونون کان بہرے ہوجاوین اگر مین نے یہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہو ایک بار نہین بلکہ دو تین بار ابن حبان نے کہا اوسکے اسناد مین عبداللہ بن

ابی علاج سے وہ روایت کرتا ہے مالک اور یونس سے وہ حدیثین جو امام مالک نے اور یونس نے بیان نہین کین اور ایسا پر تہمت ہو حدیث بنانے کی اور یہ حدیث مالک نے روایت نہین کی نہ نافع نے بلکہ اوسکو بقیہ بن الولید نے روایت کیا باسناد ضعیف دوسرا طریق امام احمد نے نکالا مسند مین اوسکے اسناد مین بقیہ ہو اور ابن جوزی نے کہا کہ ہاشم بہی ہو جو مجہول ہے اگر وہ زید کا بیٹا ہے تو ضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے اور حبان نے کہا ابو طالب نے کہا مین نے ابو عبد اللہ سے اس حدیث کو پوچہا اونہون نے کہا یہ کوئی چیز نہین نہ اوسکا اسناد ہے شیخ نے امام مین کہا ممکن ہے کہ امام احمد کی لیے دلیل لی جاوے صحیح حدیث سے حضرت عائشہؓ کے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی ایسا کام کرے جسکا حکم ہم نے نہین دیا تو وہ مردود ہی امام زیلعی نے کہا ان مقامون کی سوا اور بہی ایک مقام ہے جہان نماز کو مکروہ رکہا ہے وہ کیا ہے ستونون کے بیچ مین نماز پڑہنا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے عبد الحمید بن محمود سے نکالا ہم نے امیرون مین سے ایک امیر کے پیچہے نماز پڑہی تو لوگ گر پڑے کرنے لگے آخر ہم نے دو ستونون کے پیچہے نماز پڑہی جب نماز پڑہ چکے انس نے کہا ہم اس سے بچتے تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس باب مین اور ایک حدیث ہے اوسکو بزار نے مسند مین نکالا معاویہ بن قرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا ہم منع کیے جاتے تہے ستونون کے درمیان نماز پڑہنے سے اور نکالے جاتے تہے وہان سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین شیخ نے امام مین کہا اسکی سند مین ہارون ابو مسلم ہے ابن ابی حاتم نے کہا ہارون بن مسلم نے روایت کی قتادہ سے مینے اپنے باپ سے اوسکو پوچہا اونہون نے کہا ایک شیخ ہے مجہول اب غور کرنا چاہیے کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی ہے اور نکالا اوسکو ابو داؤد طیالسی اور حاکم اور بیہقی نے حاکم نے کہا اسکا اور اس سے پہلی کا دونون کا اسناد صحیح ہے بیہقی نے کہا اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ ستون جماعت کی بیچ مین آجاوے لیکن اگر کوئی شخص اکیلا ہو یا اتنی جماعت ہو کہ دو ستونون کے بیچ مین سما جاوی تو مکروہ نہین کیونکہ ابن عمر کی حدیث مین ہو کہ حضرتؐ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور ایک ستون کو داہنی طرف کیا اور ایک ستون کو بائین طرف اور تین ستون کو اپنے پیچہے پہر نماز پڑہی نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے تمام ہوا کلام شیخ کا امام مین

باب الصَّلوٰةِ فِي مَوَاضِعِ الْخَسْفِ وَالْعَذَابِ جہان زمین دہنس گئی ہے یا اور کوئی عذاب اترا ہے وہان نماز پڑہنا کیسا ہے **وَيُذْكَرُ اَنَّ عَلِيًّا كَرِهَ الصَّلوٰةَ بِخَسْفِ بَابِلَ** اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے مکروہ رکہا نماز کو بابل مین اوس مقام مین جہان زمین دہنسی ہے **ف** بابل ایک شہر

تہا نواح کوفہ میں جو بالکل تباہ ہو گیا حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا عبد اللہ بن ابی المحل سے اونہوں نے کہا ہم حضرت علیؓ کے ساتہہ تہے اتنے میں اوس مقام پر سے گذرے جو دہنس گیا ہے بابل میں اونہوں نے وہاں نماز نہیں پڑہی یہانتک کہ وہاں سے آگے بڑہ گئے اور دوسرے طریق میں ہے حضرت علی سے فرمایا اونہوں نے میں نماز پڑہنے والا نہیں اوس زمین میں جس میں اللہ تعالی نے دہنسایا تین بار یعنے تین بار یہ جملہ حضرت علی نے فرمایا نہ کہ دہنسا تین بار ہوا کیونکہ بابل میں ایک ہی خسف منقول ہے اور ابو داؤد نے اوسکو مرفوعاً نکالا حضرت علی سے دوسرے طریق سے اوس میں یہ ہے کہ منع کیا مجہ کو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بابل کی زمین میں نماز پڑہنے سے کیونکہ وہ زمین ملعون ہے اسکا اسناد ضعیف ہے اور خسف سے مراد یہ ہے جو اللہ تعالی نے ذکر کیا اس آیت میں فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ اہل تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک بڑی عمارت بنوائی تہی جسکی بلندی پانچہزار ہاتہہ تہی اللہ تعالی نے اوسکو دہنسا دیا خطابی نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی عالم نے بابل کی زمین میں نماز کو حرام کہا ہو پہر اگر حضرت علی کی حدیث ثابت ہو تو شاید حضرتؐ کا یہ مطلب ہوگا کہ علیؓ کو منع کیا بابل کو وطن بنانے سے کیونکہ جب وطن بناوینگے تو وہاں نماز بہی پڑہنا پڑے گا اور احتمال ہے کہ یہ مخالفت خاص ہو حضرت علیؓ سے گویا حضرتؐ نے اون کو ڈرایا اوس فتنے سے جو عراق میں ہوا میں کہتا ہوں پہلی روایت کے مضمون سے یہہ تاویل بعید ہوتی ہے مترجم کہتا ہے بابل کی زمین وہ ہے جو کوفہ کے حوالی واقع ہے یہانتک کہ کربلائے معلی بہی اسی زمین میں واقع ہے اور حضرتؐ نے اوس زمین کو ملعون فرمایا اس لیے کہ وہاں بڑی آفت نازل ہوئی حضرتؐ کی آل کرام پر اور اس سب کا وبال سفہائے کوفہ پر ہوا کہ پہلے تو اعانت اور امداد کا وعدہ کیا اور جب وقت پڑا تو سب الگ ہو گئے اور ابن زیاد بد نہاد اور دیگر اشقیا نے جو ظلم حضرتؐ کے اہل بیت پر کیے معاذ اللہ قلم اونکے لکہنے سے کانپتا ہے۔ اس حدیث سے کوئی یہ نہ سمجہے کہ جب بابل کی زمین ملعون ہوئی تو کربلائے معلی کی بہی کچہ عزت نہیں رہیگی کیونکہ کربلائے معلی کی عزت اور عظمت اوسوقت سے ہوئی جب سے جسد مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کا وہاں دفن ہوا ایسی عزت مکین کی ہے نہ مکان کی صلوات اللہ وسلامہ علی محمد وآل محمد۔ قسطلانی نے کہا نمرود نے اس لیے اتنی اونچی عمارت بنوائی تہی کہ آسمان کا حال دریافت کرے (رصد سے) اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا وہ عمارت گر پڑی اور نمرود اور اوسکے لوگ سب ہلاک ہو گئے بعضوں نے کہا شب کو انکی زبان سریانی تہی جب صبح ہوئی تو بہتر زبانیں ہو گئیں ہر ایک شخص اپنی زبان میں بلبل کرتا

تہا اس لیے اوس شہر کا نام بابل ہوا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت داخل ہو ان لوگوں پر جو عذاب کیے گئے (یعنے اون کے رہنے کے مقامون مین) مگر اوس صورت مین کہ تم روتے ہو (خدا کے خوف سے) پہر اگر تم روتے ہوئے نہ ہو تو مت جاؤ اونکے مقامون مین ایسا نہ ہو تمپر بہی وہی عذاب اترے جو اونپر اترا تہا ف ابن بطال نے کہا حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ عذاب کے مقامون مین نماز جائز ہے کیونکہ نماز مین بہی رونا ہوتا ہے اور تضرع خدا کی درگاہ مین گویا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ باب کی حدیث حضرت علی کے اثر کے مطابق نہین ہے مین کہتا ہون حدیث مطابق ہی اسوجہ سی کہ دونون سی یہ نکلتا ہے کہ عذاب کے مقامون مین اوترنا نہ چاہیے جیسے مصنف نے مغازی مین نکالا حدیث کو اخیر مین کہ پہر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو سیدہا کیا اور جلدی چلے یہانتک کہ وادی سی پار ہو گئے تو اس سے یہ نکلا کہ آپ وہان اوترے نہین نہ اسجگہ نماز پڑہی جیسے حضرت علی نے بابل کی زمین مین کیا اور حاکم نے اکلیل مین روایت کیا ابو سعید خدری سے اونہون نے کہا مینے ایک شخص کو دیکہا جو انگوٹہی لیکر آیا وہ اوس بالی تہی حجر مین جہان لوگون پر عذاب اوترا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی طرف سے منہ پہیر لیا اور اپنے ہاتہہ کی آڑ کر لی کہ اوسپر نگاہ نہ پڑے اور فرمایا پہینک دے اوس کو اوس نے پہینک دی لیکن اسناد اوسکا ضعیف ہے اور آگے اسکا بیان آویگا کہ حضرتؐ نے عذاب کے مقامون کا پانی پینے سے منع کیا اور یہ جو فرمایا ایسا نہ ہو تمپر بہی وہی عذاب اوترے جو اونپر اوترا تہا اوسکی وجہ یہ ہے کہ رونے سے فکر اور عبرت پیدا ہو گی گویا اونکو حکم کیا فکر کرنے کا اوس حال مین جس سے رونا آوے اللہ کی تقدیر سے کہ اوس نے اون کافرون کو دنیا مین کیسی حکومت دی تہی ایک مدت دراز تک پہر اپنا عذاب اونپر اوتارا اور وہ مقلب القلوب ہی تو مومن بہی اس سے بےڈر نہین ہو سکتا کہ کہین اوسکا بہی انجام ایسا ہی خراب نہ ہو اور حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ مراقبہ اور غور بہتر ہے اور عذاب والون کے ملک مین ٹہیرنا نہ چاہیے اور وہان سی جلدی نکل جانا چاہیے کہ اوسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت مین وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ (فتح ملخصًا) قسطلانی نے کہا حضرتؐ نے

اوس مقام کو منحوس جانا جہان آپکی قضا ہوگئی تھی آپ وہان سے آگے تشریف لیگئے پھر نماز کی قضا پڑہی تو عذاب کے مقام بطریق اولیٰ منحوس ہونگے اور وہان نماز ضرور مکروہ ہوگی البتہ اگر کوئی نماز وہان پڑہ لے تو فاسد نہوگی کیونکہ روتے ہوئے جانا ایسے مقامون مین جائز ہے اور نماز بھی تضرع اور زاری کیحالت ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے مغازی اور تفسیر مین نکالا انتہے **باب** الصَّلٰوۃِ فِی الْبِیْعَۃِ نصاری کے گرجا مین نماز پڑہنے کا بیان **ف** کتاب مین بیعہ کا لفظ ہے جو نصاری کے معبد کو کہتے ہین محکم مین ہے کہ بیعہ راہب کا صومعہ اور بعضون نے کہا نصاری کا گرجا اور صحیح دوسرا قول ہے اور بیعہ کے حکم مین ہے یہود کا کنیسہ اور بیت المدراس اور صومعہ اور بیت الصنم اور بیت النار اور مانند اوسکی قسطلانی نے کہا نصاری کے معبد کو بیعہ کہتے ہین اور کنیسہ بھی اور یہود کے معبدون کو صلوات اور راہبون کے صوامع اور مسلمانون کے مساجد اور جوہری نے کہا کہ بیعہ اور کنیسہ دونون نصاری کے معبد کو کہتے ہین اور اسصورت مین ترجمہ باب مین اور اثر مین مطابقت ہوجاویگی جس مین کنائس کا ذکر ہے (ف وق) وَقَالَ عُمَرُ رض اِنَّا لَا نَدْخُلُ کَنَائِسَکُمْ مِنْ اَجْلِ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْھَا الصُّوَرُ اور حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیسون مین نہین جاتے اون مورتون کیوجہ سے جن مین تصویرین ہین **ف** اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اسلم کے طریق سے جو مولیٰ ہے حضرت عمرؓ کے اونہون نے کہا جب حضرت عمر رض شام کے ملک مین آئے تو ایک نصرانی نے اون کے لیے کہانا طیار کیا اور وہ نصاری مین بڑی آدمیون مین سے تہا اوس نے کہا مین چاہتا ہون کہ آپ میرے پاس تشریف لاویے اور مجھکو عزت دیجیے حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیسون مین نہین جاتے اون صورتوں کی وجہ سے جو اون مین ہوتی ہین یعنے مورتون کیوجہ سے بعضون نے کہا اوس نصرانی کا نام قسطنطین تہا یہ ماسلمہ بن عبد اللہ جہنی نے بیان کیا اپنے چچا ابی مسجعہ بن ربعی سے اُنہون نے حضرت عمرؓ سے ایک طویل قصہ مین جسکو بیان کیا اونہون نے (فتح الباری) وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُّصَلِّیْ فِی الْبِیْعَۃِ اِلَّا بِیْعَۃً فِیْھَا تَمَاثِیْلُ اور عبد اللہ بن عباسؓ نماز پڑہ لیتے تہے گرجا مین مگر اوس گرجا مین نہ پڑہتے جہان مورتین ہوتین **ف** اس روایت کو بغوی نے جعدیات مین وصل کیا اور زیادہ کیا کہ اگر اوس گرجا مین مورتین ہوتین تو وہ باہر نکل آتے اور بارش مین نماز پڑہتے اور حسن بصری نے گرجا مین نماز کو مکروہ کہا ہے (ف وق) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ ذَکَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَنِیْسَۃً رَّاَتْھَا بِاَرْضِ الْحَبَشَۃِ یُقَالُ لَھَا مَارِیَۃُ فَذَکَرَتْ لَہٗ مَا رَاَتْ

فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ

ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ام المومنین ام سلمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اوس گرجا کا جسکو اونہوں نے حبش کے ملک میں دیکھا تھا اوسکا نام ماریہ تھا تو ام المومنین ام سلمہؓ نے حضرتؐ سے بیان کیا جو صورتیں دیکھیں تھیں آپ نے فرمایا وہ لوگ اون لوگوں میں سے ہیں کہ اون میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا یا نیک شخص تو اوسکی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں یہ مورتیں اوتارتے وہ لوگ بری ہیں سب مخلوقات میں اللہ جل جلالہ کے پاس ف حافظ نے کہا اسحدیث سے ترجمہ باب اس طرح سے نکلتا ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ وہ لوگ اوسکی قبر پر مسجد بنالیتے اس میں یہ اشارہ ہوا کہ مسلمان کو گرجا میں نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ احتمال ہے کہ گرجا کی جگہ پہلے قبر ہو اور مسلمان کے نماز پڑھنے سے وہ مسجد ہوجاویگی اور یہ حدیث بیع شرح اوپر گذر چکی (فتح) **باب** اکثر نسخوں میں ایسا ہی ہے اور یہ گویا فصل ہے باب اول کی اور دونوں میں ممانعت ہی قبر کے مسجد بنانے سے اور شاید امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ قبر کو مسجد بنانا عموماً ممنوع ہے خواہ وہاں تصویریں رکھی یا نہ رکھے اور صیلی کی روایت میں باب کا لفظ نہیں ہے (ف رق) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ اور عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے اون دونوں نے کہا جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا تو آپ کمل اپنے مبارک منہ پر ڈالنے لگے جب گھبراتے اوسکی گرمی سے تو منہ کھول دیتے اور فرماتے اسی حال میں اپنے کمل اوڑھنے اور اوتارنے میں لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری پر اونہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا آپ یہ فرماکر ڈراتے تھے (اپنی امت کو) ایسے کام کرنے سے ف حافظ نے کہا احتمال ہے کہ ام المومنین ام سلمہ اور ام المومنین ام حبیبہؓ نے آپ کی اسی بیماری کی حالت میں حبش کے گرجا کا ذکر کیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرتؐ کو معلوم ہوگیا تھا کہ آپ اس بیماری میں دنیا سے سفر کرنے والے ہیں تو آپ ڈرے کہیں آپ کی امت اگلے یہود اور نصاری کی طرح پر آپ کی تعظیم نہ کرنے لگے

اور آپ نے جو یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرمائی اوس میں یہ اشارہ تھا کہ جو کوئی ایسا کام کریگا وہ لعنت اور پھٹکار کا مستحق ہوگا اور یہ جو اس روایت میں ہی کہ آپ یہ فرما کر ڈراتے تھے اخیر تک یہ راوی کا قول ہے اور بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ خیر یہود کے تو کئی پیغمبر گذر چکے تھے جنکی قبروں کے ساتھ یہود نے ایسا کیا ہوگا مگر نصاریٰ کا پیغمبر سوا حضرت عیسیٰ کے کون تھا وہ آسمان پر تشریف لے گئے اونکی قبر کہاں تھی اور اسکا جواب یہ ہی کہ نصاریٰ میں نبی اور بھی تھے جیسے حواریین یا حضرت مریم یہ ایک قول ہی یا اگر انکو نبی نہ کہیں تو مراد عام ہے انبیا ہوں یا انبیا کے اتباع اور مؤید ہے اسکو وہ جو مسلم کی روایت میں ہی جندب کے طریق سے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور نیکوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ جس حدیث میں صرف نصاریٰ کا ذکر ہے وہاں یہ فرمایا جب اون میں کوئی نیک شخص مرجاتا اور جس حدیث میں صرف یہود کا ذکر ہے وہاں یوں فرمایا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے اور بنا لینا عام ہے خواہ ایجاداً ہو یا تقلیداً یہود نے تو یہ بدعت ایجاد کی اور نصاریٰ نے اونکی تقلید کی اور اسمیں شک نہیں کہ نصاریٰ بہت سے اون پیغمبروں کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جنکو یہود مانتے ہیں اور انکی تعظیم کرتے ہیں (فتح) اور اس حدیث کو مؤلف نے لباس اور مغازی اور بنی اسرائیل میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوٰۃ میں (ق) مترجم کہتا ہے حدیث میں کچھ اشکال نہیں اور جنہوں نے اعتراض کیا ہے اونہوں نے غور نہیں کیا اور نہ اوس تاویل کی ضرورت ہی جو حافظ صاحب نے بیان کی کیونکہ یہود کے سب پیغمبروں کو نصاریٰ مانتے ہیں جیسے یہود اور نصاریٰ دونوں کے سب پیغمبروں کو مسلمان مانتے ہیں پھر مطلب حدیث کا صاف ہے حضرت عیسیٰ سے پیشتر جتنے پیغمبر گذرے ہیں انکو کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے پیغمبر تھے اس معنی کر کہ نصاریٰ انکی پیغمبری کو تسلیم کرتے ہیں علاوہ اسکے پیغمبری ایک اعتقاد ہے اوسکا مقتضے یہ ہی کہ انسان جسکو پیغمبر سمجھتا ہے اوسکی تمام اقوال کو بلا دلیل مان لیتا ہے اور یہ امر نصاریٰ نے اپنے پادریوں اور عالموں کے ساتھ جاری کیا تھا اور اندھا دھند انکی تقلید کرتے تھے تو گویا وہ سب نصاریٰ کے پیغمبر تھے پیغمبری تو کم درجہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ فرمایا کہ نصاریٰ نے اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنا رکہا تھا معاذ اللہ عدی نے حضرت صلعم سے سوال کیا کہ نصاریٰ نے تو ایسا نہیں کیا تھا آپنے فرمایا کیا اون کے عالم جب کسی چیز کو حلال کر دیتے تھے یا حرام کر دیتے تھے تو وہ بھی اوسکو حلال یا حرام نہیں کہہ لیتے تھے اونہوں نے کہا ہاں یہ تو تھا آپنے فرمایا بس یہی مراد ہے اس آیت میں معاذ اللہ مسلمانوں نے بھی نصاریٰ کی پیروی اختیار کی اور اپنے عالموں اور مجتہدوں کو پیغمبر بنا لیا کیا معنے اون کے سب اقوال

بلا دلیل ایسے ماننے لگے جیسے پیغمبر کے فرمودے کو مانتے ہیں بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان نصاریٰ سے بھی قدم آگے بڑھ گئے کیونکہ مسلمانوں نے اپنے مجتہدوں کی اون باتون کو بھی مان لیا جو پیغمبر کے فرمودے کے خلاف تہیں اور غضب یہ کیا کہ پیغمبر کے فرمودے کی تاویل کرنے لگے اور بعضے بیوقوف تو معاذ اللہ پیغمبر کے فرمودے کو رد کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ ہمارے مجتہد نے جب اس حدیث پر عمل نہین کیا تو ہم بھی عمل نہین کرتے اور بعض گدہے کہنے لگے مرا قال ابو حنیفہ در کار است قال قال در کار نیست یہ سب مسلمان نام کے مسلمان ہین اور حقیقت مین یہود اور نصاریٰ سے بدتر ہین مسلمان وہ ہین جو اپنی جان اور مال اور عزت اور باپ دادا خاندان سب کو اللہ اور اوسکے رسول سے کے خلاف ہیچ اور پوچ سمجہتے ہین اور حضرت کا ارشاد سننے یا دیکھنے کے بعد پہر تمام جہان اوس کے خلاف بکے تو اوسکو زرہ برابر بہی زیادہ بے وقعت سمجہتے ہین اور کسی مجتہد یا عالم کو گو وہ کتنا ہی بڑے درجہ کا ہو اگلا ہو یا پچھلا خطا سے معصوم نہین جانتے اور اسکی سب باتون کو آنکہہ بند کر کے قابل تسلیم نہین جانتے یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمارے پیغمبر حضرت خاتم انبیا محبوب کبریا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دیا تہا یا اللہ بار ہمکو حضرت کی پیروی پر اور چلا ہمکو آپ کی حدیث کی پیروی پر اور حشر کر ہمارا احدیث والون کے ساتھ آمین یا رب العلمین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے جناب سرور عالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ غارت کرے یہود کو اونہون نے مسجد بنا لیا اپنے پیغمبرون کی قبرون کو ف اس حدیث کو مسلم نے صلوٰۃ مین اور ابو داؤد نے جنائز مین اور نسائی نے وفاۃ مین نکالا (ق) مترجم کہتا ہے مسجد اسم ظرف ہے سجدہ سے تو جہان آدمی سجدہ کرے اسکو مسجد کہہ سکتے ہین اور اسی کی ہے وہ حدیث کہ ساری زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی پہر جب قبر کو مسجد بنانے سے ایسی سخت ممانعت ہوئی کہ حضرت نے اوسکے کرنیوالے پر لعنت فرمائی اور فرمایا خدا اوسکو غارت کرے حالانکہ سجدہ مین قبر کی عبادت نہین ہوتی تہی بلکہ خدا کی صرف برکت کے لیے اور قبر کی تعظیم کے لیے وہ لوگ اوسکو مسجد کر لیتے تہے تو دائمی اوسکی حال پر جو خود قبر کو سجدہ کرے اور قبر والے کی عبادت اور پرستش کرے وہ تو چند زیادہ لعنت اور پہٹکار کا مستحق ہوگا اور اسی حدیث سے بعض علما نے یہ نکالا ہے کہ قبر پر روشنی کرنا ہر سال وہان عید کیطرح جمع ہونا جیسے اس زمانہ مین عرس کہتے ہین منع ہے کیونکہ اس فعل سے بہی گویا قبر مسجد بنائی جاتی ہے واللہ اعلم

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا باب بیان مین

اسکی کہ حضرت نے فرمایا ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی (تو زمین کی ہر جز و پر نماز درست ہوگی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ

ترجمہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ملیں جو کسی پیغمبر کو مجھ سے پہلے نہیں ملیں (یعنے پانچوں نہیں ملیں یا یکساتھ) میں مدد دیا گیا رعب سے (جو اللہ تعالیٰ نے ڈالدیا ہے دشمنوں کے دل میں) ایک مہینے کے فاصلہ سے اور میرے لیے (ساری) زمین مسجد بنائی گئی (یعنے سجدہ کی جگہ ابن بطال نے کہا اس عموم میں مقابر اور تھان جانوروں کے اور گرجا وغیرہ سب آگئے البتہ وہاں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہوگا) اور (اوسکی مٹی) پاک کرنیوالی اور میری امت میں سے جس شخص کو نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑھ لیوے اور میرے لیے لوٹ کے مال حلال ہوئے (اگلے پیمبروں کو حلال نہ تھی) اور (اگلے زمانے میں) نبی بھیجا جاتا خاص اپنی قوم کیطرف اور میں سب لوگوں کیطرف بھیجا گیا اور میں شفاعت دیا گیا (یعنے بڑی شفاعت جسکا بیان دوسری حدیث میں ہے جو سب سے پہلے آپ تمام محشر والوں کی کرینگے جب اور پیمبر اللہ جل جلالہ کے خوف سے اپنی عاجزی ظاہر کرینگے) ف حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب التیمم کے شروع میں مع شرح گذر چکی اور احتمال ہے کہ مقابر وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہو اور جابر کی حدیث میں جو عموم ہے یہ خاص ہو ممانعت کی حدیثوں سے اگر کوئی اعتراض کرے کہ سوا نجس زمین کے اور نماز کی جگہہ کیونکر ہوسکتی ہے نجس زمین میں تو نماز جائز نہیں اوسکا جواب یہ ہے کہ نجاست کا وصف عارضی ہے ورنہ اصل میں تو وہ زمین نماز کے قابل تھی اور جب پھر پاک ہوجاویگی تو اوس پر نماز جائز ہوگی (فتح)

بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ عورت کا مسجد میں سونا اور وہاں رہنا

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُونِي بِهِ قَالَتْ فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا قَالَتْ

وَاللّٰهِ اِنِّی لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ اِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَاَلْقَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِیْ اتَّهَمْتُمُوْنِیْ بِهٖ زَعَمْتُمْ وَاَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَّهُوَ ذَا هُوَ قَالَتْ فَجَاءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ لَهَا خِبَاءٌ فِی الْمَسْجِدِ اَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَاْتِيْنِیْ فَتَحَدَّثُ عِنْدِیْ قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِیْ مَجْلِسًا اِلَّا قَالَتْ وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِیْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَاْنُكِ لَا تَقْعُدِيْنَ مَعِیْ مَقْعَدًا اِلَّا قُلْتِ هٰذَا قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِیْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ایک کالی لونڈی تہی عرب کی ایک قبیلہ کی اونہوں نے اوسکو آزاد کر دیا وہ اون کے ساتہہ رہتی اوس لونڈی نے کہا پہر ایک لڑکی اوس قبیلہ مین کی (جو دولہن تہی) نکلی (اور نہانیکی جگہہ مین گئی) وہ لڑکی ایک لال کمربند پہنے تہی (جو چمڑے کا ہوتا ہے اوس مین جواہر لگے ہوتے ہین یا موتی) لتہون کا حضرت عائشہؓ نے کہا اوس لڑکی نے اپنا کمربند زمین پر رکہا یا یون کہا کہ اوسکے بدن سے گر پڑا ایک چیل اودہر سے گذری وہ کمربند پڑا ہوا تہا چیل سمجہی یہ گوشت ہے اور اوسکو اوچاک لے گئی تو لونڈی نے کہا قبیلہ کے لوگون نے اوس کمربند کو ڈہونڈہا اور نہ پایا اونہون نے مجہپر تہمت لگائی حضرت عائشہؓ نے کہا لوگون نے اوس لونڈی کی تلاشی لینا شروع کی یہان تک کہ اوسکی شرمگاہ بہی دیکہی (کہین اوس مین نہ رکہہ لیا ہو) لونڈی نے کہا قسم خدا کی مین اون کے ساتہہ کہڑی تہی (تلاشی لینے کی ذلت مین زیادہ کیا مینے اللہ سے دعا کی مجہے اس تہمت سے پاک کر) اتنے مین وہی چیل آئی اور اُس کمربند کو زمین پر ڈال دیا وہ لوگون کے بیچ مین گرا لونڈی نے کہا مین نے اون لوگون سے کہا تم جسکی چوری کی مجہپر تہمت کرتے تہے وہ یہ ہے تم سمجہتے تہے مینے اوسکو لیا ہے حالانکہ مین پاک تہی اوسکے لینے سے اب تمہارا کمربند یہ حاضر ہے حضرت عائشہؓ نے کہا پہر وہ لونڈی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی آئی اور مسلمان ہوگئی اوسکا ایک خیمہ تہا مسجد (نبوی) مین یا ڈربہ (یعنی چہوٹا گہر) حضرت عائشہؓ نے کہا وہ لونڈی میرے پاس آتی اور باتین کرتی اور جب وہ میرے پاس آکر بیٹہتی یہ بیت پڑہتی ؎ وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا + اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِیْ + یعنے کمربند کا دن ہمارے مالک کے عجیب کامون مین سے تہا خبردار ہو اوس نے نجات دی مجہکو کفر کے شہر سے حضرت عائشہؓ نے کہا مینے اوس لونڈی سے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ تو جب میرے پاس بیٹہتی ہے یہ بیت پڑہتی ہے تب اوس نے یہ سارا قصہ مجہسے بیان کیا ف حافظ نے کہا مجہے اُس لونڈی کا نام نہین معلوم ہوا اسکی

قبیلے کا نہ اوس لڑکی کا نام جسکا گھر نہ تھا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں رات کو رہنا دن کو سونا درست ہے
اوسکو جسکا گھر نہ ہو مسلمانوں میں سے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو اور مسجد میں خیمہ وغیرہ کا سایہ کرنا درست ہے
اور جس ملک میں آدمی پر آفت آوے وہاں سے نکل جانا بہتر ہے شاید دوسرے ملک میں اوسکا فائدہ ہو جیسے اوس
لونڈی کے لیے ہوا کہ اللہ تعالی نے دوسرے ملک میں جانے سے اسکو اسلام کی دولت بخشی اور دار الکفر سے ہجرت
کرنا بہتر ہے اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے گو وہ کافر ہووے کیونکہ حدیث سے نکلتا ہے کہ وہ لونڈی مدینہ میں
آنکے بعد مسلمان ہوئی **باب** نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ مردوں کا مسجد میں سونا **ف** یہ جائز ہے جمہور
علماء کے نزدیک اور ابن عباس سے اوسکی کراہت منقول ہے الا اوسکے لیے جو نماز کا ارادہ رکھتا ہو۔
اور ابن مسعود سے مطلقاً کراہت منقول ہے اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ جسکا گھر ہو اوسکو مسجد میں سونا مکروہ ہے
اور جسکا گھر نہ ہو اوسکو جائز ہے (فتح) وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا فِي الصُّفَّةِ اور ابو قلابہ (عبد اللہ بن زید) نے کہا انس بن مالکؓ سے عکل
کے لوگ (جو دس کے اندر تھے یعنے ایک سطر رہط کہتے ہیں عربی زبان میں دس سے کم مردوں کو اور عکل
ایک قبیلہ ہے) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ مسجد کے ڈہالیے میں تھے (جسکو صفہ کہتے
تھے مسجد کے اخیر میں) وہاں سکین رہتے تھے) **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے عرنین کی حدیث کا یہ حدیث کتاب
الطہارۃ میں گذر چکی اور مولف نے اس لفظ سے اوسکو نکالا محاربین میں موصولاً وہیب سے اوس نے ایوب
سے ابو قلابہ سے وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ اور عبد الرحمان بن
ابی بکر نے کہا صفہ میں رہنے والے فقیر تھے **ف** بے گھر والے اس روایت کو مولف نے علامات النبوۃ میں
وصل کیا ان دونوں روایتوں سے یہ نکلا کہ مردوں کا مسجد میں رہنا اور سونا درست ہے اسلیے کہ صفہ مسجد
نبوی میں تھا اور عکل کے لوگ وہیں اوترے تھے اصحاب صفہ وہیں رہتے تھے اور امام بخاری سے پہلے
اسحدیث سے یہ دلیل لی سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار نے اون دونوں سے ابن ابی شیبہ نے نکالا (فتح)
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ
ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ
عبد اللہ بن عمرؓ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں سوتے تھے اور وہ جوان مجرد تھے اونکی بی بی
نہ تھی اسحدیث کو مسلم اور نسائی نے صلوۃ میں نکالا اور ابن ماجہ نے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ

حدثنا عبد العزيز بن ابي حازم عن ابي حازم عن سهل بن سعد قال جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليا في البيت فقال اين ابن عمك قالت كان بيني وبينه شيء فغاضبني فخرج فلم يقل عندي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لانسان انظر اين هو فجاء فقال يا رسول الله هو راقد في المسجد فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع قد سقط رداؤه عن شقه واصابه تراب فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عنه ويقول قم ابا تراب قم ابا تراب

ترجمہ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؓ (خاتون جنت) کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ (اپنے داماد) کو گھر میں نہ پایا آپ نے فرمایا حضرت فاطمہؓ سے تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں (حالانکہ حضرت علی حضرتؐ کے چچا کے بیٹے تھے مگر عرب کے محاورے میں باپ کے عزیزوں کو بھی چچا کا بیٹا کہتے ہیں اور آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں اور ذکر کیا قرابت کو تاکہ حضرت فاطمہ کے دل میں انکی محبت پیدا ہو) انہوں نے کہا مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں انہوں نے مجھ پر غصہ کیا تو نکل کر چلے گئے اور میرے پاس نہیں سوئے (یعنے دوپہر کا لیٹنا) تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی سے دیکھ وہ کہاں ہیں **ف** یعنے حضرت علی حافظ نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی سہل ہی تھے جو اس حدیث کے راوی ہیں کیونکہ انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ حضرتؐ کے ساتھ اوس وقت دوسرا بھی کوئی شخص تھا اور مصنف کے ادب میں نکالا کہ حضرتؐ نے فاطمہ سے فرمایا تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں انہوں نے کہا مسجد میں اور اس روایت میں اوس میں اختلاف نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ حضرتؐ نے اوس آدمی کو مسجد میں ڈھونڈھنے کے لیے حکم کیا ہو اور طبرانی کے روایت میں ہے ایک آدمی کو حکم کیا جو آپ کے ساتھ تھا اور اس نے دیکھا انکو لیٹے ہوئے دیوار کے سایہ میں (فتح) —

ف وہ آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سنکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں آگئے اور حضرت علی کو دیکھا وہ لیٹے ہوئے ہیں اونکی چادر اون کے پہلو پر سے گر گئی ہے اور اون کے بدن میں مٹی لگ گئی ہے آپ اونکے بدن سے مٹی کو پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اوٹھ اے ابو تراب اوٹھ اے ابو تراب **ف** اوس روز سے حضرت علی کی کنیت ابو التراب ہو گئی تراب کہتے ہیں مٹی کو سبحان اللہ حضرت علی کا درجہ اور مرتبہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکی کیسی خاطر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کے مبارک بدن سے مٹی پونچھنا

کتنا بڑا شرف ہے اللہ تعالی خارجیوں کا منہ کالا کرے جو ایسے مقدس اور مرتبے والے بزرگ کے حق میں بدگوئی
کرتے ہیں حافظ نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مسجد میں سونا جائز ہے کیونکہ حضرت علی مسجد میں
سو رہے تھے اور شاید دن کو سونا مسجد میں جائز ہو نہ رات کو سونا لیکن ابن عمر کی حدیث سے رات کا سونا بھی
نکلتا ہے اوس کے لیے جس کا گھر نہ ہو اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلتے ہیں مسجد میں انکو سونا درست ہے غصے
والے شخص سے مزاح کرنا اوسکا غصہ دور کرنے کے لیے کنیت بغیر لڑکے کے رکھنا ایسا ہی لقب دینا جس سے لقب
والا غصہ نہ ہو اور حضرت علی اس کنیت سے خوش ہوتے تھے جیسے اوسمین آویگا داماد کا منانا اوسکے غصے کو
سہنا باپ کا اپنے بیٹے کے گھر میں جانا گو خاوند سے اجازت نہ لیوے جبکہ معلوم ہو کہ خاوند ناراض نہ ہوگا
نماز کے سوا اور حالتوں میں مونڈھا کھل جاوے تو قباحت نہیں اور باقی بحث اسکی خدا چاہے تو حضرت
علی کے فضائل میں آویگی اور مؤلف نے اس حدیث کو استیذان میں نکالا اور فضائل علی میں اور مسلم نے
فضائل میں (ص۔ ق) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ
إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ
الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے میں نے صفہ والوں
میں سے ستر آدمیوں کو دیکھا اور یہ اون ستر کے سوا ہیں جو بیر معونہ میں شہید ہوئے کیونکہ وہ ابو ہریرہ کے اسلام سے
پہلے شہید ہو گئے تھے اون میں سے کسی کے پاس چادر نہ تھی (اوڑھنے کو) بلکہ صرف تہ بند تھا یا کمل جسکو وہ
اپنی گردنوں میں باندھ لیتے بعضے (اون میں سے یعنے اون تہ بندوں اور کملوں میں سے) نصف پنڈلی
تک تھے اور بعضے ٹخنوں تک بھی تھے تو دونوں ہاتھوں سے اُنکو پکڑے رہتے اس ڈر سے کہ ستر نہ کھلے **ف**
حافظ نے کہا اہل صفہ کے نام ابن اعرابی اور سلمی اور حاکم اور ابو نعیم نے جمع کیے ہیں اور ہر ایک نے بعض
وہ نام بیان کیے ہیں جو دوسروں نے نہیں کیے اور بعضوں میں اعتراضات بھی ہیں جنکے تفصیل کی یہاں
گنجائش نہیں اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کپڑے کا پکڑے رہنا نماز میں ہوتا اور حاصل
یہ ہے کہ اون لوگوں کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا (فتح) **بَابُ** الصَّلٰوةِ إِذَا قَدِمَ
مِنْ سَفَرٍ جب سفر سے لوٹ کر آوے تو پہلے مسجد میں نماز پڑھنا وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيهِ اور کعب بن مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب سفر سے لوٹ کر آتے تو پہلے مسجد میں جاتے وہان نماز پڑہتے **ف** یہ ٹکڑا ہے ایک لنبی حدیث کا جسکو مولف نے مغازی میں نکالا اوس کے بعد جابر کی حدیث بیان کی جو قولی ہے تاکہ یہ شبہ ہو کہ یہ حکم حضرت سے مخصوص تہا (ف) **حدثنا** خلاد بن يحيى قال حدثنا مسعر قال حدثنا محارب بن دثار عن جابر بن عبد الله قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم وهو في المسجد قال مسعر اراه قال ضحى فقال صل ركعتين وكان لي عليه دين فقضاني وزادني **ترجمہ** جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں جناب رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسجد میں تہے مسعر نے کہا میں سمجھتا ہون محارب نے کہا مسعر اور محارب دونوں اس حدیث کے راوی ہیں (چاشت کے وقت خیر آپنے فرمایا مجہ سے دو رکعتیں پڑہ (سفر سے لوٹنے کی تحیۃ المسجد کی) اور جابر نے کہا میرا قرض حضرت پر آتا تہا آپنے اوس کو ادا کیا اور زیادہ دیا **ف** وہ قرض یہ تہا کہ جابر نے اپنا اونٹ راہ میں حضرت کے ہاتہ بیچا تہا آپنے مدینہ میں آنکر اونٹ کی قیمت سے زیادہ اون کو دیا اور اونٹ بہی پہیر دیا یہ حدیث طول کے ساتہ کتاب الشروط میں مذکور ہو گی انشاء اللہ تعالی اور مولف نے اس حدیث کو بیس مقاموں میں کہیں طول کے ساتہ کہیں اختصار کے ساتہ ذکر کیا اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ اوسوقت کا ہے جب جابر سفر سے آئے تہے جیسے دوسری روایت سے صاف پایا جاتا ہے اور مغلطائی نے اسپر خیال نہیں کیا تو کہا اس حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا نووی نے کہا یہ نماز سفر سے آنیکی تہی گو اس سے تحیۃ المسجد بہی ادا ہو گیا اور اس حدیث کو مسلم نے صلوۃ اور بیوع میں اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (ف ق)

باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين جب مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑہے **حدثنا** عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن عمرو بن سليم الزرقي عن ابي قتادة السلمي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين قبل ان يجلس **ترجمہ** ابو قتادہ سلمی (حارث بن ربعی جو مدینہ میں مرے سنہ ۵۴ھ میں) روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑہے بیٹہنے سے پہلے **ف** سہیل نے ابو قتادہ کے بدل جابر کہا ہے اور ترمذی اور دارقطنی نے کہا یہ خطا ہے اور صحیح ابو قتادہ ہے علما نے کہا یہ حکم استحبابی ہے اور ابن بطال نے اہل ظاہر سے نقل کیا کہ یہ امر وجوب کے لیے ہے اور ابن حزم نے کہا کہ تحیۃ المسجد پڑہنا واجب نہیں ہے اور دلیل واجب نہونیکی یہ ہے کہ حضرت نے

فرمایا اوس شخص سے جو لوگون کی گردنین پہاندتا آرہا تھا بیٹھ جا تو نے ایذا دی اور نماز پڑہنے کا اوسکو حکم نہین
کیا اور یہی دلیل لی طحاوی وغیرہ نے اور طحاوی نے کہا جن وقتون مین نماز منع ہے وہ مستثنی ہین اس حکم سے
مین کہتا ہون دونون عام متعارض ہوئے اور شافعیہ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ تحیۃ المسجد ہر وقت مین پڑہ لیوے
اور ممانعت خاص ہے اور نمازون سے سوا تحیۃ المسجد کے اور حنفیہ اور مالکیہ یہ کہتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین تحیۃ
المسجد بہی نہ پڑہے وہ اس حدیث کو خاص کرتے ہین اور نیز فرمایا بیٹھنے سے پہلے اس سے یہ نکلا کہ اگر کوئی مسجد
مین جاکر بیٹھ گیا اور تحیۃ المسجد نہ پڑہا تو اب نہ پڑہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح
مین ابوذر سے نکالا کہ وہ مسجد مین گئے تو حضرت صلعم نے اون سے فرمایا کیا تم نے دو رکعتین پڑہی ہین اونہون نے کہا نہین
آپنے فرمایا تو اوٹہو اور پڑہو اور ابن حبان نے اسپر یہ ترجمہ باب قائم کیا کہ بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد فوت
نہین ہوتا اور ایسا ہی ہے سلیک کے قصے مین جو جمعہ مین آویگا اور محب طبری نے کہا احتمال ہے کہ بیٹھنے
سے پہلے تحیۃ المسجد کا افضل وقت ہو اور بیٹھنے کے بعد جائز ہو یا بیٹھنے سے پہلے ادا ہے اور بعد قضا ہے
اور احتمال ہے کہ بیٹھنے کے بعد تحیۃ المسجد مشروع ہونا اوس حالت مین ہو جب دیر تک نہ بیٹھے اور حدیث
ابو قتادہ کی ایک سبب پر وارد ہوئی وہ یہ کہ ابو قتادہ مسجد مین گئے وہان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا وہ بہی انکے ساتھ بیٹھ گئے آپنے اون سے فرمایا تم نے نماز کیون نہین
پڑہی وہ بولے مین نے آپ کو اور لوگون کو بیٹھا ہوا پایا آپنے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو بیٹھے
نہین یہانتک کہ دو رکعتین پڑہے نکالا اوسکو مسلم نے اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے نکالا ابو قتادہ
سے کہ حضرت نے فرمایا مسجدون کا حق ادا کرو لوگون نے کہا اون کا حق کیا ہے آپنے فرمایا دو رکعتین بیٹھنے سے
پہلے (فتح) قسطلانی نے کہا اگر کوئی بہولے سے بیٹھ گیا اور دیر تک نہین بیٹھا تو اوسکو تحیۃ المسجد پڑہ
لینا مشروع ہے ایسا ہی کہا تحقیق مین اور روضہ مین ابن عبدان سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکی تائید اس
روایت سے ہوتی ہے کہ آپ منبر پر بیٹھے تھے جمعہ کے دن اتنے مین سلیک غطفانی آیا اور تحیۃ المسجد پڑہنے سے
پہلے بیٹھ گیا آپنے فرمایا اوٹھ اور دو رکعتین پڑہ اور شرح مہذب مین ہے کہ اگر تحیۃ المسجد دو رکعتون سے
زیادہ پڑہا ایک سلام سے تو جائز ہے اور جو نماز فرض یا نفل مسجد مین بیٹھنے سے پہلے پڑہی اوس سے تحیۃ
المسجد ادا ہوجاویگا کیونکہ غرض یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے کوئی نماز پڑہی جاوے البتہ ایک رکعت پڑہنے یا جنازے
کی نماز سے یا سجدہ شکر یا سجدہ تلاوت سے تحیۃ المسجد ادا نہ ہوگا اور مسجد الحرام مین جو جاوے اوسکو تحیۃ المسجد

مسنون نہین ہے کیونکہ وہان پہلے طواف مین مشغول ہونا کافی ہے اور طواف کے بعد دوگانہ پڑہا جاتا ہے وہ تحیۃ المسجد کے بدل کافی ہوجاویگا اور جسوقت امام فرض نماز پڑہ رہا ہو اوسوقت بہی تحیۃ المسجد نہ پڑہے کیونکہ صحیحین کی حدیث ہی جب فرض نماز کی تکبیر ہوجاوے تو کوئی نماز نہین ہے سوا فرض کے اسیطرح جب موذن تکبیر کہنا شروع کردے اور اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا (قسطلانی باختصار) نیل الاوطار مین ہی کہ ابوقتادہ کی حدیث کو جماعت نے روایت کیا اور اثرم نے اپنی سنن مین اوسکی عبارت یہ ہی کہ مسجد کے کے حق اونکو دو لوگون نے عرض کیا اونکا حق کیا ہے آپنے فرمایا دو رکعتین پڑہو بیٹہنے سے پہلے اور بخاری اور مسلم نے جابر بن عبداللہ سے نکالا کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن آئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تہے وہ نماز پڑہنے سے پہلے بیٹہ گئے آپنے اون کو حکم کیا دو رکعتین پڑہنے کا (یعنی تحیۃ المسجد کی اس حدیث سے نکلا کہ فقہاے حنفیہ نے جو یہ لکہا ہے کہ امام جب خطبہ پڑہنے لگے اوسوقت کوئی آدمی آوے تو تحیۃ المسجد نہ پڑہے بلکہ یونہی بیٹہ جاوے غلط ہے) اور امام مسلم نے جابر سے نکالا کہ وہ جب آپنے اونٹ کی قیمت لینے کے لیے مسجد مین آئے تو آپنے حکم کیا اونکو دو رکعتین پڑہنے کا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تحیۃ المسجد واجب ہے اور اسکا ترک حرام ہے اور یہی قول ہے ظاہریہ کا ایسا ہی نقل کیا ابن بطال نے اور جمہور کے نزدیک وہ سنت ہے اور نووی نے کہا اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اور قاضی عیاض نے امام داؤد ظاہری اور اونکے اصحاب سے اوسکا وجوب نقل کیا ہے اور جمہور کی دلیلین مین سے ایک وہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے نکالا زید بن اسلم سے کہ حضرت کے اصحاب مسجد مین جاتے پہر باہر نکلتے اور نماز نہ پڑہتے اور دوسرے ضمام بن ثعلبہ کی حدیث ہے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور مالک اور ابوداؤد اور نسائی نے کہ اونہون نے جب پوچہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرض نمازون کو تو آپنے فرمایا پانچ نمازین اونہونے کہا اونکے سوا اور کوئی نماز مجہپر ہے آپنے فرمایا نہین مگر تو اگر نفل پڑہنا چاہے اور جو لوگ واجب کہتے ہین وہ گردنین پہاندنے والے کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ شاید اوسنے گردنین پہاندنے سے پہلے مسجد کے کسی کونے مین نماز پڑہ لی ہو اور اسی لیے آپنے اوسکو بیٹہ جانیکا حکم کیا اور نماز پڑہنے کا حکم نہین کیا اور زید بن اسلم کی روایت محمول ہے اوسحالت پر کہ مسجد مین بیٹہنے کا قصد نہ ہو صرف اندر جاکر چلا آوے اور تحیۃ المسجد اوسوقت مشروع ہے جب بیٹہنے کا قصد ہو اور اس روایت مین یہ نہین ہے کہ صحابہ مسجد مین جاتے تہے اور وہان بیٹہتے تہے اور تحیۃ المسجد بغیر پڑہے نکل جاتے تہے علاوہ اسکے صحابہ کے افعال حجت نہین ہین اور جو شخص اجماع کو حجت

نہین جانتا اوسکی نزدیک تو یہ صاف ہے اور جو اجماع کو حجت کہتا ہی اوسکے نزدیک تمام صحابہ کا فعل حجت ہوگا وہ بہی حضرت صلعم کی وفات کے بعد نہ آپ کی حیات مین جیسے علم اصول مین ثابت ہوچکا ہے اور ضمام بن ثعلبہ کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ وہ ابتدائی تعلیم تہی اور اسیواسطے بہت سی واجبات اور فرائض کا اس مین ذکر نہین اور جن لوگون نے ضمام کی حدیث سے حجت لی ہی خود اونہون نے بعضی نمازون کو وجب کہا ہی جیسے جنازہ کی نماز کو اور دوگانہ طواف کو اور نماز عیدین اور جمعہ کو پہر جو وہ جواب دینگے وہی اہل الظاہر کیطرف سے بہی پایا جاویگا اور حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ تحیۃ المسجد تمام وقتون مین پڑہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت علما کا اون مین سے ہین شافعیہ اور ابوحنیفہ اور لیث اور اوزاعی یہ کہتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین اوسکا پڑہنا مکروہ ہی اور شافعیہ یہ جواب دیتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین بلا موجب نماز پڑہنا مکروہ ہے نہ وہ نماز جسکا سبب یا موجب پایا جاوے اور دلیل اسکی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد ظہر کا دوگانہ پڑہا اور تحیۃ المسجد کو کسی حال مین ترک نہین کیا بلکہ خطبہ پڑہتے ہین جو شخص آیا تہا وہ بیٹہ گیا تہا اوسکو حکم کیا کہ کہڑا ہو اور دو رکعتین پڑہے حالانکہ خطبہ کے وقت نماز منع ہی سوا تحیۃ المسجد کے اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے خطبہ کو موقوف کردیا اور اسکو حکم کیا تحیۃ المسجد پڑہنے کا پس اگر تحیۃ المسجد ضروری نہ ہوتا تو آپ اوسکا اتنا اہتمام نکرتے شوکانی نے کہا یہان تعارض ہے دو حکمون کا ایک تو ممانعت کا حکم اوقات مخصوصہ مین وہ بہی عام ہے ہر نماز کے لیے دوسرے تحیۃ المسجد پڑہنے کا حکم اب کسی عام کی تخصیص دوسرے کے حکم سے اسیطرح ترجیح ایک حکم کی دوسرے پر کیونکہ دونون صحیح روایتون سے ثابت ہین البتہ اگر کسی حدیث سے ایک حکم کی تخصیص ثابت ہوجاوے تو اوسکو خاص کرلینگے اور حضرت صلعم نے جو ظہر کی سنت عصر کے بعد پڑہی یہ حکم حضرت کیساتھ خاص تہا کیونکہ امام احمد نے روایت کیا کہ ام المومنین ام سلمہ نے حضرت سے پوچہا کیا ہم ظہر کی سنتون کی قضا پڑہین جب وہ فوت ہوجاوین آپنے فرمایا نہین اور اگر ہم یہ مان بہی لین کہ یہ حکم حضرت صلعم کیلئے خاص نہ تہا تو بہی اوس سے صرف ظہر کی سنت پڑہنا جائز ہوگا نہ اور سبب والی نمازون کا پڑہنا البتہ یزید بن اسود کی یہ حدیث کہ آپنے فرمایا دو شخصون سے تم نے ہمارے ساتہ نماز کیون نہین پڑہی اونہون نے کہا ہم اپنے ٹہکانون مین نماز پڑہ چکے تہے آپنے فرمایا جب تم اپنے ٹہکانون مین نماز پڑہ لو پہر جماعت کی مسجد مین آؤ تو لوگون کے ساتہ دوبارہ نماز پڑہو وہ نفل ہوجاویگی اور یہ حکم فجر کی نماز مین دیا مخصص ہوسکتی ہے اور میرے نزدیک یہ مقام مشکل ہے اور پرہیزگار کے لیے بہتر یہی کہ اوقات مکروہہ مین مسجد مین نہ جاوے انتہے باختصار ف ابن قیم نے کہا کہ مسجد حرام کا تحیۃ طواف ہی کیونکہ آنحضرت

نے وہاں شروع کیا طواف کو اور اسپر یہ اعتراض ہوا کہ آپ مسجد مین جا کر بیٹھے نہ تھے اور تحیۃ المسجد اوسکے لیے ہے جو بیٹھنا چاہے پس جو کوئی مسجد حرام مین جاوے وہ طواف شروع کرے پہر دوگانہ طواف پڑہکر بیٹھے اور اگر کوئی مسجد حرام مین جاوے اور طواف سے پہلے بیٹھنا چاہے تو تحیۃ المسجد کا دوگانہ ادا کرے اور جو کوئی عید کی نماز کے لیے مسجد مین جاوے وہ تحیۃ المسجد نہ پڑہے اس باب مین ایک حدیث ہے جسکا ذکر آگے آویگا رئیل) **بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین حدث کرنا کیسا ہے **ف** مازری نے کہا امام بخاری نے اس باب سے رد کیا اسپر جو محدث کو مسجد مین جانا منع سمجہتا ہے یا محدث کو مسجد مین بیٹھنا اور وہ محدث کو جنب کی مثل جانتا ہے اور یہ مبنی ہے اسپر کہ حدث سے مراد یہان باؤ سرنا ہو اور ابوہریرہ نے ایسی ہی تفسیر کی جیسے کتاب الطہارت مین گذرا (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ** ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے تم مین سے ایک کے لیے دعا کرتے ہین جب تک وہ اپنی نماز کی جگہہ مین رہتا ہے جہان اوسنے نماز پڑہی جب تک اوسکو حدث نہین ہوتا وہ یہ کہتے ہین یا اللہ بخش دے اوسکو یا اللہ رحم کر اسپر **ف** فرشتون سے مراد محافظ فرشتے ہین یا اور سیر کرنے والے فرشتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب وہ نماز کی جگہہ سے اوٹھہ جاتا ہے تو یہ دعا موقوف ہو جاتی ہے اور نماز کی جگہہ سے مراد وہ جگہہ ہے جو نماز کے لیے طیار کی گئی ہو نہ خاص مسجد ہی کی جگہہ کیونکہ آگے ایک حدیث مین آویگا کہ جو نماز کا انتظار کرے وہ گویا نماز ہی مین ہے اور یہ عام ہے کہ مسجد مین اوسی جگہہ بیٹہ کر انتظار کرے جہان نماز پڑہی ہو یا اور کسی جگہہ پر مسجد مین اور جب حدث ہو گیا گو اوسی جگہہ بیٹھا رہے تو دعا موقوف ہو جاویگی اور اس سے یہ نکلا کہ مسجد مین حدث کرنا تہوکنے سے زیادہ برا ہے کیونکہ تہوکنے کا کفارہ بیان کیا اسکا کفارہ بیان نہین کیا بلکہ حدث کرنیوالا مسجد مین محروم ہوا فرشتون کی دعا اور استغفار سے اور باقی فائدے اس حدیث کے خدا چاہے تو آگے آوینگے اور مولف نے اوسکو صلوۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے (ف وق) منذری نے کہا پوری حدیث یون ہے مرد کی نماز جماعت مین گہر کی نماز سے دو چند ثواب رکہتی ہے اور بازار مین پچیس درجے زیادہ ہے اور یہ اسلیے کہ جب اوسنے وضو کیا اچہی طرح پہر نکلا نماز ہی کے قصد سے تو کوئی قدم نہ اوٹہاویگا مگر اوس سے اوسکا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا پہر جب نماز پڑہے گا تو فرشتے اوسکے لیے دعا کرتے رہین گے جب تک وہ نماز کی جگہہ مین رہیگا یا اللہ رحمت بہیج

اوسپر یا اللہ رحم کر اوسپر اور ہمیشہ نماز ہی مین رہیگا جب تک نماز کا انتظار کرتا رہیگا اور ایک روایت مین یون
ہے یا اللہ بخش اوسکو یا اللہ قبول کر توبہ اوسکی جب تک وہ ایذا نہ دے یا حدث نکرے مسجد مین امام مالک کی روایت مین
یہ ہے جو شخص وضو کرے اچھی طرح پھر نماز کے قصد سے نکلے تو وہ نماز ہی مین ہے جبتک نماز کا قصد ہے اور اسکو ایک قدم
پر ایک نیکی ملیگی اور دوسرے قدم پر ایک گناہ محو ہوگا پھر جب تکبیر سنے تو دوڑے نہین کیونکہ بڑا ثواب تم مین
اسی کو جسکا گھر تم مین مسجد سے زیادہ دور ہے لوگون نے کہا ای ابوہریرہ اسکی وجہ کیا ہے اونہون نے کہا اوسکے قدم
زیادہ ہونا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اوسمین یہ ہے جس وقت سے تم مین سے کوئی اپنے مکان سے نکلتا ہے
اپنی مسجد تک پیدل تو اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک پاؤن سے اور دوسرے پاؤن سے ایک گناہ مٹتا ہے
یہانتک کہ لوٹے اوسکو نسائی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر انکی روایت مین لوٹنے کا ذکر
نہین ہے **بَابُ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ** مسجد نبوی کے بننے کا بیان وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ
مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ اور ابوسعید خدری رضی نے کہا مسجد نبوی کا چھت کھجور کی ڈالیون کا تھا ف اس روایت
کو مولف نے وصل کیا اعتکاف مین وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ
أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ اور حضرت عمر رضی نے حکم کیا مسجد بنانیکا (یعنی مسجد نبوی کی مرمت
کرنیکا) اور فرمایا (معمار سے) بچا تو لوگون کو پانی سے (یعنے ایسا چھت بنا دے کہ لوگ پانی مین بھیگنے سے
بچین اور دھوپ سے) اور مسجد مین لال یا زرد رنگ مت کیجیو اور لوگون کو فتنے مین نہ ڈالیو ف یعنے مسجد خانہ
خدا ہے اور بڑی غرض مسجد سے یہ ہے کہ لوگ اوس مین اللہ کی یاد دل لگا کر کرین اور یہ غرض سادی عمارت سے
حاصل ہو جاتی ہے پس اسیقدر کافی ہے اور زیادہ رنگ آمیزی اور نقش و نگار کی ضرورت نہین بلکہ
مضر ہے اس وجہ سے کہ لوگ نماز مین اودھر خیال کرینگے اور خشوع مین فرق آویگا ابن بطال نے کہا حضرت
عمر نے یہ حکم اوس حدیث سے نکالا جس مین یہ ہے کہ حضرت نے ابوجہم کی نقشی چادر واپس کر دی اور فرمایا اوسنے
مجھے نماز سے غافل کر دیا مین کہتا ہون شاید حضرت عمر نے اس باب مین کوئی خاص حدیث حضرت سے سنی
ہوگی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر سے مرفوعا نکالا کہ کسی قوم کا کام نہین بگڑا مگر اونہون نے اپنی مسجدون کو آراستہ
کیا حدیث کے سب راوی ثقہ مین سوا جبارہ بن مغلس کے جو شیخ ہے ابن ماجہ کا اوس مین کلام ہے اور یہ قول حضرت
عمر کا ایک ٹکڑا ہے اوس طویل قصہ کا جسکو مولف نے تجدید مسجد نبوی مین نکالا (فتح) وَقَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ
بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا اور انس رضی نے کہا لوگ فخر کرینگے مسجدین بنا کر پھر اون کو آباد نکرینگے مگر کم

ف مسجد کی آبادی نماز سے ہے اور ذکر الٰہی سے تو یہ بات تو کم کریں گے نمازی بہت کم ہونگی لیکن مسجدیں بہت ہونگی اور ہر ایک مسجد بنانیوالا دوسرے پر فخر کرے گا اپنی عمدہ عمارت اور نقش و نگار اور زیب اور زینت سے اور اصل بات کی کوشش نکریگا کہ نماز اور ذکر الٰہی کا خوب اہتمام ہو اور یہ تعلیق ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ نے نکالی ابو قلابہ کے طریق سے اونہوں نے کہا میں انس سے ساوہ کہتے تھے میں نے حضرت سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت پر ایک زمانہ ایسا آویگا کہ وہ فخر کریں گے مسجدوں سے پھر انکو آباد نکریں گے مگر تھوڑا اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے دوسرے طریق سے نکالا ابو قلابہ سے اونہوں نے انس سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ لوگ فخر کرنے لگیں گے مسجدوں سے اور پہلا طریق عمدہ ہے اور ابو نعیم نے کتاب المساجد میں نکالا کہ فخر کریں گے مسجدوں کی کثرت سے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى اور ابن عباس نے کہا کہ تم زینت دو گے مسجدوں کو جیسے زینت دی یہود اور نصاریٰ نے ف اپنی چرچوں اور گرجاؤں کو حافظ نے کہا زخرفہ سے مراد زینت ہے اور اصل میں زخرف سونیکو کہتے ہیں پھر ہر ایک زینت کو کہنے لگے اور اس تعلیق کو ابو داؤد اور ابن حبان نے نکالا ابن عباس سے موقوفاً اور مرفوع حدیث میں یوں ہے کہ مجھے حکم نہیں ہوا مسجدیں بلند بنانیکا اور یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو اوسوقت آراستہ کیا جب اپنی کتابوں کو بدلڈالا اور ان میں تحریف کی اور دین کو تباہ کر دیا اور ظاہری آراستگی اور نقش و نگار پر مستعد ہوئے اس حدیث سے نکالا ہے کہ مسجد کو آراستہ کرنا سونے کے پانی وغیرہ نقش و نگار سے مکروہ ہے کیونکہ نمازی کے خشوع میں اس سے خلل آتا ہے دوسرے مال بے فائدہ تباہ ہوتا البتہ اگر لوگ اپنے پاس سے بطریق تعظیم مسجد ایسا کریں لیکن بیت المال کا روپیہ صرف نہ ہو تو مکروہ نہیں اور جو کسی نے وصیت کی مسجد کے بلند کرنے کی یا اس میں لال یا زرد رنگ پھیرنے کی تو اوسکی وصیت نافذ کیجاویگی اسلیے کہ اس زمانے میں ان باتوں کا رواج ہو گیا ہے اور مسلمان اور کافر سب اپنے گھروں کو بلند کرنے لگے ہیں اور اگر اس زمانے میں ہم مسجدوں کو کچی اینٹ سے بناویں اور بلند بلند اونچی گھروں سے اونکو نیچا رکھیں خصوصاً ذمی کافروں کے گھروں سے تو ڈر ہے کہ اسلام کی حقارت ہو یہ سارا کلام ابن منیر کا ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ مسجدوں کی آراستگی سے اگر ممانعت اسوجہ سے ہے کہ سلف کے طریق کے خلاف ہے تو یہ وجہ چل سکتی ہے اور جو اسوجہ سے ہے کہ نمازی کے دل لگنے میں اوس سے خلل ہوتا ہے تو یہ وجہ درست نہیں کیونکہ یہ علت ہر زمانے میں باقی ہے (ف رق) امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ جن لوگوں نے مسجد دار

کا آراستہ کرنا جائز رکہا ہی اور اسکو بدعت حسنہ کہا ہے اونکے دلائل اعتبار کے لائق نہیں اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مسجدون سے فخر کرنا حرام ہے اور وہ قیامت کی نشانی ہی اور حضرت علی نے کہا وہ یہود اور نصاری کا فعل ہے اور حضرت صلعم کو یہود اور نصاری کی مخالفت پسند تہی اور مسجدون کی آرایش بدعت ہے ظالم بادشاہون کی ایجاد ہے اہل علم نے اوسکی اجازت نہین دی اور علماء نے بنظر حفظ جان اور عزت ان ظالمون سے مقابلہ مین سکوت کیا بطور تقیہ کے اور یہ دعوی کہ وہ بدعت حسنہ ہی باطل ہے انتہی مختصرا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ وَعُمُدُهُ خُشُبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ اَبُو بَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَاَعَادَ عُمُدَهُ خُشُبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسجد نبوی کچی اینٹ سی بنی تہی اور اوسکا چہت کہجور کی ڈالیون کا تہا اور اوسکی ستون کہجور کی لکڑیون کے تہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت مین) مسجد مین کچہ نہین بڑہایا (بلکہ ویسا ہی رکہا جیسے مسجد حضرت صلعم کی زمانے مین تہی) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت مین) مسجد کو بڑہایا (طول اور عرض مین) اور عمارت ویسی رکہی جیسے حضرت صلعم کے زمانے مین تہی کچی اینٹون اور کہجور کے ڈالیون کی اور ستونون کیجگہہ اور لکڑیان لگائین کہجور کی پہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت مین) مسجد کو بدل ڈالا اور اوسکو بہت بڑہایا اور اوسکی دیوار نقشی پتہرون سی طیار کی اور گچ سے اور ستون نقشی پتہر کے لگائے اور چہت ساگوان کی بنائی **ف** حدیث مین ساج ہے حافظ نے کہا وہ ایک لکڑی ہی جو ہندوستان سی آتی ہے ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ مسجد کی عمارت مین میانہ روی بہتر ہے اور آراستگی مین غلو کرنا بہتر نہین کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود وسعت مال اور کثرت فتوحات کی مسجد کو اوسی حال مین رکہا اور مرمت اسکی کی کہ کہجور کی ڈالیان اگلی گل گئین تہین پہر حضرت عثمان کا زمانہ ہوا اوسوقت روپیہ بہت تہا اونہون نے مسجد کو آراستہ کیا لیکن نہ اوس طرح سے کہ بیکار آراستگی ہو اور باوجود اسکے بہی بعض صحابہ نے اون کے فعل پر انکار کیا اور سب سے پہلے جس نے مسجدون کو آراستہ کیا وہ ولید بن عبد الملک بن مروان تہا اسوقت

صحابہ کا زمانہ اخیر ہو چکا تہا اور جو اہل علم اوسوقت تہے اونہون نے سکوت اختیار کیا فتنہ اور فساد کے ڈر سے اور بعض اہل علم نے اس امر کی رخصت بہی دی ہے بشرطیکہ مسجد کی تعظیم کے لیے ایسا کیا جاوے ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور بیت المال پر اوسکا خرچ نہ پڑے اور انس کی حدیث مین جو اوپر گذری حضرتؐ کی نشانی ہے نبوت کی کیونکہ آپ نے جیسا بیان فرمایا تہا ویسا ہی واقع ہوا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابوداود نے صلوٰۃ مین نکالا

باب التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ مسجد بنانے مین مدد کرنا ایک دوسرے کی وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ **ترجمہ**

اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے نہین سزاوار ہے مشرکون کو اللہ کی مسجدون کی مرمت اور آبادی کرنا جس حال مین کہ اونکو دل مین کفر ہے (اللہ کے ساتہہ شرک کرتے ہین اور اوس کے رسول کو جہٹلاتے ہین) وہ تو وہ لوگ ہین جن کے اعمال بیکار ہو گئے اور وہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اللہ کی مسجدون کی وہ لوگ مرمت اور آبادی کرتے ہین جو یقین لائے اللہ پر اور پچہلے دن پر اور قائم کیا اونہون نے نماز کو اور دیا زکوٰۃ کو اور نہین ڈرے مگر خدا سے یہ لوگ قریب ہین کہ راہ پاوین **ف** قسطلانی نے کہا جب بدر کے دن حضرت عباس قید ہوئے تو مسلمانون نے انکو ملامت کی شرک اور قطع رحم پر اور حضرت علی نے انکو سخت کہا اونہون نے جواب دیا کہ تم ہماری عیب بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیان بیان نہین کرتے ہم مسجد حرام کو آباد رکہتے ہین اور کعبہ پر پردہ ڈالتے ہین اور قیدی کو چہڑاتے ہین تب یہ آیت اوتری اور مطلب یہ ہے کہ مسجد کی آبادی مشرکون اور کافرون سے ناممکن ہے بڑی آبادی مسجد کی یہ ہے کہ اوس مین نماز اور ذکر الٰہی ہو اور مشرکین اس سے بے نصیب ہین اور آبادی سے مراد اوسکی تعمیر اور آراستگی ہے اور روشنی کرنا اور عبادت اور ذکر الٰہی اور درس و تدریس کرنا عبد بن حمید نے اپنی مسند مین روایت کیا کہ مسجدون کے آباد کرنے والے اہل اللہ ہین اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا میرے گہر زمین مین مسجدین ہین اور میری زیارت کرنیوالے وہ لوگ ہین جو اون کو آباد رکہتے ہین مبارک ہو اوس بندے کو جو طہارت کرے اپنے گہر مین پہر زیارت کرے میری میرے گہر مین اور جسکی زیارت کیجاتی ہے اوسپر حق ہے زیارت کرنیوالے کی خاطرداری کرنا اور یہ جو فرمایا۔ قریب ہین کہ راہ پاوین اور قطعی طور پر نہ فرمایا وہ راہ پانیوالے ہین اس مین اشارہ ہے کہ مومن کو اپنے اعمال اور ایمان پر مغرور ہو جانا

رجا ہیے شاید اسکا خاتمہ برا ہو اور جب مومن اپنی ہدایت کا یقین نہین کرسکتے تو کافر کس طرح ہو سکے پر ہدایت اور خیر کا دعوی کرسکتے ہین حافظ نے کہا اس آیت کو ذکر کرنے سے مؤلف کی غرض یہ ہے کہ مسجدون سے مراد اس آیت مین عرفی مسجدین ہین یعنے وہ مکانات جو نماز کے لیے طیار کیے گئے اور یہی راجح ہے اور آبادی سے اوسکی بنا اور درست مراد ہے یا ذکر الٰہی اور نماز اون مین قائم رکھنا انتہی حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَ لِابْنِهِ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَ يَقُولُ وَيْحَ عَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُولُ عَمَّارٌ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ **ترجمہ** عکرمہ سے روایت ہے جو مولی تھے ابن عباسؓ کے اونھون نے کہا ابن عباسؓ نے فرمایا مجھہ سے اور اپنے بیٹے علی سے دونون جاؤ ابو سعید۔ خدریؓ کے پاس اور اونکی حدیث سنو تو ہم دونون گئے وہ ایک باغ مین تھے اوسکو درست کررہے تھے پھر اونھون نے اپنی چادر لی اور گوٹ مار کر بیٹھے (یعنے چادر پیٹھ اور پنڈلیون پر لپیٹ لی) اور حدیث بیان کرنا شروع کی ہم سے یہانتک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر آیا اونھون نے کہا (جب مسجد بننے لگی) ہم ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسرؓ دو دو اینٹین اوٹھاتے تھے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار کو دیکھا اور انکے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے ہائے عمار بلاویگا لوگون کو جنت کیطرف اور لوگ اوسکو بلاوینگے دوزخ کیطرف عمار کہتے تھے پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی فتنون سے **ف** عبداللہ بن عباس کے بیٹے علی تھے جنکی کنیت ابو الحسن تھی یہ بڑے عابد اور زاہد تھے ایک سو بیس ہجری کے بعد اون کا انتقال ہوا اور جس روز جناب امیر شہید ہوئے اوسی دن یہ پیدا ہوئے اس لیے انکا نام علی رکھا گیا یہ تمام قریش کے لوگون مین زیادہ حسین تھے حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ دین کا علم کوئی شخص گھیر نہین سکتا کیونکہ ابن عباس نے باوجود وسعت علم کے ابو سعید سے حدیث سننے کا حکم دیا اور اسکی وجہ یہی تھی کہ ابو سعید کو وہ حدیثین معلوم ہونگی جو ابن عباس کو نہ پہونچی ہونگی اور شاید یہ وجہ بھی ہو کہ ابو سعید ابن عباس سے اقدم تھے اور سماع حدیث مین اونسے زیادہ تھے تو ابن عباس نے علو سند حاصل کرنا چاہا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلف کے لوگون مین کس درجہ تواضع اور انکسار تھا اور اپنی

معاش کا کام اپنی ذات سے کرتے تھے اور اہل فضل کی فضیلت کا اعتراف کرتے تھے اور طلب علم کی خاطر داری اور دلجوئی کرتے تھے معمر نے اپنی جامع مین یہ بڑھایا کہ عمار جو دو دو اینٹین اوٹھاتے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اوٹھاتے تھے اور ایک آنحضرت صلعم کیطرف سے اس سے یہ نکلا کہ نیک کام مین زیادہ مشقت اٹھانا زیادہ ثواب ہے اور رئیس کی توقیر کرنا بہتر ہے اور اُسکے کامون کا کر دینا باعث اجر ہے اور یہ جو فرمایا کہ عمار لوگون کو جنت کیطرف بلا دینگے اور وہ اُنکو دوزخ کیطرف اس سے مراد وہ فتنہ ہے جسمین حضرت عمار شہید ہوے اور وہ لڑائی تھی صفین کی درمیان حضرت علی اور معاویہ کی عمار حضرت علی کیطرف سے لڑے اور شہید ہوئے دوسری روایت مین ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا یہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ معاویہ کے ساتھ بھی ایک جماعت تھی صحابہ کی تو یہ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ دوزخ کے طرف بلاتے تھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ وہ لوگ مجتہد تھے اگر اون سے اجتہاد مین خطا ہوئی تو اُنپر ملامت نہین ہے اور جنت اور دوزخ کیطرف بلانے سے یہ مطلب ہے کہ جنت کے سبب اور دوزخ کے سبب کیطرف بلا دینگے اور عمار لوگون کو بلاتے تھے امام اور خلیفہ رشید کی اطاعت کی طرف جو سبب ہے جنت مین جانیکا کیونکہ حضرت علی اُسوقت مین امام برحق واجب الاطاعت تھے اور اون کے مخالفین لوگون کو بلاتے تھے امام کی نافرمانی اور بغاوت کی طرف اور وہ سبب ہے دوزخ مین جانے کا پر وے لوگ معذور تھے بوجہ اس کے کہ اونہون نے اجتہاد کیا اور رای مین غلطی واقع ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالی ایسی غلطی کو معاف کرے ابن بطال نے یہ جواب دیا کہ اس حدیث مین وہ خوارج مراد ہین جنکی طرف عمار گئے تھے حضرت علی کیطرف سے اون کو سمجھانے کے لیے اور جماعت مین شریک کرنے کے لیے اور یہ حدیث صحابہ مین سے کسی کے حق مین صحیح نہین ہوسکتی حافظ نے کہا کہ ابن بطال کے اس جواب پر کئی اعتراض ہوتے ہین ایک تو یہ کہ خوارج اُس وقت پیدا ہوئے جب عمار شہید ہو چکے تھے اسپر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کیونکہ خوارج تحکیم کے بعد پیدا ہوئے اور تحکیم اوس وقت ہوئی جب صفین کی لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور عمار یقیناً اوس سے پہلے شہید ہو گئے تھے تو وہ خوارج کے پاس کیونکر گئے دوسرے یہ کہ عمار جن لوگون کی طرف گئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیطرف سے تھے وہ اہل کوفہ تھے اونکو مستعد کرنے گئے تھے جنگ جمل کے لیے اور اون مین کئی صحابہ تھے بلکہ اون صحابہ سے افضل بھی تھے جو معاویہ رضہ کے ساتھ تھے اس صورت مین ابن بطال نے اور خرابی کی کہ ان صحابہ کو خوارج قرار دیا اور ممکن ہے

کہ عمار کو دوزخ کی طرف بلانیوالے قریش کے کافر ہوں لیکن یہ توجیہ رد ہوتی ہے اوس عبارت سے جو صغانی کے نسخہ میں ہے وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ کیونکہ اس عبارت سے صاف یہ نکلتا ہے کہ دوزخ کی طرف بلانے والے وہی اہل شام تھے جنہوں نے عمار کو قتل کیا اور بزار کی روایت میں یوں ہے کہ ابو سعید نے کہا میرے یاروں نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے خود نہیں سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے تجھکو باغی گروہ قتل کرے گا اور سمیہ عمار کی والدہ کا نام تھا اوسکی اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے اور دوسری روایت میں ابو سعید نے راوی کا نام ابو قتادہ بیان کیا اور کہا وہ مجھ سے بہتر تھے اور اسمٰعیلی اور ابو نعیم نے مستخرج میں اس روایت میں یوں بڑھایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار تم اپنے یاروں کی طرح ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اوٹھاتے اونہوں نے کہا میں اللہ پاک سے اجر چاہتا ہوں حافظ نے کہا یہ حدیث کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا ایک جماعت صحابہ نے روایت کی اون میں سے ہیں قتادہ بن النعمان اور ام سلمہ اون سے مسلم نے نکالا اور ابو ہریرہ اون سے ترمذی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اون سے نسائی نے اور عثمان بن عفان اور حذیفہ اور ابو ایوب اور ابو رافع اور خزیمہ بن ثابت اور معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابو الیسر اور خود عمار ان سب سے طبرانی نے نکالا اور اسکے اکثر طریق صحیح ہیں یا حسن اور ان کے سوا اور صحابہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا جن کے شمار کرنے میں طول چاہیے اور اس حدیث میں صاف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانی ہے اور فضیلت ہے حضرت علی کی اور عمار کی اور رد ہے ناصبیوں اور خارجیوں کا جو کہتے ہیں کہ حضرت علی اپنی لڑائیوں میں صواب پر نہ تھے معاذ اللہ اور دلیل ہے اس حدیث میں کہ فتنوں سے پناہ مانگنا چاہیے اور یہ حدیث جو منقول ہے کہ مت پناہ مانگو اللہ کی فتنوں سے کیونکہ اون میں تباہی ہوتی ہے سنا فقوں کی باطل ہے اور تفصیل فتن کی خدا چاہے تو کتاب الفتن میں آوے گی (فتح) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو جہاد اور فتن میں بھی نکالا

بَابُ الْاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِي اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ بڑھئی اور کاریگروں سے مدد لینا مسجد اور منبر کے بنانے میں ف حدیث میں بڑھئی سے مدد لینا مذکور ہے اور کاریگروں کو بھی اسی پر قیاس کر سکتے ہیں اور شاید مولف

نے اشارہ کیا طلق بن علی کی حدیث کی طرف کہ میں نے مسجد بنائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ فرماتے تھے طلق کو مٹی کے پاس کہو وہ تم سب میں مٹی اچھی طرح ملاتا ہے پانی سے اور خوب سونتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے پھاوڑا لیا اور مٹی اوس سے ملائی یہ امر شاید حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آیا آپ نے فرمایا طلق کو مٹی جاننے دو وہ تم سے مٹی اچھی جانتا ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اوس میں یہ ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں بھی سامان ڈھوؤں جیسے لوگ ڈھوتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں تو مٹی ملا اون کے لیے کیونکہ تو اوسکو خوب جانتا ہے (ف) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى امْرَاَةٍ اَنْ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِيْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ ترجمہ سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو (اوس کا نام عائشہ تھا جیسے اوپر گذر چکا) کہلا بھیجا کہ تو اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے حکم کر وہ میرے لیے کچھ لکڑیاں بنا دے جن پر میں بیٹھوں (خطبہ اور وعظ کے لیے یعنے منبر بنادے حافظ نے کہا یہ حدیث مولف نے یہاں مختصر بیان کی اور پوری حدیث بیوع میں ذکر کی اور ہم اس کے فائدے کتاب الجمعہ میں خدا چاہے تو بیان کریں گے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو صلوۃ میں اور ایسا ہی مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَاِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ اِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے بیٹھنے کے لیے کوئی چیز طیار نکروں یعنے وعظ کیوقت) کیونکہ میرا ایک غلام ہے بڑھئی آپ نے فرمایا اچھا اگر تو چاہے پھر اوس عورت نے منبر طیار کیا (ف) یہ بیان اگلی حدیث کو خلاف نہیں جسمیں یہ مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت سے منبر طیار کرنے کے لیے فرمایا کیونکہ احتمال ہے کہ پہلے عورت نے خود اسکی تحریک آپ کی پھر منبر کے طیار کرنے میں دیر کی تو آپ نے اوسکے پاس کہلا بھیجا اور مصنف نے جو روایت علامات نبوت میں نکالی اوس میں صاف ہے کیا میں آپ کے لیے ایک منبر نہ بناؤں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہدیہ اگر بغیر سوال کے آوے تو قبول کرلے اور وعدہ کی ایفا کے لیے تقاضا کرنا درست ہے اور اہل فضل کے ساتھ تقرب

حاصل کرنا خدمت بجا لا کر عمدہ بات ہے اور باقی فائدے علامات النبوۃ مین خدا چاہے تو مذکور ہونگے
اور مؤلف نے اوسکو ہیچ اور علامات نبوت مین نکالا باب من بنیٰ مسجداً مسجد بنانے کی
فضیلت حدثنا یحیٰی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب اخبرنی عمرو ان بکیرا
حدثہ ان عاصم بن عمر بن قتادۃ حدثہ انہ سمع عبید اللّٰہ الخولانی انہ سمع
عثمان بن عفان رض یقول عند قول الناس فیہ حین بنی مسجد الرسول صلے
اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم انکم اکثرتم وانی سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من
بنی مسجدا قال بکیر حسبت انہ قال یبتغی بہ وجہ اللّٰہ بنی اللّٰہ لہ مثلہ فی الجنۃ ترجمہ
عثمان بن عفان رضؓ سے روایت ہے جب لوگون نے اونپر طعن کیا جسوقت اونہون نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا (اینٹھ
اور چونے سے) تو اونہون نے کہا تم نے بہت باتین بنائین اور مین نے سنا جناب رسالت مآب سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص مسجد بناوے اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے (نہ
نام اور شہرت کے لیے) تو اللہ تعالی ویسا ہی گہر اوسکے لیے جنت مین بناوے گا ف مسلم کی روایت
مین ہے کہ جب حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو از سر نو پختہ بنانا چاہا تو لوگون نے اوسکو برا جانا اور پسند
کیا کہ مسجد اوسی حال مین رہے جیسے حضرت صلعم کے وقت مین تھی بغوی نے کہا شاید صحابہ نے مسجد مین نقشی
پتھر لگانا برا جانا نہ اوسکو کشادہ کرنا اور یہ بنا حضرت عثمان کی ۳۰ھ ہجری مین تھی اور بعضون نے کہا
انکی خلافت کے آخر سال مین اور کعب الاحبار سے منقول ہے جب حضرت عثمان مسجد کو بنانے لگے کعب
نے کہا کاش یہ مسجد نہ بنتی کیونکہ عثمان جب اوسکے بنانے سے فارغ ہونگے قتل کیے جاوینگے
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایسا ہی ہوا اور احتمال ہے کہ بنا ۳۵ھ مین شروع ہوئی ہو اور
خلافت کے اخیر سال مین ختم ہوئی ہو اور یہ جو فرمایا جو شخص مسجد بناوے تو یہ عام ہے شامل
ہے چھوٹی اور بڑی مسجد کو اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے نکالا اوس مین صاف
یہ ہے مسجد چھوٹی ہو یا بڑی اور ابن ابی شیبہ نے اسی حدیث مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
اتنا زیادہ کیا اگرچہ وہ مسجد چڑیا کے انڈے دینے کی جگہہ کے برابر ہو اور یہ زیادت ابن حبان اور بزار نے
بھی ابو ذر سے نکالی اور ابو مسلم کجی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے اوسط مین حضرت انس رض

اور ابن عمر سے اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابوبکر صدیق سے اور ابن خزیمہ نے جابر سے اوس میں یہ ہے چڑیا کے انڈے دینے کی جگہ کے برابر یا اوس سے بھی چھوٹی بعضوں نے کہا یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا کیونکہ اتنی چھوٹی جگہ میں تو نماز بھی نہیں ہو سکتی اور بعضوں نے کہا مبالغہ نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ مسجد میں اگر اتنی ذری سی جگہ بھی زیادہ کرے تو بھی ثواب ہے یا مراد وہ صورت ہے کہ کئی آدمی ایک مسجد کے بنانے میں شریک ہوں تو ہر ایک کے حصے میں اتنی جگہ آوے اور انس کی کی روایت میں ہے جو کوئی اللہ کے لیے گھر بناوے اوسکو سمویہ نے نکالا فوائد میں باسناد حسن اور عمر کی روایت میں ہے جو کوئی مسجد بناوے جسمیں اللہ کی یاد کیجاوے نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور نسائی نے عمرو بن عبسہ سے ایسا ہی نکالا اور طبرانی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے اوسکی نیت ریا اور شہرت کی نہو حافظ نے کہا ہے بہت ایسی مسجدیں بنی ہیں مسافروں کے رستوں میں جن میں صرف قبلہ کی دیوار اوٹھا دیتے ہیں اور بعضی نہایت چھوٹی ہوتی ہیں اونمیں مقام سجدہ سے زیادہ جگہ نہیں ہوتی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا اسمیں یہ زیادہ ہے میں نے کہا اور یہ مسجدیں جو رستوں میں ہیں آپ نے فرمایا ہاں اور طبرانی نے ابو قرصافہ سے ایسا ہی نکالا اون دونو کا اسناد حسن ہے ابن جوزی نے کہا جس نے اپنا نام مسجد پر کندہ کرایا وہ مخلص نہیں اور جس نے مزدوری لیکر مسجد بنائی اوسکو بھی یہ ثواب نہیں اگرچہ کچھ اجر ہوگا اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے نکالا مرفوعا کہ اللہ تعالی ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں لیجاویگا اوسکے بنانیوالے کو جو جہاد کی نیت سے بناوے اور اوسکے مارنے والے کو اور اوسکی مدد کرنیوالے کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر اجرت پر بھی بناوے تب بھی ثواب ہے لیکن اخلاص اوسی میں ہے جو بلا اجرت یہ کام کرے اور یہ جو فرمایا ایسا ہی گھر اوسکے لیے بناویگا جنت میں یعنی ایک گھر یا دس گھر کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے اور یہ غرض نہیں کہ وہ گھر مسجد ہی کے برابر ہوگا یا مسجد ہی کے برابر ہو لیکن جنت میں ایک بالشت جگہ ساری دنیا سے بہتر ہے امام احمد نے واثلہ سے نکالا کہ اللہ اوسکے لیے جنت میں اوس سے افضل بناویگا اور طبرانی نے ابو امامہ سے اوس سے زیادہ کشادہ اور طبرانی اور احمد نے نکالا ابن عمرو سے اوس سے زیادہ کشادہ گھر

اور یہ حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بھی نکالا (فتح وقسطلانی) **بَابُ يَأْخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ** جب تیر لیکر مسجد میں گذرے تو اوسکی پیکان پکڑے یعنی بھال تھام لے **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ** قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا ترجمہ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے عمرو بن دینار سے کہا کیا تمنے جابر بن عبداللہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے ایک شخص مسجد میں سے گذرا اور لیے ہوئے تھا تیر جناب

خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس سے فرمایا تیروں کی نوکیں تھام لے ف تا کہ کسی مسلمان کو زخم نہ لگے یہ آپ کی کمال عنایت تھی اپنی غریب امت پر اور قتیبہ نے اس حدیث میں عمرو کا جواب بیان نہیں کیا اصیلی کی روایت میں ہے کہ عمرو نے کہا ہاں میں نے جابر سے یہ سنا ہے حافظ نے کہا اصیلی کی روایت میں میں نے یہ جواب نہیں پایا البتہ مؤلف نے اوسکو دوسرے طریق سے نکالا کتاب الفتن میں اوسکے اخیر میں ہے کہ عمرو نے کہا ہاں اور مسلم کی روایت میں نہ سوال ہے نہ جواب اور بخاری اور مسلم نے عمرو سے نکالا کہ ایک شخص مسجد میں گذرا تیر لیے ہوے اوسکی نوکیں سامنے تھیں آپ نے حکم کیا نوکیں تھامنے کا تا کسی مسلمان کو کونچا نہ لگے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ شخص تیر صدقہ دیا کرتا مسجد میں اور مجھے اوسکا نام معلوم نہیں ہوا اور حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمان کی حرمت کرنا ضرور ہے اور تھوڑا یا بہت خون مسلمان کا بہانا برا ہے اور مسجد میں ہتیار لیکر جانا درست ہے اور طبرانی نے اوسط میں ابو سعید سے نکالا کہ حضرت نے منع کیا ہتیار پہرانے سے مسجد میں اور اس حدیث کو مؤلف نے فتن میں اور مسلم نے ادب میں اور نسائی نے صلوٰۃ میں اور ابوداؤد نے جہاد میں اور ابن ماجہ نے ادب میں نکالا (ف ق ملخصاً)

باب المرور فی المسجد مسجد میں گذرنا تیر وغیرہ لیکر درست ہے جب اسکی نوکیں تھام لیوے **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا ابو بردۃ بن عبد اللہ قال سمعت ابا بردۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مر فی شیء من مساجدنا او اسواقنا بنبل فلیاخذ علی نصالها لا یعقر بکفه مسلما ترجمہ ابو بردہ عامر نے اپنے باپ ابو موسی اشعری رضی سے روایت کی دونوں نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی ہماری مسجدوں یا بازاروں میں تیر لیکر گذرے وہ اوسکی پیکان تھامے رہے ایسا نہ ہو کسی مسلمان کو زخمی کرے ف یہ مضمون اول حدیث سے بھی نکلتا تھا مگر اس روایت میں بازار کا ذکر زیادہ تھا اسوجہ سے مؤلف نے یہ روایت بیان کی ابو اسامہ کی روایت میں ہے اپنے ہتیلی سے تیروں کی پیکانیں تھام لیوے ایسا نہ ہو کسی مسلمان کو لگ جاوے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے اوسکی پیکانیں تھام لیوے اور مؤلف نے اوسکو فتن میں اور مسلم نے ادب میں اور ابوداؤد نے جہاد میں اور ابن ماجہ نے ادب میں نکالا (ف ق)

باب الشعر فی المسجد مسجد میں اشعار پڑھنا کیسا ہے **حدثنا** ابو الیمان الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی ابو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف انه سمع حسان بن ثابت الانصاری یستشهد ابا هریرة انشدك الله هل سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا حسان اجب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم ایده بروح القدس قال ابو هریرة نعم ترجمہ

ابو سلمہ نے حسان بن ثابتؓ جو شاعر تھے حضرتؐ کے وہ گواہی چاہتے تھے ابو ہریرہؓ سے تو کہتے تھے میں اللہ کا نام لیکر تم سے پوچھتا ہون کیا تم نے سنا ہے جناب رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اے حسان تو جواب دے کافرون اور مشرکون کو اللہ کے رسول کی طرف سے یا اللہ مدد کر حسان کی روح القدس سے ابو ہریرہؓ نے کہا ہان مینے سنا ہے **ف** دوسری روایت میں یون ہے کہ حضرت عمرؓ مسجد میں گذرے حسان کو دیکھا شعر پڑھ رہے ہیں حسان نے کہا میں تو مسجد میں انکے سامنے شعر پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھے پھر ابو ہریرہ کی طرف دیکھا اور ان سے کہا میں اللہ کا نام لیکر تجھسے پوچھتا ہون اخیر تک انتہی روح القدس سے مراد جبرئیلؑ ہین جیسے بزار کی روایت میں ہے جو عوف نے نکالی کہ جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہین اور جواب دینے سے مراد کافرون کا رد کرنا ہے جو اللہ کے رسولؐ کی اور آپ کے اصحاب کی ہجو کرتے اور ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے نکالا کہ آنحضرتؐ حسان کے لیے مسجد میں منبر رکھوا دیتے حسان اوس پر کھڑے ہو کر کافرون کی ہجو کرتے اور باب کی حدیث میں گو یہ نہیں ہے کہ حسانؓ نے مسجد میں حضرتؐ کے سامنے شعر پڑھے ہیں لیکن جو روایت مؤلف نے بدء الخلق میں نکالی اوس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے حسان سے مسجد میں فرمایا کہ میری طرف سے جواب دے اور انہون نے مسجد میں مشرکون کا جواب دیا پس یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے بعضون نے کہا باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ عمدہ شعر حق ہے جب تو حضرتؐ نے حسان کے لیے دعا کی اور حق بات مسجد میں کرنا درست ہے جیسے ناپاک باتین اور لغو کلام مسجد میں منع ہے اب جو ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمروؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے منع کیا شعرون کے پڑھنے سے مسجد میں اوسکے اسناد میں گفتگو ہے اور دونو حدیثون میں تطبیق یون ہو سکتی ہے کہ جاہلیت اور لغو کلام کی شعرون کا پڑھنا منع ہے اور جن شعرون میں یہ بات نہ ہو انکا پڑھنا جائز ہے اور بعضون نے کہا ممانعت جب ہے کہ اکثر مسجد میں شعرون ہی پڑھتا رہے اور بغوی نے ممانعت کی حدیث کو ناسخ قرار دیا ہے اور یہ بعید ہے اور مؤلف نے اس حدیث کو بدء الخلق میں اور ابو داؤد نے ادب میں اور نسائی نے صلوۃ اور عمل الیوم واللیلہ میں نکالا (ف و ق)

باب اَصْحَابِ الْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ برچھے والون کا مسجد مین جانا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِي بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ وَزَادَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ

ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے مینے جناب رسول

خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک دن اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اسوقت حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے اپنے ہتیاروں
سے جنگ کی طیاری کے لیے اور اسی سبب سے یہ فعل مسجد میں جائز ہوا کیونکہ دین کا کام ہے (قسطلانی) اور جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھکو ڈھانپے تھے میں انکی کھیل کو دیکھتی تھی دوسری روایت میں ہے حبشی اپنی ہتیاروں
سے کھیل رہے تھے ف حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں ہتیاروں سے کھیلنا درست ہے اور ابن تین
نے ابو الحسن لخمی سے نقل کیا ہے کہ ہتیاروں سے کھیلنا مسجد میں پہلے جائز تھا پھر منسوخ ہوگیا قرآن اور حدیث سے قرآن میں
یہ آیت اتری فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اور حدیث یہ ہے جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ
وَمَجَانِينَكُمْ یعنے بچاؤ اپنی مسجدوں کو دیوانوں سے اور بچوں سے اخیر تک اور اسکا رد یوں ہوا ہے کہ حدیث ضعیف ہے
اور آیت میں دعوی کی دلیل نہیں علاوہ اسکے نسخ کے لیے تاریخ معلوم ہونا ضرور ہے اور بعض مالکیہ نے نقل کیا کہ حبشیوں
کا کھیل مسجد کے باہر تھا اور حضرت عائشہ مسجد میں تھیں اور یہ امام مالک سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ قول خلاف ہے اس
طریق کے جس میں تصریح ہے کہ حضرت عمر نے انکار کیا حبشیوں پر مسجد کے اندر کھیلنے پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا انکو چھوڑ دے اور ہتیاروں سے کھیلنا نرا کھیل نہیں ہے بلکہ اسمیں تعلیم اور مشق ہوتی ہے جنگ کی جس میں تمام
مسلمانوں کا فائدہ ہے اور ایسے کام مسجد میں درست ہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مباح کھیل کا دیکھنا درست ہے اور
آپ کا حسن خلق اپنے اہل وعیال کے ساتھ معلوم ہوا خصوصًا حضرت عائشہ کی فضیلت اور آپکی محبت انکے ساتھ اور
یہ جو فرمایا حضرت عائشہ نے مجھکو ڈھانپے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد کا ہے اور اس سے
یہ بھی نکلا کہ عورت کو غیر مردوں کی طرف دیکھنا درست ہے اور جن لوگوں نے اس کے منع کیا ہے انہوں نے یہ جواب دیا
ہے کہ اسوقت حضرت عائشہ کم سن تھیں اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ حجاب کا حکم اترنے کے وقت حضرت عائشہ جوان
ہو چکی تھیں اور بعضوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اس حدیث سے جس میں حضرت صلعم نے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو لیکن یہ حدیث
ایسی ہے جسکی صحت میں اختلاف ہے اور اس مسئلہ کی تفصیل خدا چاہے تو اپنے مقام میں آویگی (فتح) قسطلانی نے کہا
عائشہ حبشیوں کے ہتیاروں کو دیکھتی تھیں نہ خود حبشیوں کو کیونکہ عورت کو اجنبی مردوں کا دیکھنا جائز نہیں میں کہتا
ہوں یہ تاویل قسطلانی کی فاسد ہے کیونکہ محال ہے کہ کوئی شخص کھیل کو دیکھے اور کھیلنے والوں پر نظر نہ پڑے قسطلانی
نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو عیدین اور مناقب قریش میں نکالا اور مسلم نے عیدین میں **باب ذِكْرِ الْبَيْعِ**
وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں منبر پر خرید اور فروخت کا ذکر کرنا **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ

إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي وَقَالَ أَهْلُهَا إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفْيَانُ
مَرَّةً إِنْ شِئْتِ أَعْتَقْتِهَا وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لَنَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرَتْهُ ذَلِكَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ
فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ بَرِيرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فَصَعِدَ
الْمِنْبَرَ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ يَحْيَى
قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے کہا بریرہ (بنت

صفوان) اونکے پاس آئی اور ان سے مدد چاہتی تھی بدل کتابت ادا کرنے میں (بریرہ کے مالکوں نے اوسکو مکاتب کر دیا
تھا مکاتب اوس بردے کو کہتے ہیں جس سے مالک نے کچھ مال ٹھیرا کر اقرار کیا ہو کہ تو اوسکو ادا کر دے تو آزاد ہے) حضرت عائشہؓ نے
اوس سے کہا اگر تجھکو منظور ہو تو میں تیرے مالکوں کو دیے دیتی ہوں (اوتنا روپیہ جو تجھپر باقی ہے) اور تیری ولا میں لونگی (ولا
کا بیان انشاء اللہ آگے آویگا ولا وہ حق ہے جو آزاد کرنیوالے کا آزاد کیے ہوئے مردے پر پہونچتا ہے کہ اگر وہ مرجاوے اور اوس کا
کوئی وارث عصبہ نہو تو آزاد کرنے والا اوسکا عصبہ ہوگا) اور بریرہ کے مالکوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا اگر تم کو منظور ہو تو بریرہ پر
جتنا روپیہ باقی ہے وہ اوسکو دیدو (سفیان بن عیینہ جو اس حدیث کے راوی ہیں اونہوں نے ایکبار یوں کہا کہ اگر تم چاہتی
ہو تو اوسکو آزاد کرا دو) لیکن ولا ہم لینگے جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ
سے یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا تو بریرہ کو خرید کرلے (پانچ اوقیہ پر جو اوسپر باقی تھے) اور اوسکو آزاد کر دے اور ولا
اوسی کو ملیگی جو آزاد کریگا پھر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوے (ایکبار سفیان نے یوں کہا کہ
منبر پر چڑھے) اور فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا (یہ آپکا کمال خلق تھا کہ نام نہیں لیتے تھے) وہ شرطیں کرتے ہیں جو
اللہ کی کتاب میں (یعنے شریعت میں) نہیں ہیں جو شخص ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو اوسکا حق نہوگا
گو سو بار وہ شرط لگاوے ف حافظ نے کہا ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے کیا حال ہے لوگوں کا اخیر تک کیونکہ
اس میں آپ نے اشارہ کیا بریرہ کی قصے کیطرف جس میں بیع اور شرا اور عتق اور ولا سب تھے اور مقصود امام بخاری
کا باب سے یہی ہے کہ بیع اور شرا کا ذکر یعنے اوسکی خبر بیان کرنا منبر پر درست ہے نہ یہ کہ بیع اور شرا منبر پر کرنا مازری
نے کہا اگر کوئی مسجد میں بیع اور شرا کا عقد کرے تو وہ صحیح ہے لیکن اوسکے جواز میں اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا جو شرط

اللہ کی کتاب میں نہیں ہے اور اسکا حق نہ رکھیگا اس سے یہ غرض ہے کہ جو شرط شریعت کے خلاف ہو وہ باطل اور لغو ہے نہ یہ کہ
جو بات اللہ کی کتاب میں صراحتاً مذکور نہیں وہ لغو ہے کیونکہ بہت سے مسائل حدیث سے ثابت ہوئے ہیں اور ولاء کا مسئلہ بھی
اونہیں میں سے ہے تو اللہ کی کتاب سے یا قرآن مراد ہے یا اللہ کا حکم خواہ قرآن میں ہو یا حدیث میں ہو یا لوح محفوظ اور امام
بخاری نے اس حدیث کو بیوع اور عتق کئی مقاموں میں نکالا اور ہم اسکے فائدے کتاب العتق میں اگر خدا چاہے تو بیان کرینگے
قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو زکوٰۃ اور عتق اور بیوع اور ہبہ اور فرائض اور طلاق اور شروط اور اطعمہ اور
کفارۃ ایمان میں نکالا اور ابوداؤد نے عتق میں اور ترمذی نے وصایا میں اور نسائی نے بیوع اور عتق اور فرائض اور
شروط میں اور ابن ماجہ نے عتق میں انتہی **ف** اور امام مالک نے اس حدیث کو روایت کیا یحییٰ سے اونہوں نے عمرہ
سے کہ بریرہ نے اخیر تک اوسمیں یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ منبر پر چڑھے علی بن المدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبد
الوہاب نے روایت کیا یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے عمرہ سے اس حدیث کو اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے کہا
مینے سنا عمرہ سے اونہوں نے کہا مینے سنا عائشہ سے تو اس طریق میں تصریح ہے یحییٰ اور عمرہ کی سماع کی **باب**
التَّقَاضِي وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ قرضدار پر تقاضا کرنا مسجد میں اور اسکا پیچھا کرنا مسجد میں **حَدَّثَنَا عَبْدُ**
اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ كَعْبِ
بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا
حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ
فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَى اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ
فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ ترجمہ کعب بن مالک انصاری رض سے روایت ہے اونہوں نے مدینہ میں قرض کا تقاضا
کیا ابن ابی حدرد پر اور انکا نام عبداللہ بن سلامہ تھا مسجد نبوی میں تو دونو کی آوازیں بلند ہوئیں یہانتک کہ
سنیں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی آوازیں اپنے گھر میں سے آپ باہر نکلے یہانتک کہ اپنے حجرہ
کا پردہ کھولا پھر پکارا اے کعب اونہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپنے فرمایا کچھ معاف کردے اپنے قرض میں
سے اور اشارہ سے آدھا معاف کردینے کو فرمایا کعب نے کہا مینے معاف کیا یا رسول اللہ **ف** سبحان اللہ صحابہ کے
کوئی اطاعت اور فرمانبرداری سیکھے حکم ہوتے دیر نہیں کہ اوسپر عمل کیا تو حبیب کا حکم آدھا قرض معاف کرنیکے لیے
ہوا اگر سارا قرض معاف کردینے کے لیے حکم ہوتا تو اوسیوقت معاف کردیتے قرض کیا حقیقت جان اور مال اور اولاد
اور عزت سب تصدق ہو حبیب پر حبیب کی جوتیوں کی خاک ساری دنیا کی حکومت اور بادشاہت اور ساری دنیا کی

مال اور اسباب سے زیادہ قیمتی ہے آسمان اور زمین سب قربان اور تصدق اپنے حبیب کے اللہم صل وسلم وبارک علیہ
آپ نے ارشاد فرمایا ابن ابی حدرد سے آدھا اور کعب کا قرض ادا کر یعنے اب فوراً ادا کردی کیونکہ آدھا اور ہی چھوڑنا
معافی اور مہلت دونوں نہیں ہوسکتی حافظ نے کہا اس حدیث سے تقاضا تو ثابت ہی مسجد میں لیکن پیچھا لینا کہاں ثابت
ہے بعضوں نے یہ جواب دیا کہ کعب نے حضرت کے گھر آنے تک ابن ابی حدرد کا پیچھا بھی لیا تھا میں کہتا ہوں شاید امام بخاری
نے اشارہ کیا دوسرے طریق کیطرف جسکو نکالا باب الصلح میں اوس میں یہ ہے کہ کعب نے ابن ابی حدرد کا پیچھا لیا اور دونو
نے باتیں کیں اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں آواز بلند کرنا درست ہے جب بہت نہ بلند کرے اور امام مالک نے اسکو
مطلقاً منع کہا ہے مہلب نے کہا اگر یہ ناجائز ہوتا تو حضرت ان دونوں سے بیان کر دیتے اور اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ
شاید پہلے آپ اس سے منع کر چکے ہوں اسپر اکتفا کیا اور یہ بھی نکلا کہ صاحب حق سے سفارش کرنا درست ہے اور حاکم کو
صلح کے لیے اشارہ کرنا جائز ہے اور شفاعت کا قبول کرنا اور دروازے پر پردہ لٹکانا (فتح) اور مؤلف نے اس حدیث کو
صلح اور ملازمت میں نکالا اور مسلم نے بیوع میں اور ابو داؤد اور نسائی نے قضا میں اور ابن ماجہ نے احکام میں (ق) **باب**
كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذَى وَالْعِيدَانِ مسجد میں جھاڑو دینا وہاں کے چیتھڑے اور کوڑا اور لکڑیاں
چننا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ
فَقَالُوا مَاتَ قَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ أَوْ قَالَ عَلَى قَبْرِهَا فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى
عَلَيْهَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک کالا مرد یا ایک کالی عورت (یہ شک ثابت کو ہوا جو راوی ہے) مسجد میں (یعنی مسجد
نبوی) میں جھاڑو دیتا تھا یا دیتی تھی وہ مر گیا یا مر گئی تو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا حال پوچھا لوگوں نے
کہا وہ مر گیا یا مر گئی آپ نے فرمایا تم نے مجھکو خبر نہ کی تبلاؤ مجھے قبر اوسکی پھر آپ آئے اوسکی قبر پر اور نماز پڑھی اوسپر **ف** حافظ
نے کہا دوسری روایت میں جو مؤلف نے آگے نکالی یہ ہے کہ میں اوسکو عورت سمجھتا ہوں اور ابن خزیمہ کی روایت میں
کالی عورت ہے اور شک نہیں اور بیہقی نے اوسکو روایت کیا باسناد حسن بریدہ سے اوس میں عورت کا نام ام محجن مذکور
ہے اور ابو الشیخ نے کتاب الصلوۃ میں بسند مرسل جزم کیا کہ وہ عورت تھی اور حضرت کو جواب ابو بکر صدیق نے دیا تھا اور
ابن مندہ نے صحابہ میں خرقا کو ذکر کیا ہے کہ وہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد کو جھاڑتی تھی اور ابن حبان نے اسکو صحابہ میں
لکھا تو شاید خرقا اوسکا نام ہوگا اور ام محجن کنیت ہوگی اگر کوئی کہے کہ حدیث سے مسجد کا جھاڑنا نکلتا ہے لیکن اور
باتیں جو باب میں مذکور ہیں کہاں نکلتی ہیں اوسکا جواب بعضوں نے دیا ہے کہ مؤلف نے اون کو قیاس کیا جھاڑنے پر

مین کہتا ہون امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا حدیث کی اور طریقون کی طرف علمار کی طریق مین ہے کہ وہ چیتھڑے اور تنکے چنتی مسجد مین سے چنتی نکالا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور بریدہ کی روایت مین ہے کہ اوسکو حرص تھی مسجد کے کوڑے نکالنے کی اور مصنف نے جنازے مین زیادہ کیا کہ صحابہ نے حقیر جانا اوسکو اور ابن خزیمہ کی روایت مین ہے کہ اونہون نے کہا وہ رات کو مرگئی ہمنے برا جانا آپکو بیدار کرنا مسلم کی روایت مین ہے اخیر مین یہ کہ حضرت نے فرمایا قبرین تاریک ہین سے قبر والے پر اور اللہ تعالی اوسکو روشن کردیتا ہے میری نماز پڑھنے سے اور ابوداود طیالسی کی روایت مین ہے کہ اوسوقت ایک انصاری بولا میرا باپ یا بھائی مرگیا ہے یا دفن ہوگیا ہے آپ اوسپر نماز پڑھ دیجیے یہ سنکر آپ اوسکے ساتھ گئے اس حدیث سے مسجد کا پاک صاف رکھنا خادم کا حال پوچھنا دوست کا جب وہ غائب ہوجاوے دوستی کا بدلہ کرنا دعا اور نماز جنازہ سے نیک لوگون کے جنازے مین حاضر ہونا قبر پر نماز جنازہ پڑھنا موت کی خبر کرنا یہ سب باتین نکلتی ہین طبرانی کی روایت مین ابن عباس سے یہ ہے کہ ایک عورت مسجد سے کوڑا چنا کرتی وہ مرگئی حضرت کو اوسکے گذرنے کی خبر ندی آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے مرجاوے تو مجھکو خبر دیا کرو اور نماز پڑھی آپنے اوس عورت پر اور حضرت نے فرمایا مین نے اسعورت کو جنت مین دیکھا وہ مسجد مین سے کوڑا چن رہی ہے اور یہ حدیث حجت ہے مالکیہ پر جنہون نے قبر پر جنازے کی نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور مؤلف نے اسحدیث کو صلوۃ اور جنائز مین نکالا اور مسلم اور ابوداود اور ابن ماجہ نے اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ابوسعید سے نکالا کہ ایک کالی عورت مسجد جہاڑتی تھی وہ رات کو مرگئی صبحکو حضرت کو خبر دی اوسکے مرنیکی آپنے فرمایا تمنے مجھکو خبر کیون ندی پھر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے اور اوسکی قبر پر کھڑے ہوے اور تکبیر کہی اور لوگ آپکے پیچھے تھے اور دعا کی اوسکے لیے پھر لوٹے

(ف وق) **باب** تحریم تجارۃ الخمر فی المسجد مسجد مین شراب کی سوداگری کا حرام ہونا

ف گو شراب کی سوداگری مطلقاً حرام ہے خواہ کہین ہو مگر مؤلف نے مسجد کی قید اسواسطے بڑہائی کہ یہ حکم آپنے مسجد مین دیا تہا حدثنا عبدان عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشۃ قالت لما انزلت الآیات فی سورۃ البقرۃ فی الربا خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأهن علی الناس ثم حرم تجارۃ الخمر ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے جب سورہ بقر کی وہ آیتین اوتریں جو سود کے باب مین ہین یعنے الذین یاکلون الربوا اخیر تک) تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یعنے حجرے سے مسجد مین) پھر اون آیتون کو پڑہا لوگون پر پھر آپنے حرام کیا شراب کی سوداگری کو **ف** حافظ نے کہا اسحدیث کی بحث تفسیر سورۃ بقر مین آویگی انشاء اللہ تعالی قاضی عیاض نے کہا شراب سود کی آیت اوترنے سے

پہلے حرام ہو چکا تھا بہت پیچھے تو احتمال ہے کہ آپنے اوسکی حرمت دوبارہ بیان کی تاکید کے لیے میں کہتا ہوں احتمال
ہے کہ شراب حرام ہو چکا ہو لیکن اوسکی سوداگری حرام نہوئی ہو اور اللہ خوب جانتا ہے (فتح) اور اس حدیث کو مؤلف نے
بیوع میں نکالا اور تفسیر میں اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے **بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ** مسجد کے
لیے خادموں کا ہونا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهُ ابن عباس رضی نے
کہا یہ جو عمران کی بی بی کا قول کلام اللہ میں ہے کہ میں نے نذر کیا تیرے لیے اوس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہے
اوسکا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد اقصٰے کی خدمت کریگا **ف** اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا اور یہ کہنے والی
حنہ بنت فاقوذ تہیں جو بی بی تہیں عمران کی وہ بانجہ تہیں ایک روز اونہوں نے ایک پرند کو دیکھا جو اپنے بچہ کو
بہرا رہا تہا انکو بہی بچے کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالی سے دعا کی یا اللہ مجہکو بہی بچہ عنایت فرما اللہ تعالی نے انکی دعا قبول
کی اور عمران نے انسے صحبت کی وہ حاملہ ہو گئیں جب انکو حمل کا یقین ہوا تو اونہوں نے کہا میں نے اس بچے کو تیرے
نذر کیا وہ مسجد اقصٰے کی خدمت کیا کریگا اور کوئی کام نکریگا ابوذر کی روایت میں ہے وہ خدمت کریگا مسجدوں کی
یا صخرے کی یا مقدس زمین کی اور یہ نذر اونکے مذہب میں مشروع تہی لڑکوں کے لیے اونہوں نے یہی خیال کیا کہ میرے
پیٹ میں لڑکا ہے یا انہوں نے لڑکے ہی کے لیے دعا کی ہوگی جب وہ جنی ہوئی تو حضرت مریم پیدا ہوئیں اوسوقت انہوں
نے کہا اے مالک میں تو لڑکی جنی اونہوں نے یہ رنج سے کہا اللہ تعالی نے لڑکی ہی کو قبول فرمایا اور حضرت مریم کو تمام جہان
کی عورتوں پر شرف دیا اور انکے پیٹ سے حضرت عیسی روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوئے اور امام بخاری یہ قصہ
اسلیے لائے کہ مسجد کی خدمت اگلی امتوں میں بہی مشروع تہی یہانتک کہ بعض لوگ اپنے لڑکوں کو نذر کر دیتے تہے اسکام
کے لیے (ق و ف) **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ایک عورت یا ایک مرد جہاڑتی تہی مسجد کو ابو رافع
نے کہا میں تو اوسکو عورت سمجہتا ہوں پہر بیان کیا حدیث کو کہ آپنے نماز پڑہی اوسکی قبر پر **ف** یہ حدیث اوپر
گذر چکی **بَابُ الْأَسِيرِ أَوِ الْغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ** قیدی یا قرضدار کا مسجد میں باندہنا **حَدَّثَنَا**
إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ قَالَ كَلِمَةً
نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى

تَبْصِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ایک شریر جن گذشتہ رات کو میرے مقابل ہوا یا آپ نے ایسا ہی کوئی کلمہ ارشاد فرمایا **ف** دوسری روایت میں مؤلف کے یہ ہے کہ وہ میرے سامنے آیا اور مجھپر سخت ہوا اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے کہ بلی کی صورت میں میرے سامنے آیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک شعلہ آگ کا لیکر آیا میرا منہ جلانے کے لیے اور نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے میں نے اوسکو پکڑا اور دے مارا پھر اوسکا گلا گھونٹا یہانتک کہ اوسکی زبان کی سردی میرے ہاتھ پر لگی اور باقی فائدے اس حدیث کے باب ذکر الجن اور تفسیر سورہ ص میں خدا چاہے تو مذکور ہونگے (فتح) **ف** وہ اسلیے آیا تھا کہ میری نماز توڑ ڈالے پھر اللہ تعالی نے مجھکو قدرت دی اور میں نے چاہا اوسکو باندھ دون مسجد کے ایک ستون سے تاکہ صبح ہو اور تم سب اوسکو دیکھو پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد کیا اونہوں نے دعا کی تھی اے مالک بخشدے مجھکو اور ایسی سلطنت مجھکو دے جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو **ف** یعنے آدمیوں میں کسی آدمی کو میرے بعد ایسی حکومت نملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود قدرت کے اوس شریر جن کو چھوڑ دیا اس خیال سے کہ اللہ تعالی حضرت سلیمان کی دعا قبول کرے اور یہ حدیث کو مؤلف نے صلوۃ اور تفسیر اور احادیث انبیا اور صفت ابلیس میں نکالا اور مسلم نے صلوۃ میں اور نسائی نے تفسیر میں (قسطلانی) **ف** روح بن عبادہ کہا راجع اس حدیث کا راوی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ذلیل کرکے چھوڑ دیا **ف** مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے اسکو پھیر دیا ذلیل کرکے اور حدیث سے یہ نکلا کہ قیدی کو مسجد میں باندھنا درست ہے اور مدیون کا باندھنا اوس پر قیاس کیا

بَابُ الْاِغْتِسَالِ اِذَا اَسْلَمَ وَرَبْطِ الْاَسِيْرِ اَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ اسلام لانے کے وقت غسل کرنا اور قیدی کو مسجد میں باندھنا **ف** حافظ نے کہا اکثر روایتوں میں ترجمہ باب اسیطرح مذکور ہے اور اصیلی اور کریمہ کی روایت میں قیدی کو باندھنے کا ذکر نہیں اور بعض روایتوں میں صرف باب مذکور ہے بلا ترجمہ کے گویا یہ فصل ہے پہلے باب کی اور احتمال ہے کہ امام بخاری نے یہاں ترجمہ قائم کرنے کے لیے خالی جای چھوڑی ہو اور لوگوں نے یہ ترجمہ لگا دیا ہو اور اسماعیلی نے یہ ترجمہ کیا ہے باب مشرک کا جانا مسجد میں اور امام بخاری کی یہ عادت نہیں کہ ایک ترجمہ کو دوبار بیان کریں اور اسلام کے غسل کو مساجد کے ابواب سے کوئی تعلق نہیں البتہ یہ تاویل کر سکتے ہیں کہ کافر اکثر جنب ہوتے ہیں اور جنب کو مسجد میں جانا درست نہیں مگر ضرورت سے پھر جب کافر مسلمان ہو جاوے تو اب اوسکو جنابت کی حالت میں مسجد میں رہنا نہ چاہیے بلکہ غسل کرے پھر مسجد میں رہے اگر کوئی کہے کہ مؤلف کو یہ حدیث جو اس باب میں ہے اگلے باب

مین بیان کرنا بہتر تھا اوس کا جواب یہ ہے کہ حق کا قصہ اس باب کیلیے زیادہ مفید ہے کیونکہ اوسکے باندہنے کا مسجد مین حکم خود
حضرت نے قصد کیا تھا اور ثمامہ کو اوروں نے باندہا تھا اور آپ نے جب اسکو بندہا دیکھا تو فرمایا چھوڑ دو اور اسکو یہ تقریر ابن
منیر نے کی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خود امام بخاری نے اواخر مغازی مین یون روایت کی ہے کہ حضرت ثمامہ پر تین
بار گذرے وہ بندہا ہوا تھا اور تیسرے دن آپنے اوسکے چھوڑ دینے کا حکم کیا اور ایسا ہی کام مسلم نے نکالا اور ابن اسحاق
نے مغازی مین تصریح کی کہ آنحضرت ہی نے ثمامہ کے باندہنے کا صحابہ کو حکم کیا تھا تو باطل ہوئی تقریر ابن منیر کی
اور شاید اونہون نے یہ حدیث پوری نہین دیکھی نہ صحیح بخاری مین نہ اور کتابون مین اور مجہے اونسے یہ تعجب ہوتا ہے
کہ اونہون نے یہ کیسے جائز رکھا کہ صحابہ کوئی کام مسجد مین حضرت کی مرضی کے خلاف کرتے تہے تو سارا کلام اونکا فاسد
ہے (فتح مختصراً) وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيمَ أَنْ يُحْبَسَ إِلَى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ اور شریح ابن حارث کندی نخعی
قاضی کوفی کے جو حضرت کے زمانے مین تہے لیکن آپ سے ملے نہین حکم کرتے تہے کہ قرضدار مسجد کے ستون کے پاس قید رہے
ف اس روایت کو وصل کیا معمر نے ایوب سے اونہون نے ابن سیرین سے کہ شریح جب فیصلہ کرتے کسی شخص پر کسی حق کا
تو حکم کرتے وہ مسجد مین قید رہے یہان تک کہ اپنے ذمہ کا حق ادا کرے پہر اگر وہ ادا کر دیتا تو خیر ورنہ حکم کرتے اوسکو
قیدخانے مین لیجانے کا (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا
سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ
بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ
ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچہ سوارون کو نجد کیطرف بہیجا دسوین محرم سنہ ۶ ہجری مین تیس سوارون کو
قرطا کی طرف جو ایک شاخ تہی بنی کلاب کی اور سوار بنی حنیفہ مین سے ایک شخص کو لیکر آئے جسکو ثمامہ بن اثال کہتے تہے
اوسکو باندہ دیا مسجد کے ستونون مین سے ایک ستون سے پہر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکی طرف برآمد
ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (تصدق آپکے رحم اور کرم اور اخلاق کے) ف قسطلانی نے کہا آپنے منت
احسان رکہکر اوسکو چھوڑ دینے کا حکم کیا یا اسوجہ سے کہ آپنے اوسکے دل کی رغبت ایمان کی طرف پہچان لی یا اسوجہ سے
کہ اوسنے اسلام قبول کیا جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت مین ہو ابوہریرہ سے ف پہر ثمامہ مسجد کے قریب
ایک کہجور کے درخت پاس گیا اور غسل کیا پہر مسجد مین آیا اور کہنے لگا مین گواہی دیتا ہون کہ بجز خدا کے کوئی سچا

معبود نہین اور محمد اوسکے رسول ہین ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافر جب مسلمان ہونا چاہے تو غسل کرے امام احمد کے نزدیک واجب ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور مغازی مین نکالا اور مسلم نے مغازی مین اور ابو داؤد نے جہاد مین اور نسائی نے طہارت مین اور صلوٰۃ مین (قسط) حافظ نے کہا اس حدیث کے باقی فائدے خدا چاہے تو آگے مذکور ہونگے **بَابُ الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضٰى وَغَيْرِهِمْ** مسجد مین بیمارون وغیرہ کے لیے خیمہ لگانا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْاَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ اِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا اَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَاْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَاِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهٗ دَمًا فَمَاتَ فِيْهَا ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے سعد بن معاذ کو (جو سردار تہے قبیلہ اوس کے اور جنکی لیے عرش جہوم گیا) خندق کی لڑائی مین (جو ذیقعدہ ۵ھ یا ۴ھ مین ہوئی) اکحل کی رگ مین (جسکو سر روح اور حیاۃ کی رگ بہی کہتے ہین) زخم لگا (ابن عرقہ نے تیر مارا تہا) تو جناب رسول مقبول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے لیے مسجد مین خیمہ لگوایا تاکہ انکی بیمارپرسی نزدیک سے کرلین تو لوگون کو ڈر نہ ہوا مگر اوس وقت جب اونکے خیمہ سے خون بہنے لگا بنی غفار کے خیمہ کیطرف جو مسجد مین تہا اونہون نے کہا اے خیمہ والو یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے آتا ہے ہماری طرف دیکہا تو سعد کے زخم مین سے خون بہ رہا ہے پہر سعد مر گئے اوسی زخم سے ف یا اوسی خیمہ مین اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور مغازی اور ہجرت مین نکالا اور ابو داؤد نے جنائز مین اور نسائی نے صلوٰۃ مین اور اس حدیث کے باقی فائدے کتاب المغازی مین مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ (ف رق) **بَابُ اِدْخَالِ الْبَعِيْرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ** ضرورت سے اونٹ کا مسجد مین لیجانا درست ہے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ اور عبد اللہ بن عباس نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اپنے اونٹ پر اس روایت کو خود مؤلف نے وصل کیا کتاب الحج مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ قَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے اونہون نے کہا مین نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

شکایت کی مین بیمار ہون آپنے ارشاد فرمایا تو طواف کر لوگون کے اُس پار یعنے اونکے پیچھے سے سوار ہو کر ینے طواف کیا اونٹ پر سوار ہو کر اوسوقت آپ بیت اللہ کے بازو نماز پڑہ رہے تہے اور نماز مین سورۂ وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ پڑہ رہے تہے **ف** بعضون نے کہا کہ ترجمہ باب مین جو امام بخاری نے للعلة کہا اس سے ضعف اور بیماری مراد ہے اور ابوداؤد نے نکالا کہ حضرت مکہ مین تشریف لائے آپ بیمار تہے تو طواف کیا اپنی اونٹنی پر اور جابر نے کہا کہ آپنے طواف کیا اونٹ پر اسلیے کہ لوگ آپکو دیکہین آپ سے پوچہین اور اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین اگر خدا نے چاہا تو آویگی ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو جانور حلال ہین اونکو مسجد مین لیجانا درست ہے اگر ضرورت ہو کیونکہ اون کا پیشاب نجس نہین ہے برخلاف حرام جانورون کے حافظ نے کہا جب مسجد کے آلودہ ہونیکا ڈر ہو تو لیجانا درست نہین اور لوگون نے کہا ہے کہ آپ کی اونٹنی تعلیم یافتہ تہی وہ جب تک چلتی رہتی تو پیشاب اور پاخانہ نہ کرتی اور احتمال ہے کہ ام المومنین ام سلمہ کا بہی اونٹ ایسا ہی ہو (فتح) ایک بزرگ سے منقول ہے کہ مینے حضرت کی سب سنتون کو ادا کیا مگر طواف اونٹ پر سوار ہو کر نہ کر سکا کس لیے کہ لوگ اس زمانہ مین اونٹ کو مسجد کے اندر نہین لیجانے دیتے اس سے یہ نکلا کہ اولیا اللہ وہی ہین جو بہ نسبت اورون کے سنت پر زیادہ چلتے ہین بلکہ جہانتک ہو سکتا ہے اقوال اور افعال اور عادات ہر ایک امر مین حضرت رسول کریمؐ کے طریق پر چلتے ہین اور جس فعل کو ہماری حضرتؐ نے ایک بار بہی کیا وہ سنت ہو چکا اب اگر سارا زمانہ اوسکو برا جانے یا اوسکا عیب کرے تو وہ لغو ہے بلکہ حضرتؐ کی کسی ادنے سے ادنی سنت یا فعل کی تحقیر کرنا یا اوسکا عیب کرنا کفر ہے معاذ اللہ **بَابٌ** یہ اصل کتاب مین ایسا ہی ہے کوئی ترجمہ مذکور نہین اور شاید امام بخاری نے ترجمہ لکہنے کے لیے یہان جگہ خالی چہوڑی پہر وہ جگہ ویسی ہی خالی رہی اور ابن رشید نے جو کہا کہ ایسے مقامون مین باب پہلے باب کی فصل ہوتا ہے تو یہ وہان ہے جہان دوسرے باب کے پہلے باب سے مناسبت ہو اور یہان یہ بات نہین ہے اب ہی ابواب مساجد سے مناسبت وہ یہ ہے کہ اس حدیث مین جن دو شخصون کا ذکر ہے اونہون نے دیر کی حضرتؐ کے ساتہہ مسجد مین اور وہ عشا کی نماز کا انتظار کرتے تہے بصورت مین اس باب کا یہ ترجمہ مناسب ہے کہ مسجد کو جانا اندہیری رات مین اور اشارہ ہے اوس حدیث کی طرف جسکو ابوداؤد نے نکالا بریدہ سے خوشخبری دی مسجد کیطرف جانیوالون کو اندہیرون مین پوری نور کی قیامت کے دن اور باقی فوائد اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب المناقب مین مذکور ہونگے وہان مولف نے بیان کیا ہے کہ یہ دونو شخص اسید بن حضیر اور عباد بن بشر تہے رضی اللہ عنہما (فتح الباری) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ **ترجمہ** انس بن مالکؓ سے روایت ہے دو شخص جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آپ کے پاس سے نکلے اندھیری رات میں اُن دونوں کے ساتھ دو چراغوں کی مانند تھے جو اون کے سامنے روشنی دیتے تھے جب وہ دونوں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہو گیا یہانتک کہ وہ اپنے گھر کو پہونچے **ف** یہ اللہ تعالی نے اون دونوں صحابیوں کو روشنی بھیجی ببرکت صحبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی عزت بڑہائی اللہ انکو دنیا میں بھی وہ نور دیا جو اندھیرے میں مسجد جانے والوں کو آخرت میں ملیگا اس حدیث کو مؤلف نے علامات نبوت میں نکالا اور سنا قب میں (قسط)

بَابُ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں کھڑکی رکھنا اور مسجد میں سے گذرنا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ **ترجمہ** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے ایک بندے کو اختیار دیا دنیا میں رہے یا اللہ کے پاس جو ہے (آخرت میں) اوسکو اختیار کرے تو اوس بندے نے اختیار کیا وہ جو اللہ کے پاس ہے (اور دنیا میں زیادہ رہنا منظور نکیا) یہ سنکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیئے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑہا کیوں روتا ہے اگر اللہ تعالی نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا دنیا میں رہنے میں یا اللہ کے پاس جو ہے اوسکو اختیار کرنے میں پھر جو اللہ کے پاس ہے وہ اوسنے اختیار کیا (یعنے بظاہر ابو بکر کے رونیکی کوئی وجہ نہیں اور یہ نہ سمجھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ بندے تھے (جنکو اختیار ملا تہا) اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب میں (یعنے صحابہ میں) زیادہ عالم تھے (اور حضرت کی اشاروں کو خوب سمجھتے تھے دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت نے یہ فرمایا تو ابو بکر نے عرض کیا ہم تصدق کرتے ہیں آپ پر سے اپنے مالوں کو اور اپنی اولاد کو اور رونے لگے حضرت نے اونکو تسلی اور تشفی دی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابوبکر مت رو کسی کی صحبت اور مال کا احسان اتنا مجھپر نہیں ہے جتنا ابوبکر کا
ہے **ف** حدیث میں آمن الناس ہے قرطبی نے کہا وہ امتنان سے ہے یعنے ابوبکر کے حقوق مجھپر اتنے ہیں کہ اگر
اور کسی کے اتنے حقوق ہوتے تو وہ مجھپر احسان جتاتا نووی نے کہا علماء نے کہا ہے کہ آمن الناس سے یہ مراد ہے کہ
ابوبکر کی سخاوت ہمارے اوپر بہت ہے مال اور جان دونوں سے اور احسان کہنے کے معنے صحیح نہیں کیونکہ احسان
کسی کا آپ پر نہیں ہے بلکہ آپ کا احسان تمام مخلوقات پر ہے اور ابوبکر صدیق کے بڑے حقوق یہ تھے کہ اونہوں نے
اوروں سے پہلے آپکی تصدیق کی آپکے اوپر اپنا روپیہ خرچ کیا آپکے ساتھ رہے مصیبت اور رحمت میں یہانتک
کہ اپنی جان جانیکا بھی اندیشہ نہ کیا گو حضرت کا احسان اونکے اوپر بہت بڑا تھا کہ آپ کی بدولت آخرت میں انکو
بڑے بڑے مرتبے ملے جنکے مقابلہ میں دنیا کے مال اور دولت کی کچھ حقیقت نہیں ہے اسپر بھی حضرت نے انکا شکریہ
ادا کیا اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا کسیکا احسان ہمپر ایسا نہیں جسکا بدلہ ہم نے
نہ کیا ہو مگر ابوبکر کا انکا احسان ہمارے اوپر ہے جسکا بدلہ اللہ تعالی انکو قیامت کے دن دیگا (فتح وقسطلانی) **ف**
اور جو میں کسیکو اپنے امت میں سے جانی دوست بنانیوالا ہوتا تو ابوبکر کو اپنا جانی دوست بناتا **ف** حدیث
میں خلیل کا لفظ ہے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر خلت کے لائق تھے مگر خلت کرنے سے آپکو ایک امر مانع تھا وہ یہ کہ آپ
پروردگار کی خلت اور محبت میں ایسا غرق تھے کہ دوسرے کی خلت ممکن نہ تھی کیونکہ خلیل آدمی کا ایک ہی ہوتا
ہے اور خلیل سے اوتر کر حبیب ہے اور اسیواسطے حضرت نے ابوبکر اور عائشہ کی نسبت فرمایا کہ وے سب لوگوں سے زیادہ مجھکو
محبوب ہیں اور انکو خلیل نہیں فرمایا (قسطلانی) اور وہ جو خطیب نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا ہر ایک نبی
کا ایک خلیل ہوتا ہے اوسکی امت میں سے اور میرے خلیل عثمان ہیں تو یہ حدیث موضوع اور باطل ہے اوسکی سند
میں اسحاق بن نجیح اور یزید بن مروان دونوں کذاب ہیں البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی کو اپنا
حبیب فرمایا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور بیان اوسکا مفصلاً کتاب المناقب میں آویگا انشاء اللہ تعالی

ف لیکن اونکے بھائی پنا ہے اسلام کا اور دوستی ہے اسلام کی **ف**

تو نفی خلت کی اور اعتبار سے کی اور اثبات اور اعتبار سے کیا اس صورت میں شروع حدیث کا آخر کے خلاف نہوگا
حافظ نے کہا اس اشکال کا جواب خدا چاہے تو کتاب المناقب میں آویگا اور دوسری روایت میں ہے کہ اسلام
کی دوستی افضل ہے کیونکہ اوسکے درجے ہیں اور ابوبکر کا درجہ سب صحابہ میں زائد تھا **ف** مسجد میں کوئی دروازہ
نرہے مگر بند کردیا جاوے مگر ابوبکر کا دروازہ **ف** ابن عباس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپنے مرض موت

مین فرمایا جب ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانیکے لیے حکم دیا بعضون نے کہا اس مین اشارہ ہے اُنکی خلافت کی طرف
کیونکہ فضیلت دی اُنکو اور صحابہ پر اون کا دروازہ مسجد کیطرف کہلا رکہکر اور سب کے دروازے بند کرا دیے اور اس
کا معارضہ ہوا ہے اوس روایت سے جسکو ترمذی نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا بند کرو سب دروازونکو
مگر علیؓ کے دروازے کو اور جواب دیا ہے اس طرح سے کہ ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا اور ابن عساکر نے کہا وہ وہم ہے
لیکن اس حدیث کی کئی طریقے ہین اور ہر ایک دوسرے کو قوی کرتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا بعض طریقون کا اسناد قوی
ہے اور بعضون کے راوی ثقہ ہین اور حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کو راہ کر لینے سے بچانا چاہیے اور بلا ضرورت جو دروازے
لوگون کے مسجد کیطرف ہون اُنکو بند کر دینا چاہیے اور اس حدیث کو مؤلف نے فضائل مین نکالا مترجم کہتا ہے جو
فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس حدیث مین مروی ہے وہ حضرت ابوبکر سے خاص نہین ہے جیسے بعضون نے خیال
کیا اور تعصب کی وجہ سے احادیث ثابتہ کو موضوع اور باطل قرار دیا اس حدیث مین حضرت ابوبکر کی دو فضیلتین
مذکور ہین جو اون سے خاص نہین ہین ایک تو اخوت و مودت اسلامی دوسرے اُنکا دروازہ بند نکیا جانا پہلی فضیلت
دوسری صحیح حدیث مین حضرت علی مرتضیٰ کے لیے بہی وارد ہے کہ آپؐ نے فرمایا اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنے تو میرا
بہائی ہے دنیا اور آخرت مین اور دوسری فضیلت بہی حضرت علیؓ کے لیے ترمذی کی حدیث مین موجود ہے جو
ابہی بیان ہوئی اور نکالا اوسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اور ابو نعیم نے اور خطیب نے مختلف
طریقون سے اور ابن جوزی نے تشدد کیا اس مقام مین اور کہا کہ اس حدیث کو رافضیون نے بنایا ہے صحیح حدیث کا
جو ابوبکر کے باب مین وارد ہے مقابلہ کرنے کو اور رد کیا ابن جوزی پر حافظ ابن حجر نے القول المسدد فی الذب عن مسند
احمد مین اور کہا کہ یہ وہم ہے ابن جوزی کا کہ اونہون نے نافہمی سے احادیث صحیحہ کو باطل خیال کیا اور یہ حدیث مشہور
ہے اوسکی کئی طریقے ہین اور ہر ایک طریق حسن کے درجے سے کم نہین اور سب طریق ملا کر حدیث یقیناً صحیح ہے
پہر رد کیا حافظ ابن حجر نے بڑے طول کے ساتھ ابن جوزی پر اور بیان کیا حدیث کی سب طریقون کو اور پہر کہا کہ
یہ معارض نہین ابوبکر کی حدیث کی کیونکہ اوس مین موکہون اور جہروکون کے بند کرنے کا حکم تہا اور حضرت علیؓ کا
گہر تو مسجد کے اندر تہا حضرتؐ کے گہرون سے ملا ہوا اور حافظ سیوطی نے بیان کیا اور کئی طریقون کو اس حدیث کی
جنکو حافظ ابن حجر نے نہین ذکر کیا اور ہم اس بحث کو انشاء اللہ تعالیٰ کتاب المناقب مین تفصیل سے بیان کرینگے
البتہ ایک فضیلت اس حدیث مین ہے کہ اگر وہ خاص کیجاوے ابوبکر صدیق سے تو ممکن ہے وہ یہ کہ حضرتؐ نے
فرمایا اون کا احسان مال اور صحبت مین اوروں سے زیادہ ہے راضی ہووے اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور حضرت علی مرتضی سے اور ہدایت کر ہو رافضیون اور خارجیون کو جو ایسے بزرگون کے حق مین بد گوئی کرتے ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اوس بیماری میں جس مین انتقال فرمایا آمد ہوئی اپنے سر پر ایک کپڑے کی پٹی باندھے ہوئی اور منبر پر بیٹھے پھر اللہ تعالی کی تعریف بیان کی اور اوسکی ثنا کی بعد اوسکے فرمایا کسی نے اپنے مال اور جان کو مجھ سے اور پر ابو بکر سے زیادہ خرچ نہیں کیا اور جو مین لوگون مین سے کسی کو دوست بناتا یعنے جانی دوست تو ابو بکر کو بناتا البتہ اسلام کی دوستی فضیلت رکھتی ہے (یعنے یہ بھی فضیلت رکھتی ہے گو جانی دوستی کے برابر نہیں) بند کر دو میری طرف سے ہر سوکھی کو (حدیث مین خوخہ ہے حافظ نے کہا خوخہ چھوٹا دروازہ اوسمین چوکھٹ ہو یا نہو) صرف ابو بکر کا سوکھہ رہنے دو (اس حدیث کو مولف نے فرائض مین بھی نکالا اور نسائی نے مناقب مین) بَابُ الْأَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ مسجد مین دروازہ اور زنجیر لگانا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَأَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْوَابَهَا امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا اونہون نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے اونہون نے ابن جریج سے روایت کی اونہون نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن عبد الرحمان ابن ابی ملیکہ نے کہا اے عبد الملک اگر تو ابن عباس کی مسجدین اور انکے دروازے دیکھتا (تو تجھکو معلوم ہوتا وہ کیسی عمدہ اور صاف اور پاک تہین اور دروازے کیسے مضبوط تہی) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ أَغْلَقَ الْبَابَ فَلَبِثَ فِيهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلَّى فِيهِ فَقُلْتُ فِي أَيٍّ قَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ

عَلٰی اَنْ اَسْئَلَهٗ کَمْ صَلّٰی ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین تشریف لائی (جس سال مکہ فتح ہوا) تو عثمان بن طلحہ حجبی کو بلایا اونہون نے کعبہ کا دروازہ کہولا پہر آپ اندر گئے اور بلال اور اسامہ اور عثمان بن طلحہ بہی اندر گئے پہر دروازہ بند کر دیا گیا (تاکہ زیادہ ہجوم نہ ہو) آپ ایک ساعت تک کعبہ کے اندر رہے پہر سب لوگ باہر نکلے ابن عمرؓ نے کہا مین لپکا اور مین نے بلال سے پوچہا کیا آپ نے کعبے کے اندر نماز پڑہی اونہون نے کہا ہان مین نے کہا کون سی جگہہ نماز پڑہی اونہون نے کہا دونو ستونون کے بیچ مین ابن عمرؓ نے کہا مجہے خیال نہین رہا یہ پوچہنے کا کہ آپ نے کتنی رکعتین پڑہین **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگی ابن بطال نے کہا دروازہ بند کر لینے مین حکمت تہی کہ لوگ کعبے کے اندر نماز پڑہنا سنت نہ سمجہین اور اسکو لازم نہ کرین اور یہ کلام صحیح نہین ہے کیونکہ جب حضرتؐ نے کعبے کے اندر نماز پڑہی تو یہ فعل سنت ہو گیا البتہ یہ صحیح ہے کہ کعبے کے اندر جانا جسکو اس زمانے مین عوام داخلی کہتے ہین ضرور اور واجب نہین ہی بعضون نے کہا حکمت یہ تہی کہ لوگ ہجوم نہ کرین اور ہجوم کی وجہ سے پریشانی نہ ہو اور آپ عثمان کو اسلیے ساتھ لے گئے کہ وہ یہ نہ سمجہین کہ کعبے کی ولایت جو انکی خاندانی تہی جاتی رہی اور بعضون نے کہا حکمت یہ تہی کہ آپ کعبے کے اندر چارون طرف نماز پڑہ سکین اور جو دروازہ کہلا ہوتا تو اوس طرف نماز صحیح نہوتی (فتح) اس حدیث کو مولف نے مغازی اور جہاد مین نکالا اور مسلم نے حج مین اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے (قسط)

بَابُ دُخُوْلِ الْمُشْرِكِ فِی الْمَسْجِدِ مشرک کا مسجد مین جانا **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ حَنِیْفَةَ یُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچہ سوار نجد کیطرف بہیجے وہ ایک شخص کو پکڑ لائی جو بنی حنیفہ مین سے تہا اوسکا نام ثمامہ بن اثال تہا پہر صحابہ نے اوسکو باندہ دیا مسجد کے ستونون مین ایک ستون سے **ف** تاکہ وہ مسلمانون کی نماز اور جماعت کو دیکہے اور اوسکے دل مین اسلام کی رغبت پیدا ہو حافظ نے کہا یہ حدیث مغازی مین پوری طور سے مذکور ہوگی اور اوپر جو مولف نے اس حدیث کو مسجد مین قیدی باندہنے کے باب مین ذکر کیا اور یہان پہر دوبارہ ذکر کیا تو یہ تکرار نہین ہی کیونکہ پہلا ترجمہ باب خاص تہا اور یہ عام ہے اور اس مسئلہ مین کئی مذہب ہین حنفیہ کے نزدیک مشرک کا مطلقاً مسجد مین جانا جائز ہے اور مالکیہ اور مزنی کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور شافعیہ کے نزدیک مسجد حرام مین جانا درست نہین

اور مسجدون مین درست ہے اور بعضون نے کہا اہل کتاب کو مسلمانون کی اجازت سے مسجد کے اندر جانا درست ہے (فتح) شوکانی نے کہا دوسری ایک حدیث موجود ہے کہ حضرتؐ نے ثقیف کے قاصدون کو مسجد مین اوتارا وہ بھی مشرک تھے اور ان دونو حدیثون سے مشرکون کا مسجد مین رکھنا درست ہوتا ہے واللہ اعلم **باب رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین آواز بلند کرنا کیسا ہے **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہے امام مالک کے نزدیک مسجد مین آواز بلند کرنا مطلقاً منع ہے گو تعلیم علم مین ہو اور اورون نے کہا کہ دینی غرض سے درست ہے دنیاوی غرض سے درست نہین اور امام بخاری نے اس باب مین حضرت عمرؓ کی حدیث بیان کی جس سے ممانعت نکلتی ہے اور کعبؓ کی حدیث بیان کی جس سے جواز نکلتا ہے اور اسکا یہ مطلب ہے کہ ضرورت سے جائز ہے اور بلا ضرورت منع ہے اور مسجد مین آواز بلند کرنے کی ممانعت مین اور حدیثین بھی وارد ہین لیکن وہ ضعیف ہین۔ ان مین سے بعض کو ابن ماجہ نے نکالا (فتح) **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے (یہ صحابی تھے) کہ مین کھڑا تھا مسجد (نبوی) مین اتنے مین ایک شخص نے میرے اوپر کنکریان پھینکین مینے دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے اونہون نے کہا جا اور ان دونون شخصون کو (جو ثقیف کے تھے) میرے پاس لے آ مین اون کو لیکر آیا حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو یا کہان سے آئے اونہون نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہین حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم اس شہر کے (یعنے مدینہ منورہ کے) رہنے والے ہوتے تو مین تم کو مارتا (کوڑون سے) تم اپنی آواز بلند کرتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین **ف** عبد الرزاق کی روایت مین ہے نافع سے حضرت عمرؓ کہتے تھے مسجد مین غل مت کرو پھر وہ مسجد مین گئے اونہون نے دو شخصون کو دیکھا چلا رہے ہین حضرت عمرؓ نے کہا ہماری اس مسجد مین آواز بلند نہ کیجاوے اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ نافع نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہین پایا (فتح) قسطلانی نے کہا حضرت عمرؓ نے اون سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو جب اونہون نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہین تو انکو معذور رکھا کیونکہ وہ پردیسی تھے اونکو یہ مسئلہ معلوم نہ ہوگا کہ مسجد مین شور و غل کرنا منع ہے انتہے شوکانی نے کہا امام مالک

اور ایک جماعت علما نے مسجد میں آواز بلند کرنا منع کہا ہے گو تعلیم علم کے لیے ہو اور ابو حنیفہ اور محمد بن مسلمہ نے
تعلیم علم اور فیصلہ خصومت میں اور جسکی احتیاج ہے جائز رکھا ہے اور بعض مالکیہ نے مسجد میں قرآن کا پڑھنا مکروہ
کہا ہے کیونکہ تعلیم اجرت پر ہو اور جو بلا اجرت ہو جب بھی مکروہ ہے اسلیے کہ بچے نجاست سے پرہیز نہیں
کرتے انتہیٰ مختصراً حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ
تَقَاضٰى ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا كَانَ لَهُ عَلَیْهِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ
فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَبَّیْكَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِیَدِهٖ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَیْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهٖ ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہو انہوں نے ابن ابی حدرد
(عبداللہ بن سلامہ) پر اپنے قرض کا تقاضا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں تو دونوں کی آوازیں
بلند ہوئیں (یہیں سے باب کا مضمون نکلتا ہے کیونکہ آپ نے انکو منع کیا آواز کرنے سے) یہاں تک کہ آپ نے سنا
انکو اپنے گھر میں سے آپ نکل پڑے یہاں تک کہ اپنے حجرے کے پردے کا ایک کونا اوٹھایا اور پکارا اے کعب کعب نے
کہا حاضر ہوں آپ کی خدمت میں یا رسول اللہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردے کعب نے
کہا میں نے معاف کیا یا رسول اللہ تب آپ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا اوٹھ اوسکا قرض ادا کر **ف** یہ حدیث بھی
شرح اوپر گذر چکی (ف) **بَابُ** الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِی الْمَسْجِدِ مسجد میں حلقہ باندھکر بیٹھنا (تعلیم علم یا قرأت
قرآن کے لیے) اور مسجد میں بیٹھنا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِیْ صَلٰوةِ
اللَّیْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِیَ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَاَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى وَاِنَّهُ كَانَ یَقُوْلُ اجْعَلُوْا
اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِهٖ ترجمہ عبداللہ بن عمر نے روایت
ہے ایک شخص نے (اوسکا نام معلوم نہیں ہوا) جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ منبر پر تھے آپ
کیا فرماتے ہیں رات کی نماز میں حضرت نے ارشاد فرمایا دو دو رکعتیں پڑھ رہیئے ہر دوگانے کے بعد سلام پھیر
جب صبح ہونیکا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لیوے وہ ساری نماز کو طاق کر دیگی نافع نے کہا ابن عمر کہتے

تھے وتر کو رات کی نماز کا آخر کرو (یعنے تہجد کے بعد وتر پڑھو) کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا **ف** اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب آپ منبر پر تھے تو لوگ مسجد میں بیٹھے ہونگے اون میں سے یہ شخص بھی تھا جس نے سوال کیا تو مسجد میں بیٹھنا جائز نکلا (ق) **حَدَّثَنَا** ابو النعمان قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے اوس نے کہا رات کی نماز کیونکر ہے آپ نے فرمایا دو دو رکعتیں جب تجھے صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ طاق کر دیگی تیری نماز کو دوسری روایت میں یوں ہے ایک شخص نے پکارا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ مسجد میں تھے **ف** حافظ نے کہا وتر کا بیان تفصیل سے آگے آویگا اور مؤلف نے جو دوسری روایت ولید بن کثیر کی بیان کی یہ تعلیق ہے اوسکو وصل کیا امام مسلم نے اور اسکے بیان کرنے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ ترجمہ باب کا مطلب ثابت ہو جاوے۔ اسماعیلی نے یہ اعتراض کیا کہ ان حدیثوں سے تو مسجد میں بیٹھنا نکلتا ہے نہ حلقہ کرنا اور اسکا جواب یہ ہے کہ تعلیق سے صاف مسجد میں بیٹھنے کا ثبوت ہوتا ہے اور حلقہ کرنا امام بخاری نے اسطرح نکالا کہ جب لوگ مسجد میں آپ کے گرد بیٹھے اور خطبہ پڑھ رہے تھے تو ایسا ہی شاگردوں کا حلقہ کرنا عالم کے گرد جائز ہوا کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جب آپ منبر پر مسجد میں خطبہ پڑھتے ہونگے تو لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ ابن عمر کی حدیث ترجمہ باب کی ایک جز سے متعلق ہے یعنے مسجد میں بیٹھنے سے اور ابو واقد کی حدیث جو آگے آتی ہے وہ حلقہ کرنے سے متعلق ہے اور وہ جو مسلم نے روایت کیا جابر بن سمرہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے لوگ حلقہ باندھے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کیا ہوا مجھکو جو میں تم کو جث جث دیکھتا ہوں (یعنے الگ الگ جھنڈ جھنڈ) تو یہ معارض نہیں ہے ابو واقد کی حدیث کو کس لیے کہ آپ نے مکروہ جانا لوگوں کا بلا ضرورت حلقہ باندھنا اور بیکار رہنا لیکن اگر علم حاصل کرنے کے لیے ہوتا تو آپ برا نہ جانتے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فاقبل ثلاثۃ نفر فاقبل اثنان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وذھب واحد فاما احدھما فرای فرجۃ فجلس واما الاخر فجلس خلفھم واما الاخر فادبر ذاھبا فلما فرغ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم عن الثلاثۃ اما احدھم فاوی الی اللہ فاواہ
اللہ واما الاخر فاستحیی فاستحیی اللہ منہ واما الاخر فاعرض فاعرض اللہ عنہ ترجمہ ابو واقد
لیثی (حارث بن عوف) سے روایت ہے ایک بار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے
اور لوگ آپکے ساتھ تھے آپ لوگوں کو دین کی باتیں تعلیم کر رہے تھے اتنے میں تین آدمی آئے (اور مسجد
میں گھسے) ان میں سے دو تو حضرت کے پاس آئے اور ایک چلا گیا اون دونوں میں سے ایک نے (حلقہ میں)
تھوڑی (خالی) جگہہ پائی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا تو چل ہی دیا تھا جب جناب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تم سے تینوں آدمیوں کا حال نہ کہوں ان
میں سے ایک نے تو پناہ لی اللہ کی اللہ نے اسکو جگہہ دی اور دوسرے نے شرم کی (لوگوں میں گھسنے سے) اللہ نے
بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے تو منہ پھیر لیا (اللہ کے کام سے) اللہ نے بھی اسکی طرف سے مونہہ پھیر لیا۔
ف قسطلانی نے بیان تاویل کی کہ جگہہ دینا شرم کرنا منہ پھیر لینا یہ باتیں اللہ جل جلالہ کے حق میں محال
ہیں تو مراد اونکے لوازم ہیں یعنے خیر پہونچانے کا ارادہ کرنا عذاب نہ کرنا اور یہ تاویل قسطلانی کی فاسد ہے
اور خلاف ہے طریقہ سلف کے سلف کا طریقہ احادیث اور آیات صفات میں یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہری معانی
پر محمول ہیں لیکن انکی حقیقت پروردگار ہی خوب جانتا ہے جیسے پروردگار کی ذات اوسکی حقیقت بھی وہی
جانتا ہے اور یہی طریقہ اسلم اور احکم ہے اور یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں گذر چکی ہے **باب الاستلقاء
فی المسجد** مسجد میں چت لیٹنا صغانی اور ابوذر اور ابن عساکر کے نسخوں میں اتنا زیادہ ہے ومد الرجل
اور پاؤں پھیلانا **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ابن شھاب عن عباد بن تمیم
عن عمہ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستلقیا فی المسجد واضعا احدی رجلیہ
علی الاخری ترجمہ عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی سے روایت ہے انہوں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے ف خطابی نے کہا اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مسجد میں اس طرح لیٹنے سے ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے یا ممانعت اس حالت میں ہے
جب ستر کھلنے کا ڈر ہو اور اجازت اوس حالت میں ہے جب ڈر نہ ہو میں کہتا ہوں دوسری توجیہ اچھی ہے

کیونکہ نسخ صرف احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتا اور بیہقی اور بغوی اور ابن بطال وغیرہم نے جزم کیا ہے نسخ کا مازری نے کہا ابو داؤد وغیرہ کی کتاب میں ایک حدیث مروی ہے جس میں ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کی ممانعت مذکور ہے اور یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہے پر یہ حدیث قولی ہے اور عام ہے اور امام بخاری نے جو حدیث ذکر کی وہ فعلی ہے تو احتمال ہے کہ جواز خاص ہو حضرت سے لیکن بعد جو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ سے نقل کیا اوس سے نکلتا ہے کہ جواز عام ہے حضرت سے خاص نہ تھا پس تعارض ہوگا اور تعارض کا جواب وہی ہوگا جو خطابی نے دیا حافظ نے کہا مازری نے جو کہا کہ یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہے یہ انکی غفلت ہے کیونکہ امام مسلم نے اوسکو روایت کیا جابر سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت کا فعل جواز ظاہر کرنے کے لیے تھا اور شاید آپنے استراحت کیوقت میں ایسا کیا نہ لوگوں کے مجمع میں کیونکہ مجمع میں حضرت اوپر وقار سے بیٹھتے تھے خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں تکیہ لگانا لیٹنا اور استراحت کرنا درست ہے اور داؤدی نے کہا کہ مسجد میں رہنے والے کو جو ثواب ہے وہ اسکو بھی حاصل ہوگا جو لیٹا رہے مسجد میں اور بیٹھنے والے سے خاص نہیں (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مولف نے اوسکو لباس اور استیذان میں نکالا اور مسلم نے لباس میں اور ابو داؤد نے ادب میں اور ترمذی نے استیذان میں اور کہا حسن صحیح ہے اور نسائی نے صلوٰۃ میں وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذَلِكَ ترجمہ سعید بن المسیب نے کہا حضرت عمر اور حضرت عثمان دونوں ایسا کرتے تھے ف یعنی مسجد میں چت لیٹتے تھے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھکر یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ وعن ابن شہاب عطف ہے پہلے اسناد پر اور جس نے تعلیق سمجھا اوس نے غفلت کی قسطلانی نے کہا حمیدی نے ابن مسعود سے زیادہ کیا کہ حضرت ابو بکر بھی ایسا کرتے تھے اور اس سے رد ہوتا اسکا جو کہتا ہے اسکا جواز حضرت سے خاص تھا بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ اگر راہ میں مسجد بنا دی بشرطیکہ لوگوں کو نقصان نہ پہونچے تو جائز ہے وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ وَأَيُّوبُ وَمَالِكٌ اور یہی قول ہے حسن اور ایوب اور مالک کا ف مسجد کا بنانا اپنی ملک میں جائز ہے بالاجماع اور غیر ملک میں ممنوع ہے بالاجماع اور راہ میں جائز ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو نقصان نہ پہونچے اور بعضوں نے کہا راہ میں مطلقاً جائز نہیں تو امام بخاری نے اس قول کو رد کیا اور یہ قول مروی ہے ربیعہ سے اور عبد الرزاق نے اوسکو نقل کیا علی اور ابن عمر سے لیکن اوسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ

وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا مین نے تو اپنے ماں باپ کو (یعنے ابوبکر اور ام رومان کو) جب پہچانا (یعنے جب سے مجھکو ہوش آیا) وہ مسلمان ہی تھے اور کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح اور شام ہمارے پاس نہ آوین پھر ابوبکر کے دل مین آیا (جب وہ ابن دغنہ کی پناہ مین دوبارہ مکہ مین لوٹ کر آئے اور ابن دغنہ نے یہ شرط کی تھی کہ ابوبکر علانیہ خدا کی عبادت نہ کرین) انھون نے اپنے گھر کے سامنے جو زمین خالی ہوتی ہے اس مین ایک مسجد بنائی وہان نماز پڑھا کرتے اور قرآن پڑھتے تو مشرکون کی عورتین اور بچے تعجب سے کھڑے ہو جاتے اور انکو دیکھتے اور ابوبکر بڑے رونیوالے آدمی تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنسون روک نہ سکتے اس بات نے قریش کے اشراف لوگون کو جو مشرک تھے گھبرا دیا **ف** انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہین ہماری عورتین بچے قرآن سنکر مسلمان نہ ہو جاوین اور حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یون ہے کہ حضرتؐ نے ابوبکر کی مسجد کا حال سنا اور انکو راہ مین مسجد بنانے سے منع نہ کیا حافظ نے کہا مؤلف نے یہ حدیث کتاب الہجرۃ مین طول کے ساتھ بیان کی ہے اور ہم اسکی شرح خدا چاہے تو وہین بیان کرینگے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو اجارہ اور کفالہ اور ادب اور ہجرت مین بیان کیا اور کچھ غزوہ رجیع مین **بَابُ الصَّلٰوةِ فِي مَسْجِدِ السُّوقِ** بازار کی مسجد مین نماز پڑھنا جائز ہے **ف** مؤلف نے اشارہ کیا کہ جو حدیث وارد ہے کہ بازارین سب مقامون مین بُری ہین اور مسجدین سب مقامون مین بہتر ہین روایت کیا اوسکو بزار وغیرہ نے اسکا اسناد صحیح نہیں ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہوتی تو بازار مین مسجد بنانا روا نہوتا (فتح) **مترجم** کہتا ہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ابوہریرہؓ سے أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا اور جبیر بن مطعم اور عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور حاکم نے کہا کہ جبیر کی حدیث صحیح الاسناد ہے پھر حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے صحیح نہین ہے وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِي مَسْجِدٍ فِي دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ اور عبداللہ بن عون نے نماز پڑھی ایک مسجد مین جو گھر کے اندر تھی اور اسکا دروازہ بند کیا جاتا تھا اون کے اوپر **ف** اس روایت سے مؤلف نے یہ استدلال کیا کہ جب گھر کی مسجد مین نماز پڑھنا جائز ہوا تو بازار کی مسجد مین بھی جائز ہوگا اور کیا

حنفیہ کا جنہوں نے کہا کہ گھر میں جہاں لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو مسجد بنانا جائز نہیں اور حنفیہ کی کتابوں
میں یہ امر مکروہ لکھا ہے نہ حرام (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى
صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ
وَاَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً
حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَتْ تَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ
مَادَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُؤْذِ بِحَدَثٍ ترجمہ ابوہریرہؓ
سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز گھر کی اور بازار کی نماز سے جو اکیلے
پڑھے پچیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے کیونکہ تم میں سے جب کوئی وضو کرے اچھی طرح اور مسجد میں آوے
صرف نماز ہی کی نیت سے تو ہر ایک قدم پر جو وہ اوٹھاوے گا اوسکا ایک درجہ اللہ تعالیٰ بلند کریگا اور ایک
گناہ اوسکا مٹ جاویگا مسجد میں گھسنے تک پھر جب مسجد کے اندر گیا تو اوسکو نماز کا ثواب ملتا رہیگا جب
تک وہ رکا رہے نماز کے لیے اور فرشتے اوسکے لیے دعا کرتے رہیں گے جبتک وہ اُسی جگہ بیٹھا رہے
جہاں نماز پڑھی ہے وہ کہتے رہیں گے یا اللہ بخشدے اوسکو رحم کر اوسپر جب تک وہ تکلیف نہ دے (فرشتوں کو)
وضو ٹوٹنے سے فـ گوز ہو یا اور کوئی حدث اس حدیث سے بازار میں اکیلے نماز پڑھنے کا جواز نکلا اور
جب اکیلی نماز وہاں جائز ہوئی تو جماعت سے مسجد میں اولیٰ ہوگی اور یہ حدیث باب الجماعت میں مع فوائد مذکور ہوگی
انشاء اللہ تعالیٰ اور اوپر بھی یہ حدیث گذر چکی ہے باب الحدث فی المسجد میں اور نکالا اوسکو مسلم اور ابوداؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (ف و ق) بَابُ تَشْبِيْكِ الْاَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ انگلیاں ایک
ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے اندر ڈالنا مسجد میں ہو یا اور کہیں جائز ہے حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ
عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ
شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ ترجمہ ابن عمر یا ابن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا (عربی میں اسکو
تشبیک کہتے ہیں) قسطلانی نے کہا صحابی کے نام میں واقد نے شک کیا ہو راوی ہے اس حدیث کا وَقَالَ
عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِيْ فَلَمْ اَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهٗ لِيْ

واقد عن ابیہ قال سمعت ابی وھو یقول قال عبد اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد اللہ بن عمرو کیف بک اذا بقیت فی حثالۃ من الناس بہذا۔ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو چند کمینے لوگوں میں رہجاوے گا ف اس حدیث کو امام بخاری نے عاصم بن علی سے روایت کیا معلقا اونہوں نے عاصم بن محمد سے انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کو اپنے باپ محمد بن زید سے سنا لیکن مجھکو یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اسکو درست کر دیا اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا میں نے سنا اپنے باپ محمد بن زید سے وہ کہتے تھے عبد اللہ بن عمرو نے کہا اخیر تک یہ وہی حدیث ہے جسکا ایک ٹکڑا امام بخاری نے اور دوسری سند سے ذکر کیا حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابراہیم حربی نے وصل کیا غریب الحدیث میں اور بیان کیا اوسکو حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں ابو مسعود سے اوس میں اتنا زیادہ ہے کہ اونکے عہد اور امانتیں بگڑ جاوینگی اور وہ اختلاف کرینگے اور اسطرح ہوجاوینگے اور آپنے تشبیک کی اونگلیوں کی اخیر حدیث تک (فتح) حدثنا خلاد بن یحیی قال حدثنا سفیان عن ابی بردۃ بن عبد اللہ بن ابی بردۃ عن جدہ عن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا وشبک صلی اللہ علیہ وسلم اصابعہ۔ ترجمہ ابو موسی اشعری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے دیوار کی طرح ہے جیسے دیوار کا ایک ٹکڑا مضبوط رہتا ہے دوسرے ٹکڑے کیوجہ سے اسیطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کو قوت ہوتی ہے) اور تشبیک کی آپنے اپنی انگلیوں کی ف اس حدیث کو مؤلف نے ادب اور مظالم میں بھی نکالا اور ترمذی نے بر میں اور نسائی نے (ق) حدثنا اسحاق قال حدثنا ابن شمیل قال اخبرنا ابن عون عن ابن سیرین عن ابی ھریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم احدی صلوتی العشی قال ابن سیرین قد سماھا ابو ھریرۃ ولکن نسیت انا قال فصلی بنا رکعتین ثم سلم فقام الی خشبۃ معروضۃ فی المسجد فاتکا علیھا کانہ غضبان ووضع یدہ الیمنی علی الیسری وشبک بین اصابعہ ووضع خدہ الایمن علی ظہر کفہ الیسری وخرجت السرعان من ابواب المسجد فقالوا اقصرت الصلوۃ وفی القوم ابوبکر وعمر فھابا ان یکلماہ وفی القوم رجل فی یدیہ طول یقال لہ ذو الیدین قال یا رسول اللہ انسیت ام قصرت الصلوۃ قال لم انس ولم تقصر

فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہؓ

سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسرے پہر کی دو نمازوں میں سے (یعنے ظہر یا عصر کی نماز) ایک نماز پڑھائی - ابن سیرین نے کہا ابوہریرہؓ نے اوس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا ابوہریرہؓ نے کہا تو آپنے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور ایک لکڑی کی طرف تشریف لے گئے جو آڑی پڑی تھی مسجد کے کونے میں آپنے اوس پر ٹیکا دیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ غصے میں ہیں آپنے اپنا دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور انگلیوں میں تشبیک کی (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور اپنا دہنا گال اپنے بائیں پہونچے پر رکھا اور جو لوگ جلد باز تھے وہ مسجد کے دروازوں میں سے باہر چلدیے تب لوگوں نے (آپس میں) کہا کیا نماز قصر ہوگئی (یعنے پروردگار کی طرف سے چار رکعتوں کے بدل دو رکعتیں رہ گئیں) اون لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے لیکن وہ دونوں ڈرے آپسے بات کرنے میں (اسلیے کہ بادشاہ کا رعب مقرب لوگوں پر زیادہ ہوتا ہے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کا ایمان اور صحابہ کی نسبت زیادہ قوی تھا اور جتنا ایمان زیادہ ہوگا اتنا ہی خدا اور رسول کی عظمت اور بزرگی دل میں زیادہ ہوگی) اور لوگوں میں ایک شخص تھا جسکے دونوں ہاتھ لمبے تھے اوسکو ذوالیدین کہتے تھے (یعنے دو ہاتھ والا) اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے یا نماز قصر ہوگئی آپنے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز قصر ہوئی (یہ آپنے اپنے گمان کے موافق فرمایا اور یہ کذب نہیں ہے) پھر آپنے (لوگوں سے) فرمایا کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتا ہے اونہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ سنکر آپ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوٹ گئی تھی اوسکو ادا کیا پھر سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا اپنے سجدہ کی طرح یا اوس سے لمبا پھر سر اوٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا اپنے سجدے کے برابر یا اوس سے لمبا پھر سر اوٹھایا اور اللہ اکبر کہا - لوگوں نے ابن سیرین سے (جو راوی ہیں اس حدیث کے) کبھی پوچھا پھر سلام پھیرا (یعنے دونوں سجدوں کے بعد) اونہوں نے کہا مجھکو خبر پہونچی کہ عمران بن حصین نے کہا پھر سلام پھیرا ف یعنی سجدہ سہو کے بعد دوبارہ سلام پھیرا جیسے حنفیہ کا قول ہے - حافظ نے کہا ابن سیرین کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اونہوں نے یہ مضمون خود عمران سے نہیں سنا اور ابوداؤد اور ترمذی نے اشعث کے طریق سے نکالا اونہوں نے ابن سیرین سے اونہوں نے خالد حذا سے اونہوں نے ابوقلابہ سے اونہوں نے اپنے چچا ابوالمہلب سے اونہوں نے عمران بن حصین

سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر سہو کیا تو دو سجدے کیے پھر تشہد پڑھا پھر سلام پھیرا اس اسناد میں ابن سیرین اور عمران میں تین واسطے ہیں جنکو ابن سیرین نے اس روایت میں مبہم رکھا اور اس حدیث کو مؤلف نے سہو میں نکالا اور ایسا ہی مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ۔ حافظ نے کہا ابو موسے کی حدیث سے مطلق تشبیک کا جواز نکلتا ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث سے مسجد میں تشبیک کا جواز ثابت ہوتا ہے اور جب مسجد میں جائز ہوئی تو اور مقاموں میں بطریق اولیٰ جائز ہوگی ابن بطال نے کہا امام بخاری اس مسئلہ کو اسلیے لائے کہ تشبیک کی ممانعت میں مسجد کے اندر کچھ حدیثیں وارد ہوئی ہیں تو اونہوں نے اشارہ کیا کہ وہ حدیثیں ثابت نہیں ہیں اون میں سے بعض مرسل ہیں اور بعض مسند اور مسند سے مراد انکی شاید کعب بن عجرہ کی حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے پھر مسجد جانے کے قصد سے نکلے تو تشبیک نہ کرے کیونکہ وہ نماز میں ہے نکالا اسکو ابو داؤد نے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور اس حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے اور اسی وجہ سے بعضوں نے ضعیف کہا اسکو اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے نکالا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنی انگلیوں میں تشبیک نہ کرے اسلیے کہ یہ شیطان کیطرف سے ہے اور تم میں سے ایک نماز ہی میں ہے جبتک وہ مسجد میں ہے یہانتک کہ مسجد سے باہر نکلے اور اسکی اسناد میں ایک ضعیف اور مجہول ہے اسماعیلی نے دونوں روایتوں میں جمع کیا اس طور سے کہ ممانعت جب تک ہے کہ نماز پڑھ رہا ہو یا نماز کا منتظر ہو بعضوں نے کہا تشبیک منع ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوس سے نیند آتی ہے اور بعضوں نے کہا وہ صورت ہے اختلاف کی اسلیے آپ نے اسکو برا جانا اور باقی بحث ابن عمر کی حدیث کی کتاب الفتن میں اور ابو موسے کی حدیث کی کتاب الادب میں اور ابو ہریرہ کی حدیث کی سجدہ سہو میں آویگی ان شاء اللہ تعالیٰ (فتح مختصراً) مترجم کہتا ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ سہواً بات کر لینے سے یا مسجد سے نکل جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی گو حنفیہ اسکے خلاف ہیں ۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہیں اور اون مقاموں کا ذکر جہاں حضرت نے نماز پڑھی ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرَّى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ

نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ ۔ ترجمہ موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے اونہون نے کہا میں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر کو دیکھا وہ راہ میں چند مقامون کو ڈھونڈھ کر وہان نماز پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ اون کے باپ (عبد اللہ بن عمرؓ) اون مقامون میں نماز پڑھتے تھے اور اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اون مقامون میں نماز پڑھتے دیکھا اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھہ سے حدیث بیان کی نافع نے اونہون نے روایت کی ابن عمر سے کہ وہ نماز پڑھتے تھے ان مقامون میں اور میں نے پوچھا سالم سے تو اونہون نے بھی موافقت کی نافع کی سب مقامون میں البتہ اون دونون نے اختلاف کیا اوس مسجد میں جو شرف الروحا میں ہے ف شرف الروحا ایک مقام ہے مدینہ سے چھتیس میل پر جیسے مسلم نے اذان میں نکالا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں تیس میل پر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مقام کے حق میں فرمایا کہ یہ ایک وادی ہے جنت کی وادیون میں سے اور مجھہ سے پہلے یہان ستر پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے اور یہان حضرت موسیٰ علیہ السلام حج یا عمرے کی نیت سے گذرے تھے حافظ نے کہا ان حدیثون کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر برکت کے لیے اُن مقامون میں نماز پڑھتے تھے اور اتباع سنت میں اون کا تشدد مشہور ہے اور یہ معارض نہیں اوس روایت کو جو حضرت عمر سے مروی ہے کہ اونہون نے سفر میں لوگون کو دیکھا ایک جگہہ کیطرف جلدی جاتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہہ میں نماز پڑھی تھی حضرت عمرؓ نے کہا جس شخص کو نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑھ لیوے نہیں تو آگے چلا جاوے کیونکہ اہل کتاب ہلاک ہوگئے اسوجہ سے کہ اونہون نے اپنے پیغمبرون کے آثار کو ڈھونڈھا اون کے پیچھے پڑے اونکو گرجا اور چرچ کر لیا کیونکہ مراد حضرت عمر کی یہ تھی کہ خالی اس قسم کے آثار کی زیارت کرنا بغیر نماز کی نیت کے بیفائدہ ہے اور اونہون نے اوسکو مکروہ جانا یا اُنہون نے یہ خیال کیا کہ بعض جاہل بیوقوف لوگ اس امر کو واجب سمجھنے لگین گے اور ابن عمر ان دونون امرون سے محفوظ تھے اور اوپر عتبان کی حدیث گذر چکی ہے کہ اونہون نے حضرتؐ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے گھر میں کسی جگہہ نماز پڑھ دیجیے تا کہ میں اوسکو مصلے بناؤن اور حضرتؐ نے اُنکی درخواست کو منظور کیا پس وہ حجت ہے اس امر کی کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے (فتح الباری) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ يَعْتَمِرُ وَفِي حَجَّتِهِ حِينَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِذِي

الحليفة وكان اذا رجع من غزو وكان في تلك الطريق او في حج او عمرة هبط من بطن واد اناخ
فاذا ظهر من بطن واد
بالبطحاء التي على شفير الوادي الشرقية فعرس ثم حتى يصبح ليس عند المسجد الذي بحجارة
ولا على الاكمة التي عليها المسجد كان ثم خليج يصلي عبد الله عنده في بطنه كثب كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يصلي فدحا فيه السيل بالبطحاء حتى دفن ذلك المكان
الذي كان عبد الله يصلي فيه وان عبد الله بن عمر حدثه ان النبي صلى الله عليه وسلم
صلى حيث المسجد الصغير الذي دون المسجد الذي بشرف الروحاء وقد كان عبد الله يعلم
المكان الذي كان صلى فيه النبي صلى الله عليه وسلم يقول ثم عن يمينك حين تقوم في المسجد
تصلي وذلك المسجد على حافة الطريق اليمنى وانت ذاهب الى مكة بينه وبين المسجد الاكبر
رمية بحجر او نحو ذلك وان ابن عمر كان يصلي الى العرق الذي عند منصرف الروحاء وذلك
العرق انتهاء طرفه على حافة الطريق دون المسجد الذي بينه وبين المنصرف وانت ذاهب
الى مكة وقد ابتني ثم مسجد فلم يكن عبد الله يصلي في ذلك المسجد كان يتركه عن
يساره ووراءه ويصلي امامه الى العرق نفسه وكان عبد الله يروح من الروحاء فلا يصلي
الظهر حتى ياتي ذلك المكان فيصلي فيه الظهر واذا اقبل من مكة فان مر به قبل الصبح
بساعة او من اخر السحر عرس حتى يصلي بها الصبح وان عبد الله حدثه ان النبي صلى الله
عليه وسلم كان ينزل تحت سرحة ضخمة دون الرويثة عن يمين الطريق ووجاه الطريق في
مكان بطح سهل حتى يفضي من اكمة دوين بريد الرويثة بميلين وقد انكسر اعلاها فانثنى
في جوفها وهي قائمة على ساق وفي ساقها كثب كثيرة وان عبد الله بن عمر حدثه ان
النبي صلى الله عليه واله وسلم صلى في طرف تلعة من وراء العرج وانت ذاهب الى هضبة
عند ذلك المسجد قبران او ثلاثة على القبور رضم من حجارة عن يمين الطريق عند سلمات
الطريق بين اولئك السلمات كان عبد الله يروح من العرج بعد ان تميل الشمس بالهاجرة
فيصلي الظهر في ذلك المسجد وان عبد الله بن عمر حدثه ان رسول الله صلى الله عليه واله
وسلم نزل عند سرحات عن يسار الطريق في مسيل دون هرشى ذلك المسيل لاصق بكراع
هرشى بينه وبين الطريق قريب من غلوة وكان عبد الله يصلي الى سرحة هي اقرب السرحات

إلى الطريق وهو أطولهن وأن عبد الله بن عمر حدثه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان ينزل
في المسيل الذي في أدنى مر الظهران قبل المدينة حين يهبط من الصفراوات ينزل في
بطن ذلك المسيل عن يسار الطريق وأنت ذاهب إلى مكة ليس بين منزل رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم وبين الطريق إلا رمية بحجر وأن عبد الله بن عمر حدثه أن النبي صلى
الله عليه وآله وسلم كان ينزل بذي طوى ويبيت حتى يصبح يصلي الصبح حين يقدم مكة
ومصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذلك على أكمة غليظة ليس في المسجد الذي
بني ثم ولكن أسفل من ذلك على أكمة غليظة وأن عبد الله حدثه أن النبي صلى الله عليه
وآله وسلم استقبل فرضتي الجبل الذي بينه وبين الجبل الطويل نحو الكعبة فجعل المسجد الذي
بني ثم يسار المسجد بطرف الأكمة ومصلى النبي صلى الله عليه وسلم أسفل منه على الأكمة
السوداء تدع من الأكمة عشرة أذرع أو نحوها ثم تصلي مستقبل الفرضتين من الجبل الذي
بينك وبين الكعبة۔ ترجمہ نافع سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر نے اون سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ذو الحلیفہ میں اوترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مشہور جہاں سے مدینہ والے احرام باندھتے ہیں) جب
عمرہ کرتے تھے اور حج میں جب آپ نے حج کیا تھا (یعنے حجۃ الوداع) ببول کے درخت کے تلے اوس جگہہ میں جہاں
اب مسجد ہے ذو الحلیفہ کی اور آپ جب اوس جہاد سے لوٹتے جو اس رستے میں (یعنے ذو الحلیفہ کی راہ میں) ہوتا یا حج
اور عمرے سے تو وادی کے نشیب سے اوترتے (یعنے وادی عقیق کے) جب نشیب سے اوپر چڑہتے تو اپنی اونٹنی
کو بطحا میں بٹھاتے (بطحا کہتے ہیں پانی بہنے کی جگہہ کو جو کشادہ ہو اور وہاں باریک باریک کنکریاں پانی کی
بہنے سے اکٹھی ہوں) وہ بطحا جو وادی کے کنارے پر پورب کیطرف ہے رات کو وہیں آرام فرماتے صبح تک یہ
مقام اوس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھر سے بنی ہے نہ اوس ٹیلے کے پاس جس پر مسجد ہے اوس جگہہ ایک گہرا نالہ تھا عبد اللہ
بن عمر اوس کے پاس نماز پڑہتے تھے اوسکے پیٹ میں چند ٹیلے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز
پڑہتے تھے پھر پانی وہاں کنکریاں بہا کر لے گیا یہانتک کہ وہ جگہہ پاٹ دی جہاں عبد اللہ بن عمر نماز پڑہتے
تھے ۱؎ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی اوس جگہ
پر جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اوس مسجد سے اوتر کر جو شرف روحا میں ہے اور عبد اللہ اوس جگہہ کو پہچانتے تھے جہاں
حضرت نے نماز پڑہی تھی یا اوس جگہہ کی نشانی بتلاتے تھے تو کہتے تھے وہ اس مقام پر ہے تیرے داہنے طرف جب

تو مسجد میں نماز پڑھنے کو کھڑا ہوا اور یہ مسجد راہ کے داہنے کنارے پر ہے مکہ کو جاتے ہوئے اس مسجد اور بڑی مسجد میں ایک پتھر کی مار کا یا کچھ ایسا ہی فاصلہ ہے اور عبداللہ بن عمر عرق کی طرف نماز پڑھتے تھے (عرق چھوٹا پہاڑ یا عرق الظبیہ جو ایک وادی ہے) جو روحا کے آخر میں ہے اور یہ عرق کا کنارہ راہ کے کنارے پر ختم ہوا ہے اوس مسجد سے قریب جو اسکے یعنی عرق کے اور روحا کے آخر کے بیچ میں ہے مکہ کو جاتے ہوئے وہاں پر ایک مسجد بنگئی ہے عبداللہ اوس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اوسکو بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے اور مسجد کے آگے نماز پڑھتے تھے خود عرق کی طرف اور عبداللہ روحا سے چلتے دوپہر ڈھلنے کے بعد تو ظہر نہ پڑھتے جب تک اس مقام پر نہ آتے وہاں آکر ظہر پڑھتے اور جب مکہ سے آتے اور فجر کے وقت سے ایک ساعت پہلے وہاں پہونچتے یا آخر سحر کو (یعنے جب صبح صادق میں ایک ساعت سے کم باقی رہتا) تو وہاں اوترتے صبح کی نماز پڑھنے تک۔

۳۔ اور عبداللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے تلے اوترتے جو رویثہ کے پاس ہے (وہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے سترہ فرسخ پر) راہ کی داہنی جانب اوسکے سامنے کشادہ نرم ہموار جگہہ میں یہاں تک کہ نکلتے اوس ٹیلے سے جو رویثہ کے راہ سے دو میل پر ہے یا رویثہ کے اوس مقام سے جہاں قاصد اوترتے ہیں دو میل پر ہے اوس درخت کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ میں دوہرا ہو گیا ہے اور ایک شاخ پر کھڑا ہے اوسکی جڑ میں ڈھیرے میں ریتی کے ۴ اور عبداللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پہاڑ کے کنارے میں جو اوپر سے نیچے کو بہتی ہے عرج کے پیچھے (وہ ایک گاؤں ہے رویثہ سے تیرہ یا چودہ میل پر) ہضبہ کو جاتے ہوئے (ہضبہ وہ پہاڑ ہے جو زمین پر پھیلا ہو بعضوں نے کہا لنبا) ایک پتھر اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں اور قبروں پر پتھر تلے اوپر رکھے ہیں رستہ کی داہنی طرف اون سنگ ٹیلوں کے پاس جو راہ پر ہیں یا اون درختوں کے پاس جو راہ پر ہیں اون کے بیچ میں عبداللہ عرج سے چلتے تھے دوپہر ڈھلنے کے بعد تو ظہر کی نماز اوس مسجد میں پڑھتے ۵ اور عبداللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم درختوں کے پاس اوترے بائیں جانب راہ کے نالہ میں ہرشا کے پاس (ہرشا ایک پہاڑ ہے مدینہ اور شام کی راہوں کے ملاپ پر جحفہ کے قریب) یہ نالہ ہرشا کے کنارے سے لگی ہوئی ہے اوس میں اور راہ میں ایک تیر کی مار کا فاصلہ ہے یا گھوڑے کی دوڑ کا اور عبداللہ بن عمر اوس درخت کی طرف نماز پڑھتے تھے جو سب درختوں میں راہ سے زیادہ قریب ہے اور سب سے لنبا ہے ۶ اور عبداللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پہاڑ میں اوترتے تھے اسکے نالی

مین (مر الظہران کی نشیب مین ہے جسکو اب بطن مر کہتے ہین) مدینہ کے سامنے پڑتا ہے اوسکے لیے جو صفروات سے اوترے (صفراوات وہ نالی اور پہاڑ جو مر الظہران کے بعد آتے ہین) آپ اوس نالے کے نشیب مین اوترتے تھے راہ کے بائین طرف مکہ کو جاتے ہوئے آپکے اوترنے کے مقام مین اور راہ مین ایک پتھر کی مار سے زیادہ فاصلہ تھا

٧ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ذی طویٰ مین اوترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مکہ مین) اور رات کو وہین رہتے صبح تک صبح کی نماز پڑھکر مکہ مین آتے اور آپ کی نماز کیجگہ ذی طویٰ مین ایک سخت ٹیکری پر ہے اوس جگہ نہین جہان اب مسجد بن گئی ہے بلکہ اوس سے نیچے سخت ٹیکری پر

٨ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منہ کیا پہاڑ کے دونون کونون کیطرف جن مین سے اندر گہستے ہین اور یہ پہاڑ آپکے اور لمبے پہاڑ کے بیچ مین تہا کعبہ کیطرف تو عبد اللہ نے اوس مسجد کو جو وہان بنی ہے بائین طرف کیا اوس مسجد کے جو ٹیکری کے کنارے پر ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مقام اوس سے نیچے ہے کالی ٹیکری پر ٹیکری سے دس ہاتھ چھوڑکر یا اوس سے کچھ زیادہ وہان تو نماز پڑھی تو تیر اوس پہاڑ کے درے کی دونو کونون کیطرف ہوگا یعنے اوس پہاڑ کے جو تیرے اور کعبے کے بیچ مین ہے ف قسطلانی نے کہا ابن عمر کا نماز پڑہنا ان مقامون مین بطور تبرک کے تہا اور یہ اوسکے خلاف نہین جو حضرت عمر سے مروی ہے کیونکہ حضرت عمر نے اوس حال مین اسکو مکروہ رکھا جب کوئی واجب اور ضروری سمجھکر ایسا کرے اور عبد اللہ بن عمر ایسے خیال سے محفوظ تہے بلکہ بغوی نے کہا جو شافعیہ مین سے ہین کہ جن مسجدون مین حضرت صلعم نے نماز پڑہی ہے اگر کوئی اون مین سے کسی مسجد مین نماز پڑہنے کی نذر کرے تو اوسکا ایفا لازم آویگا جیسے مسجد حرام یا مسجد نبوی یا مسجد اقصے مین نماز پڑہنے کی نذر کرے غرض یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ کا ڈہونڈہنا اس مین تبرک ہے اور آپ کی تعظیم ہے اور خلاف عبد اللہ کا اپنے باپ سے ٹہرا اختلاف ہے اور حضرت عمر کا مطلب یہ تہا کہ اتباع بہتر ہے ابتداع سے اور حضرت عمر نے یہ جتلایا کہ سوا ان تین مسجدون کے اور مسجدین جن مین حضرت صلعم نے نماز پڑہی ہے شعائر مین داخل نہین ہین نہ اون کا حکم ان تین مسجدون کے مثل ہے عظمت اور بزرگی مین اور اس زمانہ مین ان مسجدون سے جنکا ذکر اس حدیث مین ہے کوئی پہچانی نہین جاتی سوا ذو الحلیفہ کی مسجد کے اور روحا کی مسجدون کے انکو وہان والے پہچانتے ہین اس حدیث مین نو حدیثین مذکور ہین اونکو حسن بن سفیان نے اپنی مسند مین نکالا متفرق طور پر لیکن تیسری حدیث کو نہین نکالا اور مسلم نے آخری حدیث کو نکالا کتاب الحج مین اسی طرح حافظ نے کہا مسلم نے خیر کی

دونون حدیثون کو نکالا اور ترمذی نے عمرو بن عوف سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑھی وادی روحا مین اور فرمایا کہ یہان ستر نبیون نے نماز پڑھی ہے اور امام بخاری نے اون مسجدون کا ذکر کیا جو مدینہ کی راہ مین ہین اور جو مسجدین خاص مدینہ مین تہین جنمین حضرت صلعم نے نماز پڑھی ہے اونکا ذکر نہین کیا اسلیے کہ اونکا اسناد اون کی شرط پر نہوگا اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ مین اون سب مقامون اور مسجدون کا ذکر کیا ہے جن مین حضرت صلعم نے نماز پڑھی ہے مدینہ مین اور ابو غسان نے کئی علما سے نقل کیا کہ مدینہ اور مدینہ کے اطراف مین جتنی مسجدین نقشی پتھرون سے بنی ہوئی ہین اون سبمین آپنے نماز پڑھی ہے اور عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے اپنے زمانے مین لوگون سے ایسے مقام دریافت کرکے وہان مسجدین بنادی تہین نقشی پتھر کی اور عمر بن شبہ نے اون مین سے اکثر مقامون کو معین کیا ہے مگر اس زمانے مین وہ اکثر مقام مٹ گئے اور مشہور مسجدین جو اس زمانے تک باقی ہین وہ مسجد قبا ہے اور مسجد فضیخ جو مسجد قبا سے مشرق کیطرف ہے اور مسجد بنی قریظہ اور مشربہ ام ابراہیم اور وہ مسجد قریظہ کے شمال مین ہے اور مسجد بنی ظفر بقیع سے مشرق کیطرف اوسکو مسجد بغلہ کہتے ہین اور مسجد بنی معاویہ اوسکو مسجد الاجابت کہتے ہین اور مسجد فتح جو سلع پہاڑ کے پاس ہے اور مسجد قبلتین جو بنی سلمہ مین ہے ہمارے بعض مشائخ نے ایسا ہی بیان کیا اور فائدہ اون مسجدون کے پہچاننے کا وہی ہے جو بغوی نے ذکر کیا (بغوی کا قول اوپر گذرا قسطلانی کے نقل سے حافظ صاحب نے بھی وہی قول بغوی کا نقل کیا اور اسکو تسلیم رکہا) واللہ اعلم تمام ہوئے ابواب مساجد کے اللہ جل جلالہ کے فضل سے مساجد کے متعلق وہ حدیثین جو امام بخاریؒ نے نہین نکالین بلکہ امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے یعلے بن مرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ایک تنگ جگہ مین پہونچے آپ اونٹ پر سوار تہے اور آسمان سے پانی برس رہا تہا اور نیچے زمین تر تہی اتنے مین نماز کا وقت آگیا آپنے حکم دیا موذن کو اوسنے اذان کہی اور تکبیر کہی پہر آپ آگے بڑہے اور نماز پڑہی اپنے اونٹ پر سوار رہکر اشارے سے اور سجدے کو آپ نیچا کرتے رکوع سے اور ایسا ہی ثابت ہے انس سے صحیح کہا اوسکو عبد الحق نے اور ترمذی نے حسن کہا اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کہا شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ فرض نماز بھی اونٹ پر درست ہے جیسے بعض علما کا مذہب ہے اور کشتی مین تو بالاجماع نماز جائز ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سفر مین اگر کوئی عذر ہو تو سواری پر بھی فرض درست ہوگا اسلیے کہ کوئی امر اس سے مانع نہین سوا اجماع کے اور اجماع نہین ہے سواری پر فرض نہ جائز ہونے پر ترمذی نے امام احمد اور اسحاق سے نقل کیا کہ وہ دونو کہتے ہین فرض نماز اونٹ پر جائز ہے جب کیچڑ نماز پڑہنے کے لیے جگہ نہ پاوے اور عراقی

ف فرض نماز کا سواری پر پڑھنا

نے شرح ترمذی میں امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور نووی نے کہا کہ اگر آدمی سفر میں جانور پر قافلے
میں ہو اور فرض کے لیے اوترنے میں کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی کے اوپر سوار رہکر نماز پڑھ لیوے لیکن اوسکا
اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر نادر ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا چاہے تو آگے آویگی (۲) ابو داؤد اور ترمذی
نے انس سے حضرتؐ نے فرمایا میری امت کے ثواب میرے سامنے لائے گئے یہاں تک کہ اوس کچری کا ثواب بھی جسکو آدمی
مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بھی میرے سامنے لائے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ آدمی
کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو پھر اوسکو بھول جاوے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا
ابن رسلان نے کہا میں نے بعض مشائخ سے سنا جو شخص مسجد میں سے کوڑا نکالے یا راہ میں سے ایذا دینے والی چیز
ہٹاوے تو اوس وقت لا آلہ الا اللہ کہے تاکہ ایمان کی اعلی اور ادنی دونوں شاخیں اوسکو حاصل ہو جاویں اور
اس حدیث میں ترغیب ہے مسجد کے صاف اور پاک رکھنے کی (۳) پانچویں عالموں نے سوا نسائی کے حضرت عائشہؓ
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گھروں میں مسجد بنانے کا اور اون کو پاک اور خوشبودار رکھنے کا اور
امام احمد اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ حکم کیا ہم کو حضرتؐ نے اپنے گھروں میں مسجد بنانے کا اور حکم کیا اون کو
صاف رکھنے کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابو داؤد کی روایت میں ہے آپ حکم کرتے تھے ہمکو مسجدیں بنانے
کا گھروں میں اور اونکو اچھی طرح طیار کرنے کا اور پاک رکھنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے باسناد صحیح
ابن رسلان نے کہا مسجد کی خوشبو مردوں کی خوشبو ہے یعنے جسکا رنگ پوشیدہ ہو اور بو ظاہر ہو اور معتبر
یہ ہے کہ جہاں نماز پڑھنے کی جگہہ ہے یا مسجد ہی کی جگہہ وہاں خوشبو لگائی جاوے اور بعضوں نے کہا خوشبو سے
دہونی دینا مراد ہے جیسے عود یا لوبان کی (۴) امام احمد اور نسائی اور مسلم اور ابو داؤد نے ابو حمید اور
ابو اسید سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں جاوے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب
باہر نکلے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ حضرتؐ جب مسجد میں جاتے
تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ جب مسجد میں جاوے تو سلام کرے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے یوں کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور مسلم
اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی کی ایک روایت میں یوں ہے کہے اللّٰھم
افتح لی ابواب رحمتک اور ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی ایک روایت میں یوں ہے اللّٰھم افتح لنا ابواب رحمتک وسھل

فـ مسجد سے کوڑا نکالنے کا ثواب

فـ گھروں میں مسجد بنانا

فـ مسجد میں جانے کے وقت اور مسجد سے نکلنے کے وقت کیا دعا پڑھے ۱۲

لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک روایت میں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے حضرت فاطمہ زہرا رض سے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا یوں کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے نکالا انہی سے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن سنی نے انس رض سے نکالا کہ حضرت صلعم جب مسجد میں جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور جب نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے کہ جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ اوسکی اسناد میں سالم بن عبد الاعلی ہے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن عباس سے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ کی تفسیر میں کہ مراد اس سے مسجد ہے جب تو مسجد میں جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی نے ابو ہریرہ رض سے نکالا کہ جب مسجد سے نکلے تو سلام بھیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہے اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور امام احمد کی روایت میں حضرت فاطمہ زہرا سے یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْٓ اَبْوَابَ فَضْلِکَ شوکانی نے کہا یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ زہرا کو نہیں پایا اور لیث اگر ابو سلیم کا بیٹا ہے تو اس میں بھی گفتگو ہے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا جب مسجد سے نکلے تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْٓ اَبْوَابَ فَضْلِکَ (۵) امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص سنے کسی سے وہ مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے آواز کرے تو یوں کہے اللہ تعالی نہ دلا دے تجھ کو تیری گمی ہوئی چیز کیونکہ مسجدیں اسلیے نہیں بنیں اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے بریدہ سے کہ ایک شخص نے مسجد میں پکارا تو کہا کون بلا دیگا مجھکو سرخ اونٹ کی طرف حضرت صلعم نے فرمایا خدا کرے تو نہ پاوے مسجدیں جس کام کے لیے بنی ہیں اوسی کے لیے بنی ہیں (مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے یہانتک کہ علم کے سکھانے میں بھی امام مالک اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے اور اسکا ذکر اوپر گذر چکا) (۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ہماری اس مسجد میں آوے نیک بات سیکھنے کیلیے یا سکھانے کیلیے اوسکی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور جو شخص اور مطلب کیلیے آوے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے اوس شخص کی جو دوسرے کے مال کو تکے

نے شرح ترمذی میں امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور نووی نے کہا کہ اگر آدمی سفر میں جانور پر قافلے میں ہو اور فرض کے لیے اوترنے میں کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی پر سوار رہکر نماز پڑھ لیوے لیکن اوسکا اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر نادر ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا چاہے تو آگے آویگی (۲) ابو داؤد اور ترمذی نے انس سے کہ حضرت نے فرمایا میری امت کے ثواب میرے سامنے لائے گئے یہانتک کہ اوس کچری کا ثواب بھی جسکو آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بھی میرے سامنے لائے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو پھر اوسکو بھول جاوے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ابن رسلان نے کہا میں نے بعض مشائخ سے سنا جو شخص مسجد میں سے کوڑا نکالے یا راہ میں سے ایذا دینے والی چیز ہٹادے تو اوسوقت لا الہ الا اللہ کہے تاکہ ایمان کی اعلی اور ادنی دونوں شاخیں اوسکو حاصل ہو جاویں اور اس حدیث میں ترغیب ہے مسجد کے صاف اور پاک رکھنے کی (۳) پانچوں عالموں نے سوا نسائی کے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گھروں میں مسجد بنانے کا اور اون کو پاک اور خوشبودار رکھنے کا اور امام احمد اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ حکم کیا ہم کو حضرت نے اپنے گھروں میں مسجد بنانے کا اور حکم کیا اون کو صاف رکھنے کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابو داؤد کی روایت میں ہے آپ حکم کرتے تھے ہمکو مسجدیں بنانے کا گھروں میں اور اونکو اچھی طرح طیار کرنے کا اور پاک رکھنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے باسناد صحیح ابن رسلان نے کہا مسجد کی خوشبو مردوں کی خوشبو ہے یعنے جسکا رنگ پوشیدہ ہو اور بو ظاہر ہو اور معتبر یہ ہے کہ جہاں نماز پڑھنے کی جگہہ ہے یا مسجد کی جگہہ وہاں خوشبو لگائی جاوے اور بعضوں نے کہا خوشبو سے دہونی دینا مراد ہے جیسے عود یا لوبان کی (۴) امام احمد اور نسائی اور مسلم اور ابو داؤد نے ابو حمید اور ابو اسید سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں جاوے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب باہر نکلے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ حضرت جب مسجد میں جاتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ جب مسجد میں جاوے تو سلام کرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یعنے یوں کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی کی ایک روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی ایک روایت میں یوں ہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَسَہِّلْ

ف مسجد سے کوڑا نکالنے کا ثواب

ف گھروں میں مسجد بنانا

ف مسجد میں جاتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت کیا دعا پڑھے

لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین یون ہی بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک روایت مین
بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے حضرت فاطمہ زہرا رض
سے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ رض سے روایت کیا یون کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ماجہ اور ترمذی اور
ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے نکالا اونہی سے اَللّٰہُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور ابن سنی نے انس رض
سے نکالا کہ حضرت صلعم جب مسجد مین جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور جب نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ اور طبرانی نے اوسط مین ابن عمر سے کہ جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے اَللّٰہُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ اوسکی اسناد
مین سالم بن عبد الاعلی ہے اور حاکم نے مستدرک مین نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن عباس
سے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر مین کہ مراد اس سے مسجد ہی جب تو مسجد مین جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی نے ابو ہریرہ رض سے نکالا کہ جب
مسجد سے نکلو تو سلام بھیجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہو اَللّٰہُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ اور مسلم اور ابو داؤد اور
نسائی کی روایت مین ہی یون کہے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اخیر ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
ابن خزیمہ اور امام احمد کی روایت مین حضرت فاطمہ زہرا رض سے یون ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ
وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ شوکانی نے کہا یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ زہرا رض کو نہین پایا
اور لیث اگر ابو سلیم کا بیٹا ہے تو اس مین بہی گفتگو ہے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ رض سے روایت کیا جب مسجد
سے نکلی تو یون کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ کی
روایت مین ہی یون ہے کہے اَللّٰہُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (۵) امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور
ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص سنے کسی سے وہ مسجد مین گمی ہوئی چیز کے لیے آواز کرے تو یون کہے
اللہ تعالی نہ دلاوے تجہ کو تیری گمی ہوئی چیز کیونکہ مسجدین اسلیے نہین بنین اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے بریدہ
سے کہ ایک شخص نے مسجد مین پکارا اور کہا کون بلا دیگا مجہکو سرخ اونٹ کی طرف حضرت صلعم نے فرمایا خدا کرے تو نہ
پاوے مسجدین جس کام کے لیے بنی ہین اوسی کے لیے بنی ہین (مسجد مین آواز بلند کرنا منع ہے یہانتک کہ علم کے سکہانے
مین بہی امام مالک اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے اور اسکا ذکر اوپر گذر چکا) (۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے
ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ہماری اس مسجد مین آوے نیک بات سیکہنے کیلیے یا سکہانے کیلیے اوسکی طرح ہے جو اللہ کی
راہ مین جہاد کرے اور جو شخص اور مطلب کیلیے آوے اوسکی مثال ایسی ہی جیسی اوس شخص کی جو دوسرے کے مال کو تکے

شوکانی نے کہا اوسکی اسناد میں سبب نقص ہیں سوا حاتم بن اسماعیل کے اوسکو بھی ابن سعد نے سچا کہا اور کہا کہ وہ وہم کرتا تھا اور نکالا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور مراد حضرتؐ کی اور مطلب یہ ہے وہ کام ہے جو تعلیم اور تعلم کے سوا ہو یعنے اگر خیر ہو تو نماز اور ذکر اور اعتکاف اور تمام عبادات تعلیم اور تعلم کے مثل ہیں (۷) امام احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی نے حکیم بن حزام سے کہ حضرتؐ نے فرمایا مسجدون میں حدین قائم نہ کیجاویں نہ قصاص لیا جاوے اوسکو نکالا حاکم اور ابن سکن اور بیہقی نے بھی حافظ نے کہا تلخیص میں اوسکی اسناد میں کچھ برائی نہیں اور بلوغ المرام میں کہا کہ اوسکا اسناد ضعیف ہے اور اس باب میں ابن عباس سے ترمذی نے نکالا اور ابن ماجہ نے اوسکی اسناد میں اسمٰعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے اور بزار نے جبیر بن مطعم سے نکالا اوسکی سند میں واقدی ہے اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اوسکی سند میں ابن لہیعہ ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں حد قائم کرنا یا قصاص لینا حرام ہے (نیل) (۸) ترمذی اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب تم دیکھو اوسکو جو بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں تو کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں فائدہ دیوے اور جب تم دیکھو اوسکو جو مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے چلاتا ہے تو کہو اللہ تعالیٰ وہ چیز تجھکو نہ پھیرے شوکانی نے کہا نسائی نے اس حدیث کو عمل الیوم واللیلہ میں نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور پانچون عالمون اور ابن خزیمہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خریدنے اور بیچنے سے اور اس میں شعر پڑھنے سے اور گمی ہوئی چیز کے لیے چلانے سے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھکر بیٹھنے سے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور علی بن المدینی نے کہا یحییٰ بن سعید نے کہا عمرو بن شعیب کی حدیث عن ابیہ عن جدہ ہمارے نزدیک ضعیف ہے اور اس باب میں بریدہ سے روایت کیا مسلم اور ابن ماجہ اور نسائی نے اور جابر سے نسائی نے اور انس سے طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور ابوہریرہ سے اور طریق سے مسلم نے اور سعد بن ابی وقاص سے بزار نے اوسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور ابن مسعود سے بزار نے اور طبرانی نے اور ثوبان سے طبرانی نے اور یہ ثوبان وہ نہیں ہیں جو مولی تھے حضرتؐ کے انکو ابن حبان اور ابن عبدالبر نے صحابہ میں ذکر نہیں کیا البتہ ابن مندہ نے انکو ذکر کیا اور معاذ بن جبل سے طبرانی نے اور ابن عمر سے ابن ماجہ نے اور واثلہ بن اسقع سے ابن ماجہ نے اور عصمہ سے طبرانی نے اور ابوسعید سے ابن ابی حاتم نے علل میں اور دونون حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں خرید و فروخت حرام ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ وہ مکروہ ہے اور حق یہ ہے کہ حرام ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ

مسجد میں حد یا قصاص جاری کرنا

مسجد میں خرید و فروخت کرنا

مسجد میں گمی ہوئی چیز ڈھونڈنا

مسجد میں شعر پڑھنا

جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنا

مسجد مین بیع اور شرا مکروہ نہین لیکن یہ قول مردود ہے احادیث سے اور حنفیہ نے کہا کہ اگر کثرت سے بیع اور شرا کرے
مسجد مین تو مکروہ ہے اور جو کمتر کرے تو مکروہ نہین اور یہ فرق بے دلیل ہے لیکن شعر پڑہنا تو حدیث سے یہ
نکلتا ہے کہ مسجد مین جائز نہین اور معارض ہے اوسکے عمر اور حسان کا قصہ (جو اوپر گذرا) اور امام احمد نے
جابر بن سمرہ سے نکالا اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سو بار سے زیادہ مسجد مین حاضر ہوا آپ
کے اصحاب شعر پڑہتے تہے اور جاہلیت کی باتین بیان کرتے تہے کبہی آپ اونکے ساتہہ تبسم کر دیتے اور
روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے اوس مین یہ ہے کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ
بیٹہا سو بار سے زیادہ آپکے اصحاب شعر پڑہتے تہے اور جاہلیت کی کہی باتون کا تذکرہ کرتے تہے آپ
خاموش رہتے کبہی تبسم فرماتے اونکے ساتہہ آور ان حدیثون مین دو طرح سے جمع ہوا ہے ایک یہ کہ ممانعت
تنزیہا ہے اور جواز رخصت کیلئے ہے دوسرے یہ کہ رخصت عمدہ شعر پڑہنے کیلیے ہے جیسے وہ شعر جن مین مشرکون
کی ہجو ہو آنحضرت کی مدح ہو اور ممانعت اون شعرون سے ہے جن مین تفاخر ہو یا ہجو ہو اور امام نسائی نے
یہ باب بنایا ہے کہ شعر پڑہنے کا جواز مسجد مین اور ذکر کیا قصہ حسان کا حضرت عمر کے ساتہہ اور امام شافعی
نے کہا کہ شعر کلام ہے تو اچہا اوس مین سے اچہا ہے اور برا برا ہے اور یہ مضمون مرفوعًا وارد ہوا ہے کئی حدیثون
مین ابو یعلی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا شعر سے
آپنے فرمایا وہ کلام ہے اچہا اوسکا اچہا ہے اور برا اوسکا برا ہے عراقی نے کہا اوسکا اسناد حسن ہے اور نکالا
اوسکو بیہقی نے اپنی سنن مین ابو یعلی کے طریق سے پہر کہا کہ وصل کیا اوسکو ایک جماعت نے اور صحیح اوسکا
ارسال ہے اور طبرانی نے اوسط مین نکالا عبد اللہ بن عمر سے کہ حضرت نے فرمایا شعر مثل کلام کے ہے اوسکا
اچہا اچہی کلام کیطرح ہے اور برا برے کلام کیطرح ہے ابن عربی نے کہا مسجد مین شعر پڑہنے مین کوئی
قباحت نہین بشرطیکہ اوس مین دین کی تعریف ہو اور شرع کی پیروی کی ترغیب ہو اگرچہ اوس مین شراب
کی تعریف ہو اوسکی بو یا رنگ کی کیونکہ کعب بن زہیر نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کی شعر
پڑہے مسجد مین اور اون مین شراب کا ذکر تہا مطلع اونکے شعرون کا یہ ہو بانت سعاد فقلبی الیوم متبول یہان
تک کہ سعاد کی تہوک کی تعریف مین اونہون نے کہا کانہ منہل بالراح معلول یعنی شراب گویا اس مین
ملا ہوا ہے عراقی نے کہا اس قصیدے کو بہتے کئی طریقون سے روایت کیا لیکن کوئی طریقہ صحیح نہین ہے اور
ابن اسحاق نے اوسکو بسند منقطع نقل کیا ہے اور جو یہ قصیدہ کعب سے ثابت ہو اور یہ بہی ثابت ہو کہ اونہون نے

آنحضرتؐ کے سامنے مسجد میں پڑہا تہا تو کہینگے کہ اوس مین شراب کی تعریف نہین ہی بلکہ سعاد کی تہوک کی تعریف ہے کہ اوسکو شراب سے تشبیہ دی ہی شراب سے مترجم کہتا ہی اس قصیدہ مین شاعر نے سعاد کے ہونٹ اور دانتون کی تعریف کی ہی چنانچہ اول مصرع سی صاف عیان ہی تجلو عوارض ذی ظلم اذا ابتسمت کانہ منہل بالراح معلول یعنے وہ ظاہر کرتی ہے اپنے چمکدار باآب وتاب دانتون کو جن مین تہوک ہے ہنسی کیوقت گویا وہ پہلا اور دوبارہ شراب پلایا گیا ہے اور دانتون مین تہوک پایا جاتا ہے تو گویا اوسکی تہوک کو شراب سے تشبیہ دی ہی عراقی نے کہا مسجد میں شعر پڑہنے مین کچہ قباحت نہین بشرطیکہ آواز اتنی بلند نکرے کہ نمازی کو یا قرآن پڑہنے والے کو تکلیف ہو یا اون لوگون کو جو نماز کا انتظار کرتے ہون اور اگر آواز بلند کرے اور لوگون کو تکلیف پہونچے تو مکروہ ہے بلکہ حرام ہی کہہ سکتے ہین اب رہا مسجد مین حلقہ باندہکر بیٹہنا جمعہ کے دن نماز سے پہلے تو جمہور کے نزدیک وہ مکروہ ہے اور طحاوی نے کہا یہ اوسوقت منع ہے جب ساری یا اکثر مسجد مین حلقہ ہو اور حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ نماز کے بعد یہ جائز ہے اسیطرح جمعہ کے سوا اور دن مین اور اسباب مین ابو واقد لیثی کیحدیث صحیحین مین آ چکی اور یہ گذری لیکن دنیاوی کامون کے لیے مسجد مین حلقہ کرنا تو وہ جائز نہین ابن مسعودؓ کی حدیث مین ہی کہ اخیر زمانے مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو مسجدون مین حلقہ باندہکر بیٹہینگے اور انکی غرض دنیا ہوگی اون کے ساتہہ مت بیٹہنا اللہ کو اونکی حاجت نہین ہی عراقی نے شرح ترمذی مین کہا اسکا اسناد ضعیف ہے بزیغ ابو الخلیل اسکے اسناد مین بہت ضعیف ہے (نیل مختصرا) (۹) ابو داؤد نے عبد الرحمان بن ابی بکر سے حضرتؐ نے فرمایا تم مین سے کسی نے آج کے دن کسی مسکین کو کہانا کہلایا ہے ابو بکر نے کہا مین مسجد مین آیا تو مینے ایک سائل کو دیکہا جو سوال کر رہا تہا مینے ایک ٹکڑا روٹی کا عبد الرحمان کے سامنے پایا وہ اوس سے لیکر سائل کو دیدیا آخر تک کہا یہ حدیث عبد الرحمن سے اسی سند سی مروی ہی اور مرسلاً بہی مروی ہی منذری نے کہا یہ حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح مین نکالا اور نسائی نے سنن مین ابو حازم سلمان اشجعی سے ایسا ہی اور حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین تصدق کرنا جائز ہے اسیطرح حاجت کیوقت سوال کرنا اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین باب بنایا ہے اسحدیث کے لیے تو کہا باب مسجد مین سوال کرنے مین (۱۰) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن حارث سی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسجد مین روٹی اور گوشت کہاتے تہے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہی کہ مسجد مین کہانا درست ہے اور اہل صفہ مسجد مین رہتے تہے اور جب اون کا کوئی گہر نہ تہا تو مسجد مین کہاتے ہونگے اور آپ نے ثمامہ بن اثال کو تین دن مسجد مین قید رکہا اور سعد بن معاذ کے لیے خیمہ مسجد مین لگایا

ف: مسجد میں سوال

ف: مسجد میں کھانا

اور وفد ثقیف کو مسجد میں اوتارا اور کالی عورت جو مسجد جہاڑتی تہی وہ بہی مسجد ہی مین رہتی تہی یہ سب حدیثین اوپر گذر چکی ہین اور ان سب سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین کہانا درست ہے (۱۱) امام احمد اور ابو داؤد نے عثمان بن طلحہ سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اون کو بلایا اوسکے بعد اور فرمایا میں نے کعبہ مین گہستے وقت مینڈہے کے دو سینگ دیکہے تو مین بہول گیا تجہہ سے یہ کہنا کہ انکو ڈہانک دے کیونکہ نمازی کے سامنے قبلہ کی طرف کوئی ایسی چیز نہ ہونا چاہیے جو اوسکو غافل کرے شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ محراب وغیرہ کی آرایش کرنا نقش و تصویر وغیرہ سے مکروہ ہے اسیطرح نمازی کے قبلہ کی جانب کو اور یہ بہی نکلا کہ اگر تصویر کو ڈہانپ دیوے تو پہر نماز اوس مقام مین مکروہ نہین کیونکہ کراہت کی علت جاتی رہی اور علت یہہ تہی کہ نمازی کا دل اوس سے بٹیگا اور اوپر یہ مسئلہ گذر چکا (۱۲) امام احمد نے ابو ہریرہ رض سے کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مسجد مین ہو پہر اذان ہو نماز کی تو کوئی تم مین سے مسجد سے نہ نکلے جبتک نماز نہ پڑہ لیوے اور جماعت نے سوا بخاری کے روایت کیا ابو الشعثا سے کہ ایک شخص اذان ہونے کے بعد مسجد سے چلدیا ابو ہریرہ نے کہا اوس نے نافرمانی کی جناب ابو القاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ابن سنجر اور زبیدونی نے احکام مین اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین روایت کیا حضرت عثمان رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مسجد مین اذان کو پاوے پہر نکلے بغیر ضرورت کے اور لوٹنے کا ارادہ نہ رکہتا ہو تو وہ منافق ہے حجر کہتا ہے یہ حدیث کو ابن ماجہ نے نکالا اور طبرانی نے اوسط مین نکالا ابو ہریرہ رض سے کہ حضرت م نے فرمایا جو کوئی ہمیری اس مسجد مین اذان سنے پہر وہان سے بغیر حاجت کے نکل جاوے پہر لوٹے نہین تو وہ منافق ہے منذری نے کہا اوسکے سب راوی صحیح مین حجت لی ہے ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اذان سننے کے بعد مسجد سے بغیر نماز پڑہے نکلنا حرام ہے مگر وضو کو حاجت کے لیے یا اور کسی ضرورت سے اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ جبتک تکبیر نہ ہو تو نکلنا درست ہے ترمذی نے کہا ہمارے نزدیک اس سے یہ مراد ہے کہ اگر اوسکو کوئی عذر ہو تو نکل سکتا ہے (نیل مختصرا) (۱۳) امام مسلم نے جابر رض سے روایت کیا مسجد کے گرد زمینین خالی ہوئین تو بنو سلمہ کے لوگون نے چاہا مسجد کے پاس آرہنے کا یہ خبر حضرت ص کو پہونچی آپ نے فرمایا اون سے مجہکو خبر پہونچی ہے تم مسجد کے پاس آکر رہنا چاہتے ہو اونہون نے کہا ہان یا رسول اللہ ہمارا ارادہ ایسا ہے آپ نے فرمایا اے بنی سلمہ تم اپنے گہرون مین رہو تمہارے قدم لکہے جاتے ہین تم اپنے گہرون مین رہو تمہارے قدم لکہے جاتے ہین اونہون نے کہا ہم خوش نہین ہین کہ اپنے گہرون سے چلے آتے اور ایک روایت مین ہے تمکو ہر قدم پر ایک درجہ ہے

ف: قبلہ کی طرف دل بٹانے والی چیز نہ رکھنا

ف: اذان کے بعد بغیر عذر مسجد سے نہ نکلنا

ف: دور سے مسجد میں آنے کی فضیلت

(۱۴) ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بریدہ اور سہل بن سعد اور انس سے فرمایا حضرتؐ نے خوشخبری دو
اون لوگون کو جو اندھیرون مین مسجدون کو جاتے ہین پوری روشنی کی قیامت کے دن (۱۵) ترمذی اور
ابن ماجہ اور دارمی نے ابو سعید خدری سی حضرتؐ نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو مسجد مین حاضر باش ہے اور اسکی محافظت
کرے تو گواہی دو اسکی مومن ہونے کی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ کی مسجدون کو وہ آباد کرتے ہین جو ایمان لائے
اللہ پر اور پچھلے دن پر منذری نے کہا اوسکو نکالا ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحون مین اور حاکم نے ترمذی
نے کہا حسن ہے غریب ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے (۱۶) امام بغوی نے شرح السنۃ مین عثمان بن مظعونؓ سے
اونھون نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجیے ہم کو خصی ہوجانے کی آپ نے فرمایا وہ ہم مین سے نہین ہے جو خصی کرے یا خصی
ہووے میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے پھر اونھون نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجیے ہم کو سیر اور سیاحت کرنیکی
آپ نے فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد ہے اللہ کی راہ مین پھر اونھون نے کہا اجازت دیجیے ہم کو درویشی کی آپ نے
فرمایا میری امت کی درویشی مسجدون مین بیٹھنا ہے نماز کی انتظار مین (۱۷) دارمی نے عبد الرحمان بن
عائش سے حضرتؐ نے فرمایا مینے اپنے پروردگار کو اچھی صورت مین دیکھا اوس نے فرمایا اوپر والے کس بات مین
جھگڑتے ہین مینے کہا تو خوب جانتا ہے پھر اوس نے اپنی ہتھیلی میرے دونون مونڈھون کے بیچ مین رکھدی اوسکی ٹھنڈک
میرے دونون چھاتیون کے بیچ مین معلوم ہوئی اسوقت مین نے جان لیا جو آسمانون اور زمین مین تھا اور
آپ نے یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اور ترمذی نے ایسا
ہی نکالا عبد الرحمان سے اور ابن عباس اور معاذ بن جبل سے اور اسمین یہ زیادہ ہے اے محمدؐ تم جانتے ہو اوپر والے
کس بات مین جھگڑتے ہین مینے کہا ہان کفارون مین اور وہ یہ ہین مسجدون مین ٹھیرنا نماز کے بعد اور جماعت
کے لیے پیدل جانا اور وضو کا پورا کرنا تکلیفون مین (جیسے سردی یا بیماری مین) سو جس نے ایسا کیا وہ زندہ
رہا بہتری کے ساتھ اور مریگا بہتری کے ساتھ اور گناہون سے ایسا صاف ہوجاویگا جیسا اوس دن تھا
جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا اور فرمایا مالک نے اے محمدؐ جب تو نماز پڑھے تو یون کہہ یا اللہ مین تجھ سے
مانگتا ہون نیکیون کا بجالانا اور برائیون کو چھوڑنا اور مسکینون کی محبت اور جب تو اپنے بندون پر کوئی
عذاب بھیجنا چاہے تو مجھکو اوس سے پہلے اوٹھا لے اور کہا کہ درجے یہ ہین سلام پکار کر کہنا اور کہانا کھلانا
اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہون (۱۸) ابو داؤد نے ابو امامہ سے حضرتؐ نے فرمایا تین شخصون
کی ضمانت اللہ پر ہے ایک وہ جو نکلا جہاد کے لیے اوسکی راہ مین اللہ اوسکا ضامن ہے اوسکے مرنے تک یا تو

ف اندھیرے مین مسجد کو جانے کی فضیلت ف مسجد مین حاضر رہنے کی فضیلت ف نماز کے انتظار کی فضیلت

اوسکو جنت مین لیجاویگا یا اوسکو ثواب اور رزق کیساتھ گہر مین لوٹا دیگا دوسرا وہ شخص جو مسجد کو جاوے
اللہ اوسکا ضامن ہے تیسرا وہ شخص ہے جو اپنے گہر مین سلام کرکے جاوے اللہ پاک اوسکا ضامن ہے ابن حبان
نے بہی اوسکو نکالا اور اسمین یہ زیادہ ہے اگر جیتا رہیگا تو روزی دیا جاویگا اور اللہ اوسکے لیے کافی ہوگا اور جو
مرجاویگا تو اللہ اوسکو جنت مین لیجاویگا (۱۹) امام احمد اور ابو داود نے ابو امامہؓ سے حضرت ﷺ نے فرمایا جو
شخص اپنے گہر سے نکلے وضو اور طہارت کرکے فرض نماز کے لیے اوسکا اتنا ثواب ملیگا جیسے احرام باندہے
ہوئے حاجی کو اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور کوئی کام اوسکو نہ ہو تو اوسکو عمرہ کرنیوالے کا ثواب
ہے اور جو نماز دوسری نماز کے بعد پڑہی جاوے بیچ مین فضول بات نکرے تو وہ علیین مین لکہی جاویگی (۲۰)
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کی کیاریون پر گذرو تو چرو لوگون نے کہا یا رسول اللہ
جنت کی کیاریان کیا ہین آپ نے فرمایا مسجدین لوگون نے کہا چرنا کیا ہے آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ نکالا اوسکو ترمذی نے (۲۱) ابو داود نے ابو ہریرہ سے حضرت ﷺ نے فرمایا جو
شخص مسجد مین کسی کام کے لیے آوے وہی اوسکا حصہ ہے (۲۲) قرہ بن ایاس سے ابو داود نے نکالا کہ حضرت ﷺ نے
منع کیا اون دونو درختون سے یعنے پیاز اور لہسن سے اور فرمایا جو کوئی اوسکو کہاوے وہ ہماری مسجد مین نہ آوے
اور فرمایا اگر تم ضرور ہی انکو کہانے والے ہو تو پکا کر اون کو مار ڈالو (۲۳) ابن حبان نے اپنی صحیح
مین ابن عمرؓ سے ایک یہود کے عالم نے حضرت ﷺ سے پوچہا کون سا مقام زمین کا بہتر ہے آپ خاموش ہو رہے اور
جبرئیل علیہ السلام آئے آپ نے اون سے پوچہا اونہون نے کہا جس سے پوچہتے ہو وہ پوچہنے والے سے زیادہ نہین جانتا
لیکن مین اپنے مالک سے پوچہتا ہون پہر جبرئیل نے کہا اے محمد ﷺ مین اللہ جل جلالہ سے نزدیک ہوا اتنا کہ ویسا نزدیک
کبہی نہین ہوا تہا حضرت ﷺ نے فرمایا کیسے اونہون نے کہا میرے اور مالک کے بیچ مین ستر ہزار پردے نور کے تہے
فرمایا مالک نے کہ سب مقامون مین برے مقام بازارین ہین اور بہتر مقام مسجدین ہین (۲۴) امام مالک نے موطا
مین کہ حضرت عمرؓ نے مسجد کے کونے مین ایک جگہ بنادی جسکو بطیحا کہتے تہے اور اونہون نے کہا جو شخص فضول باتین
کرنا چاہے یا شعر پڑہنا یا آواز بلند کرنا وہ اس جگہ مین چلا جاوے (۲۵) ابو داود نے سائب بن خلادؓ
سے ایک شخص نے امامت کی لوگون کی تو تہوکا قبلہ مین اور حضرت ﷺ دیکہتے تہے آپ نے اوسکی قوم سے فرمایا جب
وہ نماز سے فارغ ہوا اب یہ نماز نہ پڑہاوے تم لوگون کی پہر اوسنے نماز پڑہانا چاہا تو لوگون نے اوسے روکا اور
جو حضرت ﷺ نے فرمایا تہا اوسکی خبر دی اوسنے حضرت ﷺ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا ہان مین نے منع کیا ہے راوی نے

[illegible]

ف مسجد مین یاد کرنیکی فضیلت

ف پیاز لہسن کہاکر مسجد مین نہ جانا

ف شعر پڑہنے اور فضول باتین مسجد مین کرنیکی ممانعت

کہا میں سمجھتا ہون آپنے فرمایا تونے ایذا دی اللہ اور اوسکے رسول کو (۲۶) امام احمد اور ترمذی نے معاذ بن جبلؓ سے ایکدن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد نہوئے یہانتک کہ قریب تہا ہم آفتاب کو دیکہین بعد اوسکے آپ جلدی سے نکلی پہر آپنے نماز پڑہائی اور ہلکی نماز پڑہی جب سلام پہیر الو آواز سے بلایا اور فرمایا اپنی صفون مین رہو جیسے تم ہو پہر ہماری طرف مڑے اور فرمایا مین تم سے بیان کرتا ہون دیر مین نکلنی کی وجہ مین رات کو اوٹہا تو وضو کیا اور نماز پڑہی جو تقدیر مین تہی پہر مین اونگہہ گیا اپنی نماز مین یہانتک کہ سست ہوگیا کیا دیکہتا ہون کہ میرا مالک جل جلالہ اچہی صورت مین ہے اوس نے فرمایا اے محمدؐ مینے عرض کیا حاضر ہون تیری خدمت مین اے مالک میرے ارشاد ہوا کیا بحث کرتے ہین اوپر والے (یعنی فرشتے) مینے کہا مین نہین جانتا تین بار مالک نے یہی ارشاد فرمایا پہر مینے دیکہا مالک نے اپنی تہیلی میرے دونون مونڈہون کے بیچ مین رکہدی یہانتک کہ مین نے اپنے مالک کے پورون کی ٹہنڈک اپنے دونون چہاتیون کے درمیان پائی اوسوقت ہر چیز میرے اوپر کہل گئی اور مینے پہچان لی پہر مالک نے فرمایا اے محمدؐ مینے کہا حاضر ہون اے مالک میرے ارشاد ہوا کیا جہگڑتے ہین اوپر والے مین نے عرض کیا کفارون مین مالک نے فرمایا وہ کیا ہین مینے کہا پاؤن سے چلکر مسجدون مین جانا اور مسجدون مین بیٹہنا نمازون کے بعد اور تکلیف کی حالتون مین وضو کا پورا کرنا پہر مالک نے فرمایا اور کاہے مین جہگڑتے ہین مینے عرض کیا درجون مین ارشاد ہوا وہ کیا ہین مینے کہا کہانا کہلانا نرمی سے بات کرنا نماز پڑہنا جب لوگ سوتے ہون پہر مالک نے فرمایا مانگ مین نے عرض کیا یا اللہ مین تجہہ سے چاہتا ہون بہلائیان کرنا بری باتین چہوڑنا مسکینون کو دوست رکہنا اپنی مغفرت اور تیری رحمت اور جب تو کسی قوم پر عذاب کرنا چاہے تو مجہکو بے عذاب اوٹہا لے اور مین تجہہ سے مانگتا ہون تیری محبت اور جو تجہہ سے محبت کرے اوسکی محبت اور جو عمل مجہکو تیرے نزدیک کرے اوسکی محبت پہر حضرتؐ نے فرمایا یہ واقعہ سچ ہے اسکو یاد رکہو اور لوگون کو سکہلاؤ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مینے بخاری سے پوچہا اس حدیث کو اونہون نے کہا صحیح ہے (۲۷) ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مین جاتے تو فرماتے پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی جو عظمت والا ہے اور اسکی بزرگی والے منہ کی اور اوسکی پرانی بادشاہت کی مردود شیطان سے آپنے فرمایا جب مسلمان ایسا کہے تو شیطان کہتا ہے سارے دن اوس نے بچاؤ کر لیا اپنا مجہہ سے (۲۸) امام مالک نے عطا بن یسار سے حضرتؐ نے فرمایا الٰہی میری قبر کو بت مت بنائیو جسکو لوگ پوجین بڑا غصہ اللہ کا اون لوگون پر ہے جنہون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو

مسجد بنایا (۲۹) امام احمد اور ترمذی نے معاذ بن جبلؓ کو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستحب جانتے تھے نماز پڑھنا باغون مین اور بعضون نے کہا دیوار کے پاس تاکہ گذرنے والون کو تکلیف نہو ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور نہین پہچانتے ہم اوسکو مگر حسن بن ابی جعفر کی روایت سے اور ضعیف کیا اوسکو یحیی بن سعید نے (۳۰) ابن ماجہ نے انس بن مالکؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مرد کا نماز پڑھنا اپنے گہر مین اوس پر ایک نماز کا ثواب ہے اور اپنے محلے کی مسجد مین پچیس نمازون کا ثواب ہے اور جامع مسجد مین پانسو نمازون کا ثواب ہے اور بیت المقدس کی مسجد مین پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے اور میری مسجد مین (یعنے مسجد نبوی مدینہ مین) پچاس ہزار نمازون کا ثواب ہے اور مسجد حرام مین (یعنے کعبہ مین) ایک لاکھ نماز کا ثواب ہے (۳۱) امام مسلم نے جابرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین نماز ادا کرے تو ایک حصہ نماز کا اپنے گہر کو بہی دیوے کیونکہ اللہ تعالی نماز کی وجہ سے اوسکے گہر مین بہتری کریگا (۳۲) ابوداؤد نے ابوالولید سے یعنے ابن عمرؓ سے پوچہا مسجد کی کنکریون کو اونہون نے کہا ایک رات پانی پڑا صبح کو زمین تر تہی تو ایک شخص اپنے کپڑے مین کنکریان لاکر اپنے تلے بچہانے لگا جب حضرتؐ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کیا اچہا کیا اوس نے (۳۳) ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا کنکری اللہ کی قسم دیتی ہے اوس شخص کو جو اوسکو مسجد سے باہر نکالتا ہے اسواسطے کو رہنے دے اسکو منذری نے کہا اسکا اسناد جید ہے اور دارقطنی نے کہا صحیح اوسکا وقف ہے ابوہریرہ پر اور رفع وہم ہے ابو بدر کا جو راوی ہے اس حدیث کا (۳۴) ابوداؤد نے ابن مسعودؓ سے حضرتؐ نے فرمایا عورت کی نماز اپنے کوٹہری مین افضل ہے حجرے مین نماز پڑہنے سے اور کوٹہری کے اندر چہوٹی کوٹہری مین افضل ہے کوٹہری مین پڑہنے سے (۳۵) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا کاش اس دروازے کو ہم عورتون کے لیے چہوڑ دین نافع نے کہا ابن عمر پہر اوس دروازے مین نہ گہسے یہانتک کہ مرگئے (۳۶) ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا پہیر دو ان گہرون کو مسجد کی طرف سے کیونکہ مین درست نہین کرتا مسجد حائضہ اور جنب کے لیے (۳۷) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین اونگہے تو جہان بیٹہا ہو وہان سے اوٹہکر دوسری جگہہ چلا جاوے (۳۸) ابن خزیمہ نے صحیح مین جابر بن عبداللہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے کنوان کہودا پانی کا تو اوس مین سے جس لائق کلیجے مین پانی جاویگا جن کے یا آدمی کے یا پرندے کے اللہ تعالی اوسکا ثواب اوسکو دیگا قیامت کے دن اور جس نے مسجد بنائی قطا جانور کے انڈے دینے کی جگہہ برابر یا اس سے بہی چہوٹی اللہ اوسکے لیے جنت مین گہر بناویگا منذری نے کہا

جز پایا ۱۲

استغفرت الحدیث فی بارہ ... (illegible margin note)

ابن ماجہ نے فقط مسجد کا ذکر کیا اور اسکی سند صحیح ہے اور نکالا اوسکو احمد اور بزار نے ابن عباس سے (۳۹)
امام احمد اور طبرانی نے بشر بن حیان سے کہ واثلہ بن اسقع آئے اور ہم مسجد بنا رہے تھے وہ کھڑے ہوئے
ہمپر اور سلام کیا ہم کو پھر کہا میں نے سنا حضرت سے آپ فرماتے تھے جو کوئی ایسی مسجد بنا دے جسمیں نماز پڑہی
جاوے تو اللہ پاک اوس سے افضل گھر اوسکے لیے جنت میں بنا دیگا (۴۰) طبرانی نے اوسط میں اور بزار
نے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایسا گھر بنا دے جس میں اللہ کی عبادت کیجاوے
حلال مال سے تو اللہ تعالی اوسکے لیے ایک گھر بنا دیگا جنت میں موتی اور یاقوت کا (۴۱) ابن ماجہ اور
ابن خزیمہ اور بیہقی نے باسناد حسن ابو ہریرہؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مومن کو مرنے کے بعد جن چیزون کا ثواب ہوتا رہتا
ہے اون میں سے ایک علم ہے جسکو وہ سکہلا وے اور پہیلا وے (مثلاً شاگرد وں کو پڑہا وے کتابیں تالیف کر کے
اونکو لکہوا کر یا چہپوا کر مشہور کرے دین کی کتابون کا دوسری زبانون میں ترجمہ کرے یا کرا وے انکو چہاپے یا
چہپوا وے یا شرح یا حاشیہ لکہے) دوسری نیک اولاد ہے جسکو وہ چہوڑ جاوے تیسری مصحف ہے جو اور رکہ کے ترکے میں
آوے اپنے وارثون کے وہ اوس میں پڑہا کریں یا اور لوگ پڑہیں) چوتہی مسجد ہے جسکو بنا وے پانچویں سرا ہے
مسافرون کے لیے جسکو بنا وے چہٹی نہر ہے جسکو جاری کرے ساتوین صدقہ ہے جسکو صحت کی حالت میں اور
زندگی میں اپنے مال سے نکالے وہ اوس سے ملجاویگا اوسکے مرنیکے بعد (۴۲) ابو الشیخ اصبہانی نے عبید
بن مرزوق سے ایک عورت تہی مدینہ میں جو مسجد میں جہاڑو دیا کرتی حضرتؐ کو اوسکے مرنے کی خبر نہیں ہوئی آپ
اوسکی قبر پر سے گذرے تو فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگون نے کہا ام محجن کی قبر ہے آپ نے فرمایا ام محجن کی جو مسجد کو جہاڑا
کرتی لوگون نے عرض کیا جی ہاں پہر لوگون نے صف باندہی آپ نے اوسپر نماز پڑہی پہر فرمایا اے صاحب قبر کی
طرف خطاب کر کے تو نے کونسا کام افضل پایا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ عورت سنتی ہے آپ نے
فرمایا تم اوس سے زیادہ نہیں سنتے پہر اوس عورت نے حضرتؐ کو جواب دیا کہ میں نے افضل کام مسجد کا جہاڑنا پایا
منذری نے کہا یہ حدیث مرسل ہے (مترجم کہتا ہے اس حدیث سے سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے اور ایسا ہی مضمون اوس صحیح
حدیث میں ہے جو مقتولین بدر کے باب میں آپ نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ لِمَا اَقُوْلُ اور محققین اہلحدیث کا یہی
قول ہے گو معتزلہ اور حنفیہ اوسکے خلاف ہیں) (۴۳) طبرانی نے معجم کبیر میں ابو قرصافہ سے کہ حضرتؐ نے
فرمایا مسجدیں بناؤ اور کوڑا اون میں سے نکالا کرو جو کوئی اللہ کے لیے مسجد بناویگا اللہ اوسکے لیے ایک
گھر بناویگا جنت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مسجدیں جو راہ میں ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں

اور مسجد مین سے کوڑا نکالنا مہر ہے بڑی آنکھ والی حورون کا (۴۴) ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی مسجد سے کوڑا نکالے اللہ اوس کے لیے جنت مین ایک گھر بناویگا منذری نے کہا اوسکا اسناد شاید حسن ہو (۴۵) ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا بچاؤ اپنی مسجدون کو بچون سے اپنے اور دیوانون سے اپنے اور خریدنے اور بیچنے سے اور جھگڑون سے اور آوازین بلند کرنے سے اور حدین قائم کرنے سے اور تلوارین سونتنے سے اور مسجدون کے دروازون پر طہارت کے برتن رکھو اور جمعہ کے دن اون مین دہونی دیا کرو خوشبو کی منذری نے کہا اسحدیث کو طبرانی نے کبیر مین ابو الدرداء اور ابو امامہ اور واثلہ سے نکالا ذکر کیا اوس کو شوکانی نے موضوعات مین اور سخاوی نے مقاصد مین کہا اسحدیث کے شاہد مین طبرانی اور عقیلی کے پاس اور ابن عدی کے پاس ابو الدرداء اور ابو امامہ اور واثلہ سے اور معاذ سے اور عبد الرزاق نے اور اسحاق نے معاذ کیحدیث کو نکالا اور ابن عدی نے ابو ہریرہ سے اور بزار نے ابن مسعود سے نقل کیا اوسکو عبد الحق نے اور کہا اوسکی اصل نہین ہے (۴۶) طبرانی نے کبیر مین ابن مسعودؓ سے اونہون نے سنا ایک شخص مسجد مین گمی ہوئی چیز کے لیے چلا رہا تھا تو اونہون نے اوسکو خاموش کیا اور جھڑکا اور کہا ہم منع کیے گئے اس سے منذری نے کہا یہ روایت منقطع ہے ابن سیرین نے ابن مسعود سے نہین سنا (۴۷) امام احمد نے باسناد حسن ابو سعید کے مولی سے اونہون نے کہا مین ابو سعید کے ساتھ تھا وہ حضرت صلعم کے ساتھ تھے اتنے مین ہم مسجد مین گئے ایک شخص کو دیکھا مسجد کے بیچ مین گوٹ مار کر بیٹھا ہے ایک ہاتھ کی انگلیون کو دوسرے ہاتھ کی اونگلیون مین ڈالے ہوئے آنحضرت صلعم نے اوسکی طرف اشارہ کیا وہ آپکے اشارے کو نہ سمجھا آپ نے ابو سعید کی طرف دیکھا اور فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین ہووے تو اونگلیان اونگلیون مین نہ ڈالے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اور تم مین سے ایک نماز ہی مین ہے جبتک مسجد مین رہیگا تاکہ مسجد سے نکلے (۴۸) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے وضو کرے اپنے گھر مین پھر مسجد مین آوے تو وہ نماز ہی مین ہے جبتک لوٹے تو ایسا نکرے اور آپ نے اونگلیون کو انگلیون مین ڈالا حاکم نے کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور منذری نے کہا حاکم کے صحیح کہنے پر اعتراض ہے (۴۹) احمد اور ابو داؤد نے باسناد جید کعب بن عجرہ سے اونہون نے کہا مینے سنا حضرت صلعم سے آپ فرماتے تھے جب کوئی تم مین سے وضو کرکے پھر نماز کے قصد سے نکلے تو وہ انگلیون کو اونگلیون مین نہ ڈالے یعنے تشبیک کرے اسلیے کہ وہ نماز مین ہے اسکی اسناد مین سعید مقبری سے ایک شخص سے اور اوسکا نام مجہول ہے اور ابن ماجہ کی روایت مین سعید نے

کعب سے روایت کی ہے اس شخص کا واسطہ نہیں اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے حضرت مسجد میں تشریف لائے اور میں نے تشبیک کی تھی اونگلیوں میں آپنے فرمایا اے کعب جب تو مسجد میں ہو تو مت تشبیک کر اپنی انگلیوں میں کیونکہ تو نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرے اور ابن حبان نے صحیح میں ایسی ہی روایت کی (۵۰) ابن ماجہ نے ابن عمر رضہ سے حضرت نے فرمایا چند باتیں ہیں جو مسجد میں نہ کرنا چاہیں ایک تو مسجد کو رستہ نکرنا دوسرے اوس میں ہتیار نہ کہینچنا تیسرے کمان کے چلے کو نہ کہینچنا اور چھوڑنا کہ اوس میں سے آواز نکلی جب تھے تیر نہ پہیلانا پانچویں کچا گوشت لیکر اوس میں سے نہ گذرنا چھٹی اوسکے اندر حد نہ مارنا ساتویں اُسکے اندر کسی سے قصاص نہ لینا آٹھویں اوسکو بازار نہ بنانا اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوس میں یہ ہے مسجدوں کو رستہ مت بنانا مگر ذکر الٰہی کے لیے یا نماز کے لیے اور طبرانی کے اسناد میں کوئی برائی نہیں (۵۱) ابن حبان نے صحیح میں عبد الله بن مسعود سے حضرت نے فرمایا اخیر زمانہ میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو مسجد میں اپنی باتیں کرینگے الله تعالیٰ کو انکی احتیاج نہیں (۵۲) امام احمد اور ابو یعلے اور طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عقبہ بن عامر سے حضرت نے فرمایا جب انسان طہارت کرے پہر مسجد میں آوے نماز کا انتظار کرے تو اسکے لکھنے والے ہر قدم پر مسجد تک اوس کے لیے دس نیکیاں لکھتے ہیں اور جو شخص بیٹھا ہوا نماز کا انتظار کرتا ہو وہ مثل عبادت کرنیوالے کے ہے اور وہ نمازیوں میں لکھا جاویگا جس وقت سے اپنے گہر سے نکلے لوٹنے کے وقت تک (۵۳) امام احمد نے باسناد حسن اور طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عبد الله بن عمر رضہ سے حضرت نے فرمایا جو جماعت کی مسجد کو جاوے تو اوسکا ہر قدم ایک گناہ مٹاویگا اور دوسرا قدم ایک نیکی لکھیگا آتے اور جاتے ہوئے (۵۴) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضہ سے کہ حضرت نے فرمایا انسان کے ہر عضو جسکا نام ایک ہے یا ہر جوڑ پر یا ہر ہڈی پر ہر دن ایک صدقہ ہے ایک شخص بولا لوگوں میں سے یہ بہت سخت حکم ہے جو آپ لگائے ہماری اوپر آپنے فرمایا اچھی بات کا حکم کرنا بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے ضعیف ناتوان کا بار اوٹھانا صدقہ ہے راہ سے کچرا اسرکا دینا صدقہ ہے جو قدم تو نماز کے لیے رکہے وہ صدقہ ہے (۵۵) ابن خزیمہ نے حضرت عثمان رضہ سے میں نے حضرت سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص پورا وضو کرے پہر فرض نماز کے لیے چلے اور امام کے ساتھ اوسکو ادا کرے تو اوسکا گناہ بخشدیا جاویگا (۵۶) ابو داؤد نے سعید بن المسیب سے ایک انصاری مرنے لگا اوس نے کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور نہیں بیان کرتا اوسکو مگر خدا کے واسطے ثواب کی نیت سے میں نے سنا حضرت سے فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پہر نماز کے لیے نکلے تو داہنا قدم نہ اوٹھاویگا

کہ اللہ تعالیٰ اسکی لیے ایک نیکی لکھیگا اور بایاں قدم نہ اوٹھاویگا کہ اللہ تعالیٰ ایک برائی اسکی محو کریگا اب چاہے مسجد دور رہے یا نزدیک پہر اگر مسجد مین آیا اور جماعت سے نماز پڑہی تو وہ بخشدیا جاویگا پہر اگر مسجد مین آوے اور لوگ تہوڑی نماز پڑہ چکے ہون تہوڑی باقی ہو تو جتنی پاوے وہ پڑہے اور جو رہ گئی ہو اوسکو پورا کرے پہر اگر مسجد مین آوے اور لوگ نماز پڑہ چکے ہون اور یہ نماز پورا کرے تو بہی یہی ثواب پاویگا (۵۷) ترمذی نے ابن عباسؓ سے حضرتؐ نے فرمایا رات کو ایک آنیوالا میرے مالک کے پاس سے مجھ پاس آیا پہر بیان کیا حدیث کو یہانتک کہا اے محمدؐ تم جانتے ہو اوپر والے کاہے مین جھگڑتے ہین مینے کہا ہان درجون مین اور کفارون مین اور جماعت کے لیے قدم اوٹھانے مین اور وضو پورا کرنے مین ٹھنڈی اور سرد فجرون مین اور نماز کا انتظار کرنے مین ایک نماز کے بعد اور جو کوئی محافظت کریگا نماز و نیز وہ بہتری کے ساتھ زندہ رہیگا اور مریگا بہتری کے ساتھ اور اپنے گناہون سے ایسا صاف ہوگا جیسے اوس دن تہا جسدن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تہا (۵۸) ابن خزیمہ نے صحیح مین ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا کوئی تم مین سے اچھی طرح وضو نہین کرتا اوسکو پورا کرکے پہر مسجد مین آتا ہے صرف نماز کی نیت سے مگر اللہ تعالیٰ اوس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے غائب شخص کے گہر والے اوسکے نظر آنے سے خوش ہوتے ہین (۵۹)

ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے کہ انصار کے گہر مسجد سے دور تہے اونہون نے نزدیک رہنا چاہا تب آیت اوتری وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ پہر وہ لوگ اپنے گہرون مین رہے (۶۰) امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جتنا مسجد سے دور زیادہ ہے اوتنا ہی زیادہ ثواب ہے (۶۱) طبرانی نے کبیر مین مرفوعًا اور موقوفًا زید بن ثابت سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تہا نماز کے لیے آپ چہوٹے چہوٹے قدم رکہہ رہے تہے آپؐ نے فرمایا تم جانتے ہو مین چہوٹے چہوٹے قدم کیون رکہتا ہون مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا بندہ ہمیشہ نماز مین رہتا ہے جبتک نماز کی طلب مین ہو ایک روایت مین یون ہے مینے چہوٹے چہوٹے قدم اسلیے رکہے کہ قدم زیادہ ہون نماز کی طلب مین (۶۲) امام مسلم اور ابن ماجہ نے ابی بن کعبؓ سے اونہون نے کہا انصار مین ایک شخص تہا مین نہین جانتا کہ مسجد سے دور اوس سے زیادہ کسی کا مکان ہو اوسکی کوئی نماز (جماعت) ناغہ نہین ہوتی لوگون نے اوس سے کہا کاش تو ایک گدہا خرید لے اور سوار ہوا کرے اندہیری اور جلتی زمین مین وہ بولا مین اس سے خوش نہین کہ میرا مکان مسجد کے پڑوس مین ہو مین چاہتا ہون کہ مجہکو مسجد تک پیدل چلنے اور وہان سے اپنے گہر کو لوٹنے کا ثواب لکہے تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تجہے یہ سب دیا ایک روایت مین یون ہے

مجھے اوس پر درد ہوا میں نے کہا اے فلانی کاش تو ایک گدہا خرید لے جو تجھکو بچا دے جلتی زمین سے اور زمین کے کیڑون سے وہ بولا قسم خدا کی مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا گہر حضرتؐ کے گہر سے ملا ہوا ہو یہ بات اوسکی مجھکو گران گذری یہانتک کہ میں حضرتؐ کے پاس آیا آپ سے بیان کیا آپ نے اوسکو بلا بھیجا اوس نے پہر یہی بات کہی اور بولا کہ مجھے اُمید ہے قدمون کا ثواب ملنے کی آپ نے فرمایا تجھے ملیگا جو تو اللہ کے واسطے کرے (۶۳) ابو ہریرہ کی حدیث اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا کتاب الوضوء میں گذر چکی اوس میں یہ ہے وَکَثْرَۃُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ یعنے بہت قدم اوٹھانا مسجدون کیطرف رباط میں داخل ہے (۶۴) ابو یعلیٰ اور بزار نے باسناد صحیح حضرت علیؓ سے حضرتؐ نے فرمایا وضو کا پورا کرنا سختیون میں اور قدمون کا چلنا مسجدون کیطرف اور نماز کا انتظار کرنا ایک نماز کے بعد گناہون کو دہو ڈالتے ہیں (۶۵) طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن حضرتؐ سے فرمایا اللہ تعالیٰ روشنی دیگا قیامت کے دن چمکتے نور سے اون لوگون کو جو اندہیرے میں مسجدون کیطرف نکلتے ہیں (۶۶) طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن ابو الدرداء سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی رات کے اندہیرے میں مسجد کو پیدل جاوے وہ اللہ تعالیٰ سے ملیگا قیامت کے دن نور کے ساتھ ابن حبان نے صحیح میں اوسکو نکالا اوس میں یہ ہے جو کوئی رات کے اندہیرے میں مسجدون کو پیدل چلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اوسکو نور عطا فرماویگا (۶۷) طبرانی نے کبیر میں ابو امامہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اندہیرون کو مسجدون کیطرف جاتے ہیں اندہیرون میں انکو خوشخبری دے قیامت کے دن نور کے منبرون کی لوگ گھبراوینگے اور وہ نہ گھبراوینگے۔ منذری نے کہا اسکی اسناد پر اعتراض ہے (۶۸) ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے سہل بن سعد سے حضرتؐ نے فرمایا جو لوگ اندہیرون میں مسجدون کو جاتے ہیں پیدل انکو خوشخبری دی جاوے پوری روشنی کی قیامت کے دن حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر منذری نے کہا یہ حدیث ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور ابو سعید خدریؓ اور زید بن حارثہؓ اور عائشہؓ وغیرہم سے مروی ہے (۶۹) ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مسجدون کی طرف پیدل جانیوالے اندہیرون میں وہ غوطہ مارنیوالے ہیں اللہ کی رحمت میں اوسکی اسناد میں اسماعیل بن رافع ہے لوگون نے اوس میں کلام کیا ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ ثقہ ہے مقارب الحدیث (۷۰) طبرانی نے کبیر میں دو اسنادون سے اون میں سے ایک جید ہے سلمانؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کرے پہر مسجد کو آوے تو وہ اللہ پاک کی زیارت کو آیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاوے تو اوسپر حق ہے زیارت کرنے والے کی عزت کرنا اور لڑکا لالا اوسکو بہیجتے

سو فوقاً باسناد صحیح (۷۱) ابن ماجہ نے ابو سعید خدری رضی سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر سے نماز کو نکلے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّ خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ تو اللہ تعالیٰ اوسکی طرف متوجہ ہوگا اپنا منہ سامنے کرکے اور ستر ہزار فرشتے اوسکے لیے استغفار کرینگے (۷۲) امام احمد اور بزار اور ابو یعلیٰ اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے جبیر بن مطعم رضی سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا شہر اللہ کو بہت پسند ہے اور کون سا ناپسند ہے آپنے فرمایا میں نہیں جانتا ہیاں تک کہ پوچھوں جبرئیل علیہ السلام سے پھر جبرئیل آپکے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا کہ بہت پسند مقاموں میں اللہ کو مسجدیں ہیں اور بہت ناپسند مقاموں میں اللہ کو بازار ہیں (۷۳) طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے صحیح میں عبد اللہ بن عمر رضی سے ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا مقاموں میں کونسا مقام بہتر ہے اور کونسا برا ہے آپنے فرمایا میں نہیں جانتا ہیاں تک کہ پوچھوں جبرئیل علیہ السلام سے پھر آپنے اون سے پوچھا اونہوں نے کہا میں نہیں جانتا ہیاں تک کہ پوچھوں میکائیل علیہ السلام سے پھر حضرت جبرئیل گئے اور کہا کہ بہتر مقاموں میں مسجدیں ہیں اور برے مقاموں میں بازار ہیں (۷۴) طبرانی نے اوسط میں انس بن مالک رضی سے حضرتؐ نے فرمایا حضرت جبرئیل سے کونسا مقام بہتر ہے انہوں نے کہا میں نہیں جانتا آپنے فرمایا پوچھو اوسکو اپنے مالک عزت اور بزرگی والے سے یہ سنکر حضرت جبرئیل ع رو دیے اور کہنے لگے اے محمدؐ کیا ہم اللہ جل جلالہ سے پوچھنے کے لائق ہیں وہ جو چاہتا ہے ہمکو بتلاتا ہے پھر آسمان پر چڑھ گئے بعد اوسکے حضرتؐ پاس لوٹ کر آئے اور کہا بہتر مقاموں میں اللہ کے گھر ہیں زمین میں آپنے فرمایا برے مقام ان میں کون ہیں پھر وہ آسمان پر چڑھ گئے بعد اوسکے آئے آپ پاس اور کہا برے مقاموں میں بازار ہیں (۷۵) ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابو ہریرہ رضی سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے مسجد کو اپنا ٹھکانا بنایا نماز اور ذکر الٰہی کے لیے تو اللہ تعالیٰ اوس سے ایسا خوش ہوگا جیسے کوئی شخص غائب کے آنے سے اوسکے گھر والے خوش ہوتے ہیں ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے کوئی شخص ایسا نہیں جس نے مسجد کو ٹھکانا بنالیا ہو پھر وہ کسی بیماری یا ضرورت کیوجہ سے نہ آسکے بعد اوسکے آوے تو اللہ تعالیٰ ایسا خوش ہوتا ہے اوس سے جیسے غائب شخص کے گھر والے اوس کے آنے سے (۷۶) طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے عبد اللہ بن عمر رضی سے حضرتؐ نے فرمایا مومن کی تین مجلسیں ہیں جب تک اون میں ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکا ضامن ہے ایک نماز جماعت کی مسجد میں دوسرے بیمار کے پاس تیسرے جنازے میں

چوتھی اپنے گھر میں پانچوین عادل حاکم کے پاس جسکی تعظیم اور تکریم کرتا ہے چھٹی جہاد میں لڑائی کی منذری نے کہا اسکا اسناد قوی نہیں لیکن معاذ سے باسناد صحیح مروی ہے اور اسکا بیان جہاد میں آویگا (۷۷) طبرانی نے اوسط میں انس بن مالکؓ سے حضرتؐ نے فرمایا اللہ کے گھروں کو آباد رکھنے والے وہی اللہ والے ہیں (یعنے اولیاء اللہ) (۷۸) طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے حضرتؐ نے فرمایا جو مسجد سے الفت رکھے اللہ تعالی اوس سے الفت رکھیگا (۷۹) امام احمد نے معاذ بن جبلؓ سے حضرتؐ نے فرمایا شیطان بھیڑیا ہے آدمی کا اور بھیڑیے کا قاعدہ ہے کہ ریوڑ سے دور اور علیحدہ بکری کو لیجاتا ہے تو تم بچو پھوٹ سے اور لازم کرلو اپنے اوپر جماعت کو اور عامہ خلائق کے ساتھ رہو اور مسجد کو لازم کرلو (۸۰) امام احمد نے ابوہریرہؓ سے فرمایا حضرتؐ نے مسجد کے کچھ لوگ اوتاد ہوتے ہیں فرشتے اونکے ساتھ بیٹھنے والے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو فرشتے انکو ڈھونڈھتے ہیں اور جو بیمار ہوں تو فرشتے انکی عیادت کو جاتے ہیں اور جو وہ کسی کام میں ہوں تو فرشتے انکی مدد کرتے ہیں پھر فرمایا مسجد میں بیٹھنے والے تین میں سے کوئی فائدہ کماتا ہے یا تو ایک بھائی ملتا ہے یا حکمت کی بات معلوم ہوتی ہے یا رحمت جسکا انتظار ہو وہ ملتی ہے اسکے اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور حاکم نے اوسکو عبداللہ بن سلام سے نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر (۸۱) طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور بزار نے باسناد حسن ابوالدرداؓ سے میں نے سنا حضرتؐ سے آپ فرماتے تھے مسجد گھر ہے ہر پرہیزگار کا اور جو مسجد کو گھر بناوے اللہ اوسکا ضامن ہے اوسپر مہربانی اور رحمت کا اور پلصراط سے گذار دینے کا اور اپنی رضامندی ونیز کا جنت میں داخل ہونے تک (۸۲) مسلم نے جابرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی پیاز یا لہسن یا گندنا کھاوے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ آوے کیونکہ فرشتوں کو ایذا ہوتی ہے اوس سے جس سے آدمیوں کو ایذا ہوتی ہے ایک روایت میں ہے منع کیا حضرتؐ نے پیاز اور گندنا کھانے سے پھر ہم کو حاجت غالب ہوئی تو ہمنے کھایا انکو آپنے فرمایا جو کوئی اس خبیث درخت میں سے کھاوے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ ہو اسلیے کہ فرشتوں کو ایذا ہوتی ہے اوس چیز سے جس سے آدمی کو ایذا ہوتی ہے اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اوس میں یہ ہے کہ جو شخص ان سبزیوں میں سے کھاوے یعنے لہسن اور پیاز اور گندنا اور مولی میں سے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ ہو اسلیے کہ فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے ان چیزوں سے جن سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے منذری نے کہا سب راوی ثقہ ہیں مگر یحیی بن راشد بصری (۸۳) ابن خزیمہ نے صحیح میں ابوسعید خدریؓ سے حضرتؐ کے پاس ذکر آیا لہسن اور پیاز اور گندنا کا اور کہا گیا یا رسول اللہ ان سب میں لہسن زیادہ سخت ہے کیا آپ

اوسکو حرام فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہاؤ اوسکو لیکن جو کہاوے وہ مسجد کے پاس نہ آوے جبتک اوسکی بو اوسکے مونہہ مین
سے نہ جاوے (۸۴) مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے اونہون نے خطبہ پڑہا جمعہ کے دن اور خطبہ مین فرمایا
ای لوگو تم دو درختون مین سے کہاتے ہو مین تو انکو خبیث سمجھتا ہون پیاز اور لہسن اور مین نے دیکھا جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص مین انکی بو پاتے تو حکم کرتے وہ بقیع کی طرف نکال دیا جاتا پہر جو کوئی اون کو کہاوے
تو پکا کر اونکو مار ڈالے (یعنی انکی بو کہودے) (۸۵) مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا
جو کوئی اس درخت مین سے لہسن کے کہاوے وہ ہم کو ہماری مسجد مین ایذا نہ دے (۸۶) طبرانی نے باسناد حسن
ابو ثعلبہ سے اونہون نے جہاد کیا حضرتؐ کے ساتھ خیبر کا وہان ایک ڈیرہ مین پیاز اور لہسن پایا تو لوگون نے انکو
کہا لیا وہ بہوکے تہے جب مسجد مین گئے تو ساری مسجد مین پیاز اور لہسن کی بو ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص اس خبیث درخت مین سے کہاوے وہ ہمارے نزدیک نہ ہو منذری نے کہا مسلم نے اوسکو ابوسعید
سے نکالا اوس مین پیاز کا ذکر نہین ہے (۸۷) ابن خزیمہ نے صحیح مین حذیفہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جس نے قبلہ
کیطرف تہوکا وہ قیامت کے دن آویگا اوسکا تہوک دونو آنکہون کے بیچ مین ہوگا اور جو شخص اس خبیث درخت
مین سے کہاوے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ آوے تین بار یہ ارشاد فرمایا (۸۸) امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن
حبان نے ام حمید سے جو بی بی تہین ابوحمید ساعدی کی وہ حضرتؐ کے پاس آئین اور عرض کیا یارسول اللہ
مین چاہتی ہون آپکے ساتھ نماز پڑہنا آپ نے فرمایا مین جانتا ہون کہ تو میرے ساتھ نماز پڑہنا چاہتی ہے لیکن
تیری نماز تیری کوٹہری مین بہتر ہے تیری نماز سے تیرے حجرے مین اور حجرے مین بہتر ہے گہر سے اور گہر مین
بہتر ہے محلہ کی مسجد سے اور محلہ کی مسجد مین بہتر ہے میری مسجد سے پہر اونہون نے حکم کیا تو اون کے لیے ایک مسجد
بنائی گئی اونکی کوٹہری کے اخیر مین اندہیری جگہہ مین وہ وہین نماز پڑہتی تہین یہانتک کہ اللہ تعالی سے ملگئین
ابن خزیمہ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد نبوی مین جو ایک نماز کا ثواب ہزار نمازون سے زیادہ ہے یہ حکم
مردون کے لیے ہے نہ عورتون کے لیے (۸۹) امام احمد اور طبرانی نے کبیر مین ام سلمہؓ سے کہ حضرتؐ نے
فرمایا بہتر مسجدین عورتون کی انکے گہرون کے قعر ہین اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے حاکم نے اوسکو دوسرے طریق سے
نکالا اور کہا صحیح الاسناد ہے (۹۰) طبرانی نے اوسط مین ام سلمہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا عورت کی نماز اوسکی کوٹہری
مین بہتر ہے حجرے مین نماز پڑہنے سے اور حجرے مین بہتر ہے گہر مین پڑہنے سے اور گہر مین بہتر ہے گہر کے باہر
پڑہنے سے منذری نے کہا اوسکا اسناد جید ہے (۹۱) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مت

منع کرو اپنی عورتوں کو مسجدوں میں جانے سی اور گہر اونکے بہتر ہیں اون کے لیے دوسری روایت میں یون ہی مت منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سی عبداللہ کے بیٹے نے کہا ہم تو منع کرینگے عبداللہ یہ سنکر غصہ ہوے اور پہر تمام عمر اوس سے بات نہ کی (۹۲) طبرانی نے اوسط میں ابن عمر رض سے آپنے فرمایا عورت عورت ہی (یعنی ستر) اور وہ جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اوسکو تکتا ہے اور وہ کہیں اللہ سی اتنی قریب نہیں ہوتی جتنی اپنے گہر میں ہوتی ہے ترمذی کی روایت میں ابن مسعود رض سی یون ہی عورت عورت ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اوسکو تکتا ہی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور نکالا اوس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اوس میں اتنا زیادہ ہی کہ وہ اپنے رب سے زیادہ قریب اپنی گہر کے قعر میں ہوتی ہے (۹۳) طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رض سے اونہوں نے کہا کسی عورت نی اللہ کے نزدیک زیادہ پسند نماز نہیں پڑہی اوس نماز سی جو اوسکی زیادہ اندہیرے گہر میں پڑہی جاوی اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ نے مرفوعًا کہ بہتر نماز عورت کی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اوسکی بہت اندہیری جگہہ میں ہو اوسکے مکان میں سی اور طبرانی کی ایک روایت میں ہی کہ عورتیں عورت (ستر) ہیں اور عورت گہر سے نکلتی ہے اوس میں کوئی برائی نہیں ہوتی پہر شیطان اوسکو تکتا ہے اور اوس سے کہتا ہے تو جس کے پاس سے گذرتی ہی وہ تجہہ کو پسند کرتا ہے اور عورت اپنے کپڑے پہنتی ہے اوس سے کہا جاتا ہے کہاں جاتی ہے وہ کہتی ہے ایک بیمار کو پوچہنے کو یا جنازہ کی نماز میں شریک ہونے کو یا مسجد میں نماز پڑہنے کو حالانکہ عورت کی عبادت کوئی اسکی مثل نہیں ہے جو اپنے گہر میں کرے منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے (۹۴) ابن حبان نی حضرت عائشہ رض سی حضرت نے فرمایا جسکے پڑوس میں مسجد ہو اوسکی نماز نہیں (یعنے جائز نہیں) مگر مسجد میں اور اوسکی اسناد میں عمر بن راشد ہی ابن حبان نے کہا اسکا ذکر درست نہیں مگر قدح کے ساتہہ سیوطی نے کہا عمر بن راشد کو ثقہ کہا عجلی وغیرہ نے اور روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور یہ حدیث کئی اور طریق میں جابر اور ابوہریرہ اور علی سے اور نکالا اوسکو حاکم نے ابوہریرہ رض سے دارقطنی نے جابر رض سے نکالا مرفوعًا کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں مگر مسجد میں اور ابوہریرہ سی ایسا ہی بیہقی نے معرفہ میں کہا اسکا اسناد ضعیف ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں ثوری سے نکالا اونہوں نے ابن حبان سی اونہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت علی رض سی اونہوں نے کہا مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں ثوری نے کہا حضرت علی رض سے پوچہا گیا مسجد کے ہمسایہ کون ہی اونہوں نے کہا جو اذان کی آواز سنے اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں شافعی کے طریق سے نکالا ابن حیان تیمی سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت علی سے یہی مضمون اُس میں

ہے ہمسایہ مسجد کا وہ ہے جسکو موذن اذان سناوے اور ایک اور طریق سے بھی ایسا ہی انتہی شوکانی نے کہا صغانی
نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اور فیروزآبادی نے مختصر مین کہا ضعیف ہے اور سخاوی نے مقاصد مین کہا اوسکی سندین
ضعیف ہین اور کوئی اسناد ثابت نہین البتہ حضرت علی کے قول سے صحیح ہے (مترجم کہتا ہے حضرت علی کا قول
بھی اس قسم کے احکام مین مثل حدیث مرفوع کے ہے) اور سخاوی نے مقاصد مین کہا کہ روایت کیا اس حدیث کو
دارقطنی اور حاکم اور طبرانی اور دیلمی نے ابوہریرہ سے اور دارقطنی نے جابر سے اور علی سے اور ابن حبان نے ضعفا مین
حضرت عائشہ سے اور اسکی سندین ضعیف ہین اور ہمارے شیخ نے جو کہا اوسکا اسناد ثابت ہے صحیح نہین گو یہ حدیث
لوگون مین مشہور ہے اور ابن حزم نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور شافعی اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے
سنن مین اوسکو موقوف نکالا حضرت علی پر (۹۵) طبرانی نے حضرت عائشہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو جگہہ
قریب ہوتی گھر مین وہین نماز پڑھ لیتے مین نے کہا یا رسول اللہ آپ کبھی ایسی جگہہ مین نماز پڑھتے ہین جہان
حائضہ گذرتی ہے کاش آپ ایک مسجد بنا لیجیے (گھر مین) وہین نماز پڑھا کیجیے آپنے فرمایا تعجب ہے تجہہ سے
ای عائشہ مومن کا سجدہ اوس مقام کو پاک کر دیتا ہے سات زمینون تک طبرانی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث
کے ساتھہ لیث اور سعید نے حضرت عائشہ سے سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث روایت نہین کی شوکانی نے کہا طبرانی
نے اس حدیث کو ضعیف کہا سیوطی نے کہا ابن عدی نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے
حضرت عائشہ سے یہ نکالا کہ آپ اوس جگہہ مین نماز پڑھتے جہان امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیشاب
کر دیتے مینے کہا کیا ہم آپکے لیے حجرے مین ایک جگہہ خاص نہ کر دین جو اس جگہہ سے زیادہ پاکیزہ ہو آپنے
فرمایا ای حمیرا تو نہین جانتی بندہ جب اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے سجدے کے مقام کو
سات زمینون تک پاک کر دیتا ہے متفرد ہوا اس روایت کے ساتھہ بزیغ بن الخلیل اور وہ متروک ہے ابن حبان
نے کہا ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے (۹۶) یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد مین دنیا کی بات کرے اوسکی
عمل حبط ہو جاوینگے صغانی نے کہا موضوع ہے اسیطرح یہ حدیث کہ قیامت کے دن ساری زمینین فنا ہو جاوینگی
مگر مسجدین سب ملکر ایک ہو جاوینگی موضوع ہے اوسکو نکالا ابن عدی نے اور اوسکی اسناد مین اصرم بن حوشب
کذاب ہے اسیطرح یہ حدیث کہ مسجد مین بات کرنا نیکیون کو کہا تا ہے جیسے جانور گہاس کہاتا ہے اسکا پتہ
نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ مسجد بلغم تہوکنے سے سمٹ جاتی ہے اسکا بھی پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ ہر رات
کو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے ای قبر والو تم کن سے رشک کرتے ہو وہ کہتے ہین مسجد والون سے اسکا

بہی پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ جب تم مسجدون کو آراستہ کروگے اور قرآن شریف پر زیور چڑہاؤگے تو
وبال تمہاری اوپر ہوگا اسکا رفع صحیح نہین ہے اسیطرح یہ حدیث کہ جب حضرت صلعم نے مدینہ کی مسجد بنانا چاہی تو حضرت
جبرئیل آئے اور کہا اسکو سات ہاتہہ لنبی بناؤ یعنے اونچی آسمان کی طرف اور نہ آراستہ کرو نہ نقش اسکا بہی
پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ مسجدون کو اپنے بچون سے بچاؤ سخاوی نے کہا مقاصد مین ضعیف ہی البتہ
اسکی شاہد کئی ہین وہ بہی ضعف سے خالی نہین ہین اسیطرح یہ حدیث کہ اللہ تعالی کا غضب اپنے شدید ہیر ہے کہ مسجدون
مین لوگونپر بچون کو مسلط کرے انکو منع کرین وہ نہ مانین اسکی اسناد مین ایک متروک ہی اسیطرح یہ حدیث کہ
جو کوئی مسجد مین چراغ لگادی تو فرشتے اور عرش اوٹہانے والے اوسکے لیے استغفار کرینگے جب تک مسجد مین اوس
چراغ کی روشنی رہیگی مقاصد مین کہا کہ اسکی سند ضعیف ہی اسیطرح یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد مین قندیل لٹکادی
اوسپر ستر ہزار فرشتے درود بہیجین گے یہانتک کہ وہ قندیل بجہ جاوے اور جو مسجد مین بوریا بچہاوے اوسکے لیے
ستر ہزار فرشتے دعا کرینگے یہانتک کہ وہ بوریا پہٹ جاوے موضوع ہے اسکی اسناد مین عمر بن صبیح کذاب ہی اسی
طرح یہ حدیث کہ جو کوئی پورا وضو کرے پہر اپنے گہر سے نکلے مسجد جانے کی نیت سے اور کہے بسم اللہ الذی خلقنی فہو یہدین
تو اللہ اسکو دیگا جو کچہ اس آیت مین مذکور ہے صحیح نہین ہے اوسکے اسناد مین سلم بن مسلم ہے وہ کچہ نہین اسیطرح
یہ حدیث جب بندہ مسجد مین تہوکنے کا ارادہ کرتا ہے تو مسجد کے در و دیوار ہل جاتے ہین اخیر تک طول کیساتھہ
موضوع ہے اوسکے اسناد مین حسین بن علوان وضاع ہے اسیطرح یہ حدیث ای بریدہ مسجد پر کچرا اوڑہا جمعرات کے دن
اور جو کوئی جمعرات کے دن مسجد کچرا نکالی آنکہہ مین جو کچہ اڑ جاتا ہے اوسکے برابر تو وہ ایک بردہ آزاد کرنیکے برابر ہی موضوع ہی
اوسکی اسناد مین حسین بن علوان حدیث بنانیوالا ہے ان سب کو شوکانی نے اپنی مختصر مین بیان کیا (۹۷)
حاکم نے انس سے روایت کی حضرت صلعم نے فرمایا خدمت کرو ان مسجدون کی گچ کاری سے اور قندیلون سے اور چراغون سے اور
خوشبو سے اور اپنے گہر والون پر رمضان مین کشادگی کرو کہانے اور کپڑے سے سیوطی نے کہا اس کے اسناد مین
حسین بن علوان ہی جو حدیث بناتا ہے اور ابان ہی وہ متروک ہے شوکانی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے (۹۸)
دیلمی نے انس رض سے روایت کی فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص اللہ سے محبت رکہیگا وہ قرآن سے محبت رکہیگا اور جو قرآن سے محبت رکہیگا وہ مجہہ سے محبت رکہیگا
اور جو مجہہ سے محبت رکہیگا وہ میرے اصحاب سے محبت رکہیگا اور میرے ناتے والون سے اور جو اللہ سے محبت رکہیگا
وہ مسجدون سے محبت رکہیگا اخیر تک ذکر کیا اوسکو سیوطی نے موضوعات مین (۹۹) دیلمی نے انس سے
جو شخص اللہ کے گہرون مین سے ایک گہر جہاڑے اوس نے گویا چار سو حج کیے اور چار سو جہاد کیے اور چار سو بردی

آزاد کیے اور چار سو زرہیں رکھیے ذکر کیا اوس کو سیوطی نے موضوعات میں اور کہا اوسکی اسناد میں ابوسلمہ محمد بن عبد اللہ ہے جو ثقات سے وہ حدیثیں روایت کرتا ہے جو اونکی حدیثیں نہیں ہیں (۱۰۰) ابن ماجہ نے ابن عباس رضہ سے حضرت صلعم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں تم لوگ میرے بعد اپنی مسجدوں کو اونچا کرد گے جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں اور جیرجوں کو اونچا کیا اوسکی سند میں جبارہ بن مغلس ضعیف ہے (۱۰۱) ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص سے حضرت صلعم نے انکو حکم دیا طائف میں مسجد بنانے کا جہاں پہلے اونکا بت تھا (۱۰۲) ابن ماجہ نے ابن عمر سے پوچھا گیا باغوں میں جہاں نجاستیں (کھاد کے لیے) ڈالی جاتی ہے (وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے) اونہوں نے کہا جب کئی بار پانی وہاں سینچا جاوے تو نماز پڑھو اون میں (کیونکہ پانی بار بار وہاں بہنے سے نجاست کا اثر جاتا رہیگا) ابن عمر اوسکو مرفوع کرتے تھے حضرت تک (۱۰۳) ابن ماجہ نے قیس بن طخفہ سے وہ اصحاب صفہ میں سے تھے انہوں نے کہا حضرت صلعم نے ہم سے فرمایا چلو تو ہم حضرت عائشہ کے گھر گئے وہاں کھایا پیا پھر آپنے فرمایا اگر تم چاہو تو یہیں سو رہو چاہے مسجد میں جاؤ (سونیکو) اونہوں نے کہا نہیں ہم مسجد میں جاتے ہیں (۱۰۴) ابن ماجہ نے ابوذر سے میں نے کہا یا رسول اللہ پہلے مسجد کون سی بنی ہے آپنے فرمایا مسجد الحرام میں نے کہا پھر کون سی آپنے فرمایا مسجد اقصے (یعنے بیت المقدس) مینے کہا ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا آپنے فرمایا چالیس برس کا اب ساری زمین تیری نماز کی جگہہ ہے جہاں نماز کا وقت آجاوے وہاں نماز پڑھ لے (۱۰۵) ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے ایک انصاری نے کہلا بھیجا حضرت صلعم کے پاس کہ آپ تشریف لایئے اور مسجد کی لکیر کر دیجیے میرے گھر میں وہاں نماز پڑھا کروں آپنے ایسا ہی کیا وہ انصاری اندھا ہو گیا تھا (۱۰۶) ابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے سب سے پہلی مسجدوں میں جس نے چراغ لگایا وہ تمیم داری تھے (۱۰۷) ابن ماجہ نے انس رضہ سے حضرت صلعم نے مسجد کے قبلہ میں بلغم دیکھا تو آپ غصے ہوئے یہانتک کہ آپ کی گال سرخ ہو گئی ایک انصاری عورت آئی اوسنے اسکو کھرچ دیا اور اوس جگہہ خوشبو لگا دی آپنے فرمایا کیا اچھا کام کیا (۱۰۸) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا جس شخص کو خوشی ہو اللہ سے ملنے کی مسلمان رہکر کل کے روز وہ محافظت کرے پانچوں نمازوں کی جہاں اذان دیجاوے کیونکہ وہ ہدایت کی راہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے بیان کر دیا ہدایت کی راہوں کو اور قسم میری زندگی کی اگر تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ لے تو تمنے چھوڑ دیا اپنے پیغمبر کی سنت کو اور اگر تم اپنے پیغمبر کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤگے اور ہم نے دیکھا اپنے تئیں جماعت سے وہی شخص جدا رہتا جو منافق ہوتا جسکا نفاق معلوم ہوتا اور مینے دیکھا ایک شخص کو وہ دو آدمیوں پر ٹیکا دیے لایا جاتا یہانتک کہ صف میں داخل کر دیا جاتا اور کوئی شخص

ایسا نہین جو وضو کرے اچہی طرح پہر مسجد کا قصد کرے وہان جاکر نماز پڑہے وہ جتنے قدم رکہیگا اللہ ہر قدم پر اوسکا
ایک درجہ بڑہا دیگا اور ایک گناہ اوسکا میٹے گا (۱۰۹) دارمی نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میری مسجد میں
نماز پڑہنا اور مسجدون مین ہزار نماز کے برابر ہے سوا مسجد حرام کے اور ایسا ہی نکالا ابن عمرؓ سے (۱۱۰) دارمی
نے ابوالدرداؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی رات کے اندہیرے مین نماز کے لیے جاوے قیامت کے دن اللہ تعالی اوسکو نور دیگا
(۱۱۱) دارمی نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا نہ باندہے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کیطرف ارکیونکہ اور سب
مسجدین برابر ہین فضیلت مین) مسجد کعبہ اور مسجد نبوی اور مسجد اقصے کی طرف (۱۱۲) ابوداؤد نے ابن عمر
سے مسجد نبوی کے ستون حضرتؐ کے زمانے مین کہجور کی لکڑی کے تہے اور چہت پر سایہ کر دیا تہا کہجور کی شاخون
سے پہر وہ گل گئین ابوبکرؓ کی خلافت مین اونہون نے اور لکڑیان کہجور کی نئی لگائین اور شاخین بہی نئی
لگائین پہر وہ بہی گل گئین حضرت عثمانؓ کی خلافت مین اونہون نے مسجد کو پکی اینٹون سے بنایا وہ اب تک
قائم ہے (۱۱۳) ابوداؤد نے میمونہؓ سے انہون نے کہا یا رسول اللہ بیت المقدس مین آپ کیا حکم دیتے ہین ہمکو آپنے فرمایا وہان
جاؤ اوس مین نماز پڑہو اور اوس ملنے مین شہرون مین لڑائی پہیلی ہوئی تہی آپنے فرمایا اگر وہان نہ جا سکو اور
نماز نہ پڑہ سکو تو تیل بہیجدو اوسکی قندیلون مین جلایا جاوے (۱۱۴) ابوداؤد نے نافع سے حضرت عمرؓ منع
کرتے تہے مردون کو باب النسا مین ہوکر جانے سے (۱۱۵) امام نسائی نے عبداللہ بن عمروؓ سے حضرتؐ نے فرمایا
جب حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس کو بنایا تو اللہ جل جلالہ سے تین باتون کے لیے دعا کی ایک تو یہ کہ اپنی سی
حکومت اونکو عطا فرماوے دوسرے ایسی سلطنت دے جو اون کے بعد کسی کو نہ ملے تیسرے جب مسجد بنانے سے فارغ
ہوئے تو دعا کی یا اللہ جو کوئی اس مسجد مین نماز ہی کے لیے آوے تو اوسکو گناہون سے ایسا پاک کردے جیسے وہ پاک تہا
مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت (۱۱۶) امام نسائی نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مین سب پیغمبرون کے اخیر مین
ہون اور میری مسجد بہی سب کے اخیر مین ہے (۱۱۷) امام نسائی نے عبداللہ بن زیدؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میرے
گہر اور منبر کے درمیان ایک کیاری ہے جنت کی کیاریون مین سے ایک روایت مین ہے میری قبر اور منبر کے درمیان
(۱۱۸) نسائی نے ام سلمہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میرے منبر کے پائے جنت مین گڑے ہوئے ہین (۱۱۹) امام
نسائی نے ابوسعید خدریؓ سے دو آدمیون نے جہگڑا کیا کہ قرآن مین جو آیا ہے لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى یہ کون سی
مسجد ہے ایک نے کہا مسجد قبا ہے دوسرے نے کہا حضرتؐ کی مسجد ہے آپنے فرمایا وہ میری مسجد ہے یہ (۱۲۰)
امام نسائی نے یہ باب باندہا مسجد مین بچون کا لانا پہر ذکر کیا امامہ بنت زینب کی حدیث کا کہ حضرتؐ اون کو

نماز میں اوٹھا لیتے جب کھڑے ہوتے اور بٹھا دیتے جب رکوع کرتے (۱۲۱) امام نسائی نے ابو سعید بن معلی سے اونہوں نے کہا ہم صبح کو بازار جایا کرتے حضرت کے زمانے میں پھر مسجد پر سے گذرتے تو وہاں نماز پڑھتے ۔ اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ اگر راہ چلنے والے کا گذر مسجد پر سے ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھ لینا مستحب ہے

أَبْوَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي باب نمازی کے سترے کے بیان میں (سترہ وہ شے جو نمازی کے سامنے ہو جس کے پرے گذرنے والے نمازی کے سامنے سے جا سکتے ہیں)

بَابٌ سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ امام کا سترہ اسکو پیچھے نماز پڑھنے والوں کو بھی کافی ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ **ترجمہ** عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے میں ایک مادہ گدھی پر سوار ہو کر آیا اون دنوں میں جوانی کے قریب تھا (یعنے احتلام کے) اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سمیت نماز پڑھ رہے تھے منا میں (یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور مسلم کی روایت میں ابن عیینہ سے بجائے منا کے عرفات ہے نووی نے کہا شاید دو واقعے ہوں حافظ نے کہا اصل یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور ابن عیینہ کا قول شاذ ہے) سامنے آپکے دیوار نہ تھی تو میں صف میں سے بعض لوگوں کے سامنے سے گذرا پھر اوترا اور گدھی کو چھوڑ دیا وہ چرتی تھی اور میں صف میں شریک ہو گیا کسینے مجھپر اعتراض نہیں کیا **ف** حافظ نے کہا حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپنے سترے کے طرف نماز پڑھی اور بیہقی نے اس حدیث کے لیے یہ باب کیا ہے کہ بغیر سترے کے نماز پڑھنا اور اوپر یہ حدیث گذر چکی ہے اور شافعی نے کہا کہ سامنے آپکے دیوار نہ تھی اس کا یہ مطلب ہے کہ سترہ نہ تھا اور بزار کی روایت سے بھی یہی مطلب نکلتا ہے اور بعض متاخرین نے یہ کہا ہے کہ دیوار سامنے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ اور کوئی سترہ بھی نہ ہو مگر اگر کوئی سترہ ہوتا تو ابن عباسؓ یہ کیوں بیان کرتے کہ میرے سامنے سے گذرنے پر کسینے انکار نہیں کیا اسلیے کہ حالت سترے میں سامنے سے گذرنا بالاتفاق جائز ہے اور شاید مطلب امام بخاری کا یہ ہو کہ آنحضرتؐ کی عادت شریف یہ تھی کہ آپ میدان میں نماز نہ پڑھتے جب تک برچھی سامنے نہ گاڑتے اور اس عادت کو اونہوں نے آگے کی دو حدیثوں یعنے ابن عمرؓ اور ابو جحیفہ کی حدیثوں سے ثابت کیا اور ابن عمرؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ سفر میں ہمیشہ ایسا کرتے پس اوس عادت کے موافق

یہان بھی آپ کے سامنے سترہ ہوگا اور جب ابن عباس صف کے سامنے سے نکلے اور کسی نے انکار نہ کیا تو مطلب باب
کا ثابت ہوگیا کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کفایت کرتا ہے قسطلانی نے کہا حدیث میں جو الیٰ غیر جدار کا لفظ
ہے اسکا معنے یہ ہے الی شئ غیر جدار یعنی آپ نماز پڑھتے تھے ایک چیز کی طرف جو دیوار نہ تھی یعنے لکڑی تھی یا
اور کوئی شے اس صورت میں حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوجاویگی مترجم کہتا ہے رد کرتا ہے اس معنی کو وہ جو
بزار نے نکالا اپنی مسند میں ابن عباس سے کہ میں اور فضل ایک گدہی پر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے سے گذرے عرفات میں آپ فرض پڑہ رہے تھے اور کوئی چیز ہم میں اور آپ میں پردہ اور آڑ نہ تھی اس
روایت سے وہ جو حافظ صاحب نے کہا کہ ابن عیینہ کا قول کہ یہ عرفات میں تھا شاذ ہے غلط ہوتا ہے کیونکہ بزار کی روایت
ابن جریج کے طریق سے ہے اور اس میں بھی عرفات مذکور ہے شوکانی نے نیل میں بزار کی روایت کا یہ جواب دیا
کہ اوس میں مطلق سترے کی نفی نہیں ہے بلکہ اوس سترے کی جو مثل دیوار کے حائل ہو حافظ نے کہا ابن دقیق
العید نے کہا ابن عباس نے جو اس حدیث میں بیان کیا کہ میرے اوپر کسی نے اعتراض نہیں کیا اس سے اونہوں نے
دلیل لی سامنے سے گذرنے کی جواز پر اور یہ بیان نہیں کیا کہ اون لوگون نے نماز کا اعادہ نہیں کیا اسلیے
کہ اعتراض نکرنا زیادہ فائدہ رکھتا ہے مین کہتا ہون نماز کا اعادہ نکرنا اس سے صرف یہ نکلتا کہ نماز جائز
ہوگئی لیکن یہ نہ نکلتا کہ سامنے سے گذرنا جائز ہے برخلاف اسکے کہ اعتراض نکرنا اوس سے دونون باتین
نکلتی ہین سامنے سے گذرنے کا جواز اور نماز کی صحت اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاید حضرت کو ابن عباس
کے سامنے گذرنے کی خبر نہ ہوئی ہو اسوجہ سے آپنے انکار نہ کیا پس گذرنے کا جواز ثابت نہوگا اوسکا جواب یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز مین پیچھے بھی ایسی ہی دکھلائی دیتا جیسے سامنے اور یہ مضمون
اوپر گذرچکا پس ممکن نہین کہ آپنے نہ دیکھا ہو صف اول حائل ہونیکے باعث اور مولف نے حج مین جو روایت
نکالی اوس مین صاف یہ مذکور ہے کہ ابن عباس اول صف کے بعض لوگون کے سامنے سے گذرے اس صورت
مین آپکے دیکھنے کا کوئی مانع نہ رہا اور اگر یہ کوئی بات نہ ہوتی جب بھی صحابہ کی حرص مسائل دریافت کرنے
مین اس بات کو مقتضی ہوتی ہے کہ آپ کو ضرور اس امر کی اطلاع ہوئی ہوگی اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے
کہ نمازی کے سامنے سے اگر گدہا نکل جاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس صورت مین یہ حدیث ناسخ ہوگی اوس
حدیث کی جسکو امام مسلم نے نکالا اوس مین یہ ہے کہ گدہی اور عورت اور کالے کتے کے سامنے گذرنے سے
نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ گدہی اسوقت سامنے سے نکلی تھی جب ابن عباس اسپر

سوار تہے اور یہ مضر نہیں کسلیے کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے البتہ ابن عباس جب گدہی سے اوترے تہے
اوسکے بعد اگر گدہی کا گذرنا مذکور ہوتا تو اس استدلال کی گنجایش تہی اور وہ محتاج ہے نقل کا شوکانی نے کہا اس
حدیث سے اُن لوگون کا استدلال جو گدہے کا نمازی کے سامنے سے گذرنا مضر نہیں جانتے پورا نہیں ہوتا کس
لیے کہ یہ واقعہ اوسوقت کا ہے کہ امام کے سامنے سترہ تہا اور امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے اور اسی واسطے امام بخاری
اس حدیث کو اس باب مین لائے کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے اور یہ قرینہ ہے سترہ ہونیکا اور دیوار کی نفی سے
اور کسی سترے کی نفی لازم نہین آتی علاوہ اسکے ابن عباسؓ نے یہ کہا کہ مجہپر کسی نے انکار نہ کیا اس سے یہ لازم
نہین آتا کہ حضرتؐ نے بہی انکار نہ کیا کیونکہ احتمال ہے کہ حضرتؐ کو اسکی خبر نہ ہوئی ہو اور جو آپ کو خبر ہوئی ہو تو شاید آپنے
سترہ ہونیکی وجہ سے انکار نہ کیا ہو اور غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ گدہے کے سامنے جانے سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن
کالا کتا اور حائضہ عورت کے سامنے جانے سے نماز ضرور ٹوٹ جاویگی انتہے حافظ نے کہا ابن عبد البر نے کہا یہ
حدیث ابن عباس کی خاص کرتی ہے ابو سعیدؓ کی حدیث کو کہ جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو کسی کو اپنے سامنے
سے نہ گذرنے دے امام ہے اور اوس شخص سے جو اکیلے نماز پڑہ رہا ہو لیکن مقتدی کو ضرر نہین سامنے کسی شے
کے گذرنے سے ابن عباسؓ کی حدیث سے اور ان سب باتون مین علماء کا اختلاف نہین ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا
ہے کہ عبد الرزاق نے حکم بن عمرو غفاری صحابی سے نقل کیا اونہون نے اپنے یارون کو نماز پڑہائی سفر مین اور
امام کے سامنے سترہ تہا پہر کچہ گدہے یارون کے سامنے سے گذرے تو اونہون نے نماز لوٹائی اپنے یارون کے
ساتہ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اُنہون نے کہا میری نماز تو نہین ٹوٹی لیکن تمہاری نماز ٹوٹ گئی اس روایت
سے یہ نکلتا ہے کہ اس مسئلہ پر کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے سب کا اتفاق نہین ہے اور امام بخاری
نے جو ترجمہ باب بیان لکہا ہے وہ ایک مرفوع حدیث مین وارد ہے اوسکو نکالا طبرانی نے اوسط مین انسؓ
سے مرفوعًا کہ امام کا سترہ اوسکے پیچہے والون کا سترہ ہے اور کہا متفرد ہوا اسحدیث کے ساتہ سوید عاصم سے اور
سوید ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک اور یہ مضمون موقوفًا بہی مروی ہے ابن عمر سے نکالا اوسکو عبد الرزاق
نے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اسپر اتفاق ہے کہ مقتدی سترہ کی طرف نماز پڑہتے ہین لیکن اس مین اختلاف
ہے کہ اون کا سترہ خود امام ہے یا امام کا سترہ اور اس اختلاف کا نتیجہ اوسصورت مین ظاہر ہوگا جب امام کے
سامنے سے نماز مین کوئی چیز گذر جاوے جو نماز کو توڑتی ہے تو جو لوگ امام کے سترے کو مقتدیون کا سترہ کہتے
ہین اون کے نزدیک امام اور مقتدی دونون کی نماز کو ضرر ہوگا اور جو کہتے ہین امام خود مقتدیون کی نماز کا

سترہ سے انکے نزدیک امام کی نماز کو ضرر ہوگا اور مقتدیوں کی نماز کا ضرر نہوگا اور باقی بحثین ابن عباسؓ کی حدیث کی اوپر گذر چکی ہین کتاب العلم مین اور یہ جو ابن عباسؓ کی عمر مین جو اختلاف ہے اوسکو باب تعلیم الصبیان مین اور باب الاختتان مین بیان کیا ہے (فتح الباری) نیل مین ہے کہ جب حضرتؐ کی وفات ہوئی تو اختلاف ہے کہ ابن عباسؓ کی اوسوقت کیا عمر تہی بعض کہتے ہین تیرہ برس کی تہی بعض دس برس کی بعض پندرہ برس کی امام احمد نے کہا اخیر قول حق ہے اور بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا اون سے پوچہا گیا حضرتؐ کے وفات کیوقت تم کس کے برابر تہے اونہون نے کہا اُن دنون مین ختنہ ہوا تہا اور عربون کی عادت تہی کہ وہ ختنہ بلوغ کے وقت کرتے انتہے مختصراً

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْہِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْہَا وَالنَّاسُ وَرَاءَہٗ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَہَا الْاُمَرَاءُ ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نکلتے تو حکم کرتے (اپنے خادم کو) برچہہ لیکر چلنے کا وہ آپکے سامنے گاڑ دیا جاتا آپ اوسکی سامنے نماز پڑہتے اور لوگ آپکے پیچہے ہوتے اور سفر مین بہی آپ ایسا ہی کرتے (یعنے برچہی سامنے لگاکر نماز پڑہتے) اسیوجہ سے امیرون نے برچہہ ساتہہ رکہنے کی عادت کرلی ہے **ف** کہ عید کی نماز مین اوسکے ساتہہ برچہہ رہتا ہے اور مؤلف نے عیدین مین نکالا اوزاعی کے طریق سے نافع سے کہ آپ سویرے عیدگاہ کو جاتے اور برچہی آپکے سامنے نصب کی جاتی آپ اُسطرف نماز پڑہتے ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور اسماعیلی کی روایت مین ہی کہ عیدگاہ ایک میدان تہا اوس مین کچہ سترہ نہ تہا حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے لیے احتیاط کرنا اور دشمنون کے دفع کے لیے ہتیار ساتہہ رکہنا خاص کر سفر مین اور خادم سے خدمت لینا اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ مین روایت کی سعد قرظی سے کہ نجاشی (بادشاہ حبش) نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ہتیار (یعنے برچہہ) بہیجا آپ نے اوسکو اپنی وفات کے لیے رکہہ چہوڑا وہ وہی برچہہ ہے جو امام کے ساتہہ عید کے دن جاتا اور لیث کے طریق سے نکالا کہ وہ برچہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تہی وہ ایک مشرک کی تہی اوسکو زبیرؓ نے احد کے دن قتل کیا تہا آپنے وہ برچہی اُنسے لی لی اور آپ اوسکو گاڑا کرتے اپنے سامنے نماز مین اور احتمال ہے کہ پہلے آپ زبیر کی برچہی لگایا کرتے ہون پہر بعد وہ لگاتے ہون جو نجاشی نے بہیجی تہی تو دونو روایتون مین جمع ہوجاویگا (فتح الباری)

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ

قَالَ سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ
رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ ترجمہ ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ سوائی
سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی لوگون کو بطحا مین (جو ایک میدان ہے مکہ سے
باہر اوسکو ابطح بہی کہتے ہین) اور آپکے سامنے برچہی تہی (یہ ترجمہ ہے عنزہ کا قسطلانی نے کہا عنزہ آدہے
نیزے کے برابر ہوتی ہے مگر نیزے کی سنان اوپر ہوتی ہے اور عنزہ کی نیچے یعنے گانسی دار لکڑی) ظہر کی
دو رکعتین پڑہین اور عصر کی دو رکعتین آپکے سامنے سے عورت نکلتی تہی گدہا گذرتا تہا ف حافظ
نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپنے جمع کیا دونون نمازون مین یعنے ظہر اور عصر مین تو دونون کو ظہر کیوقت مین پڑہا جیسے
دوسری روایت مین ہے کہ دوپہر کے وقت ایسا کیا اور ابوالعمیس کی روایت مین ہے کہ بلال آئے اونہون نے آپکو
جتایا نماز کے لیے پہر عنزہ لیکر نکلے اوسکو گاڑا آپکے سامنے اور نماز کی تکبیر کہی اور ابن ابی زائدہ کی عون
سے لکہا اونہون نے اپنے باپ سے یعنے حضرت کو دیکہا ایک سرخ قبہ مین چمڑے کے اور مینے بلال کو دیکہا اونہون
نے آپکے وضو کا پانی لیا اور مینے لوگون کو دیکہا وہ اوس پانی پر لپک رہے تہے پہر جسکو کچہ مل گیا اوس نے
بدن پر مل لیا اور جسکو کچہ نہ ملا اوس نے اپنے ساتہی کے ہاتہ سے تری لی اور اوسی روایت مین ہے کہ آپ برآمد ہوئے
سرخ جوڑی مین کپڑے اوٹہائے ہوے اور مالک بن مغول نے عون سے روایت کیا گویا مین آپکی پنڈلیون کی
چمک کو دیکہہ رہا ہون اور اوسی روایت مین یہ ہے کہ یہ پانی وہ تہا جو آپکے وضو سے بچ رہا تہا اور مسلم کی روایت مین
ہے کہ پہر آپ دو رکعتین پڑہتے رہے یعنے قصر کیا کیے یہانتک کہ مدینہ کو لوٹ کر آئے اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ
واقعہ مکہ سے نکلنے کا ہے اور یہ جو حدیث مین ہے کہ آپکے سامنے عورت اور گدہا گذرتا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ برچہی
کے اوس پار یعنے برچہی اور قبلہ کے بیچ مین سے نہ برچہی اور آپکے بیچ مین سے اور ابن ابی زائدہ کی روایت مین
صاف یون ہے کہ مینے دیکہا لوگون کو اور جانورون کو وہ برچہی کے سامنے سے گذرتے تہے اور حدیث سے کئی
فائدے معلوم ہوئے ہین صالحین جسکو چہوئین اوسکا متبرک ہونا نمازی کے لیے سترہ لگانا جہان لوگون کے سامنے سے
جانیکا ڈر ہو سترہ کا سوٹا یا بقدر برچہی کے کافی ہونا سفر مین قصر افضل ہونا اتمام سے قصر کا شروع ہونا شہر
سے باہر نکلتے ہی صحابہ کی تعظیم کا بیان جو وہ حضرت کی کرتے تہے کپڑونکا اوٹہانا خصوصا سفر مین برچہی کا
ساتہ رکہنا سفر مین اذان سترہ کے ہونا پنڈلی کیطرف نظر جائز ہونا اسپر اجماع ہے یعنے مرد کی پنڈلی کیطرف
جب فتنے کا ڈر نہ ہو سرخ لباس کا پہننا درست ہونا اور اس مین اختلاف ہے اوسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب

اللباس مین آویگا (فتح مختصرًا) قسطلانی نے کہا ایک طائفہ علماء کا مذہب ابوذر کی ظاہر حدیث کی موافق ہے جسکو مسلم نے نکالا کہ عورت اور گدہے اور کتے کے سامنے گذرنے سی نماز فاسد ہوجاویگی اور امام احمد نے کہا کالے کتے کے سامنے گذرنے سے تو بیشک نماز فاسد ہوجاویگی لیکن عورت اور گدہے مین مجھکو شک ہے اور شافعی کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کے سامنے گذرنے سی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ کتا ہو یا عورت یا گدہا اور ابن عباس کی روایت دلیل ہی امام شافعی کی اور وہ حضرت کی وفات سے اسّی دن پہلے کی حدیث ہی تو ناسخ ہوگی ابوذر رضہ کی حدیث کی اور مؤلف نے اسحدیث کو صلوٰۃ اور ستر عورت اور اذان اور صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور لباس اور باب السُترۃ بمکّۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی صلوٰۃ مین انتہی مترجم کہتا ہی جس مسئلہ کو قسطلانی نے یہان بیان کیا اوسکی تفصیل خدا چاہے تو ہم آگے بیان کرینگے **باب** قدر کم ینبغی اَن یکُونَ بَینَ المُصَلّی وَالسُّترَۃِ نمازی اور سترے کے بیچ مین کتنا فاصلہ ہونا چاہیے (یعنے کتنے ہاتھ) **حَدَّثنا** عَمرُو بنُ زُرَارَۃَ قَالَ اَخبَرَنا عَبدُ العَزِیزِ بنُ اَبِی حَازِمٍ عَن اَبِیہِ عَن سَہلٍ قَالَ کَانَ بَینَ مُصَلّٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَبَینَ الجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاۃِ **ترجمہ** سہل بن سعد ساعدی کو روایت ہی اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہہ مین نماز پڑہتے تہے اوس مین اور دیوار مین اتنا فاصلہ تہا کہ ایک بکری گذرجاوے (دیوار سے مراد مسجد کی دیوار ہے جو قبلہ کی طرف ہوتی ہی) اور اسحدیث کو مسلم اور ابوداؤد نے بہی نکالا **حَدَّثنا** المَکِّیُّ قَالَ حَدَّثَنا یَزِیدُ بنُ اَبِی عُبَیدٍ عَن سَلَمَۃَ قَالَ کَانَ جِدَارُ المَسجِدِ عِندَ المِنبَرِ مَا کَادَتِ الشَّاۃُ تَجُوزُہَا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے روایت ہی کہ مسجد کی دیوار منبر کے پاس تہی دیوار اور منبر مین اتنا ہی فاصلہ تہا کہ ایک بکری نکل جاوے الحدیث الثانی من الثلاثیات

ف یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات مین سی دوسری ثلاثی ہے حافظ نے کہا اسماعیلی نے روایت کیا یزید سی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین منبر تہا اوس مین اور قبلہ کی دیوار مین اتنا ہی فاصلہ تہا کہ ایک بکری نکل جاوی اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق کیونکر ہوگی تو اوسکا جواب کرمانی نے یون دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے بازو کہڑے ہوتے تہے اور آپ کی مسجد مین محراب نہ تہی تو آپ کے اور قبلے کی دیوار مین بہی اتنا ہی فاصلہ ہوگا جتنا منبر اور دیوار مین تہا تو گویا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ نمازی اور سترے مین اتنا فاصلہ ہونا چاہیے جتنا آپکے منبر اور قبلہ کی دیوار مین تہا اور اس سے زیادہ صاف وہ ہی جو ابن رشید نے بیان کیا کہ امام بخاری نے اس ترجمے سے سہل کی اوس روایت کی طرف اشارہ کیا جو باب الصَّلوٰۃِ عَلَی المِنبَرِ

مین گذری کیونکہ اوس مین یہی ہی کہ آپ منبر پر کہڑے ہوے جب وہ بنا گیا اور نماز پڑہی اوسپر اس سی یہ نکلا کہ منبر بہی گویا نماز کی جگہہ ہے اگر کوئی کہے کہ حدیث مین یہ نہین ہی کہ آپنے منبر پر سجدہ کیا بلکہ آپنے منبر پر سے اوترکر نیچے سجدہ کیا منبر کی جڑ مین اور اوس مین اور دیوار مین بکری کے گذرنے سے زیادہ فاصلہ ہوگا اوسکا جواب یہ ہے کہ سجدہ کی سوا اکثر ارکان نماز کے منبر پر ادا کیے اور سجدہ کے لیے بہی منبر پر سے صرف اسلیے اوترے کہ اوسکی سیڑہی مین سجدہ کے لیے کافی جگہہ نہ تہی اور دوسرے یہ کہ جب منبر کے جڑ مین سجدہ کیا تو اوپر کی سیڑہی مثل سترے کے ٹہیری اور اسکا فاصلہ اوسی قدر ہے ابن بطال نے کہا یہ کم سے کم فاصلہ ہے نمازی اور سترے کا یعنی ایک بکری نکل جانے کے موافق اور بعضون نے کہا کم سے کم تین ہاتہہ کا فاصلہ چاہیے کیونکہ بلال کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے کعبہ مین نماز پڑہی آپکے اور دیوار کے بیچ مین تین ہاتہہ سی کم فاصلہ تہا اور یہ حدیث آگے آویگی اور داؤدی نے دونون مین جمع کیا ہے اس طرح سے کہ کم سے کم فاصلہ بکری کے گذرنے کے موافق ہی اور زیادہ سی زیادہ تین ہاتہہ مین اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ قیام اور قعود کیحالت مین تین ہاتہہ کے موافق فاصلہ چاہیے اور رکوع اور سجود مین بقدر بکری کے گذر جانے کے اور ابن الصلاح نے کہا کہ بکری گذرنے کا انداز تین ہاتہہ مقرر کیا ہے مین کہتا ہون اسپر اعتراض ہوتا ہے اور بغوی نے کہا اہل علم نے مستحب رکہا ہے سترے سے نزدیک ہونیکو اتنا کہ نمازی اور سترے مین صرف سجدہ کی جاے باقی رہے اور اتنا ہی فاصلہ ایک صف کو دوسری صف سے چاہیے اور سترے کے نزدیک کہڑے ہونیکے لیے حکم ہے حدیث مین اور اوس مین حکمت بہی بیان ہوئی ہے روایت کیا اوسکو ابوداؤد وغیرہ نے سہل بن ابی حثمہ سے مرفوعًا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے سترے کی طرف تو اوسکے نزدیک رہے تا کہ شیطان اوسکی نماز نہ توڑے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری مین مترجم کہتا ہی اوپر کی تقریر سے دو باتین اور معلوم ہوئین جنکو یاد رکہنا چاہیے ایک یہ کہ مسجد مین محراب بنانا جسکا رواج مدت سی چلا آتا ہے سنت نہین بلکہ سنت یہ ہی کہ محراب نہ ہو اور قبلہ کی دیوار صاف برابر ہو جیسے مکان کی دیوار ہوتی ہے اور محراب بنانے مین کوئی فائدہ نہین کیونکہ وہ سنت نہین دوسرے یہ کہ منبر مسجد کا مسجد سی علاحدہ رکہنا مسنون ہی اور جب خطبہ ہو جاوے تو منبر اوٹہا دیا جاوی منبر کو مسجد سی لگا ہوا بنانے مین ایک تو مخالفت ہی سنت کی دوسرے اوسکے بنانے مین ایک قباحت ہے وہ یہ کہ منبر بنانے سے اوسکی داہنی بائین بازو جو جگہہ خالی رہتی ہے اوس مین جگہ کے خالی رہنے کی وجہ سے بعض وقت لوگ کہڑے ہو جاتے مین اور یہ خیال کرتے مین کہ یہ اول صف ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہی اول صف وہ ہی جو امام کے پیچہے سب صفون سی پہلے ہو

دوسری قباحت یہ ہے کہ منبر کے سامنے نکلے رہنے کی وجہ سے ایک صف کا نقصان ہوتا ہے اگر منبر علاحدہ ہو تو ایک
صف کی گنجایش مسجد مین بخوبی نکل سکتی ہے افسوس ہے کہ اس زمانے مین لوگون کو سنت کی پیروی مرغوب
نہین صرف رسم ورواج کے پابند ہین مینے کسی شہر مین یہ نہین دیکھا کہ مسجد بغیر محراب کے ہو اور منبر مسجد سے
علیحدہ ہو البتہ بنگلور مین بعض برادران موحدین نے ایک مسجد بنائی ہے اوس مین محراب نہین ہے اور منبر بھی
لکڑی کا بناکر علاحدہ رکھا ہے اللہ تعالی اون لوگون کو اس سنت پر چلنے کا اجر دیوے اور خاک پڑے اون
جاہلون کے منہ پر جو حضرت صلعم کی اس سنت کو برا جانتے ہین اور محراب اور منبر نہ بنانے والون کو مطعون کرتے
ہین قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے بھی نکالا اور امام شافعی اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ نمازی اور سترے
مین تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے نیل مین ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا جب
کوئی تم مین سے نماز پڑھے تو سترے کی طرف پڑھے اور اس کے نزدیک ہو۔ اس کے اسناد مین محمد بن عجلان ہے
اور باقی راوی صحیح کے راوی ہین اور ابوداؤد نے سہل بن ابی حثمہ سے الساہی نکالا اور نسائی نے کہ
حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے سترہ کی طرف تو اس سے نزدیک ہو شیطان اوسکی نماز نہ توڑے
اور نکالا اوسکو ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور
ابوداؤد نے کہا اسکی اسناد مین اختلاف ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ کرنا واجب ہے اور موید ہے اسکی ابوہریرہ
کی حدیث جو آگے مذکور ہوگی اور حاکم نے سبرہ بن معبد جہنی سے نکالا اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر کہ تم مین سے ایک
نماز مین سترہ کرے اگرچہ ایک تیر ہی کا ہو اور یہ جو ابوداؤد کی روایت مین ہے کہ شیطان اوسکی نماز نہ توڑ دے تو
شیطان سے مراد وہ شخص ہے جو نمازی کے سامنے سے گذرے جیسے دوسری حدیث مین ہے اگر گذرنے والا نہ مانے
تو اوس سے لڑے وہ شیطان ہے امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تبوک
کی لڑائی مین نمازی کا سترہ آپ نے فرمایا پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر جیسے سوار ٹیکا دیتا ہے اونٹ کی
سواری مین نووی نے کہا جو چیز چاہے سامنے کھڑی کر لیوے اور پالان کی پچھلی لکڑی ہاتھ کی ہڈی کے
برابر ہوتی ہے یعنے ہاتھ کی دو تہائی اور علما نے کہا ہے کہ حکمت سترہ مین یہ ہے کہ نمازی کی نگاہ اوسکے
پرے نہ جاوے اور جو کوئی قریب سے گذرنے وہ سترہ دیکھکر اوسکے پرے سے گذرے اور امام احمد اور نسائی نے
بلال سے نکالا کہ حضرت کعبہ کے اندر گئے پھر نماز پڑھی آپ نے اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کے قریب تھا اور امام
احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے نکالا کہ ہم نماز پڑھتے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے گذرتے

تھے تو ہم نے اسکا ذکر کیا حضرتؐ سے آپ نے فرمایا جب تم میں ہر کسی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شئے ہو تو سامنے سے کسیکا گذرنا ضرر نہ کریگا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر سترہ نہو تو بعضی چیزوں کے سامنے گذرنے سے نمازی کے نماز کو نقصان پہونچیگا اور عبد الرزاق نے حضرت عمرؓ سے فرق روایت کیا ہے ستر اور بے ستر والے میں کیونکہ جس نے سترہ نہ لگایا اوس نے قصور کیا خصوصاً جب شارع عام میں نماز پڑھے اور امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے مونہہ کے سامنے کوئی چیز کر لیوے اگر کچھ نہ پاوے تو ایک لکڑی کھڑی کرے اگر لکڑی بھی نہو تو زمین پر لکیر ہی کر لیوے اب جو چیز اوسکے پرے گذریگی وہ اوسکو ضرر نہ کریگی۔ اس حدیث کو ابن حبان نے بھی نکالا اور صحیح کہا اور بیہقی نے اور صحیح کہا اوسکو امام احمد اور ابن مدینی نے نقل کیا اوسکو ابن عبد البر نے اسناد کا میں اور سفیان بن عیینہ اور شافعی اور بغوی وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف کہا حافظ نے کہا ابن الصلاح نے مضطرب کی مثال اس حدیث سے دی اور اسپر اعتراض ہوا ہے اور بلوغ المرام میں کہا کہ جس نے اس حدیث کو مضطرب قرار دیا اوس نے غلطی کی اور یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد نے سنن میں کہا مینے امام احمد بن حنبلؒ سے سنا انسے کئی بار پوچھا گیا لکیر کیونکر کرے اونہوں نے کہا اسطرح عرض میں ہلال کی طرح اور مسدد سے میں نے سنا وہ کہتے تھے لنبی لکیر کرے تو امام احمد نے یہ اختیار کیا کہ لکیر کیا مدار ہو محراب کیطرح اور اسمیں اسطرح نماز پڑھے جیسے محراب میں پڑھتا ہے اور مسدد نے یہ اختیار کیا کہ سیدھی لکیر کرے اپنے سامنے قبلے کیطرف تہذیب میں ہے کہ یہ لکیر مشرق سے مغرب تک ہے اور امام مالک اور اکثر فقہاء جیسے حنفیہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ لکیر کرنا کافی نہیں ہے سترہ کے لیے اور انکا عذر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور مضطرب ہے اور شافعی کے اصحاب میں دو قول ہیں اور جمہور شافعیہ اوسکے استحباب کے قائل ہیں اور امام احمد اور ابوداؤد نے مقداد بن الاسود سے روایت کیا انہوں نے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز پڑھی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف مگر اسکو اپنی بائیں یا داہنے ابرو کے مقابل کیا اور ٹھیک اسکیطرف توجہ نہیں کی یعنے اوسکو مقصود نہیں بنایا تاکہ بت پرستی سے مناسبت نہو اور روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان میں نماز پڑھی آپ کے سامنے کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا مقداد کی حدیث کی اسناد میں ابوعبیدہ ولید بن کامل ہے منذری نے کہا اوس میں گفتگو ہے اور تقریب میں ہے کہ وہ لین الحدیث ہے اور ابن عباس کی حدیث کے اسناد میں بھی منذری نے کہا گفتگو ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ لگانا واجب نہیں ہے تو حکم سترہ لگانیکا

استحبابی ہوگا لیکن علم اصول مین یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ فعل آپکا قول کے معارض نہین ہوتا پس وجوب ثابت رہیگا اب ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ لگانیکا حکم عام ہے صحرا ہو یا بستی اور حضرتؐ سے ایسا ہی ثابت ہے اور کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ سترہ صحرا اور جنگل سے مخصوص کیا جاوے تمام ہوا کلام شوکانی کا نیل مین زیلعی نے کہا ہدایہ مین جو یہ حدیث نقل کی کہ جب تم مین سے کوئی جنگل مین نماز پڑھے تو اپنے سامنے سترہ لگاوے اسکا پتہ نہین ملا اور ابوداؤد کی حدیث ابوہریرہؓ کی (جو اوپر گذری) اوسکی قریب ہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوسعید خدریؓ سے نکالا حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے تو سترے کیطرف پڑھے اور اوس سے نزدیک رہے اور کسی کو اپنے سامنے سے (یعنے سترے کے اندر) نہ گذرنے دے اگر کوئی آدمی گذرنے کو تو اوس سے لڑے وہ شیطان ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین ابن عمرؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے تو سترے کی طرف پڑھے اور کسیکو اپنے سامنے سے نہ گذرنے دے حاکم نے کہا یہ صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور نہین نکالا اوسکو دونو نے اور نکالا اوسکو ابن ماجہ اور احمد اور بزار اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسندون مین ابن ماجہ اور ابن حبان نے زیادہ کیا اگر گذرنے والا نہ مانے تو اوس سے لڑے کیونکہ اوسکے ساتھ قرین ہے یعنے ساتھی اوسکا بیان مراد برا قرین ہے یعنی شیطان ابن ماجہ کی ایک روایت مین یہ ہے کہ اوسکے ساتھ عزّیٰ ہے یعنی بڑا دشمن مراد شیطان ہے اور بخاری نے تاریخ کبیر مین سبرہ بن معبد جہنی سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا تم مین سے ایک آڑ کرے اپنی نماز مین اگرچہ ایک تیر ہی کی ہو اور حاکم نے مستدرک مین سہل بن ابی حثمہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے تو سترے سے نزدیک رہے اور اسکی طرف نماز پڑھے اور کہا صحیح ہے بخاری و مسلم کی شرط پر اور نکالا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور اوس مین اتنا زیادہ ہے نہ توڑے شیطان نماز اوسکی اور زیلعی نے کہا کہ ہدایہ مین جو یہ حدیث لکھی ہے کہ کیا تم مین سے کوئی عاجز ہے اس سے کہ جب جنگل مین نماز پڑھے تو اوسکے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو یہ بھی غریب ہے اس لفظ سے نہین ملی اور امام مسلم نے طلحہ سے نکالا وہ جو اوپر گذر چکا اور ابوذرؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھنے کو کھڑا ہو تو آڑ کرلیگا اوس کا وہ جو پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو اور ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا توڑ دیتا ہے نماز کو گدہا اور کتا اور عورت کا سامنے سے نکل جانا اور پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر بچاو ہے اوسکا اور ابن حبان نے صحیح مین ابوسعید خدریؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سترے کی طرف نماز پڑھے تو اوس سے نزدیک ہو کیونکہ شیطان اوسکے اور سترے کے بیچ مین سے ہوکر گزرتا ہے اور کسیکو اپنے سامنے نہ گذرنے دے اور نکالا اوسکو ابوداؤد

نے نصب اور پر گذرا نووی نے خلاصہ مین کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور طبرانی نے معجم مین جبیر بن مطعم سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم مین سے ستر کی طرف نماز پڑھے تو اوس سے نزدیک ہو اور شیطان اوسکے اور ستر کے درمیان نگذرے اور بزار نے مسند مین ایسا ہی نکالا اور کہا یہ حدیث جبیر سے اسی طریق سے مروی ہے اور طبرانی نے سہل بن سعد سے ایسا ہی نکالا اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور نکالا اوسکو دوسری سند سے بھی اور ابو نعیم نے حلیہ میں صفوان بن سلیم کے ترجمہ مین اوسکو نکالا اور بزار نے مسند مین بریدہ سے ایسا ہی نکالا اور کہا ہم نہین جانتے یہ حدیث بریدہ سے مگر اسی طریق سے اور ابوداؤد نے سنن مین نکالا علی بن عیاش سے اونہون نے ولید بن کامل سے اونہون نے مہلب بن حجر سے اونہون نے ضباعہ بنت مقداد بن اسود سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا مینے حضرت کو نہین دیکھا کہ آپ نماز پڑھتے کسی لکڑی یا ستون یا درخت کیطرف مگر اوسکو اپنی داہنے یا بائین ابرو کے مقابل کرتے اور اوسکو مقصود نہ بناتے اور نکالا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور طبرانی نے معجم مین اور ابن عدی نے کامل مین اور علت کی اوسمین ولید بن کامل سے اور بخاری سے نقل کیا کہ اوسکے پاس عجیب حدیثین ہین اور ابن القطان نے اس حدیث مین دو علتین نکالین ایک یہ کہ اسناد مین تین مجہول ہین ضباعہ اور مہلب اور ولید بن کامل اور ولید اون لوگون مین سے ہے جنکی عدالت ثابت نہین ہوئی دوسرے یہ کہ ابن السکن نے اپنی سنن مین اس حدیث کو یون نکالا ولید بن کامل سے اونہون نے مہلب سے اونہون نے ضبیعہ بنت مقدام بن معدیکرب سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے ستون یا تھم کی طرف یا اور کسی چیز کیطرف تو اوسکو اپنی دونون آنکھون کے بیچ مین نہ کرے بلکہ اوسکو بائین ابرو کے مقابل کرنے اور یہ مخالف ہے ابوداؤد کی روایت کو اسناداً اور متناً اور ابن السکن کے اسناد مین بقیہ ہے تمام ہوا کلام زیلعی کا مختصراً

باب الصَّلٰوةِ اِلَى الْحَرْبَةِ بھالے کی طرف نماز پڑھنا یعنی جو نمازی اور قبلے کے درمیان گڑا ہو

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ فَيُصَلِّىْ اِلَيْهَا ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بھالا گاڑا جاتا پھر آپ نماز پڑھتے اوسکی طرف

باب الصَّلٰوةِ اِلَى الْعَنَزَةِ برچھی کیطرف نماز پڑھنا یہ عنزہ کا ترجمہ ہے بعضون نے کہا عنزہ اور حربہ ایک ہے تو یہ تکرار ہوئی اور شاید عنزہ حربہ سے چھوٹا ہوتا ہے پس تکرار نہ ہوگی حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ ابْنُ اَبِىْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ

يَأْتِي بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرُّونَ مِنْ وَرَائِهَا ترجمہ ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے پھر پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا پھر ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے ایک برچھی گڑی تھی اور عورت اور گدھے اوسکے پرے سے گذرتے تھے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ عَصًا أَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لیے نکلتے تو آپ کے پیچھے میں جاتا اور ایک لڑکا اور ہمارے ساتھ عکازہ ہوتی (عکازہ وہ لکڑی جسکے نیچے لوہا لگا ہوتا ہے) یا عصا یا عنزہ (یہ شک ہے راوی کا) اور ایک ڈول ہوتا پھر جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم آپکو ڈول دیتے

بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا مکہ میں اور اور مقاموں میں سترہ لگانا

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ ترجمہ ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے تو مکہ کے میدان میں نماز پڑھی ظہر اور عصر کی (ملاکر) ہر ایک کی دو دو رکعتیں پڑھیں (یعنی قصر کیا) اور اپنے سامنے ایک برچھی گاڑی اور وضو کیا آپ نے تو لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی اپنے بدن پر ملنے لگے **ف** ابن منیر نے کہا امام بخاری نے اس باب میں مکہ کی تخصیص اسلیے کی کہ کوئی یہ وہم نہ کرے کہ سترہ قبلہ ہے اور مکہ میں تو کعبہ کے سوا اور کچھ قبلہ نہیں ہو سکتا تو وہاں سترے کی احتیاج نہیں ہے حافظ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ امام بخاری نے عبد الرزاق کے ترجمہ باب پر رد کیا اونہوں نے یہ باب قائم کیا کہ مکہ میں نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی پھر نکالا کثیر بن کثیر بن مطلب سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت کو دیکھا آپ مسجد حرام میں نماز پڑھتے اور آپکے اور لوگوں کے بیچ میں سترہ نہ تھا اور نکالا اسکو اصحاب سنن نے اور اوسکے راوی ثقہ ہیں مگر یہ حدیث معلول ہے تو امام بخاری نے اشارہ کیا اوسکے ضعف کی طرف اور یہ بیان کیا کہ سترہ لگانا جیسے اور مقاموں میں چاہیے ویسے ہی مکہ میں بھی چاہیے اور دلیل لی اسپر ابو جحیفہ کی حدیث سے اور شافعیہ کا مشہور مذہب یہی ہے اور انکے نزدیک مکہ میں بھی نمازی کے

سامنے سے گذرنا منع ہے اور بعض فقہا نے طواف کرنیوالوں کیلیے اسکو معاف کیا ہے بوجہ ضرورت کے اور بعض حنابلہ کا یہ قول ہے کہ تمام مکہ میں نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو چیز صالحین کے جسم سے لگے اوس سے برکت لے سکتے ہیں

باب الصلوٰۃ الی الاسطوانۃ تھم اور ستون کیطرف نماز پڑہنا وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ اَحَقُّ بِالسَّوَارِيْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِيْنَ اِلَيْهَا اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑہنے والے زیادہ حقدار ہیں ستونوں کے بات کرنے والوں سے جو ٹیکا دیے ہوں اونپر (اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ اور حمیدی نے وصل کیا ہمدان کے طریق سے جو قاصد تہا حضرت عمرؓ کا یمن والوں کیطرف اور نماز پڑہنے والوں کا حق ستونوں پر اسوجہ سے زائد ہوا کہ اون کو عبادت کے لیے اونکی آڑ درکار ہے اور بات کرنے والے بہی گو ٹیکنے کے لیے اون کے محتاج ہیں مگر باتیں کرنا کوئی عبادت نہیں (فتح الباری) وَرَاٰی عُمَرُ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بَيْنَ اُسْطُوَانَتَيْنِ فَاَدْنَاهُ اِلٰى سَارِيَةٍ فَقَالَ صَلِّ اِلَيْهَا اور حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکہا دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑہتے ہوئے تو اوسکو نزدیک کر دیا ایک ستون کے اور کہا نماز پڑہ اوسکیطرف **ف** حافظ نے کہا ابوذر اور اصیلی وغیرہ کی روایتوں میں ابن عمرؓ ہے اور بعض راویوں نے عمر کہا ہے اور وہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ نے اس قصہ کو نکالا معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی سے اونہوں نے اپنے باپ سے وہ صحابی تہے اونہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے مجہکو دیکہا پہر بیان کیا یہی قصہ اوس میں یہ زیادہ ہے کہ اونہوں نے میری گدی تہامی اور امام بخاری یہ تعلیق اسلیے لائے کہ آگے کی حدیثوں میں جو ستون کے پاس نماز پڑہنے کا یا ستونوں کیطرف لوگوں کے لپکنے کا ذکر ہے اوس سے یہی مراد ہے کہ ستون کی طرف نماز پڑہنا

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ اٰتِيْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا **ترجمہ** یزید بن ابی عبید نے کہا میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ آیا کرتا (مسجد نبوی میں) وہ نماز پڑہتے اوس ستون کے پاس جو مصحف کے پاس ہے میں نے کہا اے ابو مسلم (یہ کنیت ہے سلمہ کی) میں تم کو دیکہتا ہوں تم قصد کرکے اس ستون کے پاس نماز پڑہتے ہو اونہوں نے کہا میں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکہا آپ قصد کرکے اوسکے پاس نماز پڑہتے تہے **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث تیسری ثلاثی ہے امام بخاری کی اور اس سند میں

امام بخاری اپنے استاذ امام احمد بن حنبل کے برابر ہو گئے کیونکہ امام احمد نے بھی سند میں اس حدیث کو مکی بن ابراہیم سے نکالا اور جو کہا وہ ستون جو مصحف کے پاس ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ مصحف کا مقام ایک خاص مقام تھا مسجد نبوی میں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ صندوق کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور شاید یہ صندوق اوسی مصحف کا ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے اس ستون کی تحقیق کی ہے اونہوں نے کہا وہ بیچ کا ستون ہے روضہ مکرمہ میں اب اوسکو مہاجرین کا ستون کہتے ہیں اور حضرت عائشہ سے منقول ہے اونہوں نے کہا اگر لوگ اس ستون کو پہچانتے تو اوس پر قرعے ڈالتے اور انہوں نے چپکے سے وہ ستون عبداللہ بن زبیر کو بتلا دیا تھا تو عبداللہ اکثر وہیں نماز پڑھتے پھر میں نے یہ مطلب ابن بخار کی تاریخ مدینہ میں پایا اونہوں نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ قریش کے مہاجرین اوس ستون کے پاس اکٹھے ہوتے اور ان سے پہلے محمد بن حسن نے تاریخ مدینہ میں اوسکو بیان کیا ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ مصحف وہ ہے جو حضرت عثمان کے عہد سے مسجد نبوی میں رکھا تھا اور یہ حدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بھی نکالا صلوٰۃ میں حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** انس سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صحابہ کو دیکھا وہ لپکتے تھے مغرب کی (اذان) کے وقت ستونوں کی طرف شعبہ نے اتنا اور بڑھایا یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوتے **ف** اوس وقت آپ کے ساتھ فرض پڑھتے اور یہ لپکنا آپ کے برآمد ہونے سے پہلے ستونوں کی طرف اسلئے ہوتا کہ مغرب کی سنتیں ادا کریں چنانچہ مولف نے شعبہ کی روایت کو کتاب الاذان میں نکالا اوس میں یہ ہے کہ وہ دو رکعتیں پڑھتے مغرب سے پہلے حافظ نے کہا خدا چاہے تو اس حدیث کی مباحث وہیں ذکر کریں گے اور یہ بھی بیان کرینگے کہ یہ بڑے صحابہ کرام کون تھے

بَابُ الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ جب جماعت نہ ہو تو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا جائز ہے **ف** لیکن اگر جماعت ہو تو ستونوں کے بیچ میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کس لیے کہ ایسا کرنے سے صف قطع ہو جاویگی اور جماعت میں صفوں کا برابر کرنا ضرور ہے اور رافعی نے شرح مسند میں کہا کہ امام بخاری نے باب کی حدیث سے اس پر دلیل لی کہ اگر جماعت نہ ہو تو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں لیکن اولے یہ ہے کہ منفرد بھی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھے اسپر بھی

اگر کوئی جماعت مین دو ستونون کے بیچ مین کہڑا ہو تو وہ ایسا ہی نہ ہے جیسے ستون کو سامنے کرکے کہڑا ہو مین
کہتا ہون اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ستونون کے بیچ مین نماز پڑہنے سے تو ممانعت آئی ہے حاکم نے
اسکو انس رضی اللہ عنہ سے نکالا باسناد صحیح اور یہ حدیث تینون سنن مین موجود ہے اور ترمذی نسائی نے اسکو حسن کہا محب
طبری نے کہا ایک جماعت نے ستونون کے درمیان صف کرنیکو مکروہ رکہا ہے کیونکہ اس سے ممانعت وارد
ہوئی اور یہ کراہت اوسی موقع پر ہے جب جگہہ کی تنگی نہ ہو اور حکمت اوس مین یہ ہے کہ صف قطع نہ ہو یا یہ ہے کہ
ستونون کے بیچ مین جوتے رکہے جاتے ہین اور قرطبی نے کہا بعضون نے نقل کیا کہ سبب کراہت کا یہ ہے
کہ مسلمان جن وہان نماز پڑہتے ہین (فتح الباری) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا
جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ
وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلَى اَثَرِهِ فَسَاَلْتُ
بِلَالًا اَيْنَ صَلَّى قَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اور بلال
اور آپ دیر تک وہان ٹہیرے پہر باہر نکلے اور مین سب لوگون سے پہلے آپکے بعد اندر گیا تو مین نے
بلال سے پوچہا آپنے کہان نماز پڑہی اونہون نے کہا آگے کے دو ستونون کے بیچ مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ
بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ
وَمَكَثَ فِيهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُودًا
عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ
اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى وَقَالَ اِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ قَالَ عَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ ترجمہ عبداللہ بن عمر
سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے اندر گئے اور اسامہ بن زید اور بلال اور عثمان
بن طلحہ حجبی (یہ عثمان کلید دار تہے کعبہ کے حجبی نسبت ہے حجاب کعبہ کی طرف اب تک کلید خانہ کعبہ کی
انہی کے خاندان مین ہے) پہر آپنے بند کر لیا کعبہ کو (یعنے اندر سے دروازہ) اپنے اوپر اور وہان دیر کی
جب آپ برآمد ہوئے تو مین نے بلال سے پوچہا آپنے (اندر) کیا کیا بلال نے کہا آپنے ایک ستون
بائین طرف کیا اور دو داہنی طرف اور تین ستون اپنے پیچہے کیے اون زمانے مین خانہ کعبہ چہہ ستونون پر تہا

پھر نماز پڑہی اسمعیل بن ابی اویس کی روایت مین مالک سے یون ہی کہ دو ستونون کو داہنی طرف کیا
ف حافظ نے کہا جب کہ چہ ستونون پر تہا تو پہلی روایت مین جو ہے کہ ایک ستون بائین طرف
کیا ایک داہنی طرف اسمین اشکال ہوتا ہے بلکہ ایک طرف دو ستون ہوتا ہے اور اسیواسطے امام بخاری
نے اسماعیل کی روایت بیان کی اوس مین یہ ہے کہ داہنی طرف دو ستون کیے اور بعضون نے دونون
روایتون مین اسطرح تطبیق کی ہے کہ حضرتؐ کے بعد پانچ ستون ہوگئے تہے اور آپکے عہد مین چھہ ستون
تہے پھر ایک ایک ستون داہنے اور بائین جس روایت مین ہی وہ محمول ہے بعد کیحالت پر اور دو کی روایت
محمول ہے حضرتؐ کے عہد کی حالت پر اور کرمانی نے یون جواب دیا کہ عمود کا لفظ جنس ہے اوسکا اطلاق
ایک اور متعدد پر بہی ہوسکتا ہے اور احتمال ہے کہ تین ستون اخیر کے برابر برابر نہ ہون بلکہ دو اون مین
سے برابر ہون اور ایک ہٹا ہوا اور اگلی حدیث مین جو ہے کہ لگے دو ستونون کے بیچ مین یہ موید ہے
اس احتمال کو اور مجاہد کی روایت جو اوپر گذری اوس سے بہی یہی نکلتا ہے اور اسمعیل کی مطابق روایت
کیا ابن قاسم اور قعنبی اور ابو مصعب اور محمد بن الحسن اور ابو حذافہ اور شافعی اور ابن مہدی نے ایک
روایت مین امام مالک سے اور جمہور نے عبد اللہ بن یوسف کی طرح ایک ستون داہنی طرف اور ایک ستون
بائین طرف روایت کیا ہے اور یحیی بن یحیی نیسا پوری نے مسلم کی روایت مین امام مالک سے اولٹا
روایت کیا ہے یعنے دو ستون بائین طرف اور ایک ستون داہنی طرف (فتح مختصرًا) نیل مین ہے
کہ احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے نکالا عبد الحمید بن محمود سے اونہون نے کہا ہمنے امیرون
مین سے ایک امیر کے پیچہے نماز پڑہی تو لوگون نے ہم کو لاچار کر دیا آخر ہمنے نماز پڑہی دو ستونون کے
بیچ مین جب ہم نماز پڑہ چکے تو انسؓ نے کہا ہم تو اس بات سے بچتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو حاتم نے کہا کہ عبد الحمید ایک شیخ تہا اور دار قطنی نے کہا وہ
کوفہ والا تہا ثقہ تہا اوس سے حجت لیجاویگی عبد الحق نے اس حدیث کو ضعیف کہا بوجہ عبد الحمید کے اور
کہا حجت نہ لیجاویگی اوسکی حدیث سے ابن قطان نے انکار کیا اور کہا کہ عبد الحمید کا ضعف انکو کہان
سے معلوم ہوا کسی نے اوسکو ضعیفون مین ذکر نہین کیا اور ابو حاتم کے شیخ کہنے سے اوسکا ضعف لازم
نہین آتا بلکہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مشہور علما مین سے نہ تہا اور نسائی نے عبد الحمید کا ذکر کیا اور کہا وہ ثقہ تہا
اور ابن ماجہ نے روایت کیا معاویہ بن قرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ ہم منع کیے جاتے تہے ستونون

کے درمیان صف کرنے سے آنحضرت صلعم کے زمانے میں اور ہنکائے جاتے تھے ستونوں کے بیچ میں سے اسکے اسناد میں ہارون بن مسلم بصری ہو ابوحاتم نے کہا وہ مجہول تھا اور شاہد ہے اسکے وہ جو نکالا حاکم نے اور کہا صحیح ہے انس رضی سے کہ ہم منع کیے جاتے تھے ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنے سے اور ہنکائے جاتے تھے وہاں سے اور انس رضی نے کہا مت نماز پڑھو ستونوں کے بیچ میں اور پورا کرو صفوں کو اور ان حدیثوں سے بظاہر یہ نکلتا ہے کہ ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا حرام ہے اور بعض اہل علم نے اوسکو مکروہ کہا ہے ترمذی نے کہا بعض علما نے مکروہ جانا ہے ستونوں کے درمیان صف باندھنے کو اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق کا اور بعض علما نے اسکی اجازت دی ہو اور نخعی نے اوسکو مکروہ رکھا ہو اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اسکی کراہت نقل کی ہے ابن مسعود اور ابن عباس اور حذیفہ سے ابن سید الناس نے کہا ان صحابہ کے خلاف کسی صحابی کا قول معلوم نہیں ہوتا اور ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور ابن منذر نے اوسکی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ حضرت سے ثابت ہے کعبہ کے اندر ستونوں کو درمیان نماز پڑھنا ابن سلام نے کہا حسن اور ابن سیرین نے بھی اوسکو جائز رکھا ہے اور سعید بن جبیر اور ابراہیم تیمی اور سوید بن غفلہ اپنے لوگوں کی امامت کرتے تھے دو ستونوں کے درمیان اور اہل کوفہ کا یہی قول ہو ابن عربی نے کہا تنگی اور ہجوم کے وقت تو یہ امر بالاجماع جائز ہے اور گنجایش کے وقت مکروہ ہے جماعت کے لیے لیکن اکیلے شخص کے لیے درست ہے اور حضرت نے کعبہ کے اندر ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے شوکانی نے کہا ہیر معلوم ہوتا ہے کہ انس کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنگی اور ہجوم کے وقت بھی ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اوس میں یہ ہے کہ لاچار کر دیا ہم کو لوگوں نے اور قرہ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ستونوں کے درمیان صف کرنا منع ہے نہ وہاں نماز پڑھنا تو اس سے فرق نکلتا ہے جماعت اور منفرد کا پر انس کی دوسری حدیث میں نماز کی ممانعت وہاں مذکور ہے اور ممکن ہے کہ اس سے جماعت کی نماز مراد ہو کیونکہ مطلق محمول کیا جاتا ہے مقید پر علاوہ اسکے کعبے کے اندر حضرت نے دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھی یہ بھی دلالت کرتا ہے کہ ممانعت جماعت کی ہو نہ بالانفراد پڑھنے کی اس صورت میں ممانعت خاص ہوگی اون مقتدیوں کی نماز سے جو ستونوں کے درمیان کھڑے ہوں نہ امام اور منفرد کی نماز سے اور یہ قول سب سے زیادہ اچھا ہے اور جن لوگوں نے مقتدیوں کو امام یا منفرد پر قیاس کیا ہے اونکا قیاس فاسد ہو کیونکہ مخالف ہے احادیث مذکورہ بالا کے انتہی ما قال الشوکانی مترجم کہتا ہو اوپر کی تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ امام احمد اور اسحٰق

کا مذہب حق ہے کہ ستونوں کے بیچ میں صف باندھنا مکروہ ہے البتہ امام یا اکیلے نماز پڑھنے والا وہاں پڑھ سکتا
ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ کا مذہب اس مسئلہ میں خطا ہے اور شاید اونکے اماموں کو اوپر کی حدیثیں صحت
کے ساتھ نہیں پہونچیں ورنہ وہ ہرگز مخالفت نکرتے انکی اور ہمارا گمان تمام ائمہ مجتہدین کے ساتھ ایسا ہی
ہے اللہ اونپر رحم کرے اور انکی خطائیں معاف فرماوے **باب** اصیلی کی روایت میں باب کا لفظ نہیں
ہے اور یہ گویا فصل ہے باب اول کی لیکن اس میں ستونوں کے درمیان نماز کا ذکر نہیں ہے البتہ قبلہ کی دیوار
کا فاصلہ مذکور ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى
ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشَى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِيْنَ يَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ
قِبَلَ ظَهْرِهٖ فَمَشَى حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِ اَذْرُعٍ صَلّٰى
يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِيْ اَخْبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ وَلَيْسَ عَلٰى
اَحَدٍ بَاْسٌ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ اَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرؓ جب کعبہ کے اندر جاتے تو سامنے
چلے جاتے اپنے مونہہ کیطرف جب اندر گھستے اور کعبہ کے دروازے کو اپنی پشت کیطرف کرتے پھر چلتے یہاں تک
کہ ان میں اور دیوار میں جو انکے مونہہ کے سامنے ہوتی تین ہاتھ کے قریب فاصلہ رہ جاتا کعبہ کے اندر عبد اللہ
نماز پڑھتے اور اس مقام کو ڈھونڈتے جہاں بلال نے انسے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز پڑھی ابن عمر نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر کوئی شخص کعبہ کی جس کونے میں چاہے نماز پڑھے **ف**
یعنے کعبہ کے اندر ہر جگہہ اور ہر طرف نماز جائز ہے عبد اللہ حضرتؐ کی پیروی کا بہت خیال رکھتے اسواسطے
جہاں اور جدہر حضرتؐ نے نماز پڑھی تھی وہیں اور اودہر ہی وہ نماز پڑھتے تو غرض عبد اللہ کی یہ ہے کہ کعبہ میں
نماز جائز ہونیکی یہ شرط نہیں کہ اوسی جگہہ نماز پڑھے جہاں حضرتؐ نے نماز پڑھی تھی گو اوسکے اولی ہونے میں
شک نہیں **باب** الصَّلٰوةِ اِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ اونٹنی اور اونٹ اور درخت
اور اونٹ کی پالان کیطرف نماز پڑھنا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يُعَرِّضُ
رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا قُلْتُ اَفَرَاَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَاْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهٗ
فَيُصَلِّيْ اِلٰى اٰخِرَتِهٖ اَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو عرض میں بٹھاتے پھر اوسکی طرف نماز پڑھتے عبید اللہ نے کہا میں

نافع سے کہا بہلا جسوقت اونٹ بگڑتے (اوسوقت حضرت کیا کرتے) نافع نے کہا آپ پالان کو لیتے اوسکو اپنے سامنے کہڑا کرتے پہر اوسکی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑہتے (پچھلی لکڑی وہ جسپر سوار ٹیکا دیتا ہے) اور ابن عمر بہی ایسا کرتے **ف** یعنے جب اونٹ بگڑے ہوتے تو پالان کو سیدہا کرکے اوسکی طرف نماز پڑہتے حافظ نے کہا حدیث مین اونٹنی اور پالان کا ذکر ہے تو امام بخاری نے اونٹ کو اونٹنی پر قیاس کیا یا اشارہ کیا اس حدیث کی دوسرے طریق کیطرف جسکو روایت کیا ابو خالد نے عبید اللہ بن عمر سے اونہوں نے نافع سے اس مین یہ ہے کہ آپ اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑہتے اور عبد الرزاق نے نکالا کہ ابن عمرؓ اونٹ کی طرف نماز پڑہنا مکروہ جانتے مگر جسوقت اوسکے اوپر پالان ہو اور درخت کو پالان پر قیاس کیا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو حضرت علیؓ کی حدیث کی طرف کہ تو نے ہمکو دیکہا ہوتا بدر کے دن ہم مین کوئی آدمی ایسا نہ تہا جو سو نہ گیا ہو سوا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ ایک درخت کی طرف نماز پڑہتے رہے دعا کرتے رہے صبح تک نکالا اوسکو نسائی نے باسناد حسن اور اس حدیث مین یہ قول قُلْتُ فَاِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ اخیر تک ظاہر مین نافع کا قول معلوم ہوتا ہے لیکن اسماعیلی کی روایت سے نکلتا ہے کہ وہ عبید اللہ کا قول ہے اونہوں نے پوچہا نافع سے اس صورت مین نافع کا بیان حدیث مرسل ہوگا کس لیے کہ اونہوں نے حضرتؐ کو نہین پایا قرطبی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے کہ جانور تہما ہوا ہووے تو اوسکو نماز کے لیے سترہ کر سکتے ہین اور یہ حدیث اوس حدیث کے خلاف نہین جسمین اونٹون کے بٹہانیکی جگہہ مین نماز پڑہنے کی ممانعت ہے کیونکہ ممانعت اون جگہون مین ہے جہان اونٹون کو پانی کے پاس بٹہاتے ہین عربی مین انکو معاطن کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ شاید اس حدیث مین جو مذکور ہے وہ آپنے سفر مین کیا ضرورت کیوقت اور نظیر اوسکی یہ ہے کہ نماز پڑہی آپنے اوس تخت کی طرف جسپر عورت تہی یہ بہی ضرورت سے کیا کہ گہر تنگ تہا اور شافعی نے جو کہا ہے کہ عورت اور جانور کو سترہ نکرے اسکا یہ مطلب ہے کہ بے ضرورت ایسا نکرے اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے نکالا اونہوں نے عبد اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر مکروہ جانتے تہے اونٹ کی طرف نماز پڑہنا مگر جب اوسکے اوپر زین ہو اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ زین جب اونٹ کی پیٹہ پر ہوتا ہے تو وہ تہما اور خاموش رہتا ہے اور فقہانے پالان کی پچہلی لکڑی کا اندازہ ایک ہاتہہ یا دو تہائی ہاتہہ کا کیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے لیکن عبد الرزاق نے مصنف مین نافع سے نکالا کہ ابن عمر کے پالان کی پچہلی لکڑی ایک ہاتہہ کے برابر تہی انتہے مختصراً قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور نسائی نے بہی نکالا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا اسکا کہ اگر

کوئی آدمی نماز پڑھے اسکے سامنے آدمی ہو یا چوپایہ ہو اور ذکر کیا اوس مین حضرت عائشہؓ کی حدیث کا جسکو نکالا جماعت نے سوا ترمذی کے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھتے اور مین آپکے اور قبلہ کے بیچ مین آڑی پڑی ہوتی جیسے جنازہ پڑا ہوتا ہے پھر جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھکو جگا دیتے مین وتر پڑھ لیتی اور ذکر کیا میمونہؓ کی حدیث کا جسکو نکالا بخاری اور مسلم نے کہ وہ حائضہ ہوتین اور آپکے نماز کی جگہ کے برابر سوتی رہتین آپ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے جب سجدہ کرتے تو میمونہؓ کا کچھ کپڑا آپکے لگ جاتا اور ذکر کیا فضل بن عباس کی حدیث کا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس کی زیارت کی ایک جنگل مین وہان ہماری ایک کتیا تھی ایک گدہی تھی جو چرتی تھی تو حضرتؐ نے عصر کی نماز پڑھی اور یہ دو نو جانور آپکے سامنے تھے نہ ہٹائے گئے نہ دور کیے گئے نکالا اوسکو احمد اور نسائی اور ابو داؤد نے بھی ایسا ہی نکالا شوکانی نے کہا حضرت عائشہؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونے والے کیطرف نماز پڑھنا جائز ہے بلا کراہت اور مجاہد اور طاؤس اور مالک اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ مکروہ ہے اور انہون نے دلیل لی ابن عباسؓ کی حدیث سے جسکو نکالا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کہ مت نماز پڑھو سونے والے اور باتین کرنے والے کے پیچھے ابو داؤد نے کہا اس حدیث کے سب طریق ضعیف ہین اور نووی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حافظین اور اس باب مین طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے نکالا اور ابن عدی نے ابن عمرؓ سے لیکن یہ دونون روایتین ضعیف ہین اور میمونہؓ کی حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ وہ آپکے سامنے تھین نماز مین اور بعضون نے اس سے یہی دلیل لی ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے سے نکل جانا نماز کو نہین توڑتا ابن بطال نے کہا یہ حدیث اور اسکے مشابہ دوسری حدیثین اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت نمازی اور قبلے کے بیچ مین بیٹھی رہ سکتی ہے لیکن یہ نہین نکلتا کہ نمازی کے سامنے سے نکل جانا عورت کا جائز ہے اور فضل بن عباس کی حدیث کے اسناد مین محمد بن عمر بن علی اور عباس بن عبید اللہ بن عباس ہین یہ دونون سچے ہین منذری نے کہا بعضون نے کہا کہ اس حدیث کے اسناد مین گفتگو ہے اور اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ کتا اور گدہا نماز کو نہین توڑتا اور اسکی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے آویگی لیکن اس حدیث مین یہ مذکور نہین کہ وہ کتیا کالے رنگ کی تھی نہ یہ کہ گدہی اور کتیا نماز مین آپکے سامنے سے گذرے اور صرف سامنے ہونا محل نزاع سے متعلق نہین ہے لئے مختصراً

باب الصلوٰۃ الی السریر

تخت کی طرف نماز پڑھنا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْکَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُضْطَجِعَۃً عَلَی السَّرِیْرِ

فَيَجِيءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ أُسَنِّحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتَّى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے اونہون نے کہا تم نے ہمکو برابر کر دیا کتو نکے اور گدہے کے یہہ کہکر کہ عورت اور کتے اور گدہے کے سامنے نکلجانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور مین نے تو اپنے تئین تخت پر لیٹا ہوا دیکہا پہر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے بیچ تخت پر اور نماز پڑہتے مجہکو برا معلوم ہوتا کہ مین آپکے سامنے سیدہی ہوں تو مین آہستہ سے تخت کے دونو پاؤن کیطرف سے کہسک جاتی یہانتک کہ اپنے لحاف سے باہر نکلجاتی ف اسمٰعیلی نے اعتراض کیا کہ باب کی حدیث سے تخت پر نماز پڑہنا نکلتا ہے نہ تخت کیطرف نماز پڑہنا مگر بہولف نے جو روایت ستیذان مین نکالی مسروق سے اونہون نے عائشہ سے اوسمین یہ ہے کہ آپ نماز پڑہتے اور تخت آپکے اور قبلے کے بیچمین ہوتا تو اس روایت کو اس باب مین ذکر کرنا تہا اور کرمانی نے جواب دیا کہ ترجمہ باب مین الی عَلٰی کے معنون مین ہے مین کہتا ہون اس تاویل کی ضرورت نہین فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ کا ترجمہ یہہ ہوسکتا ہے کہ آپ تخت کو اپنے اور قبلے کے بیچ مین کرلیتے تیسیر القاری مین ہے کہ بعض نسخون مین فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ ہے اور یہ صاف ہے اس مطلب مین حافظ نے کہا مسروق کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ يَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ سے یہی دوسرا ترجمہ مراد ہے اور وہ موافق ہے ترجمہ باب کے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے نکالا صلوٰۃ مین

بَابُ يَرُدُّ الْمُصَلِّي مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

جو شخص نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے اوسکو منع کرے (خواہ آدمی ہو یا جانور) وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ الْمَارَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي التَّشَهُّدِ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے روکا اپنے سامنے سے گذرنے والے کو تشہد مین ف اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور عبد الرزاق نے اور انکی روایتون مین یہ ہے کہ گذرنیوالے عمرو بن دینار تہے وَفِي الْكَعْبَةِ اور کعبہ مین ف ابن قرقول نے کہا بعض روایتون مین وفی الرکعۃ ہے یعنی رکوع مین اور یہ زیادہ مناسب ہے مین کہتا ہون جمہور کی روایت فی الکعبۃ ہے اور کعبہ کی تخصیص سے یہ غرض ہے کہ کوئی ایسا خیال نہ کرے کہ مکہ مین نمازی کے سامنے سے گذرنا معاف ہے اور اس اثر کو وصل کیا ابو نعیم نے جو بخاری کے شیخ ہین کتاب الصلوٰۃ مین صالح بن کیسان کے طریق سے اونہون نے کہا مینے ابن عمر کو دیکہا وہ نماز پڑہتے تہے کعبہ مین تو کسی کو اپنے سامنے سے گذرنے نہین دیتے تہے بلکہ اوسکو پہیر دیتے تہے وَقَالَ إِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ تُقَاتِلَهُ فَقَاتِلْهُ اور عبد اللہ بن عمر نے کہا اگر سامنے سے گذرنیوالا نہ مانے بغیر لڑے تو لڑ اوس سے ف یہ جملہ ابن عمر کا اوسکو نکالا عبد الرزاق نے اوس مین یہ ہے کہ تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ گذرنے دے نماز پڑہتے مین اگر وہ نہ مانے بغیر لڑے تو لڑ اوس سے تیسیر القاری مین یہ ترجمہ کیا ہے کہ اگر وہ نہ مانے اور سامنے سے گذرنا نہ چہوڑے بغیر مار ڈالے تو مار ڈال اسکو اور اس مسئلہ کی تحقیق آگے آویگی انشاء اللہ تعالی حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا

يونس عن حميد بن هلال عن أبي صالح أن أبا سعيد قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا
آدم قال حدثنا سليمان بن المغيرة قال حدثنا حميد بن هلال العدوي قال حدثنا أبو صالح السمان
قال رأيت أبا سعيد الخدري في يوم جمعة يصلي إلى شيء يستره من الناس فأراد شاب من بني أبي
معيط أن يجتاز بين يديه فدفع أبو سعيد في صدره فنظر الشاب فلم يجد مساغا إلا بين يديه
فعاد ليجتاز فدفعه أبو سعيد أشد من الأولى فنال من أبي سعيد ثم دخل على مروان فشكا
إليه ما لقي من أبي سعيد ودخل أبو سعيد خلفه على مروان فقال ما لك ولابن أخيك يا أبا سعيد
قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول إذا صلى أحدكم إلى شيء يستره من الناس فأراد
أحد أن يجتاز بين يديه فليدفعه فإن أبى فليقاتله فإنما هو شيطان ۔ ترجمہ ابو صالح سمان ذکوان
سے روایت ہے اونھون نے کہا مین نے ابو سعید خدری کو دیکھا جمعہ کے دن وہ نماز پڑھتے تھے ایک شے کی آڑ مین تو
بنی ابی معیط کی ایک جوان نے اُنکے سامنے سے گذرنا چاہا (ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے) ابو سعید نے ایک مار لگائی
اسکے سینہ مین اوس جوان نے دیکھا اور جانیکی راہ نہ پائی مگر ابو سعید کے سامنے سے پھر وہ لوٹا اونکے سامنے سے گذرنے
کے لیے ابو سعید نے ایک اور مار پہلی سے زیادہ سخت لگائی اوس نے ابو سعید کو برا کہا پھر وہ جوان مروان کے پاس گیا اور ابو سعید
نے جو کیا اوسکی شکایت کی ابو سعید بھی اوسکے پیچھے ہی مروان پاس گئے مروان نے کہا تو نے کیا کیا اپنے بھتیجے کے ساتھ
(اس سے یہ نکلتا ہے کہ گذرنیوالا ولید بن عقبہ نہ تھا کیونکہ اوسکا باپ عقبہ کفر کی حالت مین مارا گیا) ابو سعید نے کہا مین
نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے سترے کیطرف جو آڑ کرلے
اوسکی لوگون سے پھر کوئی چاہے کہ اوسکے سامنے سے گذر جائے اوسکے اور سترے کے بیچ مین ہو کر تو دفع کرے اوسکو اگر وہ
نہ مانے تو لڑے اُس سے کیونکہ وہ شیطان ہے ف حافظ نے کہا ابو نعیم نے کتاب الصلوٰۃ مین نکالا زید بن اسلم سے کہ
ابو سعید کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے مسجد مین تو ولید بن عقبہ بن ابی معیط آیا اور اُس نے چاہا اُنکے سامنے سے گذرنا
ابو سعید نے اسکو دفع کیا اوس نے نہ مانا اور سامنے سے جانا چاہا ابو سعید نے اوسکو دفع کیا اخیر تک اس روایت سے یہ نکلتا
ہے کہ گذرنیوالا ولید بن عقبہ تھا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسماعیلی کی روایت مین یون ہے کہ مروان اُن دنون مدینہ
کا حاکم تھا حالانکہ مروان معاویہ کی خلافت مین مدینہ کا حاکم ہوا تھا اوس زمانے مین ولید مدینہ مین نہ تھا کیونکہ جب
حضرت عثمان رضی شہید ہوئے تو ولید جزیرے مین چلا گیا پھر وہین رہا یہانتک کے معاویہ کی خلافت مین مر گیا اور جو لڑائیان
حضرت علی اور اُنکے مخالفین مین ہوئین اون مین ولید شریک نہین ہوا اسکے علاوہ جب مروان مدینہ کا حاکم

تہا تو ولید اوسوقت جوان نہ تہا اور حدیث مین جوان کا لفظ ہی ولید کا سن اوسوقت پچاس کے قریب ہوگا تو شاید یہ گذرنے والا ولید کا لڑکا ہوگا اور عبدالرزاق نے اسحدیث کو نکالا اوس مین بہی یون ہی ہے کہ ایک جوان آیا اور اسکا نام نہین لیا اور دوسرے طریق مین یہ ہی کہ مروان کا ایک رشتہ دار جانے لگا اور تیسرے طریق مین یون ہی کہ ایک شخص انکے سامنے سے گذرا بنی مروان مین سے اور نسائی کی روایت مین یون ہی کہ مروان کا ایک بیٹا گزرا اور عبدالرزاق نے سلیمان بن موسی کے طریق سے نکالا اوسمین گذرنے والیکا نام داؤد بن مروان مذکور ہے کہ اوسنے گذرنا چاہا ابوسعید کے سامنے سے اور مروان اون دنون امیر تہا مدینہ کا پہر ذکر کیا حدیث کو اخیر تک اوسیپر تیقن کیا ابن جوزی اور انکے تابعین نے کہ یہ شخص داؤد بن مروان تہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ داؤد بن مروان بنی ابی معیط مین سے کیونکر ہو سکتا ہے اسلیے کہ مروان ابو معیط کا بیٹا نہ تہا بلکہ ابو معیط مروان کے باپ کا چچا زاد بہائی تہا اسلیے کہ ابو معیط ابو عمرو بن امیہ کا بیٹا تہا اور مروان کا باپ حکم تہا اور حکم ابو العاص بن امیہ کا بیٹا تہا اور داؤد کی مان نہ مروان کی مان نہ حکم کی مان ابو معیط کی اولاد مین سے تہی تو احتمال ہی کہ داؤد کی نسبت ابو معیط کیطرف رضاعی رشتے سے ہو یا اسوجہ سے کہ داؤد کے نانا عثمان بن عفان ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے مادری بہائی تہے مگر یہ نسبت بعید معلوم ہوتی ہی اور گمان غالب یہ ہی کہ ابوسعید کو یہ واقعہ متعدد بار ہوا کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ مین دوسرے طریق سے ابو سعید سے اسی قصے مین یہ مذکور ہے کہ عبدالرحمان بن حارث بن ہشام نے اونکے سامنے سے گذرنا چاہا اور عبدالرحمن مخزومی تہے انکو ابو معیط سے کچہ نسبت نہتی اور رافعی نے اسحدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ نمازی کو ہٹانے اور روکنے کا حق ہے گو گذرنے والے کو اور کوئی راہ نہ ہو اسلیے کہ حدیث مین یہ ہی کہ اوس جوان نے دیکہا اور جانیکی راہ نہ پائی اور اس مین خلاف ہے امام الحرمین اور ابن رفعہ کا مسلم کی روایت مین یون ہی کہ مارے اوسکے سینے مین قرطبی نے کہا مراد دفع سے یہ ہے کہ اشارے سے روکے اور عمدگی سے منع کرے اور یہ جو حدیث مین ہے کہ اوس سے لڑے یعنے دوبارہ اور شدت سے منع کرے پہلی دفعہ سے زیادہ سختی سے اونہون نے کہا علما نے اجماع کیا ہے کہ ہتیار سے لڑنا لازم نہین کیونکہ ایسی لڑائی نماز کے قاعدے کے اور خشوع کے خلاف ہی اور ایک جماعت شافعیہ نے کہا ہے کہ حقیقۃً لڑنا مراد ہے اور ابن عربی نے اسکو بعید جانا ہے اور کہا ہے کہ مقاتلہ سے مدافعہ یعنے اوسکو ہٹانا اور روکنا مراد ہے اور باجی نے ایک عجیب بات لکہی اونہون نے کہا احتمال ہی کہ مقاتلہ سے لعنت مراد ہو یا سخت گوئی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مستلزم ہے نماز مین بات کرنیکو اور وہ باطل کرتا ہے نماز کو بر خلاف فعل قلیل کے اور ممکن ہے کہ دعا کے طور پر لعنت کرنا مراد ہو نہ خطاب کے ساتہ لیکن فعل صحابی کا اس معنے کے خلاف ہی اور صحابی زیادہ واقف ہین مراد سے اسماعیلی کی روایت

میں یوں ہو اگر وہ انکار کرے تو اوسکے سینے میں مارو اور اوسکو دفع کرے اور احتمال ہے کہ ہاتھ
سے دفع کرنا مراد ہو اور بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا کہ مقاتلہ سے دفع مراد ہے جو پہلے سے زیادہ سخت ہو اور ہمارے
اصحاب نے کہا کہ پہلے اوسکو رد کرے نرمی سے اگر وہ انکار کرے تو سختی سے رد کرے اگرچہ اوسکی نوبت قتل تک
پہونچے پھر اگر قتل کر ڈالے تو اوس پر کچھ سزا نہیں کیونکہ شارع نے اوسکا قتل جائز کر دیا اور جائز قتل میں ضمان نہیں
ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر نمازی گذرنے والے کو قتل کر ڈالے تو اوس پر دیت واجب
ہوگی یا نہیں اور ابن بطال نے نقل کیا کہ نمازی کو بالاتفاق اپنی جگہ سے چلنا درست نہیں اور نہ عمل کثیر کرنا اوسکو
دفع کے لیے کیونکہ یہ فعل سامنے گذرنے سے بھی زیادہ ہے اور جمہور علما نے کہا کہ اگر گذرنے والا سامنے سے گذر گیا
اور اوس نے دفع نکیا تو اب دفع نکرے کیونکہ دفع سے اوسکو دوبارہ گذرنا پڑیگا اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود
وغیرہ سے نقل کیا کہ دفع کر سکتا ہے اور نووی نے کہا میں کسی فقیہ کو نہیں جانتا جسنے دفع کرنے کو واجب کہا
ہو بلکہ ہمارے اصحاب نے تصریح کی کہ وہ مستحب ہے حالانکہ اہل ظاہر کے نزدیک دفع کرنا واجب ہے تو شاید نووی نے
انکے مذہب پر خیال نہیں کیا یا اون کے اختلاف کا اعتبار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا وہ شیطان ہے اسکا مطلب
ہے کہ فعل اوسکا شیطان کا فعل ہے کیونکہ منع کیے سے بھی بری کام سے باز نہیں آتا اور نمازی کی نماز کو خراب
کرنا چاہتا ہے اور شیطان کا اطلاق شریر آدمی پر شائع اور مشہور ہے اور قرآن میں آیا ہے شیاطین الانس و
الجن اور ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی دین میں فساد ڈالے وہ شیطان ہے اور اسماعیلی کی
روایت میں ہے کہ اوسکے ساتھ شیطان ہے اور مسلم کی روایت میں ابن عمر سے ہے کہ اوسکے ساتھ ہمزاد ہے
اور ابن ابی جمرہ نے یہ باریکی نکالی ہے کہ اوسکو شیطان فرمانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑنے سے حقیقۃً لڑنا مراد نہیں
ہے بلکہ شیطان سے لڑائی یہی ہے کہ اعوذ باللہ پڑھے یا اللہ کا نام لیوے اور نماز میں ضرورت سے فعل قلیل جائز
ہے پھر اگر حقیقۃً لڑائی مراد ہو تو فعل کثیر کی اوسمیں حاجت ہوگی اور وہ گذرنے سے زیادہ سخت ہو جاویگا
اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے نقل کیا کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا اوسکی آدھی نماز خراب کر دیتا ہے اور
ابو نعیم نے عمر سے روایت کیا کہ اگر نمازی کو معلوم ہو وہ نقصان جو سامنے گذرنے سے اوسکی نماز میں ہوتا ہے تو
وہ نماز نہ پڑھے مگر کسی شے کی طرف انتہی ما فی فتح الباری مختصراً قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صفت
ابلیس میں بھی نکالا اور مسلم اور ابو داؤد نے صلوٰۃ میں اور نیل میں ہے کہ ابن مسعود اور عمر کے اثر اگرچہ موقوف
ہیں مگر حکماً مرفوع ہیں اور انسے یہ نکلتا ہے کہ دفع سے غرض یہ ہے کہ نمازی کی نماز میں خلل نہ ہو

اِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي نمازی کے سامنے سے گذرنا کیسا گناہ ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً ترجمہ بسر بن سعید سے روایت ہے زید بن خالد نے انکو ابوجہیم (عبداللہ انصاری) کے پاس بھیجا یہ پوچھنے کو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے اوس شخص کے باب میں جو گذرے نمازی کے سامنے ابوجہیم نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنیوالا جانتا جو گناہ اوسپر ہے البتہ اگر چالیس تک کھڑا رہتا تو اوسکے لیے بہتر ہوتا اوسکے سامنے گذرنے سے۔ ابوالنضر (سالم بن ابی امیہ) نے کہا میں نہیں جانتا بسر نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس ف حافظ نے کہا سامنے گذرنے سے یہ مراد ہے کہ نمازی کے قریب گذرے اور اسکی حد میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ سجدے کے مقام اور نمازی کے بیچ میں سے گذرے اور بعضوں نے کہا تین ہاتھ کے اندر نمازی سے اور بعضوں نے کہا پتھر کی مار کے اندر اور کشمیہنی کی روایت میں گناہ کی تصریح ہے اور روایتوں میں گناہ کا لفظ نہیں اور موطا میں بھی گناہ کا لفظ نہیں ہے البتہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے یعنے من الاثم اور نووی نے کہا عبدالقادر رہروی کی جبل حدیث میں بھی یوں ہے مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ اور ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت میں ابوہریرہ سے یوں ہے البتہ اگر وہ سو برس تک ٹھیرا رہتا تو بہتر تھا اوسکے لیے ایک قدم چلنے سے جو چلا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ چالیس کی قید اس روایت میں محض مبالغہ کے لیے ہے اور طحاوی نے کہا کہ پہلے چالیس فرمایا پھر سو کر دیے اس امر کو بڑا کرنے کے لیے اور بزار کی روایت میں چالیس خریف میں (خریف بھی سال کو کہتے ہیں) نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا حرام ہے اور شاید وہ کبیرہ گناہ ہو اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اپنے ساتھی سے علم کی بات دریافت کرنا تحقیق کرنا خبر واحد پر اعتماد کرنا اور ابن بطال نے اوس سے یہ نکالا ہے کہ گناہ اوسپر ہے جو جان بوجھکر یہ کام کرے اور یہ بھی نکلا کہ گناہ اوسپر ہے جو نمازی کے سامنے سے گذر جاوے نہ اوسپر جو نمازی کے سامنے عمداً کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے یا سو جاوے اور بعض مالکیہ نے اوسکو خاص کیا ہے امام اور منفرد سے کیونکہ مقتدی کے سامنے گذرنے سے قباحت نہیں جب امام کے سامنے سترہ ہو اسلیے کہ امام کا سترہ مقتدی کو بھی کفایت کرتا ہے اور یہ وجہ درست

نہیں کیونکہ سترہ امام کا کافی ہونا مقتدی کے لیے اسکا اثر یہ ہو کہ امام کے سترہ سے مقتدی کی نماز میں خلل نہیں آتا
نہ یہ کہ سامنے گذرنیوالے پر حرج نہ ہو پس امام اور مقتدی اور منفرد سب اس میں برابر ہیں اور ابن دقیق العید نے
کہا کہ بعض فقہائے مالکیہ نے اس مسئلہ میں گذرنیوالے اور نمازی کے لیے چار صورتیں کی ہیں ایک یہ کہ نمازی سترہ
کی آڑ میں نماز پڑھے اور جہاں نماز پڑھتا ہے وہ رستہ نہ ہو اور گذرنے والے کو دوسرا رستہ موجود ہو اس صورت
میں گذرنیوالا گنہگار ہوگا اور نمازی گنہگار نہ ہوگا دوسرے یہ کہ نمازی رستہ میں نماز پڑھے بغیر سترہ کے یا سترہ کے
فاصلہ پر اور گذرنے والے کو دوسری راہ نہ ہو اس صورت میں نمازی گنہگار ہوگا نہ گذرنے والا تیسری مثل دوسری
صورت کے لیکن اتنا فرق ہو کہ گذرنے والے کیلئے دوسری راہ بھی ہو اس صورت میں دونوں گنہگار ہونگے چوتھی مثل
پہلی صورت کے لیکن فرق اتنا ہے کہ گذرنے والے کو دوسرا رستہ نہ ہو اس صورت میں دونو گنہگار نہ ہونگے
اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے ہر حال میں گذرنا منع ہے گو دوسرا رستہ نہ ملے ایسی حالت
میں ٹھیر جانا چاہیے یہانتک کہ نمازی نماز سے فارغ ہو اور مؤید ہے اسکے ابو سعید کا قصہ جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے
کہ جوان نے جانیکی دوسری راہ نہ پائی اور ابو العباس سراج کی روایت میں ہے ابو النضر سے لَو یَعلَمُ المَارُّ بَینَ یَدَی
المُصَلِّی وَالمُصَلِّی یعنی اگر گذرنے والا اور نمازی دونو جانتے اخیر حدیث تک بعضوں نے اسکا مطلب یہ کہا ہے کہ جس
حالت میں نمازی گذرنے والے کے دفع میں کوتاہی کرے یا شارع عام میں نماز پڑھے ایسی حالت میں نمازی
پر بھی گناہ ہوگا اور احتمال ہے کہ اس روایت میں وَالمُصَلّٰی بفتح لام ہو اس صورت میں مطلب صاف ہے یعنی نمازی کے
سامنے سترے کے اندر ہو کر گذرے (فتح مختصرا) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو پانچوں اور عالموں نے نکالا تو یہ حدیث
صحاح ستہ میں ہے انتہی نیل میں ہے کہ نووی نے کہا دفع اور مقاتلہ اوسی وقت جائز ہے جب سترہ کی آڑ میں نماز
پڑھتا ہو یا ایسی مقام میں جہاں کسی کے گذرنیکا ڈر نہ ہو اور پہلے ہلکا دفع کرے جبکی نوبت قتل تک پہونچے پھر اس سے
سخت پھر اس سے سخت یہانتک کہ قتل تک پہنچ جاوے اور امام احمد اور ابو داود نے مطلب بن ابی وداعہ سے نکالا
اونہوں نے دیکھا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ بنی سہم کے دروازے کے پاس نماز پڑھتے تھے اور لوگ آپکے سامنے
سے گذرتے تھے اور آپکے اون کے بیچ میں سترہ نہ تھا اور نکالا اوسکو ابن ماجہ اور نسائی نے اونکی روایت میں یوں ہے
میں نے حضرت کو دیکھا آپ جب طواف کے سات پھیروں سے فارغ ہوئے تو رکن کے برابر آئے پھر طواف کے ایک کنارے
میں دو رکعتیں پڑھیں آپکے اور طواف کرنیوالوں کے بیچ میں کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں ایک مجہول
ہے اور قطع نظر اسکے یہ حدیث فعلی ہے تو قولی کے معارض نہ ہوگی اور قولی کو ترجیح ہوگی انتہی مختصرا ترغیب

ہے کہ ابن ماجہ نے باسناد صحیح ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جانتا جو اوسکے لیے ہے اپنے بھائی کے سامنے سے گذر جانے پر جب وہ سرگوشی کرتا ہے اپنے پروردگار سے (یعنے نماز کی حالت میں) البتہ اگر وہ ٹھیرا رہے اس مقام میں سو برس تک تو بہتر ہوتا اوسکے نزدیک اوس قدم سے جسکو وہ چلا اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحون میں اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو کسی کو نہ چھوڑے کہ وہ سامنے سے گذرے اگر وہ نہ مانے تو اوس سے لڑے کیونکہ اوسکے ساتھ قرین ہے (یعنے ہمساتھی شیطان) اور ابن عبدالبر نے تمہید میں موقوفاً عبداللہ بن عمر سے نکالا اونہون نے کہا اگر آدمی راکھ ہو جاوے جو اوڑتی ہے تو بہتر ہے اوسکے لیے کہ قصداً کسی کے سامنے گذرے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو انتہے

باب استقبال الرجل وھو یصلی ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے منہ کرے اور وہ نماز پڑھتا ہو تو کیا ہے **ف** صنعانی کے نسخہ میں یون ہے کہ مرد اپنے ساتھی کے سامنے ہو یا کسی اور کے نماز میں اور مطابقت ہو کہ یہ امر مکروہ ہے یا نہیں اور بعضون نے کہا نمازی کے خشوع میں خلل آنیکا ڈر ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اور امام بخاری اسی طرف مائل ہوئے ہیں اور اسیطرح سے اونہون نے تطبیق دی دو مختلف اثرون میں عثمان اور زید بن ثابت کے جو آگے بیان کیے (فتح) الشیخ الاسلام نے کہا مقصود باب کا یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے ہو جسکے نماز پڑھے یعنے وہ مرد اوسکے سامنے ہو مثلاً بیٹھا ہو یا کھڑا ہو بغیر مرور اور عبور کے اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مرد دوسرے مرد کا سترہ بن سکتا ہے نماز میں اور حسن اور قتادہ نے کہا اوس حالت میں جب وہ بیٹھا ہو اور ایک روایت حسن سے جو ہے مطلق ہے یعنے بیٹھنے کی یا نمازی کی طرف پیٹھ کرنے کی شرط نہیں اور اکثر علما یہ کہتے ہیں کہ اگر نمازی کی طرف اوسکا مونہہ ہو تو مکروہ ہے نافع نے کہا ابن عمر کو جب مسجد کا ستون نہ ملتا سترے کے لیے تو مجھ سے کہتے اپنی پیٹھ موڑ لے اور ابن سیرین نے کہا کہ مرد سترہ نہیں ہو سکتا نمازی کے لیے اور اہل کوفہ اور ثوری اور اوزاعی نے اجازت دی ہے باتین کرنیوالے کے پیچھے نماز پڑھنے کی اور ابن مسعود نے اوسکو مکروہ رکھا ہے اور حضرت عمر سے منقول ہے کہ وہ مارتے اون دو شخصون کو جنکا مونہہ آمنے سامنے ہوتا اور اون میں سے ایک نماز پڑھتا اور سعید بن جبیر سے منقول ہے انہون نے مکروہ رکھا نماز کو اوس شخص کے سامنے جو باتین کر رہا ہو البتہ اگر ذکر الہی کرے تو قباحت نہیں اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ بات کرنے والے کی پیٹھ کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ ڈر نہیں البتہ اوسکے سامنے میں درست نہیں انتہے

وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَإِنَّمَا هٰذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهٖ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهٖ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ

ترجمہ اور حضرت عثمان بن عفان نے مکروہ رکھا اوس مرد کے سامنے منہہ کرنا جو نماز پڑھتا ہو **ف** حافظ نے کہا اثر مجھکو اب تک حضرت عثمان کا نہیں ملا البتہ یہ کہ عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کے مصنفوں میں ہلال بن یساف سے انہوں نے حضرت عمر سے یہ پایا کہ اونہوں نے جھڑکا اس امر سے اور حضرت عثمان کو تو ان دونوں نے ایسی روایت کی جس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ امر مکروہ نہیں ہے اب تامل کرنا چاہیے کیونکہ احتمال ہو کہ حضرت عثمان کا نام تصحیف ہے اور صحیح عمر ہوا تھے **ت** امام بخاری نے کہا یہ اوس حالت میں ہو جب منہ کرنے والا نمازی کا دل بٹا وے (اور خشوع میں اوسکے خلل ڈالے) لیکن اگر دل نہ بٹا وے تو زید بن ثابت انصاری کاتب الوحی نے کہا ہے مجھے ایسے منہ کرنیکی پرواہ نہیں (یعنے اوس میں کچھ حرج نہیں) کیونکہ مرد نماز نہیں توڑتا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ قَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهُ فَاَنْسَلُّ اِنْسِلَالًا **ترجمہ** حضرت بی بی عائشہ کے پاس ذکر آیا ان چیزوں کا جو نماز توڑ دیتی ہیں (یعنے اونکا سامنے سے گذرنا نمازی کے) لوگوں نے کہا توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا اور عورت کا سامنے سے گذرنا اونہوں نے کہا تم نے ہمکو کتوں کے برابر کر دیا بیشک میں نے تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے اور میں آپکے اور قبلہ کے درمیان ہوتی تخت پر لیٹی ہوئی پھر مجھے کچھ کام ہوتا تو میں برا جانتی آپکے سامنے (نماز میں) منہ کرنا (یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور کھسک کر چپکے سے نکل جاتی **ف** عورت اور گدہا اور کتے کے سامنے نکل جانے کا بیان خدا چاہے تو آگے آویگا ابن منیر نے اعتراض کیا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے یہ وہ دلالت کرتی ہے مقصود پر بطریق اولے اسلیے کہ جب عورت کا سامنے رہنا نماز میں منع نہ ہوا تو مرد کا سامنے ہونا کیونکر منع ہوگا البتہ حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ بی بی عائشہ کا منہ حضرت کی طرف تھا شاید اور طرف ہو یا پیٹھ آپکی طرف ہو ابن رشید نے کہا غرض امام بخاری کی یہ ہو کہ عورت جب نمازی کے سامنے ہو قبلہ کیطرف تو وہ زیادہ سخت ہے مرد کے ہونے سے پھر جب عورت کا سامنے ہونا نماز کو مضر نہ ہوا تو مرد کا سامنے ہونا کیا ضرر کریگا اور کرمانی نے یہ توجیہ کی کہ مرد اور عورت کا ایک حکم ہے احکام میں اور اسپر جو اعتراض ہوتا ہے وہ پوشیدہ نہیں (فتح) وَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ **ترجمہ** دوسری روایت بھی حضرت عائشہ سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **ف** مطلب یہ ہے کہ علی بن مسہر نے یہ حدیث کو اعمش سے دو اسنادوں سے روایت

کیا ہے ایک تو اعمش سے اونہوں نے مسلم سے انھوں نے مسروق سے انہوں نے عائشہؓ سے دوسری عمش سے انہوں نے ابراہیم سے اُنھوں نے اسود سے اونہوں نے حضرت عائشہؓ سے حافظ نے کہا مسلم ابو الضحٰی ہین اور کرمانی نے جو گمان کیا کہ وہ مسلم بطین ہین یہ ٹھیک نہین (فتح) **باب** الصلوۃ خلف النائم سوتے کے پیچھے نماز پڑھنا **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی قال حدثنا ھشام قال حدثنی ابی عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا راقدۃ معترضۃ علی فراشہ فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت **ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور مین آڑی سوتی رہتی آپ کے بچھونے پر جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھکو جگا دیتے مین بھی (آپ کے ساتھہ) وتر پڑھتی **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اس حدیث کے ضعف کیطرف جسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ مت نماز پڑھو سونیوالے اور بات کرنیوالے کے پیچھے ابو داؤد نے کہا اوسکی سب طریق ضعیف ہین اور اس باب مین ابن عمر سے نکالا ابن عدی نے اور ابوہریرہ سے طبرانی نے اوسط مین اور یہ دونون روایتین بھی ضعیف ہین اور مجاہد اور طاوس اور مالک نے سوتے شخص کے پیچھے نماز مکروہ رکھی ہے اس خیال سے کہ ایسا نہو اوسکا بدن کچھہ کھلے اور نمازی کا دل اودہر لگ جاوے اور مولف کے نزدیک ثابت ہوا عدم کراہت سوتے کے پیچھے جب ڈر نہو (فتح) قسطلانی نے کہا باب مین مرد کا ذکر ہے اور حدیث مین عورت کا لیکن مرد اور عورت کا ایک ہی حکم ہے شرع کی باتون مین جب تک کوئی دلیل تخصیص نکرے تو حدیث باب کے مطابق ہو جاویگی ابن بطال نے کہا صحیح اوسیکا قول ہے جس نے سونیوالے کے پیچھے نماز جائز رکھی ہے کیونکہ حدیث صحیح اسپر دلالت کرتی ہے اور ابو داؤد نے جو حدیث ابن عباسؓ سے نکالی اوسکے اسناد مین ایک راوی ہے جسکا نام نہین لیا گیا اور ہشام بن زیاد بصری ضعیف ہے اور اس حدیث کو سب طریقے ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور طبرانی کے بالکل ضعیف ہین حجت لینے کے لائق نہین ہین انتہی **باب** التطوع خلف المرأۃ عورت کی پیچھے نفل نماز پڑھنا **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھا قالت کنت انام بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی فاذا قام بسطتھما قالت والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح **ترجمہ** ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے کہا مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی اور میرے دونون پاؤن آپ کے قبلے مین ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو ہاتھہ سے دبا دیتے مجھہ کو مین اپنے پاؤن سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے

ہوتے تو میں پاؤں پھیلاتی حضرت عائشہؓ نے کہا اون دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے **ف** اگر چراغ ہوتے تو حضرت عائشہ حضرؐ کا سجدہ کا ارادہ دیکھکر خود پاؤں سمیٹ لیتیں اور حضرت کو انکا پاؤں دبانیکی ضرورت نہوتی حافظ نے کہا چونکہ یہ گھر کی نماز کا ذکر ہے رات میں تو معلوم ہوا کہ نفل نماز تھی جیسے باب میں مؤلف نے ذکر کیا اسلیے کہ فرض نماز آپ مسجد میں ادا کرتے قسطلانی نے کہا حدیث سے یہی نکلا کہ عورت نماز کو فاسد نہیں کرتی ہے اور امام مالک نے جو عورت کی طرف نماز پڑھنا مکروہ رکھا ہے وہ فتنے کے ڈر سے اور حضرتؐ اس سے محفوظ تھے اس صورت میں یہ آپ کا خاصہ ہوگا مگر تخصیص کی کوئی دلیل نہیں انتہے مختصراً

باب مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ جو شخص کہتا ہے نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی **ف** یعنی نمازی کے سوا اور کسی کا فعل نماز کو نہیں توڑتا حافظ نے کہا ترجمہ باب زہری کا قول ہے جسکو مؤلف نے آگے نقل کیا اور امام مالک نے موطا میں اسکو عبد اللہ بن عمرؓ کا قول نقل کیا اور دار قطنی نے اسکو مرفوعاً نکالا سالم کے طریق سے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابو داؤد نے ابو سعیدؓ سے اور دار قطنی نے انس اور ابو امامہ سے اور طبرانی نے اوسط میں جابرؓ سے مرفوعاً اور سب کی سندیں ضعیف ہیں البتہ سعید بن منصور نے باسناد صحیح حضرت علیؓ اور عثمانؓ وغیرہما سے موقوفاً یہ روایت کیا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُوْ لِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے ذکر آیا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے کتے اور گدہے اور عورت سے اونہوں نے کہا تم نے ہم کو (یعنے عورتوں کو) مشابہ کردیا گدہوں اور کتوں کے قسم خدا کی میں نے تو جناب رسالت مآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے اور میں تخت پر تھی آپکے اور قبلے کے درمیان لیٹی ہوئی پھر مجھکو کام ہوتا تو میں بیٹھنا (آپکیطرف مونہہ کرکے) اور آپ کو تکلیف دینا برا جانتی میں آپکے پاؤں کے پاس سے کھسک جاتی تھی **ف** ـــــــــ علی بن مسہر کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر ہوا اون چیزوں کا جو توڑ دیتی ہیں نماز کو لوگوں نے کہا توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور گدہا اور کتا اخیر تک اور مسلم کی روایت میں ہے عروہ سے کہ عائشہؓ نے کہا کون سی چیز نماز توڑ دیتی ہے میں نے کہا عورت اور گدہا اور سعید بن منصور کی روایت میں ہے اونہوں نے یعنے

حضرت عائشہؓ نے کہا ای عراق والو تم نے ہمکو برابر کر دیا اخیر تک اور شاید اُنہوں نے اشارہ کیا اوس روایت کی طرف جو عراق والوں نے ابوذرؓ سے کی مرفوعًا اور اسکو نکالا امام مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن صامت سے اونہوں نے ابوذر سے اور عبید اللہ نے قاسم سے نکالا اونہوں نے عائشہؓ سے اونہوں نے کہا برا ہے یہ جو برابر کیا تم نے ہم کو کتے اور گدھے کے اور شاید اونہوں نے یہ خطاب اپنے بھانجے عروہ کیطرف کیا یا ابوہریرہ کی طرف عروہ کا ذکر تو مسلم کی روایت میں ہے جو اوپر گذری اور ابوہریرہ کا ذکر ابن عبد البر نے نکالا قاسم کی روایت سے کہ حضرت عائشہؓ کو خبر پہونچی کہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت عائشہؓ نے اون لوگوں پر کیونکر انکار کیا حالانکہ امام احمد نے خود اون سے نکالا کہ فرمایا حضرتؐ نے مسلمان کی نماز کوئی نہیں توڑتا مگر گدھا اور کافر اور کتا اور عورت حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم بُروں کے ساتھ رکھے گئے اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حدیث کا انکار نہیں کیا نہ ابوہریرہ کو جھوٹا سمجھا بلکہ اونہوں نے انکار کیا اس حکم کے قائم رہنے پر کیونکہ وہ اسکو منسوخ سمجھتی ہونگی اور کتے کی قید کی گئی ہے ابوذر کی روایت میں کہ وہ کالا ہو اور ابن ماجہ کی روایت میں حسن بصری سے اونہوں نے عبد اللہ بن مغفل سے اور طبرانی کی روایت میں حکم بن عمرو سے یہ قید نہیں ہے اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے اور ابوداؤد نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی نکالا لیکن ابن عباسؓ کی روایت میں عورت کی قید ہے کہ وہ حائضہ ہو اور ابن ماجہ نے بھی اوسکو ایسا ہی نکالا اوس میں کتے کی قید ہے کہ وہ سیاہ ہو اور علما نے اختلاف کیا ہے ان حدیثوں پر عمل کرنے میں تو طحاوی وغیرہ اسطرف گئے ہیں کہ ابوذر کی حدیث اور جو حدیثیں اوسکے موافق ہیں وہ منسوخ ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ نسخ بغیر تاریخ معلوم ہوئے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے جب جمع نہ ہو سکے تو نسخ کیطرف جاتے ہیں اور یہاں جمع ممکن ہے اور امام شافعی وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ ابوذر کی حدیث میں نماز کے توڑنے سے اوسکے خشوع کا ٹوٹنا مراد ہے نہ نماز کا باطل ہونا اور موید ہے اسکی کہ جو صحابی راوی ہے حدیث کا اوس نے پوچھا کالے کتے کی قید کی حکمت کیا تو اوسکو جواب ملا کہ وہ شیطان ہے اور یہ امر معلوم ہے کہ اگر شیطان نمازی کے سامنے سے گذر جاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ آگے صحیح حدیث میں آوے گا کہ جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر چلدیتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے تو پھر آتا ہے اور آدمی کے دل میں خطرہ ڈالتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان میرے سامنے آیا نماز میں اوس نے سختی کی اور نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہؓ سے میں نے اوسکو پکڑا اور گرا دیا اور اُسکا گلا گھونٹا اگر کوئی کہے کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ شیطان آپ کی نماز توڑنے آیا تھا اسکا جواب یہ ہے کہ مسلم کی روایت میں نماز توڑنیکا سبب یہ مذکور ہے کہ وہ انگار کا ایک شعلہ لیکر آیا تھا آپ کے

سو نہیں لگانیکا تو تصرف اوسکے گذرنے سے نماز نہ ٹوٹی اور یہی مطلب ہے اور بعضوں نے کہا ابوذر کی حدیث مقدم ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث اپنی اصل اباحت پر ہے اور یہ مبنی ہے دونوں حدیثوں کے تعارض پر اور جب جمع ممکن ہے تو تعارض ہی نہ ہوا امام احمد نے کہا کہ کالے کتے کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاویگی اور عورت اور گدھے میں مجھکو شبہ ہے ابن دقیق العید نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ امام احمد کو کالے کتے کے معارضہ میں کوئی حدیث نہیں ملی اور گدھے کے باب میں ابن عباس کی حدیث ملی جو اوپر گذری اور عورت کے باب میں حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث جو باب میں مذکور ہے (فتح الباری) زیلعی نے تخریج میں کہا کہ یہ حدیث لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ مُرُورُ شَيْءٍ یعنے نماز کو نہیں توڑتا کسی چیز کا سامنے سے گذرنا مروی ہے ابوسعید خدریؓ اور ابن عمرؓ اور ابوامامہؓ اور انسؓ اور جابرؓ سے لیکن ابوسعیدؓ کی حدیث تو نکالا اوسکو ابوداؤد نے سنن میں کہ فرمایا حضرتؐ نے نماز کو نہیں توڑتی کوئی چیز اور دفع کرو تم جہاں تک ہو سکے کیونکہ وہ شیطان ہے اسکی سند میں مجالد بن سعید ہے اوسمیں گفتگو ہے اور امام مسلم نے اور لوگوں کے ساتھ ملاکر اوس سے روایت کی ہے اور نکالا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے بھی اور ابن عمرؓ سے نکالا دارقطنی نے سنن میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور دفع کرو تم جہاں تک ہو سکے امام مالک نے موطا میں اسکو موقوفاً نکالا ابن عمرؓ پر انہوں نے کہا نمازی کے سامنے سے کوئی چیز جو گذرے اوسکی نماز نہیں توڑتی اور بخاری نے اپنی صحیح میں اوسکو زہری کا قول نقل کیا اور ابوامامہ سے دارقطنی نے نکالا کہ فرمایا حضرتؐ نے نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور انسؓ کی حدیث کو بھی دارقطنی نے نکالا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی لوگوں کے ساتھ انکے سامنے سے ایک گدھا نکلا عیاش بن ابی ربیعہ نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ جب آپنے سلام پھیرا تو فرمایا کسنے ابھی تسبیح کہی عیاشؓ نے کہا مینے یا رسول اللہ کیونکہ مینے سنا تھا کہ گدھا نماز کو توڑ دیتا ہے آپنے فرمایا نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ابن جوزی نے علل متناہیہ میں ان تینوں حدیثوں کو دارقطنی کے طریق سے نکالا اور کہا کہ اون میں سے کوئی صحیح نہیں ہے تحقیق میں کہا کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں ابراہیم بن یزید خوزی ہے احمد اور نسائی نے کہا وہ متروک ہے ابن معین نے کہا وہ کوئی چیز نہیں اور ابوامامہ کی حدیث میں عفیر بن معدان ہے احمد نے کہا وہ ضعیف ہے منکر الحدیث اور یحیی اور ابوحاتم نے کہا وہ ثقہ نہیں اور نکالا اسکو طبرانی نے بھی کبیر میں اور انس کی حدیث میں صخر بن عبداللہ ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سے باطل روایتیں نقل کرتا ہے اور اکثر روایتیں اوسکی منکر اور موضوع ہیں ابن حبان نے کہا اوس سے روایت کرنا درست نہیں اور صاحب تنقیح نے کہا کہ ابن جوزی نے وہم کیا صخر میں یہ صخر جو انس کی حدیث میں ہے عبداللہ بن جبلہ کا بیٹا ہے جو عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرتا ہے اوسمیں ابن عدی اور ابن حبان نے کلام نہیں کیا بلکہ ابن حبان نے اسکو

ثقات میں ذکر کیا اور نسائی نے کہا وہ صالح ہے اور جس صخر کو ابن عدی نے ضعیف کیا وہ عبداللہ کوفی کا
بیٹا ہے حاجبی اوسکا لقب ہے اور یہ متاخر ہے اول صخر سے اُسنے روایت کی ہے مالک اور لیث وغیرہ سے اور جابر کی حدیث
کو طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک بکری نے
آپکے سامنے سے نکلنا چاہا اخیر تک اس میں یہ ہے کہ پھر فرمایا آپنے نماز کو نہیں توڑتی کوئی چیز اور تم دفع کرو جہانتک
ہوسکے طبرانی نے کہا منفرد ہوا اسحدیث کیساتھ عیسیٰ بن میمون ابن حبان نے کہا کتاب الضعفا میں عیسیٰ بن میمون
ابوسلمہ خواص واسطی عجائب روایت کرتا ہے اُس سے حجت لینا درست نہیں جب وہ منفرد ہو نووی نے شرح مسلم میں
کہا یہ حدیث لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ ضعیف ہے تمام ہوا کلام زیلعی کا نیل میں ہے کہ دارقطنی نے باسناد صحیح ابن عمرؓ سے
نکالا اونھوں نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور دارقطنی نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا
آدمی کی نماز کو نہیں توڑتی عورت اور نہ کتا اور نہ گدہا اور دفع کر تو جہانتک ہوسکے اور اسکے اسناد میں اسمعیل بن عیاش
ہے اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو کہہ سکتے تھے کہ ناسخ ہے نماز ٹوٹ جانیکی حدیثوں کی بشرطیکہ اوسکی تاریخ بعد ثابت ہوتی
اور باقی حدیثیں جو اوپر گذریں اُنمیں کوئی نسخ کے لائق نہیں کیونکہ ذرا ضعیف ہیں زیلعی نے کہا ہمارے مذہب کے
موافق وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپکے
سامنے آڑی پڑی ہوتی جنازے کیطرح مسلم کی ایک روایت میں عروہ سے یوں ہے حضرت عائشہؓ نے کہا کون سی چیز نماز
کو توڑ دیتی ہے ہمنے کہا عورت اور گدہا اونھوں نے کہا تو عورت ایک برا جانور ہے کھینچ تو اپنے تئیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے آڑ پڑے دیکھا جیسے جنازہ آڑا رکھا جاتا ہے اور آپ نماز پڑھتے تھے زیلعی نے کہا حنابلہ کا یہ قول
ہے کہ سیاہ کتا اگر نمازی کے سامنے سے نکلجاوے تو اُسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو روایت کی احمد اور
ابن ماجہ اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور کتا اور گدہا مسلم نے زیادہ کیا اور بچاتی ہے
اس سے کوئی چیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مغفلؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ
نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور کتا اور گدہا شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں جمیل بن حسن ہے وہ ضعیف ہے باقی راوی
اوسکے ثقہ ہیں اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے عبداللہ بن صامت سے اونھوں نے ابوذرؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے جب تم میں
سے کوئی کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اوسکی آڑ کر لیتی ہے کوئی چیز جو اوسکے سامنے ہو پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر اگر ایسی
کوئی چیز اوسکے سامنے نہو تو توڑ دیگی اوسکی نماز کو عورت اور گدہا اور کالا کتا میں نے کہا اے ابوذر یہ کالے کتے کی تخصیص
کیا ہے اگر لال کتا ہو یا زرد کتا ہو اونھوں نے کہا اے بھتیجے میرے میں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی پوچھا جیسے

تونے مجھ سے پوچھا آپ نے فرمایا کالا کتا شیطان ہے ترمذی نے کہا عبد اللہ بن صامت بھتیجا تھا ابو ذر کا اوس میں ضعف ہے اور اسی
واسطے امام بخاری نے اس روایت کو نہیں نکالا ابو حاتم نے کہا اسکی حدیث لکھی جاویگی میں کہتا ہوں اس حدیث کو امام مسلم نے
نکالا اپنی صحیح میں اور ذہبی نے میزان میں کہا کہ وہ سچا ہے بڑی شان والا اور حجت لی اس سے مسلم نے اور بخاری نے
اس سے حجت نہیں لی اور ثقہ کہا اسکو نسائی نے اور روایت کی طبرانی نے معجم کبیر میں حکم غفاری سے اسکی عبارت وہی
ہے جو عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کی ہے اور روایت کی بزار نے انس سے اوس میں یہ ہے کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا
اور عورت عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور اشارہ کیا ترمذی نے ابو سعید کی حدیث کی طرف اور ابو داؤد اور نسائی
اور ابن ماجہ نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت حائضہ اور کتا ابن ماجہ کی روایت میں
کالا کتا ہے یحییٰ بن سعید نے کہا اس حدیث کو رفع نہیں کیا کسی نے سوا شعبہ کے اور ابو داؤد نے کہا وقف کیا اوسکو
سعید اور ہشام اور ہمام نے قتادہ سے ابن عباسؓ پر اور ابو داؤد نے ابن عباسؓ سے ایک اور مرفوع حدیث نکالی اوس میں
زیادہ کیا سور اور یہودی اور مجوسی کو ابو داؤد نے کہا یہ سور اور مجوسی کی زیادتی منکر ہے اور میں نے نہیں سنا اس
حدیث کو مگر محمد بن اسمٰعیل سے اور میں سمجھتا ہوں واللہ اعلم انہوں نے وہم کیا کیونکہ وہ بیان کرتے تھے ہم سے حافظہ میں اپنی
یاد سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمروؓ سے نکالا کہ ایکبار ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وادی کے
بلند جانب میں آپ نماز کا ارادہ سے کھڑے ہو گئے ہم بھی کھڑے ہوئے اتنے میں گھاٹی سے ایک گدہا نمود ہوا تو آپ ٹھہر
گئے اور آپ نے تکبیر نہیں کہی اور یعقوب بن زمعہ کو اوسکے طرف بھیجا اونہوں نے اوس گدہے کو لوٹا دیا عراقی نے کہا
اوسکا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں
توڑتی مگر گدہا اور کافر اور کتا اور ہم لوگ تو ایک ہو گئے برے جانوروں کے عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور
اور بہت سی حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ کتے اور عورت اور گدہے کے سامنے جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنی باطل ہو جاتی
ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے اون میں سے ہیں ابو ہریرہؓ اور انسؓ اور ابن عباسؓ ایک روایت میں اور ایسا
ہی منقول ہے ابو ذرؓ اور ابن عمرؓ سے اور ایک روایت ابن عمرؓ سے یہ ہے کہ وہ کتے کو نماز توڑنے والا جانتے تھے اور حکم
بن عمرو غفاری گدہے کو اور تابعین میں سے جو کہتے ہیں کہ ان تینوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے حسن بصری ہیں اور ابو الاحوص
ابن مسعود کے صاحب اور اماموں میں سے امام احمد بن حنبل اسطرف گئے ہیں ابن حزم ظاہری نے الشیخ ایسا ہی نقل کیا
ہے اور ترمذی نے نقل کیا اون سے کہ وہ صرف کالے کتے کو نماز کا توڑنے والا سمجھتے تھے اور گدہے اور عورت میں توقف
کرتے تھے اور اثرم نے امام احمد سے یہی ثابت کیا ہے کہ عورت اور گدہے سے وہ نماز ٹوٹنے کے قائل تھے اور اہل ظاہر کا یہ قول

کہ ان تینوں چیزوں کے نماز ٹوٹ جاتی ہے خواہ ان میں سے کوئی چیز نمازی کے سامنے سے گذر جاوے یا نمازی کے سامنے ہو جاوے خواہ گدہا اور کتا چھوٹا ہو یا بڑا زندہ ہو یا مردہ البتہ اگر عورت سامنے نمازی کی آڑی لیٹی ہو تو وہ مستثنی ہے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اور ابن عباسؓ اور عطا بن ابی رباح کا یہ قول ہے کہ کالے کتے اور حائضہ عورت سے نماز ٹوٹ جاوے گی اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر گذری کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کالا کتا اور حائضہ عورت اور جمہور فقہا جو کہتے ہیں کہ مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے وہ کوئی عذر اسکا نہیں کر سکتے البتہ حنفیہ اور اہل ظاہر جو مطلق پر عمل کرتے ہیں انپر کچھ الزام نہ ہوگا ابن عربی نے کہا جس نے عورت میں قید لگائی حائضہ کی اسکی دلیل تمام نہیں ہوتی کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اور عورت کا حیض اسکے ہاتھ اور پیٹ اور پاؤں میں نہیں ہے عراقی نے کہا اگر ضعف سے مراد راویوں کا ضعف ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ راوی اسکے سب ثقہ ہیں اور جو یہ مقصود ہے کہ اکثر راویوں نے اسکو وقف کیا ابن عباس پر تو یہ صحیح ہے مگر رفع کیا اسکو شعبہ نے اور رفع ثقہ کا مقدم ہے وقف پر اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ کتا اور گدہا اور بلی سے نماز ٹوٹ جاویگی اور عورت سے نہ ٹوٹیگی اور شاید دلیل انکی وہی ہے جو انہوں نے روایت کی کہ وہ حضرت کے سامنے آڑی پڑی رہتی تہیں اور یہ جاننا چاہیے کہ آڑا پڑا رہنا اور ہے اور سامنے سے گذر جانا اور ہے اور اوپر یہ روایت بہی حضرت عائشہؓ سے گذری کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے تو خود انہی کی روایت انپر دلیل ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ دلیل لیجاوے حضرت عائشہ کی قول پر ام سلمہ کی حدیث سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے حجرے میں نماز پڑہتے تہے اتنے میں سامنے سے عبد اللہ گذرے یا عمر آپنے ہاتہ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گئے پہر ام سلمہ کی ایک بیٹی گذرنے لگی آپنے اسیطرح اشارہ کیا لیکن وہ گذر ہی گئی جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا عورتیں نہیں مانتیں یعنے جہالت کیوجہ سے نکالا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور اسکا اسناد قوی نہیں اوسکی سند میں ایسا مجہول ہے قیس مدنی جو باپ ہے محمد بن قیس کا باقی راوی اوسکے ثقہ ہیں علاوہ اوسکے اس حدیث سے استدلال جب پورا ہوگا کہ یہ معلوم ہو جاوے اوس وقت آپکے سامنے سترہ نہ تہا دوسری یہ کہ آپنے اوس نماز کا اعادہ نہیں کیا بلکہ اوسکو قائم رکہا اور اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ کالا کتا فقط نماز کو توڑ ڈالتا ہے اور ابن منذر نے اسکو حضرت عائشہؓ سے بہی نقل کیا ہے اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث نے گدہے کو خارج کر دیا یعنے ان چیزوں میں سے جنکے سامنے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے موجب دوسری حدیث کی اور ام سلمہ اور حضرت عائشہؓ کی حدیثوں نے جو اوپر گذریں عورت کو خارج کر دیا اور کالے کتے کی قید نے اور رنگ کے کتوں کو خارج کر دیا اب رہی یہ حدیث کہ سور اور مجوسی اور یہودی کا گذرنا نماز کو توڑ دیتا ہے تو وہ حجت لینے کے لائق نہیں اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ

کی حدیث میں کافر کا ذکر ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں جیسے اوپر گذرا اور امام مالک اور شافعی اور جمہور علمار سلف اور خلف (اور امام ابوحنیفہ) کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کا سامنے سے گذرنا نماز کو نہیں توڑتا اور مہدی نے بحر میں روایت کیا کہ عترت کا قول بھی یہی ہے ذکر کیا امام شوکانی نے وہی مضمون جو اوپر فتح الباری سے نقل ہوا اور رد ہوا ان مذہب والوں کا اور ثابت کیا یہ امر کہ کالے کتے اور حائضہ عورت کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اسیطرح سور اور مجوسی اور یہودی کے سامنے گذرنے سے بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جن میں انکا ذکر ہے البتہ گدھے میں شبہ ہے اب جو عورت حائضہ نہ ہو یا جو کتا سیاہ نہ ہو اوسکے سامنے گذرنے سے نماز کا نہ ٹوٹنا قوی ہے مترجم کہتا ہے حائضہ عورت اور کالے کتے کے سامنے گذرنے سے بھی نماز اسوقت ٹوٹیگی جب وہ سترے اور نمازی کے بیچ میں سے گذریں لیکن اگر نمازی کے سامنے سترہ ہو اور یہ چیزیں سترے کے پرے گذریں تو نماز نہ ٹوٹیگی اور یہی مذہب حق ہے اور قوی ہے از روے دلائل کے اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں پہلے بیان کیا عبداللہ بن صامت کی حدیث کو ابوذر سے جو اوپر گذری پھر سہل بن ابی حثمہ کی حدیث کو یہ بھی اوپر گذر چکی پھر ابن عباسؓ کی حدیث کو مرفوعاً کہ توڑ دیتا ہے نماز کو حائضہ عورت اور کتے کا گذرنا دوسری روایت ابن عباسؓ عکرمہ کی طریق سے نکالی اوس میں یہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ابن عباسؓ نے اوسکو مسند کیا آنحضرتؐ تک کہ فرمایا آپ نے توڑ دیتی ہے نماز کو حائضہ عورت اور کتا اور گدھا اور یہودی اور نصرانی اور سور اور اگر تجھ سے یہ چیزیں ایک تیر کی مار کے فاصلے پر سے گذریں تو تیری نماز نہ توڑینگی ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو بھی نکالا اوسمیں یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی نے بغیر سترہ کے نماز پڑھی تو توڑ دیتا ہے اوسکی نماز کو گدھا اور سور اور یہودی اور مجوسی اور عورت اور اگر ایک پتھر کی مار کے پرے یہ چیزیں گذریں تو نماز کافی ہو جاویگی پھر عبداللہ بن مغفل کی حدیث کو جو اوپر گذری پھر کہا کہ بعضوں نے ان حدیثوں سے دلیل لی ہے اور بعضوں نے انکا خلاف کیا ہے اونہوں نے دلیل لی ابن عباس کی حدیث سے کہ میں اور فضل ایک مادیان گدھی پر آئے اور حضرتؐ عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے لوگوں کے ساتھ تو ہم صف کے کچھ حصے کے سامنے سے چل گئے پھر اترے اور مادیان کو چھوڑ دیا چرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ نفرمایا دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ منا میں نماز پڑھ رہے تھے تیسرے روایت میں یون ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سے گذرا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور میں ایک گدھی پر سوار تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکا تھا بنی ہاشم میں کا آپ نہیں پھرے تو پہلی روایتوں سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس صف پر سے گذرے اس میں احتمال ہے شاید وہ مقتدیوں کے سامنے سے گذرے ہوں نہ امام کے سامنے سے اور ایسی حالت میں انسے دلیل لینا درست نہ ہوگا لیکن اخیر روایت میں یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرے اوس سے یہ نکلتا ہے کہ امام کے

سامنے سے بھی گدہے کا نکلنا نماز کو نہین توڑتا اور راوی ابن عباس سے یہ روایت گذری کہ گدہے کے سامنے نکلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہی اب ضرور ہی کہ دونون مین سے کوئی حکم منسوخ ہو جب اسمین غور کیا گیا تو ابو بکرہ نے ہمسے حدیث بیان کی ہو ان سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے سماک سے اونہون نے عکرمہ سے کہ ابن عباس پاس ذکر آیا اون چیزون کا جو نماز کو توڑتی ہین تو لوگون نے کہا کہ گدہا اور کتا نماز توڑ دیتے ہین ابن عباس نے کہا اللہ کیطرف چڑہتے ہین پاک کلمے اور یہ چیزین نماز کو توڑتی نہین ہین البتہ نماز مکروہ ہو جاتی ہے اون کے سامنے گذرنے سے اور فضل بن عباس سے روایت ہی کہ آنحضرت ہماری ملاقات کو آئے ایک جنگل مین اور ہمارے پاس ایک کتیا تھی اور گدہا تھا دونون چر رہے تھے پھر آپ نے عصر کی نماز پڑہی اور وہ دونو آپکے سامنے تھین نہ ڈانٹی گئین نہ ہٹائی گئین پھر ذکر کیا اور روایات کو اور انکا مطلب ہے کہ مین نے حضرت کو دیکھا باب بنی سہم کے پاس نماز پڑہتے ہوی لوگ آپکے سامنے سے گذر رہے تھے اور آپکے اور قبلے کے بیچ مین کوئی چیز نہ تھی اور انکا ابو سلمہ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا مین اپنے پاون پھیلاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے مین آپ نماز پڑہتے ہوتے جب سجدہ کرتے تو میرے پاون دبا دیتے مین انکو سمیٹ لیتی پھر آپ جب کھڑے ہوتے تو مین پھیلا دیتی اور انکا حضرت عائشہ سے کہ حضرت نماز پڑہتے اور وہ آڑی پڑی ہوتین آپکے سامنے قبلہ کیجانب مین جب آپ وتر پڑہنے لگتے تو اپنے پاون سے انکو دبا دیتے اور فرماتے سرک جا اور انکا حضرت علی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفل پڑہتے اور حضرت عائشہ آپکے اور قبلے کے بیچ مین آڑی پڑی ہوتین اور انکا ام سلمہ سے کہ میرا بچھونا حضرت کے مصلے کے بازو بچھایا جاتا آپ نماز پڑہتے اور مین آپکے بازو ہوتی اور انکا میمونہ سے کہ میرا بچھونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے کے بازو ہوتا کبھی آپ کا کپڑا مجھپر پڑ جاتا اور آپ نماز پڑہتے ہوتے اور انکا سالم سے کہ ابن عمر سے کہا گیا کہ عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہین کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا ابن عمر نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور انکا سعید بن المسیب سے کہ حضرت علی اور عثمان نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور دفع کرو تم اوسکو جہانتک ہو سکے اور انکا حارث سے انہون نے حضرت علی سے اونہون نے کہا مسلمان کی نماز کو نہ کتا اور گدہا اور عورت اور نہ اور کوئی جانور توڑتا ہے اور دفع کرو تم جہانتک ہو سکے اور انکا سعید بن ابراہیم سے انہون نے اپنے باپ سے کہ وہ نماز پڑہتے تھے انکے سامنے سے ایک شخص گذرا اونہون نے روکا اونہون نے کہا وہ شخص مجھپر غالب آیا تو مینے اوسکا ذکر حضرت عثمان سے کیا وہ اونکے باپ کے ماموں تھے اونہون نے کہا تیرا کچھ نقصان نہین اور انکا بکیر سے کہ بسر بن سعید اور سلیمان بن یسار نے اونسے بیان کیا کہ ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف نماز پڑہ رہے تھے اونکے سامنے سے سلیط بن ابی سلیط نکلا ابراہیم نے اوسکو کھینچا وہ گرا اوسکے سر مین چوٹ لگی وہ حضرت

عثمان کے پاس گیا انہون نے مجھکو بلا بھیجا اور کہا یہ کیا ہے مینے کہا وہ تیرے سامنے سے گذرا مینے اوسکو ہٹایا کہ میری نماز نہ ٹوٹ اونہون نے کہا تیری نماز ٹوٹ جاتی مینے کہا تم خوب جانتے ہو اونہون نے کہا تیری نماز نہ ٹوٹے گی اور نکالا حذیفہ سے وہ کہتے تہے نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی پہر امام طحاوی نے کہا کہ ہم نے جو قیاس کیا تو کالے کتے کیطرح اور کتون کو بھی پایا حرمت مین اسیطرح اور درندے والیکر پرندون کو حالانکہ اون کے سامنے نکلجانے سے نماز نہین ٹوٹتی اور گدہے کے باب مین تو اختلاف ہے بعض لوگون نے بستی کا گدہا حلال کہا ہے بعضون نے مکروہ جانا ہے اور جب حرام جانور کے نکلجانے سے نماز فاسد نہ ہوئی تو مختلف فیہ جانور کے نکلجانے سے کیونکر فاسد ہوگی **مترجم** کہتا ہے یہ تقریر بالکل فاسد ہے صحیح حدیث مین سیاہ کتے کی تخصیص کیوجہ مذکور ہے پہر اور کتون پر اوسکو قیاس کرنا یا گدہے کو اور جانورون پر قیاس ہے مقابلہ نص کے اور وہ باطل ہے بالاجماع اور ایسے امورات قیاس سے معلوم نہین ہوسکتے واللہ اعلم حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلٰوةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ فَقَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَاِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ

ترجمہ محمد بن عبد اللہ بن مسلم نے اپنے چچا (محمد بن مسلم) ابن شہاب سے پوچھا نماز کو کوئی چیز توڑ دیتی ہے اونہون نے کہا اسکو کوئی چیز نہین توڑتی مجھ سے بیان کیا عروہ بن زبیر نے کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا بیشک جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوتے اور رات کو نماز پڑہتے مین آپکے آگے قبلے کے بیچ مین آڑی پڑی ہوتی آپ کی نماز اپنے گہر والون کے بستر پر ہوتی **ف** اس ترجمہ پر علی فراش اہلہ متعلق ہوگا یصلی سے اور بعض نسخون مین عن فراش اہلہ ہے تو متعلق ہوگا یقوم سے اول عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ آپ اپنے سونے کے بچہونے پر نماز پڑہ لیتے حافظ نے کہا ابن شہاب نے اس حدیث سے دلیل لی اسطرح کہ جب عورت نمازی کے سامنے لیٹی ہو اور اوسکی نماز فاسد نہ ہو تو اسی طرح اگر عورت نمازی کے سامنے سے گذر جاوے یا اوسکے سامنے بیٹھی یا کہڑی ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ گذرنیکا قیاس سامنے لیٹنے رہنے پر نہین ہوسکتا اور مخالف اوسکو کیون تسلیم کریگا علاوہ اسکے دلیل خاص ہے اور دعوی عام ہے غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگا کہ عورت کا سامنے گذرنا نماز کو نہ توڑے گا مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ اور بہی کسی چیز کا گذرنا جیسے کتے یا گدہے کا نماز کو نہین توڑتا علاوہ اسکے عورت کا گذرنا ناقض ہے اس صورت مین جب نمازی کو اوس سے تشویش ہو اور یہان تشویش کا اندیشہ نہ تہا کیونکہ دوسری روایت مین ہے کہ گہرون مین اون دنون چراغ نہ تہے دوسرے احتمال ہے کہ اجنبی عورت کا گذرنا ناقض ہو نہ اپنی بی بی کا اور حنابلہ نے کہا کہ ابو ذر کی حدیث صریح ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث

محتمل ہے تو ابوذر کی حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور گذرنے والی مین اور سونے والی مین یہ فرق ہو کہ گذرنا حرام ہے بر خلاف
نمازی کے سامنے ٹہیر رہنی کے خواہ نائم ہو یا غیر نائم پس اسیطرح عورت کا بہی حکم ہوگا کہ اسکا گذرنا نماز کو توڑ دے گا نہ
ٹہیر رہنا انتہے مختصرا **باب** اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عُنُقِهٖ فِي الصَّلٰوةِ اگر چہوٹی بچی کو نماز مین اپنی
گردن پر اوٹہا لیوی **ف** ابن بطال نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی کو چہوٹی بچی کے اوٹہا لینے مین کچہ
ضرر نہ ہوا تو اسکی سامنے گذرنے سے کیا ضرر ہوگا کیونکہ گذرنا اوٹہا لینے سے کم ہے اور امام شافعی نے بہی اسی مطلب کیطرف
اشارہ کیا ہے مگر چہوٹی کی قید سے یہ نکلتا ہے کہ بڑی کا حکم ایسا نہیں ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ
قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا **ترجمہ** ابو قتادہ
(حارث بن ربعی) سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے امامہ کو اوٹہائے ہوے جو بیٹی تہین
علیا حضرت زینب آپ کی عالیشان صاحبزادی کی ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس سے **ف** یہ آپکے داماد
تہے اُن کا نام مقسم تہا یا لقیط یا قاسم یا مہشم یا ہشیم یا یاسر یہ بدر کے دن حالت کفر مین قید ہوے تہے پہر اسلام سے
مشرف ہوے اور ہجرت کی اور آپنے علیا حضرت زینب کا نکاح اونسے باقی رکہا اور انہی کے نکاح مین انکا انتقال
ہوا انہون نے وفات پائی حضرت ابوبکر کی خلافت مین (قسطلانی) حافظ نے کہا ترجمہ مین جو گردن پر اٹہانیکا ذکر ہے
سو اس روایت مین مذکور نہین البتہ مسلم اور عبد الرزاق کی روایت مین ہے کہ آپ اپنے دوش مبارک پر امامہ کو اوٹہائے
ہوئے تہے اور احمد کی روایت مین ہے کہ اپنے گردن پر اور امامہ آنحضرت کی عالی شان نواسی آپکے زمانے مین کمسن
تہین پہر حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت علی نے اونسے نکاح کر لیا تہا لیکن اُنکے پیٹ سے کوئی اولاد نہین
رہی **ف** پہر جب آپ سجدہ کرتے تو انکو بٹہا دیتے (زمین پر) اور جب کہڑے ہوتے تو انکو اٹہا لیتے **ف** مسلم
اور نسائی اور ابن حبان کی روایت مین یہ ہے کہ جب آپ رکوع کرتے تو انکو اتار دیتے اور ابوداؤد کی روایت مین یون
ہے جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو انکو پکڑتے اور اتار دیتے پہر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدے سے فارغ
ہوتے اور کہڑے ہوتے تو پہر انکو لیکر اپنی جگہہ بٹہا لیتے ان روایتون سے یہ نکلتا ہے کہ اوٹہانا اور اوتارنا دونو
آپکے فعل تہے اور وہ تاویل صحیح نہ ہوگی جو خطابی نے کی ہے کہ وہ لڑکی آپ سے ہلی ہوئی ہوگی جب آپ سجدہ کرتے ہونگے
تو آپکے ہاتہہ پاؤن سے لٹک جاتی ہوگی یا آپکے بدن سے چمٹ جاتی ہوگی اور رد کرتی ہے اس تاویل کو مسلم کی روایت

نماز میں بچے کا اٹھانا

اوس مین ہی کہ آپ جب کھڑے ہوتے تو اوسکو اٹھا لیتے اپنی جگہہ مین قرطبی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس حدیث کی تاویل مین اور تاویل کی ضرورت انکو اسلیے واقع ہوئی کہ یہ عمل کثیر ہے تو ابن القاسم نے امام مالک سے نقل کیا کہ یہ واقعہ نفل نماز مین تھا اور یہ تاویل بعید ہے ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ فرض نماز مین تھا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ مینے دیکھا حضرت کو آپ امامت کرتے تھے لوگون کی اور امامہ آپکے کاندھے پر تھین مازری نے کہا نفل مین امامت معہود نہین ہے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے ظہر یا عصر کی نماز مین اور بلال نے آپکو نماز کے لیے بلایا تھا اتنے مین آپ برآمد ہوے اور امامہ آپکے کاندھے پر تھین پھر آپ کھڑے ہوے اپنی نماز کی جگہہ مین ہم بھی آپکے پیچھے کھڑے ہوئے آپنے تکبیر کہی ہمنے بھی تکبیر کہی اور امامہ اوسی جگہہ تھین اور زبیر بن بکار کی روایت مین ہے کہ یہ واقعہ صبح کی نماز مین ہوا اور اشہب اور ابن نافع نے امام مالک سے نقل کیا کہ ضرورت کی وجہ سے یہ جائز ہے جب بچہ کا اور کوئی خبر لینے والا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر آپ امامہ کو نہ اوٹھاتے تو وہ روتین اور رونے مین زیادہ دل بٹتا نماز مین بنسبت اوٹھانیکے اور بعض نے نفل اور فرض مین فرق کیا اور باجی نے کہا کہ اگر بچہ کا کوئی خبر لینے والا ہو تو نفل مین ایسا جائز ہے فرض مین نہین ورنہ دونون مین جائز ہے اور عبد اللہ بن یوسف نے امام مالک سے نقل کیا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بیان کیا اوسکو اسماعیلی نے اور کہا کہ امام مالک نے کہا حضرت کی بعض حدیثین ناسخ ہین اور بعض منسوخ اور اس حدیث پر عمل نہین ہے ابن عبد البر نے کہا شاید یہ حدیث منسوخ ہے اوس حدیث سے جسکے رو سے نماز مین عمل منع ہوا اور یہ اعتراض کیا ہے کہ صرف احتمال سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا دوسرے یہ کہ یہ حدیث إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا جس سے عمل حرام ہوا ہے ہجرت کی پہلے کی ہے اور یہ حدیث امامہ کی ہجرت کی ایک مدت بعد کی ہے اور قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل کیا کہ یہ امر حضرت کے خصائص مین تھا کیونکہ آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ امامہ آپ پر پیشاب نکرینگی جب تک آپ انکو اوٹھائے رہینگے اور یہ قول رد کیا گیا ہے اس طرح سے کہ تخصیص پر دلیل کیا ہے اور اصل خاص ہونا ہے اور قیاس سے تخصیص ثابت نہین ہو سکتی نووی نے کہا یہ سب دعوی باطل ہین انپر کوئی دلیل نہین اور یہ حدیث قواعد شرعی کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ آدمی طاہر ہے اور بچون کے کپڑے اور بدن پاک ہین جب تک نجاست ظاہر نہ ہو اور اعمال اگر قلیل ہون یا متفرق ہون تو اون سے نماز باطل نہین ہوتی اور شرع سے اسپر بہت سی دلیلین ہین اور حضرت کا یہ فعل بیان جواز کے لیے تھا اور فاکہانی نے کہا کہ آپ نے امامہ کو نماز مین اٹھایا عرب کا خیال رد کرنے کو جو بیٹیون سے نفرت کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بچون کا مسجد مین لانا درست ہے اور چھوٹی بچی کا چھونا طہارت کو ضرر نہین کرتا اور جو شخص کسی آدمی کو اٹھائے

ہوئی ہو یا پاک جانور کو تو اوسکی نماز صحیح ہے اور آپکا تواضع اور کرم اور شفقت اطفال پر صلے اللہ علیہ وسلم رفتہ مختصر کرا
قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو ادب میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے صلوۃ میں انتہے فہم جیم
کہتا ہو جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر بسند صحیح ثابت ہو کہ آپ فرض نماز میں حضرت امامہ کو اوٹھا لیتے اور
بٹھا دیتے تو اسکے جواز میں شبہ کرنا اور تاویلیں کرنا خوب نہیں ہے جو فعل نماز میں حضرتؐ سے ثابت ہوا وہ جائز ہے
اسلیے کہ افعال نماز کے توقیفی ہیں انمیں رای اور قیاس کو دخل نہیں اور مثل اسکے ہے وہ حدیث جسکو پانچون
عالمون نے نکالا ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قتل کرو سانپ اور بچھو کو نماز میں صحیح کہا اسکو ترمذی نے یا ابن عساکر
نے اور ابن تیمیہ نے نقل کیا اور ترمذی اپنی کتاب میں اسکو حسن کہا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے
اور کہا صحیح ہے اور اس باب میں مروی ہے ابن عباس سے نکالا اوسکو حاکم نے باسناد ضعیف اور ابو رافع سے
نکالا اوسکو ابن ماجہ نے اوسکی اسناد میں مندل ہے وہ ضعیف ہے اسی طرح اسکا شیخ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع
اور ابن عمر سے اونھون نے ایک بی بی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ
سے نکالا اوسکو ابو یعلے موصلی نے اوسکے اسناد میں محمد بن یحیے صدائی ضعیف ہے اور بنی عدی کے ایک شخص سے
روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے باسناد منقطع شوکانی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ نماز میں سانپ اور بچھو کا
مارنا روا ہے بغیر کراہت کے اور جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے عراقی نے کہا اور ترمذی نے ایک جماعت سے اسکی کراہت
نقل کی ہے اون میں سے ہیں ابراہیم نخعی اور ایسا ہی مروی ہے ابراہیم بن ابی شیبہ سے مصنف میں اور ابن ابی شیبہ
نے قتادہ سے نکالا اونھون نے کہا جب سانپ اور بچھو تیرے سامنے نہ آوے تو مت قتل کر اوسکو نماز میں عراقی
نے کہا جن لوگون نے اوسکو قتل کیا نماز کے اندر یا قصد کیا اوسکے قتل کا اون میں سے ہیں حضرت علی بن
ابی طالب اور ابن عمر ابن ابی شیبہ نے ان سے نقل کیا باسناد صحیح کہ اونھون نے ایک پر دیکھا وہ اسکو بچھو سمجھے
تو اوسکو مارا اپنی جوتی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے بھی اور کہا کہ مارا اسکو اپنے پاؤن سے اور کہا میں سمجھا کہ
بچھو ہے اور تابعین میں سے حسن بصری اور ابو العالیہ اور عطا اور مورق عجلی اسیطرف گئے ہیں اور جو لوگ اس سے
منع کرتے ہیں یا مکروہ جانتے ہیں بشرطیکہ اوسکے قتل میں فعل کثیر کی ضرورت پڑے وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث
سے اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغْلًا اور ابوداؤد کی اس حدیث سے اُشْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ اور جواب یہ ہے کہ قتل کی حدیث خاص ہے
تو یہ حدیثیں اسکے معارض نہ ہونگی اسیطرح جس فعل کثیر کی اجازت ثابت ہو وہ نماز میں جائز ہے جیسے حضرتؐ کا امامہ
کا اٹھانا اور آپکا جوتے اوتارنا اور منبر پر نماز پڑھنا اور سجدے کے لیے نیچے اوترنا پھر منبر پر چڑھ جانا اور گندیو آپ

کو روکنا گو قتال کی نوبت پہونچی اور دروازہ کہولنے کے لیے آنا جیسے آگے مذکور ہوگا اب یہ قتل سانپ اور بچہو کا ہر طرح
جائز ہے خواہ ایک ضرب سے ہو یا دو ضربون سے یا زیادہ سے اور بیہقی نے جو ابو ہریرہؓ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے تجہکو بچہو
کے لیے ایک مار پڑے یا نہ پڑے اس سے یہ نہین نکلتا کہ ایک مار سے زیادہ منع ہو اور امام بیہقی نے اسپر دلیل لی دوسری
حدیث سے جسکو مسلم نے نکالا کہ جو کوئی چہپکلی کو مارے پہلی مار مین اوسکے لیے اتنی نیکیان ہین جو دوسری مین مارے
اوسکے لیے اتنی نیکیان ہین جو تیسری مین مارے اوسکے لیے اتنی ہین کما شرح سنۃ مین ہے کہ سانپ اور بچہو کے مثل
ہین اور موذی جانور جیسے شیر زنبور وغیرہ اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد نے نکالا ام المومنین
عائشہ صدیقہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہر مین نماز پڑہتے تہے اور دروازہ بند ہوتا پہر مین آتی تو آپ چلتے
(نماز کے اندر) یہانتک کہ دروازہ کہول دیتے میرے لیے پہر لوٹ جاتے اپنی جگہہ پر اور دروازہ قبلہ کی طرف تہا
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور نسائی نے کہا کہ نفل نماز پڑہتے تہے ابن رسلان نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ ایک
قدم یا دو قدم چلتے یا اس سے زیادہ متفرق طور پر اور یہہ تاویل فاسد ہے اور مبنی ہے اپنے مذہب کی رعایت پر
اور حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ نفل نماز مین ضرورت سے چلنا درست ہے تمام ہوا کلام شوکانی کا مترجم کہتا
ہے اس باب مین اور ایک حدیث اوپر امام احمد کی روایت سے گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک
پر سجدے مین امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کود کر چڑہ گئے آپ جب سر اوٹہاتے تو آہستہ سے انکو پکڑ کر زمین پر
بٹہا دیتے امام ابن قیم زاد المعاد مین فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو لنبا کرنا چاہتے پہر بچے
کا رونا سنتے تو نماز کو ہلکا کر دیتے اس خیال سے کہ بچے کی مان پر گران نہو اور ایک بار آپنے ایک سوار کو خبر لانے
کے لیے بہیجا پہر آپ نماز پڑہتے رہے اور نماز مین بار بار اوس گہاٹی کیطرف التفات فرماتے تہے جدہر سے سوار آنے
والا تہا اور آپنے فرض پڑہے امامہ کو اپنے دوش پر اوٹہا کر جب رکوع اور سجدہ کرتے تو انکو بٹہا دیتے اور نماز پڑہتے
مین امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آپ کی پیٹہ پر سوار ہو جاتے تو آپ سجدے سے سر اوٹہانے مین دیر کرتے اس
خیال سے کہ وہ گر نہ پڑین اور مکان کا دروازہ بند ہوتا تو آپ حضرت عائشہ کے لیے نماز مین دروازہ کہول دیتے اور نماز
کے اندر سلام کا جواب اشارے سے دیتے اور منبر پر نماز پڑہتے اوسیپر رکوع کرتے جب سجدہ آتا تو اولٹے پاؤن پیچہے
اوتر آتے پہر سجدہ کرتے زمین پر پہر منبر پر چڑہ جاتے اور آپ نماز پڑہ رہے تہے اتنے مین شیطان آیا آپ کی نماز توڑنے
کو آپنے اوسکو پکڑا اور اوسکا گلا گہونٹا یہانتک کہ اوسکا لعاب آپکے ہاتہہ پر بہا اور آپ دیوار کی طرف نماز پڑہ رہے
تہے پہر ایک بکری کا بچہ آپکے سامنے سے نکلنے لگا آپنے اوسکو ہٹایا یہانتک کہ اپنا پیٹ دیوار سے لگا دیا آخر

وہ پیچھے سے نکل گیا اور نماز پڑھتے میں بنی عبد المطلب کی دو لڑکیاں لڑنے لگیں آپ نے اپنے ہاتھ سے انکو پکڑا اور چھڑا لیا اور نماز پڑھتے میں ایک لڑکا آپ کے سامنے سے گذرنے لگا آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گیا ایک لڑکی آپ کے سامنے سے گذرنے لگی اسکو بھی ہاتھ سے اشارہ کیا وہ چلی گئی اور نماز آپ نے ۔ فرمایا کہ عورتیں غلبہ کر لیتی ہیں روایت کیا اس کو امام احمد نے سنن میں اور آپ نماز میں کھنکارتے تھے اور دیتے تھے حضرت علی نے کہا میں آپ کے پاس آتا پھر اگر آپ نماز پڑھتے ہوتے تو کھنکار دیتے میں اندر چلا جاتا روایت کیا اسکو نسائی اور احمد نے غرض کھنکارنے کو آپ مفسد نماز نہیں جانتے تھے امام احمد کی روایت میں ہے کہ میں رات اور دن میں دو بار حضرت صلعم کے پاس جاتا جب آپ نماز پڑھتے ہوتے تو کھنکار دیتے انتہی مختصرًا مترجم کہتا ہے پس جو افعال حضرت صلعم سے ثابت ہیں نماز میں جیسے کھنکارنا سلام کا جواب اشارہ سے دینا بچے کو اٹھا لینا ہاتھ سے کسی کو چھڑا دینا اور بچی چیز پر نماز پڑھنا اور سجدے کے لیے نیچے اترنا آگے بڑھنا پیچھے ہٹنا سانپ یا بچھو یا اور کوئی موذی جانور مارنا اگر دوسرا کوئی دروازہ کھولنے والا نہ ہو تو دروازہ کھول دینا ان سب کے کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی گو انمیں عمل کثیر کیا جاتا پڑے اور جس نے ہر عمل کثیر کو مفسد صلوۃ کہا ہے اسکو ان صحیح حدیثوں کی تاویل کرنا پڑیگی اور ہمارے نزدیک تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ جو رائے اور تجویز حدیث کے خلاف واقع ہو وہ رائے اور تجویز ہی غلط ہے اور حدیث شریف ہر طرح واجب العمل ہے قربان حدیث شریف کے اور قربان اسکے فرمانے والے کے

باب اِذَا صَلَّى اِلَى فِرَاشٍ فِيْهِ حَائِضٌ جب کوئی شخص ایسے بچھونے کی طرف نماز پڑھے جس پر حائضہ عورت ہو تو نماز مکروہ ہو یا نہیں اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ بحث ابواب ستر العورت میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ اَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَاَنَا عَلَى فِرَاشِي **ترجمہ** ام المومنین میمونہ بنت حارث سے روایت ہے میرا بچھونا جس پر میں سوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے کے بازو تھا کبھی آپ کا کپڑا مجھ پر پڑ جاتا اور میں اپنے بچھونے پر ہوتی **ف** حالت حیض میں جیسے دوسری روایت سے نکلتا ہے جو آگے آتی ہے (قسطلانی)

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَاَنَا اِلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَاِذَا سَجَدَ اَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَاَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے بازو سوتی ہوتی پھر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے

لگ جاتا اور میں حائضہ ہوتی ف باب کی دونوں حدیثوں سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حائضہ عورت کے بچھونے کے پاس نماز درست ہے اور ترجمہ باب میں الی کا لفظ ہے یعنی بچھونے کی طرف تو شاید الی عام ہے خواہ بچھونا سامنے ہو یا بازو داہنی طرف یا بائیں طرف بعض نسخوں میں اس حدیث کے بعد اتنی عبارت اور زیادہ ہے وزاد مسدد

عن خالد قال حدثنا سلیمان الشیبانی وانا حائض **باب** ہل یغمز الرجل امراتہ عند السجود لکی یسجد اگر مرد اپنی عورت کا بدن دبا دے سجدہ کے وقت تاکہ سجدہ کرے تو کیسا ہے اگلے باب میں یہ بیان تھا کہ اگر نمازی کا کپڑا عورت سے لگ جاوے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اس میں یہ بیان ہے کہ اگر اسکا بدن بھی عورت سے لگ جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی حدثنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا عبید اللہ قال حدثنا القاسم عن عائشۃ رضہ قالت بئسما عدلتمونا بالکلب والحمار لقد رأیتنی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا مضطجعۃ بینہ وبین القبلۃ فاذا اراد ان یسجد غمز رجلی فقبضتہما ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا برا کیا تم نے جو برابر کر دیا ہم کو کتے اور گدہے کے بیشک میں نے دیکھا اپنے تئیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے میں کروٹ پر لیٹی ہوئی آپ کے اور قبلے کے بیچ میں پھر آپ جب سجدہ کرنا چاہتے تو میرا پاؤں دبا دیتے میں اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لیتی ف اس حدیث کی بحث اوپر گذر چکی ہے باب التطوع خلف المراۃ میں **باب** المراۃ تطرح عن المصلی شیئا من الاذی عورت اگر نمازی پر سے کچھ نجاست اٹھا کر پھینک دیوے ف ابن بطال نے کہا یہ ترجمہ باب اگلے ترجموں کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اس وجہ سے کہ جب عورت نجاست اوٹھانے کے لیے نمازی کے پاس آویگی تو ضرور کسی طرف سے آویگی اور وہ بھی مثل سامنے سے گذرنے کے ہے (فتح)

حدثنا احمد بن اسحاق السورماری قال حدثنا عبید اللہ بن موسی قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عمرو بن میمون عن عبد اللہ قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم یصلی عند الکعبۃ وجمع من قریش فی مجالسہم اذ قال قائل منہم الا تنظرون الی ہذا المرائی ایکم یقوم الی جزور آل فلان فیعمد الی فرثہا ودمہا وسلاہا فیجیئ بہ ثم یمہلہ حتی اذا سجد وضعہ بین کتفیہ فانبعث اشقاہم فلما سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا فضحکوا حتی مال بعضہم الی بعض من الضحک فانطلق منطلق الی فاطمۃ وہی جویریۃ فاقبلت

تسعى وثبت النبي صلى الله عليه وسلم ساجدا حتى ألقته عنه وأقبلت عليهم تسبهم فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة قال اللهم عليك بقريش اللهم عليك بقريش ثم سمى اللهم عليك بعمرو بن هشام وعتبة بن ربيعة وشيبة بن ربيعة والوليد بن عتبة وأمية بن خلف وعقبة بن أبي معيط وعمارة بن الوليد قال عبد الله فوالله لقد رأيتهم صرعى يوم بدر ثم سحبوا إلى القليب قليب بدر ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأتبع أصحاب القليب لعنة ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ایک بار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کعبہ کے پاس اور قریش کی ایک جماعت اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں اونمیں سے ایک کہنے والے نے کہا کیا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے (مراد اللہ حضرت کو مردود نے ریاکار بنایا اس وجہ سے کہ علانیہ عبادت کرتے تھے) تم میں سے کون جاتا ہے فلان لوگوں کی قربانی کی طرف جو اونٹنی کی ہے پھر اوسکے لید اور خون اور بچہ دان کو لیکر آوے اور اس شخص کو (یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) مہلت دیوے جب وہ سجدہ کرے تو اوسکے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں رکھدیوے یہ سنکر اون میں کا زیادہ بدبخت (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اوٹھا اور یہ نجاست لیکر آیا جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو اوس نے اوسکو رکھدیا آپکے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں اور آپ اسیطرح سجدہ ہی میں پڑے رہے وہ ہنسا کیے یہانتک کہ ایک دوسرے پر جھکنے لگا ہنسی کے مارے پھر ایک جانے والا (شاید وہ ابن مسعود ہوں ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے) حضرت فاطمہ زہرا کے پاس گیا وہ اون دنوں چھوٹی لڑکی تھیں (یہ سنکر) وہ دوڑتی آئیں اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ہی میں تھے یہانتک کہ حضرت فاطمہ زہرا نے وہ نجاست آپکی پیٹھ پر سے پھینکدی اور پھر اون کافروں کی طرف گئیں اون کو برا کہا جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا یا اللہ تو لازم کرلے اپنے اوپر قریش کی تباہی فرمایا اللہ تو لازم کرلے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو بعد اوسکے آپنے نام لیکر فرمایا یا اللہ تو تباہ کر عمرو بن ہشام (ابوجہل مردود) کو اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا تو قسم خدا کی میں نے ان ساتوں کو دیکھا پڑے ہوئے بدر کے دن (سوا عمارہ کے وہ حبش میں مرا) پھر انکی لاشیں کھینچکر کنوے میں ڈالی گئیں یعنے بدر کے کنوے میں بعد اوسکے فرمایا حضرت نے اور پیچھے سے ان کنوے والوں پر لعنت اوتاری گئی **ف** یعنے دنیا کے قتل کے سوا اور

ذلت کی سوا آخرت مین بہی اون پر خدا کی لعنت اور پھٹکار اوتری اس حدیث کی بحث اور کتاب الطہارت
مین گذر چکی **خاتمہ** استقبال قبلہ اور اسکے متعلقات کے ابواب مین ۸۶ مرفوع حدیثین ہین انمین
سے مکرر ۳۶ حدیثین ہین اور بحذف تکرار خالص ۵۰ حدیثین ہین مسلم نے ان سبہون کو نکالا سوا حدیث
انس بن استقبل قبلتنا اور حدیث ابن عباس کی صلوۃ فی الکعبہ مین لیکن مسلم نے اسکو نکالا ابن عباس سے
انہون نے اسامہ سے اور حدیث جابر کی صلوۃ علی الراحلہ مین اور حدیث عائشہ کی قصہ وشاح مین اور حدیث
ابوہریرہ کی ستر اصحاب صفہ مین اور حدیث ابن عمر کے کان المسجد مبنیا باللبن اور حدیث عمار کی قصہ بناء مسجد مین
اور حدیث انس کی خوخہ ابوبکر مین اور حدیث عمر کی رفع الصوت فی المسجد مین اور حدیث ابن عمر کی مساجد طرق
مدینہ مین اوس مین دس حدیثین ہین اور حدیث عائشہ کی لم اعقل ابوی الا وہما یدینان الدین اور اس
باب مین معلق حدیثین ۱۸ ہین کل مکرر ہین سوا حدیث انس کے قصہ عباس اور مال بحرین مین یہ بہی امام
بخاری کے افراد مین سے ہے مسلم نے اوسکو نہین نکالا توسب حدیثین ایک سو چار ہین اور آثار ۲۳ ہین
سب آثار معلق ہین سوا اثر مساجد ابن عباس کے اور اثر عمر اور عثمان کے کہ وہ دونون مسجد مین چت لیٹتے
تہے اور اس اثر کے کہ اون دونون نے مسجد نبوی کو بڑہایا یہ موصول ہین تمام ہوا کلام حافظ کا اور تمام ہوا
پارہ دوسرا صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کے تیس پارون مین سے اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور اسیطرح
تیسرے پارے کو بہی تمام کرادے اپنے فضل اور کرم سے واللہ الموفق والمعین **اس
باب مین وہ حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین** اکثر تو اپنے اپنے مقام
مین اوپر گذر چکین اور باقی یہ ہین (۱) ابوداؤد نے یزید بن نمران سے مین نے دیکہا ایک لنجے کو تبوک
مین اوس نے بیان کیا کہ وہ گذرا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک گدہے پر اور آپ
نماز پڑہ رہے تہے آپنے فرمایا یا اللہ اوسکا اثر کاٹ دے اوسنے کہا اوس روز سے مین پاؤن سے
چل نہ سکا ایک روایت مین یون ہے اوس نے ہماری نماز کاٹی اللہ اوسکا قدم (اثر) کاٹے (۲)
ابوداؤد نے ابن عباس سے حضرت نے فرمایا مت نماز پڑہو سونیوالون اور بات کرنے والون اور حلقہ
باندہنے والون کے پیچہے (۳) امام مالک نے کعب احبار سے اونہون نے کہا اگر نمازی کے سامنے گذرنے
والا جانتا جو گناہ اوسپر ہے البتہ اگر زمین مین دہنس جاتا تو بہتر ہوتا یا آسان ہوتا اوسپر اوسکے سامنے گذرنے
سے (۴) ابوداؤد نے سفیان سے مینے شریک کو دیکہا اونہون نے ہمارے ساتہہ ایک جنازے مین

عصر کی نماز پڑہی تو اپنی ٹوپی سامنے رکہہ لی (۵) ابوداؤد نے غزوان سے وہ اوترے تبوک مین حج کے ارادے سے اونہون نے ایک اپاہج آدمی دیکہا اوس سے حال پوچہا وہ بولا مین تم سے ایک بات کہتا ہون بشرطیکہ جب تک مین زندہ ہون تم اوس کو کسی سے بیان نہ کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک مین اوترے تہے ایک درخت کی آڑ مین اور آپنے فرمایا یہ ہمارا قبلہ ہے پہر نماز شروع کی اوس طرف اور مین آیا دوڑتا ہوا اور نکل گیا آپکے اور درخت کے بیچ مین سے آپنے فرمایا توڑ دی اس نے نماز ہماری کاٹ دی اللہ نشان اوسکا اوس روز سے مین کہڑا نہ ہوسکا اپنے پاون پر آج کے دن تک (۶) ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ اوترے اذاخر کی گہاٹی سے اتنے مین نماز کا وقت آگیا آپنے ایک دیوار کی طرف نماز پڑہی اور ہم آپ کے پیچہے کہڑے ہوئے ایک چارپایہ آیا سامنے سے جانے کو آپ اسکو روکتے رہے یہانتک کہ آپنے اپنا پیٹ دیوار سے لگا دیا تاکہ وہ سامنے سے نہ جاسکے آخر وہ آپکے پیچہے سے چلا گیا (۷) ابوداؤد نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تہے ایک بکری کا بچہ سامنے سے جانے لگا آپ اوسکو روکتے رہے (۸) نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میرے گہر مین ایک کپڑا تہا جس مین مورتین تہین مینے اوسکو اوٹہا کر طاق مین رکہدیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ادہر نماز پڑہا کرتے تہے پہر آپ نے فرمایا ای عائشہ ہٹا دے اس کپڑے کو مین نے اوسکو اوتار کر اوسکے تکیے بنا ڈالے (۹) نسائی نے حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوریا تہا آپ دن کو اوسکو بچہاتے اور رات کو اوس کی آڑ کر لیتے اور نماز پڑہا کرتے لوگون کو معلوم ہوا تو وہ آپکے پیچہے نماز پڑہنے لگے اور اونکے اور آپکے درمیان بوریا تہا آپنے فرمایا اوتنا عمل کرو جتنے کی تم طاقت رکہتے ہو کیونکہ اللہ جل جلالہ ثواب دینے سے نہین تہکتا اور تم تہک جاتے ہو بیشک اللہ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جاوے اگرچہ تہوڑا ہو پہر آپنے وہان نماز پڑہنا چہوڑ دی اور کبہی نہ پڑہی یہانتک کہ اللہ تعالی نے آپ کو دنیا سے اوٹہا لیا اور آپ جب کوئی کام کرتے تو استقلال سے کرتے (یعنے ہمیشہ یہ نہین کہ چار دن کیا پہر چہوڑ دیا) ابن ماجہ کی روایت مین اتنا ہی ہے کہ آپکے پاس ایک بوریا تہا دن کو اوسکو بچہاتے اور رات کو اوسکی آڑ کرتے اوسکی طرف نماز پڑہتے تہے (۱۰) ابن ماجہ نے حسن عرنی سے ابن عباس پاس ذکر ہوا کون سی چیز نماز توڑ دیتی ہین لوگون نے ذکر کیا کتے اور گدہے اور عورت کا ابن عباس نے کہا تم بکری کے بچہ

سکے باب مین کیا کہتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز پڑہ رہے تہی تو ایک بکری کا بچہ آپکے سامنے سے گذرنے کو ہوا آپ اوس سے پہلے قبلے کیطرف بڑہ گئی (اور اوسکی راہ بند کردی) یا اللہ تیرا شکر کس زبان سے ادا کرون کہ تو نے مجہہ ضعیف ناتوان روسیاہ گنہگار کے ہاتہہ سے اپنے رسول اکرم حبیب معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کا دوسرا پارہ بہی تمام کرایا یا اللہ اسیطرح سے تمام کرادے ساری کتاب کو اور قبول فرمالے اسکو اور بخشدے اسکی وجہ سے مجہہ کو اور میرے والدین اور میرے تینون بہائیون مولوی حاجی بدیع الزمان اور مولوی فرید الزمان اور مولوی سعید الزمان مرحومین کو اور میرے تمام اوستادون اور مشائخین اور میرے تمام عزیزون کو اور تمام مومنین اور مومنات کو خصوصاً اوسکو جو باعث ہوا اس کتاب عظیم النصاب کے پارہ اول اور پارۂ دوم کے ترجمہ کرانے کا یا اللہ معاف کر گناہ اسکے اور بخشدے اسکو اور رحمت کر اسپر اور کر مہمانی اسکی جنت مین یا اللہ بخشدے اسکو جسنے چہاپا اسکو اور جسنے لکہا اور جسنے پڑہا اور پڑہایا اسکو آمین یا رب العالمین ۔ تمام ہوا مسودہ اس پارے کا ۱۲ جمادی الاخرے ۱۳۰۷ھ روز چہارشنبہ چاشت کے وقت شہر حیدرآباد دکن مین و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

اللہ جل جلالہ کا شکر ہے کہ تسہیل القاری شرح اردو صحیح البخاری معہ شرحین فتح الباری و قسطلانی و نیل الاوطار کا دوسرا پارہ تالیف کیا ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ دوران مولوی وحید الزمان صاحب کا پروردگار انکی عمر مین برکت دے اور جمیع آفات دینی اور دنیوی سے اپنے حفظ و امان مین رکھے اور اس تمام کتاب عظیم الصفات کے پورا کرنے کی انکو توفیق بخشے اس مسکین شیخ محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع صدیقی لاہور بازار کشمیری کے اہتمام سے ماہ صفر ۱۳۰۹ھ ہجری مین لباس طبع سے مزین ہو کر عاشقان حدیث کے لیے مژدۂ جان و ایمان ہوا اللہ تبارک و تعالے اسکو قبول فرماوے اور اسکے تیسرے پارے کے تمام کرنیکی توفیق بخشے

صحت نامہ پارہ دوم تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۳	مونہون	موہون	۵۴	۲۲	ثمودنے	محمودنے	۱۰۴	۶	آتا	آتاہے	۱۴۸	۱۱	گنتی تہین	گنتے تہے
〃	۱۳	مونہودت	موہوت	۵۵	〃	سناکچہ سنا	کچہہ سنا	۱۱۲	۲۳	بوداؤد	ابوداؤد	۱۵۰	۱۴	رہہے	رہے
۴	۳۱	نکمالا	نکالا	۵۶	۵	اونہون	انہون نے	۱۱۵	۱۵	مصرمی	مصری	۱۵۱	۳	کرسے	کرے
۹	۱۵	اتعال	افعال	۶۲	۱۵	والمنسوح	والمنسوخ	۱۲۷	۶	انہون	انہون نے	۱۵۴	۱	ذکرکرتے	ذکرکرتے تہے
۱۲	۲۱	روایت ابن سیرین	روایت ہے ابن سیرین	۶۵	۶	نےنہی	نے بہی	〃	۲۱	حمہ	حمنہ	〃	۴	گنتی تہین	گنتے تہے
۱۵	۲۲	کے لی تہا	کے لیے تہا	۶۷	۷	[illegible]	[illegible]	۱۲۸	۶	شتخص	شخص	۱۵۶	۱۹	ہوتین	ہوتے
۱۷	〃	باپ مین	باب مین					۱۳۰	۹	گلی ہو	لگی ہو	〃	〃	〃	〃
۱۸	۱۴	کرتا	کرنا	۶۹	۱	زرامنہ	نذر مستہ	۱۳۱	۱۴	اوزرکولے	اوراسکولے	〃	۲۰	ہوجاتین	ہوجاتے
۱۹	۵	کئی اقوال	کی اقوال	〃	۲	ابوحلیفہ	ابوحنیفہ	۱۳۴	۵	روایت مین	روایت مین ہے	۱۵۷	۱۵	لگاتی تہین	لگاتے تہے
〃	۱۳	رگڑپیہر	رگڑاپیہر	۷۳	۱۶	سیرے	میرے	〃	۱۴	جاتا	جاتاہے	۱۶۰	۱۷	تہین	ہتے
〃	۲۱	سجاست ہے	نجاست ہے	۷۳	۴	روایث	روایت	۱۳۶	۲۲	سالم عبداللہ	سالم بن عبداللہ	〃	〃	کرتی تہین	کرتے تہے
۲۱	۲۲	ابن المسب	ابن المسیب	۷۵	۶	ابوذرعہ	ابوزرعہ	۱۴۱	۲	سترکرتین	منع کرتے	۱۶۱	۸	مولا	مولی
۲۳	۲	[illegible]	[illegible]	۸۰	۲۱	ایک	ایک دن مین	〃	۱۴	کرتی تہین	کرتے تہے	〃	۱۷	ضنیف	صفت
				۸۲	۱۹	بیجا	کہلا بہیجا	〃	۱۵	کرتی تہین	کرتے تہے	۱۶۲	۱۹	رویت	روایت
۲۶	۹	رلت کا	رات کا	۸۳	〃	یہانتک	یہانتک کہ	۱۴۲	۱۱	اولیا	اور ایسا	〃	۲۰	نسحون	نسخون
۲۷	۲۰	وضوکرے	وضوکر	۹۵	۱۷	بائی	باقی	〃	۱۱	دوسرکے	اور دوسرے	۱۶۵	۲	مغطائی	مغلطائی
۲۹	۵	مؤالف	مؤلف	۹۸	۸	وصو	وضو	۱۴۶	۲۳	ابوالطیب	ابوالطیب	〃	۱۳	بیٹی	بیٹی
〃	۷	کاازر	کااثر	〃	۲۰	اس اثرکے	اس اثرکے	۱۴۰	۱۱	گنتی تہین	گنتے تہے	۱۶۶	۸	ہبن	ہین
۳۵	۲۳	موادبر	سوادبر	۱۰۱	۲۳	الی الاسودکی	الی الاسود سے انکی	〃	۲۳	جانتی تہین	جانتے تہے	〃	۲۳	گمان اور	گما اور
۳۶	۱۵	بکاتی تہا	کافی تہا	۱۰۲	۱۳	ایپام	ابہام	۱۴۸	۱	سمجہتی تہین	سمجہتے تہے	۱۶۷	۲	معازی	مغازی
				〃	۲۴	ہوااپنے	ہوا اپنے	〃	۲	سمجہتی تہین	سمجہتے تہے	〃	۴	عزوہ	غزوہ
۵۴	۵	تشرم	توشرم	۱۰۳	۱۲	باقی۔	باقی	〃	۹	گنتی تہین	گنتے تہے	۱۷۱	۹	وسب	توسب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۲	۱	ہم کنجیان	تمام کنجیان	۲۱۵	۱۵	سعید	صعید	۲۴۴	۱۸	یدلہ	بدلہ	۲۵۷	۱۴	ہوجاوین	ہوجاوین
۱۶۵	۱	نمار	نماز	۲۱۷	۱	مین تہا اور سفر بحر	مین تہا	۲۳۶	۵	کردین تہمین	کردین تمہین	〃	۱۵	دلیل	دلیل الی
۱۶۶	۱۱	[illegible]	ابو طالب اور طاؤس	۲۲۰	۵	ملأ اعلی	ملأ اعلے	۲۳۷	۲	ہمزہ لمزہ	ہمزۃ لمزۃ	۲۵۸	۱	ہاتہہ	ہاتہہ
۱۸۳	۱۸	خباب	خباثت	〃	۸	رنیک	زنیک	۲۴۰	۱۱	مین	مین سے	〃	۴	گفتکو	گفتگو
۱۸۹	۱۲	اسکی	اسکے سوا	〃	۱۵	وہ بہی	وہ بہی	۲۴۲	۱	چاہے	چاہیے	۲۵۹	۱۹	محیان	محبان
۱۹۳	۳	اگر بہ	اگر یہ	۲۲۱	۱۵	نوحلکا	یہ تہلکا	۲۴۴	۱۱	چہرہ سے	چہرے سے	۲۶۲	۲۲	خاوندکسی	خاوند کے
۱۹۴	۱۴	چہوڑدینی	چہوڑدیتے	〃	۲۱	اور ایک	اور ایک	۲۴۵	۱۶	نسائی	نسائی	〃	۲۳	یہ دونو	یہ دونون
۱۹۶	۹	چڈون	چڈہون	۲۲۲	ہندسہ	۱۲۲	۲۲۲	۲۴۸	۲	ٹہٹی	ٹہنی	۲۴۴	۱	اور صحیح کہا اور صحیح کہا اسکو	اور صحیح کہا اسکو
〃	۱۳	مولف	مولف نے	〃	۶	تاثیر	تاثیر	〃	۶	کرے	کرے	۲۸۴	۱۴	بیٹھے	لیٹے
〃	۶	بیان	بیان کیا	〃	۱۲	پایا	پایا	〃	۱۶	پانی	پانی	۲۸۶	۱۶	سامنی آتی	سامنے آتی
〃	۲۳	رخصت	رخصت	۲۲۳	۶	اور اسکے	اور آرام کے	〃	۱۸	ہوجاویگی	ہوجاوینگے	۲۸۷	۱۱	پانسے	پاسے
۱۹۸	۳	تخرجہ	تخریج	〃	۱۹	تخیف	تخفیف	۲۴۹	۳	پہر فرماویگا	پہر فرماویگا	۲۸۸	۹	تمہارے	تمہاری بابر
۱۹۹	۱	مکرجب	مگر جب	۲۲۴	۱۶	کاوی	کوئی	۲۵۰	۲۳	بہر دیگا	پہر دیگا	〃	۱۴	پرہ	پردہ
۲۰۱	۱۳	بہونکا	بہونکا	۲۲۵	۱۶	ثابت ہے	ثابت ہے	۲۵۱	۱	عباده	عیاده	۲۹۱	۱	آتے	آئی
۲۰۲	۱۵	مار	مار	۲۲۷	۳	گردن	گردن	〃	۱۴	چاہتا ہے	چاہتا ہی	۲۹۵	۱۲	[illegible]	بیٹے ہین
		نافع سے انہون نے	نافع اور سے	〃	۱۷	قتل سے ہوا ہین	قتل سمین سے	۲۵۲	۲	گناہون کا	گناہون کے	۲۹۹	۱	کہرے	کہڑے
〃	۱۲	انہون	انہون نے	۲۲۸	۱۳	بیٹہہ	بیٹہہ	۲۵۳	۹	بیٹہے	بیسے	〃	۹	ملیکہ	ملیکہ نے
		ابراہیم کرے	ابن عباس کرے	۲۲۹	۱۲	نسبت	نسبت سے	〃	۱۴	اصحاب پر	اصحاب سے	〃	۲	متعد ہو	متعدد ہو
۲۱۳	۳	المعرفت	المعرفة	۲۳۰	۲	فبول	قبول	〃	۲۲	کپڑا	کپڑا	۳۰۲	۳	ہوتی ہے	ہوتی تہی
〃	۹	جنازے	جنازے	۲۳۱	۱	دمہ	ذمہ	۲۵۴	۶	البوب	ابواب	۳۰۴	۶	زینت	زینت
〃	۱۶	اگردفعۃ	اگر سے دفعۃ	۲۳۲	۱	شاکرد	شاگرد	۲۵۵	۹	اونہون	اونہون نے	〃	۲۱	بوریے	بوریے پر
۲۱۴	۱۳	گہرچا	گہرچا	۲۳۳	۱۵	چاہے	چاہیے	۲۵۶	۲۳	عورت	عورت کو	〃	۲۲	مین سے	مین سے ہین
۲۱۵	۱۱	فوت	خوف	۲۳۴	۱۱	کرلین	کرلینگے	۲۵۷	۱	جوان	جوجوان	۳۰۷	۱۳	مین سے	مین سے ہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۸	۲	تکلفت	تکلیف	۳۵۲	۲۲	یلتعہ	بلتعہ	۴۰۰	۵	ئمین	مین	۴۵۵	۶	جاتی ہے	جاتی ہین
ے	۱۴	باوجہ	باوجود	۳۵۳	۱۰	اومسجدون	اور مسجدون	〃	۱۳	اوسنکو	اوسکے	۴۵۶	۲	تیری	میری
صمہ	حاشیہ	ٹبکا	ٹپکا	۳۵۴	۳۰	ہوسکتاہی	ہوسکتاہے	〃	۲۰	پیکاں	پیکان	۴۵۷	۱۴	دیوارتہی	دیوارنہتی
ے	۱۳	لنگا	لٹکانا	۳۵۷	۱۳	تباتے	بناتے	〃	۲۲	کناکیا	کہاکیا	〃	۱۹	عباسؓ	عباسؓ
〃	۲۰	مین امام احمدنے	مین اور امام احمدؒنے	۳۵۹	۴	مین	مین ہے	۴۰۱	۶	تماشنے کا	تماشنے کا	۴۵۸	ہندسہ	۱۵۸	۴۵۸
ے	۶	کپڑا	کٹڑا	〃	۱۰	مہاجرن	مہاجرین	۴۰۲	۱۸	والبلتہ	واللیالتہ	۴۶۰	۱۳	اوسکے	اونکے
۳۱۵	۱۲	ہان	ہان ہے	۳۶۴	۲۳	نمازے	نمازسے	۴۰۳	۱	دروازے پر	دروازے پر	۴۶۱	۹	عنزدہ	غنزہ
〃	۱۷	حذوا	خذوا	۳۶۵	۱۳	پشبی	پشتی	۴۱۳	۴	دوچراغون	دوچراغون	〃	۱۲	بتری	تری
۳۱۷		السدیہی	السدیہ ہے	۳۷۱	۱	اتفاقاً	اتفاقاً	۴۱۹	۱۰	بی حادرد	ابی حدرد	۴۷۱	۱۱	اور اسامہ	اور اسامہ
۳۲۳	۱۳	آرل	قول	〃	۳	یمن	مین	〃	۱۲	بہین	ہین	۴۷۲	۳	ہوتاہے	ہوتی ہین
۳۲۴	۳	تمار	نماز	۳۷۴	۱۴	فیرابدا	فیہ ابدا	۴۲۶	۱۳	اوتناہی	اوتنی ہی	۴۸۱	۸	گذرنیوالا	گذرنیوالا
۳۲۷	۲۰	انتظام	انتظام	۳۷۹	۵	خوفنے	خوفسے	۴۴۲	۱	صفروات	صفراوات	۴۸۶	۱۹	آیپ	آپ
۳۲۹	۱۲	اومرو	اورمرد	〃	۲۳	قسطلانی	قسطلانی	〃	۲۲	درسجدہیشا	اورسجدہیشہ	۴۸۸	۲۲	بن حرسلہ	بن حرملہ
〃	۱۶	گہوین	گہومین	۳۸۴	۱۰	پیداہوا	پیداہو	۴۴۳	۱۳	گہرون مین	گہرون مین	۴۹۱	۱۰	کتا اور گدہا	کتے اور گدہے
۳۴۳	۱۹	سسجد	مسجد	۳۸۵	۵	الیساہی	السیالکوٹی	۴۴۵	۲۲	سیلیے	کیلیے	۴۹۲	۳	ردہوا	ردکیا
۳۴۳	۱۳	انتہائی	انتہی فی	۳۸۷		ددبولے	وہ بولے	۴۴۹	۱۶	زبینین	زبینین	۴۹۷	۷	ترمذی	ترمذی نے
۳۴۴	۶	ہی حبیب	ہے حبیب	۳۹۱	۵	اسی کو	اسی کو ہی	۴۴۰	۱	خوشخبردی	خوشخبری دی	۴۹۸	۱۲	بہادیے	بہادیتے
〃	۱۹	بعدالسکے	بعداوسکے	〃	۱۱	اعتقاف	اعتکاف	〃	۱۱	بینے	بین نے	[illegible]			
۳۴۸	۱۸	دقن	دفن	۳۹۳	۱۶	ڈال	ڈالا	۴۴۱	۳	اگرجلیا	اگرچلیگا				
۳۴۲	۷	آپینے	آپنے	۳۹۶	۴	اجرہے	اجرہے	۴۴۶	۱۳	طبرانیہ	طبرانی نے				
۳۴۵	۰۸	ہجور	کہجور	〃	۲۱	[illegible]	[illegible]	۴۴۷	۱	سجدسے	مسجدسے				
۳۴۷	۱	دفتری	دوسری	۳۹۷	۱۷	باتابیون	تابعیون	۴۵۰	۶	فاعدہ	قاعدہ				
۳۵۱	۲۱	کرتا	کوتا	۳۹۹	۱۹	خلاقت	خلافت	۴۵۲	۲۲	مسجدکے	مسجدکا				

اعلان

شائقین حدیث نبویہ طالبان طریق محمدیہ کی خدمت میں التماس ہے
کہ کتاب تسہیل القاری شرح اردو صحیح البخاری کا تیسرا پارہ تالیف کیا
ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ دوران جناب مولوی وحید الزمان صاحب
کا اللہ تعالیٰ انکی عمر دراز کرے اور جمیع آفات دینی اور دنیوی سے اپنی حفظ و امان
میں انکو رکھے اور اس تمام کتاب عظیم الصفات کی پورا کرنے کی توفیق بخشے مطبع
صدیقی لاہور میں بہت جلد چھپنا شروع ہونیوالا ہے اور نیز مژدہ ہو کہ کتاب
ہدایت مآب غنیۃ الطالبین و فتوح الغیب دونو کتابیں تصنیف لطیف
مقبول بارگاہ ربانی محبوب سبحانی ولی کامل حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز علیہ الرحمۃ والغفران کی اصل کتاب عربی اعراب
لگائی گئی متن میں اور ترجمہ اردو اسکا بین السطور میں اور فتوح الغیب اصل کتاب
عربی اعراب لگائی گئی معہ ترجمہ اسکے حاشیہ پر بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ
مطبع صدیقی لاہور میں چھپی ہے بھائی مسلمانوں کو بنظر
خیر خواہی اطلاع دی گئی ہے فقط